

دسمبر 2009ء

اردو انگریزی

کثر الایمان

ماہنامہ

لاہور

ختم نبوت نمبر

مدیر اعلیٰ
محمد نعیم طاہر رضوی

بیابان حکیم ہاست حضرت
حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ

مدیر مسؤول: **محمد نعیم طاہر ضوی**

مدیر: محمد رضوان قادری

نائب مدیران محمد نقاش علی رضوی

احسن شیخ

مدیر النظامی : ڈاکٹر محمد جمیل

مدیر ترسیل : محمد خرم خان

ہدایہ اشتہارات : محمد علی قادری

انتظامیہ: راشد علی رضوی

محمد نديم محمد سلطان الكرام

محمد را حیل قاوری

زیر تعاون:

4/25 6/25

سوال: (عام)

سوال 2 (مجموعہ کے لئے ہدایت ہے) 300 روپے

ساحیات (پاکستان) 6000

دیگر ممالک

۲۱۶ ۱۳۵ امریکی ڈالر

250 امریکی ڈالروں پر

A135 ۱۳۵۷ هـ

۱۱۳۰ *پروپاگنڈا اور عوامی حلقہ*

A120 2012.13.11.13.22

سر میل نذر اور لوا رتی و استحقاقی امور میں حلال و حرام کا یہ ہے:

کاملاً آزاد ہے۔

54810 پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر

ادارہ اکنز الایمان الکوانٹ نمبر 71-5685 حبیب بینک والہ پور ٹرسٹ پاکستان

ختم نبوت نمبر
گزار الايمان

ذی الحجہ 1430 ۱۰ دسمبر 2009ء، شمارہ 12، جلد 19

مجلس الدار

- مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی
- ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
- ڈاکٹر ارغیب حسین نعیمی

مجلس مشاورت

قیمت
موجودہ شماره
400
روپے

- سید اویس علی سہروردی
- محمد طارق فاروقی رضوی
- حافظ محمد شعیب

Tel: 0092-42-36680752, 36681927

Mob: 0092-333-4284340

Fax: 0092-42-35710581

kanz ul iman@hotmail.com

Www.kanzuliman.org

پرنسٹن: محمد نسیم چاچا پر منٹنگ پولیس صدر لاہور چھماکائی

حکومت پنجاب کے سرکار نمبر S-O(A-IV) 4-5-96 کے تحت سکولوں، ٹیکنیکل اداروں اور پبلک لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

حسن ترتیب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	خدائے شہد زمن حمد	راجا رشید محمود ج
2	دامن کرم نعت	حضرت مفتی محمد اختر رضا خان ج
3	حسن سراپا نعت	مقصود احمد بسم ح
4	قطعہ تاریخ اشاعت	سید عارف محمود چچور رسوی خ
5	انتساب	محمد نعیم طاہر رسوی ڈ
6	اسلام اور غدار وطن	محمد نعیم طاہر رسوی ز
7	تقریظ	حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی 1
8	تقریظ	حضرت مفتی محمد جمیل احمد نعیمی 2
9	تقریظ	حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی 3
10	پیش گفتار	حضرت علامہ محمد شہزاد مجددی 5
11	مقدمہ	حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی 7
12	تقدیم	صلاح الدین سعیدی 13
13	مقام نبوت	حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ 17
14	شان حبیب الرحمن	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ 26

ماہنامہ گفتار الایمان کے خصوصی شمارے

نمبر شمار	نام شمارہ	صفحات	تاریخ اشاعت
1	تحریک خلافت و ترک موالات نمبر	112	نومبر 1994ء
2	تحریک پاکستان نمبر	264	اگست 1995ء
3	پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی شہید نمبر	40	جنوری 1996ء
4	ختم نبوت نمبر	112	ستمبر 1997ء
5	قائد اعظم نمبر	160	ستمبر 1998ء
6	حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نمبر	80	مئی 1999ء
7	چودھری حمایت علی شہید نمبر	112	دسمبر 1999ء
8	حکیم محمدوی امرتسری نمبر	304	جنوری 2001ء
9	قائد ملت علامہ شاہ احمد نورانی مجدد نمبر	288	فروری 2004ء
10	انٹرنیشنل سٹی ڈائریکٹری نمبر	480	مارچ 2004ء
11	حضرت سید امیر شاہ گیلانی مجدد نمبر	64	جنوری 2005ء
12	غازی محمد اسحاق شہید نمبر	64	جون 2005ء
13	تحفظ ناموس رسالت نمبر	520	جون 2007ء
14	ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید نمبر	256	جولائی 2009ء

15	قرآن مجید اور ختم نبوت	قاری ریاض احمد فاروقی	30
16	ختم نبوت کے موضوع پر چھل حدیث	ڈاکٹر محمد سلطان شاہ	36
17	خاتم النبیین	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	49
18	ختم نبوت	علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	52
19	دلائل ختم نبوت	علامہ قاری محمد طیب نقشبندی	72
20	ختم نبوت اور کاذب مدعی نبوت	راجہ رشید محمود	94
21	ختم نبوت پر عقلی دلائل	محمد نعیم طاہر رضوی	109
22	انگریزی نبی	اعجاز احمد (نومسلم، سابق قادیانی)	115
23	اسلام کا بدترین مجرم	محمد امجد کمبوہ	121
24	قادیانیوں کے گندے کفریہ عقائد	علامہ حافظ غلام حسین کلیاوی	146
25	میرا قبول اسلام	عرفان محمود برق (نومسلم سابق قادیانی)	171
26	مرزا قادیانی ایک جعلی حکیم خطرہ جان	عرفان محمود برق	177
27	کیا مرزا قادیانی عورت تھی؟	حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	185
28	نوکر و بیوی دا	محمد گوہر الطاف	190
29	مرزا قادیانی ایک بین الاقوامی بے حیاء	قاری ریاض احمد فاروقی	197
30	قادیانیوں کی پوشیدہ سازشیں۔۔۔۔۔ بے نقاب	میر محمد افضل خان	207
31	تھالی کا بیٹھن	اشتیاق احمد	212
32	مرزا قادیانی کا تعارف	علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	226
33	مرزا قادیانی کا نکات کا سب سے بڑا جہل ساز	پروفیسر حافظ محمد کمال بٹ	238
34	مرزا قادیانی کو موت کیسے آئی؟	از ابو حمزہ لاہوری	242

35	شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی	محمد طاہر عبدالرزاق	251
36	عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت	بارون الرشید	266
37	وفا	محمد طاہر عبدالرزاق	268
38	مجاہدین ختم نبوت کے ایمان افروز واقعات	محمد طاہر عبدالرزاق	274
39	مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر کیوں؟	امام احمد رضا خان <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	299
40	میں نے ربوہ میں کیا دیکھا؟	جی آرا عمران	314
41	میں نے ربوہ دیکھا	محمد شاہد	335
42	قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر ایک نظر	عرفان محمود برق	340
43	قادیانی خود کو مسلمان کیوں کہتے ہیں؟	محمد عمر حیات	349
44	قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت	مفتی محمد امین	356
45	مولانا احمد رضا خان بریلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> اور تحفظ ختم نبوت	محمد انور قریشی	368
46	رومرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ	محمد صادق قصوری	381
47	رومرزائیت میں علمائے اہلسنت کا حصہ	محمد مشتاق بخش قصوری	390
48	امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	صادق علی زاہد	400
49	قادیانیوں کا جشن صد سالہ اور ان کے شاطر خلفاء	عرفان محمود برق	415
50	آستین کے سانپ	محمد بدیع الزماں بھٹی ایڈووکیٹ	435
51	پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور معرکہ قادیانیت	محمد عبدالکیم شرف قادری	443
52	خدا دار اسلام۔۔۔ خدا وطن سر ظفر اللہ خان قادیانی	محمد بدیع الزماں بھٹی	447
53	ڈاکٹر عبدالسلام کون؟	محمد حمزہ طاہر	456
54	قادیانیوں کے بھیانک انجام	عمران محمود (نومسلم، سابق قادیانی)	461

55	مرزا قادیانی کا عبرت ناک انجام محمد بدیع الزماں بھٹی (ایڈووکیٹ)	480
56	قادیانی نواز اسلام کا موذی دشمن عمران محمود (سابق قادیانی)	481
57	قادیانیت، خطرہ، جائزہ، تجاویز جناب عبدالواسط	488
58	پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور قادیانی از یونس خٹش	402
59	آزادی کشمیر کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں حامد میر	517
60	”قادیانی۔۔۔ اسلام اور پاکستان کے خدا ہیں“ ڈاکٹر وحید عشرت	521
61	انسانی حقوق اور قادیانی جماعت پروفیسر منور احمد ملک	530
62	انھو مسلمانوں! قادیانی قرآن بدل رہے ہیں حاجی محمد امجد کبھو	535
63	تحریک ختم نبوت 1953ء کی داستان شفقت عثمانی۔ خلیل احمد رانا	543
64	تحریک ختم نبوت 1953ء کے مخالفین کے عبرت ناک انجام عاطف ندیم سندھو	570
65	قادیانی شبہات کے دندان شکن جواب ملک کاشف علی	578
66	مرزا قادیانی کی حمایت میں مرزائی دلائل کے جوابات ریاض احمد فاروقی	583
67	قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟ محمد سہیل انجم	598
68	قومی اسمبلی میں قادیانیت پر آخری ضرب شاہد امین فریدی	603
69	قادیانی مجبرات پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)	610
70	فتنہ قادیانیت (نامور شخصیات کے تاثرات) طاہر محمود بٹ	620
71	علامہ اقبال اور قادیانیت جسٹس (ر) جاوید اقبال	635
72	قادیانی امت اور پاکستان رائے محمد کمال	659
73	مصر کا معرکہ پروفیسر محمد الیاس برنی	721
74	علامہ اصغر علی رومی کی ایک علمی جھڑپ اقتباس ”رئیس قادیان“	728

75	مختلف ممالک کے عدالتی فیصلے مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی	731
76	رو قادیانیت پر کتب و رسائل کی فہرست محمد صادق قصوری	737
77	علامات ظہور مہدی حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ	744
78	مسح علیہ السلام اور مہدی دو شخصیتیں جمیل احمد نذیری	747
79	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں مولانا محمد عبداللہ	763
80	ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں محمد نعیم طاہر رضوی	777
81	حضرات شعراء کے فیصلے غلام مصطفیٰ مجددی	791
82	تحفظ ختم نبوت کی قانونی جنگ کے مجاہد اول صلاح الدین سعیدی	798
83	قادیانیوں کی شرعی حیثیت اور ان کا بائیکاٹ محمد شہین خالد	801
84	علامہ شاہ احمد نورانی اور تحریک ختم نبوت صادق علی زاہد	828
85	ختم نبوت پر رسائل و جرائد کے خصوصی شمارے محمد احمد حسن قادری	839
86	قادیانیت اور ابوالکلام آزاد راجا رشید محمود	841
87	مرزا قادیانی کی انگریز دوستی مولانا عبدالکامیم اختر شاہ جہانپوری	848
88	قادیان کا خود ساختہ نبی مولانا شاہ احمد نورانی	853
89	زندگی آقا کی جب کامل نمونہ ہوگئی شاعر نعت راجا رشید محمود	856
90	قطعہ تاریخ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری	858
91	قطعہ تاریخ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری	859
92	عقلمند ختم نبوت زندہ باد سید عارف محمود مجبور رضوی	860
93	ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا علامہ محمد اشرف آصف جلالی	862
94	نبوت کا جھوٹا دعویدار محمد ابراہیم عاجز قادری	863

خدا نے شکر میں

شاعر حمد و نعت را جا رید محمود، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”نعت“ لاہور

لب پہ ہے تحمید و توصیف و تجلیاتِ خدا
یہ ہے اک محمود تلخیصِ عنایاتِ خدا
مصطفیٰ (ﷺ) جس کی حقیقت کو سمجھ پائے فقط
ہے ورائے عقل و فہم و علم وہ ذاتِ خدا
جو خدا کے دین کی خاطر شدائد کو سہیں
اُن بھی بختوں کو ملتی ہیں مراعاتِ خدا
انفرادی، اجتماعی، جو پریشانی بھی ہو
بس علاج اس کا تو واحد ہے مناجاتِ خدا
چاہ یہ ان کی اگر تھی، تو تھی خواہش اُس کی بھی
ذاتِ سرور (ﷺ) سے ہوئی تھی یوں ملاقاتِ خدا
وہ قدیم اپنی حقیقت میں ہے اور حادث ہے یہ
جو نفی مخلوق کی ہے، وہ ہے اثباتِ خدا
عمر بھر ان کو بیاں کرنے میں کوشاں بھی رہو
مکہ میں جا کر جو پائی ہیں مراعاتِ خدا
زندگی معمول پر چلتی جو ہے محمود کی
صدقہ محبوب رب (ﷺ) ہے یا ہے خیراتِ خدا

95	مرزا غلام احمد قادیانی "علامہ اقبال" کی نظریں	864
96	ترانہ ختم نبوت	865
97	ترانہ ختم نبوت	866
98	وجاہت ختم نبوت	867
99	نقدِ اردو	868
100	آجھ کو بتاؤں، بہت غوار ہے مرزا	869
101	جھوٹا نبی	870
102	غازی ختم نبوت	871
103	تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے	872
104	تعارف کنز الایمان سوسائٹی	875

اسلام کیا ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول برحق مان کر آپ کی تمام تعلیمات کو برحق تسلیم کرنا اور ان میں سے کسی کا انکار نہ کرنا اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک بات کا انکار بھی کفر ہے۔ اسلام کے لیے تو سب کا اقرار ضروری ہے۔ لیکن کفر کے لیے سب کا انکار ضروری نہیں ہے۔ اسلام کی کسی ایک یقینی بات کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔

اسلام کا یہی معیار ہے جس پر کسی کے عقائد پرکھ کر اس کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ قادیانی اس اصول پر اسلام سے خارج ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مان کر آپ کی قطعی اثباتِ تعلیم کا انکار کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی چابی پیدا نہ ہوگا۔ اس بات کا انکار اسلام کا انکار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر بات میں سچا ہونے کا انکار ہے اور غور کیا جائے تو یہ دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہی انکار ہے۔ اسلام کے قطعی عقیدہ ختم نبوت کے یہ لوگ (قادیانی) منکر ہیں۔

دامنِ کرم

حضرت مفتی محمد اختر رضا الازہری

ترے دامنِ کرم میں جسے نیند آگئی ہے
جو فنانہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

مجھے کیا پڑی کسی سے کروں عرض مدعا میں
مری لو تو بس انہیں کے درِ جود سے لگی ہے
وہ جہان بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
مری توبہ اے خدا یہ مرے نفس کی بدی ہے

جو بچے سوال آئے مجھے دیکھ کر یہ بولے
اے چین سے سلاؤ کہ یہ بندہ نبی ہے
میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہہ دیں
کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے

میں گناہگار ہوں اور بڑے مرتبوں کی خواہش
تو مگر کریم ہے جو تری بندہ پروری ہے
تری یاد تھپکی دے کر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہو گئی ہے

اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بد نصیبیاں
چلی آکھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بیکی ہے
ترا دل شکستہ اختر اسی انتظار میں ہے
کہ ابھی نویدِ وصلت ترے در سے آرہی ہے



حسنِ سراپا

مقصود احمد تبسم (متحدہ عرب امارات)

مُشک بھرے گیسوئے محمد ﷺ
جن لوگوں کا عشق سلامت اُن کو آج بھی غارِ حرام میں
خالداک بھی جنگ نہ ہارے اُن کی جیت میں رازِ یہی تھا
حیرانی میں گم تھیں حلیہ پیار سے جب حجرِ اسود نے
کب سے غزال مرے اندر کا چاہتا ہے، ہودھتِ مدینہ
نہر جو جھکے تو یاد رہے سجدوں کا کعبہ کسے میں ہے
مظہرِ حق اور ہاتھ یز اللہ نازِ آئینہ چہرہ ضعی کا
دیکھو رفعتِ ساعدِ سیمیں دونوں جہاں کا بوجھ اٹھالیں
میرے نبی کی پنڈلی مبارک شاخِ نخلِ رحمت و نعمت
مُصنّفِ رُخِ اصحاب سے پوچھو جس کی نمازِ عشق یہی تھی
ہر سجدہ معراج کا طالب جب سے جہین شوق نے دیکھے
ظاہر تو مل مل کے دھویا باطن کا باقی ہے تنہم
تیرا طواف کریں گے فرشتے دنیا تیرے قدم پوئے گی
اُن اصحاب کی دیکھو عقیدت جو جیتے جی کرتے وصیت
اُن کی ذات میں غم ہو جاتا اپنی جاں قرباں کر دیتا
میں ہوں مریضِ عشقِ طیبو میرا علاج مجھی سے پوچھو
مجھ کو مرا مقصود ملے جب نزع کا عالم مجھ پہ ہو طاری
حسن کا مظہر روئے محمد ﷺ
آتی ہے خوشبوئے محمد ﷺ
ٹوپی میں تھے سوئے محمد ﷺ
بڑھ کر پو ما روئے محمد ﷺ
بن کے بھروں آہوئے محمد ﷺ
دل کا کعبہ کوئے محمد ﷺ
والہی گیسوئے محمد ﷺ
اتنے قوی بازوئے محمد ﷺ
لاٹانی زانوئے محمد ﷺ
دیکھتے رہتے روئے محمد ﷺ
محرابی ابوئے محمد ﷺ
لاؤ خاک کوئے محمد ﷺ
دل کو جھکا دے سوئے محمد ﷺ
رکنا کفن میں سوئے محمد ﷺ
دیکھتا جو بھی خوئے محمد ﷺ
میری دوا ہے کوئے محمد ﷺ
آ جائے خوشبوئے محمد ﷺ

قطبہ تاریخ اشاعت

”مخلص نجم اقبال محمد نعیم طاہر“

1430ھ

”اشاعت خاص جان علم ماہنامہ کنز الایمان“

2009ء

سید عارف محمود مجبور رضوی، گجرات

اس بات پر ہے مرکز ایمان کی بنا
مگر ہے جو بھی ختم نبوت کا دہر میں
مردود دو جہان ہے مرزائے قادیان
پوری ہوئی ہے اس کی خباثت کو ایک صدی
پالا گیا تھا دین میں تخریب کے لئے
لعنت برس رہی ہے ہر اک آن، ہر گھڑی
پائے گا نہ سکون کبھی بھی وہ قبر میں
مامور اس کی بیخ کنی پر ہیں اہل حق
اس باب میں رقم ہوئے تاریخی معرکے
ہر دور میں مقام رسالت مآب ﷺ پر
ہر چیز اپنی وقف کی اسلام کے لئے
رکھا ہے تاج ختم نبوت کو سر بلند

سرکار ﷺ پر ہے ختم، نبوت کا سلسلہ
واجب ہے ارتداد کی اس شخص کو سزا
کذاب ہے لعین ہے ذلت کا پیشوا
سوسال کی ہوئی ہے ذلالت کی اقتدا
انگریز کا لگایا ہوا ایک نفل تھا
پنجاب کے مسیلہ کذاب پر بجا
ہوگا کبھی نہ اس کا جہنم سے اخلا
اس روز سے کہ جب سے ہوئی اس کی ابتدا
اس ضمن میں ہیں اہل سنن، اہل حق نما
ہر اک متاع ذیست انہوں نے ہے کی فدا
خدمات دین کے لئے ان کی ہیں بے بہا
جھیلی ہے قید و بند کی ہر ایک اتلا

اونچا کیا ہے نام شہ و ختم مرسلین ﷺ
تحریری و تقریری ہر اک محاذ پر
فتویٰ کی ہو زبان یا میدان شاعری
دجال قادیان کے تردید و توڑ میں
یہ سلسلہ ہے آج بھی جاری بزور و شور
اس سلسلہ کی ایک کڑی میں ہوا ہمیں
پیش نظر خصوصی اشاعت مرے ہے آج
دیتی ہے یہ پیام نبی ﷺ کے غلام کو
ہوش و خرد سے کام نہ رکھ اس مقام پر
بانے جہاں میں خاص اشاعت عقیدتیں
کھلتے ہیں اس سے عشق محمد ﷺ کے گل کدے
تازہ ہوئی ہے اس سے عقیدت کی داستاں
پرکھیں گے اس سے دودھ اور پانی کا ہم فرق
تاریخ حفظ ختم نبوت کے باب میں

جاں سے گزر کے پائی غلامی کی انتہا
رکھا ہے بند ناطقہ مرزا کا جا بجا
پیش نظر رہی ہے سرکار ﷺ کی رضا
ہے تابناک طرز عمل اہل دین کا
جو کہ شروع ہوا تھا بدست شہ رضا رحمۃ اللہ علیہ
نمبر بنام ختم نبوت بجا عطا
کرتی ہے عام ختم نبوت کی جو ضیاء
خرمت پہ شاہ دین ﷺ کی تو جان و دل لٹا
کر سر قلم حضور ﷺ کے ہر بد زبان کا
دکھلا رہی ہے عزم و عمل کا یہ ارتقاء
ملتی ہے اس سے دامن محبوب ﷺ کی ہوا
روشن یہ کر رہی ہے چراغ رو وفا
پائیں گے اس سے اہل نظر روح کی غذا
ہے از سر اہم یہ ”بلند پایہ تذکرہ“

1430ھ=1+

مجبور بار دیگر اشاعت کا سال کہہ ٹو

”نفع سان ختم نبوت“ کہہ بر ملا

2009ء

پٹائی ۔ نارودال میں ختم نبوت کا جلسہ ہو رہا تھا۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ
جلسہ سے خطاب فرما رہے تھے۔ حاضرین گوش بر آواز بیٹھے تھے کہ نارودال کا ایک منہ
پٹ قادیانی جلسہ کے ایک کونے سے کھڑا ہو کر بک بک کرنے لگا۔ لوگوں نے اسے وہیں
ابوج لیا اور بیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت امیر ملت ”سنج“ سے نیچے اترے اور آپ نے اپنے
ہاتھوں سے اس مردود کی پٹائی کی۔

اسلام اور وطن کے غدار

تاریخ عالم اٹھا کر دیکھئے۔ کفر نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہمیشہ ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ وہ کون سا جال ہے، جو اسلام کو مقید کرنے کے لئے استعمال نہ کیا گیا۔ وہ کون سی خطرناک سازش ہے، جو اسلام کی گردن کاٹنے کے لئے تیار نہ کی گئی۔ وہ کون سا تنگ انسانیت حربہ ہے، جو اسلام کے تار و پود بکھیرنے کے لئے استعمال نہ کیا گیا۔ وہ کون سی درندگی ہے جس کی مشق سینہ اسلام پر نہ کی گئی۔ وہ کون سے مولناک مظالم ہیں، جو اسلام کے نام لیواؤں پر روا نہ رکھے گئے۔ لیکن جب ہندوستان پر فرنگی استعمار قابض ہو چکا تھا۔ مسلمان غلامی کی آگنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ کفر نے اسلام پر ایک نیا، نرالا اور اچھوتا حملہ کیا۔ ایک خوفناک سازش تیار ہوئی۔ ایک بھیانک منصوبہ بنا۔ جس کے تحت اسلام کو اسلام کے نام پر لوٹنے کا پروگرام بنا۔ نبی اکرم جناب محمد عربیؐ کو آپؐ کے نام پر لوٹا جائے۔ قرآن کو قرآن کے نام پر لوٹا جائے۔ احادیث کو احادیث کے نام پر لوٹا جائے۔ حج کو حج کے نام پر لوٹا جائے۔ مکہ اور مدینہ کو مکہ اور مدینہ کے نام پر لوٹا جائے۔ اسی طرح دیگر اسلامی شعائر و اصطلاحات کو انہیں کے نام پر غارت کیا جائے۔ کفر نے اپنے اس خاص ایکشن کو ”قادیانی ایکشن“ کا نام دیا اور اس کی قیادت ایک تنگ دین، تنگ وطن، تنگ انسانیت اور تاریخ انسانیت کے بدترین شخص مرزا قادیانی کو سونپ دی گئی۔ کفر نے اپنا کفریہ لباس اتارا۔ کفریہ ہتھیار توڑے۔ چہرے سے کفریہ نشان مٹائے۔ کفریہ عادات و اطوار ترک کئے۔ کفریہ چال اور کفریہ رنگ ڈھنگ ختم کیا۔ کفر نے اجلا اسلامی لباس پہنا۔ چہرے پر داڑھی سجائی۔ ماتھے پر محراب ابھارا۔ سر پر عمامہ رکھا۔ ہاتھ میں تسبیح پکڑی۔ لیوں پر قرآن کی آیات سجائیں۔ زبان پر اسلامی وعظ جاری کی۔ اور بغل میں دو دھاری چھری رکھی۔ اور مسلمانوں میں ٹھس گیا اور ایسا کھل مل گیا کہ پہچان مشکل ہو گئی۔

پھر کفر نے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ کفر مختلف جگہوں پر اسلامی جلسے اور دینی اجتماع کرنے لگا۔ عیسائیوں اور ہندوؤں سے مناظرے ہونے لگے۔ اسلامی کتابیں چھپنے لگیں۔ اسلامی لٹریچر پورے ہندوستان میں تقسیم ہونے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی سادہ لوح مسلمان مرزا قادیانی کو ایک اسلامی رہنما سمجھ کر اس کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔ یعنی مرزا قادیانی کی دکان نبوت پر پیشاب کی بوتل آب زم زم کا لیبل لگ کر بکتے لگی۔ کتے کا گوشت بکرے کے گوشت کے نام پر فروخت ہونے لگا۔ زہر تریاق کے نام پر بکتے لگا۔ شیطنتِ رحمانیت کے نام پر فروخت ہونے لگی اور جہنم، جنت کے نام پر بکتے لگی۔

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو مجاہد ختم نبوت، مجددِ ملت
ضیغم اسلام، قائد ملت اسلامیہ، امام انقلاب

عبداللہ

حضرت علامہ

الشاہ احمد نورانی صدیقی

(سابق صدر جمعیت علماء پاکستان)

اور

شہداء ختم نبوت

کے نام کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

محمد نعیم طاہر رضوی

مدیر اعلیٰ۔ ماہنامہ ”کنز الایمان“ لاہور

لبروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل بھی ہے
اللہ رے دیکھئے اسیری بلبل کا اہتمام
سیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

جھوٹی نبوت کے موجد انگریز نے 1947ء میں سرزمین ہندوستان سے انتقال کیا لیکن بانی پاکستان محمد علی جناح کی وفات کے بعد گورے انگریز کے جانشینوں نے کاروبار حکومت سنبھال لیا۔ انہوں نے پاکستان میں قادیانیت کو فنی بنیادوں پر استوار کیا اور قادیانیوں کے مشن اردو کو چلانے کے لئے راستہ ہموار کیا، انہیں کلیدی عہدوں پر بٹھایا گیا اور ہر طرح کی مراعات دی گئیں۔

1974ء میں قادیانیوں نے ریوہ ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر ختم نبوت۔ زندہ باد کے نعرے لگانے پر حملہ کر دیا۔ طلباء نے اپنی الگ یوگی بک کر رکھی تھی اور یہ طلباء شالی علاقہ جات کی سیر سے واپس آرہے تھے۔ قادیانی فتنوں نے طلباء کی یوگی کے دروازے اور کھڑکیاں توڑ کر انہیں جانوروں کی طرح کھینٹتے ہوئے باہر نکالا اور ان پر وحشیانہ تشدد کیا۔ یہ خبر ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف زبردست تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس تحریک میں عاشقان رسول عربی نے عشق و محبت کے ایسے باب رقم کئے جنہیں زمانے کی گردش میل و مہار کبھی نہ مٹا سکے گی۔ مسئلہ قومی اسمبلی میں پہنچا۔ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی تحریک پر قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ 7 ستمبر کو مسلمانوں نے ایسی خوشی منائی کہ ایسی خوشی شاید انہوں نے گزشتہ پوری صدی میں نہ منائی ہو۔

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا۔ گویا اب قادیانی آئینی کافر بھی بن گئے۔ لیکن قادیانی نہ پارلیمنٹ کے فیصلے کو مانتے ہیں اور نہ آئین کو۔ وہ آج بھی بڑی ڈھنائی سے خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ملک کے کلیدی عہدوں پر قابض ہیں۔ پورے وطن میں این جی اوز کی صورت میں ان کا جال پھیلا ہوا ہے۔ تعلیم، صحت، معاشی مراعات اور فلاح عامہ کے نام پر مسلمانوں کو مرتد بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان کے راز پاکستان کے دشمنوں کو پہنچانا ان کا فرض اولین اور نعوذ باللہ پاکستان کا ختم ہو جانا ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔ اسی لئے مصور پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال رضی اللہ عنہ کے مزار سے یہ صدا آ رہی ہے۔ "قادیانی اسلام اور وطن کے غدار ہیں" غدار تو ایک ہی کافی ہوتا ہے۔ یہ کلیدی عہدوں پر بیٹھے ہزاروں غدار کیا گل کھارہے ہیں؟ یہ ایک ہولناک اور خوفناک باب ہے۔

اہل وطن! جب چہستان وطن میں جگہ جگہ سانپوں کی ملیں بنی ہوں اور ہر مل کا نکشن اسرائیل، بھارت اور امریکہ سے جاملتا ہو۔ تو پھر اہل وطن تم کس طرح سلامت رہ سکتے ہو؟

مسلمانو! ہر قادیانی کا مذہبی عقیدہ ہے۔ کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا۔ اکھنڈ بھارت بنے گا۔ اس لئے ہر قادیانی پاکستان کا غدار ہے۔ ہر قادیانی کا وجود پاکستان کے لئے خطرہ ہے۔ جب تک پاکستان میں قادیانی موجود ہیں۔

پاکستان کو استحکام نہیں مل سکتا۔ پاکستان میں امن و سکون قائم نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں فرقہ واریت کی جنگ ختم نہیں ہو سکتی۔

پاکستان میں اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی۔ پاکستان بیرونی طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بننے سے نہیں بچ سکتا۔

کسی گاؤں کے کنویں میں کتا مر گیا۔ لوگ گاؤں کے مولوی صاحب کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا۔ مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا کہ کنویں کا سارا پانی نکال دو۔ لوگوں نے سارا پانی نکال دیا۔ پانی نکالنے کے بعد لوگ دوبارہ مولوی صاحب کے پاس آئے۔ اور انہیں بتایا۔ کہ ہم نے سارا پانی نکال دیا ہے۔ اور کنویں میں جو نیا پانی آیا ہے۔ اس میں سے یہ پیالہ بھر کر آپ کے لئے لائے ہیں۔ کہ سب سے پہلے آپ پانی پیئیں اور اس کے بعد ہمیں پینے کی اجازت دیں۔ مولوی صاحب نے پانی پینے کے لئے پیالہ منہ کے قریب کیا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ پیالے میں کتے کے بال تیر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے پیالہ پرے رکھ دیا۔ اور لوگوں سے پوچھا "کیا تم نے کنویں کا سارا پانی نہیں نکالا تھا؟"

"سارا پانی نکال کر باہر پھینک دیا تھا؟" سب نے جواب دیا۔

"کتا کہاں پھینکا تھا؟" مولوی صاحب نے پوچھا۔

"کتا تو کنویں میں ہی پڑا ہے۔ کتے کے بارے میں تو آپ نے کچھ کہا ہی نہیں تھا" سادہ لوح لوگوں نے جواب دیا۔

مولوی صاحب ان کی اس سادہ لوحی پر بیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔

عزیز مسلمانو! انگریز جاتے ہوئے پاکستان کے کنویں میں "قادیانیت" کا کتا پھینک گیا ہے جس سے پورے ملک کی آب و ہوا میں بد بو بونفٹ پھیلا ہوا ہے۔ ہم بار بار بد بو سے تنگ آ کر کنویں کا سارا پانی تیار بار نکالتے ہیں۔ لیکن قادیانیت کا کتا نہیں نکالتے۔ ہم ہزار جن کر لیں۔ جب تک یہ کتا پاکستان کے کنویں سے نہیں نکلے گا، پاکستان کی آب و ہوا کبھی صاف نہیں ہوگی۔

اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے قادیانی کتے کو وطن عزیز سے نکالنے کے لئے۔

الحمد للہ کنز الایمان سوسائٹی نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں اہلسنت کے مختلف مدارس کے اندر "تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت" کے حوالے سے مختلف پروگرامز کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ اب تک لاہور کے مختلف مدارس، مساجد، سکول اور کالجز کے اندر تقریباً 27 پروگرامز کئے جا چکے ہیں۔ اور

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی حفظہ اللہ تعالیٰ

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ دہلی کراچی۔ سابق چیرمین رویت ہلال کشی پاکستان

لاہور کی کنز الایمان سوسائٹی تقریباً 33 عسروں سے علم و ادب کی بہترین خدمات انجام دے رہی ہے۔ ہزاروں لوگ اس کی خدمات سے مستفیض ہو چکے ہیں اور ہورہے ہیں۔

ماہنامہ کنز الایمان کافی عرصے سے میرے مطالعہ میں ہے اور اس کے کئی خصوصی شماروں کی حسین یادیں بھی میرے حافظے میں محفوظ ہیں۔ زیر نظر خصوصی شمارہ ”ختم نبوت نمبر“ ایک بہت ہی حساس نوعیت اور اہمیت کا حامل شمارہ ہے، جس سے ہمیں بجا طور پر بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔

اللہ کرے یہ بنیادی عقائد کی درستگی اور استحکام کا باعث بنے اور ہمارے نوجوان قلم کار اس موضوع کی طرف خاص توجہ دیں اور ختم نبوت پر اپنے بزرگوں سے تصنیفی کارناموں کو مختلف فورموں پر متعارف کرائیں۔ اور تحریر و تقریر دونوں محاذوں کے سنی سپاہی اس ”ختم نبوت نمبر“ سے مکاحقہ استفادہ کریں۔

دعا ہے مولائے کریم محمد نعیم طاہر رضوی کو مزید ہمت بخشے کہ وہ مسلک حق اہلسنت کی مزید خدمت انجام دیتے رہیں اور ان کی تمام مساعی مقبول بارگاہ الہی ہوں۔ آمین ثم آمین۔

محمد اطہر نعیمی

آئندہ انشاء اللہ پورے ملکی پیمانے پر ان پروگرامز کو کیا جائے گا۔ تاکہ وہ طبقہ جسے کل کو منبر و محراب کا وارث بننا ہے اس کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قوت قادیانیت کے بارے میں مکمل آگاہی ہو۔ اسی طبقے کے ذریعے جب یہ شعور عوام و خواص تک منتقل ہوگا تو ان شاء اللہ ملک پاکستان میں قادیانیت دم توڑ دے گی۔ ماہنامہ ”کنز الایمان“ کا زیر نظر ”ختم نبوت“ نمبر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ ایک مکمل دستاویز ہے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے چاہے علماء کرام ہوں۔ چاہے عوام الناس ہوں یا زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد ہوں۔ ”ختم نبوت نمبر“ سے انھیں اتنی معلومات کا خزانہ مل جائے گا کہ جو انہیں اس سلسلے کی سینکڑوں کتابوں سے بے نیاز کر دے گا۔ عقیدہ ختم نبوت اور قوت قادیانیت کے بارے میں جتنے بھی مضامین اس نمبر میں شامل کئے گئے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ وہ سب اپنے قاری کو عقیدے کا تحفظ، عشق رسول ﷺ کی چنگاری، معلومات اور انکشافات، کی لڑی اور فکر کی راہ فراہم کریں۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

مسلمانو! آؤ وعدہ کریں کہ ہم گستاخان رسول ﷺ، قادیانیوں کو اس دھرتی پر زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ ہم ان پر صدیق اکبر ﷺ کا قہر بن کر کریں گے۔ ہم ان پر فاروق اعظم ﷺ کا جلال بن کر کریں گے اور انھیں جلا کر خاک سیاہ کر دیں گے۔ ہم خالد ﷺ کی شمشیر لے کر نکلیں گے، ہم وحشی ﷺ کا نیزہ لے کر آئیں گے۔ ہم معاذ اور معوذہ کا جذبہ لے کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ شہداء یمامہ کی داستان عشق و وفا کو دہرائیں گے۔ ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائیں گے۔ عالم کی فضاؤں میں ”لانی بعدی“ کا پرچم لہرائیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی جرأت کے گیت گائیں گے۔ حضرت پیر مر علی شاہ رحمہ اللہ کی محبت کے چراغ جلائیں گے۔ حضرت ابوالحسنات شاہ رحمہ اللہ کی محبت رسول ﷺ کے قصے ساری دنیا کو سنائیں گے۔ باغیان ختم نبوت کو خشکی سے بھگائیں گے اور پھر انہیں پکڑ کر جہاز میں لا کر بحر اوقیانوس کی گہرائیوں میں غرق کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا نام و نشان مٹائیں گے۔ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کے دردناک عذاب کا مزا پکھائے گا۔ ان شاء اللہ۔

یہ نمبر قادیانیوں کی سہ سالہ جشن خلافت کے موقع پر 2008ء میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن ان کی خباثتیں اتنی ہیں کہ ہر پہلو کو شامل کرتے کرتے لیٹ ہو گیا اور اب یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ عظیم الشان نمبر آپ کو کیسا لگا اپنی آراء سے ضرور نوازیں۔

اس کی تیاری میں محترم عرفان محمود (برقی)، محمد خرم خان، نے بھرپور تعاون کیا۔ ان کا بے حد ممنون ہوں۔ اس سے قبل کنز الایمان کے مختلف موضوعات پر 14 خصوصی نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب یہ چند رہواں خصوصی نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کیسا لگا اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔

تقریظ

مفتی اعظم پاکستان علامہ جمیل احمد نعیمی حفظہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ دہلی گراچی۔ بانی انجمن طلباء اسلام

ختم نبوت پر علماء و محققین اور دانشوروں کا تحریری کام بے شمار ہے، لیکن اشاعتی کمزوریوں کے باعث یہ عظیم قلمی ذخیرہ منظر عام پر اس انداز میں نہیں آیا۔ جس طرح آنا چاہئے تھا۔

اب سنی اشاعتی ادارے اور جریدے اس طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اب امید ہو چلی ہے کہ ماضی کی کوتاہیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ انہیں تازہ کاوشوں میں لاہور کی کنز الایمان سوسائٹی کے روح رواں عزیز القدر محمد نعیم طاہر رضوی کا عزم بھی خوب ہے، جو ماہنامہ کنز الایمان کے ”ختم نبوت نمبر“ کی صورت میں اظہار پذیر ہو رہا ہے۔

ماہنامہ کنز الایمان اس سے قبل بھی متنوع عنوانات کے تحت خصوصی شمارے پیش کر چکا ہے، جو مقبولیت کے خاص مقام پر ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اہلسنت کے تمام طبقات اس ضخیم اور مستند نمبر سے استفادہ کریں گے۔ خصوصاً ہمارے واعظین اور خطیب حضرات اپنے جلسوں کو تحقیق کا شاہکار بنائیں گے اور غی نسل اس کے مطالعے سے تاریخ کے کئی پہلوؤں سے شناسا ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ اخبارات و جرائد کے سنی ایڈیٹروں کے لئے یہ ایک بہترین ماخذ ثابت ہوگا کہ وہ اپنے ہر شمارے میں ختم نبوت پر کوئی نہ کوئی تحریر ضرور اپنے پرچے کی زینت بنائیں۔

جمیل احمد نعیمی

تقریظ

مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
استاذ الحدیث جامعہ جعفریہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کو اعزازات و کرامات سے نوازا کر باقی انسانوں سے ممتاز فرمایا بالخصوص امام الانبیاء سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ایسی خصوصیات عطا فرمائیں جو دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کو مرحمت نہیں ہوئیں۔

ان خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت اور اعزاز ختم نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین (یعنی جن کے بعد کوئی نبی نہیں) بنا کر آپ کے دین کو عالمگیر اور دائمی بنایا اور یوں باقی تمام ادیان منسوخ ہو گئے۔

اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہی ختم نبوت کے منکر اور جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہو گئے تھے جیسے مسیلہ کذاب وغیرہ۔ لیکن برصغیر پاک و ہند میں مرزا قادیانی کذاب نے ختم نبوت کی خوبصورت عمارت میں نقب لگانے کی سعی مذموم کی اس نے اس آڑ میں جہاد کا انکار کر کے غیر مسلموں کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی، پاکیزہ شخصیات کے خلاف گندی زبان استعمال کی اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔

آپ پر اس کتاب خصوصی اشاعت کے مطالعہ سے یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اہل سنت و جماعت کے علماء مشائخ نے اس قادیانی و جال کے دجل و فریب کا پردہ چاک کرنے میں سبقت لی اور نمایاں کردار ادا کیا۔ عقیدہ ختم نبوت، قادیانیت کا فتنہ، اس فتنہ کے خلاف اہل سنت کی خدمات اور اس طرح کے دیگر کئی موضوعات پر وسیع مضامین کا خوبصورت

گلدستہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

محترم محمد نعیم طاہر رضوی زید مجتہد نہایت متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے ماہنامہ ”کنز الایمان“ کے چیف ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے اس موقر جریدہ کے کئی اہم نمبر نکالے اور مختلف موضوعات کے اہل سنت و جماعت کے سکالرز کے مضامین کو یکجا کر کے ملت اسلامیہ کو نہایت قیمتی علمی ذخیرہ عطا کیا۔

جب مختلف حضرات کے رشتات قلم (مضامین) مختلف رسالوں میں بکھرے پڑے ہوں تو ہر شخص کی ان تمام رسائل و جرائد تک رسائی ممکن نہیں ہوتی لیکن جب ان کو یکجا کر دیا تو یوں سمجھیں کہ مختلف مارکیٹوں سے متعدد انواع کا ساز و سامان خرید کر ایک پیکٹ کی شکل میں آپ کے گھر پہنچا دیا گیا۔

ختم نبوت کے حوالے سے محترم محمد نعیم طاہر رضوی کی اس کاوش کو ہر ذی شعور خراج تحسین پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی تمام خدمات میں مزید برکتیں پیدا فرمائے اور اس کتاب کو قادیانی سازشوں کے خلاف ایک ضرب کاری کی صورت عطا فرمائے۔ آمین۔



عقیدہ:- اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذات میں، نہ صفات، میں نہ افعال میں نہ احکام میں، نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال قدیم ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے۔ ازلی کے بھی یہی معنی ہیں باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔

عقیدہ:- وہ بے پروا ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج۔

(بہار شریعت)

پیش گفتار

علامہ پیر محمد شہزاد مجددی

میرزاہ دارالخلاص، لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

نعمده و نصلی علی رسول الکریم

مطلع نور رسالت رخ دنیا تیرا

مقطع ختم نبوت قد رعنا تیرا

عقیدہ ختم نبوت کتاب الہی کا اہم ترین مضمون ہی نہیں بلکہ بحیثیت مسلمان ہمارے ایمان کا بنیادی تقاضا بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ سے ہمارے ایمانی و روحانی تعلق کی جلا و بجا اس میں ہے کہ ہم اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کے کمالات و صفات اور مدارج و مراتب کی بھرپور معرفت حاصل کریں۔ بقول اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ

انہیں جانا انہیں ماننا نہ رکھا غیر سے کام

لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر اور اشاعت خصوصی دراصل اسی مسلک علم و فرقان کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس اہم علمی و ستاویز اور مجموعہ مضامین و مقالات میں رنگارنگ اور متنوع تحریریں یکجا ہو کر قارئین کیلئے نہ صرف معلومات میں اضافے کا باعث ہوں گی بلکہ ایمان کی تازگی اور تحفظ عقائد کا سامان بھی ہم پہنچائیں گی۔

مدیر ماہنامہ ”کنز الایمان“ محمد نعیم طاہر رضوی زید مجتہد اس عظیم کاوش پر مبارکباد اور ہدیہ

تہنیت و تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے

فیضان تربیت و صحبت کی برکت سے انقلاب از کتاب کا پرچم مستقل طور پر اٹھا رکھا ہے۔ یہ

بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ کنز الایمان سوسائٹی اور اس کی اشاعتی و علمی خدمات دراصل بانی مرکزی مجلس رضا حضرت حکیم اہل سنت ہی کے علمی و فکری مشن کا تسلسل اور تجدیدی کارناموں کا جھکا تا کس ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ اس سلسلہ خیر کو تسلسل اور دوام بخشے اور برادر محمد نعیم طاہر رضوی کی توفیقات میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاء النبی الامین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ

اجمعین



مسئلہ۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانا اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ۔ بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ لاش زمین کو سپرد (بطور امانت دفن) کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں۔ یہ ناجائز اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔ اسی طرح دوسرے شہر کو لاش اٹھالے جانے کو بھی اکثر علماء نے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔

مسئلہ۔ اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دو پہر بعد روزہ دار کے لئے مسواک کرنا مکروہ ہے۔ یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ۔ جس جگہ سے ایک نے یتیم کیا دوسرا بھی کر سکتا ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے یتیم کرنا ناجائز یا مکروہ ہے، غلط ہے۔

(بہار شریعت)

مقدمہ

رئیس التحریر: حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی

سینئر نائب صدر: جمعیت علماء پاکستان

ماہنامہ کنز الایمان اہل سنت کا بے باک ترجمان ہے عزیز محترم فاضل شعلہ بیان جناب محمد نعیم طاہر رضوی اس کے مدیر اعلیٰ اور سرپرست ہیں ان کا ایک لکائی ایجنڈا کہ ہر حال میں اہل سنت ختی بریلوی کے عقائد و نظریات کو ہر دور کے غل و غش سے پاک کر کے عوام کے سامنے رکھا جائے۔ اس کے لئے فن قلم کاری اور نظریاتی پاکیزگی کو وہ ہر حال میں مقدم رکھتے ہیں۔ تقریباً 19/18 سال سے اس کی گامی بگا ہے زیارت ہوتی رہتی ہے۔ محمد نعیم طاہر رضوی پوری بے باقی سے اپنے مشن کو پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مشن کو کبھی مال بنانے کی مشین نہیں بننے دیا اس وقت میرے سامنے ماہنامہ کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر موجود ہے نمبر کی کتابت شدہ کئی کاپیاں میں نے دیکھی ہیں خدا کے فضل سے بڑی محنت سے کام کیا گیا ہے کون نہیں جانتا قادیانی فتنہ برطانوی استعمار کا خود کاشتہ پودا ہے۔ انکار ختم نبوت اور امانت رسول ﷺ قادیان کے بنیادی عقائد ہیں۔ آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی اس دور کا میلہ کذاب اور برطانوی سامراجی استعماری سیاست کا آلہ کار ہے اس کے خلاف اہل ایمان ہمیشہ برسر میدان معرکہ آزار رہے ہیں۔ قادیانی کی مخالفت ایمان کا حصہ نہیں ہمارے ایمان کی روح ہے۔ جناب محمد نعیم طاہر رضوی اسی تاریخ کا تسلسل ہیں اور کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر وہی صدائے حق اور غلطہ ایمان ہے۔ محترم محمد نعیم طاہر رضوی نے اس نمبر کو مرتب کرنے کیلئے جانکاه محنت کی ہے۔ بہت سے اہل قلم کے نوادرات اس نمبر میں جمع فرمانے کی سعادت حاصل کی ہے حقیقت یہ ہے کہ آنجنابی مرزا قادیانی 1840ء میں پیدا ہوا اور 27 مئی 1908ء کو مر گیا۔ اس نے اس عرصہ میں ضلع گورداسپور کے گاؤں قادیان سے فتنہ انکار ختم نبوت کو اٹھایا اس طرح وہ برصغیر کا یمامہ بن گیا گویا اب اس کا نام قادیان سے زیادہ یمامہ سمجھ لگتا ہے اور مرزا ہندوستان کے میلہ کذاب کے روپ میں صاف نظر آتا ہے۔

انکار ختم نبوت اسی طرح کفر ہے جس طرح اللہ کی توحید کا انکار کفر ہے حضور کی ختم نبوت پر ایمان ضروریات دین میں سے ہے اس کا انکار صریحاً کفر ہے۔ قادیانی تحریک اصل میں دینی ہرگز نہیں بلکہ سامراجی سیاست کی آلہ کار کفریہ تحریک ہے۔

علمائے اہلسنت کثر صحابہؓ نے اسدق لصادقین سید المستحقین خلیفہ بلا فضل سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت کو ہمیشہ زندہ رکھا۔ قادیانی تحریک اصل میں 1899ء سے شروع ہوئی کہ اس وقت قادیانی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ اہل اسلام کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آج بھی اپنے ظاہری جسم کے ساتھ زندہ ہیں ان پر موت کا دور و نہیں ہوا مگر آنجہانی قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ اپنایا اور خود کو ان کی جگہ پر مسیح قرار دے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور تمام دنیائے اسلام سے بغاوت کی یہ اس کا ارتکاب جرم 1899ء میں ہے اسی وقت عالم اسلام کے عظیم ترین عالم دین شمس العارفین سیدنا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ ظاہری حیات میں موجود تھے۔ انہوں نے ”شمس الہدیہ“ کے نام سے انتہائی مدلل منہ ٹوڑ اور بہت ہی مستند کتاب تحریر فرمائی جس میں ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آج بھی اپنی ظاہری حیات سے زندہ ہیں اور قادیانی کا دعویٰ سراسر جھوٹ ہے۔ اسی وقت عالم اسلام کے علمی قائد اعظم مجدد اعظم سیدنا امام مجدد احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے قادیانی کا محاسبہ کیا۔

مرزا قادیانی نے 1900ء میں نبی ہونے کی بڑھانک دی اور وہ 1908ء میں مر گیا اس وقت اہلسنت کے قائدین انحضرت مجدد اعظم بریلوی رحمہ اللہ، شمس العارفین سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ، امیر اہلسنت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمہ اللہ، جید الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا نواب الدین رمداسی رحمہ اللہ اور دیگر علماء حق موجود تھے۔ انہوں نے قادیانی کا خوب محاسبہ کیا اور قادیانی تحقیقی کا انجر بھرا دیا۔ اس وقت علماء دیوبند میں سے مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمود الحسن دیوبندی جیسے لوگ موجود تھے لیکن خدا گواہ کہ علماء دیوبند کو قادیانی کی زندگی میں اس کے رد میں ایک لفظ لکھنے تک کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ مولانا گنگوہی 1904ء میں فوت ہوئے۔ ”رئیس قادیان“ نامی کتاب جو ان کے خلیفہ مولانا رفیق دلاوری کی تحریر ہے کے مطابق مولانا گنگوہی نے قادیانی کو مرد صالح قرار دیا اور اس کے خلاف کفر کے فتوؤں کو مسترد کر دیا۔ دیوبندی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی 1943ء میں فوت ہوئے جبکہ مرزا قادیانی 1908ء میں مر گیا۔ اس کے مرنے کے 35 سال بعد بھی حکیم الامت نے ایک لفظ بھی

قادیانی کے خلاف نہ لکھا جبکہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان کی ڈیڑھ ہزار کتاب ہے۔ اس طرح علمائے دیوبند کا دامن قادیانی کے رد سے اس کی حیات میں بالکل خالی ہے۔

دیوبندی خطابت کے شاہسوار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مرید جانا زمرزائے ”حیات امیر شریعت“ کے نام سے کتاب لکھی ہے اس میں تحریر ہے کہ بخاری صاحب 1891ء میں پیدا ہوئے اس طرح مرزا قادیانی کی موت کے وقت بخاری صاحب 16/15 سال کے نوجوان تھے یوں ان کی خطابت بھی مرزا قادیانی کی زندگی میں کوئی جوہر نہ دکھا سکی۔ یوں قادیانی کفر کے خلاف اگر کوئی آواز اٹھی ہے تو وہ صرف اور صرف علمائے اہلسنت کی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ”شمس الہدیہ“ 1899ء میں چھپ گئی جبکہ موجودہ الحمد بیٹ لیڈر پروفیسر ساجد میر کے دادا مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے 1934ء میں شہادت القرآن کے نام سے حیات مسیح پر ایک کتاب شائع کی جس کے دیباچے میں لکھا کہ انہوں نے حیات مسیح علیہ السلام پر پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب ”شمس الہدیہ“ سے فیض حاصل کیا ہے۔ اسی طرح دیوبند کے ایک شیخ الحمد بیٹ انور شاہ کاشمیری نے ”عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام“ کے نام سے ایک کتاب لکھی اس میں بھی انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے بھی حضرت پیر مہر علی شاہ کی کتاب سے فیض حاصل کیا ہے۔

سیدنا انحضرت امام اہلسنت مجدد اعظم امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کی چھ کتابیں کم از کم مرزا کی زندگی میں آگئی تھیں جس میں مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا گیا ہے یوں اہلسنت کا دامن قادیانی کے رد سے بھرا ہوا ہے اور سنی قوم فخر سے کہہ سکتی ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کے روکی سعادت حاصل کی ہے۔

پاکستان بن جانے کے بعد حضرت قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی جہاں اہل سنت نے نظریہ پاکستان میں حمایت کی تھی اور متحدہ قومیت کے خلاف کانگریس اور کانگریسی مولویوں کا شدید محاسبہ کیا تھا وہاں قائد اعظم مرحوم سے آغاز پاکستان میں تین غلطیاں سرزد ہوئیں: قائد اعظم کی پہلی غلطی: پہلا وزیر خارجہ سر چودھری ظفر اللہ خان کو بنایا گیا۔ یہ شخص آنجہانی مرزا قادیانی کا خاص آدمی تھا اس نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے پوری دنیا کے پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانی بھرتی کئے جس کا نتیجہ اب تک ہم بھگت رہے ہیں۔

قائد اعظم کی دوسری غلطی: نواب مظفر علی قزلباش کو پاکستان کا پہلا وزیر داخلہ بنانا تھا یہ کٹر رافضی انتہا پسند شیعہ تھا۔ انہوں نے پاکستان میں پولیس کی بھرتی میں فرقہ وارانہ ذہن کا

بھر پور استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب بھی کئی جگہوں پر تھانوں میں شیعوں کا قبضہ ہے۔
قائد اعظم کی تیسری غلطی: یہ تھی کہ انہوں نے موج کوڑ اور رد کوڑ کے مصنف شیخ محمد اکرم انجیل پسند کو پاکستان کی نصاب سازی پر لگا دیا انہوں نے پاکستان اور تحریک عشق رسول اور تحریک آزادی ہندوستان میں ان لوگوں کو نصاب کے اندر داخل کر دیا جو ان سب تحریکوں کے مخالف تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے انتہائی قریبی شخص سر ظفر اللہ خان کا پاکستان کا وزیر خارجہ بننا 1953ء کی تحریک ختم نبوت کا باعث بنا۔ اس تحریک میں بھی اہل سنت کا نمایاں ترین کردار ہے کہ حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری اس کے سربراہ تھے اور حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی، قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے ان کے ساتھ مل کر تمام مکاتب فکر کی قیادت کی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ سندھ کے مشہور عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد صاحب داد خان بھی اس ساقی قافلے میں شریک تھے۔ خواجہ ناظم الدین اس وقت پاکستان کے دوسرے وزیر اعظم تھے ان سے یہ تونہ ہو سکا ہے کہ وہ قادیانیوں کو کافر قرار دے دیں مگر قادیانی امت کی علمی شرعی اور اخلاقی حیثیت پوری دنیا کے سامنے ان علمائے حق نے تمام مکاتب فکر کو ساتھ لے کر ظاہر کر دی۔ مسلمان قادیانیوں کو کافر ہی سمجھتے ہیں اور ہندو، سکھ اور عیسائی کی طرح قادیانی بھی مسلمانوں کے سلام و کلام سے خارج ہو گئے۔ قادیانیوں نےقلیدی اداروں پر سازشوں سے مسلط ہو کر پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنے کی سازشیں کیں چنانچہ مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد یحییٰ خان کے دور میں پاکستان کے نائب صدر کے عہدے تک پہنچ گیا۔ 1974ء میں حالات نے پھر پلٹا کھایا قادیانیوں کے شر سے نجات کیلئے پھر تحریک اٹھی اس سے پہلے 1956ء اور 1962ء کے آئین بنانے کیلئے تین مرتبہ قومی اسمبلی وجود میں آئی۔ علمائے دیوبند مفتی محمود وغیرہ ان اسمبلیوں کے اندر رہے مگر کسی کو اسمبلی کے فورم پر قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کرنے کی توفیق نہ ہوئی ختم نبوت، ختم نبوت کے نام پر پوری قوم کے سامنے نعرہ زنی کر نیوالے حضرات قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر قادیانیوں کے خلاف ایک لفظ بھی ثابت نہیں کر سکتے مگر 4 اپریل 1970ء کو جمعیت علماء پاکستان نے نئی کرڈ لی 13 جون 1970ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمعیت علماء پاکستان نے ”آل پاکستان سنی کانفرنس“ کا انعقاد کیا۔ 14 جون 1970ء کو جمعیت علماء پاکستان کا نیا انتخاب وجود میں آیا۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ جمعیت علماء پاکستان

نائب صدر منتخب ہوئے اس وقت ہی جمعیت نے کیمسٹروں اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا کام شروع کر دیا۔ یحییٰ خان سے مغربی پاکستان کے منتخب قائدین نے جب ڈھا کہ میں ملاقات کی اس وقت قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے مشرقی پاکستان گئے اور ڈھا کہ کے ایوان صدر میں یحییٰ خان کے ساتھ مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد جو اس وقت پاکستان کا نائب صدر بنا ہوا تھا بیٹھا ہوا تھا مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے سانحے کی تحقیق حمود الرحمن نے کی اس میں مرحوم ولی خان نے بیان دیتے ہوئے یہ واقعہ سنایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی واحد سیاستدان تھے جنہوں نے یحییٰ خان کو ڈانٹ کے کہا کہ رسول پاک ﷺ کا دشمن آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے جب تک اس قادیانی کو نہ اٹھایا جائے گا ہم آپ سے بات نہیں کریں گے۔ چنانچہ ولی خان مرحوم کے بقول یحییٰ خان نے اس کو اٹھا دیا مولانا شاہ احمد نورانی، ولی خان، میاں ممتاز دولتانہ، پروفیسر غفور اور مفتی محمود نے بعد میں مذاکرات کئے گویا واضح ہو گیا کہ قادیانیوں سے حقیقی نفرت صرف اور صرف اہل سنت و جماعت بریلوی کا ورثہ ہے 30 جون 1974ء کو جب قومی اسمبلی کا اجلاس بنگلہ دیش بن جانے کے بعد منعقد ہوا تو پورے ہاؤس میں جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر علامہ شاہ احمد نورانی نے قرارداد پیش کی کہ قادیانی کافر ہیں ان کو آئین میں بھی کافر لکھا جائے۔ اس پر پیپلز پارٹی نے ہنگامہ کیا مگر اسمبلی کے ارکان نے اس قرارداد کی حمایت کی دو ارکان اسمبلی مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحق بلوچستانی نے اس قرارداد پر دستخط نہ کئے۔

30 جون 1974ء سے 7 ستمبر 1974ء تک قومی اسمبلی میں امام نورانی کی قرارداد پہ بحث کی گئی اس وقت کا قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد خود اسمبلی میں پیش ہوا پاکستان کے اٹارنی جنرل کوئٹہ کے یحییٰ بختیار تھے قائد کے مطابق قادیانی سربراہ سے ارکان اسمبلی سوال جناب یحییٰ بختیار کو جمع کرواتے تھے اور وہ پڑھ کر مرزا ناصر سے سوال کرتے تھے۔ اس واقعہ میں ڈیڑھ سو سوالات صرف جمعیت علماء پاکستان نے کئے جن میں علامہ امام شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، میاں محمد ابراہیم برقی، صاحبزادہ نذیر سلطان اور مہر علام حیدر بھروانہ نے اسمبلی سے باہر مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی کے مشورہ سے مرتب کئے تھے۔ اس عرصہ میں پورے ملک میں ختم نبوت کی تحریک چلی جمعیت علماء پاکستان اور اہلسنت کے تمام علماء و مشائخ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی اس تحریک کے جنرل سیکرٹری تھے۔

اسمبلی کے اندر نورانی اور اسمبلی کے باہر علامہ محمود احمد رضوی شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی، مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی اور دیگر تمام علماء و مشائخ اہلسنت نے اتفاق رائے سے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ پینچل پارٹی کی حکومت سے منوالیا۔ اس تحریک کی قیادت کا سہرا تمام اہلسنت بالخصوص قائد اہلسنت علامہ امام شاہ احمد نورانی کے سر اقدس پر ہے یوں قادیانیوں کا آئینی مقام متعین ہو گیا کہ وہ پاکستان میں اقلیت ہیں، سکھوں، ہندوؤں، عیسائیوں کی طرح وہ بھی ایک غیر مسلم ٹولہ ہے۔ امام نورانی نے صدر پاکستان، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے تمام ججز، گورنر، وفاقی اور صوبائی وزراء کیلئے ایک حلف نامہ لکھا جس میں ہر ایک کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ وہ قادیانی نہیں مسلمان ہے یوں اہلسنت نے تحریک ختم نبوت کے ساتھ انصاف کیا اور دور حاضر کے مسئلہ کذاب آنجمنی مرزا قادیان کی امت کو اس کے اصل آئینی مقام تک پہنچایا۔ جناب محمد نعیم طاہر رضوی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے "کنز الایمان" میں کافی حد تک جمع کر دیا اور ثابت کر دیا کہ سرکار غوث اعظم رحمہ اللہ اور مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کے نام لیاؤں نے قادیانی مکرو فریب کے پردے چاک کر دیئے اور ثابت کر دیا کہ عشق رسول ﷺ کا صحیح حق سنی ہی ادا کر سکتا ہے صرف ختم نبوت، ختم نبوت کے نام پر چندہ اندوزی اس کا انجام نہیں ہے میں ایک مرتبہ پھر "کنز الایمان" کی انتظامیہ اور جناب محمد نعیم طاہر رضوی کو اس ضخیم اعظم فکری، دستاویز کو شائع کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

آؤمل کرنعرہ لگائیں محمد نعیم طاہر رضوی زندہ باد۔

شیراز کا بایکاٹ

پہلے شیراز کی تشہیر بڑے زور شور سے ہوا کرتی تھی، میرا پہلے ارادہ تھا کہ شیراز کو اپنے دواخانے کی زینت بناؤں، لیکن "ختم نبوت" کے مطالعے کے بعد شیراز کو بالکل ترک کر دیا، میری اہلیہ کو شیراز تھنے میں دی گئی تھی، میں نے اسے بہت برا بھلا کہا اور شیراز کو چکھا تک نہیں، اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے خواب میں دو بار ووضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دی۔ (ڈاکٹر محمد شاہ صدیقی، کراچی)

تقدیم

جناب صلاح الدین سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ

ممتاز ادیب و شاعر:- ڈاکٹر یکتا تاریخ اسلام فاؤنڈیشن، لاہور

رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی میں ہی ختم نبوت کے انکار پیدا ہو گئے تھے جن کے حوالے سے فکری رہنمائی تو خود جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمادی تھی اور اس سے چھٹکارا پہلے ہی خلیفہ نے دلا دیا تھا

بعد کی صدیوں میں بھی نبوت کے جموئے دعویدار ابھرتے اور اپنے بھیا یک انجام کو پہنچتے رہے۔ لیکن جس شدت اور گہرائی کے ساتھ 20 ویں صدی کے کذاب نے سازش کی اس کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی 20 ویں صدی کی جھوٹی نبوت کے خدو خال واضح کرنے والے تمام اہل قلم اس بات پر متفق ہیں کہ اس جھوٹی نبوت کی تشکیل فرنگی کارخانے میں ہوئی۔ اور اس کی ضرورت تو آبادیاتی مقاصد کی تکمیل کے لئے تھی۔ بہر حال اللہ کی حکمت بالغہ نے ہر دور میں دین حق کی آبیاری کرنے والے باغبان اس امت میں پیدا فرمائے۔

بھارتی پنجاب کے ضلع گورداس پور کے ایک غیر معروف قصبے قادیان میں 1940ء میں پیدا ہونے والے مرزا قادیانی نے 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو اس کی اس جرأت خبیثانہ پراثر پردیش میں امام احمد رضا رحمہ اللہ نے بھارتی پنجاب میں حضرت مولانا نواب الدین رمداسی نے موجودہ پاکستانی پنجاب میں تاریخی بیگم شاہی مسجد لاہور کے خطیب حضرت مولانا قادر بھیروی نے اسے کافر قرار دیا۔ اور خانقاہی نظام کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے میدان مناظرہ میں اس لعین کو شکست فاش دی۔

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے مرزا ملعون کے خلاف دس کتابیں لکھیں۔ جو آج بھی مسلم قوم کی علمی و فکری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ آپ کے خلیفہ علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر مولانا محمد الیاس برنی کی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" 3 جلدوں میں ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے۔ جو بعد کے مصنفین اور محققین کے لئے ایک بہترین ماخذ ثابت

ہوئی۔

1952ء میں مسلم لیگ صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے اجلاس میں قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلی قرارداد منظور کرائی۔ اور قادیانیوں کو ملک کے اہم کلیدی عہدوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا۔

ساتھ ہی قادیانیوں کو کافر قرار دینے، اعلیٰ عہدوں سے ہٹانے اور ان کے مرکز ”ربوہ“ کو کھلا شہر قرار دینے کے تین نکاتی مطالبے کے حق میں علماء اور عوام سرکوں پر نکل آئے تحریک ختم نبوت کی قیادت امام محمد رضا کے خلیفہ مفسر قرآن، غازی کشمیر حضرت مولانا سید محمد ابوالحسنات قادری (خطیب تاریخی جامع مسجد وزیر خان لاہور) کر رہے تھے۔ اُن کو اکثریت کے علاوہ اقلیتی فرقوں کا اعتماد بھی حاصل تھا۔ یہ تحریک ختم نبوت 1952ء سے شروع ہو کر 1953ء تک چلی۔ اور اس نے لوگوں کے قلوب و اذہان پر گہرا اثر چھوڑا اس تحریک میں سید ابوالحسنات کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید ظیل احمد قادری اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی کو پھانسی کی سزا ہوئی پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص مدد سے اُن کی سزائیں حکومت کو خود ہی معاف کرنا پڑیں۔ ورنہ وہ تو سزائے موت کو خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔ بلکہ اپنے لئے سعادت سمجھ رہے تھے۔

اولاً اس تحریک میں حکومت نے بے انتہا تشدد کیا لیکن جب علماء کرام کا جذبہ دیکھا تو خود ہی نرمی کر دی اور علماء نے بھی اپنی ٹیٹن چھوڑ کر علمی و فکری محاذ سنبھال لیا۔

20 سال بعد پھر قادیانیوں نے سر اٹھایا تو مسلمان قائدین کو اُن کی سرکوبی کرنی پڑی 30 جون 1974ء کو قائد اہلسنت امام علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے قومی اسمبلی میں وہی مطالبہ دہرایا۔ جو 1952ء میں امام احمد سعید کاظمی کر چکے تھے۔ اور جسے ایجنڈا اپنا کر تمام مکاتب فکر نے تحریک 1953ء چلائی تھی۔ اس بار یہ تحریک سرکوں پر بھی چلی اور ساتھ ہی ساتھ اسمبلی کے فلور پر بھی چلی مولانا نورانی کی بے مثال قیادت میں دسمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو مسلمانوں کو قرار آیا۔

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے علمی اور سیاسی دونوں محاذوں سے نئی نسل کو متعارف کرایا جائے۔ اہلسنت کے کئی جریدوں نے ختم نبوت نمبر شائع کئے لیکن جس وسیع پیمانے پر کفر الایمان سوسائٹی نے کام کیا وہ اسی کا حصہ ہے۔ اصل میں کفر الایمان سوسائٹی کے بانی و صدر اور کفر الایمان جریدے کے مدیر شہیر بھائی محمد نعیم طاہر رضوی کی

شخصیت نے سنجیدگی، ذکاوت، ایثار اور استقلال کے عناصر اربعہ سے تشکیل پائی ہے کچھلی صدی نے انہیں ایک بہترین منتظم کے طور پر متعارف کرایا ہے۔

بہترین تعارف وہی ہوتا ہے جو ”وقت“ کراتا ہے۔ ورنہ ستائش باہمی کے کئی کردار، خود اپنی خبریں اور تصویریں لئے اخباروں کے دفاتر کی خاک چھاننے والے کئی مصلح دیکھتی آنکھوں گرورہا ہو چکے۔ نعیم طاہر رضوی ایسے کڑیل جوان نے ذمہ داری کا جو بوجھ اپنے شانوں پر سہارا تھا وہ ماہ و سال کی گردش کے باوجود آج بھی اٹھایا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ بزرگی کے آثار بھی نظر آنے لگے ہیں۔ لیکن نہ کندھے بوجھل ہوئے نہ بازو شل ہوئے بلکہ پیش قدمی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں صرف گویوں کی قدر باقی رہ گئی ہے۔ قلمی جہاد بڑے دل گردے کا کام ہے۔

لیکن نعیم بے سرو سامانی کے باوجود اپنے چند مخلص ساتھیوں سے مل کر بڑی خاموشی اور صبر و ضبط کے ساتھ تاریخ ساز جدوجہد کر رہے ہیں۔ میڈیا کی تیزی و تندہ طوفانی لہروں میں بہنے والی قوم کو ”مطالعہ“ کی دعوت دینا پہاڑوں سے سر کرانے والی بات ہے۔ مگر شاید محمد نعیم طاہر رضوی کا عزم پہاڑوں سے بہت بلند ہے کہ 25 سال سے قوم کے لوہالوں کو خواندگی کا شعور بانٹ رہے ہیں۔

اگر اُن کے پرچے کے خصوصی شماروں کا شمار کیا جائے تو پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اسے ”نمبر 2“ کسی اور جریدے کی تاریخ میں نہیں مل سکتے۔ جبکہ ان نمبروں کے علاوہ مختلف کتابتیں اور کتابچے اس پر مستزاد ہیں۔ پھر درس قرآن، محفل ذکر اور مذہبی تہواروں پر تقریبات تو شمار سے باہر ہیں۔ اور پھر دوسری تنظیموں کے ساتھ تعاون اور ہر جگہ ”باجماعت حاضری“ تو وہ اوصاف ہیں کہ قلم ان اوصاف کے آگے جیسے سائی کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔ ”قومی امام احمد رضا کانفرنس“ کا تو کہنا ہی کیا پنجاب بھر میں یہی ایک سالانہ کانفرنس ہے جس نے فکر و رضا کی لاج رکھی ہوئی ہے۔ اور اب تو ماشاء اللہ اس کا دائرہ بلوچستان تک وسیع کر دیا گیا ہے۔

بات کہیں سے کہیں نکل گئی بات ہو رہی تھی کفر الایمان کے ”ختم نبوت نمبر“ کی یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو گئی ہے کہ جس میں ختم نبوت کے علمی مباحث، اعتراضات کے جوابات، جوابی اعتراضات، مناظرانہ گرفت، بیچ در بیچ الجھنوں کے حل، تاریخی مغالطوں کی تصحیح، خوبصورت طرز استدلال، ذخیرہ دلائل، منصف مزاج کو دعوت انصاف، سکارڈ کو دعوت تحقیق اور یارانِ نکتہ داں کے لئے صلائے عام ہے۔ کوئی بھی مضمون بھرتی کا نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی

تحریر شامل ہے جو کسی لاج یا خوف کے پس منظر میں لکھی گئی ہو۔ ہر تحریر ضمیر کی آواز ہے۔ تحقیقی کا نتیجہ ہے۔ رجحانوں کا ماحصل ہے۔ سحر خیزی کی دین ہے۔ آمدنی آمد ہے۔ عطائی عطا ہے۔ لکھنے والے سطحی نہیں کوئی محراب و منبر کی رونق ہے، تو کوئی سجادہ و فقر کا وارث، کوئی چیف جسٹس ہے تو کوئی وکیل، کوئی شاعر رنگین نوا ہے تو کوئی بے باک صحافی، کوئی ادیب ہے تو کوئی دانشور الغرض یہ مرقع امت کے بہترین دماغوں کی فطری تخلیقات کا نمائندہ ہے۔

اسنے کثیر مشاہیر کی تحریریں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہوں انہیں ترتیب دینا بجائے خود ایک بڑی حساس ذمہ داری اور ذوق سلیم کا کڑا امتحان ہے۔ لیکن محمد نعیم طاہر رضوی تبریک و تحسین کے بجا طوط پر مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ کام بڑی دیانت و فراست سے انجام دیا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ان کی زبردست کامرانیوں کے پیچھے ان کے مرشد گرامی حضرت مفتی محمد اختر رضا بریلوی حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کی امی جان کی مقبول دعائیں کارفرما ہیں۔ میں اس موقع پر تمام قارئین کو اس دعا میں شامل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں مستیاں قائم و دائم رہیں اور محمد نعیم طاہر رضوی کو دعاؤں کے حصار میں لئے رہیں اور وہ منزل بہ منزل گامزن رہیں۔ اے کردگار عظیم ختم نبوت نمبر کے تمام کارکنان کو جنگ یمامہ کے شہیدوں کے صدقے اپنی اور اپنے محبوب علیؑ کی رضا عطا فرمادے اور ختم نبوت کا سچا پکا مجاہد بنادے۔ آمین۔ غم آہین۔

الحی اپنی رحمت سے شہیدوں کے دیلے سے
سجیدی کو بنا دے نغمہ خواں ختم نبوت کا



نعیم طاہر رضوی غلام اعلیٰ حضرت ہے

یہ جس نے تمام رکھا ہے علم احمد رضا خاں کا

(راجا رشید محمود مدیر ماہنامہ "نعت" لاہور)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ

مقام نبوت

نبی وہ مقدس انسان ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ منصب حدی اور اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے اپنے بندوں کی طرف بھیجے اور اس منصب حدی اور منصب تبلیغ احکام پر فائز اور مامور فرمائے۔

علمائے علم لغت نے لفظ "نبی" کے آٹھ معنی لکھے ہیں۔ پہلے میں لغوی معنی عرض کروں گا اور اس کے بعد یہ عرض کروں گا کہ وہ تمام معنی شرعی نبی میں پائے جاتے ہیں۔ علماء علم لغت نے فرمایا۔

- 1، النَّبِيُّ الْمُنْجِيُّ - 2، الْمُنْجِيُّ - 3، الْكَاطِرُ يُقِي الْوَاضِحُ - 4، الْخَارِجُ - 5، الْمُنْجِيُّ - 6، الْكَاطِرُ - 7، الْكَاسِمُ الصُّوْبُ الْخَفِيُّ - 8، الْمُرْتَفَعُ (1)

لفظ نبی کے یہ آٹھ معنی علماء علم لغت نے لکھے ہیں۔ اور جس مقدس انسان کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاتا ہے اور جس کا مفہوم میں نہایت مختصر الفاظ میں عرض کر چکا ہوں۔ اُس میں یہ آٹھوں معنی لغت کے پائے جاتے ہیں۔

نبی کو "مُنْجِيُّ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہدایات الہیہ اور پیغامات ربانیہ کی خبر اللہ کے بندوں کو دیتا ہے۔

نبی کو "مُنْجِيُّ" اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیا جاتا ہے۔ نبی کو "الطَّرِيقُ الْوَاضِحُ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ چونکہ انسان کے مقصد تخلیق کی تکمیل کے لئے انبیاء عظیم السلام کی بعثت ہوتی ہے اور انسان کی تخلیق کا جو بنیادی مقصد ہے وہ خدا کی معرفت اور خدا تک پہنچنا ہے۔ دینی و دنیوی سعادتیں حاصل کرنا اور نجات اخروی پانا، یہ نبی کی بعثت کا مقصد ہوتا ہے۔ تو گویا ان مقاصد کے حصول کے لئے طریق واضح اور روشن راستہ ہے۔ نبی کی ذات دنیوی سعادتیں اور نجات اخروی حاصل کرنے کا

1۔ نبی کے معنی کی تفصیلات حسب ذیل کتب معتبرہ میں درج ہیں۔

سامرہ جلد دوم، طبع مصر، صفحہ 83، تہذیب اس شرح عقائد صفحہ 8، شرح مواقب جلد نمبر 8، صفحہ 717، طبع مصر۔ مفردات امام الغیب احقباہی صفحہ 500، طبع مصر۔ اقرب المراد جلد دوم صفحہ 1659، طبع مصر۔ الشفا قاضی عیاض الانسی صفحہ 73،

واہب لدنی جلد اول صفحہ 281۔

روشن راستہ ہے، نبی خدا تک پہنچنے کا روشن راستہ ہے، اس لئے ”الطریق الواضح“ کے معنی بھی نبی شری میں پائے جاتے ہیں۔

”الخارج“ کے معنی ہیں ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جانے والا، چونکہ نبی صاحب ہجرت ہوتا ہے اور ہجرت کے معنی آپ جانتے ہیں کہ ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جانا، جیسے ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ اس میں خارج ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں یعنی ہجرت کا مفہوم اس میں پایا جاتا ہے۔

نبی کو ”الخارج“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ چونکہ نبی اعدائے دین کی ایذا رسانی کی وجہ سے ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جاتا ہے۔ اور وہ کفار سب ہوتے ہیں نبی کے ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ منتقل ہونے کا، تو اس اعتبار سے نبی کو خارج بھی کہا جاسکتا ہے۔

نبی کو ”الظاہر“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو وہ علامات نبوت عطا فرماتا ہے اور وہ آیات نبوت اور معجزات عطا فرماتا ہے کہ نبی جن کا حامل ہو کر کمال ظہور کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

يعرفونه كما يعرفون اباہم

تو اس کمال ظہور کی صفت کے ساتھ متصف ہونے سے نبی شری میں ”الظاہر“ کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ نبی شری میں ”السامع الصوت الخفی“ کے معنی بھی موجود ہیں۔ کیونکہ السامع الصوت الخفی کا مفہوم یہ ہے کہ ہلکی سے ہلکی اور پوشیدہ سے پوشیدہ آواز سننے والا۔ آپ کو معلوم ہے کہ نبی اللہ کا خطاب سُنا ہے۔ اللہ کا کلام سُنا ہے، اللہ کی وحی سُنا ہے، وہ ایسی ہلکی اور ایسی خفیہ ہوتی ہے کہ جس تک نبی کا ہی ادراک پہنچ سکتا ہے اور نبی کی ہی قوت سماعت اس کا ادراک کر سکتی ہے۔ دوسروں کی قوت اس کے ادراک سے عاجز ہوتی ہے۔ بلکہ اس دنیا میں بھی ہلکی سے ہلکی آواز سُنا یہ نبی کی شان ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ جب سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر وادی نملة سے گزرے، تو چیونٹیوں کی ملکہ نے دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آسمان کی بلندیوں پر آرہا ہے، اگر یہ لشکر یہاں اتر گیا تو یہ جو میری چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہیں یہ اس لشکر کے اترنے سے پامال ہو جائیں گی۔ تو چیونٹیوں کی ملکہ نے چیونٹیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے میری چھوٹی چھوٹی چیونٹیو! ان سوراخوں میں داخل ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر اتر کر تمہیں پامال کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فتبسم ضاحکا من قولہا

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام، چیونٹیوں کی ملکہ کی بات سن کر مسکرا پڑے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت

سلیمان علیہ السلام بہت فاصلے اور بلندیوں پر تھے اور چیونٹیوں کی ملکہ چیونٹیوں سے یہ بات زمین پر کہہ رہی تھی۔ اب دیکھئے کوئی انسان زمین پر موجود ہو تو کبھی چیونٹی کی آواز نہیں سُنتا، لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اتنی بلندیوں سے اس کی آواز کو سن لیا۔ تو ثابت ہوا کہ ”السامع الصوت الخفی“ کے معنی بھی نبی شری میں پائے جاتے ہیں۔

اور انبی کے معنی ”المرتفع“ رفعت اور بلندیوں والا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی ساری کائنات سے بلند ہوتا ہے۔ وہ اپنے علم کے اعتبار سے اپنے عمل کے اعتبار سے اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے بلکہ یوں کہیں کہ نبی جسمانی اور روحانی اعتبار سے ساری کائنات سے بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہ رفعت اور بلندی عطا فرماتا ہے۔ جو کائنات میں کسی اور کے لئے متصور نہیں ہوتی، یہاں تک کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا۔ ”ورفعنا لك ذکرك“۔

اے محبوب! آپ کو اتنی رفعت عطا فرمائی گئی ہے کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بھی آپ کے لئے بلند فرمایا۔ بہر حال یہ آٹھ معنی نبی شری میں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ نبی اپنے کمالات عالیہ اور عملیہ کے اعتبار سے تمام غیر انبیاء سے فائق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کو وہ علم عطا فرماتا ہے جو غیر نبی کے لئے متصور نہیں۔ نبی کو وہ حکمت دیتا ہے جو کسی غیر نبی کے لئے متصور نہیں۔ نبی کے جسمانی قوی، نبی کے روحانی قوی، نبی کا علم، نبی کی عقل تمام انسانوں سے بلند بالا اور اعلیٰ اور اتم ہوتی ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بحکت تو تخلیق انسانی کے مقصد کی تکمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

ہم نے جن و انس کو اپنی عبادت و معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادت کا مفہوم یہی نہیں کہ ہم پانچ وقت نمازی پڑھ لیں یا روزہ رکھ لیں یا زکوٰۃ دے دیں یا حج کر لیں۔ بلکہ انسان کی عبادت تو ہر سانس میں ہے۔ وہ جو سانس لے، جو عمل کرے، جو حرکت کرے، اُس کے اندر اپنے رب کی رضا مقصود ہو۔ جو کام بھی رضائے رب کے لئے کیا جائے اور وہ کام ایسا ہو کہ جس کام کے کرنے کا طریقہ شرع شریف سے ثابت ہے۔ وہ سب کام عبادت ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کا کھانا کھانا بھی عبادت ہے، پانی پینا بھی عبادت ہے، اپنے اہل و عیال کے حقوق متعلق کو پورا کرنا یہ سب عبادت ہے، چلنا پھرنا بھی عبادت ہے۔

اب غور فرمائیے! کہ انسان اپنی زندگی میں جتنے مرحلوں سے گزرے گا وہ سب عبادت کے مرحلے

ہیں۔ اب اُس کو معلوم نہیں کہ کس طریقے سے میں اپنے رب کو راضی کروں اور کس طرح اپنی زندگی کو گزاروں اور کس طرح میں بات کروں اور کس طرح میں کوئی کام کروں اور میں اللہ تعالیٰ کی رضا کس طرح حاصل کروں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے رب سے اپنی کمزوریوں کی بنا پر وہ کوئی احکام نہیں لے سکتا۔ کوئی ہدایات نہیں لے سکتا اور کوئی حکم اپنے رب سے وہ حاصل نہیں کر سکتا، اس لئے کہ اُس کے اندر کچھ ایسی بشری کمزوریاں ہیں کہ جن کمزوریوں کی وجہ سے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ تو اب اگر اُس کو کوئی فیض نہ پہنچے اور اُس کو کوئی ایسا طریقہ حاصل نہ ہو جس کی بنا پر وہ اپنے اس مقصد تخلیق میں کامیاب ہو، تو کس طرح وہ کامیابی حاصل کرے گا اور وہ کیا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مقصد تخلیق کی تکمیل کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ اب وہ انبیاء بھی اگر انہی بشری کمزوریوں میں مبتلا ہوں تو پھر اُن کی نبوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بات طے شدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسمانی قوی عام انسانی قوی سے بہت بلند و بالا اور قوی ہوتے ہیں۔ اُن کی روحانیت بہت عظیم ہوتی ہے۔ اُن کا علم بہت کامل ہوتا ہے۔ اُن کی حکمت کامل ہوتی ہے۔ اُن کے اخلاق اخلاقی عظیم ہوتے ہیں، اُن کا ہر قول، اُن کا ہر فعل نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے شرع کی دلیل اور مخاطب اللہ ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے محبوب آپ فرما دیجئے کہ تم میری اتباع کرو۔

اور اسی قرآن میں فرمایا۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

اگرچہ یہاں اللہ و رسول اور اولی الامر تینوں کی اطاعت کا ذکر ہے۔ لیکن اللہ کی اطاعت کے لئے اطیعوا کا لفظ فرمایا۔ اور رسول کی اطاعت کے لئے بھی اطیعوا کا لفظ فرمایا۔ اور اولی الامر کا عطف کر دیا ماقبل پر، وہاں اطیعوا کا لفظ ذکر نہیں فرمایا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اولی الامر کی اطاعت تو اسی بات میں ہوگی جو خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ہو اور جو بات کسی غیر رسول کی خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہو تو ہر گز اُس میں اُس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اور جب بھی کوئی غیر رسول کوئی حکم ہمارے سامنے رکھے گا تو ہمیں حق ہے کہ ہم اُس کے حکم کے صحیح ہونے اور اس کی اطاعت کے واجب ہونے پر ہم اُس سے دلیل طلب کر لیں اگر اُس کا حکم صحیح ہے اور اس کے پاس اُس حکم کے واجب الاتباع ہونے کی دلیل

موجود ہے تو ہم اُس کی اطاعت کریں گے اور اگر وہ حکم صحیح نہیں ہے اور اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو پھر ہم اُس کی اتباع نہیں کریں گے اور اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لا طاعت لمخلوق معصية في الخلق

یعنی ایسی بات میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہو سکتی جس میں خالق کی معصیت ہو۔

تو اس لئے اولی الامر کے لئے مستقلاً اطیعوا کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ اُس کا عطف ماقبل پر غور فرما دیا اور دونوں کے لئے فرمایا "اطيعوا الله واطيعوا الرسول" حالانکہ "الرسول" میں بھی اطیعوا کی بجائے عطف کیا جاسکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وہاں اطیعوا فرمایا۔ یہ کیوں؟ مقصد یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے حکم پر تم کوئی دلیل طلب نہیں کر سکتے اسی طرح رسول کے حکم پر بھی تم کوئی دلیل طلب نہیں کر سکتے۔ بغیر طلب دلیل کے تم پر واجب ہے کہ خدا کی اطاعت کرو اور بغیر طلب دلیل کے تم پر واجب ہے کہ تم رسول کے حکم کی اطاعت کرو اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب رسول عام بشری کمزوریوں سے بالاتر ہو۔ اور اگر اُس کے اندر وہ بشری کمزوریاں ہیں اور اگر وہ غلطی کرتا ہے، اگر وہ گنہگار ہو سکتا ہے اور وہ اس قسم کی بشری کمزوریوں سے متصف ہو سکتا ہے تو پھر اُس کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس کی اطاعت کا واجب الاتباع ہونا، یہ متصور ہی نہیں ہوتا۔

میں آپ کو بتاؤں کہ اللہ کی اطاعت بھی مستقلاً ہے اور رسول کی اطاعت بھی مستقلاً ہے۔ مگر یہ مستقلاً اس معنی میں نہیں ہے کہ خدا کی طرح معاذ اللہ، رسول بھی معبود ہوتا ہے۔ اللہ کا رسول معبود نہیں ہوتا وہ تو عبد ہوتا ہے۔ وہ مخلوق ہوتا ہے، خالق نہیں ہوتا، وہ تو خدا نہیں ہوتا خدا انما ہوتا ہے۔

بات یہ ہے کہ جس طرح اللہ کے حکم پر تم کوئی دلیل طلب کرنے کا حق نہیں رکھتے، اسی طرح رسول کے حکم پر بھی تم کوئی دلیل طلب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ اس اعتبار سے ہم رسول کی اطاعت کو مستقل کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حکم تو رسول کا اپنا ذاتی ہو گا ہی نہیں، وہ تو اللہ ہی کا حکم ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیں رسول کی زبان سے ملے گا۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ رسول ہونے کی حیثیت سے رسول جو کچھ کہے گا اور وہ شرع کی دلیل قرار پائے گا۔ اسی لئے ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو حجت شرعیہ سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا مسلک یہ ہے کہ قرآن میں سب کچھ ہے مگر اُس کی وضاحت حدیث میں ہے اور حدیث میں بھی سب کچھ ہے مگر اُس کی وضاحت مجتہدین اور فقہاء کے اجتہادات میں ہے اور اُن کی فقہ میں ہے۔ جس طرح کہ قرآن کا فہم اور قرآن پر عمل حدیث کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح احادیث کا فہم اور احادیث پر عمل کرنا یہ فقہاء اور مجتہدین کے اجتہادات اور اُن کی فقہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تو اس وقت اتنا موقع نہیں کہ میں ان تفصیلات میں جاؤں۔ میں نے اجمالی طور پر آپ کی خدمت

میں عرض کر دیا ہے۔ بہر حال مجھے بتانا یہ تھا کہ نبی عام بشری کمزوریوں سے بالکل پاک ہوتا ہے اور نبی بشر ضرور ہوتا ہے مگر وہ بے عیب بشر ہوتا ہے۔ نبی عبد ضرور ہوتا ہے مگر ایسا عبد ہوتا ہے کہ جو تمام عباد اللہ میں ممتاز، سب سے افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسا عبد ہوتا ہے کہ جو اللہ اور عباد اللہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اور وہ آئینہ ہوتا ہے۔ حسن الوہیت کا۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی جوابدہ ہوتی ہے وہ انبیاء سے ہوتی ہے اسی لئے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ (سورۃ النساء: 69، پارہ 5)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ۔

کیونکہ نبوت پہلا انعام ہے اور نبوت سے صدیقیت کا ظہور ہوگا اور صدیقیت سے پھر شہادت اور صالحیت کا ظہور ہوگا۔ مجھے کہنے دیجئے کہ یہ صالحیت ہو یا شہادت یا صدیقیت ہو یہ سب نبوت کا حسن ہیں اور نبوت، تمام مہابہ الوہیت کا حسن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے الوہیت کا آئینہ بنایا۔ اللہ کے کلام کا جلوہ اللہ کے نبی کی ذات میں نظر آتا ہے۔ جب تک اللہ کا کلام، اللہ کا نبی ہمیں نہ سنائے ہمیں اللہ کے کلام کا علم ہی نہیں ہو سکتا۔ اللہ اپنے علم کا جلوہ اپنے نبی کو دیتا ہے۔ اپنی قدرت کا مظہر اپنے نبی کو بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے جلوے اپنے نبی کو عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام نیکیاں اور خوبیاں اور تمام اوصاف حسنہ اور تمام کمالات کا آئینہ اپنے نبی کو بناتا ہے۔ پھر اُس نبی سے ظہور ہوتا ہے تو صدیقین کا جلوہ سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حسن الوہیت کے جلوے ہمیں انبیاء میں نظر آتے ہیں اور نبوت کے حسن کے جلوے ہمیں صدیقین میں نظر آتے ہیں۔

صدیقیت کا کمال، شہادت کا کمال اور صالحیت کا کمال، ان سب آئینوں میں جو ہم دیکھ رہے ہیں خدا کی قسم اُن سب کا ملجہا نبوت کا مقام ہے اور نبوت اور کمالات نبوت کو جو ملجہا ہے وہ بارگاہ الوہیت ہے۔

بہر نوع مجھے کہنے دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو ایسی صفت عطا فرمائی کہ جس صفت کی بنا پر وہ تمام کائنات میں ممتاز ہے۔ نبی کو خدا سمجھنا یا خدا کا شریک سمجھنا یا خدا کا بیٹا سمجھنا شرک ہے کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں ہے۔ نبی خدا نہیں ہوتا۔ خدا نما ہوتا ہے یعنی خدا کے احکام کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ خدا کی معرفت عطا فرماتا ہے۔ نبی واجب الوجود نہیں ہوتا بلکہ وہ ممکن ہوتا ہے، نبی قدیم نہیں ہوتا وہ حادث ہوتا ہے۔ نبی خالق نہیں ہوتا، بلکہ وہ مخلوق ہوتا ہے۔ اور نبی معبود نہیں ہوتا بلکہ وہ عبد ہوتا ہے۔ مگر ایسا عبد

کہ تمام عباد میں ممتاز اور ایسا بشر کہ تمام بنی نوع بشر سے ممتاز، بے عیب اور بے نقص۔ تو اللہ تعالیٰ نبوت کے لئے ایک ایسے مقدس انسان کو منتخب فرماتا ہے جو کمالات انسانیت سے متصف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمام علمی اور عملی استعداد کو پیدا فرمادیتا ہے۔ اور اسی لئے قرآن کریم میں ایک اور مقام پر فرمایا۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسلہ (سورۃ الانعام آیت 125)

”اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔“

معلوم ہوا ”جعل رسالت“ کے لئے ایک خاص نکل ہوتا ہے اور وہ نکل وہ ہے کہ جو جسمانی روحانی، ظاہری، باطنی طور پر اعلیٰ، مکمل اور اعظم ہوتا ہے۔ میں مختصر طور پر عرض کروں گا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا ظہور صدیقین میں ہوا شہداء اور صلحاء میں ہوا۔ یہ نبوت کا آئینہ صدیقیت کا حسن اپنے اندر رکھتا ہے اور صدیقین کمال نبوت کا مظہر ہیں۔

اور مجھے کہنے دیجئے کہ جتنے صدیقین ہوئے اور امت مسلمہ میں صدیق اکبر جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، اُن کا کمال صدیقیت یہ حضور ﷺ کے کمال نبوت کے حسن کا ظہور ہے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کو اللہ تعالیٰ نے صدیقیت کے علاوہ شہادت بھی عطا فرمائی۔ یہ بھی حسن نبوت کا ظہور ہے اور اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے حسن صدیقیت کے ساتھ حسن شہادت سے بھی نوازا۔ وہ بھی جمال نبوت ہے اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اللہ تعالیٰ نے حسن صدیقیت کے ساتھ حسن شہادت بھی اُن کو عطا فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور ازواج مطہرات جن رضی اللہ عنہم کو ان تمام خوبیوں سے نوازا۔ اور مجھے کہنے دیجئے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی جو شہادت ہے وہ شہادت محمدی کا ظہور ہے۔ اس موضوع پر اور کچھ زیادہ تفصیل سے عرض نہیں کر سکتا۔ اتنا عرض کروں گا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی شہید فرمایا۔

وہو بکل شہیدی اور رسول کے حق میں شہید کا لفظ ارشاد فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ ویسکون الرسول علیکم شہیدا۔ اور اسی طرح مؤمنین کے حق میں فرمایا۔ لتکونوا شہداء علی الناس۔

اللہ بھی شہید ہے، رسول بھی شہید ہے اور مؤمنین بھی شہید ہیں۔ تو اب شہید کا مفہوم کیا ہے؟ اگر یہ کہیں کہ فقط مقتول فی سبیل اللہ کو شہید کہا جائے یعنی جو اللہ کی راہ میں مقتول ہو جائے، تو پھر نہ اللہ شہید ہو سکتا ہے نہ رسول شہید ہو سکتا ہے اور نہ تمام مؤمنین شہید ہو سکتے ہیں۔ اصل میں شہید کے معنی ہیں۔

الشہادۃ والشہود، الحضور مع المشاہدۃ اما بالبصر او بالبصریۃ

(مفردات القرآن، امام رابع اصفہانی رحمہ اللہ مطبوعہ اہل حدیث اکادمی لاہور صفحہ 553)

یعنی شہادت اور شہود کے یہ معنی ہیں کہ حاضر ہونا اور فقط حاضر ہونا نہیں بلکہ مشاہدے کے ساتھ

حاضر ہونا دیکھتے ہوئے، سنتے ہوئے اور جانتے ہوئے حاضر ہونا، یہ ہے شہادت اور شہود، تو میں مختصر طور پر عرض کرتا ہوں کہ اللہ کے شہید ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت، اپنی حکمت اور وسع و بصر کے ساتھ تمام کائنات پر حاضر ہے کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت اور اپنی وسع و بصر کے ساتھ حاضر نہ ہو۔ اسی لئے ہم اللہ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کر جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ شہید ہے کہ وہ اپنی کائنات اور اپنے بندوں پر حاضر ہے اور مومنین شہید ہیں اس اعتبار سے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عظمت پناہ میں محلِ عزت پر حاضر ہیں۔ اس لئے مومنین کو شہید کہا گیا اور مقتولین فی سبیل اللہ ان کے لئے تو خاص قسم کا محلِ عزت اور محلِ کرامت مقرر فرمایا ہے جو خدا کی بارگاہ میں ہے اور جب یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں اُس محلِ عزت اور محلِ کرامت پر پہنچیں گے جو ان مقتولین فی سبیل اللہ کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے تو یوں کہنے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور اس محلِ کرامت میں خدا کے سامنے موجود ہوں گے۔ تو جس قدر بھی مومنین مقتول فی سبیل اللہ ہیں اُن کے شہید ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے اپنے مرتبے اور اپنے اپنے منصب کے مطابق یہ محلِ کرامت اور محلِ عزت پر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ تو یوں کہنے کہ بندے کا حاضر ہونا بندے کا شہید ہونا بایں معنی ہے کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہے اور خدا کا شہید ہونا اس معنی میں ہے کہ وہ اپنے بندوں پر حاضر ہے۔ خدا بندوں پر حاضر ہے اس لئے شہید ہے اور بندے مومنین مقتولین فی سبیل اللہ اپنے اپنے مناسب اور اپنے اپنے مراتب اور درجات کے اعتبار سے محلِ کرامت پانے کے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ لہذا یہ شہید ہے تو مومن اس لئے شہید ہے کہ وہ رب کی بارگاہ میں حاضر ہے اور رب اس لئے شہید ہے کہ وہ اپنے بندوں پر حاضر ہے اور رسول بھی شہید ہیں۔ قرآن نے کہا۔

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

(پارہ 2)

رسول کے شہید ہونے کا مقصد کیا ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ اُس کے شہید ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم تو خدا پر حاضر اور خدا ہم پر حاضر اور رسول ہم پر بھی حاضر اور خدا پر بھی حاضر، رسول بندوں پر بھی حاضر ہے کیونکہ اگر بندوں پر حاضر نہ ہوتا تو خدا کے ہاں وہ گواہی کیسے دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

(پارہ 5)

ہر نبی اپنی امت پر شہید ہوتا ہے اور گواہ ہوتا ہے۔ اگر نبی اپنی امت اور اپنے غلاموں پر حاضر نہ ہو تو ان کی شہادت رب کی بارگاہ میں دے نہیں سکتا اور اگر وہ خدا پر حاضر نہ ہو تو اُس کی شہادت بندوں کے سامنے دے نہیں سکتا۔ اس لئے نبی خدا پر بھی حاضر ہے اور بندوں پر بھی حاضر ہے۔ خدا کی بات بندوں کو پہنچاتا ہے اور بندوں کی بات خدا کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ اور اسی بنا پر اُس کو شہید ہونے کا

منصب حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ”وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا“ اور ”فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ“

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام منصبِ نبوۃ پر جب فائز ہوتے ہیں تو انسانی تخلیق کے مقصد کی تکمیل کے لئے فائز ہوتے ہیں تو اس لئے اللہ تعالیٰ اس کام کو انجام دینے کے لئے انہیں کامل علم عطا فرماتا ہے اور اُن کا کامل علم ایسا ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں فرمایا۔

وَعَلَّمَكُمَا مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُونَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

(پارہ 5)

میں عرض کر رہا تھا کہ کامل علم جب تک نہ ہو نبی منصب رسالت کے مطابق کام انجام نہیں دے سکتا اور نبی کے قوی اور نبی کا علم اگر کامل نہ ہو تو وہ ان تمام منصب کی تکمیل نہیں کر سکتا نبی کو اللہ تعالیٰ اتنی روحانی قوت عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنی امت اور اپنے غلاموں کے قلوب کا تزکیہ کرتا ہے اگر نبی کی روحانیت اُکمل نہ ہو، نبی کی روحانیت اقوی نہ ہو تو کیسے وہ ہمارا تزکیہ کر سکتا ہے۔ قرآن نے کہا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

ابنہ ویز کیہم

(پارہ 4)

تو اس آیت میں صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کو اس لئے بھیجتا ہے اور اپنے حبیب ﷺ کو اس لئے بھیجا کہ ہمارے نفس کا تزکیہ کریں۔ ہمارے باطن کو پاک کریں جب تک اُن کی روحانیت اتنی قوی نہ ہو کہ اُس کا اثر ہمارے باطن تک پہنچے تو کس طرح ہم پاک ہو سکتے ہیں۔

”وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ“



شان حبیب الرحمن

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(پارہ 22، سورہ احزاب رکوع 5)

محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

یہ آیت کریمہ حضور انور ﷺ کی صریح نعت ہے، اس کے متعلق چند امور قابل غور ہیں۔ اولاً تو شان نزول، دوم اس کے فائدے، تیسرے خاتم النبیین کے معنی اس آیت کا گزری ہوئی آیات سے تعلق وہ اس طرح کہ جب حضرت زینب کا نکاح حضور سید عالم ﷺ سے ہوا جس کا ذکر اس آیت سے پہلے کی آیت میں ہے۔

فلما قضی زید منها وطرا زوجنا کھا

پھر جب زید کی غرض ان سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی، حضرت زینب فخر فرمایا کرتی تھیں کہ سب بیویوں کا نکاح تو ان کے اہل قرابت کرتے ہیں اور میرا نکاح میرے رب نے عرش پر کیا، چونکہ حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اپنا فرزند فرمایا تھا اور منہ بولا بیٹا بنایا تھا، اس لئے بعض کفار نے اعتراض کیا کہ حضور ﷺ نے اپنے فرزند کی بیوی سے نکاح کر لیا، اس اعتراض کا رب نے جواب دیا کہ یہ حرمت کے احکام تو نبی فرزند کے لئے ہوتے ہیں، ہمارے محبوب ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں پھر ان کا کوئی فرزند کیوں کر ہوگا اور جب فرزند ہی نہیں تو اس کی بیوی حضور ﷺ کو کیونکر حرام ہوگی۔

اس آیت میں چند طرح سے نعت ثابت ہو رہی ہے۔ اولاً تو یہ کہ اعتراض ہو محبوب ﷺ پر اور جواب دے پروردگار، پھر یہ بھی نہیں کہ ان سے فرمایا جاتا کہ محبوب آپ کہہ دو۔ نہیں بلکہ خود جواب دہ جس کے معنی ہوئے کہ حبیب پر اعتراض کرنا یقیناً پروردگار پر اعتراض کرنا ہے۔ اسی لئے پہلے فرمایا گیا تھا وَجَنَّا کھا ہم نے آپ کا نکاح کر دیا، کہو آپ پر کون اعتراض کرتا ہے؟

دوسرے یہ کہ سارے قرآن کریم میں حضور ﷺ کو نام پاک سے کہیں یا نہ فرمایا گیا۔ بلکہ صرف چار جگہ ایک تو یہاں دوسرے سورہ فتح میں ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ تیسرے سورہ محمد میں ”بِمَا نَزَّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ چوتھے ”وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَّسُولٌ“ اس نام پاک کے آنے میں بہت سی مصلحتیں ہیں چار جگہ نام پاک آیا کہ لفظ محمد میں حرف بھی چار ہی ہیں۔ اللہ جانے چار میں کیا خصوصیات ہیں، میں نے ایک نعت میں دو شعر اسی مطلب کے عرض کئے ہیں اپنے دیوان سالک میں۔

چار رسل، فرشتے چار، چار کتب، دین چار
سلسلے دونوں چار چار، لطف ہے عجب چار میں
آتش و آب و خاک و باد سب کا انبیس سے ہے ثبات
چار کا سارا ماجرا، ختم ہے چار یار میں

کلمہ محمد حضور ﷺ کا اسم ذاتی ہے۔ اور باقی اسمائے طیبہ اسمائے صفائیہ جیسے کہ کلمہ اللہ خدا کا اسم ذاتی، باقی اسماء صفاتیہ ہیں مگر اس کلمہ محمد کو اللہ کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے۔ محمد میں حرف چار ہیں۔ اللہ میں بھی چار، محمد میں تشدید ایک، اللہ میں بھی ایک، مگر لفظ اللہ کی تشدید پر الف ہے اور یہاں نہیں جس سے معلوم ہوا کہ رب سلطان اور محمد رسول اللہ وزیر اعظم، پھر اللہ بول تو دونوں لب علیحدہ علیحدہ ہو جاویں اور محمد بول تو نیچے کا ہونٹ اوپر سے مل جاوے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات بلند و بالا کہ ہم بندوں کی وہاں تک رسائی ناممکن مگر محمد رسول اللہ ان بچوں کو اس بلند و بالا تک پہنچانے والے ہیں۔

ایک نکتہ ہے محمد کے نام میں جس کو ہم نے اپنے دیوان میں اس شعر میں ادا کیا۔

تری ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے منائے وہ خود منے وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

لفظ محمد کے عدد بانوے اور بانوے میں دہائی نوکی ہے اور نو کے عدد میں عجب تماشا ہے کہ نو کو سارے پہاڑے میں گن جاوے مگر نو ہی رہتا ہے۔ 9، 18، 27، 36، 45، 54، 63، 72، 81، 90۔ ان کے متوالی عددوں کو ملاؤ تو نو ہی بن رہے ہیں، اسی طرح ایک سے لے کر نو تک کی اکائیاں نو، جن کناروں کی اکائیاں ملاؤ گے تو نو ہی بنے گا، جیسے کہ 1 اور 2 اور 3 اور 4 اور 5۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں بارہ حروف ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ میں بھی بارہ حروف ہیں، اسی طرح ابو بکر صدیق اور عمر ابن الخطاب ابن عفان اور علی بن ابوطالب کے ان سب میں بارہ بارہ حروف ہیں۔ اس لفظ محمد میں بہت سی تاثیرات ہیں، اگر کسی کے فطرت لڑکیاں ہوتی ہوں تو اپنی حاملہ بیوی کے شکم پر انگلی سے لکھ دیا کرتے ”مَنْ كَانَ فِيْ هٰذَا الْبَطْنِ فَاسْمُهُ“

مُحَمَّدٌ“ چالیس روز تک یہ عمل کیا جاوے، مگر شروع حمل ہو، تو انشاء اللہ لڑکائی پیدا ہوگا، اور جس بچہ کا نام محمد ہو اس کا ادب و احترام کیا جاوے، اس نام کو بگاڑ کر نہ لیا جاوے، غرضیکہ اس کے بہت سے آداب ہیں۔ (روح البیان)

محمد کے معنی ہیں ہر طرح تعریف کے لائق کہ اس میں نقص اور عیب کی گنجائش نہ ہو، جو ان کو محمد کہہ کر ان میں عیب نکالے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ اسی لئے کفار آپ کو مذم کہہ کر نکوس کیا کرتے تھے، مہر کار نے فرمایا کہ رب نے مجھے ان کی گالیوں سے بچالیا۔ کہ وہ مذم برا کہتے ہیں اور ہم محمد ہیں۔ علیؑ یا اس کے معنی ہیں سب کا سربراہ ہوا، یعنی خالق بھی آپ کی تعریف فرماتا ہے اور ساری مخلوق بھی اور ہمیشہ آپ تعریف کئے ہوئے کہ دنیا کی آفرینش سے پہلے آپ کی تعریف شروع ہوئی اور قیامت تک بلکہ ہمیشہ آپ کی تعریف ہوتی رہے گی۔ اور ہر جگہ تعریف کیا ہوا عرش فرش، بحر و بردشت و جبل ہر جگہ حضور کی تعریف ہے۔ محمد میں دو میم، ایک ح اور ایک دال ہے۔ دو میم سے مراد ملک دنیا و آخرت ہے، ح سے مراد رحمت اور دال سے مراد دائمی یعنی نبیؐ کی دنیا و آخرت کی دائمی رحمت۔ (دیکھو دلائل الخیرات شریف)

”اَنَا أَنبِئُ قَوْمًا بِرَبِّكَ إِنَّكَ تَرْجَاهُمْ“ میں فرمایا گیا کہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں یعنی حضرت فاطمہ زہرا، رقیہ، کلثوم و زینبؑ کے والد ہیں۔ مرد کے باپ نہیں، رہے حضرت ابراہیم اور طیب و طاہر و قاسم رضی اللہ عنہم وہ بچپن شریف ہی میں وفات پا گئے ان کو مرد نہ کہا جائے گا۔ ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ حضور ﷺ کو باپ کہہ کر پکارے تو بھائی کہہ کر پکارنا بد بجا اولیٰ حرام ہے۔

”خَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ میں فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے پچھلے نبی خاتم ختم سے مشتق اور ختم کے معنی مہر کے بھی ہیں اور آخری کے بھی، بلکہ مہر کو بھی خاتم اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ مضمون کے آخر میں لگائی جاتی ہے یا یہ کہ جب کسی تھیلے پر مہر لگ گئی تو اب کوئی چیز باہر کی اندر اور اندر کی باہر نہیں جاسکتی اسی طرح یہ آخری مہر لگ چکی، بارغ نبوت کا آخری پھول کل چکا۔ خود حضور ﷺ نے ”خَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ کے معنی فرمائے ہیں کہ ”لا نبی بعدی“ میرے بعد کوئی نبی نہیں اب جو شخص کسی طرح کا ظلی، بروزی، اصلی عارضی، مرقاتی، مذاقی، شرابی، افیونی، نبی حضور ﷺ کے بعد مانے وہ بے دین اور مرتد ہے۔

اسی طرح جو ”خَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ کے معنی کرے بالذات نبی اور کسی نبی کا آنا ممکن جانے وہ مرتد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک تشریف لائیں گے، مگر وہ پہلے کے نبی ہوں گے نہ کہ بعد کے اور اب امتی کی حیثیت سے تشریف فرما ہوں گے۔ آخری فرزند کے معنی ہوتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی فرزند پیدا نہ ہوا نہ کہ پہلے والے بھی وفات پا گئے۔ تو اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر، حضرت ادیس حضرت الیاس علیہم

السلام کے زمانہ میں زندہ رہے اور اب بھی زندہ ہیں اور حضور ﷺ کی آمد پر سب کے احکام منسوخ ہو گئے۔ اب بعد میں نبوت نہ ملی، جیسے کہ آفتاب کے ٹکٹے پر جو تارا جس جگہ بھی ہوتا ہے۔ وہاں ہی چھپ جاتا ہے، خضر و الیاس تو زمین پر زندہ ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ و ادیس علیہم السلام آسمانوں پر، مگر جہاں بھی رہتے ان کے احکام وہاں ہی ختم ہو گئے۔

سب جگہ گئے رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں اگر ایک مجسٹریٹ دوسرے مجسٹریٹ کی پکھری میں گواہی دینے جاوے تو اگرچہ وہ اپنے حلقہ کائج ہے مگر یہاں گواہ کی حیثیت سے حاضر ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے نبی ہیں۔ مگر اب جو ان کے سلطان مصطفیٰ ﷺ میں آئیں گے، نبوت کا ظہور نہ ہوگا۔

دوسرے یہ کہ نبوت کا تعلق ایک رب سے ہے، رفع درجات تقرب وغیرہ کا اور ایک مخلوق سے تبلیغ احکام کا تو جو قرب الہی ان کو حاصل ہو چکا ہے۔ وہ تو کبھی بھی زائل نہیں ہو سکتا ہے۔ مخلوق کو تبلیغ فرمانا وہ ختم ہو گیا اپنے احکام کی تبلیغ نہیں فرما سکتے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنے گئے تو فرمایا کہ اے موسیٰ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں میرے کسی فعل پر اعتراض نہ کرنا۔ یعنی میں آپ کے حلقے میں نہیں، فرمایا بہت اچھا۔ اب جو کچھ کام خضر سے واقع ہوئے وہ دین موسیٰ کے سراسر خلاف تھے کہ بچہ کو گناہ سے پہلے ہی ختم کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ مگر موسیٰ علیہ السلام ان پر اپنے احکام جاری نہ فرما سکے، آخر یہ کیوں؟ کیا نبی نہ رہے تھے، نبی تو تھے مگر یہاں تبلیغ نہ فرما سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور زمانہ محمدی کا حال ہے۔

سوئیڈن میں ایک قادیانی کو گولی مار کر مرزا قادیانی بنادیا:

سوئیڈن کے شہر مالو میں ایک قادیانی کو جو مقامی پوسٹ آفس میں ملازمت کرتا ہے، وہاں کے لوگوں نے (مسلمانوں نے نہیں) گولی مار کر مرزا قادیانی بنادیا۔ تفصیلات کے مطابق گولی اس کی آنکھ میں لگی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا، اس کی ایک آنکھ بالکل ضائع ہو چکی ہے، اگرچہ وہ شدید زخمی حالت میں زیر علاج ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس سوئے جہنم روانہ ہوتا ہے یا بچ جانے کی صورت میں مرزا قادیانی کی طرح نبی، مسیح یا مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ کیونکہ وہ قادیانی کا آنکھ شریک بھائی ہو چکا ہے، اور یہی قادیانی کی جھوٹی نبوت کی بڑی پہچان ہے۔

قرآن مجید اور ختم نبوت

رب کائنات نے جب گلشن ہستی کو آباد کیا تو اس میں ہنگامہ زندگی برپا کرنے کے لئے اپنی سب سے احسن تخلیق انسان کو اس میں بسایا اور اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ یہ گراں قدر ہستیاں مختلف اوقات میں مختلف ادوار میں، مختلف مقامات پر تشریف لاتی رہیں اور انسانیت کی رہبری کا فریضہ عظیم سرانجام دیتی رہیں۔ نبوت کا یہ روشن سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ اور سید البشر جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گیا۔ اس بزمِ مکتی میں سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آدم سے پہلے نبی کوئی نہیں اور خاتم کے بعد نبی کوئی نہیں۔ دین اسلام میں اس عقیدہ کو ”عقیدہ ختم نبوت“ کہا جاتا ہے۔ دین اسلام کی رفیع الشان عمارت اسی عقیدہ کی بنیاد پر کھڑی ہے۔ دین اسلام کا مرکز محور یہی عقیدہ ہے اور دین اسلام کی روح و جان یہی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ میں معمولی سی لچک یا جھول انسان کو ایمان کی رفعتوں سے گرا کر کفر کی پستیوں میں پھینچ دیتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اس اہمیت و حیثیت کا حامل ہے کہ قرآن مجید ایک سو مرتبہ خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان کر رہا ہے اور صاحب قرآن ﷺ ہر دو سو مرتبہ زائد اپنی زبان نبوت سے اس عقیدہ کی حقانیت پر گواہی دے رہے ہیں۔

اب ہم قرآن پاک کی چند آیات بیانات سے مسئلہ ختم نبوت ثابت کرتے ہیں۔

اعلان ختم نبوت:

رب العزت نے اپنے آخری نبی ﷺ کو تخت ختم نبوت پر بٹھا کر آپ کے سراقدس پر تاج ختم نبوت بجا کر اور کائنات کی فضاؤں میں ”خاتم النبیین“ کا پرچم لہرا کر آپ کی ختم نبوت کا اعلان یوں کر کر رہے ہیں۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شیء علیما

”نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔“

جب ہم مندرجہ بالا آیت کی گہرائی میں جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ زبان عرب میں خاتم یا خاتمہ کا لفظ جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری اور ختم کرنے والا ہی ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ملے۔ جیسا کہ عربی زبان کی سب سے ضخیم اور سب سے مستند لغت کی کتاب ”لسان العرب“ میں لکھا ہے۔

خاتم القوم وخاتمہم وخاتمہم ختام القوم خاتم القوم (ت کے زیر سے)

اور خاتم القوم اخرہم

لغت کی مشہور کتاب ”تاج العروس“ میں ہے کہ

ومن اسمائه عليه السلام الخاتم والخاتم وهو الذي ختم النبوة بمجمعه

اور حضور نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے خاتم اور خاتمہ ہے۔ اور وہ ذات اقدس ہے جس نے آکر نبوت ختم کر دی۔

خاتم کا مادہ ختم ہے۔ ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جاسکے۔ اس کے دوسرے معنی کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگانے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکل سکتی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اندر جاسکتی ہے۔

حضور خاتم الانبیاء ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین، مفسرین اور اکابرین امت محمدیہ نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کئے ہیں کہ جن کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہو۔

تکمیل دین:

عرفات کا وسیع و عریض میدان تھا، حجۃ الوداع کا مبارک موقع تھا، جمعہ کا دن تھا، ختم نبوت کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پروانے جمع تھے۔ نبیوں کے سردار ختم نبوت کے تاجدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی ان پروانوں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے اور تاریخ میں انقلاب برپا کر دینے والا خطاب فرما رہے تھے۔ انسانیت کو دستور حیات عطا کر رہے تھے کہ ملائکہ کے سردار اور وحی کے پیامبر جناب جبرائیل علیہ السلام ہیئت لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔

اليوم اكملت لكم دينکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

یہ آیت کریمہ اس بات کا اعلان تھا کہ دین اسلام ظاہری، باطنی، صوری، معنوی ہر لحاظ سے مکمل ہو چکا۔ نبوت کی نعمت پوری ہو چکی، قانون و شریعت کے معاملات طے ہو چکے۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، مکر وہات و مستحبات اور حرام و حلال کے اصول بن چکے۔ تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ جب بھی کوئی نیا دین آیا، اسے کوئی نیامی لے کر آیا۔ اب تکمیل دین کی وجہ سے کوئی نیا دین نہیں آتا تو کوئی نیامی بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے تکمیل نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہو گئی۔ لہذا نبوت و رسالت آپ ﷺ پر ختم، دین آپ ﷺ پر ختم، شریعت آپ ﷺ پر ختم، سلسلہ وحی آپ ﷺ پر ختم، آسمانی کتب آپ ﷺ پر ختم، آپ ﷺ کا دین خاتم الاویان، آپ ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع، آپ ﷺ کی کتاب خاتم الکتاب، آپ ﷺ کی مسجد خاتم المساجد، آپ ﷺ کی نبوت ختم نبوت اور آپ ﷺ کی ذات اقدس خاتم النبیین ﷺ ہے۔

عالمگیر نبوت:

نبی کریم ﷺ سے قبل تعریف لانے والے سارے نبیوں کی نبوتیں محدود علاقے، محدود وقت اور محدود انسانوں کے لئے تھیں۔ کوئی نبی ایک گاؤں کے لئے نبی بن کر آیا، کوئی ایک قصبہ کے لئے نبی بن کر آیا، کوئی ایک شہر کے لئے نبی بن کر آیا اور کوئی ایک ملک کے لئے نبی بن کر آیا۔ لیکن جب آمنہ کے لال اور عبداللہ کے درویشیم جناب محمد کریم ﷺ کی باری آئی تو رب کائنات نے نبی کریم ﷺ کا تعارف یوں کرایا۔

قل یا ایہا الناس انی رسول للہ علیکم جمیعاً

”آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

نبوت محمدی کا دامن ساری کائنات کی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ نبوت محمدی کا بحر بیکراں زمان و مکاں کی قیود سے بالاتر ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت ہر زمان کے لئے، ہر مکاں کے لئے، ہر جہاں کے لئے، اور ہر انسان کے لئے! کوئی رنگت، کوئی زبان، کوئی قومیت اور کوئی وطن آپ کی عالمگیر نبوت سے مستثنیٰ نہیں۔ خاتم النبیین ﷺ نبی ہیں ہر گورے کے لئے، ہر کالے کے لئے، ہر چمکی کے لئے، ہر عربی کے لئے، مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک، تحت الثریٰ سے شریاتک اور فرش سے عرش تک۔ غرضیکہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے، وہاں تک مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی ہے۔

خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں

کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

نبوت محمدی کا آفتاب عالمتاب:

یا ایہا النبی انا ارسلنک شاحداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ

و سر اجا منیراً

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سر اجا منیرا کے لغوی نام سے پکارا ہے، یعنی روشنی دینے والا سورج، اس دلکش اور روح پرور نام سے مندرجہ ذیل دلنشین حقائق ثابت ہوتے ہیں۔

1: جس طرح مادی سورج اپنے خالق کے بتائے ہوئے مقررہ راستہ پر حرکت کرتا ہے اور اپنی راہ سے نہیں ہٹتا اور نہ کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح مادی برحق ﷺ اپنے مالک کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رہے اور حق کا نور بکھیرتے رہے۔ نعوذ باللہ اگر آپ ﷺ ذرا بھی اپنے راستہ سے ہٹ جاتے تو کائنات میں مایوسی، ہولناکی اور کفر و ضلالت کے سائے پھیل جاتے۔

2: جس طرح سورج یوم آخر تک اس کائنات کو اپنی نورانی شعاعوں سے منور کرتا رہے گا اسی طرح نبوت کا آفتاب بھی قیامت تک اپنی ضیا پاشیاں کرتا رہے گا اور منزل کی تلاش میں سرگرداں مسافروں کو منزل تک پہنچاتا رہے گا اور ان کے قلب و نظر کو نور ایمان بختا رہے گا۔ اگر سورج نہ ہوتا تو فس قزح کے رنگ ہوتے، نہ چمکتے ہوئے ستارے اور دمکتا ہوا مہتاب ہوتا، نہ آسمان سے بارش کا مصفا پانی برستا، نہ گلستان میں بہار آتی، نہ پھل ہوتے، نہ سبزیاں، نہ درخت ہوتے نہ مہکتے پھول، نہ ہی حیوانات ہوتے اور نہ ہی انساناں، الحقیر ثابت یہ ہوا کہ سورج پر انسانی حیات کا دار و مدار ہے۔ اگر سورج کا وجود نہ ہوتا تو انسانی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

آؤ اہل دنیا! اپنے خالق و مالک کی بات بھی سن لو کہ مادی سورج کا مالک اپنے ”سراجا منیرا“ کے بارے میں کس اہم بات سے تمہارے کانوں کو نواز رہا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک، لولاک ما خلقت الجنة، لولاک لما خلقت النار

”(اے میرے چہیتے اور لاڈلے رسول) اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو نہ زمین و آسمان

ہوتے اور نہ کوئی مخلوق نہ جنت و جہنم پیدا ہوتے۔“

ذرا ایک فرق ذہن نشین کر لیجئے کہ رب العزت نے فرمادیا کہ اگر یہ ”سراجا منیرا“ نہ ہوتا تو یہ مادی سورج بھی نہ ہوتا۔ یہ مادی سورج جس کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کا سفر طے کر رہے ہیں، اس سورج کو

بھی روشنی رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کے طفیل ملی ہے۔ جس طرح ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ایران، یونان، جاپان، مصر، روس، امریکہ، افریقہ، مشرق، مغرب، شمال، جنوب کو روشن کرنے کے لئے صرف ایک ہی مادی سورج ہے۔ اسی طرح روحانیت کا نور بکھیرنے کے لئے صرف ایک ہی سرا جانیہ ہے۔ جس کی روشنی سے دلوں سے کفر و ضلالت کے اندھیرے کا فور ہو جاتے ہیں۔ مادی سورج اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے سورج میں ایک نمایاں فرق ہے۔ مادی سورج طلوع ہوتا ہے اور چند گھنٹے روشن رہنے کے بعد شام کو غروب ہو جاتا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی نبوت کا سورج قیامت تک غروب نہیں ہوگا۔ مادی سورج کو گرہن لگ جاتا ہے اور اس کی روشنی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے سورج کو نہ کمی گرہن لگا ہے اور نہ قیامت تک گئے گا اور نہ ہی اس کی رخشندگی میں فرق پڑے گا۔

خورشید کے کاسے میں ترا صدقہ انوار
خیرات ترے نور کی سکول قمر میں

معیار حق:

قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین O

تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی (یعنی محمد ﷺ) اور کتاب مبین (یعنی قرآن مجید) یہاں روشنی سے مراد نبی کریم ﷺ کی روشن شخصیت اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

نبی خاتم محمد رسول اللہ ﷺ سے قبل جن انبیائے کرام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ان میں سے آج بھی کوئی آسمانی کتاب اور صحیفہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ ساری کتب اور صحائف دشمنان اسلام کے سفاک ہاتھوں سے تحریف و تبدل کا شکار ہو گئے۔ لیکن آخری نبی ﷺ پر نازل ہونے والی آخری کتاب کی حفاظت کا ذمہ رب ذوالجلال نے خود اٹھالیا اور انسانیت کی راہنمائی کے لئے یہ کتاب قیامت تک اپنی حقیقی حالت میں موجود رہے گی۔ نبی آخر الزمان ﷺ سے پہلے مبعوث ہونے والے سارے نبیوں میں سے کسی بھی نبی کی تعلیمات اور سیرت مکمل طور پر موجود اور دستیاب نہیں۔ اکثریت کے تو نام ہی معلوم نہیں، صرف چند مشہور انبیائے کرام کی زندگی کے بارے میں چند اوراق مطالعہ کے لئے مل جاتے ہیں۔ لیکن خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ اور تعلیمات کا ہر جز اور ہر پہلو اپنی پوری درخشانی اور دلکشی کے ساتھ زندہ تابندہ ہے اور روز آخر تک انسانیت کے مطلع حیات پر سیرت مصطفیٰ ﷺ کا آفتاب اپنی صوفشانیائیں کرتا رہے گا اور انسانیت کے چہرے کو ضیا بخشا رہے گا۔ کیونکہ

قرآن آخری کتاب اور صاحب قرآن آخری نبی ﷺ اس لئے خدائے رحیم و کریم نے قرآن مجید اور صاحب قرآن کی سیرت کو محفوظ و مامون کر لیا اور رہتی دنیا تک آنے والے جن و انس کو مخاطب کر کے یہ اعلان کر دیا۔

قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین O

اور خود خاتم النبیین ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں موجود اور آئندہ آنے والے انسانوں کو مخاطب کر کے رشد و ہدایت کا یہ سر شلیک عطا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔
”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک ان کو تقام رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گئے وہ دو چیزیں اللہ کا قرآن اور میری سنت ہے۔“

الحمد للہ! آج انسانیت کے پاس اللہ کے آخری نبی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب، اللہ کے آخری نبی ﷺ کی سنت مطہرہ اور اللہ کے آخری نبی ﷺ کی سیرت طیبہ رہبری اور راہنمائی کے لئے موجود ہے۔ اس لئے انسانیت کو قطعاً کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

کائنات کے پاسیوار رب رحیم و کریم نے تمہیں ایسا رسول اعظم ﷺ عطا کر دیا جس کے بعد کسی رسول ﷺ کی ضرورت نہیں۔ وہ ایسی کتاب لے کر آیا جس کے بعد انسانیت کو کسی کتاب کی احتیاج نہیں۔ وہ ایسی شریعت لے کر آیا جس کے بعد انسانیت کسی شریعت کی محتاج نہیں۔ وہ ایسا نظام لے کر آیا جس کے سوا کسی نظام کو دوام نہیں۔ اس کا وجود چراغ فروزاں جو تیرہ و تار شہوں میں روشنیاں پھیلائے۔ اس کی ہستی وہ ابر رحمت جو بحر و بر، کوہ و دامن، نشیب و فراز، سب پر حیات بخش پانی کی بارش دے۔ اس کا جسم اطہر وہ خوشبو جو سارے عالم کے دماغوں کو مہکائے۔ اس کا سراپا وہ چشمہ شیریں جس سے ہر بیا سالا اپنی تشنگی بجھائے، اسکی ذات وہ بہار جو دلوں کی وادیوں میں ایمان کے پھول کھلائے اور اس کی شخصیت ”معلم اعظم“ جو تمام زمانوں کے انسانوں کو تمام علوم پڑھائے اور انسانیت کو علم کے نور سے جگمگائے۔

تو آؤ اس گلشن ہستی کے رہا نشیو! اس محسن انسانیت، قائد انسانیت، فخر انسانیت، اور باعث تخلیق انسانیت کے حضور نہایت ادب و احترام کے ساتھ زبان و دہن و دل سے ہدیہ تحریک پیش کریں۔

ریاض خدا کا گل سرسبد	محمد ﷺ ازل ہے محمد ﷺ ابد
محمد ﷺ کہ حامد بھی محمود بھی	محمد ﷺ کہ شاہد بھی مشہود بھی
محمد ﷺ سراج، و محمد ﷺ منیر	محمد ﷺ بشیر و محمد ﷺ نذیر
محمد ﷺ کلیم و محمد ﷺ کلام	محمد ﷺ پہ لاکھوں درود و سلام

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ جی، سی یونیورسٹی، لاہور

ختم نبوت کے موضوع پر چہل حدیث

نوٹ: اس مضمون میں صحاح ستہ کی تمام احادیث ”موسوعة الحديث الشريف الکتاب السنہ“ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزيع الرياض، 2000، سے نقل کی گئی ہیں اور احادیث کے نمبرز اس کے مطابق ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے انسانیت کی راہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا اور ان پر وحی نازل فرمائی تاکہ وہ الٰہی پیغام پر عمل پیرا ہو کر اپنے امتوں کے سامنے الٰہی تقلید نمونہ پیش کر سکیں۔ نبوت و رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ السّلام و النبیاء پر اختتام پذیر ہوا۔ خالق عالمین نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے سرفراز فرمایا، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہر عالم کے لئے رحمت کبریا ہیں۔ اس کے علاوہ رب کریم نے حضور سید انام ﷺ پر دین مبین کی تکمیل فرما دی اور وحی جیسی نعمت کو تمام کر دیا اور اسلام جیسے عالمگیر (Universal)، ابدی (Eternal) اور متحرک (Dynamic) دین کو رہتی دنیا تک کے لئے اپنا پسندیدہ دین قرار دے دیا۔ قرآن مجید میں حضور اکرم، نبی معظم، رسول مکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان اس آیت مبارکہ میں کیا گیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔
(سورۃ الاحزاب 40:33)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(بریلوی، احمد رضا خان، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، صفحہ 509) یہ نص قطعی ہے ختم نبوت کے اس اعلان خداوندی کے بعد کسی شخص کو قصر نبوت میں نقب زنی کی سعی لا حاصل نہیں کرنی چاہئے۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مہبط وحی ﷺ کے بہت سے ارشادات

سب احادیث میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ یہاں ایسی احادیث پر مبنی اربعین پیش کی جارہی ہے تاکہ عمر مبین ختم نبوت پر حق واضح ہو سکے اور یہ عمل اس حق پر تقصیر کے لئے نجاتِ آخری کا باعث ہو، کیونکہ محدثین کرام نے اربعین کی فضیلت میں روایات نقل فرمائی ہیں۔ حافظ ابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی الحنفی 430ھ نے حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من حفظ علی امتی اربعین حدیثا ینفعہم اللہ عز وجل بہا، قبل لہ: ادخل من ای ابواب الجنة شئت۔

جس شخص نے میری امت کو ایسی چالیس احادیث پہنچائیں جس سے اللہ تعالیٰ عز وجل نے ان کو نفع دیا تو اُس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔
(الاصفہانی، ابی نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء۔ مصر: مکتبۃ الخی الخی بشارع عبد الحزیز و مطبعۃ السعاده بخوار خافطہ، 1351ھ/1932ء)۔ 4:189

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لِيْ وَمَنْ لِّلْآيِسَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَنْ لِيْ رَجُلٍ بَنِي بَيْتًا فَاحْسَنَةً وَآجَمَلَةً اِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطْوُقُوْنَ وَيَعْبَثُوْنَ لَهٗ وَيَقْوُلُوْنَ، هَلَا وَضَعْتَ هَذِهِ اللَّبَنَةَ؟ قَالَ لَا اَنَا اللَّبَنَةُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا، اس کو بہت عمدہ اور آراستہ پیراستہ بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگ جوق در جوق آتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں لگا دی گئی۔ آپ نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اور میں انبیاء کرام کا خاتم ہوں۔

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث مبارکہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے۔
(صحیح البخاری، کتاب النقب، باب خاتم النبیین ﷺ، حدیث 3534، 3535)

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

نَحْنُ الْآخِرُونَ وَ نَحْنُ الْاَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ نَحْنُ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، يَبْدَأُ اَنْهُمْ اَوْ تَوَلَّوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَ اَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ

ہم سب آخر والے روز قیامت سب سے مقدم ہوں گے اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ حالانکہ ان (پہلے والوں) کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان سب کے بعد۔

(صحیح مسلم، کتاب الحجۃ، باب حدیثیۃ حدۃ لایم الحجۃ، حدیث، 1978، 1979، 1980، 1981-1982)

3:- حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ میں

نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان فرماتے تھے کہ نبی کریم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ قَبِيحُورُونَ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: قُلُوا بِبَيِّنَةِ الْأَوَّلِ فَلَا زُلَّ، أَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَأَلَهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو

جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں،

البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم

دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق

اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب أحادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث 3455)

4:- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکھب شہادت اور

بیچ کی انگلی کو اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ

میں اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بیچے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی

ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النازعات، حدیث 4936، کتاب الطلاق، باب اللعان، حدیث

5301، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ بعثت أنا والساعة كهاتين، حدیث 6503، 6504،

(6505)

5:- امام مسلم نے تین اسناد سے یہ حدیث بیان کی ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَفِي حَدِيثٍ عَقِيلٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: وَمَا

الْعَاقِبُ؟ قَالَ: الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، عقیل کی روایت میں ہے زہری نے بیان کیا عاقب وہ

ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ ﷺ، حدیث 6107)

حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا

الْعَاقِبُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ

بے شک میرے کئی اسماء ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے

اللہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا، اور میں عاقب

ہوں اور عاقب وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ ﷺ، حدیث 6106)

7:- حضرت محمد بن جابر اپنے والد گرامی حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي

الْكُفْرَ، وَأَنَا الْخَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ

میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میرے

ذریعے کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں یعنی لوگ میرے بعد حشر کئے جائیں گے اور میں

عاقب ہوں۔ یعنی میرے بعد دنیا میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، حدیث 3532-صحیح البخاری، کتاب

التفسیر، باب من بعدی اسمہ احمد حدیث 4896)

8:- امام مسلم نے تین روایوں کے توسط سے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ،

وَالْمُقَقِّي، وَالْخَاشِرُ، وَلَيْسَ التَّوْبَةُ، وَلَيْسَ الرَّحْمَةُ

رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے اپنے کئی نام بیان کئے، آپ نے فرمایا، میں محمد ہوں اور

احمد ہوں اور مققی اور حاشر ہوں اور نبی التوبہ اور نبی الرحمة ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ ﷺ، حدیث 6108)

حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْخَاشِرُ

الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقَبَيَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا میرے قدموں میں حشر کیا جائے گا، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ علیہ السلام، حدیث 6105))

10:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا قَوْلَ ابْنِ مَرْثَمٍ فَيُكْفَمُ وَأَمَامَكُمْ مِنْكُمْ

اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور امام تم میں سے کوئی شخص ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نبی بن مریم کا کمال شریعت میں محمد ﷺ، حدیث 392)

11:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَفْتَلِفَ لَفْتَانِ فَيَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْعَلَةُ عَظِيمَةٍ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يُزْعِمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو گروہ آپس میں نہ لڑیں، دونوں میں بڑی جنگ ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا اور قیامت اس وقت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہوں۔ ہر ایک یہ کہے گا میں اللہ کا رسول ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، حدیث 3571)

12:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خیر الانام علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ نُبُوتٌ مِنْ سَعَةِ (میری وفات کے بعد) کچھ باقی نہ رہے گا مگر خوش خبریاں رہ جائیں گی۔ لوگوں نے عرض کیا خوش خبریاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب المہشورات، حدیث 6990)

13:- حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضور ختمی المرتبت علیہ السلام

نے ایک خطبہ میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

عن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج، حدیث 4077۔ المستدرک للحاکم حدیث 8621

14:- حضرت عرابش بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خیر الانام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ

بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اور انبیاء کرام کا خاتم ہوں۔

(المستدرک للحاکم، تفسیر سورة الاحزاب، حدیث 3566۔ جلد 7، صفحہ 453۔ مسند احمد، حدیث

اربابش بن ساریہ، جلد 4، صفحہ 127)

15:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خاتم الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْمُقْضَى لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ

ہم (امت محمدیہ علیہ السلام) اہل دنیا میں سے سب سے آخر میں آئے ہیں اور روز قیامت کے وہ اولین ہیں جن کا تمام مخلوقات سے پہلے حساب کتاب ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب حدیث جہدہ لامة لیوم الجمعة حدیث 1982)

16:- حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَ أُمَّتِي

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔

(المجموع للکبیر للطبرانی، معن ضحاک بن رمل الجعفی، حدیث 8146، جلد 8، صفحہ 303)

17:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ حضور ختمی المرتبت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَقَاءِ

میں خلقت کے اعتبار سے انبیاء کرام میں پہلا ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری ہوں۔

(الفردوس ہما ثورا خطاب للبدلی، حدیث 4850، 282:3۔ حدیث 411:4، 7190)

18:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے انہیں درود

شریف کے یہ الفاظ سکھائے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَرَأْسِ

الْمُقْتَضِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ اَمَامَ الْخَيْرِ، (وَقَائِدِ)

الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْهُ مَقَامَ مُحَمَّدٍ اَوْ يَبْعَثْهُ اَوْ يَبْعَثْهُ اَوْ يَبْعَثْهُ

وَالْآخِرُونَ (اس کے بعد پورا درود ابراہیمی ہے)

الحی اپنا درود رحمت اور برکات رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور نبیوں کے خاتم محمد پر نازل فرما جو تیرے بندے اور رسول اور امام الخیر اور (قائد) الخیر اور رسول رحمت ہیں۔
الحی آپ ﷺ کو اس مقام محمود پر قافز فرما جس پر اولین و آخرین رشک کرتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہما، باب ماجاء فی التشہد، حدیث 906)

19:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لَكَ مَوْضِعًا فِي الْجَنَّةِ - وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا -

جب اللہ کے پیغمبر ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی (کا انتظام) ہے۔ اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاته، حدیث 1511)

20:- امام ابن ماجہ سے مروی روایت میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ - وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا لَعَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا جب وہ چھوٹے تھے۔ اگر فیصلہ (تقدیر) یہ ہوتا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو اس کا صاحبزادہ زندہ رہتا۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاته، حدیث 1510)

21:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النَّبَوَةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ - يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهْ

اے لوگو! علامت نبوت میں سے صرف رویائے صالحہ (سچا خواب) ہی باقی ہے جو مسلمان خود دیکھتا ہے یا اس کے لئے کوئی دیکھتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، حدیث 3899۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب النہی عن قرآۃ القرآن فی الركوع والسجود، حدیث 1074)

22:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي أَبِي طَالِبٍ، فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّخَلَفْنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ساتھ نہیں لیا بلکہ گھر پر چھوڑ دیا تو انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون، موسیٰ کے ساتھ لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6218-6221)

23:- ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور خاتم الانبیاء علیہ الخیرۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأَمَمِ قَبْلَكُمْ، مَحَلُّوْنَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ، قَالَ: ابْنُ وَهَبٍ: تَفْسِيرُ مَحَلُّوْنَ، مُلْهِمُونَ -

تم سے پہلے پہلی امتوں میں محدث تھے۔ اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں۔ ابن وہب نے کہا محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ، حدیث 6204)

24:- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عَمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب قولہ ﷺ "لو كان نبی بعدی كان عمر" حدیث 3686)

25:- حضرت ام کرزہ الکعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ختمی المرتبہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ

نبوت ختم ہوگئی، صرف مبشرات باقی رہ گئیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، حدیث 3896)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لَا نَبِيَّ آخَرَ إِلَّا نَبِيَّاءُ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ

بے شک میں آخر الانبیاء ہوں، اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوة بمسجدی مکہ والمدینہ حدیث 3376)

27:- حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا جھوٹ دعویٰ کرنے والوں کی اطلاع ان الفاظ میں دی:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قُلُودٌ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قِيَامَتِ اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہو جائیں جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ نبی ہے۔ (ابن ابی شیبہ فی مصنف، حدیث 37565/503/7)

28:- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سیدنا م ﷺ نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا:

يَا أَبَا ذَرٍّ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُ مُحَمَّدٌ

اے ابوذر! انبیاء کرام میں سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (الفردوس برآئور الخطاب للذہبی، عن ابوذر، حدیث 39/1:85)

29:- حضرت معصب بن سعد اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ: اتَّخِيفُنِي فِي الصَّبِيَّانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِعَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي

رسول اللہ ﷺ تبوک کی جانب روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ چھوڑا تو انہوں نے عرض کیا: کیا آپ ﷺ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تجھے مجھ سے وہی مناسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة تبوک، حدیث 4416)

30:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا م ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ۔

مجھے تمام انبیاء کرام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی اول یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی۔ تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا۔ چوتھے میرے لئے تمام زمین پاک اور نماز پڑھنے کی جگہ بنا دی گئی۔ پانچویں میں

تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المساجد ومواضع الصلوة، حدیث 1167)

31:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ إِبْرَاهِيمَ كَانَتْ تَسْوِسُهُمْ أَنْبِيَاءُ هُمْ كُلُّمَا ذَهَبَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّ لَيْسَ بَيْنَنَا فِيكُمْ نَبِيٌّ بَعْدِي

بنی اسرائیل کا نظام حکومت ان کے انبیاء کرام چلاتے تھے جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا اور بے شک میرے بعد تم میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(ابو یوسف عبد اللہ بن محمد ابی شیبہ، المصنف، جلد 15، صفحہ 58۔ کراچی: ادارۃ القرآن 1406ھ)

32:- حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِعَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي كَمَا تَمَّ اس پر راضی نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6218)

33:- حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ

اور میں نے آپ ﷺ کے کندھے کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت دیکھی جس کا رنگ جسم کے رنگ کے مشابہ تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اثبات خاتم النبوة، حدیث 6084)

34:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ خَزَائِنُ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ أَسْوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبَّرَ أَعْلَى وَأَقَمَّا نَبِيٌّ فَأَوْحَى إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخَهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَدَهَبَا فَأَوْ لَتَهُمَا الْكَذَّابِينَ الَّذِينَ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبٌ صَنْعَاءٍ وَصَاحِبِ الْيَمَامَةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا، میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو ٹکڑے رکھے گئے جو مجھے بہت بھاری لگے اور میں ان سے منتظر ہوا، پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں۔ میں نے پھونک ماری تو وہ

اڑ گئے۔ میں نے اس خواب یہ کہ تعبیر لی کہ میں دو کذابوں کے درمیان ہوں۔ ایک صاحب منشاء ہے اور دوسرا صاحب پیام۔ (صحیح مسلم، کتاب الرذایا، حدیث 5936)

35:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث مبارکہ کے آخر میں ہے:

فَأَوَّلَهُمَا تَحْدَأُ ابْنِ يَحْيَى جَانٍ مِنْ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَالْآخَرُ مُسْلِمَةُ صَاحِبَ الْيَقَامَةِ

میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ میرے بعد دو چھوٹے شخصوں کا ظہور ہوگا۔ ایک ان میں سے صناعاء کا رہنے والا عنسی ہے دوسرا پیام کا رہنے والا مسلمہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الرذایا، حدیث 5818-2274)

36:- حضرت وہب بن منہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کی امت کہے گی:

وَأَنَّى عَلِمْتَ هَذَا يَا أَحْمَدُ وَأَنْتَ وَأَنْتَ أَخِي الْآخِرُ الْأَخِيرُ

اے احمد! آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت امتوں میں آخری ہیں۔

(المستدرک للحاکم، باب ذکر نوح النبی، حدیث 4017-597، 2)

37:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے۔ سنو بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس روایت کی بابت راوی کے استفسار پر حضرت سعد نے فرمایا۔ ”میں نے اس حدیث کو خود سنا ہے۔“ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں پر رکھیں اور کہا اگر میں نے خود نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6095)

38:- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک طویل حدیث مبارکہ میں ہے:

بَيْنَ كَيْفِيَّةِ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب وصف آخر من علی رضی اللہ عنہ، حدیث 3638)

39:- حضرت عامر اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث 6217-سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث 121)

علامہ علاء الدین علی المرتضیٰ نے ”کنز العمال فی سنن الاقوال والأفعال“ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول رقم کیا ہے:

لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَكُمْ، فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَاقِيمُوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا

شہر کم، واطیعوا ولایة امرکم، ادخلوا جنة ربکم۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی اُمت، پس تم اپنے رب کی عبادت کرو اور ہجگاہ نماز قائم کرو اور اپنے پورے مہینے کے روزے رکھو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو، (پس) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

علی المرتضیٰ البہندی کنز العمال فی سنن الاقوال والأفعال، حدیث: 43638، بیروت: موسوعة الرسالة، 1400ھ/1985ء جلد 15، صفحہ 947)

علامہ علاء الدین علی المرتضیٰ نے ”کنز العمال فی سنن الاقوال والأفعال“ میں یہ حدیث نقل کی ہے:

لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمَبَشَرَاتُ، الرُّوْبَا الصَّالِحَةُ

(ایضاً، حدیث 41422، جلد 15، صفحہ 370)

علامہ علاء الدین علی المرتضیٰ بن حسام الدین البہندی رحمہ اللہ نے ”کنز العمال فی سنن الاقوال والأفعال“ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

بَابِهَا النَّاسُ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَكُمْ، إِلَّا مَا عَابَدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُوا

خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَصَلُوا أَرْحَامَكُمْ، وَأَدَا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً

بِهَا أَنْفُسَكُمْ، وَاطِيعُوا وَلَايَةَ أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

اے لوگو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی اُمت ہے۔ سنو! اپنے رب کی عبادت کرو اور ہجگاہ نماز پڑھو اور اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو اور اپنی رشتہ

داریاں جوڑو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوشدلی سے ادا کرو اور اپنے اوالا امر کی اطاعت کرو، تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(علی المرتضیٰ البندری کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حدیث: 43637، بیروت: موسوعة الرسالة 1405ھ/1985ء، جلد 15، صفحہ 947)

43:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا انہوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ، اتخلفنی فی الخالفة، فی النساء والصبيان؟ فقال: اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هرون من موسى؟ قال: بلی یا رسول اللہ، قال: فادبر علی مسرعا کانی انظر الی غبار قد میہ یسطع، وقد قال حماد: فرجع علی مسرعا۔

یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پیچھے رہ جانے والوں میں (یعنی) عورتوں اور بچوں میں جانشین بنارہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ تجھے مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ اُس (راوی) نے کہا: پس علی رضی اللہ عنہ تیزی سے مڑے تو میں نے گویا ان کے قدموں کا غبار اڑتے دیکھا اور حماد نے کہا: پس علی تیزی سے مڑے۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث: 1490، احمد محمد شاہ کر (شرح وضع قہارہ) مصر: دارالمعارف 1374ھ/1955ء، جلد 3، صفحہ 50)

44:- امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں، امام طحاوی نے مشکل الآثار میں، علامہ جلال الدین سیوطی نے الدر المنثور میں، علامہ علی المرتضیٰ البندری نے کنز العمال میں امام ترمذی نے مجمع الزوائد میں حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے:

لا نبی بعدی ولا امة بعدکم

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

(زغلول، ابو طاہر محمد السعید بن بسوی، موسوعة اطراف الحديث النبوی الشریف (بیروت: دارالعلوم 1414ھ/1994ء) جلد 7، صفحہ 285)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی مدظلہ

خاتم النبیین

لفظ خاتم ختم سے بنا ہے جس کے لغوی معنی ہیں مہر لگانا۔ اصطلاح میں اس کے معنی ہیں تمام کرنا، ختم کرنا، کیونکہ مہر یا تو مضمون کے آخر پر لگتی ہے جس سے مضمون بند ہو جاتا ہے یا پارسل بند ہونے پر لگتی ہے۔ جب نہ کوئی شے اس میں داخل ہو سکے نہ اس سے خارج۔ اسی لئے تمام ہونے کو ختم کہا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے چنانچہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ (سورہ بقرہ 7)

اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی۔

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُغْلِمُنَا أَيْدِيهِمْ وَنَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (سورہ یس 65)

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔

فَإِنْ يَشَاءِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ (سورہ شوریٰ 24)

تو اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر رحمت و حفاظت کی مہر لگا دے۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ خَتَمُهُ مِسْكٌ (سورہ مطففین 25-26)

نقاری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی ہے اس کی مہر مشک پر ہے۔

ان جیسی تمام آیتوں میں ختم بمعنی مہر استعمال فرمایا گیا ہے کہ جب کفار کے دل و کان پر مہر لگ گئی تو باہر سے ایمان داخل ہو نہ وہاں سے کفر باہر نکلے۔ یوں ہی جنت میں شرابا طہور ایسے برتنوں سے پانی جائے گی جن پر حفاظت کے لئے مہر ہے تاکہ کوئی توڑ کر نہ باہر سے کوئی آمیزش کر سکے نہ اندر سے باہر نکال سکے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(سورہ الزاب 40)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

اس جگہ خاتم عربی معنی میں استعمال ہوا۔ یعنی آخری اور پچھلا۔ لہذا اب حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ناممکن ہے اس معنی کی تائید حسب ذیل آیات سے ہوتی ہے اور ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاقْتَضَتْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت (یعنی نبوت) تم پر پوری کر دی۔
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ بِكُمْ وَلَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ

(سورۃ آل عمران 81)

پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریں تو تم سب نبی ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
محمد ﷺ رسول ہی ہیں ان سے پہلے ہمارے رسول گزر چکے ہیں۔

لَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

(سورۃ نساء 41)

تو کیسا ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب آپ کو ان سب پر گواہ و نگہبان لائیں گے۔

ان آیتوں سے تین باتیں معلوم ہوتیں۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کا دین مکمل ہے۔ اور دین کے مکمل ہو چکنے کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی ﷺ تمام نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں کسی نبی کی بشارت یا خوشخبری نہیں دیتے۔ اور پچھلے نبی کی تصدیق ہوتی آئندہ کی بشارت۔ اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی ہوتا۔ تو اس کے بشیر بھی ہوتے تیسرے یہ آپ سارے پیغمبروں اور ان کی امتوں پر گواہ ہیں۔ لیکن کوئی نبی حضور کا گواہ یا حضور کی امت کا گواہ نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جوتے یہ کہ سارے نبی آپ سے پہلے گزر چکے کوئی باقی نہ رہا۔

مرزائی اعتراض:

خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں سے افضل جیسے کہا کرتے ہیں فلاں شخص خاتم الشعراء یا خاتم

الکھ شین ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ شاعروں یا محدثوں میں آخری شاعر یا آخری محدث ہے بلکہ محدثوں میں افضل ہے نبی ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ "أَنْتَ خَلَاِصُ الْمُهَاجِرِينَ" تم مہاجرین میں خاتم یعنی افضل ہونہ یہ معنی کہ آخری مہاجر ہو کیونکہ ہجرت تو قیامت تک جاری رہے گی۔ لہذا آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ ہاں آپ سب سے افضل ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہی ہیں۔

جواب:

خاتم ختم سے بنا ہے۔ جس کے معنی افضل نہیں۔ ورنہ "خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ" کے معنی یہ ہوتے کہ اللہ نے کافروں کے دل افضل کر دیئے۔ جب ختم میں افضلیت کے معنی نہیں۔ تو خاتم میں جو اس سے مشتق ہے یہ معنی کہاں سے آگئے۔ لوگوں کا کسی کو خاتم الشعراء کہنا مبالغہ ہوتا ہے۔ گویا اب اس شان کا شاعر آئے گا۔ کہا کرتے ہیں فلاں پر شعر گوئی ختم ہوگئی۔ رب تعالیٰ کا کلام مبالغہ اور جھوٹ سے پاک ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان مہاجرین میں ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ آخری مہاجر ہیں۔ کیونکہ ان کی ہجرت فتح مکہ کے دن ہوئی جس کے بعد یہ ہجرت بند ہوگئی۔ لہذا وہاں بھی خاتم آخر کے معنی میں ہیں سرکار نے فرمایا۔ "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْيَوْمِ" آج کے بعد اب مکہ سے ہجرت نہ ہوگی اگر وہاں خاتم کے معنی افضل ہوں۔ تو لازم آئے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بھی افضل ہو جائیں۔ کیونکہ حضور بھی مہاجر ہیں۔

مرزائی اعتراض:

اگر حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کیوں آپ کے بعد آئیں گے۔ آخری نبی کے بعد کوئی نبی نہ چاہئے؟

جواب:

آخری نبی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ یا آپ کے بعد کوئی نبی باقی نہ رہے۔ آخری اولاد کے معنی یہ ہیں کہ پھر کوئی بچہ پیدا نہ ہو۔ نہ یہ کہ پچھلے سب مرجائیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا اب نبی کی حیثیت سے نہ ہوگا۔ بلکہ حضور کے امتی کی حیثیت سے یعنی وہ اپنے وقت کے نبی ہیں اور اس وقت کے امتی۔ جیسے کوئی بیچ دوسرے بیچ کی پچھری میں گواہی دینے کے لئے جائے تو وہ اگرچہ اپنے علاقہ میں بیچ ہے مگر اس علاقہ میں گواہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ کے علاقہ میں ان کے دین کی نصرت و مدد کرنے تشریف لائیں گے۔

ختم نبوت

رسول اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت کو تسلیم کرنا ایمان کیلئے اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایمان تب مکمل ہوتا ہے جب رسول اکرم ﷺ کو محض نبی یا رسول ہی نہ مانا جائے بلکہ آپ کو خاتم النبیین بھی تسلیم کیا جائے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے نبوت و رسالت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اُس کے آخر میں ہمارے آقا اور تمام رسولوں کے قائد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا۔ آپ پر نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا۔

آپ کے بعد کسی لحاظ سے کوئی شخص بھی نبی نہیں ہو سکتا ہے جو بھی ایسا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا کذاب اور دجال ہوگا۔ اُمت مسلمہ پر اُس کا انکار لازم اور اُس کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔ ختم نبوت اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی آمد کے بعد زمانہ کے لحاظ سے کسی معنی میں بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ ظلی بروزی اور نہ کسی اور حیثیت میں وہ نبی بن سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی میں وقت کے لحاظ سے آخری ہونا ایک اہم جزو ہے۔ اس لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ اُمت نے ہمیشہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیا اور اُن سے صفحہ ہستی کو پاک کیا جنہوں نے ختم نبوت کے اس معنی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ خالق کائنات جل جلالہ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بیان کیا لہذا ختم نبوت کا منکر پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ہمارے ہاں اس فتنے کا نام قادیانیت ہے۔ اُن کو احمدی بھی کہتے ہیں، مرزائی بھی کہتے ہیں اور بعض اُن کو غلامیہ بھی کہتے ہیں۔

جو جھوٹا مدعی نبوت ہے اُس پر اُس کے سب ماننے والوں پر حکم کفر کا ہے ہر لحاظ سے ان سے اجتناب ضروری ہے، ان کی تکفیر کا عقیدہ رکھنا ایمان کیلئے لازمی ہے۔

قرآن مجید میں خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پ ۲۲ سورہ احزاب آیت نمبر ۴)

Muhammad is not the father of any of your men, yes He is the Messenger of Allah and the last one among all the Prophets And Allah knows all things.

(ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے)

خالق کائنات جل جلالہ نے اس مقام پر بڑے خوبصورت انداز میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ ہم اس کے نکات پر گفتگوں بحث کرتے رہتے ہیں لیکن آج کی گفتگو کا انداز کچھ اور ہے۔ آج محاسبہ قادیانیت کے لحاظ سے قرآن مجید کی آیات پیش کروں گا اور اُن پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاؤں گا۔

اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ ختم نبوت محض ایک آیت کا ہی سہی نہیں بلکہ قرآن مجید کی ہر جگہ آیات قادیانیت کے رد میں موجود ہیں۔ بندہ ناچیز تو یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ سے قادیانیت کا رد اور ختم نبوت کا اثبات کیا جاسکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بڑی حسین بات لکھی۔

گفتہ اند معنی خاتم النبیین اَلِ اسْتِ کہ رب العزت نبوت ہمہ انبیاء جمع کر دوں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را معدن آن کرد و مہر بر آن نہاد تا بیچ دشمن بموضع نبوت راہ نیافت نہ ہوائے نفس نہ وسوسہ شیطان

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی محققین نے یہ بیان کیا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت جمع کر کے رسول اکرم ﷺ کے مبارک دل میں رکھ دی اور آپ کے دل کو اُس نبوت کیلئے معدن قرار دے دیا۔ نبوت کو دل میں رکھنے کے بعد مہر لگا دی تا کہ کسی دشمن کو نبوت کی چوری کی تو فیض نہ ہو سکے، نبوت کی چوری کی طرف اُس کو راستہ نہ مل سکے۔ شیطان کے وسوسے اور نہ نفس کی خواہش کو راستہ ملے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہے یعنی ختم رسالت اور ختم نبوت کیلئے ختم نبوت کے الفاظ کو ہی بولا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس خصوصی مقام پر خاتم النبیین کا لفظ بولا اور خاتم

المرسلین کا لفظ نہیں بولا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

اللہ تعالیٰ نے ذکر و دونوں منصبوں یعنی نبوت اور رسالت کا کیا لیکن ختم کے لحاظ سے یہ فرمایا کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ اس واسطے عرف عام میں لفظ ختم نبوت بولا جاتا ہے۔ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبی بھی کوئی نہیں ہو سکتا اور رسول بھی کوئی نہیں ہو سکتا لیکن عمومی طور پر ختم نبوت اس آیت کی وجہ سے بولا جاتا ہے۔ آیت کریمہ میں اس کے بولنے کی حکمت یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ کمال طریقے سے رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش کی نفی کرنا چاہتا تھا اس نے مبالغہ اور تاکید کے ساتھ اس مطلب کو بیان فرمادیا ہے۔ اس لئے ہمارے ہاں منطق میں ایک قانون ہے کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی

ایک ہے نبی ہونا اور ایک ہے رسول ہونا۔ نبوت عام ہے اور رسالت خاص ہے۔ نبی بڑھتا ہے تو رسول بن جاتا ہے۔ اس طرح کہ جو بھی رسول ہوتا ہے وہ نبی ضرور ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو بھی نبی ہو وہ رسول بھی ہو کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

اس کی مثال اس طرح بھی جاسکتی ہے۔ ایک ہے سندھی ہونا اور ایک ہے پاکستانی ہونا۔ پاکستانی ہونا عام ہے اور سندھی ہونا خاص ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فلاں شخص سندھی نہیں تو اس کے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ سندھی نہیں تو ہو سکتا ہے وہ پنجابی ہو بلوچی ہو۔ لیکن جس وقت ہم یہ کہیں گے کہ وہ پاکستانی نہیں تو اس سے سب کی نفی ہو جائے گی کہ وہ بلوچی بھی نہیں پنجابی بھی نہیں عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔

اگر رسول اکرم ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ رسول اکرم ﷺ ختم میں سے کسی کے باپ نہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ خاتم المرسلین ہیں تو یہ وہم پر ہو سکتا تھا کہ آپ کے بعد کوئی رسول تو نہیں ہو سکتا، شاید کوئی نبی ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بیان کیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جب نبوت کی نفی ہوگی تو رسالت کی تو بطریق اولیٰ نفی ہو جائے گی، جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو وہ رسول کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس انداز میں مبالغے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نفی کرنے کیلئے یہ عام کی نفی فرمادی تاکہ اس کے ذریعے سے خاص کی نفی خود بخود ہو جائے۔

خاص کی نفی کی جاتی تو پھر عام کی گنجائش باقی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی عام کی نفی فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں ہو سکتا تو اب طریق اول واضح ہو گیا کہ جب نبی کی گنجائش نہیں تو رسول کی گنجائش کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

یعنی خالق کائنات جل جلالہ نے کمال طریقے سے اس ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔ قرآن مجید میں آیات کے لحاظ سے جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں درجنوں آیات ایسی نظر آتی ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کرتی ہیں۔ آج میں آپ کے سامنے تیس ۳۰ آیات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو بیان فرمایا۔

پہلی آیت:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(پ ۲۲ سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰)

اس کی وضاحت پیچھے ہو چکی۔

دوسری آیت:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

(پ ۹ سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸)

اے میرے نبی ﷺ آپ یہ ارشاد فرمادیں۔ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کے آیا ہوں۔

اناس کے ساتھ جو خطاب ہے یہ ان لوگوں کیلئے بھی تھا جو صدیاں بعد میں پیدا ہونے والے تھے ان کیلئے بھی تھا جو صدیاں بعد میں پیدا ہونے والے تھے ان کیلئے بھی تھا جو قیامت تک آنے والے ہیں سب کو اناس سے بیان کر دیا گیا اور رسول اکرم ﷺ کو حکم دے دیا گیا کہ آپ قیامت تک کے آنے والے لوگوں کیلئے اور جمع انسانیت کیلئے اعلان کر دیں کہ مجھے میرے خدا نے ایک دو صدیوں کا ہی رسول نہیں بنایا قیامت تک کی ساری انسانیت کا رسول بنایا ہے۔

اس آیت نے بعد میں کسی نبی کے آنے کی گنجائش بالکل ختم کر دی۔ رسول اکرم ﷺ کو جمع انسانیت کیلئے رسول بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔

تیسری آیت:

بَكَرَكَ الْإِدْيُ نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

(پ ۱۸ سورۃ الفرقان، آیت ۱)

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر خانے والا ہو۔

وہ رب بڑی برکت والا ہے جس نے قرآن کو اپنے عبد خاص پہ نازل کیا۔
کس لئے؟ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

تاکہ آپ سارے جہانوں کے نذیر بن جائیں، سارے جہانوں کو ڈرامیں، سارے جہانوں کیلئے منذر بن جائیں، سارے جہانوں کیلئے توحید و رسالت کے پیغام کو عام کریں یعنی رسول اکرم ﷺ کی حیثیت کو واضح کر دیا گیا کہ آپ ایک جہاں کیلئے نہیں بلکہ بعد میں جتنے زمانے آئیں گے سب کیلئے آپ کو نبی بنا دیا ہے۔

چوتھی آیت:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

(پ ۲۲ سورۃ السبا، آیت ۲۸)

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا۔

ہم نے آپ کو جمیع انسانیت کیلئے بشیر و نذیر بنا کے بھیجا ہے۔ تمام انسان جو قیامت تک آنے والے ہیں آپ ان کو بشارت دیں کہ اگر تم مجھے اور میرے رب کو مان لو گے تو تمہیں جنت ملے گی اگر نہیں مانو گے تو تمہیں جہنم میں پھینکا جائیگا۔ آپ کو تمام انسانیت کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا، یہ آپ کی ختم نبوت کی بین دلیل ہے۔

پانچویں آیت:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

(پ ۷ سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کی رحمت بنا کے بھیجا ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک دھمدی تو آپ کے سپرد ہو اور ان کی حل مشکلات اور ان کی ہدایت کا ذمہ آپ کیلئے ہو اور بعد میں کسی اور کی ذیونگی لگنی ہو۔

خالق کائنات جل جلالہ فرماتا ہے، نہیں، نہیں، ہم نے آپ کو ہمیشہ کیلئے اور تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا ہے۔ پہلے عالمین جو گزر چکے تھے ان میں بھی رحمت آپ ہی کی تھی لیکن اُس وقت آپ کا ظہور نہیں ہوا تھا لہذا نبوت پہلے انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی۔ جب آپ کا ظہور ہو گیا، آپ کائنات میں جلوہ گر ہو گئے، اب جتنے جہاں بعد میں آنے والے ہیں ان سب کو آپ کی رحمت نے لپیٹ میں لے رکھا ہے، لہذا اب آگے کسی اور کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

چھٹی آیت:

لَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

(پ ۵ سورۃ النساء، آیت ۴۱)

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں اُن سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے

قیامت کا دن ہوگا ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لیں گے جو اُن کے نبی ہو گئے، وہ اُن کے گواہ تھے۔

وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

اور ہم آپ کو ساری امتوں پر گواہ بنادیں گے۔

آپ کو اول سے لے کر آخر تک جتنے پیغمبر گزر گئے اُن کی امتوں کیلئے بھی اور آپ کی اپنی امت کے لیے بھی گواہ بنادیں گے۔

جب رسول اکرم ﷺ اتنے بڑے مشاہدے کے ساتھ جلوہ گر ہو گئے اور آپ کو ایسی بڑی گواہی کا عہد دے دیا گیا۔ اب آپ کے بعد کسی کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ رسول اکرم ﷺ کو ہولاء شہید بنا کر جمیع انسانیت کیلئے اپنے دربار کا گواہ بنا کر آپ کی عظمت اور منصب کو واضح فرما دیا ہے۔

ساتویں آیت:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَلَا تَأْتُونَ بَشِيرًا وَلَا نَذِيرًا

(پ ۳ سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۳)

اور محمد تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول ہو چکے، تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ محض رسول ہیں یعنی خالق نہیں، اللہ نہیں مجبور نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندے ہیں۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

آپ سے پہلے بھی رسول آتے رہے اور ان کے ماننے والے پھر جاتے رہے۔ آپ کی آمد ایک انداز میں ہے چونکہ اُن کے بعد نئے رسول پھر آتے رہے اور آپ کے بعد کوئی نیا رسول یا نبی نہیں آئے گا لہذا خالق کائنات نے اس انداز میں انسانیت کو جنم دیا۔

اَلْقَائِنُ مَاتَ اَوْ قِيلَ اَلْقَلْبُتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ

کیا اُن کا وصال ہو جائے یا شہادت ہو جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے۔ نہیں، نہیں، یہ ہمیشہ کی نبوت لے کر آئے ہیں۔ اگر وصال ہو بھی جائے گا پھر بھی کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے لئے ہوئے پیغام کو چھوڑ دے اور اُس سے پیچھے ہٹ کر مرتد ہو جائے، دین کا باغی ہو جائے۔ ان کو ہم نے ہمیشہ کی نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا ہے لہذا اگر وصال ہو جائے گا تو پھر بھی ان کی نبوت کا جھنڈا ہرا رہا ہے گا۔

آٹھویں آیت:

وَ اَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِيدًا

(پ ۵ سورۃ النساء، آیت ۷۹)

اور اے محبوب! تم نے تمہیں سب لوگوں کیلئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

ہم نے آپ کو سارے لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور تمہارے رسول ہونے پر میری گواہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ یہاں بھی رسول اکرم ﷺ کو جمع انسانیت کیلئے رسول بنانے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

نویں آیت:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ

(پ ۶ سورۃ النساء، آیت ۸۰)

اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے۔

اے سارے لوگو! قیامت تک آنے والی انسانیت تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول گئے ہیں جو کہ حق لے کر آئے ہیں۔ وہ حق ایسا ہے جو قیامت تک کی ضرورتوں کو پورا کرے گا اور مزید کسی رہنمائی کی ضرورت نہیں آئے گی۔ اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے جمع انسانیت سے خطاب کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی جامعیت اور عالمگیریت کو بیان فرما دیا ہے۔

دسویں آیت:

اَلرَّ - كِتٰبُ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ -

(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم، آیت ۱)

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اُجالے میں لاؤ۔

اے میرے نبی ﷺ! ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ کیوں؟ تاکہ آپ "الناس" کو یعنی ساری انسانیت کو، قیامت تک آنے والے لوگوں کو اندھیرے سے نکال کے نور کی طرف لے آئیں۔

دیکھئے اسی سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا تو وہاں "الناس" کا لفظ بھی ملے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِاٰیٰتِنَا اَنْ اَخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ -

(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم، آیت نمبر ۵)

ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات دے کر بھیجا تاکہ تم اپنی قوم کو ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔

وہاں قوم تک دائرہ محدود تھا لیکن یہاں چونکہ ختم نبوت کا جھنڈا ہرا رہا ہے۔ اس لئے خالق کائنات جل جلالہ نے فرمایا:

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

تاکہ آپ جمع لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں اُن کو پیغام دیں۔

اس میں بھی رسول اکرم ﷺ کی نبوت کا واضح ذکر ہو گیا کہ آپ لوگوں کے ہادی ہیں، آپ ہی لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں گے۔ کیونکہ قیامت تک آپ کی تعلیمات موجود رہیں گی، اللہ تعالیٰ اعلان سے تعترف موجود رہے گا تو پھر کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ آئے اور آکر یہ کام کرے جبکہ آپ اور آپ کی تعلیمات بطریق احسن وہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔ راستے روشن ہیں اُجالے ہٹ چکے ہیں اور محسوس آباد ہو رہی ہیں۔ خالق کائنات جل جلالہ نے فرما دیا کہ قیامت تک ظلمت سے نور کی طرف نکالنے کا منصب ہم نے آپ کو دے دیا ہے۔ آپ کے بعد اس منصب کے لحاظ سے کسی کے لئے کی مجال کس باقی نہیں رہی۔ کسی معنی میں بھی نبوت و رسالت کے لحاظ سے کوئی بھی نہیں آسکے گا۔

گیارہویں آیت:

وَلَقَدْ اَسْتَهْزِیْ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ

(پ ۱۷ سورۃ الانبیاء، آیت ۴۱)

اور بے شک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ تھٹھا کیا گیا۔

یہاں استدلال کا انداز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی کیلئے بہت سی کتابیں نازل فرمائیں۔ آپ کو جو تکلیفیں آ رہی تھیں وہ آپ سے پہلے بھی نبیوں کو آتی رہی ہیں۔ اگرچہ نبی ﷺ کی جرأت و استقامت میں کوئی فرق نہیں ہے، ہر لمحہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ

کی چاہت ہے کہ اپنے محبوب علیہ السلام کی حوصلہ افزائی بھی فرمانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْتُمْ بِرُسُلِي مِنْ قَبْلِكَ

کچھ احمق لوگ مذاق کرتے ہیں لیکن آپ نہ گھبرائیں، آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ایسا ہوا رہا۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی یا رسول کے آنے کی گنجائش ہوتی تو خالق کائنات ضرور اس انداز میں بیان کرتا کہ آپ سے پہلے بھی یہ معاملہ چلتا رہا ہے اور آپ کے بعد بھی ایسا ہوتا رہے گا۔ جو پہلے نبی آئے تھے ان کو بھی مشکلات کا سامنا تھا اور جو آپ کے بعد آئیں گے ان کو بھی سامنا ہوگا۔ جبکہ خالق کائنات جل جلالہ نے کہیں بھی بعد والا احتمال نہیں چھوڑا اور اس انداز میں بیان کیا کہ آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن آپ تو جامع نبوت لے کر آئے ہیں، سب سے بڑا پیغام آپ کا ہے تو اس لحاظ سے مصیبتیں بھی بڑی برداشت کرنی پڑیں گی۔ خالق کائنات نے اس اسلوب میں ختم نبوت کو بیان فرمادیا ہے۔

بارہویں آیت:

وَلَقَدْ كَذَّبْتَ رَسُولًا مِنْ قَبْلِكَ فَاصْبِرْ وَاعْلَمْ أَنَّكَ عَلَىٰ مَا كُنْتَ تَوَدُّ

(پ ۷ سورۃ الانعام، آیت ۳۳)

اور تم سے پہلے رسول تھلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا اس تھلانے پر آپ سے پہلے لوگوں کو تھلایا گیا اور انہوں نے اس پر صبر کیا ان کے منہ پر لوگ کہتے تھے کہ تم اللہ کے رسول نہیں ہو تو وہ صبر کرتے رہے۔ یہ جو آپ کے زمانے کے بھگوڑے مشرک اگر ایسی باتیں کرتے ہیں تو اس سے سیدہ تھک نہیں ہونا چاہیے، میرے محبوب طبیعت ہشاش بشاش رہے۔ یہ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ تو یہاں پر بھی یہ بات کی گئی کہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب ہوتی رہی لہذا اگر بعد میں کسی نے آنا ہوتا تو اس کی بھی بات کی جاتی۔ ”وَمِنْ بَعْدِكَ“۔ اللہ تعالیٰ نے ہرگز ایسا اسلوب اختیار نہیں کیا تو اس میں ختم نبوت کا واضح سبق موجود ہے۔

تیرھویں آیت:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعِزِّ مِنَ الرُّسُلِ

(پ ۲۶ سورۃ الاحقاف، آیت ۳۵)

تو تم صبر کرو جیسا امت والے رسولوں نے صبر کیا اے میرے محبوب ﷺ آپ ایسے ہی صبر کریں جیسے آپ سے پہلے اولو العزم رسول صبر کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ماضی میں صبر کیا ہے اور آپ بھی صبر برقرار رکھیں۔ یہ نہیں کہہیں کوئی بے صبری گئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا ہو کہ اب صبر کی تلقین کی جائے۔ ہرگز ایسا مسئلہ نہیں تھا بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ

اب صبر کر رہے ہیں اس صبر کو آپ آئندہ بھی قائم رکھیں۔

اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے اور یہاں جو لفظ بولے ہیں وہ بھی یہ ہیں کہ آپ سے پہلے بھی رسل اور انبیاء کرام علیہم السلام صبر کرتے رہے۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی کی گنجائش ہوتی تو یقیناً وہ بھی اللہ کا سچا نبی ہوتا اور وہ بھی صابر ہوتا اور اس کا بھی حوالہ دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے کہ گنجائش ہی نہیں چھوڑی اس واسطے بعد والا تذکرہ کسی مقام پر بھی نہیں فرمایا۔

چودھویں آیت:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ

(پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت ڈوں اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا اور عالم ارواح میں ان سے یہ عہد لیا کہ جب اسی باری میں تمہیں سمجھوں گا تو تم اپنی اپنی نبوت کا اعلان کرو گے اور تم نبی قرار پاؤ گے میں تمہیں کتاب دیں گا، حکمت بھی دوں گا۔

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

جب تم سب اپنی باری مکمل کر لو گے، تم سب کی نبوت کا زمانہ گزر جائے گا، پھر تمہارے پاس ایک رسول آئیں گے ان کی شان کیا ہوگی؟

مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ

وہ اس سب کی تصدیق کریں گے، جو کچھ تم لے کے گئے ہو گے۔ ان کا قرآن جو کچھ پہلے آچکا ہے سب کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

اے انبیاء علیہم السلام:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

تم نے ان پر ضرور ایمان بھی لانا ہے اور ضرور ان کے ساتھ تعاون بھی کرنا ہے۔ اس مقام پر لفظ تم واضح کر دیا کہ اس میں شک میں کوئی بعد والے پیغمبر کی گنجائش ہوتی تو اس کو بھی ضرور شامل کیا جاتا۔ تمام انبیاء سے عہد لیا جا رہا تھا اور یہ کہا جا رہا تھا کہ تم سب پہلے جاؤ گے اور تمہارے بعد میرے اب علیہ السلام جائیں گے۔

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

اب دیکھو!

کئی صدیوں سے یہ ہدایت کا سلسلہ جاری تھا، اللہ تعالیٰ اُمتوں کو نصاب دیتا تھا، اُن کے چھوٹے بچے نصاب تھے، تقویٰ و طہارت اور تزکیہ نفس کے یہ سبق تو بعد کے ہیں، شروع میں تو یہ سبق بھی جاننے کے لئے لازم تھے کہ یہ انسانیت ہے، تم میں اور حیوانوں میں فرق یہ ہے کہ تم نے اپنی شرمگاہ کو ڈھانپنا چاہیے، تمہارے لئے یہ لباس ہیں۔

اس طرح انبیاء علیہم السلام اپنی اُمت کو یہ سبق پڑھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ تدبیر کا لوگوں کے شعور کو بیدار کیا جا رہا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ کا عہد دریں آیا اور اس اُمت کو ہدایت سامنے آگئی تو خالق کائنات جل جلالہ نے یہ اعلان فرمادیا:

الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

وہ جو کئی صدیوں سے میری ہدایت کا سلسلہ جاری تھا اور چھوٹے چھوٹے نصاب میں دے رہا تھا، آج میں نے اس جامع نصاب کو مکمل کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور نعت کی انتہاء کر دی ہے۔ پہلی اُمتوں کو میں نے اتنا نہیں دیا جتنا تمہیں دیا ہے۔ اُن سب کو جو دیا تھا اُس سے ایک جامع نصاب میں نے اس اُمت کو دے دیا ہے۔

یہاں تک کہ بچے کی ولادت سے کئی ماہ پہلے سے لے کر اُس کی وفات کے بعد تک جتنے درمیان میں معاملات ہیں، وہ سب کے سب بیان کر دیئے ہیں۔ یہاں تک رسول اکرم ﷺ ہر شے فرما دے گئے:

إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ

میں تو تمہارے لئے باپ کی مانند ہوں، عین باپ نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا کہ میں باپ کی طرح ہوں۔ کس انداز میں فرمایا "شفقت اتی کرتا ہوں کہ باپ بھی بالآخر ایسی شفقت نہیں کر سکتے گا"۔ ایک طرف تو تمہیں بتوں کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کے دربار تک پہنچا رہا ہوں اور دوسری طرف پہلی چھوٹی باتیں بھی بیان کرتا ہوں کہ جب قضاء حاجت کیلئے بیٹھنا ہو تو طریقہ کیا ہونا چاہیئے، منہ کس طرف ہونا چاہیئے، کتنے ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔ میری نبوت کا بلند منصب دیکھو، میری باتوں کا اثر دیکھو، یہ میری تمہارے ساتھ شفقت ہے کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی کہ کل تمہیں ضرورت پڑے اور میں نے وہ بیان نہ کی ہو، میں سب کچھ بیان کرنے کیلئے آ گیا ہوں۔

تم اپنی نبوت کا زمانہ مکمل کر چکے گے، اس کے بعد میرے محبوب علیہ السلام تشریف لائیں گے اور وہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے۔ یہاں پر واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بیان کر دیا کہ جس کو بھی میں نے نبی بنانا ہے اُس کو اپنے محبوب سے پہلے بھیجوں گا اور پھر محبوب علیہ السلام کو مُصَدِّق بنا کے بھیجوں گا۔ بعد میں تصدیق کرنے چاہئیں گے۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آئی نہیں سکتا اس لیے اُس کی تصدیق ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ سے پہلے پہلے جس نے پہنچنا ہے وہ پہنچے گا اور آپ آئیں گے۔ "ختم" کے لفظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احتمال ہی ختم کر دیا۔ جب آپ جلوہ گر ہو جائیں گے اُس وقت تو پہلوں کی تصدیق و معاملہ ہو گا، پھر کسی کے آنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی۔ رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو دو نوکر الفاظ میں بیان کرتے ہوئے اللہ نے یہ بھی بیان کر دیا:

رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

وہ ایسے رسول ہونگے جو تم سب رسولوں کی کتابوں کی تصدیق کریں گے، تم سب کے صحیفوں کی تصدیق کریں گے، تم سب کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملا ہے وہ نبی اُس کی تصدیق کریں گے تو اب یہ وقت سرکاری طرف سے تصدیق کا وقت ہے۔ اللہ نے اُن کو تو نو دیا ہوا ہے لیکن ادھر رجسٹریشن ہو رہی ہے، نبی اکرم ﷺ کی طرف سے تصدیق ہو رہی ہے۔ اگر کوئی نبوت بعد والی بھی ہوتی تو پھر آپ کا وصف یہ ہونا چاہیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ پھر یہ فرماتا:

رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ وَلَمَّا بَعَثَكُمْ

کہ ایسے رسول آئیں گے جو کچھ تمہارے پاس ہے اُس کی بھی تصدیق کریں گے اور جو بعد میں آئے گا اُس کی بھی تصدیق کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ذیل تاکید کے ساتھ ختم نبوت کو واضح فرمادیا کہ وہ آئیں گے تو اُس سے پہلے جس نے آنا ہو گا وہ آچکا ہو گا۔ اللہ نے ازل سے انتخاب کر رکھا ہے اُن خوش بخت ذاتوں کا جن کو رسول اکرم ﷺ کے سمیت نبوت دینی تھی، ازل سے اُن کو نبوت دینے کا اعلان فرما رکھا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے حتمی طور پر واضح لفظوں میں بیان فرمادیا۔

پندرہویں آیت:

الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور آج میں نے تم پر اپنی نعت کی انتہاء کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

تکمیل ایمان سے ختم نبوت کا بیان

سولہویں آیت:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

(پس اسورۃ البقرہ، آیت ۴)

متقی وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اُس چیز پر جو اے محبوب علیہ السلام آپ کی طرف نازل کی گئی اور اُس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

بندہ مومن تب بنے گا جب پہلی کتب پر بھی ایمان لے آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ لوگ کامیابی والے ہیں، ہدایت والے ہیں، تقویٰ والے ہیں کہ اے نبی اکرم ﷺ جو تجھ پہ قرآن اتر رہا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو آپ سے پہلے ہدایت کی کتابیں اتاری گئی ہیں اُن پر بھی ایمان لاتے والے ہیں۔

اب اگر بعد میں بھی کسی کی گنجائش باقی ہوتی تو لازم کر دیا جاتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِكَ

جو آپ پر اتاری ہوئی کتاب پر بھی ایمان لاتے اور جو پہلے اتر چکی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں اور جو بعد میں اتریں گی اُس پر بھی ایمان لائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہرگز اس انداز میں بیان نہیں کیا، اور واضح کر دیا کہ بعد میں کوئی نبی ہی نہیں ہوگا اُس کی کتاب کہاں سے آئے گی۔ سب کچھ پہلے آچکا ہے اور یہ نبوت بعد والی پہلی نبوتوں اور کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے اور اپنے امتوں پر اُس کو لازم قرار دے رہی ہے۔

ستترہویں آیت:

لَكِنَ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

(پس ۶ سورۃ النساء، آیت ۱۶۲)

ہاں جو اُن میں علم میں کچے اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُتر اور جو تم سے پہلے اُتر۔

اس میں بھی اللہ تعالیٰ وہی بیان کر رہا ہے جو اس سے پہلی آیت میں بیان فرمائی۔

وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

ایمان کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ جو آپ پر کتاب اتری ہے اس پر ایمان لے آئیں اور جو آپ سے پہلے کتابیں اتاری گئی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں۔

اتھارہویں آیت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ

(پس ۵ سورۃ النساء، آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان لے آؤ اللہ پر اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر اور اُس کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام پر نازل کی اور اُن کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے نازل کیں۔ یہاں بھی پہلے کا ذکر موجود ہے۔

انیسویں آیت:

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ مِنْ قَبْلِكَ

(پس ۲۴ سورۃ الزمر، آیت ۶۵)

اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔

آپ کی طرف اس پیغام کی وحی کی گئی، اس توحید کی وحی کی گئی جو آپ سے پہلے پیغمبروں کی طرف نہ گئی۔ پہلے پیغمبر بھی توحید والا پیغام عام کرتے رہے، فکر آخرت والا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے، یہ سب کا مشترکہ پیغام ہے۔ نبوت کا پیغام اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام ہے، فکر آخرت کا پیغام دیتے ہیں۔ اب ذوالجلال نے فرمایا ”یہ آپ کی طرف بھی آیا ہے اور آپ سے پہلوں کی طرف بھی آیا ہے“۔ گنجائش وہی توحید کا تذکرہ ضرور ہوتا کیونکہ یہ اہم مقام ہے جہاں نبوت کی حیثیت کو واضح کیا جا رہا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے بعد والے تمام احتمالات ختم فرما دیئے ہیں۔

بیسویں آیت:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

(پس ۵ سورۃ النساء، آیت ۶۰)

یہاں پر اُس کو بیان کیا گیا جو آپ پر نازل کیا گیا اور آپ سے پہلے جو نازل کیا گیا، بعد والا احتمال ظہم کر دیا گیا۔

اکیسویں آیت:

كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

(پس ۲۵ سورۃ الشوری، آیت ۳)

ایسے ہی اللہ نے آپ کی طرف وحی کی اور اُن لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے آچکے ہیں۔ بعد والا احتمال ختم کر دیا گیا۔

بہت سی آیات میں امت کو اس انداز میں بیان کیا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی اور امت کی اب گنجائش باقی نہیں رہی جب اور امت ہی نہیں ہوگی تو اور نبی کہاں سے آئے گا۔

بائیسویں آیت:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ ۲ سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰)

تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

تم کو ساری امتوں کا سردار بنایا گیا۔ جب سردار امت آجائے تو پھر ادنیٰ امت کی ضرورت کیا ہے۔ یہ جب آگئی تو سارے منصوبے اس کے پاس، سارے کام ان کے پاس، ساری عظمتیں ان کے پاس، ہر ہندگی کی توفیق اس کے پاس، ہر علم کا کمال ان کے پاس۔ پہلی ساری امتیں یکجا ہو کر وہ کام نہ کر سکیں جو اس تنہا امت نے کیا۔ وہ امتیں اپنے نبی پر نازل ہونے والی کتاب کو محفوظ نہ رکھ سکیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کو محفوظ رکھا ہی ہے اس کے ساتھ انہوں نے اُن کی ہر ہر حدیث کو بھی محفوظ رکھا اور اس انداز میں محفوظ رکھا کہ صرف حدیث کی حفاظت کیلئے پیشہ علوم ایجاد کر ڈالے اور پھر حدیث کو سمجھنے کیلئے اصول حدیث کو بنایا۔ قرآن کو سمجھنے کیلئے اصول تفسیر کو بنائے۔ احکام کو سمجھنے کیلئے اصول فقہ کو بنایا۔ پہلی امتوں میں اس طرح کا کوئی تصور ہی موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یہ خیر امت آگئی ہے، سردار امت آگئی ہے، یہ تمام امتوں میں سے آخری امت ہے۔ اس کے بعد جب امت کا تصور نہیں تو نبی کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔“

تیسویں آیت:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔

(پ ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ ہم نے تجھے افضل امت بنایا ہے تاکہ تم باقی سارے لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں گواہ بننا یہ منصب صرف پیغمبروں کا تھا لیکن رسول اکرم ﷺ کی نسبت سے اس امت کو بھی یہ گواہی کا منصب مل گیا ہے۔ اب وہ امت ظاہر ہو گئی جس کو من وجہ سیٹ دے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ گواہی دے سکیں گے۔

اب فضیلت والی امت کے بعد کسی ادنیٰ امت کا تصور باقی نہیں رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو افضل ترین امت کہہ رہا ہے تو یہ آخری امت ہے جن کی کتاب سب سے افضل ہے جن کے پیغمبر سب سے افضل ہیں جن کا نظام سب سے افضل ہے اور جن کا پیغام سب سے افضل ہے۔ لہذا ان کے بعد کوئی پیغام ہے نہ دعوت ہے کوئی کتاب ہے نہ کوئی نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی عظمت کے ساتھ ختم نبوت کی عظمت کو ثابت فرما دیا ہے۔

چوبیسویں آیت:

وَاذْ قَالِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔

(پ ۲۸ سورۃ الصف، آیت نمبر ۶)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے تھے ”اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کے آیا ہوں اور میں اُس کی تصدیق کر رہا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی شکل میں آ چکی ہے اور میں اس رسول کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اُن کا نام ”احمد“ ہوگا۔“

اب یہاں پر اس اسلوب کو واضح کر دیا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی اور کے آنے کی گنجائش باقی رہتی تو آپ کا یہ انداز ہوتا کہ لوگو! میں رسول بن کے آگیا ہوں اور حقیقی پہلی کتابیں ہیں اُن کی میں تصدیق کر رہا ہوں اور جو بعد میں آئے گا اُس کا میں اعلان کر رہا ہوں اور اُن کے بعد جو آئے گا اُس کا اعلان کر رہا ہوں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے نبی تو بار بار کی ہے۔ ڈیڑھ سو احادیث میں نبی موجود ہے ختم نبوت کا بیان موجود ہے لیکن ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرے آنے کے بعد کسی کے آنے کی گنجائش باقی ہے۔

محبوب علیہ السلام سے پہلے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ اسلوب دے رہے تھے اور پہلوں کی تصدیق کر رہے تھے اور بعد میں آنے والے کی بشارت دے رہے تھے۔ آگے رسول اکرم ﷺ کو بھی ایسا کرنا چاہیے تھا اگر بعد میں کوئی نبی ہوتا ایسی آیت بھی آپ پر نازل ہونی چاہیے تھی اور ایسا خطاب آپ کا امت کے سامنے ہونا چاہیے تھا لیکن کسی مقام پر ایسا لفظ موجود نہیں ہے لہذا اس آیت کا اسلوب ختم نبوت کی گواہی کو ثابت کر رہا ہے۔

پچیسویں آیت:

قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ (پ ۲۶ سورۃ الاحقاف، آیت ۳۰)

بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی۔

یہ ایک آیت نہیں، اس آیت کے مضمون کی بہت سی آیات ہیں

مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

یہ پیغمبر پہلی کتابوں کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اگر بعد میں کوئی اللہ تعالیٰ کا پیغام آتا ہوتا تو تصدیق کیلئے اُس کو بھی شامل کیا جاتا۔ خالق کائنات جل جلالہ نے اس احتمال کو ختم کر کے ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔

چھبیسویں آیت:

(پ ۷ سورۃ الانعام، آیت ۱۹)

اس میں انداز یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ قرآن مجید کا تعارف ایسا کروا رہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے بعد کوئی کتاب نہیں آسکتی۔ صاحب قرآن کے بعد پھر کسی کی بحیثیت نبی آنے کی مجال کیسے ہو سکتی ہے؟

رب ذوالجلال فرماتا ہے:

أَوْحَىٰ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ لَا نُنْزِلُكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ

(پ ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۹)

میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی۔

لَا نُنْزِلُكُمْ بِهِ تَاكِدْ فِيهِمْ أَنَّهُ لَا يَكُونُ لَهُ نَصْرٌ مِنْ بَعْدِي وَلَا يَكُونُ لَهُ نَصْرٌ مِنْ بَعْدِي

جو صحابہ سامنے موجود تھے اُن کو فرمایا

”وَمَنْ بَلَغَ“ یہاں تک یہ قرآن قیامت تک پہنچے گا جو پڑھ کے ڈریں گے وہ میرے ڈرانے سے ڈر رہے ہونگے۔ یہ ایک دو صدیوں کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ڈراتا رہے گا قرآن ہمیشہ کے ڈرانے کیلئے آیا ہے۔ قرآن مجید کا تعارف بحیثیت کتاب ختم نبوت کو واضح کر رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب کتاب ختم نبوت والی دے دی ہے۔ اس کتاب کے بعد اور کتاب کی گنجائش باقی نہیں رہی تو اس سینے کے بعد

کوئی اور حامل وحی سید ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تمام گنجائشیں ختم کر ڈالی ہیں۔

ستائیسویں آیت:

وَلَا تَكُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ حَادِقِينَ (پ ۱ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳)

اگر تم کو اُس پر شک ہے جو علم اپنے عبد خاص پہ نازل کیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے یا اپنی طرف سے پڑھا ہے ہیں۔ اگر اے کافر تمہیں اس کتاب میں شک ہے تو پھر اس قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ اور صرف تم ہی نہیں بلکہ اپنے حمایتی بھی ساتھ ملا لو۔ اگر تم اُس دعوے میں سچے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں انہوں نے خود گھڑا ہوا ہے تو پھر ایسی ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ، یہ سورت تم نہیں بنا سکتے۔

یہ چیلنج جس طرح اُس وقت تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی ایسے ہی آج بھی یہ چیلنج موجود ہے اور قرآن مجید

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

اس سے اس بات کو آج بھی بحیثیت چیلنج بیان کر رہا ہے۔ یہ قرآن رسول اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ معجزہ نبوت کا ہوتا ہے۔ معجزے کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک معجزہ حسی ہوتا ہے اور دوسرا معجزہ عقلی ہوتا ہے۔ حسی معجزہ وہ ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جائے جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پہاڑ سے نکلے تھی وہ معجزہ حسی تھا لیکن قرآن معجزہ عقلی ہے۔ حسی معجزہ جب تک حس کے سامنے ہے تو معجزہ ہے غیب ہوا تو ختم ہو گیا پھر خبر باقی رہ گئی۔

لیکن معجزہ عقلی وہ ہوتا ہے جب تک عقل سلامت ہے، معجزہ بھی سلامت ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کا اونٹنی والا معجزہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا والا معجزہ محدود وقت کیلئے تھا اس واسطے اُن کی نبوتیں محدود وقت کیلئے تھیں۔

لیکن نبی علیہ السلام کو معجزہ دائمی دے کر اعلان کر دیا ہے کہ جن کا معجزہ ہمیشہ کا ہے اُن کی نبوت بھی ہمیشہ کی ہے۔ اس انداز سے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی حقیقت کو واضح فرمایا۔

اتھائیسویں آیت:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (پ ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۲۷)

قرآن مجید کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن سارے جہانوں کیلئے نصیحت ہے۔ سارے جہانوں کیلئے نصیحت ہے اس کی جامعیت بیان کر دی گئی۔ قیامت تک ہمیشہ کیلئے یہی نصیحت ہے، اس

کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ قرآن کی اس جامعیت نے قیامت تک کیلئے یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہی نصیحت ہے اور یہی ہدایت ہے تو اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مضمون کو بھی واضح فرمادیا ہے۔

انٹیسویں آیت:

هُدًى لِلنَّاسِ

(پ ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۵)

ہم نے اس کو جمیع انسانیت کیلئے ہدایت بنایا۔ خواہ وہ پہلی صدی کے ہوں، چودھویں صدی کے ہوں، بیسویں کے ہوں، خواہ قیامت تک کے لوگ ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے ”یہ ہدایت ہے اب اس کے بعد کسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بھی ختم نبوت کا بیان ہے۔“

تیسویں آیت:

هَذَا بَلَّغٌ لِلنَّاسِ

(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم، آیت ۵۲)

یہ لوگوں کو حکم پہنچاتا ہے۔

یہ قرآن جمیع انسانیت کیلئے تبلیغ ہے ”بلاغ للناس“ ہے یہ سب تک رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کی جو عالمگیریت اور اقاویت ہے اُس نے بھی واضح کر دیا کہ اس قرآن نے گنجائش نہیں چھوڑی کہ اب کوئی اور صحیفہ اترے یا کوئی نبی ہو اُس پر وحی اترے اور لوگوں کو اس کی ضرورت پڑے، نہیں، نہیں۔

یہ کافی ہے اور قیامت تک کیلئے بلاغ للناس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کی تمام جہات کو بیان فرمادیا ہے۔

قرآن مجید کا ہر لفظ ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ ہر لفظ میرے نبی ﷺ کا معجزہ ہے اور یہ معجزہ عقلی ہے۔ ہر لفظ یہ دلالت کر رہا ہے کہ یہ محبوب ﷺ پر قرآن نازل ہوا اور اس کی مثل نہیں بن سکتی، اس کے لفظ جیسا لفظ نہیں بن سکتا، اس کی آیت جیسی آیت نہیں بن سکتی۔ جس کی نبوت ہوتی ہے معجزہ اسی کا ہوتا ہے اور جس کا معجزہ بول رہا ہو اُس کی نبوت بھی بول رہی ہوتی ہے جس کا معجزہ چمک رہا ہو اُس کی نبوت بھی چمک رہی ہوتی ہے جس کا معجزہ موجود ہو اُس کی نبوت کا زمانہ بھی موجود ہوتا ہے اور جس کا معجزہ بالکل شاداب ہر ابھر اور تازہ ہو اُس کی نبوت کا اسلوب بھی تازہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا ہر لفظ آج بھی اعجاز کے ساتھ موجود ہے اور اس کا اعجاز باسی نہیں ہوا۔ اس کا اعجاز ماند نہیں پڑا تو اس کا ہر لفظ ہی اپنے قرآن ہونے کے لحاظ سے نبی ﷺ کی ختم نبوت کا بیان کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں۔ ایسے ہی ڈیڑھ سو احادیث براہ راست ختم نبوت کو ثابت کرتی ہیں اپنی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کوئی محدث نہ تھا نہ وہ کہے، کوئی مہدی کہے یا مسیح کہے، کوئی اس کو (جھوٹا) نبی کہے، یہ سارے معاملات تو بعد میں کوئی نبی تب بنتا ہے جب اُس کا ایمان صحیح ہوتا ہے۔ یہ تو ایسا انسان ہے کہ اس کا اپنا ایمان ہی صحیح ہے جو اپنے ایمان کے لحاظ سے پہلے ہی کافر تھا۔ کیا کافروں میں سے کوئی مہدی ہوتا ہے یا کافر بھی مہدی ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کوئی مسیح ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کوئی نبی ہوتا ہے؟ یہ شخص قطع نظر اس کے کہ کمال کو دیکھا جائے بذاتِ خود اپنے عقیدے میں نبوت کے اعلان سے پہلے بھی اپنی حیثیت کے لحاظ سے بیان کر رہا تھا اس کا خود ایمان ہی نہیں تھا، یہاں تو نبی ہونے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ایمان کے لئے اس کی صورت حال کیا تھی؟

اُس کی کتاب البریہ کا صفحہ نمبر ۷۹ ہے۔

اس میں اُس نے اپنے آپ کو خدا بنا کے پیش کیا ہے۔ یعنی عسوی طور پر تو ہم اُس کو جھوٹا مدعی نبوت کہہ دیں وہ تو خدا بننے کے درپے تھا۔ اس نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کشف میں میں نے دیکھا کہ خود میں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اس حالت میں یہ کہہ رہا تھا ہم ایک نیا نظام، ایک نیا آسمان، ایک نئی زمین چاہتے ہیں، سو میں نے زمین و آسمان کو اہمالی صورت میں پیدا کر دیا۔

تو یہ غلام احمد قادیانی ہے جو اپنے آپ کو زمین و آسمان کا خالق بھی کہتا ہے اور اپنے آپ کو خدا بھی کہتا ہے، ایسا شخص تو انسان کہلانے کا حق دار نہیں چہ جائیکہ اُس کو مسلمان کہا جائے اور پھر مسلمان سے کہہ جو عہدے ہیں۔ محدث، مجدد یا اس طرح کے اور عہدے اُس کو دیئے جائیں یہ تو انسانیت کی طرف میں داخل ہی نہیں ہے کیونکہ کافروں کو حیوان کہا گیا ہے بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔ یہ انسان کہلانے کے قابل نہیں چہ جائیکہ اس کو آگے کوئی منصب دیا جائے یہ ختم نبوت کے موضوع پر ایک گہری گفتگو تھی۔ قادیانیت ایک ناسور ہے۔

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے؟

کہنے لگی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

یہ قادیانیت کفر کی سالی ہے اور اس کے ہاتھ میں آری ہے جس کا مقصد اسلام کے درخت کو کاٹنا ہے۔ اللہ ان کو ان کے مذموم مقاصد میں ناکام فرمائے اور مسلم اُمہ کو اپنی غیرت و حمیت بیدار رکھتے ان کا پوری طرح تعاقب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

علامہ قاری محمد طیب نقشبندی، مانچسٹر (انگلینڈ)

دلائل ختم نبوت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين وَاخِرِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى
آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

اما بعد

تفسیر آیت ختم نبوت:

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبيين۔
محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور انبیاء میں سے سب
سے آخری نبی ہیں۔

سورۃ الاحزاب کی مذکورہ آیت کریمہ نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر نص صریح ہے۔ لیکن اس
کے معنی میں گمراہ لوگوں نے تحریف کی اور آپ کے بعد دروازہ نبوت کھولنے کی کوشش کی مگر انہیں اللہ
کوششوں میں سخت ناکامی ہوئی۔ امت مسلمہ عقیدہ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھتی ہے۔

خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا حدیث کی روشنی

میں:

مرزائی مذہب مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کے لئے خاتم النبیین کا یہ معنی کرتا ہے کہ آپ
مرتبہ انبیاء میں اتنا عظیم ہے کہ تمام انبیاء کے مراتب وہاں ختم ہو جاتے ہیں۔ گویا آپ مرتبے میں سب
سے آخری نبی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ زمانے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے
کہ فلاں محدث خاتم الامم ہیں ہے یعنی تمام محدثین کا علم و فضل اس پہ ختم ہو جاتا ہے اس کا یہ معنی نہیں
اس کے بعد کوئی محدث دنیا میں نہیں آئے گا۔ یہی معنی خاتم النبیین کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزائی لوگ
کہتے ہیں ہم بھی نبی ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں مگر مرتبے کے اعتبار سے نہ کہ زمانے کے اعتبار سے۔

مگر مرزائیوں نے یہ معنی کر کے قرآن میں تحریف کی ہے۔ جب خود رسول اللہ ﷺ نے کثیر
احادیث میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر فرمادی ہے کہ اس کا معنی آخری نبی ہے اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی
نبی نہ آئے گا۔ تو پھر صاحب قرآن ﷺ کی تفسیر سے منہ موڑ کر اپنی طرف سے قرآن کی من مانی تفسیر کرنا
یعنی دارو؟ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری اور گزشتہ انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اسے خوب آراستہ و مزین
کیا مگر ایک کونے میں ایک پتھر لگایا۔ لوگ آکر اس مکان کی تعریف کرنے لگے کہ کتنا
خوبصورت ہے۔ مگر تعجب سے کہتے کہ یہ ایک پتھر کی جگہ کیوں خالی ہے؟ آگے آپ
ﷺ نے فرمایا:

لَا أَنَا الْبَيْتُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

کہ میں ہی وہ پتھر ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

(بخاری شریف کتاب المناقب باب 18 حدیث 3534، مسلم کتاب الفضائل حدیث 22)
گویا رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ آپ جب تک مبعوث نہ ہوئے تھے قصر نبوت میں
صرف ایک پتھر کی کمی تھی آپ کے آنے سے وہ آخری پتھر لگ گیا اور قصر نبوت مکمل ہو گیا۔ اس لئے
آپ ﷺ نے فرمایا۔

وَاَنَا الْبَيْتُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ کیونکہ میں وہ آخری پتھر ہوں۔

اس حدیث نے کس قدر وضاحت فرمادی کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے بس۔

(2) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک طویل حدیث کے

میں) فرمایا:

سَيَكُونُ فِي أُمَّيْئِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
لَا نَبِيَّ بَعْدِي

میری امت میں تیس کذاب (نہایت جھوٹے لوگ) پیدا ہوں گے ان میں سے ہر کوئی
سمجھے گا کہ وہ نبی ہے جب کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(ابوداؤد کتاب المغتن والملاحم باب اول 4252۔ ترمذی کتاب المغتن باب 43 حدیث 2219)

اس حدیث میں کس قدر واضح و آشکار الفاظ میں اللہ کے رسول فرما رہے ہیں کہ میں خاتم النبیین

اس معنی میں ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مگر افسوس مرزائی گروہ نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ لی ہے۔ مرزائی لوگ لاینبی بعدی کے معنی میں یہ یڈنڈی مارنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہے۔ جیسے لا صلوة الا بغاتحة الكتاب۔ یعنی سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہے۔ یہ معنی نہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اسی طرح حدیث میں لا نکاح الا بولی۔ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے احناف نے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح کامل نہیں۔ یہ معنی نہیں کہ اس کے بغیر بالذکر کی نکاح کر ہی نہیں سکتی۔ اسی طرح لاینبی بعدی کا یہ معنی ہے کہ آپ کے بعد کوئی کامل یعنی صاحب شریعت نبی نہیں ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ مرزائیوں کا یہ ترجمہ کرنا بھی عظیم گمراہی ہے۔ اگر کوئی مشرک کہے کہ لا الہ الا اللہ کا معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کامل خدا نہیں۔ ویسے اللہ کے سوا چھوٹے خدا بھی ہیں تو مرزائی اسے کیا جواب دیں گے۔ خدا کے بند و جب رسول اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہے تو پھر اس میں کامل یا غیر کامل کا فرق کرنا کھلی گمراہی کے سوا کیا ہے۔

(3) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مجھے چھ چیزوں کے ذریعے تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

(1) مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔

(2) میری رعب سے مدد کی گئی۔

(3) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

(4) میرے لئے تمام زمین کو پاک اور مسجد بنادیا گیا۔

(5) مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور

(6) مجھ پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مسلم کتاب المساجد حدیث 5 'ترمذی کتاب السیر باب 5' مسند احمد 2 ص 412)

ایک حدیث میں یوں فرمایا گیا: میں قصر نبوت کا آخری پتھر ہوں۔ فَخَسَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ تُو میں نے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا۔

مُخَيَّمِ سِي النَّبِيِّينَ اور خَسَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ کے الفاظ کس قدر صراحت سے بتا رہے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر کچھ اور کرنا پرلے درجے کی تحریف قرآن اور الحاد و زندہ بقیت ہے۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا: "پس آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ہو جائے تو مسلمان پر فرض ہے کہ بلا توقف و بلا عذر اسے قبول کرے نہیں تو اس میں الحاد و زندہ بقیت کی رگ ہوگی۔"

(برکات الدعاء ص 18 'مندرجہ روحانی خزائن جلد 6)

ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں جب خود رسول اللہ ﷺ سے خاتم النبیین کی تفسیر ثابت ہو چکی ہے اب آخری نبی ہیں تو پھر اسے بلا توقف و بلا عذر مان لینا ہر مسلمان پر فرض ہے یا نہیں اور خود مرزا اور ان کی جماعت اس تفسیر سے منہ موڑتی ہے تو کیا ان میں الحاد و زندہ بقیت کی رگ ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ وہ لکھیں۔

خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا مرزا قادیانی کی تصریحات سے:

مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ کتابیں جو 1900ء سے قبل چھپیں ایسی ایسی عبارات سے بھری پڑی ہیں جو خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بتاتی ہیں اور ختم نبوت کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہیں اس کے بعد 1901ء میں مرزا قادیانی نے قلابازی کھائی اور کھلے عام دعویٰ نبوت کیا۔ پھر وہ خاتم النبیین کے معنی میں تبدیلی و تحریف کرنے لگا۔ بہر حال یہاں اس کی چند پہلی تحریرات پیش کی جاتی ہیں۔

"اور کیونکہ ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت نامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا۔۔۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 387 'مندرجہ روحانی خزائن جلد 3' سن طباعت 1891ء)

اسی کتاب میں آگے صفحہ 412 پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔" (حوالہ مذکورہ)

اسی کتاب میں آگے صفحہ 414 پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

"اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔" (حوالہ مذکورہ)

اسی کتاب میں آگے صفحہ 431 پر مرزا قادیانی مزید واضح الفاظ میں لکھتا ہے کہ

4: ”اکیسویں آیت یہ ہے کہ ماکان محمد ابدا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“ (حوالہ مذکورہ)

مرزا قادیانی کی یہ عبارت بھی پڑھئے اور نیرنگی زمانہ پر تعجب کیجئے وہ لکھتا ہے کہ
5: ”اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔“ (آسمانی فیصلہ، صفحہ 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4، سن طباعت 1892ء)

مرزا قادیانی کی ان تحریرات کے بعد کیا کوئی شک رہ جاتا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے جس کی آمد پر وحی نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی گئی۔ اب جبرئیل وحی نبوت لے کر نہیں آ سکتا اور ”فرض اس آیت کے بعد بھی کوئی نیا نبی مانتا ہے وہ خدا سے شرم نہیں رکھتا۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اس سے بھی واضح الفاظ میں خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی عربی کتاب حلال البشریٰ میں آغا:

”الاتعلم ان الرب المتفضل سمي نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم النبیین بخير استنار وفسره في قوله لاني بعدى بيان واضح للطالبين ولو جوزنا ظهور نبى بعد نبينا صلى الله عليه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحى النبوة بعد تعلقها

کیا تم نہیں جانتے کہ فضل و کرم والے رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم النبیین رکھا ہے۔ جس میں کسی نبی کا استثناء نہیں اور اس کی تفسیر ہمارے نبی نے اس قول ”لانی بعدی“ سے کر دی ہے۔ جو طالبین کے لئے واضح بیان ہے اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا ظہور جائز مانیں تو ہمیں وحی نبوت کا دروازہ کھولنا پڑے گا جبکہ اسے اللہ نے بند کر دیا ہے۔“ (حماتہ البشریٰ ص 200 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7)

مرزا قادیانی کا خود کو محمد (ﷺ) قرار دینا:

مگر اسی مرزا قادیانی نے چند برس بعد دعویٰ کیا کہ میں عین محمد ﷺ ہوں اور میری شکل میں محمد ﷺ ہی دوبارہ دنیا میں آگئے ہیں اور جب میں محمد ﷺ ہی ہوں تو خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی بلکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) چنانچہ وہ لکھتا ہے:

”مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹی ہے۔ کیونکہ میں ہو جب آیت و آخرین منهم لما يلد حقوا بهم وہی نبی خاتم النبیین ہوں اور خدا نے مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی نزول نہیں آیا۔۔۔ چونکہ میں ظلی طور پر محمد ﷺ ہوں پس اس طرح خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔“

علی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212 تاریخ طباعت 1901ء 5 نو مبر)
اب جو شخص خود کو رسول اکرم ﷺ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دعویٰ نبوت نہیں کر رہا بلکہ میری شکل میں خود حضور ﷺ ہی دوبارہ دنیا میں آکر دعویٰ نبوت کر رہے ہیں اس سے بڑا ملعون، شیطان اور کون ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ کو فرماتے ہیں کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا وہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف کتاب العلم، باب 38، مسلم کتاب حدیث 10) گویا شیطان کو تو جرأت نہیں کہ کسی کے خواب میں آکر کہے میں محمد ﷺ ہوں۔ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میں دعویٰ نبوت نہیں کر رہا میری شکل میں خود حضور ﷺ ہی دعویٰ نبوت کر رہے ہیں وہ شیطان کا بھی باپ نکلا۔ اس کے مکر و فریب اور شیطانیت نے تو شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ شیطان بھی اس سے پناہ مانگتا ہے۔ تاریخ اسلام میں کئی جھوٹے مدعیان نبوت آئے۔ انہوں نے خود کو نبی کہا مگر خود کو معاذ اللہ محمد ﷺ قرار دینے کی جرأت کسی نے نہ کی یہ جرأت صرف مرزا غلام احمد قادیانی ہی یا اس کا راز تو آید و مرداں چیں کنند۔

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوسرے جنم میں کسی دوسری مخلوق کے روپ میں پھر جاتا ہے۔ اسے وہ تاریخ کہتے ہیں لیکن ہندو بھی یہ نہیں مانتے کہ کوئی شخص پہلے ہی نام اور اوصاف کا دوبارہ دنیا میں آ سکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے یہ کہہ کر کہ تیرہ سو برس کے بعد اس کی شکل میں محمد ﷺ ہی دوبارہ دنیا میں پہلے اوصاف کے ساتھ آگئے ہیں۔ ہندوؤں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ ایسا ہوتا ہے کمال۔

لفظ خاتم النبیین سے کوئی نبی مستثنیٰ نہیں:

دار ہے اس آیت میں اللہ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا۔ خاتم المرسلین یا خاتم الرسل نہ

فرمایا۔ اس لئے کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔ رسول کا درجہ خاص ہے اور نبی کا عام۔ نبی تو ہر اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ نے وحی نازل فرمائی اور اسے خلق خدا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ رسول یا مرسل کا لفظ انبیاء میں سے صرف انہی پر بولا جاتا ہے۔ جنہیں اللہ نے کوئی نئی کتاب نئی شریعت یا نیا صحیفہ عطا فرمایا۔ اگر خاتم المرسلین کہا جاتا تو کوئی کہنے والا کہتا کہ آپ نے فرمایا صرف ایسے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کیا ہے جو نئی کتاب یا نئی شریعت لانے والے ہوں مطلقاً ہر نبی کی آمد کا سلسلہ منقطع نہیں ہو سکتا۔ مگر اللہ نے خاتم النبیین کہہ کر اس گمراہی کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ امام ابن کثیر نے اس آیت کے تحت یہ تقریر اختیار فرمائی ہے۔

پھر لفظ النبیین جمع مذکر سالم کا صیغہ ہے تو اعدائے حق کے مطابق جب یہ معرف بالام (الف لام سا تھل کر) ہو تو یہ اپنے تمام افراد کو گھیر لیتا ہے کسی فرد کو باہر نہیں رہنے دیتا۔ قرآن میں اس کی کثیر مثال موجود ہیں جیسے

الحمد لله رب العلمین

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں

(فاتحہ)

ولا الضالین

ہمیں گمراہوں میں سے گمراہ کا راستہ نہ دکھا

(فاتحہ)

هدی للمتقین

قرآن تمام متقین کے لئے ہدایت ہے

(بقرہ: 2)

اعدت للكفرین

جہنم تمام کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(بقرہ: 24)

اولئك هم الخسرون

وہ سب خسارے میں ہیں

(بقرہ: 27)

الا علی الخشعین

نماز خشوع والوں میں سے کسی پر بھاری نہیں

(بقرہ: 45)

وانی فضلتکم علی العلمین

میں نے آپ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی

(بقرہ: 47)

وموعظة للمتقین

ہم نے اسے تمام متقین کے لئے نصیحت بنایا

(بقرہ: 66)

واذاخذ الله ميثاق النبیین

اور جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا

(عمران: 15)

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

اور ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء: 107)

یہ دس مثالیں ہم نے ایک دو منٹ میں قرآن کریم سے نکال لی ہیں اور ایسی مثالیں قرآن کریم میں قریباً ہر صفحہ پر نظر آتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جمع مذکر سالم معرف بلام ہونے کی صورت میں اپنے تمام افراد کا احاطہ واستغراق کرتی ہے۔ لہذا خاتم النبیین میں تمام انبیاء شامل ہیں۔ خواہ وہ تشریف ہی ہوں یا غیر تشریف۔ صاحب کتاب ہوں یا غیر صاحب کتاب۔ حضور ﷺ سب کی آمد کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔ جمع مذکر سالم معرف بالام اگر کہیں سارے افراد کو محیط نہ ہو تو وہاں ضرور کوئی قرینہ خارجی اس سے ثابت موجود ہوتا ہے۔ جیسے ویقتلون النبیین یعنی یہود انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہاں سارے انبیاء مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ یہود سب انبیاء کو قتل نہیں کر سکے۔ یہ قرینہ حالیہ استغراق سے مانع ہے۔ جبکہ خاتم النبیین میں استغراق سے مانع کوئی قرینہ موجود نہیں۔ بلکہ استغراق پر دلالت کرنے والے سینکڑوں قرآنی موجود ہیں۔ اور ویقتلون النبیین میں سب انبیاء بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک نبی کا قتل سب انبیاء کے قتل کے مترادف ہے۔ جیسے کہ ایک نبی کی تکذیب سب انبیاء کی تکذیب ہے۔ اسی لئے آیا گیا کذبت ثمود المومنین کہ قوم ثمود نے سب رسولوں کو جھٹلایا۔ (شعراء: 141)

ختم نبوت پر قرآن کریم سے چند آیات:

1: والدین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک

اور وہ جو اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو اے رسول ﷺ! آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

(بقرہ: 4)

قرآن تا قیامت ہدایت بن کر اترتا ہے اگر حضور ﷺ کے بعد وحی اترنے کا سلسلہ جاری ہوتا تو اس ساتھ یہ بھی کہا جاتا: وما یسنزل من بعدک۔ کہ مومنین اس وحی پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کے بعد نازل کی جائے گی۔ مگر بعد والی کسی وحی کا ذکر نہ کیا گیا۔ صرف آپ پر اور آپ سے پہلے اترنے والی ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ جو اس امر کی دلیل تین ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نہیں اترنے والی۔

2: یا ایہا الدین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے حکم

والوں کی اطاعت کرو۔

(نساء: 59)

اس آیت میں اللہ کی اطاعت اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے بعد حکم والوں کی اطاعت کا ذکر کیا گیا۔ یعنی علماء اور مسلم حکام جو اللہ اور اس کے رسول کے بیان کردہ احکام کا اجرا کرتے ہیں۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد حکام اور علماء تو آتے رہیں گے تاکہ اللہ و رسول کے فرامین کا نفاذ کریں۔ مگر کوئی اور رسول نہیں آ سکتا۔ اسی لئے یہاں اولی الامر کے لئے علیحدہ لفظ "طایعوا" لایا گیا۔ ان کی اطاعت کوئی مستقل چیز نہیں بلکہ ان کی اطاعت اصل میں حکم خدا و رسول ہی کی اطاعت ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی نیا حکم نافذ نہیں کر سکتے۔

3: قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم

اے پیارے رسول ﷺ! آپ فرمادیں۔ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تب اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(آل عمران: 31)

اس آیت میں تاقیامت آنے والے ہر مسلمان کو محبت الہی اور نجات اخروی کے حصول کے لئے ایک ہی طریقہ بتایا گیا ہے اور وہ ہے اتباع رسول ﷺ یعنی آپ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں آ سکتی جس کی اطاعت پر نجات اخروی موقوف ہو اور اگر آپ کے بعد کوئی نبی آتا ممکن ہو تو اس کی اطاعت پر نجات موقوف ہوگی صرف رسول اکرم کی اطاعت نجات کے لئے کافی نہ ہوگی اور یہ مفہوم آیت کے خلاف ہے۔

4: ومن يطع الله ورسوله يدخله جنة تجري من تحتها الانهر۔ ومن

يتول يعذبہ عذابا الیما۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو منہ پھیرے اسے اللہ دردناک عذاب دے گا۔

(فتح: 17)

اس آیت میں بھی رسول اکرم ﷺ کی اطاعت پر جنت کا حصول موقوف ہونا بتایا گیا ہے گویا ہم نے آپ کی اطاعت کر لی اسے کسی دوسری شخصیت کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ میری اطاعت لازم نہیں نہ مجھ پر ایمان لانا ضروری ہے تو وہ فتنہ اعلیٰ درجے کا پاگل بھی ہو سکتا ہے۔ اور اگر کہے کہ مجھ پر ایمان لائے بغیر کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ یہ کہ مرزا قادیانی نے کہا تو وہ شخص اس آیت کا مذاق اڑا رہا ہے کیونکہ اس آیت میں صرف آپ

مذمت ہی نجات کے لئے کافی قرار دی گئی ہے اور اس مفہوم کی آیات قرآن کریم میں سینکڑوں ہیں۔ یہاں کہیں کہ سارا قرآن ختم نبوت کے بیان سے بھرا پڑا ہے۔

5: النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امہتہم

نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے بڑھ کر ان پر حق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ (احزاب: 6)

اس آیت میں نبی ﷺ کے لئے تاقیامت آنے والے ہر مومن کی جان پر اختیار دیا گیا ہے اور یہ ایک نبی ہی کے لئے ہو سکتی ہے اور آپ کے بعد یہ اختیار کسی کو نہیں دیا گیا پھر آپ کی ازواج مطہرات کو تمام مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے اور یہ عظمت بھی آپ کے سوا کسی دوسرے شخص کی ازواج کے لئے ماننا قرآن کا مقابلہ ہے اور آپ کی بیویاں اسی لئے تمام مومنوں کی مائیں ہیں کہ آپ بحیثیت نبی ساری امت کے باپ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کا یہ منصب نہیں کہ وہ ساری امت کا باپ ہو۔ لہذا اس کے لئے نبوت بھی نہیں مانی جاسکتی۔ بات بہت صاف ہے۔

6: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

بالتحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نمونہ کامل ہے۔ (احزاب: 21)

اس آیت میں نبی ﷺ کی ذات کو ہر مومن کے لئے تاقیامت نمونہ کامل قرار دیا گیا ہے۔ گویا ہر شخص پر لازم ہے کہ آپ کی سیرت مبارکہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے اور آپ کی اطاعت میں زندگی گزارے۔ ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوگا جس کی سیرت کو نمونہ کامل کہا جاسکے اور ہر امت کے لئے نمونہ کامل ہی ہوتا ہے۔ اب یہ منصب رسول اکرم ﷺ پر ختم ہو گیا۔ کسی اور کے لئے ان کا قرآن کی مخالفت اور کفر ہے۔

7: ومن یعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللا مبینا

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا۔

(احزاب: 36)

یہ آیت بھی واضح دلیل ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہی مومنوں کے لئے تاقیامت مطاع مطلق ہیں۔ آپ کے سوا یہ منصب کسی کا نہیں اور یہی نبی کی شان ہوتی ہے جیسے اللہ فرماتا ہے۔

8: وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اسی لئے تھا تاکہ بحکم الہی اس کی اطاعت کی جائے۔

(نساء: 64)

جب مطاع مطلق حضور ﷺ ہی ہیں تو پھر نبوت بھی صرف آپ کے لئے ہی مختص ہے۔

9: واقموا الصلوة واتوا الزکوة واطيعوا الرسول لعلکم ترحمون
اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(نور: 56)

اس آیت میں حضور ﷺ کو لقب رسول سے یاد کیا گیا۔ جس کا صاف معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور رسول نہیں ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ قیامت تک سارے مسلمان جان لیں کہ لفظ رسول کا مصداق صرف رسول اکرم ﷺ ہی ہیں۔ اگر کوئی اور رسول بھی آنے والا ہوتا تو پھر اطمینان صہو اگہا جانا چاہئے تھا۔ تا کہ لقب رسول آپ سے مختص نہ ہوتا اور ایسی آیات تو قرآن میں سینکڑوں ہیں جن میں مطلقاً رسول ﷺ کو لقب رسول یا لقب نبی سے یاد کیا گیا۔ ایسی تمام آیات ختم نبوت کی دلیل ہیں۔ جیسے

10: قل اطيعوا الله واطيعوا الرسول (نور: 54)

11: ويقولون امنا بالله وبالرسل (نور: 47)

12: اذادعوا الى الله ورسوله (نور: 51)

13: ومن يطع الله ورسوله (نور: 52)

الغرض جس بھی سورۃ کو لے لیں ہر سورۃ ایسی آیات سے بھری پڑی ہے۔ ایسے ہی قرآن کریم میں ایسی آیات کی بھی کثرت ہے جن میں حضور سید عالم ﷺ کو لقب نبی سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسے
يسايها النبي قرآن کریم میں کثرت ہے۔ کئی سورتوں کا آغاز ہی ان کلمات سے ہوا ہے۔ جیسے سورۃ احزاب 'سورۃ طلاق' سورۃ تحریم اور فرمایا گیا:

13: ان اولی الناس بالہریم للذین اتبعوہ وهذا النبی

بے شک ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو ان کی اتباع کریں اور یہ نبی ﷺ ان سے قریب ترین۔

معلوم ہوا قرآن کے ماننے والوں کے لئے ایک ہی نبی ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اگر آپ کے علاوہ بھی کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو آپ کا نام لے کر کہا جاتا کہ محمد ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے قریب ترین۔

14: ولو كانوا يؤمنون بالله والنبي وما انزل اليه ما اتخذوهم

اولياء

اگر وہ اللہ اور نبی ﷺ پر اور جو کچھ آپ پر اتارا گیا اس پر ایمان رکھتے ہوتے تو مشرکین کو اپنا دوست نہ بناتے۔

(مائدہ: 81)

یہ آیت بھی بتا رہی ہے کہ اللہ کو رب ماننے کے بعد جس انسان کو نبی ماننا ضروری ہے وہ حضور ﷺ ہی ہیں۔

15: ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا

اولی قریبی

نبی ﷺ اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش مانگیں خواہ وہ ان کے قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان والوں کے لئے اب اگر کوئی نبی ہے وہ تو صرف محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔ اس انداز سے مطالعہ کیا جائے تو قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ ختم نبوت کی خوشبو لئے ہے۔ تفصیل کے لئے میری کتاب "ختم نبوت اور قادیانیت" دیکھیں۔

مرزائیوں کا ایک آیت سے بقاء نبوت پر غلط استدلال:

مرزائی گروہ ایک آیت سے اجراء نبوت پر استدلال کرتا ہے اللہ فرماتا ہے کہ

الله يصطفى من الملائكة رسلا ومن الناس۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ (حج: 75)

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت میں صیغہ مضارع بصطفی فرمایا گیا۔ جو حال و استقبال کے لئے ہے۔ گویا اللہ اب بھی فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے۔ ماننا پڑے گا کہ نبوت و رسالت کا مسئلہ اب بھی جاری ہے۔

مگر مرزائیوں کا یہ استدلال قطعی غلط ہے۔ اس آیت میں اللہ نے صرف اپنی شان بیان فرمائی ہے کہ وہی فرشتوں اور انسانوں میں سے اپنے رسول چنتا ہے۔ کسی فرشتے یا انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ از خود محل بن جائے یا یہ کہ فرشتے اور انسان باہمی مشاورت سے اپنے میں سے کسی کو رسول منتخب کر لیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ ہی جسے چاہے بطور رسول چن سکتا ہے اور اس آیت میں مشرکین مکہ کے اعتراض کے جواب میں وہ کہتے تھے اللہ نے اس شخص محمد ﷺ کو رسول کیوں چنا ہے۔ ہم میں سے کسی کو کیوں نہیں چنا۔ اللہ نے اس کا جواب دیا کہ رسول چنتا اس کا کام ہے تمہارا نہیں۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ اب بھی رسول چن رہا اور بھیج رہا ہے۔ پھر یہاں لفظ رسلاً مضارع فرمایا گیا ہے۔ اور رسول اس نبی کو کہتے ہیں جو نبی کتاب یا نبی فرشتہ کے لئے کر آئے اور خود مرزائی بھی مانتے ہیں کہ اب ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ پھر وہ کس منہ سے اس آیت کو دلیل بناتے ہیں۔

ختم نبوت پر چند احادیث نبویہ:

کچھ احادیث تو ابھی ہم نے لفظ خاتم النبیین کا معنی بتاتے ہوئے لکھی ہیں۔ چند احادیث مزید لکھی جاتی ہیں۔

1: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء ہی کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور ان کا حاکم ہوتا (جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون علیہ السلام ان کے حاکم بنے) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا پھر آپ کا کیا حکم ہے کہ ہم ان خلفاء سے کیا معاملہ کریں۔ فرمایا جو پہلے خلیفہ بنے پہلے اس کی اطاعت کرو پھر دوسرے کی۔ انہیں ان کا حق دو۔ اللہ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں پوچھے گا۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء جلد اول صفحہ 491 مطبوعہ کراچی۔ مسلم کتاب الامارۃ مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 297)

اس حدیث نے خوب واضح کر دیا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی غیر تشریفی اور ظلی بروزی قسم کا نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ اب امت کی قیادت خلفاء کریں گے جن کا کام رسول خدا ﷺ کا حکم کے بیان کردہ احکام کا اجرا ہے۔ یہ حدیث صرف شریعت والے انبیاء کا ختم ہونا ہی بیان نہیں کر رہی بلکہ بالخصوص غیر صاحب شریعت انبیاء کا راستہ محدود کر رہی ہے۔ پہلی امتوں میں ایک نبی کتاب یا شریعت لاتا پھر اس کی تبلیغ کے لئے اس کے بعد انبیاء بھیجے جاتے جو غیر تشریفی یا غیر صاحب شریعت انبیاء ہوتے۔ مگر امت محمدیہ میں ان کی جگہ خلفاء نے لے لی۔ لہذا امرزانیوں کا یہ نظریہ باطل ہو گیا کہ حضور ﷺ صرف صاحبان شریعت انبیاء کے خاتم ہیں۔

2) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں جس کے بعد حشر بپا ہوگا۔ (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ قیامت آئے گی) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(بخاری کتاب المناقب باب 7، مسلم کتاب الفہائل حدیث 124)

یہ حدیث خوب واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا فضیلت کے اعتبار سے نہیں زمانے

اعتبار سے ہے۔

3: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے وہ انبیاء نہ تھے اگر میری امت میں ایسا کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔“

(بخاری کتاب الفہائل باب المناقب عمر بن خطاب حدیث 3689، مسلم کتاب فضائل صحابہ حدیث 23)

یہاں محدثین سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے دلوں پر اللہ الہام کا نور ڈالتا ہے اور اپنی حکمت ان کی زبان پر جاری کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا گیا کہ اللہ ان کی زبان پر بولتا ہے۔ بے لگوں پر وحی نہیں آتی۔ بلکہ وہ تائید الہی سے بات کرتے ہیں۔ اسی لئے محدث کہلاتے ہیں۔ پتہ چلا امت محمدیہ میں وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہے۔ البتہ محدثین کا دروازہ کھلا ہے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا شخص محدث ہی ہو سکتا ہے۔ نبی نہیں ہو سکتا۔ تو چودھویں صدی میں انگریزوں کی روٹیوں پر لٹے والا خدا رملت شخص کس طرح دعویٰ نبوت کر سکتا ہے۔

4: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (بخاری کتاب المغازی باب 79)

ابھی پیچھے اسی سورۃ احزاب کی آیت 33 کی تفسیر میں ہم بتا آئے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا تو وہ ابدیدہ ہو گئے۔ عرض کرنے لگے کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ میرے جیسے بہادر کی تو میدان جنگ میں ضرورت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے وہ تعلق رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔“

یعنی ہارون علیہ السلام بھی اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے نائب بنتے تھے۔ مگر وہ نبی تھے جبکہ اے علی تم میرے نائب ہو اور میرے بھائی ہو مگر تم نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں بلکہ میرے بعد کوئی نبوت ہی نہیں۔ جب مولا علی شیر خدا نبی نہیں بن سکتے حالانکہ وہ دارالحکومت کا دروازہ ہیں اور حلال روحانیہ کے پیشوا ہیں۔ گویا علم ظاہری و باطنی اور شریعت و طریقت دونوں کا منبع و مخزن ہیں تو کسی

دوسرے ایک چشم کل کو دعویٰ نبوت کرتے ہوئے شرم آنا چاہئے۔ مگر کیا کیا جائے۔
خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

5: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دو گروہوں میں لڑائی نہ ہو ان کے درمیان عظیم جنگ ہوگی
(شاید یہ 1914ء کی عالمی جنگ کی طرف اشارہ ہے) اور قیامت نہ آئے گی جب تک
تیس کے قریب دجال و کذاب نمودار نہ ہوں۔ ان میں سے ہر کوئی سمجھے گا وہ اللہ کا رسول
ہے۔“ (بخاری کتاب المغن باب 35، مسلم کتاب المغن حدیث 84)

6: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو نبوت میں سے صرف مبشرات (اچھی خواتین) ہی رہ گئی ہیں۔

(بخاری کتاب التعمیر باب 5، مسلم کتاب الصلوٰۃ حدیث 207)

7: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض وصال میں اپنے گھر کا پردہ اٹھایا۔ اس وقت آپ کا سر بندھا
ہوا تھا۔ (دوسری وجہ سے آپ نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی) اور لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ کے پیچھے صف بستہ کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کی مبشرات میں سے
صرف اچھی خواتین رہ گئی ہیں۔ جنہیں ایک مسلم دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ حدیث 208)

اس حدیث نے مرزائی فتنے کا قلع قمع کر کے رکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ ایک نبی کو جن ذرائع سے معارف
نبوت عطا فرماتا ہے ان میں سے ایک خواب بھی ہے اسی لئے حدیث میں ہے کہ اچھی خواب نبوت کے
چالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب صرف اچھے خواب ہی باقی رہ گئے۔
معارف نبوت کے باقی تمام ذرائع محدود ہو گئے ہیں۔ یعنی فرشتے کے ذریعے پیغام ملنا براہ راست کسی
کے دل پر اللہ کا اپنا حکام ڈالنا اور ایسے ہی وحی کی دیگر تمام اقسام مکمل طور پر بند ہو گئیں۔ اب صرف ایک
جزء رہ گئی ہے اچھی خواتین۔ اگر کوئی سر پھر اٹھے کہ چلو نبوت کا کچھ تو باقی ہے۔ لہذا نبوت مکمل بند تو نہیں
ہوئی تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے ایک جزء کے پائے جانے سے کل کے پائے جانے کا دعویٰ محض
حماقت ہے۔ جس شخص کے پاس ایک پھول ہو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس ایک باغ ہے۔ جس سے
کسی علم کا صرف ایک سبق پڑھا ہو کیا وہ اس علم کی امامت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جس کے پاس ایک اینٹ
کیا وہ محل کا مالک کہلا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو صرف اچھی خوابوں کی بنیاد پر دعویٰ نبوت کیسے کیا جاسکتا ہے؟

8: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انہی آخر الانبیاء و مسجیدی آخر المساجد۔

”میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد سب سے آخری مسجد ہے۔“

(مسلم جلد 1 صفحہ 446 مطبوعہ کراچی)

اس حدیث کی تشریح ایک اور حدیث کرتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔

(کنز العمال بروایت دیلمی ابن ماجہ و بزار)

9: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بعثت انا والساعة كهاتين۔ میں اور قیامت ہم دونوں ان دو انگلیوں کی طرح بیچے

گئے ہیں۔ (بخاری کتاب الدقائق باب 39، مسلم کتاب الجمعہ حدیث 39)

حضور ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارے سے بتایا کہ جس طرح ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی
انگلی نہیں۔ یونہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔

10: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہم آخری امت ہیں اور روز قیامت ہم سب سے پہلے ہوں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ

پہلے لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد۔

(بخاری کتاب الوضو باب 68، مسلم کتاب الجمعہ حدیث 19)

یہ دس احادیث میں نے بخاری و مسلم سے بطور برکت کے پیش کر دی ہیں۔ ورنہ ختم نبوت پر

ث کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ختم نبوت اور قادیانیت میں اڑھائی سو 250

ث جمع کی ہیں۔ من شاء فلينظرها

ختم نبوت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع:

رسول اکرم ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد ابو بکر صدیق خلیفہ بنے اور انہیں سب سے پہلے جس
سے نمٹنا پڑا وہ منکرین ختم نبوت کی جماعت تھی۔ یمامہ میں مسیلہ کذاب نے دعویٰ نبوت کر دیا اور
حاکموں میں مختلف مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سب سے مضبوط تر مسیلہ کذاب تھا۔
اس کے گرد قریباً ایک لاکھ افراد جمع ہو گئے تھے۔ مسیلہ کذاب اللہ کی توحید رسول اکرم ﷺ کی رسالت
میں قیامت پر ایمان رکھتا تھا۔ پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام کرواتا تھا۔ اس نے اذان کے لئے

ایک شخص مقرر کیا تھا اور اسے کہہ رکھا تھا کہ اشدھدا ان محمد رسول اللہ پر آواز زیادہ بلند کرے۔
(تاریخ طبری جلد 3، صفحہ 244)
مگر اس کے باوجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے واجب القتل قرار دیا۔ کیونکہ وہ خود کو رسول
تھا۔ اس نے کئی اقوال گھر رکھے تھے جو اس کے بقول اس پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ چنانچہ
صحابہ کرام کا ایک عظیم لشکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں مدینہ طیبہ سے یمامہ پہنچا۔ گھمسان کی جنگ
ہوئی۔ جس میں اللہ نے اسلام کو فتح دی اور مسیلہ کذاب قتل ہو گیا۔ اس کے دس ہزار ساتھی مسلمانوں
کے ہاتھوں قتل ہوئے جبکہ مسلمانوں میں سے شہید ہونے والوں کی تعداد الہدایہ میں چھ سو اور طبری میں
بارہ سو مذکور ہے۔ ان شہداء میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ الغرض صحابہ کرام نے اس بات
اجماع کیا کہ ختم نبوت کا منکر کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی دور خلافت
راشدہ میں دعویٰ نبوت کرتا تو اس کا انجام بھی مسیلہ کذاب والا ہی کیا جاتا۔

ختم نبوت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض اقوال:
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”چلو امین کے پاس چلتے ہیں۔ اسے دیکھ آئیں۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حال
پوچھنے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم وہاں گئے تو ام ایمن
رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے پوچھا: آپ کیوں رورہی ہیں؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ہاں دنیا والی زندگی سے بہتر ہیں۔ وہ فرمانے لگیں مجھے معلوم ہے
کہ وہ اللہ کے ہاں دنیا سے بہتر مقام میں ہیں۔ مگر میں اس لئے روتی ہوں کہ اب آسمان
سے وحی کا نزول ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا دل بھر
آیا اور وہ بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔“

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ام ایمن حدیث 102)
پتہ چلا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم بھی یہی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں آسکتی
جب وحی نہیں آسکتی تو نبوت کہاں سے آئے گی اور جب صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہم پر وحی نہیں آسکتی
چودھویں صدی میں انگریزوں کے ایک غلام پر کیسے آسکتی ہے۔
مولانا علی المرتضیٰ شیر خاں رضی اللہ عنہ ان الفاظ سے درود شریف پڑھتے تھے۔

اللهم ذاحی الموحوات وبادی المسبوكات اجعل شرائف صلواتك ونوامی
بركاتك علی محمد عبدك ورسولك الفناح لما اعلق و الخاتم لما سبق۔
”اے اللہ زمینوں کے بچھانے اور آسمانوں کے بنانے والے اپنی سب سے اعلیٰ رحمتیں
اور سب سے لمبی برکتیں اپنے بندے اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما جو بند دروازوں
کے کھولنے والے ہیں اور نبوت کے چلنے آنے والے سلسلہ کو بند کرنے والے ہیں۔“
(الشفاء للقاضی عیاض جلد 2، صفحہ 56 مطبوعہ ملتان)
حضرت عبداللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراہیم نجین میں فوت ہو گیا اور اگر اللہ کو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا
منظور ہوتا تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا اور نبی بنتا مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔“
(بخاری شریف جلد دوم کتاب الادب صفحہ 914 مطبوعہ کراچی)
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ختم نبوت پر مزید اقوال میری کتاب ”ختم نبوت“ اور قادیانیت میں دیکھے
جائیں۔

**صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض اقوال سے مرزا نیوں کا غلط
استدلال:**
درمنشور میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول منقول ہے فرمایا:
قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده
”لوگو! یہ تو کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“
(درمنشور جلد 5، صفحہ 204)

جواب اول:
مرزائی لوگوں کو چاہیے کہ وہ انصاف سے کام لیتے ہوئے اسی درمنشور کے اسی صفحہ پر مذکور
اس سے صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی بیان کر دیں تاکہ مسلمان دھوکے میں نہ پڑیں۔
پانچ قسمی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا:
صلی اللہ علی محمد خاتم النبیین لا نبی بعده
”اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

”جب تم نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو یہی کافی ہے۔ کیونکہ ہم یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آنے والے ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو حضور ﷺ سے پہلے بھی ہوئے اور آپ کے بعد بھی۔“
(درمثور جلد 5 ص 204)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کا لائسی بعدہ کے سے روکنا اس لئے ہے تاکہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی نفی نہ ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ ضرور آتا ہے اور وہ نبی ہوں گے۔ لہذا کوئی شخص لائسی بعدی کی آڑ میں ان کے آنے کی نفی کرے۔ (جیسا کہ مرزائی کرتے ہیں) یہ قول مرزائیوں کے لئے مفید نہیں بلکہ مہلک ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے تو مرزائی شجر کی جڑ کاٹ دی ہے۔ مرزائی یہی سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ نہیں آئیں گے۔ اور جس عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا حدیث میں ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے مگر صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خوب وضاحت فرمادی کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اکرم ﷺ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی ہوں گے۔

جواب دوم:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ لائسی بعدہ نہ کہو ان کا ذاتی اجتہاد تھا اور انہوں نے ایک مخصوص معنی میں صرف لائسی بعدہ کہنے سے منع کیا مگر ان کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خود ان سے مروی احادیث اس کی صراحت کر رہی ہیں کہ ان کا کیا عقیدہ تھا۔ چنانچہ امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لم یبق بعدی من النبوة شیء الا المبشرات

”میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی سوا مبشرات کے۔ پھر آپ نے فرمایا ہمیشہ مبشرات وہ اچھی خواہیں ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔“

(کنز العمال جلد 15 صفحہ 371 حدیث 41423 بروایت مسند احمد و خطیب)

کیا اس حدیث کے پڑھنے کے بعد کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتی تھیں؟ مرزائی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے بھی بقاء نبوت پر دلیل لاتا ہے کہ فرمایا: جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور رسول خدا ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے بعد فرمایا جنت میں اس کے لئے ایک دائی مقرر کی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ: ولو عاش لعاش صدیقاً نبیاً۔ ”اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی بنتا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے تنہا قبط آزاد ہو جاتے۔“

قبلی کو آئندہ غلام نہ بنایا جاتا۔“ (ابن ماجہ کتاب الجنائز باب 27 حدیث 1511)

مرزائی ان الفاظ کو کہ اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا رسول اکرم ﷺ کے الفاظ قرار دیتے ہیں مگر صحیح ہے کہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں۔ بہر حال ان کے الفاظ ولو عاش صدیقاً نبیاً کا یہ ہے کہ لو عاش لکان اھلاً لکونہ صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو اس بات کے اہل تھے کہ سچے نبی ہوتے۔ چنانچہ حضرت انس سے بھی یہ قول یوں مروی ہے کہ ”سدی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا بوقت وصال حضرت ابراہیم بن محمد کی عمر کیا تھی انہوں نے جواب دیا۔“

ما ملأ مہدہ ولو بقی لکان نبیاً لکن لم یبق لان نبیکم اخرو الانبیاء

انہوں نے گہوارہ بھی نہ بھرا اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بن سکتے تھے مگر وہ باقی نہ رہے کیونکہ تمہارے نبی ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ (تاریخ کبیر لابن عساکر جلد 1 صفحہ 294)

اس عبارت سے لو عاش لکان صدیقاً نبیاً کے الفاظ کے بارے میں معلوم ہوا کہ ان کا یہی معنی ہے کہ حضرت ابراہیم فی ذاتہ نبی ہونے کے اہل تھے۔ اور اگر حضور ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو انہیں جتنے مگر چونکہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اس لئے اللہ نے انہیں اس عمر سے پہلے ہی اٹھالیا جس میں وہ نبوت دی گئی تاکہ کوئی گمراہ انسان ان کی نبوت کا قائل نہ ہو جائے۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کثیر احادیث ختم نبوت کے متعلق مروی ہیں۔ جیسے آپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے کچھ دن قبل اپنے گھر کا پردہ اٹھا کر فرمایا: اے لوگو! نبوت کے اثبات میں سے صرف اچھی خواہیں رہ گئی ہیں۔ پھر آپ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: النبوة ولکم الخلافة۔ ”میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت۔“

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 511 حدیث 37312 بروایت ابن عساکر)

ابن عباس سے مروی ہے یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ نبوت صرف حضور ﷺ کے لئے ہے اور امت کے لئے صرف خلافت ہے گویا امت کے کسی فرد کے لئے نبوت نہیں ہے۔ اس کے باوجود لوگوں کا یہ تاثر دینا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے بعد بقاء نبوت کے قائل ہیں کس قدر عظیم اور بے کھیر ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ختم نبوت پر چند عقلی دلائل:

نبی اکرم ﷺ آفتاب نبوت ہیں اور دوسرے انبیاء نبوت کے ستارے ہیں۔ امام بوہری رحمہ اللہ

نے اسی لئے فرمایا:

كانه شمس فصل هم كواكبها

ليظهرن انوارها للناس في الظلم

یعنی رسول اکرم ﷺ آفتاب فضیلت ہیں اور دوسرے انبیاء اس کے ستارے جو لوگوں کے اپنے انوار اندھیروں میں ظاہر کرتے تھے۔ انبیاء کرام آسمان فضل پر ستارے بن کر چمکے مگر اندھیرا چھٹ نہ سکا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فاران کی چوٹیوں سے آفتاب محمدی جلوہ گر کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر توحید رسالت کی روشنی پھیل گئی۔ کروڑوں سینے نور قرآن سے جگمگا اٹھے۔ اسی لئے قرآن نے آپ کو سورج (چمکا دینے والا آفتاب) کہہ کر یاد فرمایا۔ (احزاب: 46)

اور محمدی آفتاب کی روشنی بڑھتی ہی جا رہی ہے ایک وقت آنے والا ہے کہ ہر سینہ اس کے نور سے منور فرمایا جائے گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو سب ستارے چھپ جاتے ہیں۔ ستارے ختم نہیں ہوتے وہ اپنی جگہ چمکتے ہی رہتے ہیں مگر آفتاب کے نور کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء آج بھی زندہ اور موعودات ہیں۔ مگر محمدی آفتاب کے نور نے انہیں چھپا دیا ہے دوستو جب پہلے انبیاء کا نور بھی مدنی آفتاب کے آگے ماند پڑ گیا ہے تو کسی کی نبوت کا ستارہ کیوں کر پٹے گا اور اس کے چمکانے کی کیا ضرورت ہے؟

دوم:

جب کاغذ پر پلکار سے دائرہ کھینچا جائے تو اس کی ایک ٹانگ کاغذ میں پیوست کر کے دوسری ٹانگ کو گول گھمایا جاتا ہے جس سے گول دائرہ کھینچ جاتا ہے اور دائرہ یوں کھینچا ہے کہ پلکار جس نقطہ سے دائرہ شروع کرتی ہے اسی نقطہ پر واپس آ جاتی ہے تو دائرہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اللہ نے بھی صفحہ دہر پر دائرہ نبوت کھینچا تو قدرت کی پلکار نے ذات محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقطہ سے دائرہ شروع کیا اور اسی نقطہ پر لا کر کر دیا۔ اسی لئے حدیث مبارکہ ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے واذا اخذنا من النبيين ميثاقهم و منك نوح (احزاب: 46) کے تحت فرمایا: ”میں تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب ان کے بعد۔“ (ابن ابی حاتم جلد 9 صفحہ 3116 حدیث 17594)

”حضرت میسرۃ الغفری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لئے نبی کب واجب ہوئی آپ نے فرمایا: اس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔“

(در منشور جلد 6 صفحہ 569 بروایت احمد طبرانی حاکم)

تو نبوت سب سے پہلے حضور ﷺ کو عطا کی گئی اور سب سے آخر میں آپ کو مبعوث کیا گیا گویا نبوت آپ سے شروع کیا گیا۔ تو ضروری تھا کہ وہ آپ ہی پر ختم ہو مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

دوستو! جب دائرہ نبوت مکمل ہو چکا ہے تو کوئی نیا نبی کیسے آ سکتا ہے۔ خواہ وہ مسیلہ کذاب ہو یا مخاب۔

سوم:

جب بہت سی رقیس جمع کرنا ہوں تو انہیں ایک دوسری کے نیچے لکھتے جاتے ہیں پھر آخر میں لائن لائن کر اس کے نیچے ان تمام رقیسوں کا مجموعی عدد لکھا جاتا ہے۔ اس میں اوپر والی تمام رقیس آ جاتی ہیں۔ طرح اللہ نے سب انبیاء کو کونائوں صفات و کمالات عطا فرمائے اور معجزات بخشے آخر میں اللہ نے ان تمام صفات و کمالات اور معجزات کو جمع کیا جائے تو اللہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو سب معجزات نبوت کا جامع بنا کر آخری نبی کی صورت میں مبعوث فرمادیا۔ جب مجموعی عدد آ گیا تو مزید کوئی اضافہ آ سکتا۔ یہاں تین عقلی دلائل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ”ختم نبوت اور قادیانیت“ میں یہ عقلی دلائل سے عقیدہ ختم نبوت ثابت کیا ہے وہاں ضرور دیکھ لیں۔



جنت

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے۔ اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جو انکھوں نے دیکھا نہ کانون نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔ جو کوئی مثال اس جنت میں دی جائے سمجھانے کے لئے ہے ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے۔ (بہار شریعت)

ختم نبوت اور کاذب مدعی نبوت

ہر نبی مخلوق خدا کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت، شریعت یا کتاب لاتا ہے۔ نبی انسان کی نجات کے لئے اللہ کریم جل وعلا کے پروگرام سے نبی براہ راست واقف اور مطلع ہوتا ہے اس پروگرام کو وحی الہی رہنمائی میں وہ لوگوں تک پہنچاتا ہے اور خود اس پروگرام پر عمل کر کے علامۃ الہ کو دکھاتا بھی ہے تاکہ انہیں بھی نیکی کے اس راستے پر چلنے کی ترغیب ہو۔

اصل چیز انسانیت کی ہدایت ہے جسے نازل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو بھیجے سلسلہ جاری رکھا۔ ایک نبی بھیجا جاتا۔ وہ بعض امور کے لئے ہدایت جاری کرتا اور کچھ پہلو رہ جاتے پھر دوسرا نبی آتا اور بعض احکام جاری کرتا، لیکن پھر کچھ امور رہ جاتے سارے عالم انسانیت کے لئے لحاظ سے مکمل ہدایت پہلے کبھی نازل نہ کی گئی تھی۔ نہ پہلے انبیاء کی عملی رہنمائی زندگی کے تمام شعبوں کو تھی مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام نے شاہی میں زندگی گزاری تھی اور فقر و استغنا کے لئے ان کی حیا مبارک میں کوئی نمونہ نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجرد کی زندگی گزاری۔ ان کی پاک زندگی میں ازدواجی رہنمائی نہیں ملتی۔ چنانچہ پہلی ساری شریعتیں جزوی تھیں۔ پہلے تمام انبیاء کی زندگی ہر لحاظ سے پوری انسانیت کے لئے مکمل نمونہ بھی نہ تھیں۔ پہلے کسی نبی کے ہاں پورے کا پورا ضابطہ اخلا بھی نہیں ملتا۔

جب تک کوئی چیز اپنے کمال کو نہیں پہنچتی، اس میں ارتقائی تغیرات آتے رہتے ہیں اور جب مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے، اس میں ارتقاء کا کوئی سوال نہیں ہوتا، اس میں تغیر نہیں آتا وہ آخر تک اسی کمال پر رہتی ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، اسے آگے بڑھانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ شریعت احکام ربانی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ارتقائی منازل طے کرتا ہوا حضور مقرر موجودا باعث ظہور کائنات ﷺ تک پہنچا تو اپنے منہجائے کمال تک پہنچ گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي

یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا۔

سورۃ الاحزاب میں ہے۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه

کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

بعثت لا تمم مكارم الاخلاق

میں اس لئے آیا ہوں کہ نظام اخلاق کو مکمل کر دوں۔

اللہ نے حضور ﷺ پر دین مکمل کر دیا۔ حضور ﷺ کی زندگی کو نمونہ کامل قرار دیا۔ حضور ﷺ نے اخلاق کو پورا فرمانے کے لئے اپنی تشریف آوری کا اعلان فرمایا تو پھر سرکار ﷺ کے بعد کسی نبی نے کیا حاجت رہ جاتی ہے۔ جب دین نے اپنے مرتبہ کمال کو چاہا، جب نبی الانبیاء ﷺ کی مطہرہ ہر بندے کے لئے کامل نمونہ قرار دے دی گئی۔ یعنی اُس میں زندگی کے ہر پہلو کے لئے عملی موجود ہونے کا اعلان فرما دیا گیا اور حضور ﷺ نے نظام اخلاق کی تکمیل بھی فرمادی اور حضور ﷺ کو یہاں ان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے کی بات بھی واضح ہو گئی۔ "وما ارسلناك الا رحمة للعالمين" ان کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت باقی رہی۔

اللہ تعالیٰ کا نظام رحمت ہے جو ہمیں بچائے ہوئے ہے۔ سورج کی حدت کے اور ہمارے درمیان رحمت حائل ہے کہ ہم جل جہنم نہیں جاتے۔ طوفانوں کے راستے میں یہی نظام رحمت رکاوٹ ہے۔ غم غموظ ہیں۔ یہی نظام رحمت کائنات کو ایک خاص پروگرام کے تحت چلا رہا ہے۔ اسی نظام رحمت کی وجہ سے کہ پورا نظام شمس و زہرا سے گر نہیں پڑتا۔ ایک سیارہ دوسرے سیاروں سے نہیں ٹکرا جاتا۔ دوسرے روشن نہیں ہے لیکن اسی نظام رحمت کی بدولت سورج سے روشنی لے کر اس کے انوکھ کاس کو روپ میں ہم پر بچھا کر رہا ہے اور ہم اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہی نظام رحمت ہمارے وجود و غلیوں کو پیدا کرتا ہے ختم کرتا ہے، انہیں ترتیب اور تنظیم بخشتا ہے۔ یہ نظام رحمت نہ ہوتا تو ایک ذرہ و ذوں غلیوں کو جنم نہ دے سکتا اور ایک خلیے سے جسم انسانی کے ہر حصے کے خلیے الگ الگ ایک کے تحت جنم لیتے، ختم ہوتے اور انسانی جسم کو چلاتے نہ رہتے۔ یہی نظام رحمت قرآن کی زبان میں "والعالمين" کہلاتا ہے۔ پہلے انبیاء تو اپنے اپنے علاقے، اپنے اپنے قبیلے کے لئے رہنمائی کی ذمہ داری سنبھالتے رہے۔ اب حضور ﷺ تمام دنیاؤں کے لئے رحمت بن کر آئے، کوئی سیارہ، کوئی مقام، کوئی ملک ان کے دائرہ رحمت سے باہر نہیں۔ انہوں نے نظام اخلاق کی بھی تکمیل فرمادی، ان پر دین کو مکمل کیا، ان کی سیرت مطہرہ نمونہ کامل بھی قرار دی گئی۔ پھر ان کے بعد کیا اضافہ ممکن ہے۔ کیا ترقی

رہ گئی، کس تکمیل کی حاجت ہے۔ چنانچہ نبوت کا سلسلہ بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

سورۃ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما کان محمد ابداً احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شیء علیماً۔

محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

سنن ابی داؤد اور ترمذی شریف میں ایک حدیث پاک ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ اٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بخاری شریف اور ترمذی شریف کی ایک حدیث پاک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
”جب لوگ قیامت کے دن تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال حضور ﷺ کے پاس آئیں گے تو یہ کہیں گے کہ انت رسول الله وخاتم الانبیاء آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔“

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ
”حضور ﷺ نے دیگر انبیاء کرام پر اپنی چھ فضیلتوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک یہ ہے کہ
”مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا۔“

داری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے۔ حضور سیدنا ﷺ نے فرمایا
”میں قائدِ مرسلین ہوں، اور فخر نہیں، میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔“
صحیحین میں ہے۔

”میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا ہو، آراستہ پیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ آکر اس گھر کا پھیرا لگاتے ہوں۔ ان کو یہ عمارت بہت پسند آتی ہو مگر کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ عمارت مکمل ہو جاتی) حضور ﷺ نے فرمایا میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں“
بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی شریف میں حضرت ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثیں مروی ہیں جن میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابن ماجہ میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں سب نبیوں سے آخر میں آنے والا ہوں اور تم سب اُمّتوں کے آخر میں آنے والے ہو۔

غرض قرآن وحدیث میں حضور سید عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے واضح اعلانات ملتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، وہ دجال اور کذاب لوگوں کی خبر بھی حضور ﷺ نے سنا دی کہ وہ بعد میں بھی نبوت کا دعویٰ کریں گے جو جھوٹا ہوگا۔

آقا حضور ﷺ کے بعد بہت سے جھوٹوں نے ”نبی“ ہونے کا ادعا کیا جن میں سیلہ کذاب بہت مشہور ہے۔ کہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں اس نے یہ حرکت کرنے کی جسارت کر لی تھی۔

آقا حضور ﷺ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس فتنے کے سبب باب کا اعزاز حاصل ہوا۔ اسوہ منی قبیلہ بنو اسلم سے تھا۔ اس نے 15 صفر 11 ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ سجاح قبیلہ بنو تغلب کے سردار کی لڑکی تھی اور شہر موصل کی رہنے والی تھی اس نے 28 ربیع الثانی 11 ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ عمن بن ہشام (مقتع) نے 11 اپریل 759ء کو یہ جھوٹ بولا۔ قرط 859ء کو کوفہ میں پیدا ہوا۔ اسے 11 اپریل 891ء کو اس جھوٹ کی جسارت ہوئی۔ مرزا علی محمد باب 1819ء میں شیراز میں پیدا ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ بہا اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی نے بھی یہی حرکت کی۔ علامہ اقبال رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے متعلق کہا۔

آں ز ایسا بود و ایں ہندی نژاد

آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد

سینہ ہا از گرمی قرآن تہا

از چنیں مرداں چہ امید نہی

وہ ایران سے تھا اور یہ ہندی نسل سے ہے۔ وہ حج سے بیگانہ تھا، یہ جہاد سے بیگانہ ہے۔ ان کے سینے قرآن کی گرمی سے خالی تھے، ایسوں سے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ ہزاری النسل ہے۔ اس لئے برصغیر میں اس کے ماننے والے موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد برلاس قوم سے ہونے کا مدعی تھا۔ اس کا سوانح نگار عبدالقادر (سابق سوداگر مل) کے لفظوں میں، ”کوئی مستند و ستاوین ایسی نہیں جن کی بنا پر صحیح تاریخ ولادت بتائی جاسکے“، البتہ مرزا بشیر احمد نے جس تحریروں سے اندازہ لگایا کہ غلام احمد 13 فروری 1835ء مطابق 14 شوال 1250ھ کو پیدا ہوا۔“ (حیات طیبہ از عبدالقادر صفحہ 12)

مسلمان پہلے ہی دن سے قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ مگر برطانوی حکومت اور اس کے زیر اثر لوگ

ان کی حمایت پر کمر بستہ رہے۔ آخر مسلمانوں کی بھرپور جدوجہد سے مجبور ہو کر پاکستان قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانی اور لاہوری جماعت کے افراد کو غیر مسلم اور کافر اقلیت قرار دیا، اور 1984ء میں اس اعلان پر عمل درآمد کے لئے حکومت کے سربراہ نے متعلقہ آرڈینیٹس جاری کر دیا۔

قرآن و احادیث میں واضح طور پر حضور ختمی مرتبت ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بعثت انبیاء کا سلسلہ سرکار ﷺ پر ختم ہو چکا۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جعلی نبوت کے اثبات میں قرآنی نص میں تحریف معنوی کی اور ”خاتم النبیین“ کی نئی تعبیر کی لکھا۔

”وہ خاتم الانبیاء ہے، مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ، الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔“ (حقیقۃ الوحی از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 27)

مرزا قادیانی کے ملفوظات میں بھی ہے۔

”خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔“

(ملفوظات۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ جلد پنجم صفحہ 290)

قادیانیوں پر اہل اسلام کی طرف سے جو اعتراض کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی کے متعلق ان میں سے ایک اعتراض کا جواب یوں دیا۔

”خاتم النبیین کے معنی ہیں ”نبیوں کی مہر“ جس طرح مہر کا غدر اپنے نقوش ثبت کرتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے نقوش قدم ثبت ہو جاتے ہیں گویا دوسرے انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کا منصب دے کر یہ خاصیت بخشی ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپ کا کامل قبیح ثبوت کے مقام پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔“

(جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات، مرتبہ محمد اسد اللہ قادیانی صفحہ 9)

سیدھی سی بات ہے کہ جس چیز کو بند کرنے کے بعد اس پر مہر یا سیل لگا دیتے ہیں۔ اس کو عربی میں ”ختم“ کہا جاتا ہے۔ جیسے سورہ بقرہ میں ہے۔ ”ختم اللہ علی قلوبہم“۔ کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ یعنی اب ان کے دلوں میں ہدایت نہیں آ سکتی۔ اسی طرح حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا واضح مطلب اس کے علاوہ ہوتی نہیں سکتا کہ اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور جب احادیث نبوی

الحکم میں واضح طور پر یہی معنی موجود ہیں تو یہ بات قابل بحث ہی نہیں رہتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نبی نے کے شوق میں مرزا غلام احمد قادیانی اتنی سی بات کو بھی لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے کہ نبی بنانا اللہ کا کام ہے۔ حضور ﷺ کا نہیں۔ سورہ الانعام میں ارشاد خداوندی ہے۔

اللہ اعلم حوث یجعل رسالہ

کہ اللہ خوب جانتا ہے وہ کسے رسول بنائے گا۔

گروہ انبیاء میں کوئی نبی قسط دار نبی نہیں بنا۔ نبی تو وہ ازل ہی سے ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن ہوتا ہے وہ اپنی نبوت کا اعلان فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چھوڑے سے اپنی والدہ کی بریت اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ یا حضور حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذن ہاتے ہی لوگوں پر یہ حقیقت واضح کر دی۔ حالانکہ آپ اُس وقت بھی نبی تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ پر ابہام ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مجدد بنا۔ پھر بیعت لینا شروع کی۔ پھر مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں اس پر انکشاف ہوا کہ وہ ”نبی“ ہے۔ تاریخ احمدیت میں ہے۔

1900ء کے آخر اور 1901ء کے اوائل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام (۲) پر یہ انکشاف ہوا کہ مقام نبوت صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف

ہونے کا نام ہے۔ اور نبی شریعت کا لانا، پہلی شریعت کا ترمیم کرنا یا براہ راست منصب

نبوت و رسالت کا حصول، نبی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم۔ مرتبہ دوست محمد شاہد، صفحہ 198)

تعریف نبوت کی تبدیلی کا سب سے پہلا تحریری اعلان 5 نومبر 1901ء کو اشتہار ”ایک غلطی کا رد“ (مشمولہ الحکم قادیان۔ 10 نومبر 1901ء صفحہ 7، 5) کے ذریعے کیا گیا۔ دوست محمد شاہد نے اس کا ذکر کر کے حاشیے میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ پہلے 1900ء میں مولوی عبدالکریم اپنے خطبات جمعہ میں اس خیال کا اظہار کرتے رہے۔ 17 اگست 1900ء کے خطبے میں مولوی صاحب نے مرزا کو مرسل ثابت کیا اور لا نسرق بسن احد منہم دالی آیت ان پر چسپاں کی جسے مرزا نے پسند کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 192)۔ یعنی اس کے نبی ہونے کا اسے خود بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم نے اس کی نبوت کا ثبوت کرنا شروع کیا اور اس نے اس کو پسند کر کے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا کا بیٹا اور دوسرا خلیفہ) لکھتا ہے۔

”پس یہ ثابت ہے کہ 1901ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے

انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔“

(ہجۃ النبوة از میاں بشیر الدین محمود احمد صفحہ 121)

یعنی مرزا مردود ایسا ”نبی“ ہے جسے پہلے خود بھی پتا نہیں تھا کہ وہ کیا ہے۔ وہ قسط وار ترقی کرتا رہا اور آخر کار مولوی عبدالکریم نے اپنے ”خطبات جمعہ“ کے ذریعے اسے یقین دلایا کہ وہ نبی ہے چنانچہ وہ نبی بن بیٹھا۔

نبی کے لغوی معنی ہی غیب کی خبریں دینے والا کے ہیں۔ تمام انبیاء کرام غیب کی خبریں دیتے رہے۔ حضورؐ فرمودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ بھی خدا تعالیٰ کی عطاۃ خاص سے معاملات غیب پر مطلع کئے گئے تھے اور عالم ماکان و مائکون تھے۔ سب کچھ ان کے سامنے آئیے تھا اور کتب احادیث میں ایسے واقعات بکھرے ہوئے ہیں کہ سرکارِ مصلیٰ نے لوگوں کو غیب کی خبریں دیں۔ مثلاً قرآن کریم نے حضورؐ سے 615ء میں جبکہ ایران کی عظمت کا ڈکان بج رہا تھا اور سلطنت روم کمزور نہ تھی، یہ خبر دلوائی کہ اگرچہ رومی مغلوب ہو گئے۔ لیکن اس شکست کے بعد عنقریب چند سال میں وہ غالب آجائیں گے۔ (سورۃ روم) اور دنیا جانتی ہے کہ 623ء میں اہل روم پارسیوں پر غالب آگئے، 2 ہجری میں مسلمان پریشان حال تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔

”بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ضرور تم لوگ بے خوف و خطر مسجد حرام میں داخل ہو گے“

(سورۃ فتح)

اور 8 ہجری میں مسلمان مکہ معظمہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہو گئے۔ 12 رمضان المبارک 2 ہجری کو حضورؐ نور مجسمؐ نے جب بدر کے موقع پر فرمایا۔ میرا رب ارشاد فرماتا ہے کہ

ان یقاتلوکم یولئو اکم الادیار

اگر اہل مکہ تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیریں گے۔

(سورۃ ال عمران)

تاریخ شاہد ہے کہ جب بدر میں مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔

مختلف احادیث مبارکہ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کے وقوع سے پہلے سرکارِ دو عالمؐ نے خبر دے دی تھی اور وہ حضورؐ کی دی ہوئی خبر کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئے۔ مثلاً حذیم بن اوس سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حیرہ کے فتح ہونے کی خبر دی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں حیرہ فتح ہوا۔ حضرت ابوذرؓ، حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں کہ حضورؐ نے کسریٰ اور قیصر کے ہلاک ہونے کی خبر دی۔ یہ بھی فرمایا کہ ان کے خزانے مالی غنیمت بن جائیں گے اور ان کے بعد

کسریٰ اور قیصر نہیں ہوں گے۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ثابت بن قیس، بن شماس، حضرت رافع بن خدیج، ام ورقہ، عمار بن یاسر، عمران بن بشیر، اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی خبر دے دی تھی اور اس سلسلے میں واقع ہونے والے جہت سے واقعات بتادیئے تھے۔

حضرت عمر، اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے کئی حدیثیں مروی ہیں کہ حضورؐ نے حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں معلومات مہیا فرمادی تھیں جو بعد میں اسی طرح سامنے آئیں۔ بخاری شریف میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرادے گا۔

حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے ہزار ہا معاملات میں پہلے سے خبر دی جو من و عن درست ثابت ہوئی۔ اس سلسلے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک خصائص الکبریٰ فی معجزات النورانی، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ہے۔ جس میں ہزار ہا ایسے واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ اس کے طور پر چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حضورؐ نے شام میں پھیلنے والے طاعون کی خبر دی۔ حضرت زید بن ارقمؓ کے طویل عمر پانے اور ناپینا ہونے کی خبر دی۔ آپؐ نے خبر دی کہ چوتھی صدی میں لوگ بدل جائیں گے۔ آپؐ نے خوارج کی خبر دی، بغداد کی تعمیر کی خبر دی، غرض ٹھہر صادقؐ نے مختلف معاملات میں جو کچھ اپنے نام لیوارفتا کے سامنے فرمادیا۔ وہ درست ثابت ہوا۔ لیکن حضورؐ کے بعد جن کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے بھی اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش میں بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ دیکھنا چاہئے کہ ان پیشگوئیوں کا کیا حال ہوا۔

مسیلہ کذاب نے 7 ربیع الاول 10ھ کو پیشگوئی کی کہ

”محمد ایک مہینے کے بعد فوت ہو جائیں گے اور اسلام کا آفتاب غروب ہو جائے گا اور بے

شک یہ کلام آسان فضل سے نازل ہوا۔“ (میزان الادیان جلد اول، صفحہ 198)

دنیا جانتی ہے کہ حضور محبوبؐ کبریاؐ 12 ربیع الاول 11 ہجری تک اس دنیا میں رونق و زہرے اور مسیلہ کذاب ٹھہرا۔

اسود غسانی نے 27 جمادی الثانی 11 ہجری کو یہ کہا کہ

”اسلام تین سال کے بعد مٹ جائے گا اور میں یہ پیشگوئی خالق ارض و سماء کے حکم سے کر

رہا ہوں۔“ (میزان الادیان جلد اول، صفحہ 196)

کے معلوم نہیں کہ اسلام آج تک موجود ہے۔ سراج نے 5 ذی قعدہ 11 ہجری کو یہ پیشگوئی کی کہ حکومت روم دو سال کے بعد عرب پر غالب آجائے گی اور یہ خیر نسیم آسانی نے پانچوائی ہے۔

(تاریخ ابوالفدا - جلد چہارم صفحہ 211)

اس خبر کا حشر بھی دنیا جانتی ہے۔

المقتع نے 16 اکتوبر 759ء کو پیشگوئی کی کہ ابو مسلم خراسانی دو سال کے بعد یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔ (تاریخ العرب صفحہ 344) تاریخی شواہد سامنے ہیں کہ ابو مسلم خراسانی 2 نومبر 784ء تک زندہ رہا۔

قرمط نے 23 مارچ 968ء کو خبر دی کہ

”دو مہینے کے بعد آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور بے شک یہ ایک

(میزان الادیان جلد اول، صفحہ 218)

عجیب بات ہے۔“

ظاہر ہے کہ یہ خیر جھوٹ نکلی۔

مرزا علی محمد باب نے 15 اپریل 1848ء کو شاہ ایران کے دو سال بعد ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی

لیکن وہ 1856ء تک زندہ رہا۔

مرزا نے 1891ء میں کہا کہ

”عرش اعظم پر محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہو چکا ہے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ

وہ اس دنیا میں ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔“

لیکن ہوا یہ کہ وہ آخر دم تک محمدی بیگم کی زیارت سے محروم ہی رہا۔ اسی طرح اس نے عیسائی پادری

آئتم کی موت کے بارے میں کہا کہ

”وہ 5 دسمبر 1894ء تک مر جائے گا۔“

لیکن وہ زندہ رہا اور عیسائیوں نے اس کا بڑی شان و شوکت سے جلوس نکالا۔ مرزا نے زندگی میں

بہت پیشگوئیاں کیں اور ان کا انجام یہی ہوا۔ لیکن اس نے اپنے بارے میں جو پیشگوئی کی تھی۔ اس کا

حال دیکھئے کہا۔

”بشارت ہوئی کہ عمر اسی سال ہوگی یا اس سے زیادہ۔“

(مواہب الرحمن - از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 21)

لیکن ہوا یہ کہ اڑسٹھ سال کی عمر میں مر گیا۔ 1907ء میں اُس نے اس الہام کا دعویٰ کیا کہ

”میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی 1907ء میں چودہ

مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان

سب کو جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک

میرے اختیار میں ہے۔“ (تبیخ رسالت جلد دوم، صفحہ 132)

لیکن عمر نہ بڑھی اور اللہ نے ”مخالفتین“ ہی کی بات سچ کر دکھائی۔ مرزا مئی 1908ء سے آگے نہ

آوا۔ اس کے باوجود مرزا کا دعویٰ ملاحظہ ہو۔

”میں سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت تعداد اور صفائی سے غیب کا علم حضرت حمل شانہ نے

اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا۔ اگر دنیا میں اس کثرت تعداد اور انکشافات تام

کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تریاق القلوب مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 147)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے لئے ”غیر مستقل نبوت“ گھڑی ہے۔ حالانکہ قرآن و احادیث کی

سے جو شخص وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکہ غیر مستقل نبوت کا کوئی تصور

نہیں ہے۔ لیکن مرزا نے اپنے لئے کبھی غلطی، کبھی بروزی غلطی کی اصطلاح گھڑی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ

وحی الہی شریعت نہیں لائے۔ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کی امتی ہیں۔ اس لئے غلطی نبی ہیں۔

”حضور ﷺ کے بعد (صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ

رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے الگ ہو کر کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص

جو ایک طرف خدا تعالیٰ کی وحی میں امتی قرار پاتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی

رکھا ہے۔ یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نبوت بھی باعث

امتی ہونے کے دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک قسط ہے۔ کوئی مستقل نبوت نہیں۔“

(ضمیمہ برائے ابن احمد یہ حصہ پنجم، مرزا غلام احمد قادیانی طبع اول صفحہ 181)

اسی طرح ”ازالہ ادہام“ میں لکھتا ہے۔

”ہمیں جو کچھ ملتا ہے غلطی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔“ (جلد اول، صفحہ 138)

”چشمہ معرفت“ میں ہے۔

”وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے چراغ سے نور لیتی ہے، وہ ختم

نہیں۔“ (صفحہ 324)

قادیانیوں نے بھی مرزا کی نبوت کو غلطی کہا ہے۔ لیکن اس کا مرتبہ سب انبیاء سے بڑا بتایا ہے۔

”حضرت مسیح موعود (عویہ اللہ علیہ) نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم

ﷺ کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے

آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔“

(الفضل قادیان 29 اپریل 1967ء)

کبھی مرزا اپنی نبوت کو بروزی قرار دیتا ہے۔

”اب بعد اس (خاتم الانبیاء) کے کوئی نبی نہیں مگر، وہی جس پر بروزی طور سے محمدت کی چادر پہنائی گئی ہو۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے، وہ شتم نبوت کا ظلل انداز نہیں۔“ (کشتی نوح، مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 24)

الہدٰی کی 4 ستمبر 1903ء کی اشاعت میں کسی نے مرزا سے پوچھا کہ بروز کسے کہتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ ”جیسے شیشہ میں انسان کی شکل میں آتی ہے۔“ حالانکہ وہ شکل بذات خود الگ قائم ہوتی ہے۔ اس کا نام بروز ہے۔

(ملفوظات۔ جلد ششم۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 122)

مرزا نے اپنی بیویوں کو ”امہات المؤمنین“ قرار دیا، اپنے گھر والوں کو ”اہل بیت“ کہا۔ لوگوں نے مرزا کی زیارت کی انہیں ”صحابہ“ بنایا، اسی قسم کا ایک ”صحابی“ سید سرور شاہ قادیانی کہتا ہے۔ ”بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں ”من یک قطره ز آب لال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔“ لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے۔ ”من لرق بیسی المصطفیٰ فلما عرفنی ومارعای“ کہ جو مجھ میں اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ذرا بھی فرق کرتا ہے۔ اس نے نہ مجھے دیکھا، اور نہ مجھے پہچانا۔“ (اخبار الفضل قادیان، 26 جنوری 1916ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح بتدریج ترقی کی، اس کی طرف توجہ دلائی جائیگی ہے لیکن یہ سمجھ کر مرزا کے مرنے کے بعد ”ارتقاء“ کا یہ عمل جاری نہیں رہا۔ درست نہیں۔ مرزا تو ایک مولوی سے ترقی کی منازل طے کرتے کرتے ظلی، بروزی اور نبی شریعت کے بغیر نبی ہے۔ لیکن اس کے صاحبزادے نے ظلی بروزی والی بیعت بھی اڑادی۔ اس نے اپنے باپ کو ”حقیقی نبی“ قرار دیا۔

”در حقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رُو سے جو نبی ہو، اور نبی کہلانے کا مستحق ہو، تمام کمالات نبوت اُس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں۔ جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں میں حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔“

(القول الفصل، میاں بشیر الدین محمود احمد صفحہ 160)

خود مرزا نے لکھا۔

”یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔“ (اربعین نمبر 4، صفحہ 45-83)

اب مرزا کی وحی یا کسی کے اس پر کئے گئے ”الہامات“ کا ذکر بھی ہو جائے۔ خداوند قدوس نے تو ارحم-

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

ہم نے ہر رسول پر صرف اس کی قوم کی زبان میں وحی نازل کی۔

لیکن مرزا پر کئی زبانوں میں ”وحی“ نازل ہوئی۔ اگرچہ اس نے خود کہا تھا۔

”یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور

زبان میں ہو۔“ (چشمہ معرفت۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 209)

بیشتر ”الہامات“ اس قسم کے ہیں کہ قرآنی آیات میں کچھ تحریف کر کے مرزا والا الہام بن گیا۔ کچھ آیات معنوی لحاظ سے عجیب و غریب ہیں۔ مثلاً۔

”الت بمنزلة ولدی“ (تو مجھ سے بیٹے کی بجائے) اس سوال کے جواب میں کہ اس

الہام کے معنی کیا ہیں، قادیانیوں کا موقف ہے کہ کسی کو ”بیٹے کی بجائے“ کہنا پیار کے اظہار

کے لئے ہوتا ہے۔ ورنہ خود مرزا کہتا ہے کہ خدائوں سے پاک ہے۔ نہ اُس کا کوئی شریک

ہے اور نہ بیٹا ہے۔ لیکن یہ فقراء اس جگہ قبل مجاز اور استعارہ میں ہے۔

(جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات۔ صفحہ 39)

بہر حال مرزا کے خدا نے تو اس کو بیٹے کی بجائے ہی دیا۔

قرآن پاک میں تحریف کرتے ہوئے مرزا کے ”خدا“ نے بعض جگہوں پر زبان غلط کر دی ہے۔

ان نے کہا تھا۔ ”یا آدم اسکن۔“ مرزا کے ”الہام“ میں مخاطب عورت ہو گئی لیکن فعل مذکر ہی رہا۔

”یا مریم اسکن“ (حرف محرانہ۔ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ 324-325)

اور مرزا کا خدا تو کوئی سی زبان بھی صحیح استعمال نہیں کرتا۔ اردو ”الہام“ دیکھئے۔

”بہت سے سلام میرے تیرے پر ہوں“ (حقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 102)

اس پر جو الہامات انگریزی میں نازل ہوئے۔ انکی زبان بھی اتنی ہی غلط ہے جتنی مرزا "پڑھے لکھے" آدمی کی ہونی چاہیے تھی۔ مثلاً دیکھئے حقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 103 انگریزی الہامات کے بارے میں حاشیے میں لکھتا ہے۔

"چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الہی میں ایک سرعت ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا" (حقیقۃ الوحی صفحہ 304)

ایک خط میں اس سلسلے میں شکوہ کرتا ہے کہ "چونکہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ہندو لڑکے سے دریافت کئے مگر قابل اطمینان نہیں۔" (مکتوبات احمدیہ، جلد اول صفحہ 68) اور پھر انگریزی الہامات ہی پر کیا منحصر ہے۔ سنسکرت اور عبرانی وغیرہ میں بھی اس پر یہ عنوان ہوتی رہیں۔ لکھتا ہے۔

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوئے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں ہے۔ جیسے انگریزی، سنسکرت، یا عبرانی وغیرہ" (نزول المسیح صفحہ 57) مرزا کا نام "غلام احمد" تھا۔ لیکن اس کے کئی "الہامات" میں اسے "احمد" کے نام سے پکارا ہے۔ خود اس نے اپنے بارے میں کہا۔

لیکن آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

لیکن وہ خود اس حوالے سے ارتقائی منازل ہی طے کرتا رہا۔ اس نے خود یہ اعلان نہیں کیا کہ۔۔۔ من بعدی اسمہ احمد" کی آیت کے مصداق حضور نور مجسم ﷺ نہیں بلکہ وہ خود ہیں۔ بات تو اس کے بیٹے اور "خلیفہ دوم" نے کہی۔

"اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین بھیرودی) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں بھی یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح

موعود علیہ السلام ہی ہیں۔" (انوار خلافت میاں بشیر الدین محمود احمد۔ صفحہ 61) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے 1915ء کے سالانہ جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کھل کر کہا کہ "اسمہ احمد سے حضور محبوب خدا علیہ الخیرۃ والثناء مراد نہیں ہیں۔"

(الفضل قادیان، 19 اگست، 1916ء) حالانکہ خود مرزا نے 4 نومبر 1900ء کو "اشتہار واجب الاظہار" میں کہا تھا۔

"ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ دوسرا احمد ﷺ۔ اسم احمد اجمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اسم احمد ﷺ کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد ﷺ کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔

(تبلیغ رسالت جلد نهم، مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 91) معلوم ہوا کہ مرزا تو "احمد" حضور ﷺ کا اسم مبارک سمجھتا تھا لیکن اس کا بیٹا اس سے بھی دو قدم کے نکل گیا۔ اس نے واضح طور پر کہا کہ

"احمد حضور ﷺ کا نام نہیں تھا اور "احمد" کے سلسلے میں قرآن میں جو نشانات ہیں حضور ان کے مصداق بھی نہیں ہیں اور نہ ہی حضور ﷺ نے خود یہ فرمایا ہے کہ "اسمہ احمد" والی پیشگوئی میرے بارے میں ہے۔" (الفضل 19 اگست 1916ء)

مرزا نے بھی "خاتم" کے معنی نمبر کہا کہ حضور رسول کریم ﷺ کی مہر کے ذریعے نبوت کی راہ کھولنی تھی۔ ان کے صاحبزادے نے بات کو اور بھی واضح کر دیا۔ 1927ء میں اُس سے سوال کیا گیا کہ

"ہاں، قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔ جب تک بیماری ہے، تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔" (الفضل قادیان 27 فروری، 1927ء)

مرزا نے اپنے آپ کو بہت کچھ بنالیا تھا۔ وہ مسیح موعود بن بیٹھا تھا۔ (حیات طیبہ از عبد القادر، صفحہ 11۔ تاریخ احمدیت جلد سوم، صفحہ 546۔ ترجمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 64۔ وغیرہ)

اس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام، شیث علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام اور حضور ﷺ کا مظہر اتم کہا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 72)

اس نے اپنے آپ کو کرشن بھی قرار دیا (تمہ حقیقہ الوقی صفحہ 85) وہ ”مہدی معبود“ بھی بن گیا (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 169، 170۔ ملفوظات جلد ششم صفحہ 423، وغیرہ) لیکن اس نے کہا مہدی ایک ہی ہونا تھا اور وہ خود اس کی صورت میں ”ہو گیا“۔ 17 جنوری 1903ء کو ایک مقدمے کے سلسلے میں جہلم جیش ہوا تو خدام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا ”مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں۔ مگر مہدی تو بہر حال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وہ میں ہوں۔“ (سیرت المہدی حصہ سوم، صفحہ 169) لیکن ”مطبوعہ مرزا“ کچھ اور کہتا ہے۔ اس کا بیٹا صاحب عادت اس سے کئی ہاتھ آگے نکل کر کہتا ہے۔

”مہدی کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔“ (افضل قادیان 27 فروری 1927ء) دنیا جانتی ہے نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ سچا ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کو تو آپ کے سخت ترین دشمن بھی صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام کے صدق کو کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ جس نبوت کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو۔ جو شخص جھوٹی نبوت کا داعی ہو۔ اس کے کلام میں سچ تلاش کرنا ہی وقوفی ہے۔ لیکن مرزا کے ”سچ“ کی ایک مثال ضرور ملاحظہ فرمائیں لکھا ہے۔

”بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبے کی ہے جو اس کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتاب بعد از کتاب اللہ ہے۔ (شہادت القرآن۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 41) صورت حال یہ ہے کہ بخاری شریف میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

اس مختصر مضمون میں یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جن لوگوں نے دین کے محل میں لگانے کی جسارت کی۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد اپنی نبوت کا کھڑا گ کھڑا کیا۔ انہوں نے اگر شیطان کے زیر اثر کئی لوگوں کو بوجہ اپنے جھگڑے میں پھنسا لیا۔ لیکن ان کا جھوٹ ان کی ایک ایک بات سے، ان کی ایک عبارت سے واضح ہے۔ اب جن لوگوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے لگا دی ہو۔ ان پر احقاق حق اور ابطال باطل کی کسی کوشش کا ثبوت اثر تو ہونے سے رہا۔ مگر ایسے لوگ متلاشیان حق ہیں، انہیں ضرور غور کرنا چاہئے کہ شیطان کے چیلے چائے دین کو کمزور کرنے اور ملت کو پارہ کرنے کی کوششوں میں کس کس طرح مصروف ہیں۔

مقام ہر رضوی
ہاں ماہنامہ ”کنز الایمان“ لاہور

ختم نبوت پر عقلی دلائل

ختم نبوت کے باقی کہتے ہیں کہ نبوت رحمت خداوندی ہے۔ اگر نبوت بند ہو گئی تو رحمت بند ہو گئی۔ رحمت کا ختم ہونا رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ اس لئے اس کو جاری رکھنے کے لئے نبوت جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نبوت سے کہتے ہیں کہ نبوت بہت بڑی رحمت خداوندی ہے۔ ہاں نبوت کی پہلی رحمت آدم علیہ السلام کی صورت میں آئی پھر یہ رحمت کبھی نوح علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ کبھی ابراہیم علیہ السلام کی صورت میں آئی، کبھی داؤد علیہ السلام کی شکل میں، کبھی موسیٰ علیہ السلام کی شکل میں، اور کبھی رحمت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں تشریف لائی۔ لیکن یہ رحمتیں مخصوص مقامات اور مخصوص زمانوں کے لئے تھیں۔ ان میں کوئی رحمت دائمی، ہمہ گیر اور عالمگیر نہ تھی۔ لیکن جب محبوب رب العالمین خاتم النبیین ﷺ اس گلشن ہستی میں آئے تو انہوں نے پوری کائنات کو مخاطب کر کے یہ مژدہ جان فزا سنا دیا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر تمام جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر“

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو رب العزت نے سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی رحمت کا سلسلہ جو ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ اس کا ختم نبوت ﷺ کی عظیم شخصیت پر ختم ہو گیا اور رحمت اپنی تکمیل و معراج کو پہنچ گئی۔ اس کی مزید تکمیل کے لئے اس مثال کو دیکھئے۔ آسمان نبوت خالی پڑا تھا۔ نبوت کا کوئی بھی ستارہ ابھی آسمان نبوت پر نہ تھا۔ نبوت کا پہلا ستارہ آدم علیہ السلام کی صورت میں چمکا۔ پھر نوح علیہ السلام کا ستارہ منور ہوا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا ستارہ صوفشاں ہوا۔ کہیں ہود علیہ السلام کا ستارہ ضیا بار ہوا، کہیں یعقوب علیہ السلام کا ستارہ

جنگ جاکے لگا، کہیں عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ستارہ تابندہ ہوا۔ ستارے آتے رہے اور اپنی اپنی روشنی بکھیرتے رہے۔ حتیٰ کہ آسمان نبوت ان ستاروں سے بھر گیا۔ مگر دنیا میں اجالا نہ ہوا، دن نہ نکلا۔ رات ہی رات تھی۔ پھر فاران کی چوٹیوں سے وہ آفتاب نبوت طلوع ہوا۔ جس کی ضیا بارگاہوں اندھیروں کے سینے چیر دیئے، کفر و شرک کے سائے چھٹ گئے، سحر کا سپیدہ نمودار ہوا اور یہ ظلمت کا نجات بعد نور بن گئی۔ پھر آفتاب نبوت نے اعلان کر دیا کہ اب کسی ستارے سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں۔ پوری دنیا کو روشن کرنے کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں اور میں قیامت کی آخری تک روشن ہوں۔

مندرجہ بالا مثال سے ہر صاحب فہم یہ سمجھ گیا کہ جس طرح آفتاب کی موجودگی میں کسی ستارے سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں اسی طرح خاتم النبیین محمد عربیؐ کی عالمگیر نبوت کی موجودگی میں نبی کی نبوت کی ضرورت نہیں۔

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نبی اکرمؐ کی کامل اطاعت کی وجہ سے نبوت ملی، اس سرور کائناتؐ کی اتباع کا حق ادا کر دیا۔ وہ فتانی الرسول تھا اور وہ نبوت کے راستے پر چلتے چلتے فنا بن گیا۔ (معاذ اللہ)

ان عیاروں، دیکاروں، دفابازوں اور جلسازوں سے کوئی پوچھے کہ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت بلال حبشیؓ، حضرت عبدالرحمن بن حوفؓ، حضرت سلیمان فارسیؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت انسؓ، حضرت عباسؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت جابرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی اشعرؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ ایسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ، بخاریؓ، امام مالکؓ، امام احمد بن حنبلؓ، امام ترمذیؓ، ابن ماجہؓ، طبرانیؓ، ابویہؓ، ابویہؓ، ابن حبانؓ، ابن عساکرؓ، ابن جوزیؓ، حافظ ابن حجرؓ، طحاویؓ، ابویہؓ اور نسائیؓ ایسے محدثینؓ، ابن کثیرؓ، علامہ زبیریؓ، سید محمود آلوسیؓ، بغویؓ، امام رازیؓ، قاضی بیضاویؓ، علامہ جلال الدین سیوطیؓ، قاضی شامیؓ

اور علامہ اسماعیل حقیؓ ایسے مفسرین کتاب، چشتی اجیریؓ، حضرت داتا علیؓ، بابا فریدؓ، شکرؓ، حضرت میاں میرؓ، نظام الدین اولیاءؓ، قطب الدین گیلانیؓ، اور مجدد الف ثانیؓ ایسے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے سرور کائناتؐ کی اطاعت و اتباع نہیں کی۔

اطاعت کی تو تمہارے بنا پستی نمی مرزا قادیانی نے جس نے فرنگی کی گود میں بیٹھ کر نبوت کا ڈرامہ ہمارے دین اسلام کو ارتدادی قبا پہنانے کی ناپاک جسارت کی۔ قرآنی آیات میں تحریف کے جھکڑ بکھڑے، احادیث رسولؐ کو اپنے غارت گر قلم سے مسخ کیا، شعائر اللہ کو ابلیسی بلند وزروں سے کچل دی، اپنی زہریلی زبان سے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ دشمن اسلام فرنگی کی اطاعت کو فرض قرار دے دیا۔ پوری امت مسلمہ کی اعلیٰ پیشانی پر کفر کا شپہ لگا دیا۔

قص ارتداد کے اسیر قادیانیاں تمہارے انگریزی برانڈ نبی کی اطاعت کا یہ عالم کہ وہ عورتوں سے منہ نہ کرنا تھا، افیون کھانا تھا، شراب کے جام لٹا دیتا تھا، بے تحاشا گالیاں بکتا تھا، مریدوں کا چندہ ہڑپ کر کے بیوی کے زیورات بناتا تھا۔ حیا سوز شاعری کرتا تھا، محمدی بیگم سے شادی رچانے کے لئے غلط خط و کتابت کرتا تھا اور مسلمانوں کو رسول رحمتؐ کے دین سے ہٹا کر انہیں مرتد بنا کر جہنم کے گڑھے میں ڈالتا تھا۔ کیا یہی اطاعت ہے؟ کیا یہی اتباع ہے؟ کیا یہی پیروی ہے؟

شرم تم کو مگر نہیں آتی

جھوٹی نبوت کے فریب خوردہ انسانوں! نبوت ایک عطائی اور وہی گوہر ہے۔ کوئی شخص اطاعت، عبادت، ریاضت، محنت اور لیاقت کے ذریعے منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا، اگر نبوت ان صاف کے حصول سے ملتی ہوتی تو ابوبکرؓ کا کون ثانیؓ تھا، عمرؓ کا کون تیسراؓ تھا، عثمانؓ کا کون چوتھاؓ تھا، علیؓ کا کون مقابل تھا اور دیگر صحابہ ان اوصاف میں کتنے ممتاز تھے؟ لیکن ان میں سے کوئی نے دعویٰ نبوت نہ کیا بلکہ ہمیشہ خاتم النبیینؐ کی ختم نبوت کا اعلان اور تحفظ کیا اور اس عقیدہ کی صحت پر ڈاک ڈالنے والوں کی سرکوبی کی اور اس راہ میں کبھی بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

رخ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

کلمہ طیبہ اور دلیل ختم نبوت:

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اس کلمہ طیبہ کے دو حصے ہیں۔

1 لا الہ الا اللہ 2 محمد رسول اللہ

پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہے۔ اور دوسرے حصہ میں خاتم النبیین ﷺ کی حاکمیت نبوت و رسالت کا ذکر ہے۔

پہلے حصہ کے حروف بارہ ہیں۔ اور دوسرے حصہ کے حروف بھی بارہ ہیں۔ پہلے حصہ میں کوئی نقطہ نہیں اور دوسرے حصہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں۔ جو پہلے حصہ کے حروف کی تعداد میں تبدیلی کرے وہ بھی کافر۔ اور دوسرے حصہ کے حروف کی تعداد میں تبدیلی کرے وہ بھی کافر، جو پہلے حصہ میں کوئی نقطہ لگائے وہ بھی کافر۔ جو دوسرے حصہ میں کوئی نقطہ لگائے وہ بھی کافر۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو حکم دینا ہوتا تو ”یا“ جو عربی زبان میں خطاب کے لئے آتا ہے، سے خطاب کر کے اور نبی کا نام لے کر حکم دیا جاتا تھا۔ مثلاً قرآن مجید میں یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ۔ مالک کائنات اپنے بھیجے ہوئے انبیائے کرام سے اس طرح خطاب فرماتے رہے۔ لیکن جب خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے تو سارے قرآن مجید میں تاہم ختم نبوت کو کہیں بھی ”یا محمد“ کہہ کر خطاب نہیں فرمایا۔ بلکہ سید المرسلین کو یا ایہا النبی، یا ایہا الرسول۔ خطاب فرمایا۔ آنحضرت ﷺ سے قبل حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی بھی ”یا ایہا النبی“ اور ”یا ایہا الرسول“ نہیں فرمایا اور اس لئے نہیں فرمایا کہ ان کے بعد نبی اور رسول آئے تھے۔ لیکن جس ذات اقدس کے بعد کوئی اور نبی و رسول پیدا نہیں ہوتا تھا، اسے ”یا ایہا النبی“ اور ”یا ایہا الرسول“ کے خطاب سے نوازا گیا۔ لہذا کلمہ طیبہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ ربوبیت اللہ پر ختم ہے اور نبوت رسالت رسول اللہ پر ختم ہے۔ خدا کے سوا جو خدائی کا دعویٰ کرے وہ فرعون، نمرود اور شداد ہے اور جو اللہ رب مانے وہ مشرک فی الربوبیت ہے۔ اور رسول اللہ کے بعد جو دعویٰ نبوت و رسالت کرے وہ داعی غشی مسیلہ کذاب اور مرزا قادیانی ہے اور جو انہیں نبی مانیں وہ مشرک فی النبوت ہیں۔ دونوں قسم

کیں اپنے جعلی خداؤں اور جعلی نبیوں سمیت جہنمی ہیں۔

تمام نبیوں نے اپنے بعد آنے والے نبیوں کے بارے میں پیش گوئیاں کیں لیکن جب رحمت دو عالم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کسی نئے نبی کے آنے کی پیش گوئی نہ کی بلکہ اعلان فرمایا۔ اے خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہا، خاتم المرسلین نہیں کہ مبادا اس کا مطلب کوئی یوں لے کہ رسالت ختم ہو گئی اور نبوت ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے۔ خاتم النبیین میں ”النبیین“ رسول اور نبی دونوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لہذا آپ کی ذات اقدس نبوت و رسالت دونوں ختم ہو گئیں۔

محسن انسانیت ﷺ اول النبیین بھی ہیں اور آخر النبیین بھی کیونکہ عالم ارواح میں سب سے پہلے حسب نبوت آپ کو عطا کیا گیا اور بعثت میں سب سے آخر ہیں۔

آپ کی ہستی مبارک پر نبوت ختم ہوئی تو نبوت کے سارے کمالات آپ ﷺ پر ختم ہو گئے جملہ کمال کرام کو جزوی طور پر جو کمالات نبوت ملے تھے، وہ آپ کو کلی طور پر عطا کر دیئے گئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ، ید بیضا داری

آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

قانون فطرت ہے کہ ہر چیز کی ایک ابتدا ہوتی ہے اور ایک انتہا، نبوت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہا جناب محمد عربی ﷺ اور انتہا کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہا کرتی۔

بعثت محمدی سے پہلے خدا تک پہنچنے کے بہت سے دروازے تھے۔ یہ آدم علیہ السلام کا دروازہ ہے۔ اس سے داخل ہو جائیے، خدا کا قریب مل جائے گا۔ یہ نوح علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، اللہ تک رسائی ہو جائے گی۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے خدا مل جائے گا۔ یہ یوسف علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، خدا مل جائے گا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا دروازہ ہے، اس سے داخل ہو جائیے، اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے گی۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا دروازہ ہے، مالک سے رابطہ ہو جائے گا۔ لیکن جب بعثت محمدی ﷺ ہو گئی تو یہ سارے چھوٹے چھوٹے دروازے بند کر دیئے گئے اور نبوت محمدی ﷺ کا ”بین گیت“ کھول دیا گیا اور رب ذوالجلال نے یہ اعلان کر دیا اب جو بھی مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ ”بین گیت“ سے گزر کر آتا ہوگا۔

جس طرح ہر مسلمان کا ایک جسمانی باپ ہے، اسی طرح ہر مسلمان کا ایک روحانی باپ ہے۔
کے جوتوں کی خاک کے ذروں پر جسمانی باپ کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ اس روحانی باپ کا نام اسم گرامی
”محمد“ ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے جسمانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنی ماں کی عصمت کے سنبھلنے کو اپنے
ہاتھوں سے غرق کرتا ہے اور اگر کوئی دوسرے روحانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے ایمان کی کشتی کو اپنے
ہاتھوں سے ڈبو دیتا ہے۔ لہذا جس طرح کسی مسلمان کا دوسرا جسمانی باپ نہیں ہو سکتا، اسی طرح
مسلمان کا دوسرا روحانی باپ (محمد) نہیں ہو سکتا۔

تاجدار ختم نبوت ﷺ کی صفت ختم نبوت نے پوری امت کو وحدت کی لڑی میں پرو رکھا ہے۔
اس لڑی کے موتی مؤمنین کہلاتے ہیں۔ ختم نبوت کی وجہ سے آج اسلامی برادری عالمگیر برادری ہے۔
نبوت کی بدولت سب کے رہبر و رہنما محمد عربی ﷺ ہیں۔ ختم نبوت کے طفیل قرآن سب کا امام ہے،
نبوت کی برکت سے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ سب کا کلمہ ہے۔ ختم نبوت کی رحمت سے
بیت اللہ سب کا قبلہ ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا رہتا تو امت چھوٹی چھوٹی کلکیوں میں بٹ جاتی۔ لہذا
رب رحیم نے نبوت کا باب بند کر کے اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کو مبعوث فرما کر اہل دنیا کو بے پایاں رحمت
سے نوازا ہے۔

زمانہ رہتی دنیا تک سائے گا زمانے کو
دروہ ان کا، کلام ان کا، پیام ان کا، قیام ان کا



عقیدہ ۵۔ وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے۔ علم ذاتی اس کا خلاصہ ہے۔ جو شخص علم ذاتی غیب
خواہ شہادت کا غیر خدا کے لئے ثابت کرے گا فرے۔ علم ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل
ہو۔
عقیدہ ۶۔ وہی ہر شے کا خالق ہے ذات ہوں خواہ افعال، سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔
(بہار شریعت)

اور محمد (تو مسلم، سابق قادیانی)

انگریزی نبی

مارکونی نے ریڈیو بنایا۔
نیوٹن نے قوانین حرکت بنائے۔
ایڈیسن نے بلب بنایا۔
گراہم بیل نے ٹیلی فون بنایا۔
رائٹ برادران نے ہوائی جہاز بنایا۔
ارشدیس نے قانون ارشدیس بنایا۔
سر فلیمنگ نے پینسلین بنائی۔
بینکس کلاشکوف نے کلاشکوف بنائی۔
ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کھوٹا ایٹمی پلانٹ بنایا۔
اور۔۔۔۔۔ انگریز نے قادیانی بنائے۔

کولبس نے امریکہ دریافت کیا۔۔۔ اور۔۔۔ فرنگی نے مرزا قادیانی دریافت کیا۔ مرزا قادیانی
عالم کی حکومت کا ایک سیل میں تھا۔ ایک یونس پر موثر تھا۔ ایک تشہیری ایجنٹ تھا۔ وہ انگریزی
صناعات کی تشہیر کا کثیریکٹر تھا۔ وہ انگریزی مصنوعات کو اپنے چھابڑے میں لے کر گاؤں گاؤں، قصبہ
اور شہر گھومتا رہتا۔ اور انگریزی مصنوعات بیچتا۔ اس کے چھابڑے میں کون کون سا مال ہوتا تھا؟
اس کے چھابڑے میں کفر، الحاد، منافقت، زندقہ، ارتداد، جھوٹی نبوت، جھوٹی مجددیت، ولایتی
محدثیت، بنیائیتی مسیحیت، اطاعت انگریز، غلامی ملکہ، قصائد انگریز گورنمنٹ، تردید جہاد، خداری اسلام،
انسانیت، نبوت، توہین رسالت، توہین الوہیت، توہین قرآن، توہین حدیث، توہین اسلام، توہین صحابہ
و ائمہ، توہین اولیاء، توہین مسلمان عالم جیسی اشیاء تھیں۔ مرزا قادیانی اپنے اس زہریلے اور جہنمی چھابڑے
پر اٹھائے آوازیں لگاتا اپنی اشیاء بڑھاتا۔ ان کی تشہیر کرتا۔ جو اس سے سودا خرید لیتا وہ ایمان سے ہاتھ
مٹھاتا۔

آج ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ تم انگریزوں کے خودکاشتہ پودے ہو۔ تو وہ بڑے چڑتے ہیں بدکتے ہیں۔ حالانکہ بین ثبوت موجود ہیں۔ واضح شہادتیں حاضر ہیں۔ کتابیں گواہی دینے کے لیے موجود ہیں۔ الفاظ زندہ ہیں۔ صفحات آن ریکارڈ ہیں۔ پھر بدکتا کیسا؟ پھر چڑتا کیسا۔ صنعت کا صانع فخر ہونا چاہئے۔ حوالوں کے لئے چند آئینے پیش خدمت ہیں جن میں قادیانی سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔

ہوتا ہے ایک ہل میں کھنڈر دل بسا ہوا
پانی بھی مالتا نہیں تیرا ڈسا ہوا

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ رسالے اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی تمام کتابوں کو عرب ممالک اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔“

(تزیان القلوب، صفحہ 25، مصنف مرزا قادیانی)

سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت ”حکومت برطانیہ ہے“

(شہادت القرآن، صفحہ 86، مصنف مرزا قادیانی)

”خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔“ (تزیان القلوب، صفحہ 26، مصنف مرزا قادیانی)

”اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورت الامام، صفحہ 23، مرزا قادیانی)

”صرف یہی انتہا ہے کہ سرکار دولت مدار۔۔۔ اس خودکاشتہ پودا کی نسبت نہایت احترام و احتیاط اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔“

مرزا قادیانی کی درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب، مندرجہ تلخیص رسالت، جلد 7، صفحہ 18، (قادیانی)

”انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔“

(اشتہار مندرجہ ”تلخیص رسالت“ جلد دوم، صفحہ 123، مرزا قادیانی)

”گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور مقاصد پورا کرتے ہیں۔ اور اگر دوسرے ممالک میں تلخیص کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔“ (برکات خلافت، صفحہ 65)

”ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں بیوروں کے نیچے کچل ڈالتا، کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے۔ اور احسان کی بارش سے مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔“

(نور الحق، حصہ اول، صفحہ 4، از مرزا قادیانی)

”پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچا دے۔“

(نور الحق، صفحہ 33، از مرزا قادیانی)

”ہم اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے شکر گزار رہیں۔“ (ازالہ طبع دوم، حاشیہ، صفحہ 57)

”اب رحمت کی طرح خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو دور سے لایا۔ جس کا شکر ہر فرد ہندوستان پر فرض عین سے بھی بڑھ کر فقیہ رکھتا ہے۔“ (ازالہ ادہام، مصنف مرزا قادیانی)

”میں اپنی جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل سمجھتے ہوئے دل کی سچائی سے ان کی اطاعت کریں۔“

(ضرورت الامام، صفحہ 23، مصنف مرزا قادیانی)

”میرے مریدوں کی ایک جماعت تیار ہوئی ہے جو اس گورنمنٹ کے دلی جاں نثار ہیں۔“

(گورنمنٹ کے نام عریضہ "تبلیغ رسالت" جلد 6، صفحہ 65، مرزا قادیانی)

"اس پاک جماعت (فرقہ احمدیہ) کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع و اقسام کے فوائد مقصود ہوں گے۔" (ازالہ اوہام، صفحہ 849-821، مصنف مرزا قادیانی)

"اور میں گورنمنٹ (برطانیہ) کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کروں ہوں جو آذ سے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی۔"

(الہامی قاتل نمبر 1، جلد 18، صفحہ 8)

"غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کرے اور موردِ مہر و مہرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علم و ادب بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے واعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادیئے ہیں۔" (تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، مصنف مرزا قادیانی)

"میں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔"

(اشتہار مرزا قادیانی، مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد ہفتم، صفحہ 5)

"بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ان کے میں گزارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔"

(بیان مرزا قادیانی مندرجہ "ملفوظات احمدیہ" جلد اول، صفحہ 16)

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

(اشتہار مرزا قادیانی، مرزا 22 مارچ، 1897ء)

"یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا گھناؤنا گھاناں ہے۔ ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کے لئے دائب نہیں رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں کافر ہوا اور مردِ مخمّر یکے ہو۔"

("تبلیغ رسالت" جلد دہم، صفحہ 132، مصنف مرزا قادیانی)

"جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضرور ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو (اپنی حمایت و نصرت سے) قائم رکھا جائے۔"

("الفضل قادیان" 3 جنوری 1945ء بیان مرزا بشیر الدین ٹھو)

مندرجہ بالا تحریرات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو مرزا قادیانی کہیں اپنے باپ، دادا کی مسلمانوں سے ہیں اور انگریزوں سے وفادار ہوں پر نازاں نظر آتا ہے۔ کہیں خود کو انگریز کا خود کاشٹ پودا لکھ کر خوشی محسوس کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں فرنگی کی حمایت و تائید میں کتابیں لکھ کر انہیں بیرونی ممالک میں بھیج کر ان کی عظمت پر فخر کرنا نظر آتا ہے۔ کہیں ملکہ کے گلے کا تعویذ بن کر لکھ رہا ہے۔ کہیں انگریزی سلطنت کی خدمت کے لئے خون بہا دینے کا اعلان کر کے اپنی بہادری و شجاعت کی خود ساختہ تاریخ رقم کر رہا ہے اور کہیں انگریزی حکومت کے تحفظ کے لئے اپنے چیلے چائٹوں کی فوج تیار کر کے دربار فرنگی میں اپنی قیمت بڑھانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ ہم تو اس جنگ دین و ملت کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں۔

ہلاکت آفریں اس کی ہر ایک بات

عبارت کیا، اشارت کیا ادا کیا

قادیانیوں کی یہ ضمیر فروشی، وطن فروشی، ایمان فروشی، غیرت فروشی، اور قوم فروشی کس لئے تھی؟ اس لئے کہ قادیانیت اور فرنگیت ایک ہی چیز کے دو نام تھے۔ دونوں کا کام ایک تھا۔ دونوں کا سوا ایک ہی مقصد تھا۔ ان کی منزل ایک تھی اور وہ تھی کراۃ ارض سے اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ۔

ان میں سے ایک سفاک قاتل تھا، دوسرا اس کی تیغ بھاء، ایک ستم گر تیر انداز تھا دوسرا زہر میں بھجا حلیو، ایک زہر ساز تھا دوسرا زہر فروش، ایک سانپ تھا دوسرا اس کو پالنے والا، المختصر ایک چور اور چورچروکی ماں کی ماں میں کتنا گہرا تعلق تھا، وہ چور کے اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے۔

"دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ ان کو حضرت مسیح موعود ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ، گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف، گورنمنٹ کی ترقی اپنی ترقی، گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہئے۔"

(بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 4، نمبر 6، مورخہ 6 مارچ 1917ء)

محترم قارئین! سوال اٹھتا ہے کہ انگریز نے یہ جھبٹ پودا کیوں لگایا؟ اس کی آبیاری اور انتہائی نگہداشت کیوں کی؟ جواباً عرض ہے۔۔۔ تاکہ۔۔۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی جگہ مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت چلائی جائے۔

اسلام کی رفیع الشان عمارت کو مسمار کر کے اس کے کھنڈرات پر قصر قادیانیت تعمیر کیا جائے۔

شجر اسلام کو قادیانی چوہوں کے نوکیلے اور ٹیکھے دانٹوں سے کترایا جائے۔

مسلمانوں کو اسلام کی بجائے قادیانیت کی حجت کے نیچے لایا جائے۔

مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے۔

ہندوستان میں اسلامی اور آزادی کی تحریکوں کو کچلا جاسکے۔

مسلمانوں کو کفر سے برسر پیکار ہونے کی بجائے آپس کی سر پھٹول میں مصروف کیا جائے۔

مختلف فرقوں کو دوست و گریباں کیا جائے۔ اور مزید نئے نئے فرقے بنائے جائیں۔

ممانعت جہاد کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

ہندوستان میں توہین رسالت کی فضا پیدا کی جائے۔

دنیا کے مختلف مسلمان ممالک میں قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کر کے حکومت کے اہم عہدوں

بٹھایا جائے۔ اور ان کی جاسوسی سے اہم ملکی راز حاصل کئے جائیں۔

نومسلموں کو اسلام کے نام پر قادیانیت کی دعوت دی جائے اور انہیں مسلمان کے نام

قادیانی بنایا جائے۔

پوری دنیا میں اسلام کی نمائندگی قادیانیت کے سپرد کی جائے۔

اے قوم حجاز! آج بھی عالمی کفر اور قادیانی اپنے ان اہداف پر بھرپور کام کر رہے ہیں۔ اور ان

منزل حاصل کرنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ ان کا حصول منزل کیا ہے؟ اس کے تصور سے ہی جسم

الٹتا ہے اور روح کانپ کانپ جاتی ہے۔

رسول رحمت علیہ السلام کے امتیاء میں نے ساری تشویش ناک صورت حال تمہارے سامنے رکھ

ہے اور اس پر تمہاری تشویش اور تڑپ دیکھنا چاہتا ہوں۔

تری آکھ کو آزمانا پڑا

مجھے قصہ غم سنانا پڑا



محمد بن عبد اللہ

اسلام کا بدترین مجرم

بد گفتار، لختی سردار، ہرزہ سرائی میں منہ زور، نبوت کا چور، جھوٹ کا مجسمہ انگریز کے بوٹ کا تمغہ،

مہاشات کا بندہ، سوچ کا گندہ، عادات ذلیل فطرت رزیل، بد شکل کو تاہ عقل، مکروہ خدو خال بے ڈھنگی

کا ایک آنکھ سے کاناکہ میں سیانا، دل سیاہ ضمیر شاہ، فرنگی کا غلام، دشمن خیر الانام، گالیوں کی برسات

کا سیاہ رات، ایمان کا شکاری در انگریز کا بھکاری، دولت کا حریص منافقت کا سر بیض، اخلاق کا

سراپا باطل، تنگ شرافت لائق حقارت، فتنہ ساز نو سر باز، علامت فساد منکر جہاد، کلیسا کا پجاری ملک

فتے داری، امام و جل و تلکس باعث فخر اہلس، پیشوائے مرتدین، رہنمائے زندیقین، منکر حدیث

و انجیل، غدار ابن غدار، انگریز کا زلہ خوار، کافر کبیر زلف ملکہ و کٹوریہ کا امیر، مسیلمہ کذاب کا ترجمان،

دھنسی کا نشان کفر کی برہان شیطان کی پہچان، دشمن قرآن بانی فتنہ قادیان، شخصیت بڑی شیطانی ہے،

مرزا قادیان احمد قادیانی ہے۔

یہ تنگ انسانیت بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک ہمسامندہ گاؤں

کا "ان" میں پیدا ہوا۔ اس کے بیٹے بشیر احمد نے اپنی کتاب "سیرت المہدی" میں اس کی تاریخ

1836ء لکھی ہے۔ مرزا قادیانی کی ماں کا نام چارغ بی بی عرف کھسیتی تھا۔ باپ کا نام غلام

محمد دادا کا نام عطا محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا۔ مرزا قادیانی کو بچپن میں دسویں اور سندھی کے ناموں

کی پکارا جاتا تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر مکتب بھیجا گیا لیکن تعلیم حاصل کرنے کا ذوق و شوق

نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر مکتب میں کان پکڑا کر اس کی پٹائی کی جاتی۔ آخر تعلیم ادھوری چھوڑی اور چند

کالم پڑھ کر مکتب سے بھاگ اٹھا۔ پھر ادھر ادھر آوارہ گردی میں وقت ضائع کرتا رہا۔ والدین اپنے

دلی دبا کار بیٹے کے ہاتھوں بڑے تنگ تھے۔ آخر گھر کی جھڑکیوں سے تنگ آ کر مسٹر قادیانی گھر سے

نکل کر گھڑا ہوا اور قادیان سے سیالکوٹ آ گیا اور یہاں ایک دوست کی سفارش پر سیالکوٹ کی کچھری میں

رہنے لگا۔ وہاں پر بطور مٹھی ملازم ہو گیا۔ اسی حقیقت کی منظر کشی کرتے ہوئے مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا

محمد لکھتا ہے۔

”اور ایسا ہوا کہ ان دنوں میں آپ گھر والوں کے طعنوں کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے قادیان سے باہر چلے گئے اور سیالکوٹ جا کر رہائش اختیار کر لی اور گزارہ کے لئے ضلع کچہری میں ملازمت بھی کر لی۔“ (تحدہ شہزادہ ولیز صفحہ 341، بحوالہ رئیس قادیان)

سیرت الہدی کے مطابق مرزا قادیانی کی سیالکوٹ کی پکھری کی مدت ملازمت 1864ء ہے۔ دوران ملازمت فرنگی کوتا دیاں کے اس مٹھی کی صورت میں مسئلہ کذاب کے گلے کا موٹی مل گیا۔ اس مقصد کے لئے انگریز ڈپٹی کمشنر کے توسط سے مسیحی مشن کے ایک اور ذمہ دار شخص اس سے ڈی سی آفس میں ملاقات کی۔ گویا یہ انٹرویو تو تھا مسیحی مشن کا۔ یہ فرد انگلیز روانہ ہو گیا اور قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان پہنچ گیا۔ باپ نے کہا تو کرنی کی فکر کرو۔ جواب دیا کہ میں نوکر ہو گیا اور پھر بغیر مرسل کے پتہ کے مٹی آرڈر ملنے شروع ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو ہوا دینا ہی مقصد نہیں تھا، اشتہار بازی اور کفر و ارتداد پر مبنی تصانیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

انگریز نے ا۔ پے ”ریموٹ کنٹرول“ کو بتدریج ترقی دینا شروع کی اس نے اپنے ملازم نمبر، طرح ترقی دکن اس طرح وہ اپنے دیگر دنیاوی ملازمین کو اپنے وضع کردہ قوانین کے تحت عنایت کرتا تھا مثلاً سب سے پہلے کانسٹیبل..... حوالدار..... اے ایس آئی..... سب انسپکٹر..... ڈی ایس پی..... ایس پی..... ایس ایس پی..... ڈی آئی جی یعنی انسپکٹر جنرل۔ ہم خبر رکھانے والے اور املاک پینے والے فرنگی نے بالکل ایسے ہی اپنے خود ساختہ نمبر کو پروموشن دی۔ عالم بنایا..... منظر بنایا مصنف بنایا..... محدث بنایا..... مہدی بنایا..... مثیل مسیح بنایا..... مسیح بنایا..... ظلی طور پر محمد رسول بنایا..... عین محمد بنایا اور آخر اسلام سے بغض و عناد اور نفرت و دشمنی کی انتہا کرتے ہوئے اسے محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی افضل بنادیا۔ معاذ اللہ۔

یہ الگ بات ہے کہ بنانے والا بھی کافر تھا اور بننے والا بھی کافر و مرتد حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے خدا کا دعویٰ بھی کر دیا۔ قادیانی مرزا قادیانی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا تے ہیں اسے نبوت پر بٹھاتے ہیں۔ پوری دنیا میں اس کا تعارف خدا کے انتہائی برگزیدہ بندے کی حیثیت سے کر دیا ہے اسے کردار کا آفتاب اور گفتار کا مانتاب کہتے ہیں۔ ان کے بقول وہ علم و حکمت کا بحر بیکراں ہے شرافت اس پہ نازاں ہے۔ صداقت اس کے قدموں میں بچھ بچھ جاتی ہے۔ روحانیت اس کی عظمت جب تک جسک کر سلام عرض کرتی ہے۔ انسانیت اس کی شخصیت پر خمیں و آفرین کے پھول نچا رہی ہے۔ غرض کہ وہ دین و ملت کا محسن اعظم ہے۔ لیکن ہم جھوٹ کے اس پہاڑ کو سچائی کی ٹھوک سے اڑا دیتے ہیں یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ بدخلصت اس فرش خاکی پہ جنم لینے والا بدترین انسان تھا جس کے

شیطان کی حکمرانی تھی۔ جس کا دماغ ابلیسی سازشوں کا ہیڈ کوارٹر تھا اور جس کا دل کفر و ارتداد کا گھر تھا۔ جس کا باطن قبر کی تاریکی سے زیادہ کالا تھا اور جس کی زبان گالیوں اور گستاخیوں کی گنجینہ تھی۔ یہ مخض شراب وانیون کا رسیا تھا۔ زنا جیسے فعل شنیع کا عادی تھا۔ بے غیرت و بے حیا تھا۔ جسے مطلق اور مخبوط الحواس تھا۔ جھوٹ بولنا اور فراڈ کے ذریعہ لوگوں سے رقم حاصل کرنا اس کی سرشت کا اصل تھا۔ چور اور لیرا تھا۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کا غدار اور یہودی و نصاریٰ کا پالتو تھا۔ اس کی زبان دھوکے دہی نبوت اور جہاد کے حرام ہونے کا اعلان کیا۔ ہم آپ کے سامنے اس مجرم اسلام کی شخصیت کو کھینچ رہے ہیں اور پھر فکر و تدبیر کی دعوت دیتے ہیں اور قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ یہ تمہاری ہی باتوں کے حوالہ جات ہیں اور اگر کسی قادیانی مائی کے لال میں جرأت و ہمت ہے تو جواب دے۔

شرابی:

مرزا قادیانی شراب کا رسیا تھا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مشروب جو اس کے آقا انگریز کا من یہ وہ ہو انگریز کی نبی اسے چھوڑ دے۔ کذاب قادیان اپنے ایک چہیتے مرید حکیم محمد حسین کو ایک خط لکھتا ہے۔

”محی خوکیم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھجوا جاتا ہے۔ آپ اشیائے خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومرکی دوکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام“

(خطوط امام بنام غلام صفحہ 5)

سودائے مرزا کے حاشیہ پر حکیم محمد علی پربل طیبہ کالج امرتسر لکھتے ہیں۔

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومرکی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومرکی دوکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ہے۔ ”ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے، جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ساڑھے پانچ روپے ہے۔“

(21 دسمبر 1929ء سودائے مرزا صفحہ 39 حاشیہ)

افیمی:

”حضرت مسیح موعود نے تریاق الہی واد خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک

بڑا جزائون تھا اور یہ دو کسی قدر اور انہوں کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔“

(مضمون میاں محمود احمد۔ اخبار الفضل جلد 17، نمبر 4، مورخہ 19 جولائی 1929ء)

یہ حیا:

”اگر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ:

حضرت ام المؤمنین (نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا قادیانی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسالا بھانوی تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دہانے بیٹھی، چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دہاتی تھی۔ اس لئے اسے پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو وہ دہا رہی ہے وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پٹنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ ”بھانوی! آج بڑی سردی ہے۔“ بھانوی کہنے لگی ہاں جی تدے تے تہاڑیاں لٹاں لکڑی واگھوں ہویاں میں۔“ (جسبی تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں) خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانوی کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں غالباً یہ جتنا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد 3، صفحہ 210، مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

رات کا وقت، کمرے میں تنہائی، غیر محرم عورت کا ٹانگیں دہانا، اور ٹانگیں دہانے کے دوران قادیانی کا یہ کہنا ”بھانوی! آج بڑی سردی ہے۔“ ساری تصویر آنکھوں کے سامنے گھومتی لگتی ہے۔

یہ غیرت:

مرزا قادیانی اس قدر پرلے درجے کا بے غیرت تھا کہ اس نے اپنی پیدائش کے واقعہ کو بھی اہم قلم سے لکھا ہے۔ اس شرمناک واقعہ میں جہاں اس نے اپنی غیرت کی دھجیاں بکھیریں ہیں وہیں اس کی عصمت کی چادر کو بھی اپنے غلیظ ہاتھوں سے تار تار کیا ہے۔ اس تک انسانیت کے آوارہ قلم آوارگی اور بے حیثی ملاحظہ ہو۔

”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرا سر اس کے پاؤں میں تھا۔“

(تریاق القلوب، صفحہ 379، مصنفہ مرزا قادیانی)

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

السی:

لکھئے ”آج بڑی سردی ہے“ کا معمل حل ہو گیا جب اپنے ہی دل جلے مرید نے چپے ہوئے بوڑھے مرزا قادیانی کی نام نہاد پارسائی کا شیشہ چکنا چور کر دیا۔ میاں محمود احمد نے اپنے خطبہ میں لاہوری کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک خط جس میں اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل، مورخہ 31 اگست 1938ء)

مرزا قادیانی کے زانی ہونے کے ثبوت میں اور بھی شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن ہم گندگی کو سرید تعفن پھیلاتا نہیں چاہتے۔ مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا ہے۔

نبوت بھی رسیلی ہے، پیہر بھی رسیلا ہے

الغیر:

”ہمایاں کے ایک رئیس کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ مرزا صاحب کے خواص سے دعا کی سفارش کرائی۔ ان کو جواب دیا کہ محض رسی طور پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے سے دعا نہیں ہوتی۔ دو انہیں ہونی ضروری ہیں۔ گھر تعلق ہو یا دینی خدمت۔ رئیس سے کہو کہ ایک لاکھ روپیہ دے تو ہم دعا کریں گے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کو ضرور لڑکا دے گا۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 257، مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

اور فروش تو دیکھے ہیں لیکن دعا فروش پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہیں۔ (مؤلف)

دور:

”ہاں کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود

تمہارے دادا کی پنشن مبلغ 700 روپے وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھرا واپس نہیں آئے۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 34، مصنفہ مرزا بشیر احمد بن مرزا قادیان)

قارئین! ذرا غور فرمائیے یہ واقعہ مرزا قادیانی کی جوانی کا ہے اور جوانی میں انسان عقلی طور پر جوان ہوتا ہے۔ مرزا امام الدین، مرزا قادیانی سے رقم لے کر بھاگا نہیں بلکہ دونوں مجھ سے ملے رہے۔ دونوں نے 700 روپے کی خطیر رقم جو آج کل کے سات لاکھ سے بھی زائد بنتی ہے خوب خرچ لے کر اڑائی۔ پھر جب رقم ختم ہو گئی تو مرزا قادیانی کو گھریا دیا لیکن ساتھ ہی جب باپ کا جوتا یاد بجائے گھر آنے کے گھر سے بھاگ گیا۔ پوری کہانی کو اگر بنظر غائر دیکھیں تو امام الدین ایک فرضی کھیل نظر آتا ہے۔ اور ساری ہیرا پھیری اور کارستانی مرزا قادیانی کی نظر آتی ہے۔ کیا مرزا قادیانی عین جادو میں ایسا اوتھا جو امام الدین کے اشاروں پر ناچتا رہا؟ کیا مرزا قادیانی ایسا بھولا بھالا تھا کہ امام الدین کو کوئی دن جدھر چاہتا تھا پھراتا رہا؟

رشوت خور:

رشوت کسی بھی معاشرے کی بدترین لعنت ہے۔ ہر معاشرے کی اخلاقی اقدار کو پامال کر دیتی ہے۔ مرزا قادیانی بھی پکار رشوت خور تھا اور اس میں یہ برائی بدرجہ اتم موجود تھی۔ مرزا احمد علی شیشی کتاب دلیل العرفان میں لکھتے ہیں کہ

”شیشی غلام احمد امرتسری نے اپنے رسالہ ”کراج آسمانی“ کے راز ہائے پنهانی میں لکھا تھا کہ مرزا نے زمانہ محرمی میں خوب رشوتیں لیں۔ یہ رسالہ مرزا کی وفات سے آٹھ سال پہلے 1900ء میں شائع ہو گیا تھا مرزا قادیانی نے اس کی تردید نہیں کی۔ اسی طرح مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مناظرہ روپڑ میں جو 21-22 مارچ 1932ء میں ہوا، ہزار ہا کے مجمع میں بیان کیا کہ مرزا صاحب نے سیالکوٹ کی نوکری میں رشوت ستانی سے خوب ہاتھ رنگے اور یہ سیالکوٹ ہی کی ناجائز کمائی تھی جس سے مرزا صاحب نے چار ہزار روپیہ کا زیور اپنی دوسری بیگم کو ہوا کر دیا۔“

(ردودا مناظرہ روپڑ، مطبوعہ کشن سٹیم پریس جالندھر صفحہ 4)

رشوت خوری کا ایک نرالا اور اچھوتا اور ماؤرن انداز بھی ملاحظہ ہو۔

”ہمارے نانا فضل دین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کچھری سے واپس آتے تو چمکدہ آپ اہلہد تھے مقدسے والے زمیندار ان کے مکان تک پیچھے آ جاتے۔“ (یا مرزا قادیانی خود لے آتا۔ مؤلف)

محبوط الحواس:

”ایک دفعہ مرزا صاحب اور سید محمد علی شاہ تلاش روزگار کے خیال سے قادیان سے چلے۔ قادیان کے قریب ایک تالے سے گذرتے ہوئے مرزا صاحب کی جوتی کا ایک پاؤں نکل گیا مگر اس وقت تک انہیں معلوم نہ ہوا جب تک وہاں سے بہت دور جا کے یاد نہیں آیا۔ (انہوں کی کچھ زیادہ ہی مقدار کھالی ہوگی۔ مؤلف)

(حیات النبی جلد 1، صفحہ 58، از یعقوب علی قادیانی)

بد زبان:

دجال قادیان کی بدزبانی، غلیظ اور گندی گفتگو کے چند نمونے قارئین کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ ”بھولے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جالوں کے روپر تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا جوت دے کہ جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے۔ وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔“ (حیات احمد جلد اول نمبر 3، صفحہ 25)

”آریوں کا پریشر (خدا) ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 116)

”خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔“

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 13، مصنفہ مرزا قادیانی)

کذاب:

دجال قادیان کے رگ وریشے میں جھوٹ رچا بسا تھا۔ یہ مجسمہ جھوٹ ساری زندگی بڑی ڈھنائی سے جھوٹ بولتا رہا ہزاروں صفحے جھوٹ لکھ لکھ کر سیاہ کر دیئے۔ مرزا قادیانی کی ہر کتاب کذب و افتراء کا مجموعہ ہے ہم بطور نمونہ مرزا قادیانی کا صرف ایک ایسا جھوٹ پیش کرتے ہیں جو آج بھی اس کی مرقہ پر موجود ہے جو تے مار مار کر اس کی ہڈیاں پختا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو ”ہم مکہ میں مریم کے یاد میں“

(تذکرہ صفحہ 536، از مرزا قادیانی)

لیکن مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو برائڈ رتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ کے ٹٹی خانہ میں اس کی پرتھن لاش ہڈریٹرین قادیان پہنچائی گئی اور خاک قادیان کے گندے خیر سے اٹھنے والا یہ پرداز خاک قادیان کی مٹی میں ہی دیا دیا گیا۔ کہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور کہاں قادیان کی گندی کے کنارے ریٹنگے والا یہ کرم فلاظت!

گندہ:

”پائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو پاخانہ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مگر پاخانہ کے واسطے کوٹھے کے اوپر اور جگہیں بھی تھیں۔ پس اس نیچے والے کمرے کو حضور نے صاف کرایا اور اسے خوب دھویا گیا اور اس میں فرش کیا گیا اور دوپہر کے وقت دو یا تین گھنٹے کے قریب حضور بالکل علیحدہ اندر سے کنڈی لگا کر اس میں بیٹھے رہتے تھے۔“

(ذکر حبیب صفحہ 34، از مفتی محمد صادق)

اور بھی کمرے موجود ہیں لیکن نبی افرنگ نے اپنے لئے ”ٹٹی خانہ“ کا انتخاب کیا۔ اندر سے کمرہ بند اور کمرے میں مرزا قادیانی تین تین گھنٹے بند کیونکہ روح کو سرور آتا ہوگا۔ جس طرح مچھلی پانی میں شاداں و فرجاں ہوتی ہے اسی طرح مرزا قادیانی بھی ”ٹٹی خانہ“ میں مسرت و فرحت محسوس کرتا ہوگا۔ خانہ سے اتنی عقیدت کہ زندگی کے آخری سانس بھی وہیں لینے پسند کئے۔ (مؤلف)

نالائق:

”چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔“ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 138، بشیر احمد قادیانی)

جب نبی قیل ہونے لگے تو امتیوں کا کیا بنے گا؟ مزید سنیے۔

”ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود جب کوئی قلم لکھتے اور ایسے موقع پر کسی اردو لفظ کی تحقیق منظور ہوتی تو بسا اوقات حضرت ام المؤمنین سے اس کی بابت پوچھتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد 3، صفحہ 7، مصنفہ بشر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

دعویٰ نبوت کا اور شاگردی بیگم کی۔ کیا شان ہے تیری اسے قادیانی نبوت۔ (مؤلف)

ہاتر العقل:

”بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگاہی (جوتا) ہدیہ لاتا تو آپ بسا اوقات ایساں پاؤں پائیں میں ڈال لیتے تھے۔ اور بایاں پاؤں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیکھی جوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا۔ ہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی نکلے وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 58، مصنفہ بشر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

ساش بین:

مرزا قادیانی کا نام نہاد صحابی مفتی محمد صادق قادیانی بیان کرتا ہے۔

”ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ شتم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح مفتی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات کو تھیر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔“

(ذکر حبیب صفحہ 18، مصنفہ مفتی محمد صادق)

اس دین کے کیا کہنے جس میں نبی بھی تھیر میں اور صحابی بھی تھیر میں۔ (مؤلف)

لال:

”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ

جب میاں ظفر احمد کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی تو حضرت نے کہا کہ ہمارے گھر دو لڑکیاں رہتی ہیں میں ان کو لاتا ہوں۔ آپ جس کو پسند کریں نکاح کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور نے ان دونوں لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا۔ پھر اندر آ کر (میاں ظفر احمد) سے کہا کہ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں ظفر احمد نے دیکھ لیا تو لڑکیاں چلی گئیں اور حضرت صاحب نے پوچھا بتاؤ کون پسند ہے۔ انہوں نے کہا کہ لمبے منہ والی تو حضرت نے فرمایا ہمارے خیال میں گول منہ والی اچھی ہے۔ پھر فرمایا لمبے منہ والی کا چہرہ بیماری وغیرہ کے بعد بد نما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول، صفحہ 259، مصنفہ بشر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

یہ خود دو شیزائیں کون تھیں؟ ان کے والدین کہاں تھے؟ بیٹیوں کے رشتے نا طے تو ہمیشہ والدین کرتے ہیں لیکن یہاں سب کچھ مرزا قادیانی کے ہاتھ میں ہے کیا وہ ان بھی درجنوں لڑکیاں انھیں اور مرزا قادیانی عورتوں کا کاروبار کرتا تھا؟ مرید بے مراد کی بیوی داغ مفارقت دیتی ہے۔ قادیانی فوراً وہاں پہنچتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ تیری ضرورت میرے پاس ہے۔ دو لڑکیاں لاتا۔ لڑکیاں انتخاب کے لئے کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ ورائٹی دکھاتا ہے۔ ایک لمبے منہ والی دوسری گول والی۔ پھر ایک شاطرہ رو کا عمار کی طرح گاہک کو گھیرنے کے لئے کہتا ہے۔ پسند کرو۔ پھر ایک فلاسٹک طرح لمبے منہ اور گول منہ پر بحث کرتا ہے اور گول چہرہ کے حق میں دلائل دیتا ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مرزا قادیانی نے گھر میں ”میرج سنٹر“ کھول دیا تھا۔ لڑکیاں بہلا پھسلا کر یا اغوا کر کے لائی جاتی تھیں اور پھر نو جوان لڑکوں سے ان کی شادیاں کروا کر دلالی کی بھاری رقم حاصل کرتا تھا۔ خود سوچئے کہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کا ایک لاکھ روپیہ مطالبہ کرتا ہے۔ وہ اتنی محنت و مشقت والا کام مفت میں کرے۔ (مؤلف)

بے غیرت خاوند:

”بیوی صاحبہ مرزا جی کے مریدوں کو ساتھ لے کر لاہور وغیرہ سے کپڑے بھی خود ہی خرید لایا کرتی تھیں۔“ (کشف الظنون مرتبہ ڈاکٹر بشارت احمد لاہور صفحہ 88)

سچائی امت میں غیرت پیدا کرتا ہے لیکن نبی قادیان کے گھر پر بے غیرتی کا جھنڈا لہرا رہا ہے شرافت سر پیٹ رہی ہے اور حیا منہ چھپائے بیٹھی ہے۔

توجہ فرمائیے! مرزا قادیانی کی جوان بیوی جو اسے بڑھاپے میں ملی مریدوں کے ساتھ شہلی جی جاری ہے۔ گاڑی میں سوار ہو رہی ہے۔ قادیان سے لاہور آ رہی ہے۔ خاصا طویل سفر ہے۔ رات میں کھانے پینے کی احتیاج ہے۔ لاہور آ گیا ہے۔ تانگہ میں سوار ہو کر بازاروں میں جاری ہے۔ مریدوں کی معیت میں شاہنگ ہو رہی ہے۔ معلوم نہیں واپسی ایک دن میں ہے یا چار دن میں۔ اگر ایک دن سے زیادہ ہے تو رات کہاں ٹھہرتی ہے۔ پھر واپسی ہوتی ہے۔ رن مرید خاوند سر چڑھی ہوئی استقبال کرنے کے لئے سراپا انتظار بنے سر کے بل کھڑا ہے۔ ایسا وہی کر سکتا ہے جس کی غیرت نے کہن مہین لیا ہو اور جس کی حیثیت لاش بن چکی ہو۔

جی ہاں! خاتم النبیین ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے کی ناپاک جسارت کرنے والوں پر خدا کی پوری اسی طرح پڑتی ہے اور رب ذوالجلال ان کے ذہنوں سے عزت و غیرت کا مفہوم جھین لیتا ہے۔ (مؤلف)

باغی جہاد:

سات سمندر پار سے آیا ہوا فرنگی ہندوستان پر قابض ہو گیا تھا۔ لیکن باغیرت اسلامیان ہند نے اس کی غلامی کا طوق پہننے سے انکار کر دیا۔ فرنگی کے خلاف جب بھی کوئی مرد قلندر نعرہ جہاد بلند کرتا تو کفن اور مجاہدین میدان کارزار میں کود پڑتے اور اپنے خون نایاب سے جرأت و شجاعت کی ایک رخشندہ طرح رقم کر جاتے۔ سفید چمڑی اور کالے دل والے انگریز نے مسند رسول ﷺ پر بیٹھنے والوں کو درختوں سے لٹکا کر پھانسیاں دیں۔ سر بازار داڑھیاں موڑ کر سنت محمد کریم ﷺ کا مذاق اڑایا۔ برف کے بلاکوں پر اندھ کران کی موت کا قرض دیکھا گیا۔ دہکتے ہوئے انکاروں پر لٹکا کران کی چرلی پھسلنے کا بول ٹاک کر دیا گیا۔ جیلوں میں بھوکا رکھ کر تڑپا تڑپا کر مارا گیا اور لاشوں کو سور کی کھال میں سی کر پیش کیا گیا لیکن شہیدان اسلام کے جسموں کے ریشے ریشے اور خون کے قطرے قطرے سے الجہاد کی صدا نہیں بلند ہوتی تھیں لیکن اس وقت نبی افرنگ دہلیز فرنگی پر بیٹھا اپنے پھٹے ہوئے منہ اور لہجہ ادبی زبان سے تنبیخ جہاد کے لئے الاپ رہا ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے جہاد منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
لعنت صد لعنت بر پدرا فرنگ۔ (مؤلف)

(اعلان مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نمبر 49، مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

انگریزی نبی کی ایک اور خدمت انگریز ملاحظہ ہو۔

”میری زندگی کا اکثر حصہ اس سلطنت کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ انکشی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“ (ترویقات القلوب صفحہ 15، مصنفہ مرزا قادیانی)

انگریز کا بیچہ جمورا:

فرزند ان اسلام انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے۔ لیکن انگریزی بچہ اور اپنے آقا کے اقتدار کے استحکام کے لئے ڈوب ڈوب کر دعائیں کر رہا تھا۔ ملاحظہ کیجئے۔

”اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محنت ملکہ معظفہ قیصرہ ہند کو عمر دراز دے

کہ ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ قیصرہ اور قیصرہ قیصرہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرمادے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے شرف فرمادے گی۔“

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست عریفہ خاکسار غلام احمد قادیان المرقوم 27 ستمبر 1899ء مندرجہ بالا تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

آوارہ شاعر:

انگریزی نبی پر شاعری کا بھی بھوت سوار تھا لیکن اس کی طبیعت کے عین مطابق اس کی شاعری بھی حیا سوز اور فحاشی کا مظہر تھی۔ طائفہ قادیانیت سے پر زور التماس ہے کہ وہ صبح سویرے اٹھ کر نہار منہ سارے اہل خانہ کو اکٹھا کر کے با آواز بلند اپنے نبی کا یہ عارفانہ کلام پڑھیں۔ کلام پیش خدمت ہے۔

”چکے چکے حرام کروانا آریوں کا اصول بیماری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی ہے زنا لیکن پاک دامن ابھی بے چاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں جس کو دیکھو وہی شکاری ہے“

(آریہ دھرم صفحہ 76-77 مصنفہ مرزا قادیانی)

گپوڑیہ:

آپ نے منجن بیچنے والوں، سرمہ فروشوں اور مجمع لگا کر دوائیاں بیچنے والوں کی پسینیں سنیں ہوں گی لیکن آج ہم آپ کو قادیان کے گپوڑیہ کی چند پسینیں سناتے ہیں۔ لیجئے مرزا قادیانی ایفون کے نشہ میں دھت، ادھ کھلی آنکھوں کے ساتھ حاضر خدمت اور اس کی پسینیں نظر مطالعہ:

1: ”کچھ عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔“

2: ”اس کے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمیوں نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے چشم خواہ چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے۔ بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام کے ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پایا تھا کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 41، مصنفہ مرزا قادیانی)

”بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا مٹی خشک سے پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ مٹی تھا اور آدھا چوہا بن گیا۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 41)

کھسیانا:

”حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس جگہ حضرت لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کمرے میں گھڑا رکھا ہوا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور تنگی بیٹھ کر نہانے لگی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔“

(ذکر حبیب مولفہ مفتی محمد صادق قادیانی صفحہ 38)

صاحبان عقل و خرد عورت کا آنا۔ قدموں کی چاپ۔ گھڑوں کی گھڑ کڑا ہٹ، پانی کی تراخ۔ عورت کا نہا کر کپڑے پہننا، لیکن مرزا قادیانی کا مصروف تحریر رہنا اور عورت کی طرف نظر اٹھا کر ہلنا عقل سے بالا ہے۔ ہومرزا قادیانی جیسا شراب و کباب و عورت کا رسیا اور وہ اس منظر سے محروم رہ کر حقیقت عیار مرزا قادیانی اپنی کافی اور نیز مٹی آنکھ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے دل پر اثرار کو کھینچ کر رکھتا تھا۔ (مؤلف)

عاشق نامراد:

ایام بڑھاپا میں انگریزی برائڈ نبی ایک نو عمر دوشیزہ ”محمدی بیگم“ پر دل ہار بیٹھا۔ ایسا لٹو ہوا کہ بار بار شہ کے پیغامات بھیجتا لیکن محمدی بیگم کے باپ نے کہا اے بڑھے کھوسٹ اور مجموعہ امراض شرم کر حیا کرے ایمان کہیں کے تیرا ہمارا کیا تعلق اس پر دجال قادیاں نے جھٹ الہام جھاڑ دیا کہ خدا نے مجھے عطا دی ہے کہ محمدی بیگم تیرے نکاح میں آئے گی اور آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا ہے۔ جب شیطانی الہام سے بھی کام نہ بنا تو بد معاش قادیان نے بڑکیں لگانا شروع کر دیں کہ وہاں جو شخص اس لڑکی کے ساتھ شادی کرے گا اس کا باپ تین سال میں اور شوہر اڑھائی سال میں مر جائے گا۔ بڑکیں بھی فضا میں بکھر کے رہ گئیں اور کوئی ان سے مرعوب نہ ہوا تو ایک پیشہ ور بد معاش کی مدد سے منٹوں اور ساجتوں پر اتر آیا اور خود کو کوسے ہوئے اور ڈرامہ کرتے ہوئے کہنے لگا کیا میں چوڑا یا ہوں جو میرے ساتھ محمدی بیگم کی شادی نہیں چاہتے۔ جب سارے داؤ استعمال کر چکا تو آخر میں

شکار کو چھانسنے کے لئے ضمیر فروشی اور ایمان فروشی سے حاصل کردہ دولت کا جال پھینکا اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگا میری درخواست مان لو میں اپنی زمین اور جائیداد سے تیسرا حصہ اس کے نام کر دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ محمدی بیگم کے بھائی محمد بیگ کو پولیس میں اعلیٰ عہدے پر ملازم کروادیتا ہوں اور ایک اہم کبیر گھرانے میں اس کی شادی بھی کروادیتا ہوں۔ لیکن مجنون قادیان کی سب آرزوئیں دل ہی میں رہ گئیں، سارے ارمانوں کا خون ہوا شادی گیت نوحہ ہو گئے، گلے کے پھول حسرتوں کی مرقد پر نکھر کر رہ گئے، نکاح کے چھوہارے انگارے بن گئے، شہنائیوں نے ماتم کا روپ دھارا فلولوں کی سلامی کی بجائے عزت کی جیلاوی ہوئی سر پر سرسہرے کے بجائے گلے میں ذلت کا طوق پڑا اور مرزا قادیانی دولہا کی بجائے غم فراق میں چلنے والا چولہا بن گیا کانٹوں پر ترپے مرزا قادیانی کی حسرتاں آنکھوں کے سامنے ایک نوجوان مرزا سلطان محمد کے ساتھ مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کی شادی ہو گئی بارات شان سے آئی اور مرزا قادیانی کے سینے پر مونگ دلتے ہوئے روانہ ہو گئی روانگی بارات کا جگر شکن منظر دیکھ کر مرزا قادیانی ٹپ ٹپ آنسو بہاتا اور موت کو پکارتا ہوا یہ گارہا ہوگا۔

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

چندہ چور:

”لہذا یہاں کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ کے سامنے کہا کہ ہم جماعت کے لئے مقروض ہو کر اپنے بیوی اور بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتے ہیں مگر یہاں بیوی صاحبہ کے کپڑے اور زیورات بن جاتے ہیں۔“

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، اخبار الفضل جلد 26، 21 اگست 1938ء)
سچ ہی تو کہا تھا دل جلے مرید نے۔ وہ تنگی کاٹ کر چندہ دے اور ”مسز مرزا قادیانی“ مریدوں کے چندوں سے نت نئے زیورات بنانا کراچی زینائش نمائش میں مصروف ہو۔ چندہ چور مرزا قادیانی نے اپنی لاڈلی اور چاہتی بیوی نصرت جہاں بیگم کو جو زیورات پہنائے اس کی کل رقم 3505 روپے ہے۔

(قادیانی نبوت صفحہ 85، بحوالہ فسانہ قادیان، مصنفہ حافظہ محمد ابراہیم کبیر پوری)

اس زمانہ میں سونا تقریباً بیس روپے تولہ تھا۔ اس حساب سے اس زمانہ میں چندہ چور مرزا قادیانی نے اپنی بیوی کو تقریباً 175 تولے سونا پہنایا یعنی دو سو تین چھٹا تک۔ (مؤلف)

فرشتگان مرزا

ابوہر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر افضل البشر حضرت محمد ﷺ تک سارے انبیائے کرام پر وحی نازل فرشتے کا نام ”جبرائیل“ ہے لیکن قادیان کے انگریزی نبی پر وحی لانے والے فرشتوں کی ایک حد بجز ذیل ہے پڑھئے اور سر دھنئے۔

لیچی ٹلیچی:

”5 مارچ 1905ء کو خواب میں ایک فرشتہ دیکھا جس نے اپنا نام ٹلیچی ٹلیچی بتایا۔“
(حقیقت الوحی صفحہ 232، مصنفہ مرزا قادیانی)

درشنی:

”ایک فرشتہ میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کی تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا ہاں میں درشنی ہوں۔“

(تذکرہ صفحہ 31، مصنفہ مرزا قادیانی)

خیراتی:

”تین فرشتے آسمان سے آئے ایک کا نام خیراتی تھا۔“

(تریاق القلوب صفحہ 192ء)

مٹھن لال:

”خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں بنالہ میں اسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ارد گرد اس کے عملہ کے لوگ بیٹھے ہیں میں نے جا کر ایک کاغذ اس کو دیا اور یہ کہا کہ یہ میرا پرانا دوست ہے۔ اس پر دستخط کر دیا اس نے بلا تاہل اس پر دستخط کر دیئے۔ یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے مٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ ہے۔“

(تذکرہ صفحہ 515، مصنفہ مرزا قادیانی)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسٹر گاں کا ہندو فرشتہ ہے۔ (مؤلف)

شیر علی:

”میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 31، مصنفہ مرزا قادیانی)

حنیفہ:

”ایک فرشتہ مجھے خواب میں ملا جو چھوٹے لڑکے کی شکل میں تھا۔ میں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میرا نام حنیفہ ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 757، مصنفہ مرزا قادیانی)

ہمدرد فرشتہ:

”میں نے کشف میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جا رہے ہیں تب میں نے اس کو غلوت میں لے جا کر کہا کہ لوگ پھرتے جا رہے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔“

(انوار السلام صفحہ 52، مصنفہ مرزا قادیانی)

میٹھی روٹیوں والے فرشتے:

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بیان کیا کہ:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ”اس مینار کے سامنے دو فرشتے میرے سامنے آئے جن کے پاس دو شیریں روٹیاں تھیں اور وہ روٹیاں انہوں نے مجھے دیں اور کہا کہ ایک تمہارے لئے اور دوسری تمہارے مریدوں کے لئے ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم، صفحہ 263، مصنفہ مرزا بشیر قادیانی)

کشف والہامات مرزا

انبیائے کرام کا کلام فصاحت و بلاغت کا مرقع ہوتا ہے جس سے حکمت و دانائی اور معرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ لسان نبوت سے نکلا ہوا ہر لفظ رشد و ہدایت کا چراغ بنتا ہے۔ اور یہ چمکنا معاشرہ انسانی میں ایمان کی روشنیاں بکھیرتے ہیں اور شیطان کی پھیلانی ہوئی ظلمت کو بھگا کر شرارت انسانیت کو منور کرتے ہیں۔ لیکن اب ملاحظہ کیجئے انگلستانی نبی کے الہامات و کشف جنہیں پڑھ کر کبھی

الہامی ہے۔ اور کبھی اس کی فائزہ عقلی و بے ہودگی پر ہنسی آتی ہے۔ یوں تو مرزا قادیانی کے الہامات کو کہنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں لیکن بطور نمونہ۔ چند الہامات پیش خدمت ہیں۔

عربی:

”ربنا حاج۔ ہمارا رب حاجی ہے۔“ (براہین احمدیہ نمبر 3، صفحہ 523)

عبرانی:

”ایلی ایلی لما سبقتی ایلی اوس۔“ (البشری حصہ اول صفحہ 26، مصنفہ مرزا قادیانی)

پنجابی:

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے یہ الہام سنایا کہ ”پئی پئی گئی“ (تذکرہ صفحہ 801)

فارسی:

”الہام ہوا۔ ”سلامت بر تو اے مرد سلامت“ (تذکرہ صفحہ 297)

ہندی:

”ہے کرشن رو دور گو پال“

(الہد ر جلد دوم نمبر 41-42، مورخہ 29 اکتوبر، 8 نومبر 1903ء صفحہ 322)

انگریزی:

I shall help you. I am with you. I love you.

(حقیقت الوحی صفحہ 303، مصنفہ مرزا قادیانی)

یہ الہامات مرزا قادیانی کی ملکہ معظمہ کی زبان میں ہے جس نے اسے نبوت عطا کی لیکن نالائق

والی نبی الہی ملکہ کی زبان بھی نہ سیکھ سکا اور غلط الہامات جھجھکاڑا رہا۔ بطور نمونہ۔ ”He halts in

the zila Peshwar وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔“

(البشری جلد دوم صفحہ 4، مصنفہ مرزا قادیانی)

پانچویں جماعت کا بچہ بھی جانتا ہے ہے انگریزی میں ضلع کو District کہتے ہیں۔ لیکن مرزا

ان ضلع کو Zila کہہ رہا ہے۔

عجیب و غریب الہامات

پیپر منٹ:

”حضور مرزا جی کی طبیعت ناساز تھی حالت کشتی میں ایک شیشی دکھائی گئی۔ اس پر لکھا تھا ”خا“
 پیپر منٹ۔“
 (الحکم قادیان 24 فروری 1905ء)

شعنا نعسا:

”ہوشنا نعسا۔“
 (برائین احمدیہ صفحہ 556، مصنفہ مرزا قادیان)

پلاطوس:

”پریش عمر پلاطوس یا پلاطوس۔“
 (مکتوبات احمدیہ، جلد اول، صفحہ 88)
 قادیانیوں کا فرض ہے کہ اپنے گرو کے الہام کی تفسیر بھی لوگوں تک پہنچائیں ورنہ دنیا محروم
 جائے گی۔ (مؤلف)

غثم، غثم، غثم:

”غثم۔ غثم۔ غثم۔“
 (البشری جلد دوم صفحہ 50، مصنفہ مرزا قادیانی)
 شاید مرزا قادیانی پر اس کے فرشتے پٹی پٹی نے فائرنگ کر دی ہے۔ (مؤلف)

ایک دانہ:

”ایک دانہ کس کس نے کھانا۔“
 (البشری جلد دوم، صفحہ 107، مصنفہ مرزا قادیانی)

ایک انڈہ:

”ایک انڈہ میرے ہاتھ میں ہے جو کہ ٹوٹ گیا۔“
 (تذکرہ صفحہ 645، مصنفہ مرزا قادیانی)

تین استرے:

”خواب میں دکھائے گئے۔ 1، تین استرے۔ 2، عطر کی شیشی۔“
 (تذکرہ صفحہ 774)

خطرناک:

”کل ایک دوائی میں استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا۔ ”خطرناک۔“
 (تذکرہ صفحہ 752)

ہیکہ:

”الہام ہوا مرزے ”ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے۔“
 (تذکرہ صفحہ 806، از مرزا)

بیٹ:

”بیٹ پوٹ گیا (یہ دن کے وقت کا الہام ہے)۔“
 (البشری جلد دوم صفحہ 19، از مرزا)

برہمنی:

”آپ نے ایک بار خواب میں نہایت خوشنما برہمنی ایک ڈبہ میں دیکھی۔“
 (مکاشفات صفحہ 36، از مرزا قادیانی)

ہیر:

”رویا میں کسی نے ہیروں کا ڈھیر چار پائی پر لا کر رکھ دیا۔“
 (مکاشفات صفحہ 37، از مرزا)

سوفن:

”رویا میں کسی نے ہمارے ہاتھ پر سوفن رکھ دی۔“
 (مکاشفات صفحہ 45، از مرزا)

مرزا قادیانی کی زبان یہود و نصاریٰ کی تلواریں سے زیادہ خطرناک اور چھوڑناپ کے ڈنک سے
 ہر بلی تھی یہ بناستی نبی اپنے پیچھے ہوئے کفریہ منہ اور لچر آوارہ قلم سے نامرگ ذلیل گستاخیوں کے
 سے لگتا رہا۔ مرید خاص شیطان و جال قادیان ایسی بکواس کرتا ہے کہ ولید بن مغیرہ سن لے تو شرم کے
 نہ گردن جھکا لے۔ راجپال کے ماتھے پہ پسینہ آجائے اور ملعون مسلمان رشدی بھی اس ملعون خلقت پر
 کرے اس ازلی بد بخت نے رب العالمین کا بھی لحاظ نہ کیا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا بھی پاس نہ کیا۔
 کرام پر بھی سب و شتم توڑے۔ قرآن پر بھی نشتر چلائے۔ احادیث کے بھی ٹکڑے کئے۔ صحابہ
 کی تائید ہستیوں پر کچھڑا اچھالا۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم پر زبان طعن دراز کی، درود شریف کی حرمت کو
 اولیاء کرام کی عزتوں کو پامال کیا اور شعائر اسلام کا وہ مذاق اڑایا کہ الامان والمحفوظ۔

ذیل میں مرتد اعظم مرزا قادیانی کی گستاخیوں اور ہرزہ مرانیوں کے چند نمونے سپرد قلم کئے
 گئے ہیں۔ جنہیں لکھتے ہوئے قلم رخصت چاہتا ہے اور ہاتھ احتجاج کر رہا ہے۔ لیکن ”چہرہ قادیانیت“
 مسلمہ کو دکھانا اسلام کی ضرورت اور عشق رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ لہذا نقل کفر کفر نہ باشد۔

گستاخ خدا:

”حضور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور اس طرح باتیں

کرتا ہے اگر کچھ باتیں بیان کروں تو جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جائیں۔“ (سیرت الہدی جلد اول صفحہ 88، از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

گستاخ رسول ﷺ:

”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی میں نے پوری کی۔“ (معاذ اللہ)

(حاشیہ تختہ گلزوہ صفحہ 165، مصنفہ مرزا قادیانی)

گستاخ انبیائے کرام:

”زندہ شد ہر نبی بآدم۔ ہر رسول نہاں در جبرائیم“ (نعموذ باللہ)

ترجمہ: زندہ ہو ہر نبی مری آمد سے تمام رسول میرے کرتے میں چھپے ہوئے ہیں۔ (معاذ اللہ)

(نزول مسیح صفحہ 100، از مرزا قادیانی)

گستاخ قرآن:

”قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا کے) منہ کی باتیں ہیں۔“ (معاذ اللہ)

(تذکرہ صفحہ 102-103، از مرزا قادیانی)

گستاخ حدیث:

”جو حدیث میرے خلاف ہے وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دو۔“ (معاذ اللہ)

(اعجاز احمدی صفحہ 30، از مرزا قادیانی)

گستاخ حج بیت اللہ:

”لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان) ثواب زیادہ ہے۔“ (معاذ اللہ)

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352، از مرزا قادیانی)

گستاخ صحابہ کرام:

”جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہو گیا۔“ (معاذ اللہ)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 71، طبع اول)

گستاخ اہل بیت:

”اور میں محمد ﷺ کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔ بس میں اس کی آل برگزیدہ ہوں جس کو

(اعجاز احمدی صفحہ 70، از مرزا قادیانی)

بے ایمان کہاں تو پدر شیطان اور کہاں خاندان نبوت۔“ (مؤلف)

گستاخ درود شریف:

سلام علی ابراہیم۔ ابراہیم پر سلام یعنی اس عاجز (مرزا) پر۔“ (معاذ اللہ)

(اربعین نمبر 2 صفحہ 200-711، از مرزا قادیانی)

قی و حنائی سے یہ مردود قادیانی جدا لایا یہ غلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہ اپنا نام لکھا رہا

(مؤلف)

گستاخ حجر اسود:

”ایکے پائے من بوسید، من کفتم کہ حجر اسود منم“ (معاذ اللہ)۔ ایک شخص نے میرے پاؤں چومے

کہا حجر اسود میں ہی ہوں۔ (تذکرہ صفحہ 36)

اسی اپنے غلیظ پاؤں کو حجر اسود کہہ رہا ہے۔ (مؤلف)

گستاخ روزہ:

”روزہ رکھو کہ وہ فحشی کر دیتا ہے۔“ (معاذ اللہ) (آریہ دھرم صفحہ 23، از مرزا قادیانی)

گستاخ اولیاء کرام:

میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔“ (نعموذ باللہ)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 35)

گستاخ علماء اسلام:

”مولوی (جموٹے) ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہیں۔“ (استغفر اللہ)

(ضمیمہ انجام آتھم، مصنفہ مرزا قادیانی)

گستاخ امت مسلمہ:

”میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئیں ہیں۔“ (نعموذ باللہ)

(نجم الہدی صفحہ 53، از مرزا قادیانی)

قادیانی حریوں سے نا آشنا ساوہ لوح مسلمان اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اس قدر

بے دردار کا مالک تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ سر ظفر اللہ، ایم ایم احمد، ڈاکٹر عبدالسلام، نسیم احمد، کنور اور بیس،

ال دینار و ظفر چوہدری وغیرہ ایسے بڑے بڑے لوگ اس کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اسکو نبی اور

رسول کیوں مانتے ہیں؟ اس کو اپنا مرشد اور رہبر کیوں تسلیم کرتے ہیں؟ بالفرض انہیں بڑا تسلیم کر جائے اور ان جیسے کلیدی آسامیوں پر بیٹھے ہزاروں قادیانیوں کو قابل اور ذہن بھی مان لیا جائے تو قادیانی اللہ کا نبی اور رسول بن جائے گا اور ان دجالوں کی جماعت کو اس دجال کی نبوت کی دلیل کے تسلیم کر لیا جائے گا؟ اے سادہ لوح مسلمان یاد رکھ ایمان قدرت کا سب سے جلیل القدر تحفہ ہے اور صرف رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو محلات میں رہنے والوں کو نعمت ایمان سے محروم کسی دریا کے کنارے ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں رہنے والے کے دل کو ایمان کا خزیلہ بنا دے۔ وہ بادشاہوں کو حالت کفر میں مارے اور انہیں جہنم کا بندھن بنا دے اور اس کی منشا ہو تو غربت والوں میں پسے والے کو مسند ولایت پہ فائز کرے اور بعد از موت جنت الفردوس اس کا مقدر ٹھہرے۔ قریش ابو جہل دولت ایمان سے محروم رہا اور حبشہ کا غلام بلال حبشی رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ کا امر پائے۔ سیم وزر میں کھیلنے والا ابولہب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہونے کے باوجود قفس کفر میں انہماکی میں موت مر جائے اور ایران سے آنے والا غربت کا مارا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رفیق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تاجدار ختم نبوت کا کلیوں کو شرماتا چچن، شبنم سے منظر لڑکھن اور رشک و مہتاب و آفتاب جوانی اپنی آس سے دیکھنے والے بہت سے بد قسمت کفر کی ظلمت میں دم توڑ گئے اور روم سے آنے والے مصیب رضی اللہ عنہ آغوش نبوت میں آئے اور دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھنڈی ہواؤں سے لطف اندوز ہونے لگے۔

اے سوائی مسلمان! کیا تو نے دیکھا ہے کہ برنارڈ شا اور سٹیفن لیکاک ایسے ادیب، ولیم ورڈز اور جان کیٹس ایسے شاعر، ابراہم لنکن اور وینڈل فلپ ایسے مقرر، لوئی پاجرا اور ہائمن ایسے ڈاکٹر اور اوپن ہائم ایسے قانون دان، چرچل اور گاندھی ایسے سیاست دان، ایڈیسن اور جارج سٹیفن سائنس دان، آئن سٹائن اور نیوٹن ایسے ماہرین طبیعیات، کارل ماکس اور آدم سمٹھ ایسے ماہرین برٹریڈ رسل اور ہیگل ایسے فلاسفر، نیپولین اور منگھری ایسے جرنیل، ہٹلر اور شالین ایسے منتظمین، برزخ کینڈی ایسے حکمران، لینن پول اور کھنن ایسے مورخین، لارڈ میکالے ایسا ماہر تعلیم اور گلیلیو ایسا ماہر فلک اس دنیا سے ناکام و نامراد چلے گئے کیا یہ اپنے اپنے علم و فن کے دائرہ میں بڑے لوگ نہ تھے؟ یقیناً آج روزگار اور ناغہ عصر تھے۔ لیکن کیا ان کا علم ان کو گمراہی سے بچا؟ اور ان کی ذہانتیں ان کی عاقبتوں کی تسکین؟ بحکیم نبوت کے بعد اس بزم ہستی میں ہر لمحہ فطرت کی یہ صدا گونجتی ہے کہ اب جو بھی منزل چاہتا ہے، اسے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہونا ضروری ہے جس کے ہاتھ میں دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قدم قدم پر ٹھوکریں لگتی ہیں۔ اس کی عقل اسے کفر و ضلالت کے لٹ و دو لٹ ریگستانوں میں لے جے اور منزل کی تلاش میں آبلہ پاسر گرداں مسافر ویرانوں میں سسک سسک کر دم توڑ دیتا ہے۔

اب آپ کے سامنے نور ایمان سے محروم اور عقل کے شکار کئے ہوئے چند قادیانی بڑوں اور چند دیگر لوگوں کا تماشا پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کو ان کے سوال کا جواب بھی مل جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی کیسے بھٹک سکتے ہیں؟ وہ دیکھیں گے کہ اس خار میں صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ قادیانی ہی دھکے نہیں کھا رہے بلکہ دیگر اعلیٰ تعلیم یافتہ کفار بھی شریک سفر ہیں۔ اگر سر ظفر اللہ جیسا خود ساختہ عقل مند مرزا قادیانی جیسے کانے بھیگے اور فائر عقل کو نبی مانتا ہے تو میں اچھپے کی کیا بات؟ بنی اسرائیل کے دانشوروں نے بھی تو چھڑے کو خدا مانا تھا۔ اگر ڈاکٹر اسلام مرزا قادیانیوں کی گالیوں اور خرافات کو دوجی مانتا ہے تو اس میں فکر کرنے کی ضرورت ابھارت ہے۔ (آب حیات) صدر مرزا جی ڈیاسی بھی تو اپنا پیشاب پیتا ہے اور اسے "Water of life" (آب حیات) کہتا ہے۔ اگر ایم ایم احمد ختم نبوت کا انکار کرتا ہے تو اس میں پریشانی کی کیا وجہ؟ اس کا صدر گوربا بھی خدا کے وجود کا انکار کرتا ہے۔

اگر مرزا ظاہر بھوڑہ خود کو مرزا قادیانی جیسی عجیب و غریب مخلوق کا خلیفہ کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے تو اس میں کیسی حیرانی! اور ان بھی تو خود کو بندہ کا بیٹا کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اگر الٹی کھوپڑی قادیانی امت مرزا قادیانی پر درود و سلام بھیجتی ہے تو اس میں کیسی پریشانی! بھارت کا وزیراعظم راجیو گاندھی بھی تو مونے تازے ننگے دھڑکتے بت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر رام رام کرتا ہے۔

بھوئی نبوت کے مجاور! اب قادیانی نبوت کی دوکان بند کرو۔ اب یہ بیچ شوٹھپ کر دو۔ بیٹھی لوگوں کی صورت میں قادیانی نبوت کا زہر بیچنے کا شیعہ و ہندہ ختم کرو۔ ہزاروں انسانوں کو جہنم کے شعلوں کے حوالے کر چکے ہو باقی بھولی بھالی صورتوں پر ترس کھاؤ۔ انسانوں کی "جہنم سپلائی" ختم ہو تو شیطان سے لے رکھا ہے اسے واپس کر دو۔ بھوئی نبوت کے جھوٹے پیروکارو! تم اپنے گمراہ کن خیالات کو خوبصورت سے خوبصورت لباس پہناؤ لیکن یہ ہر لباس میں ننگا نظر آتا ہے۔ تم اس کے جسم میں سے بہترین خوشبوئیاں چھڑکو لیکن اس کے جسم سے ارتداد کی بدبو کے بمبو کے اٹھتے رہیں۔ تم اس کے چہرے پر اعلیٰ سے اعلیٰ طمع کاری کرو لیکن اس کے مکروہ خدوخال تم سے چھپائے نہ چھپیں۔ تم پوری قوت لگا کر اس کی بھوئی نبوت کی تشہیر کرو لیکن موٹر سائیکل کی پلیٹ جیسی اس کی پیشانی پر لکھ دے دجال اور کذاب کے الفاظ تم سے مٹائے نہ مٹیں گے۔

پر ختم محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متنبو! دجال قادیان مرزا قادیانی کوئی معمولی نوعیت کا مجرم نہیں۔ یہ عالم اسلام اور اسلام کا مجرم ہے۔ اس کی فرد جرم شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خدا کی طرف سے اس کے جرم میں یہ فرعون، نمرود اور شداد ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے کے جرم میں یہ اسود غشی

اور میلہ کذاب ہے۔ تو ہین رسالت کرنے کے جرم میں یہ ابو جہل، ابولہب، اور ولید بن مغیرہ قرآن کریم کی تحریف کرنے کے جرم میں مرتد ہے۔ تعلیمات اسلامیہ کو منسوخ کرنے کے جرم میں زندیق ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے کے جرم میں یہ خارجی ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں بکواس کرنے کے جرم میں یہ شمر ہے۔ اسلام کو گالیاں دینے کے جرم میں راجال اور سلمان رشدی سے ظاہر مسلمان اور باطنی کافر ہونے یعنی منافق ہونے کے جرم میں یہ عبداللہ بن ابی ہے۔ خود کو انسان اور بچہ نہیں بلکہ کرم خاکی کہنے کے جرم میں یہ ذارون کی اولاد ہے۔ جھوٹے خدا شداونے بہشت بنائی اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ بنایا۔ اس کفریہ خالی کے جرم میں یہ مشن شداونے علبر دار ہے۔ اے مسلمان! یہ خطرناک مجرم آج بھی دندناتا ہوا زندہ ہے کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک زندہ رہتا ہے۔ جب تک اس کے نظریات زندہ رہتے ہیں۔ پرسوں یہ ملعون مرزا بشیر الدین، جنہی کی صورت میں زندہ تھا۔ کل یہ مردود مرزا ناصر دوزخی کی صورت میں زندہ تھا اور آج یہ فخر شیطاں مرزا طاہر کی صورت میں زندہ ہے اور جب تک فرش خاکی پر ایک بھی قادیانی زندہ رہے گا یہ اس کی صورت میں زندہ رہے گا اس کی ارتدادی تحریریں چھپ رہی ہیں۔ اس کے ایمان سوز بکچر کی اشاعت بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ اس کا یوم پیدائش اور یوم مرگ بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ خود تو مر گیا لیکن اپنی قائم کردہ "یونیورسٹی" سے تعلیم یافتہ ہزاروں چیلے چائے کفر و ارتداد کی تبلیغ کے لئے چھوڑ گیا جو آج بھی جن اسلام میں بارودی سرنگیں بچھا رہے ہیں اور معاذ اللہ بڑی شدت سے اس روز بد کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب چن ایک زوردار دھماکے سے ویرانے میں تبدیل ہو جائے گا اور دور دور تک خاک اڑتی دکھائی دے گی۔ اے فرزند ان اسلام! اس دین برحق کے لئے ہادی برحق رضی اللہ عنہ نے طائف کے بازاروں میں ہاتھ کھائے، میدان احد میں دندان مبارک شہید کرائے، عزیز واقارب جان کے دشمن بن گئے۔ مکہ معظمہ جیسے وطن سے نکالے گئے، شان اقدس میں خُش گالیاں بکی گئیں، گلے میں کپڑے کا پھندا ڈال کر مارا گیا۔ حالت نماز میں جسم اطہر پر غلیظ اور جھڑی رکھی گئی۔ اس دین متین کی عمارت کی تعمیر کے لئے صحابہ کرام نے اپنی ہڈیوں کی ایشیں اور خون کا گارا پیش کیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہوئے انگاروں پر لیٹ کر وفائے اسلام کی تاریخ رقم کی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جسم کے کلڑے کر دیا کہ اسلام سے عشق کا لانا ثانی باب لکھا، حضرت حبیب رضی اللہ عنہ تختہ دار قبول کر اسلام پر فدا ہو گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اسلام کی حفاظت کرتے کرتے سر کشا کر اسلام پر شہید ہو گئے۔ طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ، نور الدین زنگی رضی اللہ عنہ، صلاح الدین ایوبی رضی اللہ عنہ، محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ، سلطان محمود غزنوی رضی اللہ عنہ ایسے فرزند ان اسلام نے باطل کے پر نچے اڑا دیے اور عالم کے چار سوا اسلام

مہم راہ دیا لیکن آج کے مسلمان! آج قادیانیوں کی یلغار میں گھرا ہوا اسلام تیرا منہ تک رہا ہے۔ تجھے لئے صدادے رہا ہے۔ تجھ سے سوال کر رہا ہے کہ میرے بیٹے تو کٹ مرا کرتے تھے لیکن میری ت پر آج نہیں آنے دیتے تھے۔ تم کس قسم کے مسلمان ہو کہ آج جھوٹی نبوت نے میرے جسم پر تلے تیروں کی بارش کر رکھی ہے اور تم خاموش تماشا کی ہو۔ تمہاری غیرت کہاں گئی؟ تمہاری شجاعت کہاں گئی؟ نبی اکرم رضی اللہ عنہ سے تمہارا عشق و وفا کا رشتہ کہاں گیا؟

اے مسلمان! بہت سوچنا ہے اب بیدار ہو جا۔ بہت لٹ چکا ہے اب ہوشیار ہو جا اور نبی رضی اللہ عنہ کے صحن سے برسرِ پیکار ہو جا۔ اپنے اسلاف کی تابندہ روایات کو پھر زندہ کر۔ جہاد کا علم لہرا کر اٹھ، شہادت لے کر اٹھ، طوفان کی صورت چل۔ سیلاب کی صورت چل، قادیانیت کے شجر خبیثہ کو بہا لے اور جہاد آواز میں یہ اعلان کر جا۔

لکھتا ہوں خون دل سے یہ الفاظ احمریں
بعد از رسول رضی اللہ عنہ ہاشمی کوئی نبی نہیں



جہنم کے شرارے (پھول) اونچے اونچے مٹاؤں کی برابر اڑیں گے گویا زرد اونٹوں کی قطار کہ پیہم آتے آتے آدی اور پھر اس کا ایندھن ہے۔ یہ جو دیا کی آگ ہے اس آگ کے ستر جزوں میں سے بڑے۔ کوسب سے کم درجہ کا عذاب ہو گا اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسا کھلے گا جیسے تانبے کی چٹیلی کھلتی ہے۔ وہ کبھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے۔ سب سے ہلکے درجے کا جس پر عذاب ہو گا اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا کہ ساری زمین لٹاؤ جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لئے تو سب فدیہ میں دے دے گا؟ عرض کرے گا ہاں۔ اسے گا کہ جب تو پشت آدم میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تو نہ مانا۔ آگ ہزار برس تک دھونکاؤں گئی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی پھر ہزار برس، اور یہاں تک کہ سفید ہو گئی، اور ہزار برس یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی تو اب وہ نری سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔ جبرئیل علیہ السلام رضی اللہ عنہ سے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کی برابر کھول دی جائے تو تمام زمینیں اس کے سب سے سب سے گرمی سے مر جائیں۔ (بہار شریعت)

حضرت علامہ حافظ غلام حسین کلیاوی

قادیانیوں کے گندے کفریہ عقائد

قادیانیت کیا ہے؟ قادیانیت محمد عربیؐ سے بغاوت کا نام ہے۔ قادیانیت سرکارِ دو عالمؐ کے خلاف بغض و عناد کا ایک دہکتا ہوا آتش فشاں ہے۔ قادیانیت شافعہؒ کی شتم نبوت پر ڈاکوئی اور قذافی کا نام ہے۔ قادیانیت جناب خاتم النبیینؐ کی کچی اور جچی نبوت کے متوازی مرزا قادیانی کی مکروہ انگریزی نبوت کا نام ہے۔ قادیانیت یہودیت کا دوسرا نام ہے اور بقول علامہ اقبال قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔ قادیانیت مسیلمہ کذاب کے غلیظ اور پلید مشن کا نجس اور منحوس نام ہے۔

فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا قادیانی، جنہم مکانی، نسل شیہانی نے 1901ء میں اشارۃ فرنگی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا۔ بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹالہ کے ایک چھوٹے اور غیر معروف گاؤں ”قادیان“ کے رہنے والے اس کذاب نے ایک ہی جست میں صرف نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ یہ بد بخت کبھی عالم کے روپ میں سامنے آیا۔ کبھی ایک سازش کے تحت عیسائیوں سے مناظرے کر کے ایک مناظر کی شکل میں روشناس ہوتا رہا۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ کبھی دجل و فریب سے پرکتا ہیں لکھ کر خود کو ایک مصنف کی حیثیت سے متعارف کرواتا رہا۔ کبھی اپنی تعلیمات کے اشتہارات شائع کر کے سستی شہرت حاصل کرتا رہا۔ کبھی اپنے آپ ”محمد“ کہتا رہا۔ کبھی مامورِ من اللہ بنا۔ کبھی ملہم بنا۔ کبھی خود کو محدث کہا، کبھی اپنے آپ کو امامِ زمان لکھا۔ کبھی مہدی کا بہروپ اختیار کیا۔ کبھی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ کبھی ظلی و بروزی نبی بنا۔ کبھی ظلی طور پر رسول اللہ بنا اور آخر 1901ء میں تمام حدود پھلانگتے ہوئے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کر دیا۔

مرزا قادیانی اور اس کی اُمت خبیثہ کے عقائد باطلہ ملاحظہ فرمائیں کہ ان قزاقوں نے کس طرح شعائر اور اصطلاحات اسلامی کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے ان کے نزدیک۔

مرزا قادیانی ”خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول“ (نعوذ باللہ)

”احادیث“ (نعوذ باللہ)

”اہل بیت“ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کی باتیں

مرزا قادیانی کا خاندان

”قمر الانبیاء و فخر المرسلین“ (نعوذ باللہ)

”سیدۃ النساء“ (نعوذ باللہ)

”امہات المؤمنین“ (نعوذ باللہ)

”صحابہ کرام“ (نعوذ باللہ)

”مدینۃ المسیح“ (نعوذ باللہ)

”مسلمان“ (نعوذ باللہ)

”خلفائے راشدین کی طرز پر خلفاء“ (نعوذ باللہ)

”مسجد اقصیٰ“ (نعوذ باللہ)

”جنت البقیع کے مقابلے میں، ہشتی مقبرہ“ (نعوذ باللہ)

”اصحاب بدر“ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد ایم اے

مرزا قادیانی کی بیٹی

مرزا قادیانی کی بیویاں

مرزا قادیانی کے ساتھی

مرزا قادیانی کا شہر

مرزا قادیانی کی اُمت

مرزا قادیانی کے جانشین

مرزا قادیانی کی عبادت گاہ

مرزا قادیانی کا قبرستان

مرزا قادیانی کے 313 گماشتے

قادیانی کلمہ:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے۔

”مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے۔ اس لئے ہم (مرزائیوں) کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی“ (نعوذ باللہ)

(کلمۃ الفصل صفحہ 158، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت مارچ، اپریل 1915ء)

خدا تعالیٰ کی توہین:

”وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کا جانے والی آگ ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(سراج منیر، صفحہ 55، ط 30، مرزا قادیانی)

”وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا

ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔“ (نعوذ باللہ)

(تجلیات الہیہ صفحہ 4، از مرزا قادیانی)

”قیوم العالمین (اللہ تعالیٰ) ایک ایسا وجودِ عظیم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور

ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور

تیندوے کی طرح اس وجودِ عظیم کی تاریخیں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔“ (نعوذ باللہ)
(توضیح المرام صفحہ 42، مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے کہا کہ نبوت اور وحی کا دروازہ بند مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ:

”کیا کوئی عقل مند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سُنا تو ہے مگر بولتا نہیں، (یعنی وحی نہیں بھیجتا) پھر اس کے بعد یہ سوال ہوگا کہ بولتا کیوں نہیں کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے۔“ (نعوذ باللہ)
(ضمیمہ براہینِ پنجم، صفحہ 144، از مرزا قادیانی)
”آہ ابنِ خدا تیرے (مرزا) اندر اُتر آیا۔“ (نعوذ باللہ)

(تذکرہ، صفحہ 316، کتاب البریہ صفحہ 104)

”میں مرزا نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“ (نعوذ باللہ)

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564، از مرزا قادیانی، کتاب البریہ صفحہ 96)

”انت منه بمنزلة اولادى“ اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(حاشیہ صفحہ 23، اربعین 4، مرزا قادیانی)

”خدا نے مجھے (مرزا) الہام کیا کہ تیرے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔“ کان اللہ نزل من السماء“ گویا خدا آسمانوں سے اُتر آیا۔“ (نعوذ باللہ)

(حقیقۃ الوحی صفحہ 96، تذکرہ صفحہ 144)

مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی یار محمد اپنے ٹریکٹ نمبر 34 ”موسمہ اسلامی قربانی“ میں لکھتا ہے
”حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ (مجھے والے کے لئے اشارہ کافی ہے)“ (نعوذ باللہ)
(ص 12)

جس سے رجولیت کی طاقت کا اظہار ہو رہا ہے کہ اسے حمل قرار پائے گا۔ تو اس کے متعلق مرزا قادیانی نے خود لکھا کہ:

”میرا نام ابنِ مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی جہتی اور استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینہ کے بعد جو (مدت حمل) دس مہینہ سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابنِ مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 46، 47، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

”خدا نکلنے کو ہے۔ انت منى بمنزلة بوزى۔ تو مرزا مجھ (خدا) سے ایسا ہے جیسا کہ میں (خدا) ہی ظاہر ہو گیا۔“ (نعوذ باللہ)

(مردوق آخری ریویو جلد 5، شمارہ 3، 15، مارچ 1906، کا الہام، تذکرہ صفحہ 204، طبع 4)

”عاطبى الله بقوله اسمع يا ولدى۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہ کر خطاب کیا کہ اے میرے بیٹے سن۔“ (نعوذ باللہ)

(البشری جلد 1، صفحہ 49)

”خدا قادیان میں نازل ہوگا۔“ (نعوذ باللہ)

(البشری جلد 1، صفحہ 56)

”مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔“ (نعوذ باللہ)

(دافع البلاء صفحہ 6، از مرزا لعینہ اللہ علیہ)

”پا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (نعوذ باللہ)

(دافع البلاء صفحہ 11، از مرزا لعینہ اللہ علیہ)

مذکور نبی کریم ﷺ کی توہین:

”مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی جتنی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب ہلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (نعوذ باللہ)

(اربعین نمبر 4، ط 2، صفحہ 17، مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

”یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔“ (نعوذ باللہ)
(حقیقت النبوة صفحہ 228)

”نبی پاک ﷺ کو کئی الہام سمجھ نہ آئے۔ نبی ﷺ سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ نہ آئے۔“
(ازالۃ الاحوٹ مطبع لاہوری، مصنفہ مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی میں نے پوری کی ہے۔“ (معاذ اللہ۔)

(حاشیہ تحفہ گوڑویہ صفحہ 165، مصنفہ مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

(تحفہ گوڑویہ صفحہ 67، مصنفہ مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ، ربوہ)

”آں حضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(تحفہ گوڑویہ صفحہ 67، از مرزا قادیانی)

”میرے نشانات دس لاکھ ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(برائین احمدیہ صفحہ 56، از مرزا قادیانی)

”نشان، معجزہ، کرامت اور خرق عادت ایک چیز ہے۔“

(برائین احمدیہ حصہ پنجم، لصرۃ الحق صفحہ 50، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)

”سوال نمبر 5، ایسے موقع پر معراج پیش کر دیتے ہیں۔“

”حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ کہنے مومن

والا وجود تو تھا۔“ (نعوذ باللہ) (ملفوظات احمدیہ جلد نهم صفحہ 459)

”آں حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کا ہاتھ کا پیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور

تھا کہ سوری چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(مرزا قادیانی کا مکتوب مندرجہ الفضل قادیان 22 فروری 1924ء)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ

کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل 17 جولائی 1966ء)

”محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اُکل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں“

(اخبار بدر قادیاں 25 اکتوبر، 1906ء)

ہلال اور بدر کی نسبت:

اور قادیانی ظہور کی افضلیت کو اس عنوان سے بھی بیان کیا گیا کہ مکی بعثت کے زمانہ میں

ہلال کی مانند تھا، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی اور قادیانی بعثت کے زمانہ میں اسلام بدر کا ل کی طرح

روشن اور منور ہو گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا، اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر

(چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے۔۔۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے

چاہا کہ اسلام اُس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے روستے کی طرح مشابہ

ہو، (یعنی چودھویں صدی)۔“ (نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ صفحہ 184، قادیانی)

بڑی فتح مبین:

اعمال افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی فتح مبین،

بڑی فتح مبین سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”و ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی

کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا

قادیانی لعینہ اللہ علیہ) کا وقت ہو۔“ (نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ صفحہ 193، 194)

لعنی ارتقا:

یہی کہا گیا کہ مرزا قادیانی کا ذاتی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ) کا ذاتی ارتقاء۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ

تھا۔۔۔ اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ) کو

آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم کی ذاتی استعدادوں کا پورا ظہور یوحہ تمدن کے نقص

کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور

ہوا۔“ (نعوذ باللہ)

(ریویو، مئی 1929ء، بحوالہ قادیانی مذہب، صفحہ 266، اشاعت نهم مطبوعہ، لاہور)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس ذاتی

انسی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (نعوذ باللہ)

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، از مرزا قادیانی مطبوعہ ربوہ، تیسرا ایڈیشن)

محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں:

قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا،

اور آپ مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی

شکل میں آئے۔ یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد ﷺ کی روحانیت مع اپنے تمام کمالات نبوت کے

دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔ (نعوذ باللہ) چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ (یعنی چھٹی

صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی لعینہ اللہ علیہ) کی بروزی صورت

اختیار کر کے چھپے ہزار (یعنی تیرہویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 180، طبع اول قادیان 1319ء)

مرزا بعینہ محمد رسول اللہ:

چونکہ قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کمالات کے ساتھ مرزا کی بروزی اور میں قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کا وجود (نعوذ باللہ) بعینہ محمد رسول کا وجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا، پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا، درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی اخیرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔“ (نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ صفحہ 171)

اے مرے پیارے مری جان رسول قدنی تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے تجھ پر پھر اترتا ہے قرآن رسول قدنی

(نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان، 16 اکتوبر 1922ء)

مرزا خاتم النبیین:

مرزا قادیانی اپنے بارے میں بھونکتا ہے۔

”میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و اخیرین منہم لم ینلحقوا بہم۔ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ایک غلطی کا ازالہ، مصنفہ مرزا قادیانی)

”مبارک ہیں وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(کشتی نوح صفحہ 56، از مرزا قادیانی، طبع اول قادیان 1902ء)

مرزا افضل الرسل:

”ان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچایا گیا۔“ (نعوذ باللہ)

(مرزا کا الہام، مندرجہ تذکرہ طبع دوم صفحہ 342)

مرزا اولین و آخرین:

”انہما افضل قادیان مسلمانوں کو لکارتے ہوئے کہتا ہے۔

”اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف مارتے ہو تو اپنے خود سچے اسلام کی طرف آ جاؤ (یعنی مسلمانوں کا اسلام بھونکا ہے۔ نعوذ باللہ۔ ناقل) جو سچ موعود (مرزا قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بروقتوں کی باتیں کھلتی ہیں۔ اسی کی بروزی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ ان فخر اولین و آخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ اللعالمین بن کر آیا تھا۔“ (نعوذ باللہ)

(افضل قادیان، 26 ستمبر 1917ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ 211، 212 طبع ٹیم لاهور)

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر:

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ قادیانی عقیدہ میں محمد رسول اللہ کا قادیانی ظہور (جو مرزا قادیانی کے روپ میں ہے) مکی ظہور سے اعلیٰ و افضل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھپے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھپے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔“ (نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ از مرزا قادیانی صفحہ 181)

”اس (آنحضرت ﷺ) کے لئے چاند کا کسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج (انجاز احمدی، صفحہ 71، از مرزا عبد اللہ علیہ)

خیال زارغ کو بلبل سے برتری کا ہے

غلام زاوے کو دعویٰ پیبیری کا ہے

انبیاء کرام کی توہین:

”میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا، جس نے کبھی اجتہاد کی غلطی نہیں کی۔“ (نعوذ باللہ) (تمتہ حقیقۃ الوحی صفحہ 135، از مرزا قادیانی)

زندہ شد ہر نبی بآدمؑ ہر رسول نہاں بہ جبرائیم

”زندہ ہوا ہر نبی میری آمد سے، تمام رسول میرے کمرے میں بیچھے ہوئے ہیں۔“ (اللہ)

(نزول انس صفحہ 100، از مرزا قادیانی)

”حضرت مسیح موعود (مرزا علیہ السلام) کو جو بلحاظ مدارج کئی نبیوں سے بھی افضل ہیں۔

ایسے مقام پر پہنچنے کی نبیوں کو اس مقام پر شک ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ عید، مرزا بشیر الدین علیہ السلام، اخبار الفضل قادیان جلد 20، شمارہ 93، مورخہ 1933ء)

”جس (مرزا علیہ السلام) کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی۔“ (اللہ)

باللہ (الفضل قادیان جلد 2، نمبر 146، مورخہ 30، مئی 1915ء)

”آدم ثانی حضرت مسیح موعود (مرزا علیہ السلام) جو آدم اول سے شان میں بڑھا

ہوا تھا۔ اس کے لئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“

(ملائکہ اللہ صفحہ 65، تقریر مرزا بشیر محمد، طبع)

”اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح (علیہ السلام)

کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“ (نعوذ باللہ)

(تمتہ حقیقۃ الوحی صفحہ 37، از مرزا قادیانی علیہ السلام)

”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا علیہ السلام) اسرائیلی یوسف (علیہ السلام)

سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن

یعقوب (علیہما السلام) قید میں ڈالا گیا۔“ (نعوذ باللہ)

(براہین احمدیہ پنجم صفحہ 76، از مرزا قادیانی علیہ السلام)

”حضرت مسیح موعود (مرزا علیہ السلام) کی اتباع میں میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف

لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جنت ہوتی ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور کی جنت ہوتی ہے تو ہمیں اس

کی پروا نہیں ہوگی۔“ (نعوذ باللہ)

مرزا بشیر الدین محمود لعین، درالاسل پور مندرجہ الفضل جلد 21، نمبر 138، مورخہ 20 مئی

(1933ء)

”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری

طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم

ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ

ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر ہوں، یعنی ظلی طور

پر محمد اور احمد ہوں۔“ (نعوذ باللہ) (حقیقۃ الوحی صفحہ 72، از مرزا قادیانی علیہ السلام)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

”آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں

اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر

ہوا۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ 7، از مرزا قادیانی لعین)

”مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، نہ زائد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، منکبر، خود بین،

خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (نعوذ باللہ) (مکتوبات احمدیہ صفحہ 21 تا 24، جلد 3)

”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ

علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (نعوذ

باللہ) (کشتی نوح حاشیہ صفحہ 75، مصنفہ مرزا قادیانی لعین)

”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کہانی

ہے اور خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی

کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ست پنچن حاشیہ صفحہ 176، مصنفہ مرزا قادیانی علیہ السلام)

”آپ (یسوع مسیح) کا بچپنوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی

مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان بچہ کو یہ موقع نہیں دے سکتا

کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر

لے لے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا

آدمی ہو سکتا ہے۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آختم صفحہ 7، حاشیہ از مرزا قادیانی)

”صبح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ بجلی کی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملایا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں بجلی کا نام حضور رکھا۔ مگر صبح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“ (نعوذ باللہ) (مقدمہ دافع البلاء، از مرزا)

”یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آختم صفحہ 5، از قادیانی ملعون)

”ممکن ہے کہ آپ (یسوع صبح) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت سمجھتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا۔“ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آختم صفحہ 7، حاشیہ)

اسلام کی توہین:

اسلام وہی جو مرزا کہے، مسلمان وہی جو مرزا کو مانے:

”جس اسلام میں آپ (مرزا علیہ السلام) پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ (مرزا علیہ السلام) کے سلسلہ کا ذکر نہیں۔ اسے آپ (مرزا) اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان جلد 2، نمبر 85، مورخہ 31 دسمبر، 1914)

”پس اسلام کی تبلیغ کرو جو صبح موعود (مرزا ملعون) لایا۔“ (نعوذ باللہ)

(منصب خلافت صفحہ 20، مرزا)

”تجویز آئی کہ ایسا رسالہ شائع کریں جس میں مرزا کا نام نہ ہو۔ مگر حضرت اقدس

مرزا قادیانی (علیہ السلام) نے اس تجویز کو اس ہتھ پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مراد اسلام کو پیش کرو گے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان جلد نمبر 16، شمارہ 32، مورخہ 19 اکتوبر 1928ء)

”مسلمان (خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔“ (نعوذ باللہ)

(کلمۃ الفضل صفحہ 143، از بشیر ایم اے الحسن)

”حضرت صاحب (مرزا) نے علماء مشائخ ہند کو جو خط لکھا اس میں سلام مسنونہ بم اللہ وغیرہ نہیں لکھی کیونکہ وہ مسلمان نہ تھے اور آپ (مرزا الحسن) ان کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ کافر قرار دیتے تھے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان جلد 8، شمارہ نمبر 22، 4 جولائی 1920ء)

”صبح موعود (مرزا علیہ السلام) کے منکروں کو مسلمان کہنا خبیث عقیدہ ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت ربی کا دروازہ بند ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(کلمۃ الفضل صفحہ 125)

صحابہ کرام کی توہین:

”بہیسا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“ (نعوذ باللہ)

(اعجاز احمدی صفحہ 18، از مرزا علیہ السلام)

”بعض کم تدبر کرنے والے صحابی (رضی اللہ عنہ) جن کی درایت اچھی نہ تھی، جیسے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)“ (نعوذ باللہ) (حقیقۃ الوحی صفحہ 34، از مرزا علیہ السلام)

”انہی باتوں میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بوجہ اپنی سادگی اور کم درایت کے ایسے دھوکے میں پڑ جایا کرتا تھا۔ ایسے اے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی۔“ (نعوذ باللہ)

(حقیقۃ الوحی صفحہ 34، از مرزا علیہ السلام)

”اس کو چاہئے کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔“ (نعوذ باللہ)

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 41، از مرزا علیہ السلام)

”بعض نادان صحابی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 285، از مرزا الحسن)

﴿پرائی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (علیہ السلام) کی تلاش کرتے ہو۔﴾ (نعوذ باللہ)

(ملفوظات احمدیہ جلد 1، صفحہ 91)

﴿میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر (علیہ السلام) کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر (علیہ السلام) کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿اشہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد 9، صفحہ 30، از مرزا ﴿ابوبکر و عمر (علیہ السلام)﴾ کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (ملعون) کی جوتیوں کے تھے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿ماہنامہ المہدی بابت جنوری فروری 1915ء 3/2 صفحہ 57، احمدیہ انجمن اشاعت الہدیہ﴾ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہو گیا۔﴾ (نعوذ باللہ) (صفحہ 171، خطبہ الہامیہ طبع اول) ﴿اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی لعنہ اللہ) نے امام حسن و امام حسین (علیہ السلام) سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں ہاں سمجھا۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿اعجاز احمدی صفحہ 52، از مرزا عبد اللہ﴾ ﴿میں (مرزا عبد اللہ) خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین (علیہ السلام) دشمنوں کا کشتہ ہے۔﴾ (نعوذ باللہ) ﴿اعجاز احمدی صفحہ 81، از مرزا قادیانی لعنہ اللہ﴾ ﴿تم نے خدا کے جلال و مجد کو بھلا دیا اور تمہارا در صرف حسین (علیہ السلام) ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کے پاس گوہ (ذکر حسین علیہ السلام) کا ڈھیر ہے۔﴾ (نعوذ باللہ) ﴿اعجاز احمدی صفحہ 82﴾

﴿میری اولاد سب تیری عطا ہے

ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں

یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درشین اردو صفحہ 45، مجموعہ کلام از مرزا قادیانی)

﴿حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی لعن) نے فرمایا

کہ بلا نیست سیر ہر آتم صد حسین است در گریہام

﴿میرے گریبان میں سو حسین (علیہ السلام) ہیں۔ لوگ اس کے سخی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (عجلین) نے فرمایا ہے کہ میں سو حسین (علیہ السلام) کے برابر ہوں۔ لیکن میں (مرزا بشیر الدین) ہوں۔ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین (علیہ السلام) کی قربانی کے برابر میری ہر قربانی کی قربانی ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿خطبہ مرزا بشیر الدین مندرجہ الفضل جلد 13، شمارہ 26، 80، جنوری 1926ء﴾

﴿میری (مرزا قادیانی کی) اولاد شعاثر اللہ میں داخل ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿تقریر مفتی صادق قادیانی لعین، الفضل قادیان جلد 11، صفحہ 8، 53، جنوری 1926ء﴾

﴿عزیز امتہ الحقیقہ (مرزا قادیانی لعین کی لڑکی لعین) سارے انبیاء کی بیٹی ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿اخبار الفضل قادیان جلد 2، صفحہ 156، مورخہ 17 جون 1915ء﴾

﴿مرزا قادیانی ملعون کی گھر والی لعین ام المؤمنین ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿سیرۃ المہدی﴾

﴿آن و سنت کی توہین:

﴿قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم یہ امام مجید ہے۔ خدائے پاک وحدہ کے منہ سے۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿نزل المسیح صفحہ 99، از مرزا لعین﴾

﴿مرزا نے اپنا الہام لکھا کہ

﴿ما انا الا کما لقوان﴾ یعنی قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا لعین) منہ کی باتیں ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ) (تذکرہ صفحہ 668، طبع دوم)

﴿میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ)

﴿اعجاز احمدی صفحہ 31، طبع 10، از مرزا لعین﴾

﴿پھر اقرار کرتا ہے گا کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم

سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ازالہ اوہام صفحہ 8، حاشیہ صفحہ 13، طبع)

”میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہو گئی ہیں۔“

(نعوذ باللہ) (ایک مجذوب کا کشف، ازالہ اوہام صفحہ 288، طبع پنجم)

”قرآن زمین پر سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔“

حدیثوں کے۔“ (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ 297، طبع پنجم)

یہی وجہ ہے کہ مرزا پر خود ساختہ نازل ہونے والی وحی کے مجموعہ کلام کا نام ”تذکرہ“ رکھا جائے
قرآن مجید کا ایک نام ”تذکرہ“ بھی ہے۔ کلا الہا تذکرہ

”یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلہ قریباً من القادیان۔۔۔ میں نے

دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ازالہ اوہام صفحہ 75، از مرزا قادیانی)

حرمین شریفین کی توہین:

”حضرت سید موعود (مرزا حسین) نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے کہ جو بارہا یہاں

آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا،

تم ڈرو کہ تم سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی

سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟“ (نعوذ باللہ)

(مرزا بشیر الدین محمود، مندرجہ حقیقت الروایا، صفحہ 10)

”مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر

فرمایا۔ (حالانکہ یہ مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف کے لئے ہے۔ ناقل) اور اس کو تمام جہانوں

کے لئے اُمّ القریہ قرار دیا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ بشیر الدین محمود، الفضل قادیان 3 جنوری 1025)

”تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ اور

قادیان۔“ (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ 34، از مرزا حسین، طبع پنجم)

”ہم مدینہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی ہنک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح

قادیان کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ

نے ان تینوں مقامات (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قادیان) کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو

ان تجلیات کے لئے مقرر کیا۔“ (نعوذ باللہ)

(تقریر بشیر محمود، الفضل قادیان 3 ستمبر 1935ء)

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین با

برکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(بشیر الدین محمود، الفضل 11 دسمبر 1932ء)

”والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی

القادیان“ مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے جو موعود (مرزا حسین) نے قادیان میں بنایا۔“ (نعوذ

باللہ) (ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ 21، طبع ربوہ)

”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔۔۔ جیسا کہ حج میں رفت فسوق اور جدال منع

ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(خطبہ محمود مندرجہ برکات خلافت صفحہ 5، مجموعہ تقاریر بشیر جلسہ سالانہ 1914ء)

”جیسے احمدیت کے بغیر یعنی (مرزا حسین) کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے۔ وہ

خسک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج (جلسہ قادیان) کو چھوڑ کر کہہ والا حج بھی خشک رہ

جاتا ہے۔“ (نعوذ باللہ) (پیغام صلح 19 اپریل، 1933ء)

”لوگ معمولی اور نقلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ (قادیان میں)

ثواب زیادہ ہے۔ اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر، کیونکہ سلسلہ آسانی ہے اور حکم ربانی

ہے۔“ (نعوذ باللہ) (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352)

علماء و اولیاء اُمت کی توہین:

”سیدنا پیر علی شاہ گولڑی مدظلہ کے متعلق لکھا۔“

”مجھے (مرزا حسین) ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ غیبت کتاب بچھو کی طرح

نیش زن ہے۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہو تو ملعون (پیر صاحب)

کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“ (نعوذ باللہ)

(اعجاز احمدی صفحہ 75، از مرزا قادیانی علیہ اللہ علیہ)

”لومڑی کی طرح بھاگتا پھرتا ہے۔۔۔ جاہل بے حیا۔“ (نعوذ باللہ)

(نزول المسح صفحہ 63، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿مولانا نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا کہ وہ گمراہ اور کذاب ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(انجام آیت صفحہ 251، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿مولانا عبدالحق دہلوی کے متعلق لکھا کہ وہ لاف زنون کا رئیس ہے۔ اسی طرح مولانا عبد اللہ ٹوکی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کو بھی۔﴾

(انجام آیت صفحہ 251، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔﴾ (نعوذ باللہ)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 35، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ، طبع اول)
 ﴿جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ میں ان سب سے افضل ہوں۔﴾ (مفہوم) (نعوذ باللہ)

(حقیقۃ الوحی صفحہ 391، از مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿حضرت مرزا صاحب (لعین)، جمیع اہل بیت طہیّین، طاہرین، کہ اس میں دیگر اولیاء اللہ و مجددین امت بھی شامل ہیں۔ ان سب سے بڑھ گئے جو کچھ ان میں متفرق تھا وہ آپ میں مجموعی طور پر آ گیا۔﴾

(الفضل قادیان جلد 3، صفحہ 107، مورخہ 18 اپریل، 1972،
 ﴿سویہ عاجز (مرزا لعینہ اللہ) بیان کرتا ہے نہ فجر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکرانہ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان ہستیوں پہ فضیلت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب (الف ثانی علیہ السلام) سے بھی بہتر ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ)

(حیات احمد جلد 2، نمبر 2، صفحہ 79، مولفہ یعقوب قادیانی لعینہ)

مسلمانوں کی توحید:

﴿یہ الہام شائع کیا کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد 9، صفحہ 27)

تمام مسلمانوں کے لئے فتویٰ کفر:

﴿کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔﴾

(انوار النہول نے حضرت مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔﴾ (نعوذ باللہ)

(آئینہ صداقت صفحہ 35، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد)
 ﴿ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا لعینہ اللہ) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔﴾ (نعوذ باللہ)

(المصل صفحہ 110، مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی لعینہ اللہ، مندرجہ ریو جلد 14، مارچ، 191۱ء)

﴿جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی، یہودی اور مشرک رکھا گیا۔﴾ (نعوذ باللہ)
 (نزول المسح از مرزا قادیانی)

﴿جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔﴾ (نعوذ باللہ)

(انوار الاسلام صفحہ 30، مصنفہ مرزا قادیانی لعینہ اللہ علیہ)
 ﴿میرے مخالف جنگلوں کے سو رہ گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئیں۔﴾

(تخیم الہدی صفحہ 53، از مرزا غلام احمد قادیانی لعینہ اللہ)
 ﴿تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔﴾ (نعوذ باللہ)

(محمد علی لاہوری قادیانی لعین، منقول از مباحثہ راولپنڈی صفحہ 240)
 ﴿میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔﴾ (نعوذ باللہ)

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547)

اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے مرزا کے الفاظ یہ ہیں۔ ”الا ذریعہ“
 ”عرب کا لفظ ”البعایا“ جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغیہ ہے جس کا معنی بدکار فاحشہ زانیہ ہے۔
 لہذا نے خطبہ الہامیہ صفحہ 17 میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے اور ایسے ہی انجام آیت کے
 28۲ نور الحق صفحہ 123 میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران، زنا کار، زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ:

”حضرت مسیح موعود (مرزا عیسیٰ اللہ) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ کو ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ (عیسیٰ اللہ) نے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ (عیسیٰ اللہ) کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین (لعین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔“ (نور اللہ)

(انوار خلافت صفحہ 93، 94، مصنفہ بشیر الدین)

”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا لعین) نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔۔۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا ہماری ذریعہ رشتہ نامہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔“ (نور اللہ)

(کلمۃ الفضل جلد 14، نمبر 4، صفحہ 169۔ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔“ (نور اللہ) (انوار خلافت صفحہ 90، از مرزا محمود بن مرزا قادیانی عیسیٰ اللہ)

”غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔“ (نور اللہ)

(انوار خلافت صفحہ 93، از مرزا محمود، نیز الفضل مورخہ 21 اگست 1917، الفضل جلد 30)

(1930ء)

”نیز معلوم عام بات ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح

جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ جب اسلامی اخبارات اور مسلمان اس چیز کو منظر عام پر لائے جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ

اناب چودھری محمد ظفر اللہ خان عیسیٰ اللہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔“

22 مئی 1922ء، عنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ، الناشر مہتم نشر و اشاعت نظارت دعوت و اصلاح احمدیہ (جمین احمدیہ ریوہ ضلع جھنگ)

الگ دین، الگ امت:

مرزا قادیانی عیسیٰ اللہ کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کیا کہ میں کوئی وقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس حال و کوشاں ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا لعین) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔“ (خطبہ مرزا محمود احمد الفضل جلد 19، صفحہ 13)

”میں نے اپنے نمائندوں کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں اس طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔“

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ الفضل 13 نومبر، 1946ء)

مرزائیوں کے قبرستان میں مسلمانوں کا بچہ بھی دفن

نہیں ہو سکتا:

”کیونکہ غیر احمدی جب بلا استثناء کافر ہیں تو ان کے چھ ماہ کے بچے بھی کافر ہوئے

اور جب وہ کافر ہوئے تو احمدی قبرستان میں ان کو کیسے دفن کیا جاسکتا ہے۔“

(اخبار پیغام صلح جلد 24، صفحہ 49، مورخہ 13 اگست 1936)

یہ ہیں قادیانیوں کے غلیظ کفریہ عقائد۔

لمحہ فکریہ:

اے افراد ملت اسلامیہ! یہ کچھ فکر یہ ہے کہ آج ہمارے ملک پاکستان میں ہر محلے میں مسجد ہے۔

دینی ادارے ہیں۔

مذہبی جماعتیں ہیں۔

رفاعی تنظیمیں ہیں۔

اسلامی عسکری پارٹیاں ہیں۔

اسلامک یوتھ فورسز ہیں۔

اسلامی طلبہ تنظیمیں ہیں۔

حمدیہ نعتیہ بزمیں ہیں۔

مذہبی رسائل ہیں۔

اسلامی صحافت کے علمبردار جرائد ہیں۔

مذہبی اشاعتی ادارے ہیں۔

اسلامک ریسرچ سنٹر ہیں۔

لیکن دینی اداروں کے اس ہجوم میں قادیانی بڑے آرام و سکون سے رہ رہے ہیں۔ اور اس

ارتدادی مشن میں پوری قوتوں سے سرگرم ہیں۔ اسلام کے متوازی ایک نئی نبوت اور نیا دین لا کر اسلام کی روح ”عقیدہ ختم نبوت“ پر حملہ آور ہیں اور اپنی مکاری سے مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں۔

لیکن یہ مذہبی طبقہ ان کا راستہ نہیں روکتا۔ ان کا مد مقابل نہیں بنتا۔ ان کے ارتدادی تقفن کو محسوس نہیں کرتا۔ ان کے ایمان جنکں اور اسلام سوز عقائد کا محاسبہ نہیں کرتا۔ ان کی سازشوں کو طشت ازہام نہیں کرتا۔ اناس کو ان کی ذہرتا کیوں سے آشنا نہیں کرتا۔ اور اگر کہیں قادیانیت کے دام تزدیر میں پھنس کر کوئی مسلمان قادیانی ہو جائے تو اس سے صرف نظر کرتا ہے۔

اگر صرف پاکستانی مذہبی طبقہ قادیانیوں کی سرکوبی کے لئے صرف ایک ہفتہ وقف کر دے اور پاکستان میں قادیانی نام کی کوئی خباثت ڈھونڈے سے بھی نہ ملے۔ اور پاکستان قادیانیت کی نحوست سے

محفوظ رہے۔

لیکن یہ مذہبی طبقہ ایسا کیوں نہیں کرتا؟

اور وہ قادیانیت کو برائی نہیں سمجھتا؟

یاد رہے قادیانیوں کی ہلاکت خیزیوں اور شرانگیزیوں سے واقف نہیں؟

یاد رہے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور نزاکت سے آشنا نہیں؟

یاد رہے منور خاتم النبیین ﷺ سے ان کا جذباتی تعلق نہیں؟

یاد رہے یہی ہو۔ دنیا اور آخرت کے محاسبے سے ہماری جان نہیں چھوٹتی۔۔۔

یاد رہے کہ کوئی کونہ جاننا بھی جرم ہے۔۔۔

یاد رہے کہ کوئی ماننا بھی جرم ہے۔

یاد رہے کہ حفاظت نہ کرنا بھی جرم ہے۔

یاد رہے کہ سوچنے۔۔۔ ہم کتنے بڑے مجرم ہیں۔۔۔

یاد رہے کہ ختم نبوت سے ہماری بے اعتنائی۔۔۔

یاد رہے کہ ختم نبوت سے ہماری لاپرواہی۔۔۔

یاد رہے کہ ختم نبوت سے ہماری بے رخی۔۔۔

یاد رہے کہ ختم نبوت سے ہماری چشم پوشی۔۔۔

یاد رہے کہ ختم نبوت سے ہماری عدم دلچسپی۔۔۔

یاد رہے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو کتنا تر پارہی ہے۔ کتنا رلا رہی ہے۔ کتنی اذیت پہنچا رہی ہے؟

یاد رہے اسطور اپنے تجربے کی بنیاد پر بڑے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں

فحشیت صرف اس لئے زندہ ہے۔ کہ مسلمان نہیں جانتا کہ:

قادیانیت اسلام کے خلاف کس ہولناک سازش کا نام ہے؟

قادیانیت اسلام کو ملیا میٹ کرنے کے لئے کس طرح چل رہی ہے؟

قادیانیت اپنے دودھاری بختر سے کس طرح مسلمانوں کے ایمانوں کی شہرگ کاٹ رہی ہے؟

قادیانیت رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کیا کیا ہڈیاں بک رہی ہے؟

قادیانی نبوت پوری دنیا میں نبوت محمدی ﷺ کے مقابلہ میں کس طرح متعارف کرائی جا رہی ہے؟

قادیانیت اسلامی شعائر کا کس طرح مثلہ کر رہی ہے؟

اور پھر راقم نے اپنے تجربے کی آنکھوں سے یہ بھی دیکھا کہ جب ایک مسلمان قادیانیت کے کفر کو

جانچ گیا۔ قادیانی عقائد و نظریات سے واقف ہو گیا۔ تو پھر!!!

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی کو دیکھ کر دانت نکالتا تھا اب وہ قادیانی کو دیکھ کر دانت پیتا ہے۔

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی سے ہاتھ ملاتا تھا اب وہ قادیانی سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تپتا ہے۔

ایک وقت وہ تھا جب وہ اپنے قادیانی دوست کو دیکھ کر خوشی سے اس کی آنکھوں میں ہنسی

تھی۔ لیکن اب اس کی آنکھوں میں غیرت کی سرخی آ جاتی ہے۔

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتا تھا، لیکن آج قادیانی کو دیکھ کر

ہونے لگتی ہے۔

ایک وقت تھا جب وہ قادیانی سے گلے ملتا تھا۔ لیکن اب وہ قادیانی کا گلا دبانے کے لئے

تاب ہے۔

ایک وقت وہ تھا جب وہ قادیانی کا منہ چومتا تھا، لیکن اب وہ قادیانی کے منہ پر تھوکتا ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ذرا غم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

مسلمانو!

ختم نبوت دین کی اساس ہے۔

ختم نبوت دین کی روح ہے۔

ختم نبوت دین کی آبرو ہے۔

مسلمانو! جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے!

وہ کلمہ طیبہ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کی توحید کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کے قرآن کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ ناموس رسالت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ انبیائے سابقین کی صداقت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ فرشتہ وحی حضرت جبریل علیہ السلام کے امین ہونے کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مکہ مکرمہ کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مدینہ منورہ کی عصمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ بیت اللہ کی عظمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ محمد رسول ﷺ کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ ابراہیم علیہ السلام کی عزتوں کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ بیت کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ امت اسلامیہ کے ایمان کا چوکیدار ہے۔

وہ امت کا نقیب ہے۔

وہ اسلامی فکر جہاد کا علمبردار ہے۔

وہ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا محافظ ہے۔

وہ ملن عزیز کے خلاف سازشیں کرنے والے غداروں کے لئے مجاہد کبیر ہے۔

وہ دو دھنوں کی خطرناک چالوں کو ناکام بنانے والا بیدار مغز سپاہی ہے۔

وہ جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام نہیں کرتا۔ وہ ان تمام اسلامی عظمتوں سے پہلو تہی کرتا ہے۔ منہ

بے رغبہ کا مظاہرہ کرتا ہے۔۔۔!!!

کہانہ بھی عہد حاضر کا سب سے بڑا جہاد ہے۔

یہی وقت کی آواز ہے۔

یہی اسلام کی صدا ہے۔

یہی عشق رسول ﷺ کی دلیل ہے۔

اور یہی شفاعت رسول ﷺ کا ذریعہ ہے۔

تو آئیے۔۔۔ اسلام کی اس صدا پر۔۔۔ جہاد کی اس پکار پر لبیک لبیک کہتے ہوئے گلی گلی، کوچہ

پہلے قریہ، پستی پستی، گاؤں گاؤں، شہر شہر اور ملک ملک تحفظ ختم نبوت کی روشنی بکھیر دیں۔

صدائے حق کی جرأت سے تو زندہ کر زمانے کو

کہ تیرے ساتھ دنیا میں ہزاروں دل دھڑکتے ہیں

اے افراط و تفریط اسلام! اٹھو اللہ کے لئے۔۔۔ اللہ کے رسول کے لئے۔۔۔ اللہ کے دین کے

ہاگو۔۔۔ اور جگاؤ۔۔۔ اور قادیانیوں سے بڑس پرکار ہو جاؤ۔

اے میرے مسلمان بھائیو! حضور سرور عالم ﷺ کا ایک فرمان خصوصی توجہ سے سنئے۔ ہمارے آقا

ﷺ نے فرمایا

”جو لوگ مکر کو دیکھیں اور بدلے کی کوشش نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ برائی کر لے والوں اور اس کے دیکھنے والوں کو ایک ہی عذاب میں لپیٹ لے۔“

مسلمانو! اس وقت روئے زمین پر قادیانیت سے بڑھ کر برائی کیا ہوگی۔۔۔ اور اس برائی کو خاموش رہنے والے لوگوں سے بڑھ کر مجرم کون ہوں گے۔۔۔

آؤ دیکھتے ہیں، کہیں میں مجرم تو نہیں۔۔۔ کہیں آپ مجرم تو نہیں۔۔۔

آؤ جلدی سے اپنی شناخت پر پڑ کرتے ہیں۔۔۔

مبادا کہیں اللہ کے عذاب کی بجلیاں کڑک پڑیں۔۔۔

کہیں اللہ کے عذاب کے بادل شعلوں کی بارش برسا دیں۔

کہیں فرشتے زمین کے اس کلوے کو اٹھا کر آسمان پر لے جائیں اور پھر اسے نیچے پھینک دیں۔

جلدی کیجئے۔۔۔ جلدی کیجئے۔

چو کھٹے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو

جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے



ایمان و کفر

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں اور کسی ایک ضروری دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔ اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو ضروریات دین و مسائل دینی جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ جیسے اللہ عز و جل کی وحدانیت، اللہ کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہ۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حضور بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں نہ شمار کئے جاتے ہوں مگر علماء و محبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔ (بہار شریعت)

مرقاۃ محمود برق (نو مسلم، سابق قادیانی)

میرا قبول اسلام

ماہنامہ ”کنز الایمان“ کے لئے خصوصی ایمان افروز اور چشم کشا تحریر

جناب عرفان محمود برق صاحب جو روزنامہ تبصرہ کے ایڈیٹر بھی ہیں، چند سال قبل ان نے اور ان کے خاندان کے کئی افراد نے پوری تحقیق اور مطالعہ کے بعد قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ ان کی زندگی قادیانیت کے کفریہ و باطل عقائد کی نقاب کشائی اور عقیدہ حق نبوت ﷺ کے فروغ و بلاغ کے لئے وقف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان علماء و زعماء و محققین نے قادیانیت اور مرزا قادیانی کے بارے میں جو کچھ لکھا، انہوں نے حقیقتاً انہیں اس سے زیادہ کاذب اور زندقہ پایا کیونکہ ان کے پاس قادیانی ذریت کی اصل کتابیں موجود ہیں۔ آئیے گھر کے اس بھیدی کی زبانی قادیانی فتنے سے آگاہی حاصل کریں۔

(ادارہ)

میرا قبول اسلام:

میری حیات مستعار میں ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ جب میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب میں ایک مضمون قلم بند کیا تھا۔ مرزا قادیانی سے میری عقیدت کیشی کسی علمی سطح یا حقیقت شناسی کی سطح پر بلکہ محض وراثت کی ایک اندھی تقلید تھی۔ جس نے میری نگاہوں سے تصویر کے دوسرے رخ کو نظر انداز کر دیا تھا۔

اس دور میں مسلمانوں کے عوامی حلقوں سے اکثر یہ باتیں میرے کانوں سے ہوتی ہوئیں آئینہ حیات کے آئینے میں چاکر تھیں کہ مرزا قادیانی ایک بدسیرت جھوٹا مدعی نبوت تھا جس کی ساری زندگی بدکاریوں اور گناہوں کی دلدلوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ لیکن ان گوش گزاریوں کو میں فراموشیوں کے سپرد کرنا ہی لازم تھا۔ کیونکہ میرے نزدیک اس طرح کے معترضین کے اعتراضات زیادہ تر بے بنیاد اور بلا دلیل

ہوتے تھے اور اگر کوئی دلیل دی بھی جاتی تو ان قادیانی کتب سے جن کے نام ہی میں پہلی دفعہ سنا لئے یہ باتیں میری عدم توجہ کا باعث بنیں۔ تاہم اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میں نے ایک روز سوچ و پکار کے بعد نگاہ مصفاانہ سے تحقیق کا دامن پکڑنے کا فیصلہ کیا اور ان کتابوں کی تلاش شروع کی جن سے معتزین مرزا قادیانی کے کردار اور اس کی تحریرات پر اعتراضات کرتے تھے۔ ان کتابوں میں قادیانی کی اپنی اور اس کے مریدوں کی کتابیں شامل تھیں۔

آخر ایک مدت کی جاں فشانیوں اور عرق ریزیوں کے بعد میں چند کتابیں حاصل کر کے کامیاب ہو گیا۔ پھر خالی الذہن ہو کر مرجع سیاق و سباق ان کتب کا مطالعہ کیا گیا تو میری حیرت کی رہی کہ فی الحقیقت ان کتب کی تحریرات سے یہی عیاں ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی انگریزوں کا لالہ پالک اور مدنی نبوت تھا جس کی شخصیت چالبازیوں، دھوکا دہیوں، سیاہ کاریوں اور بہت سی منفی عادات کی گہرائی ہوئی تھی۔ میں جیسے جیسے مبداء فیاض کی زرہ نوازیوں سے ان حقائق سے آگاہ ہوتا گیا ویسے ویسے قادیانی سے میری چاہت و رغبت کے تمام بچے اُدھڑتے چلے گئے اور آخر ایک دن کپے دھاگے کی ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئے۔

میری گلشن اسلام میں داخل ہونے کی ایک بڑی وجہ میرے وہ خواب بھی تھے۔ جو میری دلچسپی کے لئے چراغ راہ ثابت ہوئے۔ خاص طور پر ایک خواب تو مجھے اس دور میں آیا جب میں تیرہ چودہ برس کا تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ

حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے محلے میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حضور ﷺ اپنے دست مبارک میں پھلوں کا ایک طشت اٹھائے ہوئے بعض گھروں میں پھل بانٹ رہے ہیں۔ لیکن جب آپ ﷺ ہماری گلی میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ تو پھل بانٹتے بانٹتے ایک قادیانیوں کے گھر سے پھل گھر کے پاس ہی رک جاتے ہیں اور آگے نہیں بڑھتے۔ میں اپنے گھر کے دروازے میں کھڑا یہ دیکھ کر یک لخت پریشان ہو جاتا ہوں کہ حضور رحمت عالم ﷺ آگے کیوں نہیں تشریف لارہے؟ پھر جیسے ہی آپ ﷺ اپنی نظر رحمت سے میری طرف دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں اور واپس مڑ جاتے ہیں تب ساری بات میری سمجھ میں آ جاتی ہے اور میری سارا پریشانی فوراً چھٹ جاتی ہے اور میں خوش ہو جاتا ہوں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ دوسرا خواب میں نے اس وقت دیکھا جب میں قادیانیت کے متعلق کافی تحقیق کر چکا تھا بہت حد تک جھوٹا گردان چکا تھا۔ اس خواب میں میں نے دیکھا کہ

ایک بہت بڑا چمیل میدان ہے۔ سورج کی آتش کی کرنوں سے زمین کا سینہ بہت تپ چکا ہے۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر آگ کا ایک بہت بڑا لاوا روشن ہے جو مزید گرمی کا باعث بن رہا ہے۔ اتنے میں ایک خوفناک قسم کا فرشتہ قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو اپنے میں ہاتھ میں پکڑے میری طرف آتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری بھی کلائی پکڑ کر اس آگ کی جانب دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ میں اس سے اپنی کلائی چھڑانے کی بہت کوشش کرتا ہوں۔ لیکن وہ نہیں چھوڑتا اور آگ کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے۔ جیسے جیسے مارے اور اس آگ کے درمیان فاصلہ سمٹتا جاتا ہے ویسے ویسے گرمی کی شدت بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آخر وہ فرشتہ یک لخت مجھے چھوڑ دیتا ہے اور میں غلابازیاں کھاتا ہوا زمین پر گر جاتا ہوں۔ گرنے کے فوراً بعد میں جیسے ہی سر اٹھا کر اس فرشتے کی جانب دیکھتا ہوں تو لاوا کے بہت قریب پہنچ کر مرزا قادیانی کو اس میں پھینک دیتا ہے۔ آگ بجو کے شیر کی طرح مرزا قادیانی پر جھپٹتی ہے اور اسے اپنے اندر گہرائی میں لے جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میرے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلتی ہے اور میں گھبرا کر اٹھ جاتا ہوں۔ میرا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔ بیدار ہونے کے فوراً بعد میں نے بغیر کوئی لکھ ضائع کئے قادیانیت پر مکمل لعنت بھیجی اور اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ۔

میرے قبول اسلام کے بعد جو مخالفت کی تیز دند آندھیاں چلیں اور ایمان کو خش و خاشاک کی آگ لالے جانے والے سیلاب آئے ان میں حائل اگر خدائے لم یزل کی عطا کردہ ثابت قدمی اور مصداق عالمیان ﷺ کی نگاہ فیضان نہ ہوتی تو یقیناً ایسی پیش آمدہ چہرہ دستیوں سے میرا ایمان چراغ کی طرح غمٹانے کے بعد کبھی کا گل ہو چکا ہوتا۔

میرے اسلام قبول کرنے کی خبر قادیانیوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ انھیں میرا قبول ایمان نہایت گراں گزرا۔ اس مسئلے کے فوری حل کے لئے انہوں نے اپنے لاہور کے سب سے بڑے علماء و اہل سنت خانے دارالذکر میں اپنے جماعتی عہدے داران، مریضوں (قادیانی پنڈتوں) اور ہمارے بعض ذمہ دار افراد کا اجلاس طلب کیا۔ اس اجلاس میں مختلف قادیانی پنڈتوں کی ڈیوٹی لگا دی گئی انہوں نے ہر روز مجھے میرے گھر میں جا کر اس بات کا درس دینا ہے کہ اس دنیا میں صرف قادیانیت ہی کا مذہب ہے اور مسلمانوں والا اسلام نہایت لعنتی ہے۔ (نعوذ باللہ) اس اجلاس میں جماعتی داران نے میرے باپ اور بھائیوں کو بھی خوب ملامت کی کہ ان سے ایک بچہ نہیں سنبھالا گیا۔ کے بگڑتے ہوئے عقائد کو اپنے رعب کے پیسے تلے کچل دیا ہوتا تو اس کی کیا جرأت تھی کہ وہ غیر

احمدیت (اسلام) قبول کرتا۔ لہذا میرے باپ اور بھائیوں کی سزا یہ تجویز کی گئی کہ انہیں اب ہر قسم میں مجھے قادیانیت کے اندھے کنوئیں میں دوبارہ دھکیلتا ہے۔ چاہے اس سلسلے میں انہیں سخت اقدامات کرنے پڑیں یا بڑی سے بڑی لالچ بھی دینی پڑے تو کوئی پروا نہیں۔ اجلاس کے فوراً بعد پنڈتوں اور ہمارے گھر والوں نے اپنے مشن کا آغاز کر دیا۔ اب ہر روز ہمارے گھر میں کوئی نہ کوئی پنڈت آتا اور مجھے سمجھانے کی سر توڑ کوششیں کرتا کہ قادیانیت ایک زندہ مذہب ہے جس کا نام اسلام اور مسلمانوں والا اسلام ایک مردہ اسلام ہے۔ اب جس نے حجات کا لباس پہننا ہے وہ پہلے مرزا قادیانہ کا نبی اور رسول مانے تب اسے جنت ملے گی ورنہ وہ کافر اور جہنمی ہی رہے گا۔ مجھ سے جہاں تک ہوتا قادیانی پنڈت کو اس کی خرافات کا جواب دیتا اور وہ کوئی بات منقہ نہ دیکھ کر واپس چلا جاتا۔

ایک طرف قادیانی پنڈت میرے ایمان کے نئے پھولوں کو ملنے کی کوششوں میں مصروف دوسری طرف ہمارے گھر والوں کے بدلتے رویے بھری ہوئی آندھیاں بن کر میرے دل میں رات دن نبوت کے چراغ کو گل کرنے کی کوششوں میں سرگرم عمل تھے۔ اس سلسلے میں کبھی تشدد کے حربے استعمال کئے جاتے تو کبھی لالچ کے ہتھیاروں سے کام لیا جاتا، کبھی بائیکاٹ کا خوف دلایا جاتا۔ کبھی جانبدار حاق کرنے کی دھمکیاں دی جاتیں۔ لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ ثابت قدمی کے پہاڑ کے آگے ارتدادی آندھیوں کا کوئی زور نہ چلتا اور میرا ایمان مزید قوی ہوتا جاتا۔

وہ فکر جس کے باعث میرے ماتھے پر تشویش کی سلونٹیں پڑتیں اور میں راتوں کو بے چینی کروٹیں بدلتا وہ یہ تھی کہ کسی طرح ہمارے گھر والے خصوصاً میری زندگی کی سب سے عظیم ہستی میری پیاری ماں اسلام کے مہکتے گلستان میں داخل ہو جائے اور جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے بچ جائے۔ میں نے ہمت کر کے سب سے پہلے اپنی پیاری ماں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی ایک تو وہ پہلے ہی سے ناراض تھیں اور دوسرا اس دعوت کی وجہ سے مزید ناراض ہو گئیں۔ لیکن میں نے ہمت جاری رکھی انہیں قادیانیوں کی کتابوں میں چھپے کفریہ عقائد سے آگاہ کرتا گیا جن میں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ اس کی بیہودہ گوئیوں کی وحی اللہ، اس کی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اس کی غلیظ حرکتوں کو سنت و اس کی فاحشہ بیویوں کو امہات المؤمنین اس کے گمراہ خاندان کو اہل بیت، اس کے بدکار ساتھیوں کو کرام، اس کے درندہ صفت خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے گندے شہر (قادیان) کو مدینہ منورہ کہہ معظّمہ سے بھی افضل لکھا گیا تھا۔ (نعوذ باللہ) اس تبلیغ کا اثر میری پیاری ماں پر یہ ہوا کہ خدا کی راہ سے وہ رفتہ رفتہ سمجھتی گئیں کہ قادیانیت اسلام کے خلاف کتاباً و افراً ہے۔ آخر انہوں نے میرے ہاتھ پویشیدہ طور پر اسلام قبول کر لیا اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دی۔ الحمد للہ۔

قبول اسلام کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں میں دو آم پکڑے ہوئے ہیں اور ایک خوفناک قسم کی کتیا ان سے وہ آم چھیننے کی کوشش کر رہی ہے۔ آپ دوڑ رہی ہیں اور وہ کتیا متواتر آپ کا پیچھا کر رہی ہے۔ دوڑتے دوڑتے آپ ایک چمنستان میں داخل ہو جاتی ہیں اور کتیا یہ دیکھ کر واپس مڑ جاتی ہے۔

خواب میری پیاری ماں نے مجھے سنایا تو میں نے اس کی تعبیر انہیں یہ بتائی کہ آموں یعنی بھلوں سے بنے ہیں اور کتیا سے مراد وہ قادیانی مبلغ ہے جو ہمارے گھر میں ہمیں مرزائیت کی تبلیغ کرنے کے لئے آپ کے اور آپ کے دو بیٹوں کے پیچھے زیادہ پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ اسے اسی طرف سے ملے ہوئے محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے دو بیٹوں کو اس کتیا یعنی قادیانی مبلغ سے بچالیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ میرے ایک بھائی کو بھی اسلام کی طرف مائل کرے گا۔ اس خواب کے چند ماہ بعد اللہ پاک نے اپنی رحمت کے موتی میرے ایک بھائی کی

زندگی میں بھی گرا دیے اور میری پیاری ماں کا ایمان شائین بن کر بلند یوں کو پہنچ گیا۔ وقت میں کبھی نہیں بھول سکتا جب میری انھوں کی رم جھم ساری رات میری پیاری ماں کے سر ہانے کی دھڑکی اور خدا تعالیٰ سے یہ فریاد کرتی رہی کہ وہ انہیں لمبی زندگی عطا فرمائے۔ انہیں دل کا شدید ایک حادثہ انھوں نے نا اُمیدی کا اظہار کیا تھا۔ ساری رات میری پیاری ماں ہسپتال میں شدت درد سے روتی رہیں اور میں اکیلا ان کے سر ہانے در دو دو سلام کا ورد کرتا رہا اور ان کی زندگی کے لئے دعا میں کرتا رہا۔ ان کی زندگی نے ان سے وفانہ کی اور وہ مجھے اپنی متا سے محروم کر کے یونہی روتا ہوا چھوڑ گئیں۔ اور

2003ء کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفات سے ایک مہینہ قبل انہوں نے میرے پوچھنے پر دوبارہ اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ قادیانی نہیں اور ساتھ یہ تاکید بھی کی تھی کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو مسلمان میرا جنازہ پڑھیں اور مجھے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ جب میں نے اپنے گھر والوں کے سامنے وصیت کا ذکر کیا تو انہوں نے یقین نہ کیا اور اپنے قبرستان میں قبر کی کھدائی کا آرڈر دے دیا۔ قادیانی پنڈت اور قادیانی ہمارے گھر میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن میں نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے انہیں شرم اور اہل محلہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میری ماں مسلمان تھیں اور ان کی یہ وصیت تھی کہ مسلمان پڑھیں۔ اس اعلان کے سننے کی دیر تھی کہ ہماری ساری گلی مسلمان مجاہدین سے بھر گئی۔ میرے گھر کے مزید رابطے کر کے پورے شہر کے نامور علماء کرام کو بھی اکٹھا کر لیا۔ عظیم سکالر، پروانہ ختم نبوت محمد طاہر عبدالرزاق صاحب بھی پہنچ گئے۔ خطیب ختم نبوت جناب مولانا غلام حسین کلیاوی

مذللہ العالی نے جنازہ پڑھایا اور میری پیاری ماں کو لاہور کے مشہور قبرستان بدھو آوا میں دفن کر دیا۔
درجنوں کی تعداد میں قادیانی پاس کھڑے یہ سارا منظر دیکھتے رہے لیکن کسی کی جرأت نہ ہوئی
جنازے کی چار پائی کو ہاتھ بھی لگا سکے۔ یا کسی بھی قسم کی کوئی مداخلت کر سکے۔

وفات کے بعد اکثر میری پیاری ماں مجھے میرے خوابوں میں نہایت خوشنما جگہوں پر ملتی
ہیں۔ اور یہ حوصلہ دیتی رہتی ہیں کہ میرے لال مرتے دم تک ہمت نہ ہارتا۔ مشکلات اور پریشانیوں
کبھی مت گھبراتا، اپنے گھر والوں اور دوسرے قادیانیوں کو دعوت و تبلیغ کرتے رہنا۔ اس سے
اور حبیب اللہ خدا بہت خوش ہوتے ہیں۔



اگر جہنم کا دار و خد اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے کل کے کل اس کی ہیبت سے مرعوب
ہوں گے اور قسم بیان کیا کہ اگر جہنم کی زنجیر کی ایک لکڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کاٹنے سے
انہیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ نیچے زمین تک نہ چنٹ جائیں۔ یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی
واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی
اسے جہنم میں پھر نہ جائے مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اس آگ سے
ڈرتا جس سے آگ بھی پناہ مانگتی ہے۔ دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے۔ حدیث میں
کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی نہ پہنچے گی۔
انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا
حالانکہ یہ پانسو برس کی راہ ہے۔ پھر اس میں مختلف طبقات وادی اور کوئیں ہیں۔ بعض وادی ایسی ہیں
بھی ہر روز ستر مرتبہ یا زیادہ ان سے پناہ مانگتا ہے۔ یہ خود اس مقام کی حالت ہے اگر اس میں اور کچھ
نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا مگر کفار کی سرکش کے لئے اور طرح طرح کے عذاب مہیا کئے۔ لوہے کے ایسے
گرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر اس کو مار
سکتے۔ اونٹ کی گردن برابر پھوٹا اور اللہ جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی
دور، بے چینی ہزار برس تک رہے۔ (بہار شریعت)

(المسلم، سابق قادیانی)

مرزا قادیانی ایک جعلی حکیم خطرہ جان

حق و صداقت کی شمع سے فروزاں خدا تعالیٰ کا پیغمبر تو اس کی رضا جوئی کے تابع رہتا ہے اور تمام علوم
و اہل عالم الغیب سے سیکھتا ہے لیکن ابلیسی نبوت کا اُستاد شیطان ملعون اور شیطان صفت انسان بنتے
ہوئے قادیانی نبوت مکتب بھی جاتا ہے اپنے استادوں سے گالیاں بھی سنتا ہے اور مرعابین کر جوتے بھی کھاتا
ہے کہ مرزا قادیانی جو ان تمام عوامل سے گزر کر فرنگی کے اشارہ ابرو پر مدعی نبوت ہوا۔ مرزا قادیانی نے
اپنی اصل کتابیں اپنے باپ سے پڑھیں تھیں۔ وہ اپنی کتاب ”کتاب البریہ“ میں لکھتا ہے۔

”میں نے فن طبابت کی چند کتابیں اپنے والد سے جو ایک نہایت حاذق طبیب تھے،
پڑھیں۔“ (کتاب البریہ، حاشیہ صفحہ 150)

اب جیسے حساس شعبے میں اتنی محدود معلومات کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی نے قسم یہ ڈھالیا کہ وہ
حالت پر آہیضا اور مختلف امراض کی ادویات سازی کرنے لگ گیا۔ جہلانہ سمجھا کہ شاید یہ
حکیم صاحب ہیں اور شبیہ خبریں رکھتے ہیں اس لئے ان کی دی ہوئی دوا ضرور اکسیر اعظم کا درجہ
ملے گی۔ چنانچہ انھوں نے یہ سوچ کر مرزا قادیانی سے مختلف امراض کی ادویات یعنی شروع کر دیں۔

جب تریاق الہی ذلت و رسوائی بن گئی:

اسی دور میں ایک دفعہ ہندوستان میں طاعون کی وبا پھوٹی اس موقع پر مرزا قادیانی نے یہ پیشگوئی
کی کہ اُسے الہام ہوا ہے کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ مرزا قادیانی کے الفاظ یوں تھے۔

”ما کان اللہ یعد بہم وانت فیہم انه اوی القریۃ۔ ولا الا کرام لہلک
العقوام“ خدا ایسا نہیں ہے کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔

وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس تباہی سے بچائے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا
اور تیرا اکرام مد نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔“ (تذکرہ، صفحہ 436)

”اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تو تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے

مخفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔“

(دافع البلاء، صفحہ 4، 5، درروحانی خزائن جلد 18، صفحہ 265، 266، 267)

مرزا قادیانی کی اس پیشگوئی نے پورا ہونے سے صاف انکار کر دیا اور مرزا کی مزید ذلت و رسوائی سبب بن گئی۔ قادیان میں طاعون کی وبا اس قدر زور سے حملہ آور ہوئی کہ قادیانیوں کو خش و خاشاک کی بہا کر لے گئی اور مرزا قادیانی سمیت اس کے اُمّتی چچ اُٹھے۔

”اے خدا ہماری جماعت سے طاعون کو اٹھالے۔“

(اخبار بدرد قادیان، 4 مئی 1905)

ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 232، درروحانی خزائن جلد 22، صفحہ 233 اور مرزا قادیانی)

قادیان میں طاعون کی وبا پھوٹنے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے گرد پھر مریضوں کا جھوم لگ گیا۔ ایسی صورت میں مرزا قادیانی نے اپنی حکمتی جھڑتے ہوئے بھگت کا گھونٹا پی کر ایک دوائی تیار کی ”تریاق الہی“ کے نام سے موسوم کیا گیا اس دوائی کی تیاری میں مرزا نے طب سے بے بہرہ دلی حقیقت ناشناسی کا ثبوت یوں بہم پہنچایا کہ جتنی بھی دیسی انگریزی ادویات ہاتھ لگتی گئیں انہیں اس کے ٹکس کروا تا گیا اور آخر بہت سی فالٹو، حرام، مکروہ، غیر ضروری اور ضرر رساں ادویات کا عجون قائل کر ڈالا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے اس بات کا اقرار یوں کیا ہے کہ:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی)

نے طاعون کے ایام میں ایک دوائی ”تریاق الہی“ تیار کرائی تھی۔ حضرت خلیفہ اول نے ایک بڑی تھیلی یا قوتوں کی پیش کی۔ وہ بھی سب پھوٹا کر اس میں ڈلوادینے۔ لوگ کوٹتے پیتے تھے۔ آپ اندر جا کر دوائی لاتے اور اس میں ملواتے جاتے تھے۔ کوئین کا ایک بڑا ڈبہ لائے اور وہ بھی سب اسی کے اندر ڈال دیا۔ اسی طرح وائیکیم پی کی ایک بوتل لاکر ساری الٹ دی (مگر چند سطور بعد مرزا بشیر احمد قادیانی اس بات کا بھی اقرار ہی ہے کہ) طبی تحقیق کرنے والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ چھان بین بھی ضروری ہوتی ہے۔ تاکہ اشیاء کے خواص متعین ہو سکیں۔

(سیرت المہدی، حصہ سوم صفحہ 318، 319)

حکیم نور الدین کا اقرار:

جب حکیم نور الدین (خلیفہ قادیان) نے مرزا قادیانی کی یہ احمقانہ حرکت دیکھی تو بے ساختہ

کی کہہ دی دیا کہ مرزا قادیانی کی یہ بتائی ہوئی دوا کسی طبی فائدے کی بجائے غیر جاندار اور بے اثر ہے۔

۲۰۰

مرزا بشیر احمد قادیانی سیرت المہدی میں لکھتا ہے:

”تریاق الہی“ میں مرزا قادیانی نے دیسی انگریزی اتنی دوائیاں ملا دیں کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) فرمانے لگے کہ طبی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں۔
(سیرت المہدی حصہ سوم 218)

الثی ہو گئیں سب تدبیریں:

مرزا قادیانی کے بنائے ہوئے اس ضرر رساں نسخے جسے ”تریاق الہی“ کا اعزاز حاصل تھا لوگوں کو کتنا تعداد میں استعمال کیا۔ لیکن صحت کے ان طلب گاروں کے ساتھ مرزا قادیانی کی روحانیت اور ”تریاق الہی“ نے کیا سلوک کیا؟ پڑھئے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”اس جگہ (قادیان) زور طاعون کا بہت ہو رہا ہے۔ کل آٹھ آدمی مرے تھے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔“
(مرزا قادیانی کا مکتوب محرمہ 16، اپریل 1906ء)

”قادیان میں ابھی تک کوئی نمایاں کمی نہیں ہے۔ ابھی اس وقت جو لکھ رہا ہوں ایک ہندو جینا تھ نام جس کا گھر گویا ہم سے دیوار بد دیوار ہے۔ چند گھنٹہ بیمار رہ کر اسی ملک عدم ہوا۔“
(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ 116)

”مخدومی مکرئی اخو حکیم سیٹھ صاحب سلمہ“

السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔ اس طرف طاعون کا بہت زور ہے۔ ایک دو مشتبہ دار داتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں چند روز ہوئے ہیں میرے بدن پر بھی ایک کھٹی لگی تھی۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر اول مکتوبات نمبر 38)

”قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملے بھی ہوئے۔ پھر خدا نے حضرت مسیح موعود کے مکان کے ارد گرد بھی طاعون کی تباہی دکھائی اور آپ کے پڑوسیوں میں کئی موتیں ہوئیں۔“
(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 122)

یہ تھا کذاب قادیان کی روحانیت اور ”تریاق الہی“ کا فیض کہ جس شخص نے طاعون کی وبا کا شکار ہو گیا ہوتا تھا اسے بھی طاعون نے پھچاڑ کر مرزا کی کذبیت اور اس کی جعلی حکمت خطرہ جان کو سب کے سامنے افشاں کر دیا۔ اور یہ ثابت کر دکھایا کہ

مرجے دے لگیاں آکھے تے گندی موت مر جاویں گا
تے جے لائی لو محمد ﷺ سوں رب دی تر جاویں گا

مرزا کی جعلی حکیمی کے مزید نمونے:

جو غذا نقصان پہنچاتی اسے زیادہ استعمال کرتا:

مرزا قادیانی کو دستوں کی بیماری تھی، جال سے جال ترشیم حکیم بھی اس بات سے آشنا ہے
دستوں میں دودھ کا استعمال مزید دستوں کا باعث بنتا ہے۔ لیکن جاہلیت کے عالمی گولڈ میڈلسٹ کا امر
یعنی قادیان کو ہی حاصل تھا کہ وہ دستوں میں بھی دودھ کا استعمال زیادہ کر دیتا تھا۔ جس سے اس
دستوں کی مزید برسات برس پڑتی اور تقریباً سارا دن اس کا لیٹرین کے چکروں میں گزرتا۔

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

”دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن
کو بھی، پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے، کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ
پیا اور ادھر دست آگیا۔ اس لئے بہت ضعف ہو جاتا تھا۔ اس کے دور کرنے کو دن میں
تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔“

(سیرت المہدی، حصہ دوم صفحہ 134)

قادیانیوں! خصوصاً قادیانی ڈاکٹروں، حکیموں اور میڈیکل افسروں مرزے کے اس جاہلانہ عمل کی پروا
کرتے ہوئے تم پر بھی لازم ہے کہ جب تمہیں دستوں کا مرض آگھیرے تو تم صحت کے سائنسی و طبی
قوانین و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً دودھ کا استعمال زیادہ کر دو اور لیٹرین کو بار بار اس
دیدار کا شرف بخشو اور اگر دست مزید ترقی کرتے جائیں تو مزید دودھ منگواتے جاؤ، پیتے جاؤ، اور ساتھ
ساتھ اپنے جعلی نبی کے طبی نسخوں کو بھی داد دیتے جاؤ۔

گرمی دانوں کا علاج گرم کپڑے:

”گرمی دانے“ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ جسم پر نکلنے والے وہ ابھار جو گرمی کے باعث نمودار
ہوتے ہیں۔ ساری دنیا کے ڈاکٹر و حکیم حتیٰ کہ ایک عام انسان بھی اس بات سے بخوبی آشنا ہے کہ اگر جسم
گرمی دانے نکل آئیں تو گرم لباس سے مکمل جھٹک رہنے میں ہی دانش مندی و عافیت ہے۔ لیکن مرزا
قادیان کی عقل و حکمت کی داد دیجئے کہ شدید موسم گرمیوں میں جب گرمی دانوں کا عذاب اس کے سارے جسم
پوشو ہار بناتا تو بجائے نرم دسر لباس کے مزید گرم لباس پہن لیتا۔

مرزا بشیر احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ:

”میں اوقات گرمی میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی پشت پر گرمی دانے نکل
آتے تھے۔“

مرزا قادیانی ان گرمی دانوں کا علاج کیسے کرتا، مرزا بشیر احمد قادیانی ہی لکھتا ہے کہ:

”ان پر گرمیوں میں عموماً لٹل نکا کرتا استعمال فرماتے تھے اس کے اوپر گرم صدری اور گرم
کوت پہنتے تھے۔ پاجامہ بھی آپ کا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ عموماً جراب بھی پہنتے تھے۔“

(سیرت المہدی، حصہ اول صفحہ 66)

(پھر گرم پانی سے نہاتا بھی ہوگا اور دھوپ کے نیچے بیٹھ کر آٹھ دس انڈے ہڑپ کر کے کہتا
”اں گا کہ میں خاندانی حکیم ہوں۔“ ناقل)

مرغا ذبح کروا کے سر پر باندھ دیا:

ایک دفعہ قادیان میں مرزا قادیانی کا ایک عزیز سخت بیمار ہو گیا۔ جس سے اس کا دماغ بھی کافی
بیمار مریض کے گھر والوں نے مرزا قادیانی کو بطور معالج اس کا علاج کرنے کے لئے بلوایا۔ مرزا
نے وہاں بھی اپنی جاہلیت کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے اس مریض کا علاج یہ تجویز کیا کہ ایک مرغا
لے کر، اس کے ویسے ہی خون میں تھمر اہوا اس پیچارے کے سر پر باندھ دیا۔

(سیرت المہدی میں مرزا بشیر احمد قادیانی اس واقعہ کے متعلق یوں رقمطراز ہے:

”حضرت والدہ صاحبہ یعنی ام المؤمنین نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین
صاحب کو سخت بخار ہوا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو
اطلاع دی۔ اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ
نے مرغا ذبح کر کے سر پر باندھا۔“

(سیرت المہدی، حصہ سوم صفحہ 27، از مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے متعلق اس طرح کے درجنوں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جن سے وہ جعلی
حکیم تو بڑی دور کی بات ایک کم فہم انسان بھی ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن قادیانیوں کی مرزا قادیانی
نے خلقِ اندھی تقلیدی انتہا دیکھنے کے بجائے مرزے کی ان بیہودہ اور جاہلانہ حرکات دیکھ کر اس سے
حکمت کے تمام بندھن توڑ کر اسلام کے چمنستان روح افزا میں داخل ہوتے وہ اب تک اسے ”علم
الہی“ کا شہنشاہ تصور کئے ہوئے ہیں۔ قادیانیوں کا روزنامہ اخبار ”الفضل“ اپنے 21 اکتوبر 2002ء

کے شمارے میں لکھتا ہے:

”سیدنا و امامنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (مرزا قادیانی) نے اپنی روحانی آنکھ اور چشم بصیرت سے جہاں ”علم الادویان“ پر ایسی انقلابی روشنی ڈالی کہ دن چڑھا دیا وہاں ”علم الابدان“ یعنی میڈیکل سائنس اور طب کے سلسلہ میں بھی پوری عمر بے شمار روحانی تجربات و مشاہدات کے بعد نیا عالم طب کے لئے ایسے پیش قیمت راہنما اصول رکھے جو صرف اور صرف ایک رہائی مصلح ہی کی خدا نما شخصیت سے مخصوص ہو سکتے ہیں اور دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ آج تک طب اور سائنس کے ماہر فاضلوں کا لٹریچر ان پہلوؤں کے اعتبار سے بہت حد تک خاموش ہے۔“

قادیانی اخبار ”الفضل“ یہاں جھوٹ بولنے میں اپنے گرو گھنٹال مرزا قادیانی کو بھی مات دے رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے طب کے میدان میں جو انسانیت کش اور ضرر رساں اصول مرتب کئے ہیں ان کی نظیر طب اور میڈیکل سائنس کے ماہرین میں تو کیا کسی فٹ پاتھ پر پائے ہوئے اس شخص میں بھی نہیں پائی جاتی جس کی عقل ہمہ وقت محو پرواز رہتی ہے۔ لیکن اگر باقی باتوں سے قطع نظر ایک لحاظ کے لئے مرزا قادیانی کو نیم حکیم بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی اسلام اور جدید سائنس مرزے کی تردید پر کمر بستہ نظر آتی ہے کیونکہ نیم حکیمی کی تمجاش نہ دین اسلام میں ہے نہ ہی جدید سائنس میں ملاحظہ فرمائیں۔

جامل معالج اسلام اور جدید سائنس کے آئینہ میں:

اولاً اسلام نے انسانیت کے لئے حفظانِ صحت کے ایسے اصول مرتب کئے ہیں کہ بندہ زیادہ سے زیادہ بیماریوں سے قبل از وقت بچا رہے۔ تاہم اگر کوئی بیماری حملہ آور ہو جائے تو اس کا مناسب علاج بھی پیش کیا ہے۔ طب کو باقاعدہ ایک فن کے طور پر پروان چڑھانے اور اس فن کے ماہرین پیدا کرنے میں سب سے زیادہ دخل اسلام کو حاصل ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے ہسپتال مسلمانوں ہی نے قائم کئے اور سب سے پہلے رجسٹرڈ ڈاکٹروں اور سرجنوں کا ایک باقاعدہ نظام بھی انہی نے وضع کیا تاکہ مختلف بیماریوں کا صحیح طبی خطوط پر علاج کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں تاجدار کائنات ﷺ کا فرمان امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ (اور امت مرزا کے لئے باعث حق شناسی) ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

”ومن تطيب ولم يعلم منه الطب قبل ذلك فهو ضامن“

”جس شخص نے علم الطب سے نا آگہی کے باوجود طب کا پیشہ اختیار کیا تو اس (کے غلط علاج، مضمر اثرات) کی ذمہ داری اسی شخص پر عائد ہوگی۔“

(سنن ابن ماجہ 256)

مصور نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ بیمار ہو گئے ان کے علاج کے لئے دو گئے۔ آپ ﷺ بھی موقعہ پر تشریف فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دونوں میں سے جس کا زیادہ ہے وہ علاج کرے۔ چنانچہ ان دونوں میں سے جس طبیب کا علم طب پر عبور اور تجربہ زیادہ

نے اس صحابی رسول کا علاج کیا۔

مصور نبی کریم ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

”يُكْمَا اطِب من تطيب وهو لا يعرف طباً فهو ضامن“

”اگر کسی نیم حکیم کی وجہ سے کوئی مر گیا تو اس کی موت کا ذمہ دار وہ ڈاکٹر اور حکیم ہوگا۔“

(ابوداؤد کتاب الطب)

اس فرمان نے جہاں لوگوں کو طب میں تخصیص کے لئے ہمیز دی وہاں اسلام کی اولین صدیوں میں ہی وہاں سے بچنے کے لئے میڈیکل کا ایک باقاعدہ امتحانی نظام وضع کرنے میں بھی مدد ملی یہی وجہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے ماہرین طب اور سرجن پیدا ہوئے۔

دنیا میں سب سے پہلے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے لئے امتحانات اور رجسٹریشن کا باقاعدہ نظام عباسی کے دور میں 931ء میں بغداد میں وضع ہوا جسے جلد ہی پورے عالم اسلام میں نافذ کر دیا گیا۔ اس ہوا کہ ایک جعلی حکیم کے ناقص علاج سے ایک مریض کی جان چلی گئی۔ اس حادثے کی اطلاع کو پہنچی تو تحقیقات کا حکم ہوا۔ پتہ یہ چلا کہ اس عطائی طبیب نے میڈیکل کی مروجہ تمام کتب کا مطالعہ کیا تھا۔ اور چند ایک کتابوں کو پڑھ لینے کے بعد مطب (Clinic) کھول کر بیٹھ گیا تھا۔

اس حادثے کے فوری بعد حکومت کی طرف سے معاہدین کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے ایک بورڈ بنایا جس کی سربراہی اپنے وقت کے عظیم طبیب سنان بن ثابت کے ذمہ ہوئی۔ اس بورڈ نے سب سے پہلے بغداد شہر کے اطباء کو شمار کیا تو پتہ چلا کہ شہر بھر میں کل 1000 طبیب ہیں۔ تمام اطباء کا مریضی امتحان اور انٹرویو لیا گیا۔ ایک ہزار میں سے 700 معالج پاس ہوئے۔ چنانچہ رجسٹریشن انہیں پریکٹس کی اجازت دے دی گئی۔ اور ناکام ہو جانے والے 300 اطباء کو پریکٹس کرنے سے روک دیا گیا۔

81ھ کے مشہور طبیب ابن سہیل بغدادی نے اپنی مشہور کتاب ”مخترات“ میں مسندِ معالجت پر

بیٹھے کے لئے چند ضروری شرائط رقم کیں ہیں۔ اور لطف یہ کہ مرزا قادیانی میں ان رقم کردہ شرائط سے ایک شرط بھی نہیں پائی جاتی۔ ابن سہیل بغدادی لکھتے ہیں کہ:

”اس معالج پر اعتماد کیا جانا چاہئے جس نے علم کی تحصیل اپنے وقت کے بڑے بڑے اساتذہ فن سے کی ہو اور عملی مشق و تجربہ کے لئے ایک مدت دراز تک ماہرین کی خدمت میں رہا ہو اور ان کی نگرانی میں مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کیا ہو اور ان بزرگوں سے سند مہارت حاصل کی ہو۔ تب جا کر بیمار یوں کی طرف رجوع کرے۔“

اسلام اور مسلمان اطباء کی ان ہدایات سے آج عالمی ادارہ صحت (World Health Organization) کی تنظیم بھی متفق ہے اور قانوناً مطالبہ کرتی ہے کہ تمام (Quacks) کی پریکٹس کو مسدود کر دیا جائے۔

(Preventive and social Medicine, By Dr. Seal P 160)

یورپ میں عطائیت کے خاتمے کے لئے سب سے پہلا قانون 1861ء میں معرض وجود میں آیا۔ اس کی رو سے ہر وہ شخص جو علاج معالجہ کا دعویدار ہے لیکن اس کے پاس کسی مستند محکمے، کالج یا انسٹی ٹیوٹ کی سند یا اجازت نہیں تو قانوناً ایسے شخص کو پریکٹس کرنے کی قطعی اجازت نہیں اور اگر ایسے معالج سے کسی مریض کو نقصان پہنچا تو اس کا تاوان معالجہ کو ادا کرنا پڑے گا۔

قادیانیو! سوچو کہ اگر مرزا قادیانی آج اس دور میں زندہ ہوتا تو یقیناً ایک مجرم کی حیثیت سے مقدمہ چلتا اور وہ جیل سازی کرنے اور لوگوں کو موت کے گھوڑے پر سوار کرنے کے جرم میں پھانسی پھندے پر لٹکا دیا جاتا۔ پھر تم کف افسوس ہی ملتے رہ جاتے کہ کاش ہمارا نبی طلب و حکمت کے میدان قدم نہ رکھتا تو شاید پھانسی کے پھندے سے بچ جاتا اور یہ ذلت و رسوائی دیکھنا نصیب نہ ہوتی۔

پہلے غازی ختم نبوت:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ حیات میں یمن و نجد کے نگران حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے، اسود غسی نے دعویٰ نبوت کیا اور جتھہ بنالیا، حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اسود غسی کو قتل کیا، اس لحاظ سے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ پہلے غازی ختم نبوت ہیں۔

حضرت مولانا عطاء اللہ چشتی رحمہ اللہ

کیا مرزا قادیانی عورت تھی؟

ان کمالات انسانی کا آخری مرتبہ ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبے اور درجے ہیں۔ کوئی نبی بھی اپنی درجہات سے محروم نہیں۔ مثلاً مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے کہ 1- مرد ہو، 2- مسلمان صالح ہو، 3- صاحب مکالمہ و مخاطبہ ہو، 4- اس کے الہام قطعی سچے ہو۔ چوتھے چونکہ مدعی نبوت ہے۔ اس لئے ہر صاحب عقل، طالب صدق و صفا کو حق ہونا چاہئے کہ مراتب و درجہات جو نبوت کے لئے بمنزلہ میسر می کے ہیں۔ دل کھول کر بلا حجاب گفتگو کر سکے۔ لیکن مرزا اور اس کے پیروں کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والا تو پہلی مرتبہ (یعنی یہ کہ مرزا مرد تھا یا عورت) میں شک و شبہ ہوگا کہ اس کے لئے کوئی یقینی فیصلہ کرنا سہی لا حاصل ہوگا بلکہ اہل انصاف کو تو مجبوراً عورت ماننا پڑے گا۔ میں چند عبارتیں مع حوالہ جات صفحہ وسط ہدیہ ناظرین کر کے مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس امکان نبوت پر گفتگو کرنا لفظ نبی کی توہین ہے کہ آپ ہمیشہ کے لئے موضوع گفتگو یہ رکھیں۔

مرزا مرد تھا یا عورت۔ جب یہ مرحلہ طے ہو جائے۔ تو مسلمان تھا یا کافر۔ علیٰ ہذا التیاس۔ بتدریج حقائق پتہ چلیں۔ مرزا کی کتابوں میں اس قدر مواد موجود ہے کہ اس کے حالی موالی اللہ کے فضل سے

- 1- پردے میں نشوونما پانا۔ 2- حیض کا آنا۔
- 3- اس سے خدا کا بد فعلی کرنا۔ 4- مرزا کا حاملہ ہونا۔
- 5- دروازہ سے تکلیف پانا۔ جو سر اسر عورت کے خواص ہیں۔

پردے میں نشوونما پانا:

اوپر تک میں نے صفت مریمیت میں پرورش پائی اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔ (کشتی نوح صفحہ 46، سطر 21، مطبوعہ نداء الاسلام پریس قادیان)

2 حیض کا آنا:

بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھے میں حیض نہیں بلکہ ”وہ“ ”بچہ ہو گیا“ (اربعین نمبر 4، صفحہ 19، حقیقت الوحی صفحہ 183)

(وہ کا لفظ حیض ہونے کی تصدیق کر رہا ہے۔ جو بعد میں بچہ ہو گیا۔ سوال و جواب کی بے دریغ دیکھو۔ سبحان اللہ و انبی صاحب۔ مؤلف)

3 خدا کا مرزا سے بد فعلی کرنا:

قاضی یار محمد، بی۔ او۔ ایل پلڈر جو مرزا کا خاص مرید ہے اور بعد میں قادیان چلا گیا تھا۔ وطن نور پور، ضلع کانگڑہ۔ اپنے ٹریکٹ نمبر 34، موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر۔ لکھتا ہے۔

کہ آپ پر (مرزا) اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔

(سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔)

قاضی کے بیان کی تائیدات خود مرزا کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہیں۔ اختصاراً دو تین پر کرتا ہوں۔ مثلاً براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 63، سطر 12۔

1: مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے۔ جو قابل بیان نہیں۔

(افسوس قاضی یار محمد نے بیان کر دیا۔ مؤلف)

2: براہین حصہ پنجم صفحہ 61، شانک، عجیب اے مرزا تیرے حسن کی شان ہی عجیب ہے۔

3: انجام آتھم صفحہ 55۔

(انت من مائنا۔ اے مرزا تو میرے پانی سے ہے۔) یعنی تجھے میرا مخصوص پانی سیراب کر

ہے۔ مؤلف)

بحمدك الله من عرشه و یمشی اليك عرش سے خدا تیرے محاسن بیان کرتا ہوا تیری طرف آ رہا ہے۔ اكان للناس عجباً آیا اس تعلق کو لوگ عجب سمجھتے ہیں۔ قل هو الله عجیب۔ لوگوں کو کہہ دے کہ خط ہے ہی عجیب۔ كمثلك در لا يضاع۔ تیرے جیسے موتی نہیں ضائع کئے جاتے۔ انت مرادی۔ میری تیرے سوا مرادی نہیں صفحہ 59 کتاب مذکور سورۃ تیرا امیر ابھید ہی ایک ہے۔

خدا کا اجازت نہیں دیتی ورنہ اس قسم کی ہزاروں عبارتیں ہیں۔ جو قاضی یار محمد کی تائید کرتی ہیں۔

3 مرزا قادیانی کا خدا:

مومن والا سے ناظرین کو ایک گونہ تشویش ہوگی کہ خدا بھی ایسے کام کرتا ہے۔ اس تشویش کو مٹانے کے لئے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ مرزا کا خدا کون تھا؟ بلاشبہ رب العالمین کی نسبت ایک لمحے کے لئے تصور کرنا انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ لیکن جب ناظرین پر مرزا کا خدا واضح ہو جائے تو ان کے دل کے پتھک بچ ہے اور یونہی ہونا چاہئے۔

حقیقت الوحی صفحہ 103۔ البشری جلد دوم صفحہ 79۔ انی مع الرسول اجیب۔ اخطی واصیب۔ خطا ہے اور کبھی خطا سے بچ بھی جاتا ہے۔ البشری جلد دوم صفحہ 179 صلی واصوم۔ اسہر و انام۔ نماز رکوع رکھوں گا۔ چاگوں گا۔ سوؤں گا۔ ان دو عبارتوں سے مندرجہ ذیل اوصاف مستطہ ہوتے ہیں۔ کبھی بچ جاتا۔ نماز پڑھتا۔ روزہ رکھتا، جاگتا۔ سونا جو سرا سرائ انسان کے خواص ہیں اور صرف ان دن ایسے کام کرتے ہی ہیں۔ مرزا سے کسی (شیطان) نے کر لیا اور فراط محبت میں آکر مرزا کو سمجھایا کہ یہ بات نہیں۔ مرزا کا ایک عجیب پر راز و نیاز الہام جس کے صحیح و غلط کسی نے نہیں کئے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ پر منکشف کئے ہیں لیکن تہذیب، تفصیل اور حقائق میں دیتی کہ اسے رقم کیا جائے۔ الہام یہ ہے۔ ”رہنا حاج“۔ (شائقین حضرات زبانی سمجھ سکتے ہیں۔ مؤلف)

مرزا کا حاملہ ہونا:

حقیقت الوحی کا حاشیہ صفحہ 337۔ ”پھر وہ مریم (یعنی مرزا) عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی۔“ کشتی نوح

”مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کی مینے کے جودس مینے سے زیادہ نہیں۔۔۔ الخ“

روزہ سے تکلیف پانا:

کشتی نوح صفحہ 47۔۔۔ ”پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دروزہ تھے کچھور کی طرف

سورۃ عر ضداشت:

کہ وہ حوالہ جات کو دیکھ کر ایک منصف تو مجبوراً فیصلہ کرے گا کہ مرزا ایک فاحشہ عورت تھی۔ کیونکہ ان کے انکار کرنا ممکن ہی نہیں جس شخص نے خود مرزا آنجہانی کو دیکھا تو نوٹو جو ”حقیقت الوحی“ میں دیا گیا

ہے۔ اس کی نظر سے گزرا تو وہ بھی یقیناً کہے گا کہ مرزا عورت نہیں بلکہ ایک خاصہ بھلا و ہرمل مرد تھا اور اسے سامنے دونوں پہلو موجود (یعنی حوالہ جات مذکورہ اور فوٹو) تو وہ عجب کشمکش میں پڑ جائے گا اور اسے درمیانی راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ جو مرزا محمود کے متعلق اخبار ”مہملہ“ اور رسالہ ”تائید الاسلام“ کی چھپ چکا ہے اور آج تک کسی قادیانی کو تردید کی جرأت نہیں ہوئی۔ جو بمنزلہ تعذیبی بھی جاتی ہے اور مرزا محمود کو یہ صفت وراثت میں ملی ہو اور بہت ممکن ہے کہ یہ غریب بدو، کج جوڑیں، چھوٹی لالچہ فروخت کرتے نظر آتے ہیں۔ کئی جگہوں پر کھلونوں کی دکانیں بھی تھیں۔ اکثر مقامات پر کھانے سامان سے لدے ہوئے گشتی سال بھی تھے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحق بائیں طرف ایک بہت بڑا بازار ہے جس میں دنیا جہان کی ہر چیز خریدنے کو ملتی ہیں۔ مختلف دکانوں پر لکھا ہوا تھا۔ کل شی 2 ریال ”کل شی 5 ریال“ سونے، کے سے لدی ہوئی دکانیں کہ جن میں منوں کے حساب سے نہیں تو سیروں کے حساب سے سونا ضرور مجال ہے کہ کبھی کوئی چوری ڈاکہ کی واردات ہوئی ہو۔ ہر طرف امن ہی امن ہے۔ یہ سب جگہ سڑاؤں کے نفاذ کی برکت ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی یا تر اسے واپس آنے والے مذہب پیرواروں کے قہیدے پڑھتے ہوئے نہیں ٹھکتے اور مکہ مدینہ کا نام لیتے ہوئے ان کی زبانوں میں بل پڑ جاتا جہاں سکون ہی سکون ہے۔ شر اور فساد نام کو نہیں۔ ذہنی طور پر بھی کہیں شور شرابا نظر نہیں آتا۔ یہاں قرآن مجید کی آڈیو کیسٹوں کی دکانوں پر بھی تلاوت کی آواز، دکان کے اندر داخل ہوں تو سناؤں کی سڑکیں صاف سترہی ہیں۔ ٹریفک کے حوالے سے ایک بات قابل ذکر ہے کہ پیدل چلنے والے نے کراہ کرنے کے لئے سڑک پر پاؤں رکھا اور سوکھو میٹر کی رفتار سے چلتی ہوئی گاڑی فوراً ہلکی کھانے پینے کی اشیاء یہاں تک کہ سویٹس، ٹافی، بیکری کے بیک سامان پر بھی اس کی ایکسپاٹری کی درج ہے۔ آپ نے مشروب پی کر بوتل سڑک یا فٹ پاتھ پر پھینک دی۔ اسی وقت ڈیوٹی پر کھڑے پولیس میں ملبوس خاکروب آئے گا اور بوتل اٹھا کر ڈرم میں ڈال دے گا۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حد کے جنگلوں کے ساتھ مختلف ملکوں سے آنے والے زائرین کے بیسیوں قیمتی اچھی کیس، بریف کیس، بیگ لٹکے رہتے ہیں۔ کوئی سپاہی یا کوئی چوکیدار وہاں کھڑا نظر نہیں آتا اور کسی دوسرے کو جرأت نہیں ہاتھ لگا سکے۔ پتہ ہے کہ یہاں ہاتھ کاٹ کر ہمیشہ کے لئے ایک عبرت کا نشان بنادیا جائے گا۔

سلسلہ بہت دور تک چلا جائے گا۔ کیونکہ مرزا اپنے آپ کو بڑے شد و مد سے فارسی النسل ہے اور یہی لوگ اولین ساتھین سے ہیں۔ جنھوں نے لڑکوں سے تعیش ظاہر کیا اور عشقیہ اشعار کو چسپاں کیا۔ تاریخ دانوں پر پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ ایک متنبی گزرا ہے۔ جس کا نام ابن ابی زکریا الخال



مسئلہ۔ اگر جان، مال، آبرو کا اندیشہ ہے۔ ان کے بچانے کے لئے رشوت دیتا ہے یا کسی کے لئے بغیر رشوت دیئے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لئے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے۔ اس کو یلنا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ ماہ صفر کا آغاز ”آخر چہار شنبہ“ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار میں سیر و تفریح و شکار کرتے ہیں پوریاں پکاتے ہیں اور نہاتے دھوئے خوشیاں مناتے ہیں جن کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ ملیحہ سیر کے لئے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ اس روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ باتیں خلاف واقع ہیں۔

مسئلہ۔ مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے اور کوئی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لہذا اذان ثانی جمعہ منبر پر ہاتھ کے فاصلہ پر جیسا کہ ہندوستان میں اکثر رواج پڑ گیا ہے اس کی کوئی سند کسی کتاب میں مذکور نہیں اور فقہ دونوں کے خلاف ہے۔

(بہار شریعت)

مرزا غلام احمد کی بڑی بھانج کو چلتا ہے تو وہ ان ناجائز تعلقات کا سختی سے نوٹس لیتی ہے۔ جس کو بھانجے جوڑے اور غلام قادر کی بیوی میں ٹھن جاتی ہے اس ساری صورت حال کو مرزا غلام احمد نے اپنا مرزا بشیر احمد اپنی کتاب سیرت المہدی میں میر ناصر نواب کی بیوی اور اپنی نانی کی زبانی سے بیان کرتا ہے۔ بیان کو ذرا پوری توجہ سے پڑھئے۔

نوکر و وہٹی دا

تقریباً ایک صدی قبل، مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں ایک نہر کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ اس نہر کو قادیان سے دواڑہ والی میل مغرب کی جانب سے بھی گزرتا تھا۔ قادیان کے قریب جس کی کھدائی شروع ہوئی تو محکمہ نہر کے ایک ملازم میر ناصر نواب کی ڈیوٹی اس نہر پر لگی۔ میر ناصر نواب کا رہنے والا تھا اور ملازمت کے سلسلہ میں بمعہ اہل و عیال یہاں آیا تھا۔ اور قادیان کے قریب گاؤں ”تملہ“ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ قادیان میں اس کی ملاقات ایک شخص مرزا غلام قادر تھی اور تھوڑی ہی مدت بعد یہ ملاقات ایک گہری دوستی میں بدل جاتی ہے۔ ایک دن میر ناصر نواب اہلیہ پیار ہو جاتی ہے۔ پردیس میں آیا ہوا میر ناصر نواب پیاری سے پریشان ہو جاتا ہے اور وہ پریشانی کا اظہار اپنے دوست مرزا غلام قادر سے کرتا ہے۔ مرزا غلام قادر اسے کہتا ہے کہ تم فکر نہ کرو باپ ایک ماہر طبیب ہے۔ تم بیوی کو لے کر میرے گھر آ جانا، میں والد صاحب سے اس کا کام دوں گا۔ میر ناصر نواب بیوی کو لے کر قادیان پہنچتا ہے۔ اس کے دوست مرزا غلام قادر کا باپ مرزا غلام قادر کی مرضی کی بغض دیکھتا ہے اور ایک نسخہ لکھ دیتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد دونوں کی دوستی اور پیاری ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ کے کچھ مدت بعد غلام قادر کا باپ مرزا غلام قادر مرخص ہو جاتا ہے۔ مرزا غلام قادر نواب سے کہتا ہے کہ آپ گاؤں ”تملہ“ میں رہتے ہیں۔ وہ گاؤں بد معاشوں کا گاؤں ہے اور پردیسوں کا وہاں رہنا مناسب نہیں۔ میں گورداسپور میں رہتا ہوں اور ہمارا قادیان والا مکان ہے۔ میرا چھوٹا بھائی غلام احمد اس مکان کے ایک حصہ میں رہتا ہے اور وہ بھی کبھی گھر آتا ہے۔ اس کا زیادہ وقت باہر ہی گزرتا ہے۔ اس لئے آپ کو پردہ وغیرہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔ ناصر نواب مرزا غلام قادر کی پیشکش کو قبول کر لیتا ہے اور اپنی فیملی کو لے کر قادیان میں منتقل ہو جاتا ہے۔ یہاں پہنچتے ہی مرزا غلام احمد اور میر ناصر نواب کی بیوی کے محبت بھرے تعلقات استوار ہو جاتے ہیں۔ طائر محبت آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے اور دونوں ایک دوسرے پر دلِ مٹا کر رہنے لگتے ہیں۔ اطراف سے تحائف کا تبادلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب ان محبت بھرے خفیہ تعلقات کا پتہ مرزا غلام

ان دنوں جب بھی تمہارے تایا (مرزا غلام قادر) گورداسپور سے قادیان آتے تھے تو ہمارے لئے پان لایا کرتے تھے اور میں ان کے واسطے کوئی اچھا سا کھانا تیار کر کے بھیجا کرتی تھی۔ ایک دفعہ جو میں نے شامی کباب ان کے لئے تیار کئے اور بھیجے لگی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ گورداسپور واپس چلے گئے ہیں۔ جس پر مجھے خیال آیا کہ کباب تو تیار ہی ہیں میں ان کے چھوٹے بھائی (مرزا غلام احمد) کو بھجوا دیتی ہوں۔ چنانچہ میں نے نائٹن کے ہاتھ لہارے ابا کو کباب بھجوا دیئے اور نائٹن نے مجھے آکر کہا کہ وہ بہت ہی شکر گزار ہوئے تھے۔ اور انہوں نے بڑی خوشی سے کباب کھائے اور اس دن انہوں نے اپنے گھر سے آیا ہوا کھانا نہیں کھایا۔ اسکے بعد میں ہر دوسرے تیسرے دن ان کو کچھ کھانا بنا کر بھجوا دیا کرتی تھی۔ اور وہ بڑی خوشی سے کھاتے تھے۔ لیکن جب اس بات کی اطلاع تمہاری نانی کو ہوئی تو انہوں نے بہت برا منایا کہ میں کیوں ان کو کھانا بھیجتی ہوں۔ کیونکہ وہ اس زمانہ میں تمہارے ابا کے سخت مخالف تھیں اور چونکہ گھر کا سارا انتظام ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ ہر بات میں انہیں تکلیف پہنچاتی تھیں مگر تمہارے ابا صبر کے ساتھ ہر بات کو برداشت کرتے تھے۔ یعنی بہت ڈھیٹ تھے۔ (ناقل)

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 110، مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد نے جہاں اپنے شیطانی جال میں میر ناصر نواب کی بیوی کو جکڑ رکھا تھا۔ وہاں اس ناصر نواب کی نوخیز بیٹی نصرت جہاں بیگم پر بھی اپنی حریص آنکھ رکھی ہوئی تھی اور لڑکی کو بھی اس نے لپکا تھا اور وہ بڑھا کھوسٹ اس سے شادی رچاتا چاہتا تھا۔ مرزا قادیانی کے پاس ماں بیٹی سے ملنے کے مواقع تھے اور وہ جی بھر کر ان سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ مرزا کی بھی اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ ان کی اپنی کتاب میں مرزا قادیانی کی خواہش پر گواہی دے رہی ہیں۔ پڑھئے:

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ (زوجہ مرزا قادیانی) نے کہ جب میں چھوٹی لڑکی تھی۔ تو میر صاحب (یعنی خاکسار کے نانا جان) کی تبدیلی ایک دفعہ یہاں قادیان بھی ہوئی تھی اور ہم پوسات ماہ یہاں ٹھہرے تھے۔ پھر یہاں سے دوسری جگہ میر صاحب کی تبدیلی ہوئی۔ تو وہ

تمہارے تایا سے بات کر کے ہم کو تمہارے تایا کے مکان میں چھوڑ گئے تھے اور پھر ایک مہینہ کے بعد آکر لے گئے۔ اس وقت تمہارے تایا قادیان سے باہر رہتے تھے اور آٹھ دن کے بعد یہاں آیا کرتے تھے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے ان کو دیکھا ہے۔ خاکسار نے پوچھا کہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں آپ نے دیکھا تھا یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رہتے تو اس مکان میں تھے مگر میں نے آپ کو نہیں دیکھا اور والدہ صاحبہ نے مجھے وہ کمرہ دکھایا جس میں ان دنوں حضرت صاحب رہتے تھے۔“

(سیرت الہدی حصہ اول، صفحہ 56، 57۔ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ میرنا صرنواب پورا ایک مہینہ گھر پر نہیں۔ مرزا قادیانی مرزا غلام قادر ہفتہ کے بعد صرف تھوڑی دیر کے لئے قادیان آتا ہے۔ گھر میں میرنا صرنواب خانہ کے ساتھ مرزا قادیانی گھسا ہوا ہے اور اپنی شیعہ حرکات میں مصروف ہے۔

صلائے عام ہے یا ران نکتہ داں کے لئے

بیٹا ماں سے پوچھ رہا ہے کہ کیا آپ نے شادی سے پہلے مرزا قادیانی کو دیکھا تھا۔ جس کے میں نصرت جہاں بیگم کمال سادگی سے کہہ رہی ہے کہ انہیں تو نہیں دیکھا تھا مگر ان کا کمرہ دیکھا تو مکان دیکھا ہے۔ لیکن نہیں دیکھا۔

ہائے اس سادگی پر کون نہ مر جائے

مرزا قادیانی نے نصرت جہاں بیگم سے شادی کے لئے اس کی ماں سے اصرار کیا تو اس کی اسے جواب دیا۔ تھوڑی دیر صبر کرو میں تمہارے لئے راستہ بناتی ہوں تاکہ ہماری عزت بھی توڑ نہ ہوں میں محفوظ رہے۔ اور تمہارا کام بھی بن جائے۔ نصرت جہاں بیگم کے لئے جو بھی رشتہ آئے میں اس کے باپ سے اس رشتہ کے بارے میں انکار کر دیا کروں گی اور پھر جب پانچ سات ٹھکرادوں گی تو اس کے ساتھ ہی تمہارے لئے راستہ ہموار کر دوں گی۔ میرنا صرنواب قادیان سے رخصت لے کے اپنے شہر دہلی واپس چلا جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر میرنا صرنواب کی بیوی اس سے کہتی ہے کہ اب نصرت جہاں بیگم اٹھارہ سالہ جوان ہو چکی ہے۔ ہمیں اس کی شادی کا سوچنا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے خاوند سے کہتی ہے کہ اس سلسلہ میں ہمیں مرزا غلام احمد کی ضرورت بددینی چاہئے۔

پاٹر اور تعلقات رکھنے والا آدمی ہے۔ میرنا صرنواب کی بیوی اسے شیشے میں اتار لیتی ہے۔ اور نواب نور مرزا قادیانی کو اس بارے میں خط لکھتا ہے اب اس کہانی کی صورت حال مرزا بشیر احمد سنئے۔ جسے وہ اپنی نانی کی زبانی بیان کر رہا ہے۔

اس کے بعد ہم رخصت پر دہلی گئے اور چونکہ تمہاری اماں اس وقت جوان ہو چکی تھی۔ ان کی شادی کی فکر پیدا ہوئی اور میر صاحب نے ایک خط تمہارے ابا (مرزا قادیانی) کو لکھا کہ مجھے اپنی لڑکی کے واسطے بہت فکر ہے آپ دعا کریں کہ خدا کسی نیک آدمی کے ساتھ تعلق کی صورت پیدا کر دے۔ تمہارے ابا نے جواب میں لکھا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں خود شادی کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ گو میری پہلی بیوی موجود ہے۔ اور بچے بھی ہیں مگر آجکل میں عملاً مجرد ہی ہوں۔ وغیرہ ذلک۔ (کتنی بے تکلفی تھی حال اور داماد میں۔ یہیں سے دال میں کالا کالا مرزا قادیانی پکڑا جاتا ہے۔ ناقل)

میر صاحب نے اس ڈر کی وجہ سے کہ میں اسے برا مانوں گی مجھ سے اس خط کا ذکر نہیں کیا (اس بدھ کو کیا پتہ تھا کہ سارا کھیل ہی تیرا بنایا ہوا ہے) اور اس عرصہ میں اور بھی کئی جگہ سے شادی اماں کے لئے پیغام آئے۔ لیکن میری کسی جگہ تسلی نہ ہوئی۔ حالانکہ پیغام دینے والوں میں سے بعض اچھے متمول آدمی بھی تھے اور بہت اصرار کے ساتھ درخواست کرتے تھے۔

آخر ایک دن میر صاحب نے ایک لدھیانہ کے باشندے کے متعلق کہا کہ اس کی طرف سے بہت اصرار کی درخواست ہے۔ اور ہے بھی وہ اچھا آدمی اسے رشتہ دے دو۔ میں نے اس کی ذات وغیرہ دریافت کی تو مجھے شرح صدر نہ ہوا۔ اور میں نے انکار کیا۔ جس پر میر صاحب نے کچھ ناراض ہو کر کہا کہ لڑکی اٹھارہ سال کی ہو گئی ہے کیا ساری عمر اسے یونہی بٹھا چھوڑ دوں گی۔ میں نے جواب دیا کہ ان لوگوں سے تو پھر غلام احمد ہی ہزار درجہ اچھا ہے۔ (میر چلا دیا۔ ناقل) میر صاحب نے جھٹ ایک خط نکال کر میرے سامنے رکھ دیا کہ لو پھر مرزا غلام احمد کا خط بھی آیا ہوا ہے۔ (کسی ذریعہ سے مرزا قادیانی کو خط بھیجنے کا پیغام بھجوا دیا ہوگا) جو کچھ ہو ہمیں اب جلد فیصلہ کرنا چاہیے۔ میں نے کہا اچھا غلام احمد کو لکھ دو۔ پانچ تمہارے نانا جان نے اسی وقت قلم دوات لے کر خط لکھ دیا (تیرنشا نے پر لگا۔ مبارک ہو۔ ناقل) اور اس کے آٹھ دن بعد تمہارے ابا دہلی پہنچ گئے۔

(سیرت الہدی حصہ دوم، صفحہ 110-111 مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

میرنا صرنواب کے دہلی جانے کے وقت سے لے کر شادی کی ہاں ہونے تک درمیانی وقت میں قادیانی کے دل پر غم فراق کے آرے چلتے رہے۔ اس کی آنکھیں نصرت جہاں کو دیکھنے کے لئے لگیں اور تپ بھر میں اس کا دماغ ابلتا رہا۔ اس کے دن انگاروں پر اور راتیں کانٹوں پر بسر ہوتی رہے۔ وہ کس کرب، درد و سوز کے ساتھ چلاتا تھا۔ اس کیفیت کا پتہ ہمیں خود قادیانی ہی بتاتے ہیں۔

حوالہ پیش خدمت ہے۔

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح (مرزا قادیانی) موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے۔ جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نو جوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے۔ جسے میں جانتا ہوں۔ بعض شعر بطور تمہید درج ہیں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا
کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا

ہائے کیوں جبر کے الم میں پڑے مفت پیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا ہوش بھی ورطہ عدم میں پڑے

سب کوئی خداوند بنا دے کسی صورت سے وہ صورت دیکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی بہت روئے ہیں اب ہم کو ہشادے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر دلا اک بار شور و غل مچا دے

نہ سز کی ہوش ہے تم کو نہ پاکی سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت تو یہ مجھ کو بھی جتلیا تو ہوتا
میری دوسو یوں سے بے خبر ہو میرا کچھ مجید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 232-233 مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

بچپن سالہ دولہا اٹھارہ سالہ دلہن کو لینے کے لئے دہلی پہنچ گیا۔ بارہ رات میں مرزا قادیانی کے ہندو دوست بھی شامل تھے۔ نکاح ہوا مرزا قادیانی اٹھارہ سالہ دلہن کو چمک چمک کرتی گاڑی میں قادیان لے آیا۔ والدین نے بیٹی کے ساتھ ایک عورت کو بھی بھیجا۔ قادیان پہنچ کر نصرت جہاں بیگم اداس اور گھبراہٹ رہنے لگی۔ وہ دیدے کھول کھول کر فضاؤں میں گھومتی رہتی اور کبھی کبھی ان اداس

نے اور گرم گرم آنسو گر کر اس کے کپڑوں میں پھیل جاتے۔ وہ آنسو بھری سرخ آنکھیں قادیان میں گھورنے لگی تو کیا اڑ کر دہلی جانا چاہتی ہو۔ دل کا غم قلم کے ذریعے کاغذ پر پھیل گیا۔ یہاں بیگم نے اپنے والدین کو اپنی دلی کیفیات بیان کرتے ہوئے خط لکھے۔ جس کی گواہی ان الفاظ میں دیتی ہے۔

سب تمہاری اماں قادیان آئیں تو یہاں سے ان کے خط گئے کہ میں سخت گھبرائی ہوئی ہوں اور شاید میں اس غم اور گھبراہٹ سے مر جاؤں گی۔ چنانچہ ان خطوں کی وجہ سے قادیان کے لوگوں کو اور بھی اعتراض کا موقع مل گیا اور بعض نے کہا کہ اگر آدمی لکھ لکھا تو اس نیکی کی وجہ سے لڑکی کی عمر کیوں خراب کی۔ اس پر ہم لوگ بھی کچھ گھبرائے۔ اور رخصتانہ کے ایک مہینہ کے بعد میر صاحب قادیان آ کر تمہاری ماں کو لے گئے۔ جب وہ دہلی پہنچیں تو میں نے اس عورت سے پوچھا جس کو میں نے دہلی سے ساتھ بھیجا تھا کہ اس کی کیسی رہی؟ اس عورت نے تمہارے ابا کی بہت تعریف کی اور کہا لڑکی یونہی شروع کرے گی میں اجنبیت کی وجہ سے گھبرا گئی ہوگی ورنہ مرزا صاحب نے تو ان کو بہت ہی اچھی طرح سے رکھا ہے اور وہ بہت اچھے آدمی ہیں اور تمہاری اماں نے بھی کہا کہ مجھے انہوں نے بڑے آرام کے ساتھ رکھا مگر میں یونہی گھبرا گئی تھی۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد انہیں ہمارے پاس آ گئیں۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 111-112، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

ان مندوجہ بالا بیان کو پڑھ کر ذہن میں بہت سے سوال ابھرتے ہیں۔

نصرت جہاں بیگم اداس اور پریشان پریشان رہی؟

نصرت جہاں بیگم کیوں گھبراہٹ سے مری جاری تھی؟

تھوڑے دنوں کے بعد نصرت جہاں بیگم کا گھبراہٹ یا گھبراہٹ کیسے خوشی سے جھوم اٹھا؟

سب ہم ذہنوں پر زور دے کہ ان سوالوں کے جوابات تلاش کرتے ہیں تو خود مرزا قادیانی ہی

ان تمام سوالوں کا جواب دے دیتا ہے۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

”اس شادی کے وقت مجھے یہ ابتلاء پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دوسری چیزیں یعنی ذیابیطس اور دوسرے

نوع دوران مرقدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض اوقات مجھے تنگی قلب

بھی ہوتا تھا۔ اس لئے میری حالت مروی کا عدم تھی۔ (دہلی کیا لینے گئے تھے۔ ناقل)
 اور پیرانہ سالی کے رنگ میری زندگی تھی۔ غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب ابو
 سے دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے الہام سے دو آیتیں بتائیں اور میں
 کشفی طور پر یہ دیکھا کہ ایک فرشتہ (حکیم نور الدین۔ ناقل) وہ دوائیں میرے منہ میں
 ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی
 کہ میں نے یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر بھت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو
 میں مل سکتی ہے وہ بھی دی گئی۔۔۔۔۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک
 کی طرح تھا اور اپنے آپ کو خدا و طاقت میں پچاس مردوں کے قائم مقام پایا۔“

(تزیان القلوب صفحہ 67-68 مصنف مرزا)

واہ رے بھگتو! بیوی تو اس راڈ کو چھپاتی رہی اور تو نے ہنڈیا چوراہے میں چھوڑ دی۔ دوا
 سہارے اور دوستوں کے تعاون سے مرزا قادیانی کا گھر پرانی سائیکل کی طرح چوں چوں اور کھڑے
 چل تو پڑا لیکن نصرت جہاں بیگم نے گھر کے ہر میدان میں مرزا قادیانی کو شکست فاش دے
 نصرت کے ایسے جھنڈے گاڑے کہ گھر میں مرزا قادیانی کی حالت اس تانگے کے مرل گھوڑے لے
 تھی جس پر آٹھ سواریاں لدی ہوں اور وہ سخت گرمی میں پسینے میں شرابور، چابک کھاتا اور منہ سے
 نکالتا ہوا کھنڈے دار سڑک پر بالائے قادیان جارہا ہو۔

قبر میں مرزا قادیانی باؤلا کتا

حضرت مولانا مینان شیر محمد صاحب شرق پورٹی نے ایک دفعہ مراقبہ کیا
 دیکھا کہ مرزا قادیانی کی شکل قبر میں باؤلے کتے کی ہے، اور باؤلے پین کا اس پر
 پڑا ہوا ہے، اس کا منہ دم کی طرف ہے، بھونک رہا ہے، اور گول چکر کاٹ رہا ہے
 سے پانی نکل رہا ہے اور بار بار اپنی دم اور ٹانگوں کو کاٹتا ہے۔ اس کشف کا فقیر
 ایک بزرگ کے سامنے ذکر کیا، فوراً تڑپ اٹھے، فرمایا: ”خدا گواہ ہے واقعاً یہ بات
 معلوم ہوتی ہے، واقعاً مرزا کی حقیقت ایسی ہی ہونی چاہئے!“

الحمد للہ

(مرزا قادیانی روڈ لاہور)

مرزا قادیانی ایک بین الاقوامی بے حیاء

علاء اور اسلام:

قادیانی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطری خوبیوں سے مالا مال و مزین کیا ہے۔ ان
 میں سے ایک اہم خوبی شرم و حیاء ہے۔

انسان نظر سے شرم و حیاء اس صفت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں
 سے باز رہتا ہے۔

اسلام نے حیاء کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا ہے تاکہ مومن باحیاء بن کر معاشرے میں امن و
 امان کا ذریعہ بنے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک انصاری کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سمجھا رہا
 تھا کہ شرم نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے سنا تو ارشاد فرمایا۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ابی الیقین)

الحیاء من الایمان

احیاء ایمان کا جز ہے۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

علاء لا یأتی الا بخیر

(متفق علیہ، مشکوٰۃ)

علاء ہی کی موجب ہوتی ہے۔

انسان جس قدر باحیاء ہوگا اتنا ہی اس میں خیر و عافیت اور عرفان حق بڑھتا جائے گا۔ حیاء ان
 صفتوں میں سے ہے جس کی وجہ سے انسان دین میں عظمت و فضیلت حاصل کرتا ہے۔

اسلام، خاتم الرسل، مولائے کل، ہادی عالم ﷺ نے فرمایا۔

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والہدای من الجفاء والعفاء فی النار

(رواہ احمد و الترمذی، مشکوٰۃ 431)

”حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے۔ بے حیائی جہنم کا سبب ہے۔ اور جہنم جہنم میں جانے کا سبب ہے۔“

حیاء کی وجہ سے انسان کے قول و فعل میں حسن و جمال پیدا ہوتا ہے باحیاء انسان مخلوق کو بھی پرکشش بن جاتا ہے۔ پروردگار عالم کے ہاں بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے آئی، چال و حال میں بڑی شائستگی اور میانہ روی تھی اللہ رب العزت کو یہ شرمیلا پن اتنا پسند آیا کہ فرما میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وجاءتہ احداھما تمشی علی استحياء (القصص، پارہ 20، آیت 25)

”آئی ان کے پاس ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی۔“

سوچنے کی بات ہے کہ جب باحیاء انسان کی رفتار و گفتار اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے تو اس کا مقبول و محبوب ہوگا۔ لہذا جو شخص حیاء جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں محروم القسم ہے ایسے انسان سے خیر کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

”جب شرم نہ رہے تو پھر جو مرضی کر۔“

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیاء انسان کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا اس کی زندگی شترج طرح ہوتی ہے۔

حیاء ہی وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ حیاء اور پاکدامنی لازم و ملزوم ہیں ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

بے حیائی اور مرزا قادیانی:

قادیانی مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول مانتے ہیں (نہوذا باللہ)۔ حالانکہ ایک نبی اور رسول صفت تو بہت دور کی بات، اس مردود میں ایک شریف انسان والی صفات بھی نہیں پائی جاتی تھیں۔

کوئی عیب ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کی ذات میں نہ پایا جائے۔ کوئی ایسا جرم نہیں جو اس بد بخت نے کیا ہو۔ کوئی ایسی گندگی نہیں جو اس میں نہ پائی جاتی ہو۔ کوئی ایسی برائی نہیں جس سے یہ خالی ہو۔

ہم یہاں مرزا قادیانی کی صرف بے حیائی کا ذکر کریں گے۔ اگر کسی قادیانی میں ذرہ بھر

حیاء اللہ مرزا قادیانی کے بے حیاء کردار کا مطالعہ کرنے کے بعد (جو آئندہ صفحات میں بحوالہ کتاب کے یہاں درج کئے جا رہے ہیں) یقیناً اسلام قبول کرے گا۔

مرزا قادیانی کی شہرہ آفاق کتاب سیرۃ المہدی 1935ء جو مرزا سیّد کتاب گھر قادیان نے شائع کی اس میں مرزا قادیانی کے حالات زندگی کا ذکر کیا گیا ہے۔

سیرت المہدی کے دو اہم مضبوط مشہور زبانا راوی ہیں ایک مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم (ماما کی ماما) دوسرا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے بیٹا مرزا قادیانی۔ یقیناً ان دونوں شخصیات کی مرزا قادیانی کے بیان کردہ روایات قادیانیوں کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

غیرتی و بے حیائی:

بشیر احمد ابن مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

راوی ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ (مرزائی امت کی ماما) نصرت جہاں بیگم نے ایک دن سنایا کہ حضرت مرزا قادیانی کے ہاں ایک بوڑھی عورت ملازمہ رہا کرتی تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ مرزا قادیانی کو دبانے بیٹھی تھی۔ وہ خلاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتا نہ لگا کہ جس چیز کو میں و بارہی میں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا، بھانوی آج بڑی سردی ہے۔ بھانوی کہنے لگی۔ ہاں جی تدے تے تہاڑی ہاں لکڑی واگھر ہو یاں ہو یاں ایں۔ یعنی جی ہاں اسی لئے تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔“

(سیرت المہدی، از مرزا بشیر احمد قادیانی، جلد دوم، صفحہ 210)

لازمین کرام! کوئی غیرت مند مرد غیرت مند عورت کے ساتھ رات نہیں گزارتا، غیرت مند عورت کسی کے ساتھ رات بسر نہیں کرتی۔ اس لئے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جب کوئی مرد اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔“

جب دو اجنبی مرد و عورت کہیں خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو وہاں شیطان فوراً پہنچ جاتا ہے۔ جو ان کے بے حیائی جذبہ کو بڑھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ ان پر جنسی ہیجان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی اپنی ہمتیں ہٹا کر مل جاتے ہیں۔

لہذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں یکجا ہونے کا منع
آنے دو کہ شیطان تمہارے درمیان آجائے اور تمہیں برائی کے راستے میں لگا دے تنہائی میں
ساتھ خلوت اختیار کرنے کو منع فرمادیا اس ایک بہت بڑے فتنے کا اندیشہ ہے اور شیطان مردود
ساتھ ہے نفس پر مسلط ہے۔ ایسے وقت میں شیطان لعین بد صورتی کو بھی خوب صورت شکل میں پیش کرے
اور جب شہوت غالب آئے اور جنسی پہچان میں ابھار پیدا ہو جائے تو پھر صورت کو نہیں دیکھا
جذبات کو تسکین پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔

اس روایت کے مطابق مرزا قادیانی اس کی بیوی نصرت جہاں بیگم، بیٹا بشیر، بھانویہ
غیرت بے حیا، بے شرم تھے کوئی غیرت مند عورت، غیر عورت کو خلوت میں اپنے خاندان کے ساتھ
کرتی۔ عجیب بات یہ ہے کہ خدمت کا وقت بھی خاص رات کا، خاندان بھی خاص بھانویہ، جسم کا
خاص نیچے والا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا گھر بے حیائی کا مرکز تھا۔

بوڑھی عورت کی خدمت کرنی چاہیے اہل اسلام کے بے شمار واقعات شاہد ہیں بوڑھوں کی
پر، لیکن مرزا قادیانی وہ بے رحم، بے ضمیر شخص تھا جو بوڑھی عورت سے رات کو ٹانگیں دوایا کرتا تھا
کہ گھر میں جوان لڑکے موجود، بیوی موجود، نوکر موجود، پھر غیر عورت کے ساتھ رات بسر کرنا۔
کی تنہائی میں یہ کہتا کہ بھانویہ آج تیری حس کمزور ہو رہی ہے۔ ماہرین انقباض جانتے ہیں کہ یہ جملہ
حس کمزور ہو رہی ہے۔ کس قدر مرزا قادیانی کی ذہنی آوارگی پر دلالت کر رہا ہے۔

پھر بھانویہ نے سامنے سے اور لطیفہ کر دیا۔ وہ لطیفہ اس عبارت سے واضح ہو چکی گیتا ہے عقل
لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

آئیے قرآن مجید، فرقان حمید، برہان رشید سے سوال کرتے ہیں کہ اس گندے کردار کے
اور عورتوں کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

”گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔“
کیا یہ سیرۃ الہدی ہے؟ نہیں یہ سیرت شیطان مرزا قادیانی ہے۔ نا محرم عورت کے ساتھ
حرام ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار ختم نبوت کی سیرت پر دھیں۔

پیکر شرم و حیا محبوب کبریا امام الارض و السماء خاتم الانبیاء علیہ الخیر و الثناء کا غیر عورتوں کے
رویہ معصوم عن الخطا ہونے کے باوجود۔ بخاری شریف میں ہے

”سیدہ طیبہ رضی اللہ عنہا، عائشہ الصدیقہ صلوٰہ اللہ علیہا فرماتی ہیں جو مسلمان عورتیں سیدنا نبی
کریم ﷺ کے پاس ہجرت کے بعد بیعت کے لئے آتی تھیں تو آپ ﷺ نے فرماتے

میں نے تم سے بیعت کی یہ نہیں کہ آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوں۔ قسم خدا
کی آپ ﷺ نے کبھی بیعت کرتے ہوئے کسی عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔
ہے سیرت امام المعصومین خاتم النبیین ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں مرزا قادیانی کی زندگی کا
میں۔ آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا قادیانی کی زندگی نبی کریم ﷺ کی مبارک برکت والی زندگی
ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کا یہ کمال ہے کہ دشمن اعظم بھی آپ ﷺ کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتا۔
مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے

”ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفياء محمد مصطفیٰ (ﷺ) کا تقویٰ دیکھنے کے وہ ان
عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملائے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں۔
اور بیعت کر لینے کے لئے آتی تھیں۔ بلکہ دور تھا کہ صرف زبانی تلقین کرتے تھے۔“
(نور القرآن نمبر صفحہ 74۔ روحانی خزائن صفحہ 449، جلد 9، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)
مرزا قادیانی کی بے حیائی کے بارے میں مزید سنئیے۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے۔
”بیان کیا نور الدین خلیفہ اول نے کہا کہ ایک دفعہ مرزا قادیانی کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر
پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی مرزا قادیانی بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم
پر کھینٹے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی۔ میرے پاس
آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ مرزا قادیانی
سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب نے کہا میں تو
نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم خود مرزا قادیانی کے پاس گیا اور کہا
کہ اے مرزا قادیانی لوگ بہت ہیں بیوی کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ مرزا قادیانی نے کہا
کہ جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے
بعد مولوی عبدالکریم سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب جواب
لے آئے؟“ (سیرت الہدی حصہ اول، صفحہ 63)

اندازہ کیجئے کہ ولی بھی شریعت کا محافظ و پھرے دار ہوتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی جو بڑے بڑے
دعویٰ کرنے والا تھا۔ یہ شریعت کا کتنا بڑا قاتل تھا۔

کوئی بھی غیرت مند اپنی بیوی کے لئے بڑی غیرت کا جذبہ رکھتا ہے۔ یہاں چھوٹے چیلوں کو تو
لیکن مرزا قادیانی کو غیرت نہ آئی۔ ہوتی غیرت تو آئی۔ نہ اسے اپنی عورتوں پر غیرت نصیب

ہوئی نہ دوسری عورتوں پر اس لئے تو دنیا کہتی ہے "مرزا قادیانی بین الاقوامی بے حیاء تھا۔" یہاں بات یہ کہ ساری مرزائی امت مرزا کی بیوی کو ماما جان کہتے ہیں۔ لیکن نور الدین بیوی صاحبہ کہہ کر ادا کرتا ہے۔ مرزا قادیانی بھی بیوی صاحبہ کہہ کر بات کرتا ہے۔ عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ تیسرا یہ کہ مرزا قادیانی کشتی بے غیرتی کے ساتھ کھواس کر رہا ہے۔ جاؤ جی میں ایسے پروے کا نہیں ہوں۔ واضح طور پر قرآن وحدیث کی تعلیمات کا انکار ہے۔

خدا مردہ، مرزا عورت:

مرزا قادیانی کے بین الاقوامی بے حیاء ہونے پر ایک ایسا حوالہ سنئے جو آپ نے پہلے کبھی سنا ہوگا، نہ سنیں گے۔ اتنا بڑا اللہ کا گستاخ بے ادب نہ پیدا ہوا نہ ہوگا۔ جتنا بڑا مرزا قادیانی اللہ کا شریک کا گستاخ تھا۔ محبت باری تعالیٰ میں ٹھوکر یہ واقعہ پڑھیں اور اس بے غیرتی کو ختم کرنے کے اپنی تمام تر توانائیاں، دے کر لائیے۔

مرزا قادیانی کا قریبی مرید قاضی یار محمد لکھتا ہے کہ

مرزا قادیانی نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر کی ہے کہ

"کشف کی حالت مرزا قادیانی پر اس طرح طاری ہوئی کہ مرزا قادیانی عورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔"

(اسلامی قربانی 12 ٹریکٹ نمبر 34، مصنف قاضی یار محمد قادیانی)

مرزا کے مرید کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے اپنی حالت یہ ظاہر کی کہ گویا مرزا قادیانی عورت ہے اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ وہ حالت کیسی ہوگی؟ جو مرید نے دیکھی تھی۔ وہ حالت کوئی مرزائی مجمع میں بنا کر دکھا دے تو ہم اسے انعام دیں گے۔

اصل میں مرزا قادیانی کے پاس شیطان آیا تھا جس نے اُسے بہلا پھسلا کر اُس سے یہ فعل اور مرزا سمجھا کہ شاید یہ خدا ہے۔

مرزا نیوا کسی ہسپتال سے مرزا قادیانی کے دماغ کا علاج ہی کر لیا ہوتا تو شاید یہ باتیں نہ کہہ دیتے۔ یہ رسوائیاں نہ ہوتیں۔ ہمیں اب مرزا پر آنے والی شیطانی، انگریزی وحی کی سمجھ آئی "Love You"

وحی بھی انگریزی اور لانے والا ٹیپی ٹیپی بھی انگریزی، تہذیب بھی انگریزی، اطاعت بھی انگریزی، اسی لئے تو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں تحریر کیا ہے کہ "اسلام کے"

ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا۔ دوسرا حکومت برطانیہ کی اطاعت کرنا۔ کسی مرزائی میں یہ جرأت و شہادت ہے کہ قرآن سے اس آیت کی نشاندہی کر دے۔ جس آیت میں یہ حکم ہے کہ حکومت برطانیہ کی اطاعت کرنا یہ اسلام کا دوسرا حصہ ہے۔ یقیناً یہ حکم نہیں بلکہ اس کے برعکس حکم ہے لیکن مرزا قادیانی کی توجہ ہمیشہ ہے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن وحدیث کا نام لینا۔

لنگی عورت اور مرزا ایک کمرے میں:

مرزا قادیانی کا قریبی مرید مفتی محمد صادق لکھتا ہے۔

"مرزا قادیانی کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔

ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں مرزا قادیانی بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتا تھا۔ وہاں ایک کونے میں کھرا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور تنگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ مرزا قادیانی اپنے کام تحریر میں مصروف رہا اور کچھ خیال نہ آیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو اتفاقاً ایک اور خادمہ آنکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ مرزا قادیانی کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اس نے ہنس کر جواب دیا "انہو کچھ دیدالے"۔ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔" (ذکر حبیب، مفتی محمد صادق قادیانی صفحہ 38-39)

چند اہم باتیں:

مرزا قادیانی اور ایک غیر عورت تنگی حالت میں دونوں ایک کمرہ میں موجود تھے۔

دوسری خادمہ اتفاقاً دھرا گئی جس نے دونوں اشخاص یعنی مرزا اور غیر عورت کو ایک کمرہ میں پایا۔ اوپر سے آنے والی خادمہ نے اُس تنگی عورت کو کہا کہ تو تمام کپڑے اتار کر مرزا کے کمرہ میں اور موجودگی کی حالت میں نہا رہی تھی۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ مرزا کے کمرہ میں اور اس کی موجودگی کی حالت میں اور پھر تمام کپڑے اتار کر اس کے بالکل سامنے نہا رہی ہے یہ تو نے کیا کیا؟

اس نے ہنس کر جواب دیا کہ مرزا قادیانی کو نظر ہی کم آتا ہے۔ یعنی کوئی چیز اُس کو نظر آتی ہی نہیں۔ وہ عورت مرزا قادیانی کے کمرہ میں کیوں نہا رہی تھی؟ ناپاک مرزا قادیانی اس کو شاید مزید ناپاک کر رہا ہوگا اس کے سوا اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

مرزا قادیانی نے یہاں پر بے حیائی کی مثال قائم کر دی ہے۔ اس سے بڑی بے حیائی کیا ہو سکتی ہے۔

مرزائی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ دیوانی تھی اس لئے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

1: تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ دیوانی تھی تو مرزا قادیانی تو دیوانہ نہ تھا وہ باہر آجاتا۔ یا پھر کرنا پڑے گا کہ وہ دونوں ہی دیوانے تھے۔

2: اس عورت کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ آخر وہ کتاب لکھ کر اس کی لکھائی نظر آرہی تھی تو وہ عورت کیوں نظر نہیں آسکتی؟ اس عورت کا کمرے میں قدموں کی آواز آنا، اپنے کپڑے اتارنا، نلکے کھولنے کی آواز آنا، پانی گرنے کی آواز آنا، مرزا قادیانی کا نوں سے بھی محروم تھا کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا؟

قارئین کرام! یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کا کردار اور یہ ہے اس دجال کا گندہ کریکٹر کہ ایک شریف النفس انسان ایسے گندے کریکٹر والے کو شریف النفس بھی نہیں کہہ سکتا، کجا کہ اسے نبی اور رسول کہا جائے۔ خدا تعالیٰ مرزائیوں کو ہدایت دے کہ کتنے گندے کریکٹر والے شخص کو انہوں نے نبی سمجھ لیا ہے۔ نبی علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ "تیس (30) بڑے کذاب اور دجال پیدا ہونگے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ وہ صاف جھوٹے ہونگے۔"

یہ حدیث نبی علیہ السلام سے تو اتر کے ساتھ منقول ہے یہ قادیانی نبی علیہ السلام کی پیشگوئی کو تو نہیں مانے زانی شرابی، گندے کریکٹر اور مرگی والے شخص کو نبی مان کر بہت خوش ہیں۔ معلوم نہیں اس میں ان کو کون کیا آ رہا ہے؟ عذاب جہنم بر کیوں صابر ہیں؟ مگر اصل میں شیطان نے ان کو چھڑایا ہوا ہے۔ اب خدا تعالیٰ ہی رحم فرمائے تو ہدایت پاسکتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کے لئے محنت بھی کریں اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ یہی اصل ہمدردی ہے۔

خادمہ زینب کی رات کو خدمت مرزا:

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب مرزا قادیانی کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پٹنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پٹنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت

میں مجھے نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی۔ بلکہ خوشی ہوتی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوئم، صفحہ 273، روایت نمبر 910)

اس کے علاوہ ایک اور نوجوان لڑکی عاتکہ مرزا کے پاؤں دہاتی تھی اس کے متعلق لکھا ہے۔
"مرزا قادیانی کو مرحومہ عاتکہ کی خدمت (پاؤں دہانے) بہت پسند تھی۔"

(الفضل 20 مارچ، 1928ء)

ان مہارتوں سے واضح ہوا کہ مرزا قادیانی کا محبوب مشغلہ نوجوان لڑکیوں کے ساتھ راتیں گزارنا تھا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی اتنا بڑا بے حیا تھا کہ اس کی محفل صحبت میں جو بھی آتا ہے حیاتی حاکم بن جاتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی حقیقت میں ابلیس تھا۔

یہ بلکہ یہ طبقہ حیاء سے عاری ہے ان کی اصل نسل میں حیاء نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس لئے کہ سچا نبی حیا والا ہوتا ہے۔ اور اپنی امت میں بھی حیا پیدا کرتا ہے اور جھوٹا مدعی نبوت خود بھی بے حیا ہوتا ہے۔ امت میں بھی بے حیائی پیدا کرتا ہے۔

ہوں بشر کی جائے نفرت:

مرزا قادیانی کے بین الاقوامی بے حیا ہونے پر اس کا مشہور زمانہ شعر جس میں اس نے اپنی حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ اگر اس حقیقت کو موجودہ مرزائی تسلیم کر لیں تو جھگڑا ہی ختم ہو سکتا ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درمبین، مرزا قادیانی کا شعری مجموعہ)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں آدم کی اولاد سے نہیں ہوں۔ میں مرزائیوں سے سوال کرتا ہوں کہ آدم کی اولاد سے نہیں تو کس کی اولاد ہے؟ شاید یہ شیطان کی اولاد ہوگا۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر آدم کی اولاد سے نہیں تو نبی کیسے بنا۔ اگر یہ آدم کی اولاد سے ہے تو اس نے جھوٹ بولا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کذاب یاد دلاؤ تو ہو سکتا ہے مگر نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس کا ایک بھی جھوٹ ثابت ہو تو اس کی کسی بات پر بھی اعتبار نہیں۔

ترجمہ:

مرزا قادیانی کے یہ الفاظ "ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار" خاص طور پر قابل غور

مہاجر امیر افضل خان کی گراں بہا تصنیف

قادیانیوں کی پوشیدہ سازشیں۔۔۔ بے نقاب

”باشقند کے اصل راز اور قادیانیوں کی سازشیں“ سے ماخوذ

ہندوستانی کمیشن میں قائد اعظم نے مقررہ افضل خان کو کیوں وکیل مقرر کیا۔ اس بارے میں ہمیں جو معلوم ہو سکا۔ وہ یہ تھا کہ قائد اعظم جانتے تھے کہ قادیانیوں اور انگریزوں میں گادھی چھٹی تھی۔ ان کے پروردہ تھے اور سب سے زیادہ چہیتے۔ گورداسپور میں ویسے بھی مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ قائد اعظم یقین کرنا چاہتے تھے کہ قادیان کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع پاکستان کو مل جائے گا اور ان کی ہماری مسلم اکثریت والی ریاست بھی ہماری جھولی میں ہوگی اور اگر مہاراجہ ہری سنگھ کو عقل نہ آئی تو مسلمان مجاہد اس پر قبضہ کر لیں گے۔

قائد اعظم کو البتہ زیادہ فکر حیدر آباد کی تھی اور کشمیر کو پاکستان کے ساتھ ملانے کے بعد وہ سارا زور لگایا، کو بچانے اور جنوب بھارت میں اس ریاست کو مسلمانوں کی جائے پناہ بنانا چاہتے تھے۔ ان کے دو چوٹی کے لیڈروں یعنی نہرو اور ٹیل میں کشمیر اور حیدر آباد پر ہر حالت میں قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں اگر کشمیر پاکستان کو دینا پڑ جاتا تو اسے چنداں پرواہ نہ تھی۔ لیکن نہرو جو کشمیری برہمن تھا، ہر حالت میں کشمیر کو بھارت کا حصہ بنانا چاہتا تھا۔ جنرل نوابزادہ شیر علی پاکستان آنے سے پہلے سردار گل خان نے ٹیل نے انہیں کہا تھا کہ ”اپنے بادشاہ سلامت“ کو گزارش کرنا کہ وہ حیدر آباد اور کشمیر کے معاملے میں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کریں۔ بہر حال اس معاملے پر نوابزادہ روشنی جنرل شیر علی خود ہی نے دیا۔ لیکن ہم مات کھا گئے۔ نہ کشمیر ملا نہ حیدر آباد کو بچا سکے۔ لیکن شاید اس وقت قائد اعظم کو ان اور قادیانیوں کی سازش کو نہ سمجھ سکے۔ قادیان جو پاکستان کو نہ ملا اور قادیانی ”مظلوم“ بن کر ان کے دل میں داخل ہوئے تو قائد کو ظفر اللہ پر کوئی شک نہ گزرا اور اسی وجہ سے انہوں نے ظفر اللہ کو پہلے ہی میں کشمیر کا مقدمہ لڑنے کے لئے وکیل بنایا اور بعد میں وزیر خارجہ بھی، جس کی تفصیل اگلے صفحہ پر آ رہی ہے۔ گو ظفر اللہ نے لمبی اور بے معنی تقریریں کر کے جان بوجھ کر کشمیر کا مقدمہ خراب کیا تھا اس وقت اس طریق کار کو نہ سمجھ سکے۔ (صفحہ 25، 26)

ہیں۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں انسان کی وہ جگہ ہوں جس سے انسان نفرت اور شرم کرتا ہے۔ اس لیے تشریح اور نام مرزائی خود ہی بتلا دیں کہ وہ بدن انسانی میں سے کونسا مقام ہے؟ جو مرزا قادیانی نے لقب اپنے لئے خود پسند کیا ہے۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

آخر میں میں تمام مرزائیوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ ایسے کذاب جھوٹے اور بدن انسان کو جس نے بے شمار جھوٹ بولے ہوں جس نے انبیاء کو صریح گالیاں دی ہوں جس نے صحابہ کرام کو معاذ اللہ فحشی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو گدھے کے ڈھیر سے معاذ اللہ تشبیہ دی ہو۔ جس نے امت رسول اللہ کو سوز کر کہا اور عورتوں کو کتیا سے بدمز کہا ہو۔ جس نے امت پیغمبر کو بدکاروں کی اور حرامی کہا ہو۔ جس نے اللہ کے قرآن کو اپنے منہ کی باتیں کہا ہو۔ جس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہو جس نے آسمانوں کو اور انسان کو بھی خود پیدا کرنے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے عورت ہونے کا دعویٰ کیا ہو، جس بے وقوف انسان نے میں سے میں پیدا ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جو اپنی پیشگوئیوں میں بھی صریح جھوٹا ثابت ہوا ہو۔ جس نے سرتاج انبیاء امام الانبیاء علیہ السلام کو افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے اللہ کے پیغمبر کی صریح توہین کی ہو۔ جس نے علماء اسلام کو گدھے دی ہوں اور علماء کو حرامی لکھا ہو، جس کا کریکٹر ہی ایسا گندہ ہو کہ جو شریف انسان بھی ثابت نہ ہو سکتا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا ہو۔ ایسے بد بخت، بد گستاخ، بد تمیز اور کذاب شخص کو چھوڑ دیں اور امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو جائیں۔ قیامت کے دن ذلیل و رسوا نہ ہوں اور دائمی جہنم سے بچ جائیں۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

ہم نے تو دل جلا کر سر عام رکھ دیا

سب سے پہلی بشارت:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے آپ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ فرما رہے تھے کہ آپ کو یمن سے آنے والی غسی کے قتل کی تفصیلات پر مشتمل بشارت پہنچی۔ اس لحاظ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلی جو غیر ملکی بشارت سنائی گئی وہ جھوٹے نبوت آسودہ غسی کے قتل کی تھی۔

قادیانیوں کے مقاصد اور سازش:

قادیانیوں نے بھی باؤنڈری کمیشن کے سامنے جس کا سربراہ ریڈ کلف تھا، سکھوں کی طرح ایک بننے کی درخواست دی اور ظفر اللہ کو کیل بنایا اور یہ بات اس زمانے میں ہی سامنے آگئی تھی کہ قادیانیوں نے اپنے آپ کو باقی مسلمانوں سے الگ ظاہر کیا تھا اور اس علاقے میں خصوصی مراعات مانگیں۔ قادیانی پوزیشن پاپائے روم کی ویٹی کن شہی کی طرح ہونی چاہئے۔ اس سے مسلمانوں کا کیس کمزور ہوا اور سمیت ضلع گورداسپور کا زیادہ علاقہ بھارت کا حصہ بن گیا۔

یہ ایک سازش تھی۔ اگر قادیان پاکستان کا حصہ بن جاتا اور کشمیر بھی پاکستان کو مل جاتا تو قادیانیوں کے خلاف جو تحریک 1953ء میں شروع ہوئی تھی، وہی تحریک 1947ء یا زیادہ سے زیادہ 1948ء میں شروع ہو جاتی جو نہ ہی مسلمان تحریک پاکستان سے علیحدہ ہونے کے باعث نیچے چلے گئے تھے۔ ان کے لئے اوپر آنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ نہ صرف قادیانیوں کو ختم کرنے کی تحریک چلاتے بلکہ قادیانیوں کو ختم کرنے کے لئے کوشش کرتے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر بنائے جانے اور اسلام کے خلاف قائم ہونے والے ملک میں کسی جھوٹے نبی کا مرکز نہیں ہو سکتا۔

سازش یا ”جوہر“ یہ تھی کہ قادیانی مظلوم بن کر پاکستان میں داخل ہوں حالانکہ مشرقی پنجاب قادیانیوں کا بال بھی بیگانہ ہوا۔ مرزا غلام احمد کا پوتا، میجر واڈو، میجر وحید حیدر اور میجر صفدر بیگ وغیرہ افسر قادیانیوں کو بحفاظت مشرقی پنجاب سے نکال رہے تھے۔ پھر بریگیڈ نیر ایوب کی جگہ بھی قادیانی بریگیڈ نیر نذیر آگیا۔ سیالکوٹ کا پہلا ڈپٹی کمشنر مرزا غلام احمد کا پوتا ایم ایم احمد تھا۔ لاہور میں بھی قادیانی افسر بے دین لوگ اور قادیانیوں کے دوست ان کی ”بھالی“ کے کام پر لگے ہوئے تھے۔ ان کے قصبہ ڈسکہ میں قادیانیوں کا ایک مرکز قائم تھا جہاں سے ہدایات موصول ہوتی تھیں کہ کس قادیانی کہاں بھیجا جائے اور اس طرح ”مظلوم قادیانی“ پنجاب پر چھا گئے اور بعد میں جھوٹے نبی کا ایک ربوہ میں بھی بنا لیا گیا۔ قادیانیوں کے مرکز کو قادیان سے نکالنے کے لئے تین دفعہ سوسو فزکوں کا کارواں فوج کی حفاظت میں قادیان بھیجا گیا۔ سب خیریت سے ”مظلوم“ بن کر پاکستان آ گئے۔ 1953ء تک ان کے خلاف کوئی تحریک نہ چل سکی۔ لیکن جب تحریک چلی تو ان کا ہمدرد جنس منہ پر تھا۔ (صفحہ 21-27)

آدم خان:

آدم خان بس گزارہ ہی تھے۔ ان کے کافی نمبر کاٹ دیئے گئے اور بمشکل کر لیں۔ ہم

کے پہلے نشان حیدر سرور شہید کی ان کے ماتحت بہادری اور پھر ان کی قادیانی بیوی کی کوششوں نے ان کی زندگی کے چند ماہ بعد میجر جنرل بنا دیا۔ ان کا بچہ سخت کلائی تھا۔ ہر اچھے اور قابل افسر کے پیچھے پڑنے والے کا اپنی خامیوں کو چھپائیں۔ (صفحہ 35)

سیالکوٹ میں قادیانیوں کی سازش:

مرزا غلام احمد کے مطابق سرحد کے مجاہدین بروقت مظفر آباد کے علاقوں میں داخل ہو کر سری نگر کی طرف متاثر ہو گئے جس کی تفصیل آگے چل کر آئے گی لیکن سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر ایم ایم احمد ان کو جنوں کی طرف نہ جانے دیا۔

جان قوم کھلی جلسوں میں سینکڑوں دفعہ کہہ چکے تھے کہ جب سرحد کے مجاہدین وادی کشمیر میں داخل ہوئے تب ان کو حکومت نے روک لیا اور نواب ممدوٹ نے 1954ء میں ریل کے ایک سفر پر ان راقم کے سامنے یہ تسلیم کیا کہ یہاں لیاقت علی کے حکم پر کیا گیا تھا بلکہ اس کے دو وزیر ممتاز دولتانہ اور لیاقت علی بھی لیاقت علی کے ہم خیال تھے۔

یہ کچھ تو بڑی سطح پر تھا بلکہ اس زمانے میں سیالکوٹ سے فریڈرک فورس رجمنٹ کو نکال کر ایبٹ آباد لایا گیا اور اس کی جگہ انبالہ سے 15 پنجاب رجمنٹ کو لانے میں دیر کر دی گئی کہ سیالکوٹ چھاؤنی میں ان فوجیوں کو صرف 16 پنجاب کے تھے اور اس رجمنٹ کے ہندوؤں اور سکھوں کو جان بوجھ کر سیالکوٹ لایا گیا اور اکتوبر، نومبر 1947ء میں بھارت بھیجا گیا۔ یہ لوگ اپنی رائفلیں اور بارود گوردوارے کے سامنے ماتحت رکھے ہوئے تھے۔

اور ایم ایم احمد اور 16 پنجاب کا کرنل ہو برٹ دونوں مل کر سرحد کی سخت دیکھ بھال کر رہے تھے۔ انہوں نے کشمیر کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو۔ آخر اس میں کیا راز تھا۔

راز یہ تھا کہ ہماری فوج کے کئی افسر عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس چیز کو امریکن اور انڈین فوجیں بھی تسلیم کر چکی ہیں کہ پاکستانی فوج میں کئی لوگ عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگ اکثر کہتے ہیں اور کچھ اپنے دل میں یہ عزم لئے ہوئے تھے کہ سیالکوٹ محاذ سے ان کے پیش قدمی ہوئی تو میرا ہدف قادیان ہوگا کہ اس سے میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خوش رہیں گے اور ہمیں دونوں جہان حاصل ہو جائیں گے۔

راقم اس پہلو کو ذاتی طور پر جانتا ہے اور اگر کسی زمانے میں بھی سیالکوٹ سے بھارت کی طرف کوئی فوجی ہوتی تو نہ صرف کشمیر پاکستان کا حصہ بن گیا ہوتا بلکہ قادیان کی بھی اینٹ سے اینٹ بچ گئی

اسلامی تجاویز کا قادیانی سربراہ:

اس وقت تماشہ یہ بنا کہ جی ایچ کیو میں کرنل صفدر بیگ کو اس کام پر لگایا گیا کہ فوج میں اس شخص کے حوالے سے مختلف سوچوں اور تحقیقوں کا خلاصہ تیار کرے۔ صفدر بیگ نہ صرف قادیانی بلکہ مرزا غلام احمد کی ایک بیوی کا رشتہ دار تھا تو اس نے ان تمام تجاویز سے روح محمدی کو نکال کر باہر پس دیا۔ ایوب خان کے پاس اب وقت نہ تھا کہ ایسی باتوں کی طرف دھیان دے۔ ظفر اللہ کو بھی پاکستان میں رہنے کی ضرورت نہ تھی کہ قادیانی ہر جگہ چھا چکے تھے۔ فوج کا چیف آف جنرل شاف الدین قادیانی تھا جو اسلام کی کوئی بات نہ سننا چاہتا تھا۔ ظفر اللہ اب بیچ بن کر بین الاقوامی دنیا میں تھا کہ پاکستان میں سب ”خیریت“ تھی۔ ایوب کو اوپر اٹھایا جا رہا تھا اور وہ ترکی، یورپ اور امریکہ کا کر رہا تھا۔ ساتھ سکندر مرزا تھا۔ (صفحہ 92)

ایوب خان کو موقع اچھا ملا:

اس کے مشیروں میں فاروقی کی قسم کے لوگ تھے جو لاہوری قادیانی تھے۔ پھر ایک فضل الرحمن جو ”ماڈرن اسلام“ کا دعویٰ کرتا تھا۔ انگریزوں کے پرانے تنخواہ دار غلام احمد پرویز جس کا ذکر ہلال کے اکرام قمر کی زبان سے ہو چکا ہے، وہ بھی ایوب خان کا خاص دوست تھا۔ آخری دنوں میں ایک اور دین الطاف گوہر آگیا تو اسلام کے لحاظ سے ایوب خان کا دور تاریک ترین ہے کہ اہل مغرب مکمل طور ہمارے اوپر چھا چکے تھے۔

ہوائیں ان کی، فضا میں ان کی، سمندر ان کے، جہاز ان کے
گرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر؟ بھنور ہے تقدیر کا بہانہ۔

(اقبال) (صفحہ 107)

اختر کی مری میں ایوب خان سے ملاقات:

اختر ملک قادیانی تھا۔ لیکن عام لوگوں کو اس نے اس سلسلہ میں ہمیشہ اندھیرے میں رکھا۔ اور ایم ایکٹر ہونے کی وجہ سے وہ بھی فوج میں خاصا پاپور تھا۔ بہر حال وہ ایم ایم احمد، مرزا غلام کے پوتے اور حکومت کے مالیاتی سیکرٹری کے ساتھ اکثر ملاقاتیں کرتا تھا اور ایک آدھ دفعہ وہاں پر بھنوک بھی دیکھا گیا۔ ہم جب صدر ہاؤس میں تھے تو ایک دن یہ بات بھی سنی کہ سیکورٹی والوں کو کچھ کاغذات ملے ہیں یا زنا

ہم چاہے کہ شاید اختر ملک کسی سازش میں ملوث ہے اور اس کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ لیکن انہی دنوں اختر نے مری جانا تھا اور راقم بھی حفاظتی دستوں کے ساتھ وہاں گیا۔ لیکن میری حیرانی کی کوئی حد نہ تھی کہ اختر ملک نہ صرف ایوب خان کو آکر صدر ہاؤس ملا اور لمبی کانفرنس ہوئی بلکہ فون کر کے اپنے ایک ملازم کو بھیج دیا کہ مال روڈ کو استعمال کر کے سہارا ستہ اختیار نہ کریں۔ قارئین کو معلوم ہو گا کہ گرمیوں کے موسم میں مال روڈ کو صدر بھی استعمال کیا گیا۔ (صفحہ 120-121)

اختر ملک کی چالاکیاں:

اختر ملک نے جو کچھ کیا اور جنگ کا ہیرو بھی بن گیا۔ اس میں اس کی دوہری شخصیت کی داد دینا پڑتی ہے۔ حالانکہ جنگ کے بعد انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اختر ملک پر مقدمہ چلایا جاتا لیکن مقدمہ کون کرے؟ ایوب خان، جس کو خود ”دھکا“ دیا گیا تھا اور اس کے بعد اس نے کہا ”میری توبہ“ یا محمد موسیٰ مقدمہ چلا کر ایوب خان کے مطابق ”سمجھتا“ کچھ نہ تھا۔ یا پھر بیجی مقدمہ چلا تا جو خود بھنوک کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اس لیے کہ بھنور اور عزیز احمد کو کچھ نہ کہا گیا۔ (صفحہ 123-124)



مسئلہ۔ اگلی کتابیں انبیاء ہی کو زبانی یاد ہوتی۔ قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کرے۔ قرآن عظیم کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں۔ ان میں معاذ اللہ کہیں کوئی معنی نہیں۔ وہ سب حق ہیں۔ اس میں امت کے لئے آسانی یہ ہے کہ جس کے لئے جو قرأت یاد ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہے۔ عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے۔ اس لیے ملک میں قرأت عام بروایت حفص کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے۔ اور وہ معاذ اللہ غلط ہے۔

مقیدہ۔ قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے۔ یوہیں قرآن مجید کی باتوں نے بعض آیات کو منسوخ کر دیا۔ (بہار شریعت)

تھالی کا بینگن

آدمی یا گرگٹ:

مرزا لکھتا ہے:

”میرے بزرگ چینی سرحدوں سے پنجاب میں پہنچے“ (مطلب یہ کہ میں چینی نسل کا ہوں) پھر لکھتا ہے:

”میں فارسی ہوں۔“

”میں قوم کا برلاس مغل ہو۔“

”میں اگرچہ علوی تو نہیں مگر بنی فاطمہ سے ہوں۔“

”میری بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔“

ملاحظہ فرمایا آپ نے مرزا چینی نسل کا تھا، مغل برلاس قوم کا بھی تھا، علوی تو نہیں تھا بنی فاطمہ سے بھی تھا، اور مرزا کی بعض دادیاں سادات سے تھیں۔

اس سے بھی بڑھ کر پر لطف بات مرزا نے یہ لکھی ہے:

”میں بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک عجون مرکب ہوں۔“

لیجئے اب مرزا انسان سے عجون بن گیا، ابھی کیا ہے آگے آگے دیکھئے لکھتا ہے کیا:

”میں حسنین سے بہتر ہوں۔“ (استغفر اللہ)

”میں ہی مسیح موعود ہوں۔“

”مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا۔“

نوٹ:- احادیث کی روشنی میں عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام دو الگ الگ شخصیات ہیں

مرزا نے ان دونوں شخصیات کو بھی اپنے میں جمع کر لیا، آگے چلیے لکھتا ہے:

”میں پہلے مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔“ (معاذ اللہ)

خدا نے پہلے میرا نام مریم رکھا، پھر عیسیٰ رکھا۔“

ملاحظہ فرمایا آپ نے، مرزا پہلے مریم تھا، یعنی عورت، پھر عورت سے مرد بنا۔

خدا نے میرا نام بیت اللہ رکھا۔“

جسے اب مرزا انسان سے اللہ کا گھر بن گیا۔

”میں حجر اسود ہوں۔“

پہلے بیت اللہ بنا، پھر حجر اسود بھی بن گیا، مطلب یہ کہ کچھ بننے سے رہ نہ جائے۔ لیکن اس کی یا

ہوں کی کسی کتاب میں یہ بات پڑھنے میں نہیں آئی کہ لوگ مرزا کو حجر اسود سمجھ کر بوسہ دیتے تھے۔

حال یہ یہاں مرزا اور مرزائیوں سے چوک ہو گئی۔ قادیانیوں کو چاہیے تھا کہ روزانہ قادیان کی مسجد

کے کونے میں بیٹھ کر مرزا کو بوسہ دیا کرتے۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

اب معلوم نہیں، یہاں مرزا کی سچے خدا سے کیا مراد ہے، مرزا نے اپنے کچھ نام بھی بتائے ہیں۔ وہ

ہیں، کیا کیا ہیں:

”میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں،

میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داود ہوں، میں سلیمان ہوں، میں یحییٰ ہوں، میں

علی محمد اور احمد ہوں۔“

آگے چل کر لکھتا ہے:

”یہ تمام نام میرے رکھے گئے۔“ گویا تمام انبیاء اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے، اب ذرا

دین میں لائیں اس کا یہ دعویٰ: میں عجون مرکب ہوں، جب اسنے سب نبی اور رسول ایک

شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ عجون مرکب نہیں بنے گا تو اور کیا بنے گا۔ مرزا نے اس پر بس

نہیں کی، یعنی تمام انبیاء کے نام اپنے اوپر فٹ کرنے کے بعد بھی اس کا اطمینان نہیں ہوا،

آگے چل کر اس نے لکھا:

”میں فرشتہ ہوں، میں میکائیل ہوں، میں خدا کی مثل ہوں (یعنی پہلے صرف مثیل مسیح بنا

تھا، اب خدا کی مثل بھی بن گیا) میں خدا کا مظہر ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں (یہ اس لیے کہا

کہ عیسائی بھی مرزا سے محروم نہ رہیں) میں خدا کا باپ ہوں، میں خدا کی بیوی ہوں۔ سورہ

افلاص میں اللہ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، مرزا نے سب کا

لکھا انکار کر دیا ہے۔ مزید کہا: مجھے زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی گئی ہے۔“

ایک جگہ پر لکھتا ہے:

”میں خدا کا جانشین ہوں، میں خالق ہوں، میں خدا ہوں، میں ردّ گو پال ہوں (ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے) ردّ گو پال کو ردّ گو پال بھی کہتے ہیں، اس کا نام بھی مجھے دیا گیا“

”میں کرشن ہوں۔“

”میں آریوں کا بادشاہ ہوں“

”امین الملک بے سنگہ بہادر ہوں“۔ (یہاں سکھوں کو خوش کیا گیا)

”میں کرم خاکی ہوں“۔ (یعنی خاک کا کپڑا ہوں)

غرض مرزا نے اپنے ننانوے کے قریب نام گنوائے ہیں، وہ محض صفاتی نام نہیں مختلف اشخاص مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ تھا کہ اب مرزائی بتائیں، مرزا کیا تھا، کون تھا، کیا نہیں تھا اور کون نہیں تھا۔ مرزا کو عجیب و غریب الہامات بھی ہوتے تھے اور کشف بھی ہوتا تھا۔ مطلب یہ کہ مرزا کا دعویٰ مجھے الہامات ہوتے ہیں اور کشف بھی، چنانچہ اس کا ایک الہام بھی لکھے ہاتھوں سن لیں، لکھتا ہے:

”میں نے ایک مرجہ خدا کو دیکھا، میں نے جن باتوں کا ارادہ کیا تھا، ان کیلئے ایک کاغذ اللہ تعالیٰ کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے سرفخی کی سیاهی سے دستخط کر دیے اور قلم کی نوک پر جو زائد سرفخی تھی، اس کو جھاڑا (یعنی اللہ تعالیٰ نے قلم پر لگی سیاهی کو جھاڑا) اور اچانک جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرفخی کے قطرے میرے کپڑوں اور میرے ایک ساتھی عبد اللہ کے کپڑوں پر گئے، اور چونکہ کشفی حالت میں انسان قریباً بیدار بھی ہوتا ہے، اس لیے ان قطروں کے گرنے کی اطلاع ہو گئی، میں نے ان قطرات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہاں تک کہ عبد اللہ نے بھی وہ قطرات اپنے کپڑوں پر دیکھے، کوئی ایسی چیز ہمارے پاس نہیں تھی کہ ہم خیال کرتے کہ یہ سرفخی اس چیز سے گری ہے، یہ تو وہی سرفخی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑا تھا۔ وہ کپڑے اب تک محفوظ ہیں اور قطرات دیکھے جاسکتے ہیں۔“

آپ نے ملاحظہ فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مرزا کے لئے دستخط بھی کیے، قلم کو بھی جھاڑا۔ قرآن مطابق اللہ کو دیکھا نہیں جاسکتا وہ جو کرنا چاہتا ہے صرف ”کن“ (ہو جا) فرماتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔ کشف میں مرزا نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے سرفخی سیاهی سے دستخط فرمائے اور قلم بھی جھاڑا اس کا قلم اتنا چھوٹا سا تھا جس کے قطرے مرزا کے کپڑوں پر پڑے اور قطروں کی صورت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ مرزائی سراغ تو لگائیں یہ بہرہ پیا کون تھا؟ جو مرزا کا خدا بنا ہوا تھا۔ حیرت ہے ان لوگوں پر

مرزائی مان بیٹھے، مرزائیوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ کپڑوں کے دو جوڑوں پر سرفخی رنگ کی روشنائی پھنک کر رکھ دینا کیا مشکل کام تھا۔

انگریزی الہام:

مرزا کا کہنا تھا مجھے الہام بھی ہوتے ہیں، یعنی اللہ کی طرف سے باتیں اس کے دل میں ڈالی جاتی ہیں۔ کی بات یہ کہ مرزا کو الہام عربی زبان میں نہیں، اردو یا انگریزی زبان میں بھی ہوتے تھے۔ اپنی کتابوں میں بے شمار الہامات درج کیے ہیں۔ آج ہم اس کتاب میں وہ الہامات آپ کو بھی دکھائیں۔ واضح رہے کہ یہ سب کے سب مرزا کی اپنی کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں۔ یعنی ہم اپنی کتاب میں لکھ رہے ہیں۔ لہذا ملاحظہ فرمائیے مرزا کو الہام ہوا:

آئی لو یو..... I Love you

”میں تم سے محبت کرتا ہوں۔“

آئی ایم ویو..... I am with you

”میں تمہارے ساتھ ہوں۔“

ای الہام ہوا:

آئی شل ہیلپ یو..... I shall help you

”میں تمہاری مدد کروں گا۔“

آئی کین، واٹ آئی دل ڈو..... I can, what I will do

”میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔“

مرزا ویسا انگریزی ترجمہ ہے، جس طرح کا ابتدائی کلاسوں کے بچے سکولوں میں پیش کرتے ہیں۔ لے لے کر ایسی کوششوں کے نمونے اپنے دوستوں کو سناتے ہیں۔

اس کے بعد بہت ہی زور سے بدن کا نپا (مرزا کا) اور یہ الہام ہوا:

آئی کین واٹ وی دل ڈو..... We can what we will do

”ہم کر سکتے ہیں جو ہم کریں گے۔“

مرزا لکھتا ہے:

”اس وقت ایسا معلوم ہوا، گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔“

مرزا نے اس الہام کے الفاظ پڑھے۔ آپ آخری جملے پر غور کریں، لکھتا ہے: گویا ایک انگریز

ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔

یہاں مرزا نے اپنے خدا کا مزید تعارف کروادیا ہے۔ اس نے خود اپنی کتاب میں اس بات کیا ہے کہ میں انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوں۔ اب جس پودے کو انگریز نے لگایا، اسے الہامات بھی انگریزوں سے ہو سکتے تھے۔ مطلب یہ کہ انسان لاکھ جھوٹا ہو، کبھی نہ کبھی اس کے منہ سے سچ نکل ہی جاوے۔ شیطان تک کبھی کبھار سچ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

مزید ملاحظہ کیجئے: God is coming by his army

”گاڈ ازمک نک بائی ہز آرمی“۔ اللہ اپنی فوج کے ساتھ آ رہا ہے۔

”ہائی“ کے لفظ پر غور کریں۔

”The days“ دی ڈیزشل کم ون گاڈشل ہلپ یو۔ وہ دن آئیں گے جب اللہ تمہارے گھر آئے گا۔ ”Shell“ کی فصاحت پر غور کریں۔

یہ الہامات مرزا کی کتاب حقیقۃ الوحی سے لیے گئے ہیں۔

غلط انگریزی کے علاوہ مرزا کو پنجابی میں بھی الہام ہوتے تھے۔ اس کا ایک الہام ہے

”پنی پنی لگی۔ یعنی پنی تباہ ہو گئی۔“

مرزا نے اس فرشتے کا بھی ذکر کیا ہے جو یہ الہامات یا وحی اس تک پہنچاتا تھا۔ اس نے ٹیپی ٹیپی لکھا ہے۔ اسی کتاب میں لکھتا ہے:

”5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا۔ اس نے بہت سارے پیسے میرے سامنے ڈال دیے (مرزا خواب میں بھی روپے ہی دیکھتا تھا کیا ثبوت ہے؟) میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا: نام کچھ نہیں، میں نے کہا: آخر کچھ تو ہوگا۔ اس نے کہا: میرا نام ٹیپی ٹیپی ہے۔ ٹیپی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت کام آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔“

مرزائیوں کی ایک عجیب بات چلتے چلتے آپ کو بتا دوں، مرزائی خود کو مرزائی کہتے ہوئے گھبراتے ہیں، خود کو احمدی کہتے ہیں، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کیا آپ مرزائی ہیں، تو فوراً جواب دیتے ہیں، جی نہیں، ہم تو احمدی ہیں۔

اب آپ مرزا کا ایک الہام پڑھیں۔ آپ کو پڑھ کر حیرت ہوگی۔

لکھتا ہے:

”اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے۔۔۔۔۔“ انا انزلنا قریباً من القادیاں۔“

یہاں شک ہم نے نازل کیا قادیان میں۔ جس روز یہ الہام ہوا، اس روز میرے بھائی مرزا نے میرے پاس بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے انہوں نے یہ الفاظ پڑھے، یعنی ”انا انزلنا قریباً من القادیاں۔“ تو میں سن کر بہت حیران ہوا کہ قادیان کا نام اور قرآن میں درج ہے۔ تب دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں میں ان میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے: مکہ، مدینہ، قادیان۔

”یہ شرف تھا جو مجھے کئی سال ہوئے دکھایا گیا۔“

آپ نے کشف ملاحظہ فرمایا، الہام پڑھا۔ اب ذرا مرزائی قادیان کا لفظ قرآن میں دکھادیں۔ کشف میں تو اگر کپڑوں پر سرخی کے قطرات گر جائیں تو وہ بھی محفوظ رہتے ہیں اور دیکھے اور دکھائے جاتے ہیں۔ پھر جب کشف میں مرزا نے قرآن میں قادیان کا لفظ دیکھ لیا تو اب مرزائی ہمیں دکھادیں۔ میں دیکھ سکتے تو کم از کم غور ہی کر لیں کہ وہ کس دلدل میں پھنس گئے ہیں، فرشتے کا نام ٹیپی ٹیپی بوقتِ حشر جو قدر رقم لے کر آتا تھا اور قرآن میں قادیان کا نام۔ اس پر دعویٰ ثبوت کا۔۔۔۔۔ ہے نا کمال۔

مرزا کبھی کوئی سچ بول لیتا تھا اور یہ سچ تھا کہ اُس نے بتا دیا کہ اُس کا خدا اور رقم لانے والا فرشتہ کس کا ہے۔ اب چند اور الہامات اردو زبان میں:

”اے مرزا تو ہم سے میری اولاد جیسا ہے۔“

استغفر اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: نہ اس (اللہ) نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ فرمایا کہ تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے، اولاد جیسا کوئی اسی سے نہیں ہو سکتا ہے جب اولاد بھی موجود ہو، جس کسی کی کوئی اولاد نہیں، اس سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے، آپ کی اولاد جیسا ہوں، یا کوئی کہہ سکتا ہے، آپ میرے لیے میری اولاد جیسے ہیں، کسی کے ہاں کوئی بھی یہ بات کہی جاسکے گی۔ اس سے ثابت ہوا، مرزا کو جو عقیدہ سکھایا گیا وہ عیسائیوں والا تھا، وہ عیسائیوں کی طرح تھا کہ اللہ کا بیٹا سمجھتا تھا۔ اس سے سکھانے والوں کا بھی پتا چلتا ہے اور اس بات کا بھی کہ مرزا مرتد ہونے کے ساتھ مشرک بھی تھا۔

طلبہ الہامیہ نامی کتاب میں مرزا نے لکھا ہے:

”مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔“

راغب زور فرمائیں۔ یہاں مرزا نے جھوٹ کی انتہا کر دی۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس تحریر میں اس نے خود کو سب سے بڑا جھوٹا ہی ثابت کر دیا۔ یاد کیجئے، مرزا نے پیشگوئی کی تھی کہ محمدی بیگم سے جس کا خدا ہوگا وہ مر جائے گا، اس نے مدت بھی مقرر کی تھی کہ اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ لیکن اگر اللہ

نے مرزا کو زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی تھی، تب تو مرزا خود اپنی اس صفت سے کام لے کر بیگم کے والد احمد بیگ کو ہلاک کر سکتا تھا، یہ تو اس کے لئے ایک سنہری موقع تھا، اسی طرح پادری آتھم کو بھی اس نے مرنے کا وقت بتا دیا تھا۔ وہ بھی نہ مرے..... اب مرزا کو چاہیے تھا نا، اپنی اس صفت سے کام لے کر عبداللہ آتھم کو مقررہ وقت پر موت کی نیند سلا دیتا اور اعلان کر دیتا کہ دیکھو! میں نے آتھم کے اتنی مدت میں مر جانے کی پیش گوئی کی تھی اور یہ مر گیا۔ لیکن مرزا نے اپنے ہاتھوں سے مواقع ضائع کر دیے۔

اسی سال تک زندہ رہنا، مرزا کی اشد ترین ضرورت تھی ورنہ وہ جھوٹا ثابت ہوتا، وہ خود کو 88 سے اوپر زندگی نہ دے سکا۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایسی ذلت اور کذب بیانی سے محفوظ رکھے۔ اب ایک اور الہام سن لیں۔ مرزا نے حقیقہ الوحی میں لکھا ہے۔

”اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ تو جس چیز کو ”کن“ کہہ دے، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔“
کن کہنا صرف اللہ کی صفت ہے، اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لیکن مرزا نے یہاں کیا ہے کہ اللہ نے اس صفت میں اسے شریک کیا ہے۔ یہ اتنے بڑے جھوٹ ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں۔ مرزا نے اپنے ایک الہام میں بھی لکھا ہے:

”ایک دن میں نے دیکھا، میرے مقابلے میں چند لوگوں نے پتنگ اڑائی، (یعنی مرزا بھی اس الہام کے وقت پتنگ اڑا رہا تھا) چنانچہ ایک شخص کی پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین پر گرتے دیکھا۔
پھر کسی نے کہا: ”فلام احمد کی ہے۔“

یہاں مرزا نے اپنا رشتہ ہندوؤں سے جوڑنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ ہندو بھی ہے۔ ایک روز مرزا نے خواب دیکھا کہ برطانیہ کی ملکہ اس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہے۔ مرزا اپنے مرید عبدالکریم سے کہا کہ حضرت مکہ معظمہ کمال مہربانی فرما کر ہمارے ہاں تشریف لائی ہیں۔ روز قیام فرمایا ہے، ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔

آپ نے دیکھا انگریز کی طرف سے مقرر کیے جانے والے نمبر کے ہاں انگریز ملکہ ہی آسکتی مرزا کا ایک اور الہام پڑھیے:

”21 رمضان المبارک کی رات میں نے ایک خواب دیکھا، میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی کہ اگر تیرا خدا قادر ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے، ہمیں بن جائے۔ اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے، جس

کو کسی میں پتھر خیال کرتا ہوں، کبھی لکڑی، تب میں نے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اس پتھر کو ہمیں بنا دے۔ میں اس دعا میں لگ گیا، تب سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں وہ پتھر ہمیں بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی۔ وہ بڑی روشن اور لمبی تھیں۔ میں خدا کی قدرت کو دیکھ کر وجد میں آ گیا اور کہہ دے میں گر گیا۔“

اب نے مرزا کا خواب سنا! کیا نعوذ باللہ کوئی نبی اس جیسی لغو اور بے ہودہ باتیں کر سکتا ہے۔ پتھر کو مارنے کی لکڑی میں جھٹلا انسان کے بارے میں محض ایک بات کہی جاسکتی ہے کہ اس کا ذہنی توازن بگڑا ہے۔ کیا یہ صاحب اللہ کا امتحان لے رہے تھے؟ اس قسم کے خواب اور الہام سنا کر مرزا اپنی دکان میں لوگ کسی طرح اسے نبی مان لیں۔

اب نے ایک روز خواب دیکھا کہ وہ ایک جنگل میں ہے اور اس کے ارد گرد بہت سے درندے، بندر اور سور ہیں۔ اب سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

اب نے کتنا درست نتیجہ نکالا مرزا نے، اللہ مرزائیوں کو بھی یہی نتیجہ نکالنے کی توفیق دے۔ یوں بھی

اب نے الٹ وہ کوئی اور نتیجہ نکال بھی کیسے سکتے ہیں؟
اب نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلی اور ایک کبوتر مرزا کے پاس ہے جس پر وہ بلی حملہ کرتی ہے۔ مرزا نے اس سے بھی باز نہیں آئی۔ آخر اس نے کبوتر کی ناک ہی کاٹ دی۔ خون بہنے لگا، بلی پھر بھی

اب نے مرزا نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا شروع کر دیا۔ بار بار رگڑتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ تھی۔ آخر مرزا نے کہا: ”آؤ! اسے پھانسی دے دیں۔“
اب میں سب سے پر لطف بات یہ ہے کہ بلی کے منہ میں کبوتر کی ناک آئی۔ جو اس نے

اب نے کٹ کر اس کا ڈنڈا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے، وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے، میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق تھی اور یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ بندوق ہے بلکہ اس

بينا بھی میرے پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے ایک شیر بھی شکار کیا گیا۔“
خواب آپ نے پڑھا! آپ کو بتاتے چلیں کہ شیخ بوعلی بیدنا خوارزم بادشاہ کے زمانے میں
سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ خوارزم بادشاہ کی حکومت بعد میں ہوئی۔ مرزا اس خواب کا ذکر کرتے
لکھ گیا کہ خوارزم بادشاہ بوعلی بیدنا کے وقت میں تھا۔

معلوم ہوا مرزا تاریخ کے اعتبار سے بھی پیدل تھا، لیکن اس خواب میں زیادہ مزے کی بات
کہ مرزا کے ایک ہاتھ میں ڈنڈا تھا، وہ بھی زار روں کا اور بعد میں وہ ہندو بن گیا، دوسرے
خوارزم بادشاہ کی تیر کمان تھی۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہاتھ سے تیر شیر پر کیسے چلا
ہاتھ سے اس زمانے کی ہندو قچل سکتی تھی، نہ تیر۔

معلوم ہوا، مرزا جتنی بے وقوفانہ باتیں شاید ہی دنیا میں کسی نے کی ہوں گی۔ حیرت مر
ہے جنہوں نے ان سب باتوں کو درست سمجھ لیا، آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔
مرزا کی طبیعت خراب تھی، خواب میں اسے ایک شیشی دکھائی گئی۔ اس پر لکھا تھا:
”خاکسار پیپر منٹ“

مطلب یہ کہ مرزا کا علاج بھی بذریعہ جوجی تجویز کیا گیا اور وہ بھی مہمل انداز میں۔
اب ایک واقعہ اور پڑھ لیں! لکھتا ہے:

”میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ کچھری میں گیا، تو میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک حاکم
صورت میں بیٹھا ہے۔ ایک طرف کارندہ ایک مثل اٹھائے کھڑا ہے جسے وہ حاکم (اللہ
تعالیٰ) کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

حاکم نے مثل اٹھا کر کہا: ”مرزا حاضر ہوا!“
تو میں نے باریک بینی سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہے۔ اس
سے کہا: ”اس پر بیٹھو!“

اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ انگریز حاکموں کو خدا سمجھنے کی بیماری میں مبتلا تھا۔
ایک جگہ مرزا لکھتا ہے:

”ایک روز کشف کی حالت میں ایک بزرگ کی قبر پر خود کو دو عالماتے دیکھا۔ وہ بزرگ مرزا
دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت میں نے سوچا کہ اپنی عمر پندرہ سال بڑھا لوں گا۔
میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال بڑھ جائے، اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی
میں اس بزرگ سے خوب لڑا جھگڑا (یعنی قبر میں سوئے ہوئے بزرگ سے اب لڑائی)

ہاں ہے) آخر میں اس نے کہا: ”مجھے چھوڑو، میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے
بھگڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال بڑھ جائے۔ اس بزرگ نے آمین نہ کہی۔“

غور کے قابل بات اس جھوٹے کشف میں یہ ہے کہ یہ کشف 1903ء میں لکھا۔
مرزا مرزا مر گیا، یعنی اس کشف کے صرف پانچ سال بعد، جب کہ کشف کے مطابق عمر 15 سال
تھی، لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ مرزا اپنے ہی اس مذموم کشف کی رو سے صاف جھوٹا ثابت ہو گیا۔
مرزا کے اتنے بڑے جھوٹ ہیں جو اٹھائے جائیں نہ دھرے جائیں۔

مرزا عینوں کو عقل عطا فرمائے۔ آمین!

الغرض:

اب ہم مرزا کے جھوٹا ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:
حکومت نمی نہیں ہو سکتی۔

مرزا لکھتا ہے: ”میں مریم ہوں۔“

کی شاعر نہیں ہوتا۔

مرزا شاعر بھی تھا، اس کی شاعری کی کتاب کا نام ”در شین“ ہے۔

اولیٰ نبی مصنف نہیں ہوتا۔

مرزا قریباً 83 کتابوں کا مصنف تھا۔

نبی کامل عقل اور کامل حافظہ کا مالک ہوتا ہے۔ کامل شعور کا مالک ہوتا ہے۔

اب مرزا کی تحریروں سے ثابت ہے کہ اسے جنون تھا، حافظہ ناقص تھا اور شعور کا یہ عالم تھا کہ راکھ
دھال لھاتا تھا، ایسا کوئی بے عقل ہی کر سکتا ہے۔

نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا۔

مرزا کی اپنی تحریروں کے مطابق اس کے تین استاد تھے۔ ان میں سے ایک صحابہ بنی ہونے کو گالیاں

دی کریم علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔

مرزا نے دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔

ابہرہ پر وحی آتی ہے۔ مرزا پر وحی لانے والے فرشتے کا نام پیچی پیچی تھا۔ یہ اس نے خود لکھا ہے۔

نبی ملازم یا نوکر نہیں ہوتا جبکہ مرزا نے انگریز کی نوکری کی۔

نہی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

مرزا الہ بور میں مرا، قادیان میں دفن ہوا۔ پیش گوئی اس کی روضہ نبوی ﷺ میں دفن ہونے کا یہ خود کو بتلی اور سچ کہتا ہے۔

حالانکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہونے اور مرزا کا باپ تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں باتیں کیں۔

اور مرزا اسے ایسی کوئی بات سرے سے ثابت نہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اخلاق بہت بلند تھا۔ آپ اخلاق کامشائی نمونہ تھے۔

جبکہ مرزا دوسروں کو گالیاں دیتا نہیں ٹھکتا تھا، اس کی کتابیں گالیوں اور لعنت کے الفاظ سے بھری ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قد درمیانہ تھا۔

مرزا کا قد اس کے الٹ تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کھانا بہت سادہ اور مقدار میں بہت کم ہوتا تھا۔

مرزا نے خوب جسنے مرغ کھائے، انڈے اڑائے۔ کھانے کی ایسی خواہش تھی کہ راکھ تک روٹی کھائی، انیون بھی کھائی اور شراب بھی پی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کیا۔

مرزا زندوں کو مارنے کی فکر میں رہتا تھا۔ بہت سے لوگوں کے مرنے کی پیش گوئیاں کیں، ان کے مرنے کی دعائیں کیں، وظیفے پڑھے اور پڑھوائے لیکن ہر بار ناکام و نامراد رہا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے۔

مرزا کو یہ کہاں نصیب!

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی مسجد کے مینار پر اتریں گے۔ آپ اپنے نیزے سے اچھٹا کر قتل کریں گے، نیزے کی نوک پر لگا ہوا خون لوگوں کو دکھائیں گے اور فرمائیں گے: لوگو! میں نے تم کو قتل کر دیا ہے۔

مرزا نے تو ان کے آسمان سے نازل ہونے ہی کا انکار کیا ہے، خود قادیان میں دفن ہوا اور اس عمر کبھی کسی نیزے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو ختم کریں گے۔

مرزا نے کسی عیسائی کو مسلمان نہیں کیا، بلکہ اس نے تو عیسائیوں کی تحریکوں کے بل باندھے ہیں۔

ایسی ہی بچ جائیں گے جن جن کو قتل کر دینے جائیں گے۔

انہوں نے کسی یہودی کو قتل نہیں کیا۔

کی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہیں دے گی یہاں تک کہ درخت اور پتھر بھی پناہ نہیں دیں گے اور پکار کر کہیں گے: اے مسلمان! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔

ان کے زمانے میں یہودی آرام سے زندگی بسر کرتے رہے، ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ ہوا تو ان کی اپنی کتب ہی سے ثابت کر دیں۔

اس وقت اسلام کے سوا باقی سب مذاہب مٹ جائیں گے۔

انہوں نے تو خود اسلام میں رہنے ڈالے۔ انگریزوں کا ساتھ دیا، ان کی تعریفیں کیں۔

اس وقت جہاد موقوف ہو جائے گا، یعنی ختم ہو جائے گا، اس لیے کہ کوئی کافر ہی نہیں بچے گا، تو جہاد کیا ہو جائے گا؟

ان کے زمانے میں دنیا کافروں سے بھری رہی، پھر بھی اس نے جہاد کو حرام قرار دیا، اس نے کہا: چھوڑ دو اے دوستو! اب جہاد کا خیال

دیں گے لئے منع ہے اب جنگ اور قتال

نہیں رہا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مال اور دولت اتنی عام ہو جائے گی کہ کوئی لینے والا نہیں ہوگا۔

انہوں نے تنگ دستی میں اضافہ کیا، لوگ بھوکے مرنے لگے اور مرزا چندے جمع کرتا رہا۔ اس نے کہا: اللہ وہ نہیں دے گا وہ میری جماعت سے خارج ہو جائے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام مقام فتح الروحاء میں تشریف لیجائیں گے۔

انہوں نے اس مقام کا نام بھی نہیں سنا۔

عیسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔

انہوں نے حج کیا نہ عمرہ۔

عیسیٰ علیہ السلام قرآن اور حدیث پر عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی ان پر چلائیں گے۔

انہوں نے حدیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا تھا۔ (نعوذ باللہ)

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہر قسم کی برکتیں نازل ہوں گی۔

انہوں نے زندگی میں آفات نازل ہونیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں برکات اس قدر ہوں گی کہ ایک اتار یا ایک سیب اتنا بڑا ہوگا کہ اسے دس آدمی کھائیں گے۔

مرزا کی زندگی میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

کوئی نہ ہر بلا جانور کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

مرزا کی زندگی میں ہر پیلے جانور بدستور لوگوں کو ڈرتے رہے۔

ساری زمین امن و امان سے بھر جائے گی۔

مرزا کی زندگی میں کہیں امن و چین نظر نہیں آیا۔

لوگ صدقات وغیرہ وصول نہیں کریں گے کیونکہ مال کی زیادتی ہوگی۔

مرزا تو خود چندے جمع کرتا رہا۔

لہذا مرزا بالکل جھوٹا تھا۔ وہ دعوے کرتا رہا کہ میں مسیح ہوں، میں مسیح موعود ہوں، میں

ہوں۔ استغفر اللہ۔

بے کل مرزا:

جب بھی میں اونٹوں کو دیکھتا ہوں، مجھے مرزا کا خیال آ جاتا ہے اور ساتھ ہی بے ساختہ ہل

ہے..... آپ سوچ رہے ہوں گے..... کہ بھلا اونٹوں کا مرزا سے کیا تعلق..... بہت گہرا تعلق

بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کا اور اونٹوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے..... اور وضاحت کیلئے یہ کہ

ہے کہ جس طرح اونٹوں کی کوئی کل سیدھی نہیں ہوتی، بالکل اسی طرح مرزا کی بھی کوئی کل سیدھی نہیں

یہ اور بات ہے کہ یہ اونٹ بھی مرزا کے جھوٹے ہونے کا ثبوت بن گئے، اب آپ کی

بڑھ گئی ہوگی اور آپ یہ کہہ اٹھے ہوں گے کہ وہ کیسے لیجئے ثبوت حاضر ہے۔

مرزا پر جن دنوں پیش گوئیاں کرنے کا بھوت سوار تھا، انہی دنوں اس نے کہیں یہ سن لیا کہ

مدینے کے درمیان ریل کی پٹری بچھائی جائے گی..... پس اسے ایک عدد پیش گوئی سوجھ گئی، لہذا

میں اعلان کیا:

”کے اور مدینے کے درمیان ریل جاری ہو جائے گی اور اونٹیاں بیکار ہو جائیں گی۔“

آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی میں یہ بھی تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔

”ایک اور نشان اس زمانے کا وہ نئی سواری تھی جس نے اونٹوں کو بیکار کر دیا تھا۔“

”چند سالوں میں اونٹ کی سواری کا نام و نشان نہیں ملے گا۔“

آپ نے ملاحظہ فرمایا! مرزا کے یہ الفاظ اس کی اپنی کتابوں کے ہیں۔ مرزا کو مرے نو

گئے۔ لیکن ابھی تک کے اور مدینے کے درمیان ریل جاری نہیں ہوئی۔ پوری دنیا میں اونٹوں کا

جاری و ساری ہے۔ ان سے باریداری کا کام بھی لیا جاتا ہے اور سواری کا بھی۔ ریگستان میں تو

سواری کے اور بھی زیادہ کام آتا ہے۔ جبکہ مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ چند سالوں میں اونٹ کی سواری کا

نام و نشان نہیں ملے گا۔ نوے سال گزرنے پر بھی اگر مرزا کی یہ کہتے ہیں کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تو

اپنی عقلوں کا علاج کرنا چاہیے۔ اور اگر وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ نوے سال میں چند سال شامل

نہیں ہوتے۔ تو یہ تو بڑا عجیب و غریب منہ پر منہ کا کھانا ہے۔ کیا خیال ہے آپ کا

اس سے میں۔ اس کو کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں کہاں اور مرزا کے اپنے الفاظ ہیں، ”جھوٹ بولنا گو

نہیں ہے۔“ جس کی ایک بات بھی جھوٹ ثابت ہو جائے، اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کرنا

ہم تو خیر پہلے ہی مرزا کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں کرتے۔ اب تو اعتبار نہ کرنے کی باری

ان کی ہے۔

یہ لوگ وقت کے سب سے بڑے مداری ہیں

وفا کے نام پر خون تک اچھال دیتے ہیں



مسئلہ۔ عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو اس کا کھانا مکروہ ہے

لیکن میں نظر سے نہیں گزرا۔ بلکہ فقہاء کا یہ ارشاد ہے کہ ذبح کھایا جائے گا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا

ہی کھایا جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے۔

مسئلہ۔ یہ جو مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس ﷺ مبارک پہنچے ہوئے عرش پر گئے

اور اطمین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ

تھے۔ لہذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ۔ بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں۔ اس سے

کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے

بعد اس کے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے۔ ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا

اعتبار پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں ملے گی۔ ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا

اعتبار ہمارے ہاں ثابت ہے۔ (بہار شریعت)

مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمہ اللہ

مرزا قادیانی کا تعارف

تہدید:

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ آپ کی ختم نبوت پر ایمان ضروری ہے جتنا آپ کی نبوت و رسالت پر آپ کو نبی و رسول مان کر آپ کی خاتمیت کا انکار کرنا سخت مکار اور اسلام کا دشمن ہے۔

عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور کثیر آیات کریمہ، متعدد احادیث شریفہ اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضور پر نور شافع یوم النور ﷺ کے وصال کے قریب جب کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مصلحتوں کو بالا لے طاق رکھ کر بروقت قلع قمع ضروری سمجھا۔ اور اس حقیقت کو پوری طرح واضح کر دیا کہ اہل ایمان مکررین ختم کو کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔

حدیث پاک کی رو سے سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافرا (جھوٹا) ہی نہیں۔ کذاب (بہت بڑا جھوٹا) اور دجال (دھوکہ دینے والا۔ اور حق کو چھپانے والا) چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريبا من ثلثين كلهم يزعم انه رسول الله

قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا نہ ہوں۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

کذاب اس لئے کہ اس نے مخلوق پر نہیں بلکہ خالق پر جھوٹ باندھا اور وہ بھی ایسا جس سے مجھ خدا علیہ التحیۃ والثناء کی فضیلت خاصہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اور دجال اس لئے کہ اس نے ولایت قطبیت کا دعویٰ کر کے کوئی عام دھوکا نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے بہت بڑا دھوکہ دیا ہے۔

پھر نکلی و پروزی وغیرہ کے الفاظ سے اپنے دجال ہونے کو مزید واضح کر رہا ہے۔ یاد رہے کہ حضور خواجه کو نبی ﷺ کی عظمت شان اُجاگر کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ شریف کی ایک روایت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔

الله خلقت الدنيا واهلها لا عرفهم كرامتك ومنزلتك عندى ولو لاک ما خلقت الدنيا

خسین جاننے میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا فرمایا کہ انہیں پہچان کر ان اس عزت پہلی جو تمہارے اور میرے نزدیک ہے۔ اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔

حضور ﷺ خاتم الانبیاء علیہم التحیۃ والثناء کے بعد نبوت کا دعویٰ جہاں اپنے دجال و کذاب دعوت دے رہا ہے وہاں اُس کا یہ دعویٰ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی مندرجہ بالا پیشگوئی کی تکمیل کر رہا ہے۔ نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے گھٹیا کردار سے خدا کے سچے نبیوں اور رسولوں کی شان بھی دلوں میں بیٹھتا ہے جیسا کہ ”تعرف الاشیاء باضدادھا“ (چیزیں اپنی ضدوں سے جانتی ہیں) کے مطابق سیاہ راتوں کی وجہ سے چاندنی راتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ نبوت کے لئے مدعی کو قدم قدم پر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ قدرت خداوندی ہر حال میں سچے نبی و رسول کی امداد فرماتی ہے اور اس کے دشمنوں کو ہر رنگ میں ذلیل و خوار کرتی ہے۔

مرزا قادیانی:

حدیث مذکور تیس دجالوں میں سے مرزا غلام احمد قادیانی بہت نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ اس نے جتنا اُس نے ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچایا۔ شاید آج تک کوئی دجال بھی نہیں پہنچا سکا۔ دنیا کی بہت بڑی حکومت جو اسلام دشمنی میں بھی سب سے آگے تھی۔ اس کی سرپرستی کر رہی تھی۔ لہذا اپنے قریب میں مرزا کئی دجالوں سے آگے نکل گیا۔

در نظر مضمون میں اس کی سیرت کے مختلف پہلو نہایت ہی اختصار کے ساتھ قارئین کے سامنے درج کر رہے ہیں۔ تاکہ وہ خود کسی مدتیہ اندازہ کر سکیں کہ دعویٰ نبوت تو کہا۔ وہ دعویٰ ایمان کے بھی مالک ہیں۔ وہ یقیناً کذاب و دجال ہے۔ ہاں اگر اُس کا کوئی دعویٰ قابل قبول ہے تو وہ جو اس نے خود کے ایک درج ذیل شعر میں کیا ہے۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

خاندانی پس منظر:

مرزا قادیانی کی قوم مغل اور گوت برلاس تھی۔ باپ کا نام غلام مرتضیٰ، دادے کا نام غلام پڑدادے کا گل محمد تھا۔ طبیعت میں ملت دشمنی رنج بس گئی تھی اس لئے سکھوں کے زمانے میں مسلمان بجائے انہی کا ساتھ دیتے تھے۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں مرزا غلام مرتضیٰ نے سیالکوٹ کے انگریزوں کی حمایت میں اپنی طرف سے پچاس گھوڑے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بھیج دیے۔ غداری کے نتیجے میں اسے دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ (مرزا قادیانی نے اس کرسی پر بڑا غرور جیسا کہ اس کی کتاب تحفہ قیصریہ میں صفحہ 16 پر مذکور ہے۔)

ولادت:

مرزا کے بقول سن ولادت 1839ء یا 1840ء (تزیاق القلوب) بعض کے نزدیک 1848ء (مرزا محمود کا سپانہ) یا 1837ء ہے۔ (موج کوثر)۔

نام مرزا غلام احمد ہے۔ (قرآن حکیم یا حدیث پاک میں کسی نبی کا نام مرکب نہیں ملتا شاید تو نام سے بھی اس دعویٰ کی تردید کرنا چاہتی تھی۔ نیز اس کا لغوی معنی بھی اس کے دعویٰ کی تائید نہیں کرتا۔)

بچپن اور تعلیم:

بقول مرزا اچھے سات سال کی عمر میں قرآن حکیم اور چند فارسی کتابیں پڑھ لیں پھر کچھ عربی بعد میں ایک شیعہ عالم گل علی شاہ نامی سے سترہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں کچھ نحو، منطق و حکمت کی تعلیم طب کی بعض کتابیں اپنے باپ سے پڑھیں۔ بقول مرزا تعلیم کا شوق تو بہت تھا۔ مگر باپ حفظان کے پیش نظر زیادہ مطالعے سے روکتا تھا۔ ضبط شدہ دیہات کی وائزاری کے لئے مقدمات کی پروا کی خاطر خواہ حد تک علم حاصل کرنے میں حائل رہی۔

(اللہ کے نبی دنیا کو سکھانے آتے ہیں۔ دنیا میں کسی سے سیکھنے نہیں۔ وہ اپنے بھیجنے والے شاگرد اور امت کے استاد ہوتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس مرزا لوگوں سے پڑھا اور پھر وہ بھی بہت حد تک تفسیر نہ حدیث، پڑھیں تو عربی اور فارسی اور علم و حکمت کی ابتدائی کتابیں۔ اتنا ناقص علم اکثر خطرہ بن جاتا ہے۔ یونہی طب کا علم بھی پورا حاصل نہ کیا گویا خطرہ ایمان ہی نہیں۔ خطرہ جان بھی۔ یہ اسی علم کا اثر ہے کہ عربی، فارسی اور اردو تحریریں فصاحت بلاغت سے خالی اور غلط سے پُر ہیں۔)

مرزا قادیانی چیزیاں مار کر وقت ضائع کرتا رہا۔ (سیرۃ الہدی) اور لوگ اسے سندھی کے نام پکارتے تھے۔ تربیت ایسی ناقص تھی کہ لوگوں کے کہنے پر ایک دفعہ گھر میں شکر لینے آیا تو بغیر کسی

کے (یعنی چوری) ایک برتن میں سے سفید بورا جیسوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ راستے میں منہی بھر کر (سیرۃ الہدی)

یہ شباب اور ملازمت:

والی میں آوارگی اور بھی جوان ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا کو اپنے دادے کی پنشن مبلغ سات سو روپے کے گورداسپور بھیجا گیا تو اس کا چچا زاد بھائی مرزا امام الدین بھی پیچھے ہو لیا۔ پنشن وصول کی تو ادھر ادھر پھرتے رہے۔ حتیٰ کہ چند دنوں میں ساری رقم ضائع کر دی۔ گھر جاتے ڈراتا تھا اس کے والد سیالکوٹ پکبھری میں چند رہ روپے ماہوار پر ملازم ہو گیا۔ یہیں پادریوں سے مناظرے اور خفیہ ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں۔ (دوسرا ساتھی مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چارے کے لئے ڈاکہ مارا)

انہیں ملازمت کے دوران ڈاکٹر امیر شاہ صاحب سے انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں (جن میں انگریزی میں الہامات میں مدد ملی) یہی قانونی کتابوں کا مطالعہ کیا اور محنتی کا امتحان دیا مگر کامیابی نہ ملی تو باپ کے کہنے پر چار سال (1864ء تا 1868ء) کی ملازمت کے بعد گھر واپس ہو گئی۔ یہاں میں پادری ہنٹر کے ساتھ بہت روابط تھے انگریز اپنی حمایت کے لئے کسی کو نبوت کا دعویٰ بنانا پسند نہ کرتے۔ برطانی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر نے چار اشخاص کو انٹرویو کے بعد صاحب کیا۔ ان میں سے مرزا نبوت کے لئے نامزد ہوا۔ (تاریخ محاسبہ قادیانیت)

الہام کا دعویٰ:

اب اس نے یہ تاثر دیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جس بالا خانے میں الہام سوچتا تھا۔ اس کا نام بیت الفکر تھا۔ الہام نویسی کے لئے ایک سادہ سا بارہ سالہ ہندو لڑکا ملازم رکھا۔ لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملا وال قادیان کے دو ہندو خاص مشیر تھے۔ مقبول الدعا ہونے کے بعد بھی شہروں میں پھیل گئے تو نذر و نیاز اور لنگر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوگ بیعت کی درخواست کرتے اور ان کا بھی خدا کا حکم نہیں آیا۔

مجددیت کا اعلان:

حکیم محمد شرف کلانوری جس کے پاس مرزا امرتسر جا کر رہتا تھا نے مجددیت کے اعلان کا مشورہ دیا تو مرزا نے ہزاروں کی تعداد میں اشتہار چھپوا کر یورپ، امریکہ و افریقہ تک کے وزراء و غیرہ کو بھیجے مگر ایک بھی جواب نہ ملا۔ حکیم نور الدین نیچری تھا۔ مرزا کا ہم مزاج تھا۔ جنوں میں مقیم تھا۔ مرزا گیا اور اس سے یاری

گائٹھلی۔ مرزا کے مختلف دعوؤں میں اس کا مشورہ بھی شامل رہا۔ مجددیت کا اعلان 1889ء میں ہوشیار پور میں چلے:

زہد و ریاضت کی شہرت کے لئے تین مریدوں کو ساتھ لے کر ہوشیار پور گیا اور چلہ کشی
 اشتہارات تقسیم کر کے چلے میں بیٹھ گیا۔ یہاں الہام ہوا کہ 20 فروری 1886ء کو ایک عالمگیر
 حامل لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام عثمانی رکھنا۔ 22 مارچ 1886ء اور 8 اپریل 1886ء کو پھر اسی
 کے اشتہار شائع کئے۔ چونکہ خدا اپنے دشمن کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ لہذا لڑکی پیدا ہوئی۔ اگلے سال
 رٹ شروع ہوئی تو 7 اگست 1887ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ جسے عثمانی رکھا گیا۔ مگر وہ سو سال کا ہو کر
 ساڑھے سات سال بعد پھر مہاراجہ احمد پید ہوا۔ مرزا نے اُسی کو عثمانی رکھ کر قرار دے لیا مگر وہ بھی مرزا

مسیح ہونے کا دعویٰ:

مجددیت میں زیادہ عظمت نظر نہ آئی تو مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھ کر
خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ دو سال صفت مریم میں پرورش پائی۔ عیسیٰ کی روح مجھ پر نغم کی گئی۔ اور
کے رنگ میں حاملہ ہوا۔ پھر مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ تو یوں میں ابن مریم بن گیا یہ جواب ۱۱
سورج پکارا کہ نتیجہ تھا۔ ورنہ مثل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کے دونوں دعوے اس نے باری باری ۱۲
میں ہی کر دیئے تھے۔

اس کے بعد اہور، لدھیانہ اور وہلی کے مناظروں میں بُری طرح شکست کھائی۔

”آسمانی منکوحہ“ کے حصول میں ناکامی:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری مرزا قادیانی کے بہنوئی کا حقیقی بھائی اور اس کی چچا زاد بہن کا تھا۔ اس کی بیٹی محمدی بیگم خوش جمال تھی۔ مرزا نے اس کے حصول کے لئے الہامات گھر لئے اور کہا میرے بجائے کسی اور سے نکاح کیا تو خاوندۂ حلالی سال میں اور (لڑکی) کا باپ تین سال میں مر گیا۔ اور اس لڑکی کو میرے نکاح میں ہی آتا پڑے گا۔ کیونکہ خدا کا فیصلہ یہی ہے۔ مگر اس پیشگوئی کا وہی حشر ہوا جو کذاب و دجال کی پیشگوئیوں کا ہوا کرتا ہے۔

مہدی ہونے کا دعویٰ:

1892ء میں کسی نے پوچھا کہ ”تم اگر مسیح ہو تو مہدی کہاں ہیں؟“ بولا۔ ”میں ہی مہدی ہوں۔“ مگر اس کا اظہار زیادہ کھل کر نہیں کرتا تھا تا کہ انگریز مہدی سوزانی کی طرح اُسے بھی خطرناک نہ سمجھ لیں۔

اہم عیسائی سے مناظرہ:

طیالہ ضلع امرتسر کے مسلمانوں نے عیسائی پادریوں سے مرزا قادیانی کا مناظرہ ٹھہرا لیا۔ مقابلے کی پادری آختم تھا۔ پندرہ دن تک مناظرے کا نتیجہ نہ نکلا۔ تو مرزا نے مباہلے کے انداز میں بتایا۔ پندرہ ماہ تک ہادیہ میں گر جائے گا۔ (یعنی مرجائے گا) مگر اس پیشگوئی کا انجام بھی مختلف نہ رہا۔ یہ بہت ذلیل ہونا پڑا۔

عوی ثبوت:

1900ء میں اُس نے دعویٰ نبوت بھی داغ ڈالا۔

القول محمود و مردود) جمع کے خطیب مرزا املا عبد الحکیم نے دوران خطبہ کئی بار مرزا کے لئے نبی اور کے الفاظ استعمال کئے۔ احسن امروہی نے بُرا مٹایا تو مرزا نے خطیب کی تائید کی۔ پھر حکلم کھلا تحریر اس کا فرائض عقیدے کا پرچار کیا۔ مثلاً

- ۱۔ ”سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء)
- ۲۔ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (معاذ اللہ)

(پدر 5 مارچ 1905ء)

مگر یہ نبوت کا دعویٰ بھی مختلف مرحلوں میں اُٹے ہوا۔ پہلے ظلی و بروزی نبی، پھر اصلی و حقیقی نبی اور الانبیاء وغیرہ (محاذ اللہ) پھر جامع الصفات اور افضل الانبیاء۔

حضرت پیر مهر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

چھیڑ چھاڑ:

روایت کا قتنا اٹھا تو اہل دل تملنا اٹھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر علی شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔
غواب میں آنحضرت ﷺ نے مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے
ایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی فینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔

جان نچہ آپ نے 1899ء میں نزولِ مسیح اور حیاتِ مسیح کے موضوع پر شمس الہدایت لکھی اور تمام مضمونیں شمولِ قادیان تک پھیلادی۔ مرزا قادیانی نے اس کے دلائل کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ حضرت سید محمد علی قادریؒ کو تفسیر نویسی کے مقابلے کا چیلنج دے دیا۔ صورت یہ تجویز کی کہ دونوں (یعنی حضرت سید محمد علی قادریؒ اور مرزا) لاہور میں جلسہ منعقد کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے قرآن حکیم کی کوئی سورت یا

اُس سورت کی چالیس آیات لے کر دعا کریں کہ خداوند کریم سچے کونسلج و مبلغ عربی میں بہترین کے ساتھ تفسیر لکھنے کی توفیق دے اور جھوٹے سے یہ توفیق چھین لے۔ دونوں سات گھنٹے روزہ خاموشی سے لکھیں اور پھر ثالث فیصلہ دیں۔ میر صاحب تاریخ طے کر کے اطلاع دیں۔

چنانچہ 25 اگست 1900ء کا دن مقرر ہوا۔ میر صاحب ایک جم غفیر کے ساتھ ایک دن لاہور پہنچ گئے اگلے دن جب بادشاہی مسجد کو یہ جلوس روانہ ہو رہا تھا۔ راستے میں مرزا نیوں کے بڑے اشتہار لگے ہوئے تھے۔ "میر میر علی کا فرار" اہل لاہور حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ مرزا کا انتظار ہو رہا ہے کہ آخر قادیان سے آخری وفد نے آکر اطلاع دی کہ مرزا نہیں آ رہا۔ وہ بات ہم خط میں لکھی تھی کہ "اگر میں حاضر نہ ہوتا تو اس صورت میں بھی کاؤب سمجھا جاؤں گا۔" عوام و خواجہ آنکھوں سے دیکھ لی۔

اعلیٰ حضرت گلزدی رحمہ اللہ کے متعلق اُس نے دوسری پیش گوئی کی ہوئی تھی کہ 1908ء جیٹھ کا مہینہ آئے گا۔ اُس میں آپ کا انتقال ہو جائے گا۔ مگر اُس میں مرزا خاں، مر گیا۔ میر صاحب فرمایا۔ الجیٹھ بالجیٹھ یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدل گیا۔

مرزا قادیانی کی موت:

یہ دعا قبول ہوئی اور قدرت کاملہ نے فیصلہ فرمادیا۔ چنانچہ قریباً ایک سال بعد 26 مئی 1908ء مرزا اپنے کفر و شر کے ساتھ دنیا خالی کر گیا۔ مرزا نیوں نے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی مگر مرزا کے خسر میر ناصر نے اس کے آخری الفاظ بیان کر کے بات ختم کر دی۔ مرزا کا جملہ یہ تھا۔ "میر صاحب مجھے وہائی ہیضہ ہو گیا ہے۔"

(حیات)

اسی قسم کی دعا، پیش گوئی مرزا اور اس کے ایک سابق ساتھی ڈاکٹر عبدالحکیم کے درمیان ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی دوسری پیش گوئی کے مطابق مرزا قادیانی کو 14 اگست 1908ء سے پہلے چنانچہ وہ مر گیا۔ مرزا قادیانی نے جو ڈاکٹر صاحب کی موت کے متعلق پیش گوئی کی تھی وہ بھی پوری ہوئی اور وہ سالہا سال تک زندہ رہے۔

مرزا کی بدحواسیاں:

سیرۃ الہدی حصہ دوم کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (معا)

اللہ تم معاذ اللہ) اپنی جسمانی عادات میں ایسے تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو پہلو تو جہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کو ہو جاتی تھی۔ اور بارہا ایک کاج کا بن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگاہی (جوتا) ہدیہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بائیں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیکسی جوتا پہنتے تھے۔"

(قادیانی مذہب بحوالہ سیرۃ الہدی)

"آپ کو (یعنی مرزا قادیانی کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گلو کے ڈھیے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ یعنی مرزا بھول جاتا تھا کہ گلو کے اسیلوں کے لئے کوئی جیب ہے۔" (قادیانی مذہب، بحوالہ تہذیب براہین احمدیہ)

سوچا کیا یہ بدحواسی شان نبوت کے لائق ہے۔

کھانے کی پسندیدہ چیزیں:

کمرائے پکڑے۔ سالم مرغ کا کباب، گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں۔ مرغ اور خیروں کا گوشت۔ انگوڑی، بھٹی کا کیلا۔ ناگپوری سنگترہ۔ سیب۔ سردے۔ سردی آم۔ برف اور سوڈا الیمینڈ جگر۔ بازاری مٹھائیاں (ہندو کی دکان سے ہوں یا مسلمان کی دکان سے) دلائی سکٹ۔ مٹک۔ غیر۔ مفرح عنبری۔ افیون۔ ٹانک وائن (طاقتور اور نشہ دینے والی شراب) اور برانڈی حالت مرض میں جائز سمجھتے تھے اور مرض دائمی تھا)

(ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی)

لباس:

مختلف روایات کا خلاصہ کرتے ہوئے مناظر اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "مرزا کے سر پر روئی ٹوپی، اوپر دس گز کی چٹری بندھی ہوئی۔ سرین کے نیچے تک شمل لگتا ہوا۔ منہ میں پان۔ چست پاجامہ یا غراہ پہنا ہوا ریشمی ازار بند۔ ایک پلے میں چابیوں کا کچھا۔ پاؤں میں اٹنی گرگاہی پہنے ہوئے (جس پر نشان لگے ہوں) اوپر پھٹا ہوا سفید چوغہ، دایاں بازو خشک لکڑی کی طرح ہلتا ہوا۔" یہ ہے امت مرزا کی پیشوا۔

اگر اس کے ساتھ چہرے کا ناگفتنی حلیہ بھی شامل کر لیا جائے تو۔۔۔۔۔

تحریر اور زبان:

انبیائے کرام فصاحت و بلاغت اور شائستگی و لطافت کا مرکز و منبع رہے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز مرزا قادیانی کی عربی، فارسی اور اردو تحریریں پڑھ کر کہیں بھی حسن زبان و بیان نظر نہیں آتا۔ بے شمار غلط عربی، فارسی میں نہیں۔ اردو تحریروں میں بھی موجود ہیں۔ تذکیر و تانیث اور وہ کے استعمال میں بھی ایسے گل کھاتا ہے کہ شاید آنکھوں جماعت کے ذہین طالب علم کو بھی عار آئے فقرے ملاحظہ فرمائیں۔

1:- اور جیسی موسوی شریعت کا ابتداء موسیٰ سے ہوا۔

تبصرہ: ابتداء مؤنث ہے۔

2:- 1 کی مرض احتیاج کو پہنچ گئی۔

تبصرہ: مرض مذکر ہے۔

3:- یہ ایک ایسا قرار داد ہے۔

تبصرہ: قرار داد مؤنث ہے۔

یونہی وہ قیمت حد، چراگاہ کو مذکر اور انتظار، درد کو مؤنث لکھتا ہے۔

(ازالدوہام میں) پیشگوئیاں کافی ہیں۔ خواص اور غائبات ختم نہیں ہو سکتی۔ وغیرہ میں

کا غلط استعمال کیا ہے۔ پروفیسر غلام جیلانی برق مرحوم نے، حرف محرمانہ، میں اس موضوع پر مفصل کی ہے۔

جہاں تک مرزا قادیانی کی شائستگی تحریر کا تعلق ہے ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ مقام نبوت کی

تو ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہیں۔ کوئی شریف یا صالح آدمی بھی وہ طرز بیاں اختیار نہیں کر سکتا

کی تحریروں کا طرہ امتیاز ہے۔ صرف چند مثالیں حاضر ہیں۔

1:- ”یہ مولوی جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے

ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم)

2:- مجاہدین آزادی 1857ء کے بارے میں مرزا کہتا ہے۔

”ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔“

3:- مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق۔

”قول بلیم، شیطان، ملعون، خبیث، مفسد، کجبری کا بیٹا۔“

تاریخی معلومات:

مرزا قادیانی تاریخ سے کتنا نااہل تھا۔ اس سلسلے میں اس سے کیا افسوس ناک غلطیاں ہوئیں ایک ہے۔ میں یہاں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا حضرت محمد ﷺ نے آپ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ قبل اور والدہ ماجدہ سیدنا آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بعد وصال فرمایا۔ مگر مرزا کہتا ہے۔

”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) وہی ایک یتیم لڑکا تھا۔ جس کا باپ پیداؤش سے چند

دن بعد ہی فوت ہو گیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“ (پیغام صلح)

یہ جہالت اور پھر دعویٰ نبوت۔ یقیناً یہ کسی دجال اور کذاب کا کام ہی ہے۔ (مزید مثالیں حرف

دیکھیں)

مرزا کے فرشتے:

1:- خیراتی (مکاشفات۔ تریاق القلوب)

2:- شیر علی (مکاشفات۔ تریاق القلوب)

3:- لیلیٰ لیلیٰ (مکاشفات۔ البشری، ضمیرہ حقیقہ الوحی)

4:- درشنی (تذکرہ صفحہ 31)

5:- مٹھن لال (تذکرہ صفحہ 515)

6:- حفیظ (تذکرہ صفحہ 757)

مرزا کے بعض الہامات:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

1:- تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بزدلی سے ہیں۔ (انجام آتھم)

2:- بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ (تتمہ حقیقہ الوحی)

3:- رہنا حاج۔ ہمارا رب حاجی ہے۔ (براجین) وغیرہ

4:- انت منی بمنزلہ ولید۔ ”تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔ (حقیقہ الوحی)

5:- ”اسمع ولدی“ اے میرے بیٹے سن۔ (البشری)

6:- ”ام عربی، اردو، انگریزی اور پنجابی میں ہوئے۔ بعض الہام بالکل مہمل ہیں۔

1:- ضعیف شاکل مٹایاں۔

2:- ہوشیاری نہا۔

انگریزی حکومت کا غلام:

صرف ایک دو مقامات سے ضروری اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

1:- ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا۔“

ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر لکھا ہے کہ کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔“

(قادیانی مذہب، بحوالہ تریاق)

2:- درخواست بخیر لفظ گورنر بہادر رام اقبالہ میں ”خاکسار مرزا غلام احمد“

مورخہ 24 فروری 1899ء میں لکھتا ہے۔

”میر اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔“

یہ ہے کہ اگرچہ میں خدمت خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض

صدق دل اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے

عنایت خاص کا مستحق ہوں۔۔۔۔۔ اس خودکاشۃ پودا کی نسبت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور

توجہ سے کام لے۔“ (قادیانی مذہب بحوالہ تبلیغ رسالت از میر قاسم علی قادیانی)

خدا را سوچئے اور انصاف کیجئے دشمنان اسلام کی یہ چال پوسی کس حد تک جائز ہے۔ اور

نبوت کے لائق ہو سکتی ہے۔ نہیں بلکہ ایک ادنیٰ اور گنہگار مسلمان بھی جب تک مسلمان ہے۔ اور

خلاف ایسی سازش نہیں کر سکتا اور اتنا ضمیر فروش نہیں ہو سکتا۔

حرف آخر:

اس سارے مضمون کو جو نہایت غلٹ میں لکھا گیا ہے۔ بغور پڑھیں اور جائزہ لیں۔ کیا

نبی، مسیح، مجدد، مامور من اللہ بلکہ ایک صالح مسلمان یا ایک شریف و با غیرت انسان بھی کہلا

ہے۔ وہ خدا اور رسول ﷺ کا باقی اور اسلام کا خدا رکھتا۔ مرزائیت مذہب کا نام نہیں بلکہ دین حق

اسلام دشمنوں کی بدترین گھناؤنی سازش ہے۔ افسوس عالم اسلام بلکہ مسلمانان پاکستان بھی

خطرناک عزائم سے واقف نہیں۔ صرف ہمارے وطن عزیز میں نہیں دوسرے اسلامی ممالک

عالمی کے بھیس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ سوچئے کیا یہ ملک و ملت کے لئے اچھا شگون ہے۔
محنت کا، علماء مشائخ کا، وفادار سیاستدانوں کا، اساتذہ و طلبہ کا اور ملت کے تمام یہی خواہوں کا
میں بھی ہے کہ اپنے دین و مذہب اور ملک و ملت کو بچانا چاہتے ہیں۔ تو دشمنوں کے خودکاشۃ
سے کاٹ پھینکیں۔

(انتہار مخطوط تھا۔ لہذا پہلے حصے میں اکثر عبارتوں کا خلاصہ دیا گیا ہے۔)



مقیدہ۔ نبوت کسی نہیں کہ آدمی عبادت دریا ضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائی
کے لئے چاہتا اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا
موصول نبوت تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے
قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعث نفرت ہو۔ اسے
عقل و ملاکی جاتی ہے جو آدمی کی عقل سے بدرجہا زاہد ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے
تک نہیں پہنچ سکتی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

جو اسے کسی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے کافر ہے۔

محض نبی سے نبوت کا زوال جانے کافر ہے۔

مقیدہ۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے

معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی اور بددینی ہے۔ عصمت انبیاء کے یہ

کہ ان کیلئے حفظ الہی کا وعدہ ہو گیا جس کے سبب ان سے دور گناہ شرعاً محال ہے بخلاف آئمہ

ادارہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔

مقیدہ۔ انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے

بیانت و جہل و غیر با صفات ذمیرہ سے نیز ایسے افعال سے جو جہالت اور مروت کے خلاف

ہیں اور بعد نبوت بالا جماع معصوم ہیں اور کہاؤں سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعبد

نبی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔ (بہار شریعت)

پروفیسر حافظ محمد کمال بٹ

صدر ادارہ فروغ تعلیم القرآن لاہور

مرزا قادیانی کائنات کا سب سے بڑا جعل ساز

کیا نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی ممکن ہے؟ اس کا جواب سوائے انکار کے کچھ نہیں۔ تمام مسلمانوں کا یہ متفق علیہ عقیدہ ہے۔ بلکہ مدعی نبوت سے دلیل نبوت طلب کرنا کفر ہے۔

قرآن پاک کی آفاقیت، جامعیت و ہمہ گیریت اور لاریب و بے مثل ہونا نیز محفوظ اور الاجتہاد ہونا سب کے سب ختم نبوت کے تصور کی تفصیل ہیں۔ حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جمیع انسان کے لئے نبی و رسول ہونا ختم نبوت ہی کا تقاضہ ہے۔

معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ ہونا ہر مسلمان کے لئے لازم و ضروری ہے۔ خصوصاً دور میں جبکہ اسلام دشمن ممالک اور اداروں کی پشت پناہی کے ذریعے فتنہ قادیانیت نئے نئے انداز اسلام دشمنی کے حربے استعمال کر رہا ہے، اہل ایمان کو فتنہ قادیانیت سے بچانا بہت ضروری ہو چکا۔ مسلمان ختم نبوت کے معاملہ میں ہمیشہ حساس رہے۔ جب تک مسلمانوں کو غلبہ و اختیار و بخت کو موقع نہ دیا گیا کہ وہ ختم نبوت سے منحرف ہو کے شان مصطفیٰ ﷺ پر انگلی اٹھا سکے۔ افسوس غلامی میں ہلا۔ مسلمان زوال کا شکار ہوئے اور سیاہ بختوں کو اسلام پر چرے لگانے کا موقع ہاتھ ملا۔ تثلیث پرست فرنگی نے رب کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ اللہ کا اکلوتا بیٹا قرار نہیں تین خداؤں میں سے دوسرا خدا گھڑ لیا۔ لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و شان نبوت اسے ایک بھائی۔ اس نے سب سے پہلے عظمت تصور نبوت کو پامال کرنا چاہا اور بعض شوریدہ سرافراد کو آگے لایا۔ ایک نغریروں کو فروغ دیا کہ جن سے مسلمان آپس میں دست و گریباں ہو گئے۔ تاثر یہ دیا گیا کہ شاہ توحید اور تعظیم رسالت اک دوسرے سے محارب و متصادم ہیں۔ بات بات پر شرک و کفر کے لہجے مارے گئے اور پھر بتدریج فضا اس قدر کمزور ہوئی کہ وہ ذات اقدس جس کے نام پر سرکشانا ہر دوہار کا مابی سمجھا جاتا تھا۔ موضوع بحث و مناظرہ ہو گئی افسوس! بہت سوں نے قرآن پڑھا۔ مگر تنقیص

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ حال یہ رہا کہ سارے کمالات و مراتب اور القابات تو اپنے حضرت و مولانا کے لئے ہوئے اور وہ جن کے لئے سب کچھ بنایا گیا ان کے لئے بشر جیسی تعریف کافی سمجھی گئی۔

ہم انبیائے کرام کا چناؤ و زائل ہوا تھا (وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ) نبی معصوم عن الخطا۔ نبی تربیت الہی سے بہر یاب ہوتا ہے۔ نبی مطلع علی الغیب ہوتا ہے۔ نبی واجب التعظیم ہوتا ہے۔ واجب الاطاعت ہوتا ہے۔ نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہوتا ہے۔ نبی کے خلاف کسی مومن و مومنہ کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ امتی نبی کے حکم کو بلا چون و چرا ماننا ہے۔ خدا ہے جس کی نشاندہی نبی نے فرمائی۔ نبی معظم کی تعظیم سے ہٹ کر نہ کوئی تصور توحید ہے نہ تصور نبوت اور نہ ہی کوئی تصور آخرت بلکہ ہر عقیدہ اور ہر ایک عمل کی اساس نبی کی تعلیم ہوتی ہے۔

سب وہ زمانہ آیا بچپن کا چڑی مار، غلیظ چھپڑوں کا تیراک، فرنگ کی عدالت کا نشی، کفار فرنگ کا ہاتھ لگانا، انہوں نے پرفکر کرنے والا، ”ریونڈر بلٹر“ نامی فرنگی سے (جو برطانوی انٹیلی جنس سیکلوت مشن میں تھا) 1868ء میں ملاقات کرتا ہے اور چند روز بعد عدالت کی نوکری چھوڑ کر مناظر بن جاتا ہے۔ بتدریج وہ اپنی ہوائے نفس کو الہام قرار دے کر مجدد، محدث، مہدی، موعود، مسیح موعود، ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے من گھڑت دعوے شروع کر دیتا ہے۔

امان والو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پیدا ہوتے ہی پنگھوڑے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

عَبْدُ اللَّهِ اتْنِي الْكِتَابَ وَجْعَلْنِي نَبِيًّا (سورہ مریم)

میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ مجھے نبی بنایا ہوا ہے۔

مثیل مسیح ہونے کے جھوٹے مدعی کو برس ہا برس پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ آیا وہ صرف مناظر ہے۔ یا محدث، مہدی ہے، یا عیسیٰ۔ بالآخر خدا اور خدا کا بیٹا بلکہ خدا کی جود (ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) ہونے کے کھٹوں سے لے کر بے سنگھ بہادر، بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار بن جاتا پھرتا رہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ کوئی استاد تھا اور نہ سکول ماسٹر۔ مثیل مسیح ہونے کا مدعی بڑے فخر سے اپنے نام کے نام بیان کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ کوئی گھر تھا نہ ٹھکانہ۔ مثیل عیسیٰ کا من گھڑت مدعی واقعات کا مالک تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی کتاب نہ لکھی اور مثیل ہونے کا کذاب دعویدار یہ کہ پچاس جلدوں میں لکھنے کے وعدے پر اس زمانہ میں ہزاروں لکھا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ لکھی تھیں کی۔ جبکہ مسیح الدجال بڑے فخر سے لکھتا ہے کہ میں نے انگریز کی حمایت میں اتنی لکھیں ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس کی تائید

حاصل رہی جبکہ مثیل عیسیٰ ہونے کا جھوٹا مدعی خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا کہتا رہا۔ حضرت کنوارے رہے اور مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ اردو بیویوں سے شادی کرنے کے بعد اپنے قریبی داروں کی نو جوان بچی سے، جو عمر میں اس کی بیٹیوں کے برابر تھی۔ جھوٹے الہامات تراشتا رہا، رہا، اصوات و عذاب کے ڈراوے دیتا رہا، لالچ و ترغیبات دیتا رہا، اس نے بیٹے کو عاق کیا، بیوی دینی مگر محمدی بیگم ہاتھ نہ آئی البتہ ذلت و رسوائی نامرادی حصہ میں آئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مروجے زندہ ہو جائیں۔ مٹی کے پرند ہوا میں اڑیں۔ مادر زاد اندھے بینا ہوں، برص والے ہوں۔ مثیل مسیح ہونے کے مدعی کے منہ سے گالیاں صادر ہوں، عدالتوں میں معافی نامے داخل لوگوں کی موت کے دعوے کرے اور ان کی زندگی اس کی رسوائیاں بڑھانے۔ خود آفتاب گولہ میں مناظرہ کی دعوت دے اور وقت مقررہ پر گھر میں گھس کے بیٹھا رہے اور ایک سو ایک بیماریاں اپنے لیٹرین کی موت مرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان سے ”ماندہ“ اتاریں اور مثیل عیسیٰ مدعی طاعون کو دلیل ثبوت ٹھہرائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ زندہ آسمانوں پر لے گیا۔ مثیل مسیح ہونے کا جھوٹا مدعی ہیبت و وحشت کے امراض میں مبتلا ہو کر اپنے پاخانہ میں سر متقدم لٹ اپنے وجود سے دنیا کو پاک کرے۔

ایمان والو! خدا نے لم یزل کی قسم، کیا ایسا شخص مثیل مسیح ہو سکتا ہے؟ نبی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جانیگے کہ وہ اس سے بھی بلند بانگ دعاوی کی لاف زنی کرتا پھرے۔

اور سبحان اللہ! اسلام اوتاروں کا مذہب نہیں۔ اللہ کا چنیدہ دین ہے۔ اوتار و مثیل تو ہندو میں ہیں جیسے رام، کرشن، مہاویر گوتم بدھ وغیرہ دشمنوں کے اوتار و مثیل ہے۔ قرآن پاک تو مثیل تصور سے بالکل پاک ہے۔ اور مرزا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مثیل عیسیٰ بھی اور کرشن کا اوتار بھی۔

اگر آپ کو کسی قادیانی سے گفتگو کرنے کا موقع ملے تو اس سے پوچھیں آپ ”مرزا“ کو کہتے ہیں۔ تو قادیانی یہ دیکھتے ہوئے کہ سوال کرنے والا کس حیثیت علمی کا مالک ہے۔ جواب مختلف دے گا۔ اگر آپ اس کی بات تسلیم کرتے ہیں تو وہ بالآخر مرزا کو مثیل محمد قرار دے گا اور اگر اس کرنے لگیں تو وہ پسپائی اختیار کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ یہ بھی کہہ دے گا کہ ہم تو ”مرزا“ بزرگ اور نیکو کار مانتے ہیں اور پھر آپ سے بہر صورت جان چھڑانے کی کوشش کرے گا۔

دوستو! کبھی آپ کو اتفاق ہوا ہو، کسی ایسے دکاندار کا، جو جعلی اشیاء بیچتا ہو۔ آپ اس کی تعریف کریں تو وہ ہنسنے پھلا کر اپنے مال کی تعریف کے بل باندھے گا اور اگر آپ اس کی اشیاء بیان کرنا شروع کریں تو اس کی کوشش ہوگی کہ اس شخص سے جان چھڑا دے کہیں یہ دوسرے

ہے۔ یہ حال قادیانیت کا ہے۔

قادیانیت کذب و افتراء ہے۔ جعل سازی ہے۔ تنقیص رسالت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اور قادیانیت کشتی ہے۔ رد قادیانیت پڑھئے۔ سمجھئے اور اسلام کو قادیانیت سے بچائیے۔

والو! قادیانیت ایک عفریت ہے جو اسلام اور محبت مصطفیٰ ﷺ کو لکھنا چاہتی ہے۔ عشق محمد ﷺ اس کی موت ہے۔ سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کے ہوتے ہیں ”مرزا“ و ”رزے“ کی محبت نہیں ہو سکتی۔ جس دل میں مدینہ اور مدینہ والا ہو اس کے لئے قادیانی کیا۔ عرض فقط یہی ہے جس دل میں حب محمد ﷺ نہیں وہ ایمان والا نہیں۔ اور جس دلی سے محبت ہو وہ ”حب محمد ﷺ والا نہیں“۔

ایمان و محبت مصطفیٰ ﷺ میں وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔



حکم ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت حدیث حدیث کے مواہم اور حرام ہے۔ اوروں کو ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا اور عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس کے پیارے اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تو وضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ہی کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا پھر ان کے یہ افعال جن کو ذلت و لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا پڑوسی ہزار ہا فائدہ و برکات کے مشر ہوتے ہیں۔ ایک لغزش مینا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ہوئی جنت نہ اترتے دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اترتیں، نہ رسول آتے نہ جہاد ہوتے۔ ان محبوبات کے دروازے بند رہتے ان سب کا فتح باب ایک لغزش آدم کا نتیجہ مبارکہ و شرفہ علیہ السلام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی لغزش من و تو کس شمار میں ہیں صدیقین کی حسنات سے افضل (حسنات الأبوار سیفات المقرین) (بہار شریعت)

مرزا قادیانی کو موت کیسے آئی؟

مرزا قادیانی ہیضہ کا شکار ہو کر 26 مئی 1908ء کو بروز منگل بوقت ساڑھے دس بجے اور میں داخل جہنم ہوا۔ اس کی ارتحی کو مال گاڑی پر لا کر قادیان لے جایا گیا اور قادیان کی خاک والے اس مدعی نبوت کو قادیان ہی کی خاک میں دفن کر دیا گیا۔ اس ملعون ازلی کے مرض الموت تک اور پھر موت سے تدفین تک کے پروگرام کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مرض:-	ہیضہ
دن:-	منگل
وقت:-	رات
تائم:-	ساڑھے دس بجے
موسم:-	گرم
مہینہ:-	مئی
تاریخ:-	26
شہر:-	لاہور
جائے مرگ:-	نئی خانہ
دفن:-	قادیان
لاہور سے قادیان جس سواری پر لے جایا گیا۔	مال گاڑی

بندہ حقیر کی عقل و دانش کے مطابق مندرجہ بالا سارے پروگرام کی تکمیل یوں ہوئی کہ کا مرتد ہندوستان مرزائے قادیان نے کئی علمائے اسلام سے مہبلہ کیا۔

مہبلہ سنت خاتم النبیین ﷺ سے ثابت ہے اور مہبلہ میں جموٹے پر اللہ کا عذاب لپک نازل ہوا کرتا ہے کیونکہ اس مہبلہ میں مرزا قادیانی نے رب ذوالجلال سے لکھ کر درخواست کی مولا تو جموٹے کو سچے کی زندگی میں ماروے۔ مہبلہ میں مرزا قادیانی بھوٹا تھا اس لئے اس کا

چہ حریف مولا نامہ ترسری کی زندگی میں مارنے کا پروگرام بن گیا لیکن سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ قادیانی کو کس مرض سے مارا جائے۔ اس سوال پر ساری بیماریاں اللہ کے حضور محوالتجا ہوئیں۔

بخار بولا "مولا تو اس کو میرے حوالے کر میں اپنی تپش سے اس کے وجود کو جلا کر خاک۔ یاہ بنا دوں گا۔" کھانسی بولی "اللہ! تو اسے میرے حوالے کر میں اس کے بھچھوڑے پھاڑ دوں گی۔" کینسر بولا "رب ذوالجلال! اسے میرے قلعے میں دے میں اس کے پورے جسم کو پھوڑا بنا دوں اور بیماریاں رگڑ رگڑ کر اس کی جان قسطوں میں نکلے گی۔"

سرور بولا "مالک کائنات! تو مجھے اس پر مسلط کر دے اس میں اس کے دماغ کے پر فچے اڑا دوں گا۔" خارش بولی "یا حی یا قیوم! تو مجھے موقع دے میں اسے ذائقہ کر کر مار دوں گی۔" غرضیکہ ساری بیماریوں نے یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے اپنے حق میں خوب سے خوب تر کیے۔ ایک کوٹنے میں مسٹر ہیضہ بیٹھا تھا۔ وہ بڑے احترام سے کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو رہے لگا۔

"مولا! تیرے پاس بڑی خطرناک اور ہولناک بیماریاں ہیں میں ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں لیکن مولا! کیونکہ تیری ساری بیماریوں میں سب سے گندہ میں ہوں اور تیری ساری مخلوق میں سب سے گندہ یہ ہے۔ لہذا اصول یہی ہے کہ گندے کو گندہ مارے۔ اس لئے مرزا کو مارنے کا حق میرا بنتا ہے۔ ماحول پر خاموشی چھا گئی اور فیصلہ ہیضہ کے حق میں ہو گیا۔" پھر سوال اٹھا کہ اس کی موت کا دن کونسا رکھا جائے۔

ہر دن اللہ سے التجائیں کرنے لگا کہ مرزے کی موت کے لئے اس کا انتخاب کیا جائے تاکہ مرزا کے دامن میں تڑپ تڑپ کر جان دے اور وہ اسے تڑپتا پھڑکتا دیکھ کر اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کر سکے۔ لیکن اللہ نے روتے ہوئے کہا۔ اے اللہ مرزا قادیانی کذاب کا کہنا تھا کہ منگل کا دن بڑا منحوس ہے۔ (واضح رہے کہ سیرت المہدی میں مرزا بشیر احمد ایم اے صفحہ 8 پر اپنی والدہ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ حضرت صاحب منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔)

اس کے منہ سے طعن و تشنیع کے یہ نکلے ہوئے تیر میرے سینے میں پیوست ہو جاتے اور میں بلبلہ اللہ انداز پر میرے ساتھ انصاف یہی ہوگا کہ اسے منگل والے دن ہی مارا جائے تاکہ رتی دنیا تک وہ اس پر لعنتوں کی بوچھاڑ کرتے رہیں۔ کہ دیکھو مردود جس دن کو منحوس کہتا تھا اسی دن مر گیا۔ پھر قادیانی منگل بازی لے گیا۔

سوال اٹھا کہ اسے دن کو مارا جائے یا رات کو۔

دن کہنے لگا میرے مالک! اسے دن میں مارا جائے کیونکہ یہ اپنی نبوت کا ذبہ کا سارا کام دن کرتا تھا۔ لوگوں سے پیسے دن میں لیتا تھا۔ بھاری رقوم کے منی آرڈروں میں وصول کرتا تھا۔ دن اپنے مریدوں کی محفل سجا کر انہیں اپنے الہامات سنا تا تھا۔ دن میں ہی مناظرے اور مباحثے کرتا تھا۔ دن میں ہی کچہری میں رشتہیں وصول کرتا تھا۔ اکثر دن میں ہی لوگوں سے بیعت لیتا تھا۔ میرے اس نے مجھ میں بڑے گمناہ کئے ہیں اس لئے سراقہ قرض چنکایا جائے اور اسے دن میں ہی مارا جائے۔ رات گلوگیر آواز میں بولی میرے خالق! اگر فیصلہ اس کے گناہوں اور سیاہ کرتوتوں کے لئے ہے ہی کرتا ہے تو میرے مولا! میرے دل کے زخموں کی زبان سے زخمی داستانیں بھی سن۔ میرے پلوں کی شراب رات کو پیتا تھا۔ بھانوسے ٹانگیں رات کو دو ہوتا تھا۔ رات کو ہی اٹلیں آکر اسے اپنی وحی سے نوازتا تھا اور اگلے دن کے لئے شیطانی پروگرام عطا کرتا تھا۔ رات کو ہی عریاں اور حیا سونڈا کرتا تھا۔ رات کے اندھیرے میں ہی اپنی باطن تصانیف کا فاضل شنیع سرانجام دیتا تھا۔ لوگوں سے دن کا بٹورہ ہوا چند رات کو ہی گنتا تھا اور خوشی سے آوارہ قہقہے لگاتا تھا۔ رات کو ہی پیٹی پیٹی سے دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کرتا تھا۔ اور پھر جب یہ شیطانی کام کرتے کرتے تھک جاتا تو بستر پر جاتا تھا اور پھر رات کی تاریکی اور سنانے میں نوجوان لڑکیاں اسے پنکھا جھلنے لگتیں اور یہ تنگ انسانیت حیا کی ہواؤں میں بے غیرتی کی نیند سجاتا۔ رات ہچکیاں لے لے کر روتی ہوئی کہنے لگی۔ مالک! میرے زیر زبان اور میرے دل کی تہوں میں ایسی ایسی داستانیں چھپی ہوئی ہیں کہ اگر شرم و حیا بیان کرنے کی اجازت دیں تو دن خود ہی میرے حق میں دست بردار ہو جائے گا۔

جواباً ان نے بھی تڑپ کر دلائل کی مشینیں گن چلا دی، دونوں طرف کے دلائل بڑے وزنی تھے۔
دونوں کو راضی کرتے ہوئے فیصلہ ہوا کہ مرزا کو رات کو مارا جائے گا اور ان میں اس کا جنازہ نہ نکالا جائے گا۔
یوں رات نے فرسٹ پوزیشن اور دن نے سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔

یہ فیصلہ تو ہو گیا کہ مزارات کو مردار ہو گا لیکن پھر سوال اٹھا کہ رات کے کتنے بجے مارا جائے گا۔ ایک بولا! ”اسے رات کے ایک بجے کیونکہ اس نے خدائے واحد کی شان میں بڑی ہرزہ مرائی کی ہے دو بولا! ”اسے رات کے دو بجے ختم کیا جائے کیونکہ یہ روئے زمین پر کائنات کی دو عظیم یعنی اللہ اور رسول اللہ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔“

تین بولا! ”نہیں اسے تین بجے چھوڑا جائے کیونکہ اس نے اللہ، رسول اللہ اور کتاب اللہ پر رکیک حملے کئے ہیں۔“

چار بولا! "نہیں نہیں اسے چار بجے مروڑا جائے کیونکہ یہ نبی مکیہ کے چار پیاروں اور اللہ

۱۔ انتہائی بغض و عناد رکھتا ہے۔

ای طرح دیگر اعداد اپنے اپنے حق میں بڑے مضبوط اور قوی دلائل دیتے رہے۔ سب سے آخر
 "اٹھا اور عرض کرنے لگا۔

اے مسیحِ عظیم! اگر اسے ایک بجے مارا تو اسے ایک جرم کی سزا ملے گی۔ اگر اسے دو بجے "کھینچا" گیا تو اسے صرف دو جرائم کی سزا ملے گی۔ اگر اسے تین بجے "ٹھہرا" گیا گیا تو اسے صرف تین جرائم کی سزا ملے گی۔ اگر اسے چار بجے "گرگرا" گیا تو اسے صرف چار جرائم کا مرتکب سمجھا جائے گا۔ اگر اسے بار بجے بھی اس کا "خاتمہ" کیا گیا تو اس کی فرد جرم میں صرف بارہ جرائم کی جگہ ایک اس کے جرائم ان گنت اور بے شمار ہیں۔ میرے مولانا معاشرے میں جو شخص سزا خانہ میں جاتا ہے، اور ہر جہت سے مجرم ہوا ہے "دس نمبر" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی ہر جہت اور ہر جہت سے اسلامی دنیا کا مجرم اعظم ہے۔ لہذا اس کے تمام جرائم کو ایک "اصطلاح"، "نمبر" سے بھی بڑھ کر "ساڑھے دس نمبر" ہے۔ اسے ساڑھے دس بجے مارا جائے۔ دس کا مطلب عقل و دانش پر مبنی تھا۔ اس لئے فوری طور پر مرزا قادیانی کی موت کا وقت ساڑھے دس ہو گیا۔

پھر سوال اٹھا کہ مرزا قادیانی کو کس موسم میں مارا جائے گرمی میں یا سردی میں؟

گرمی نے گرما گرم دلائل دیتے ہوئے کہا۔ اے خدا! اسے گرمی کے موسم میں مردار کر کے پھاڑ کر یہ
کے موسم میں مرا تو اس کی میت بے حیثیت ایک دو دن نکال جائے گی۔ اور اگر گرمی میں مرا تو اپنا
سو جائے گا۔ ایک غلیظ مردہ مردار اور اوپر سے ہیضہ کی موت۔ اور مقعد سے غلاظت کا اخراج
لہن کا غلاظت میں تھمنا جانا اور اوپر سے چلچلاتی لہ۔ چالی بھوپ میت سے بدبو کے بھبھوکے
کے کھادیا نیوں کے دماغ پھٹ جائیں گے۔ جنازے کا جلوس جہاں سے گزرے گا بدبو کی تاب
نے ہوئے لوگ بھاگ جائیں گے۔ اور اس جعلی نبی پر لعنتوں کے ڈوگرے برسائیں گے۔

گرمی کے دلائل سننے کے بعد سردی نے گرمی کی افادیت پر مسرہ تسلیم فرم کرتے ہوئے گرمی کے حق میں ہوئے نفاذ کا اعادہ کر دیا اور یوں مرزا قادیانی گرمی کے سپرد کر دیا گیا۔

ہو کر می کا طے ہو گیا لیکن پھر سوال اٹھا کہ مہینہ کونسا رکھا جائے؟

موسم گرما میں آنے والے سارے مہینے ماہر قانون دان کی طرح اپنے اپنے حق میں خوب سے بہتر دلائل دیتے گئے۔ لیکن ماہ مئی سب پر سبقت لے گیا۔ مئی رب کے حضور نہایت ادب اور احترام
ساتھ عرض کرنے لگا۔

اے رب ذوالجلال! موسم گرما کا آغاز مجھ ہی سے ہوتا ہے۔ میرے آتے ہی لوگ کہنے لگتے ہیں کہ گرمی آگئی اور گرمی سے نمٹنے کے انتظامات کرنے لگتے ہیں۔ ویسے تو سارے مئی میں گرمی اپنا سر پر ہوتی ہے، لیکن اگر مئی کے آخری عشرے کا انتخاب کر لیا جائے تو یہ سونے پہ سہاگے والا کام ہے۔ مرزے کی موت کا جشن بھی جو بن پر ہوگا۔ میری نوکیلی اور آگ برساتی ہوئی کرنیں مرزے کے جسم بدبو، تعفن اور مرغاند کے ایسے طوفان اٹھائیں گی کہ امان والہ حقیقت۔ اس کے علاوہ میرا ایک قدرتی علاج بنتا ہے کہ مئی اور م سے مرزا قادیانی۔ م سے مئی اور م سے مئی کذاب۔ م سے مئی اور م سے مئی بینارۃ السج۔ م سے مئی اور م سے مرزا۔ ماہ مئی بولے جا رہا تھا اور سارے مئی چپ سادھے اس دلائل سن رہے تھے فیصلہ میرٹ پر ہو گیا اور مئی فاتح قرار پایا۔ پیسے نے انتہائی سرعت کے ساتھ بڑھتے ہوئے گرم جوشی سے مئی سے مصافحہ کیا اور قسط سرت سے بغلیں ہو گیا کہ اچھی ٹیم تیار ہو رہی ہے۔

پھر سوال اٹھا کہ مئی کی تاریخ کون سی رکھی جائے؟

ہر تاریخ کو باری باری بولنے کا موقع دیا گیا۔ ساری تاریخوں نے یہ "سعادت" حاصل کرنے کے لئے دلائل و براہین کے دریا بہا دیئے لیکن جب 26 تاریخ نے اپنے اصول و ائیکل دینے شروع کئے تو ساری تاریخیں اس کی ذہانت اور فطانت پر عرش عرش کراٹھیں اور ماحول علم و حکمت کی ہواؤں سے جموٹے لگا۔ تاریخ اللہ کے حضور التجا کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"رب السموات والارض! اس نبی کا ذب کا پورا نام "مرزا غلام احمد قادیانی نبی فرنگ" ہے اگر اس کے پورے نام کے حروف جتنی کو گنا جائے تو وہ پورے چھبیس بنتے ہیں اس لئے یہ میرا قدرتی اور فطری حق ہے۔

پھر 26 تاریخ نے مرزا قادیانی کے پورے نام کے حروف جتنی گنوائے ہوئے کہا۔

مرزا =	م۔ ر۔ ز۔ ا۔ =	4
غلام =	غ۔ ل۔ ا۔ م۔ =	4
احمد =	ا۔ ح۔ م۔ د۔ =	4
قادیانی =	ق۔ ا۔ د۔ ی۔ ا۔ ن۔ ی۔ =	7
نبی =	ن۔ ب۔ ی۔ =	3
فرنگ =	ف۔ ر۔ ن۔ گ۔ =	4
ٹوٹل =		26

26 مئی کی انوکھی ہزالی اور اچھوتی دلیل پر سب نے اسے مبارک باد دی اور انہیں مبارک بادوں

میں سے نہ پر لب مسکراتے ہوئے لاہور کو مبارک باد دی اور آنکھوں کی زبان سے گفتگو کرتے ہوئے اللہ جلد ہی لاہور میں ملاقات ہوگی۔

تو طے ہو گیا کہ مرزا قادیانی لاہور میں مرے گا۔ لیکن پھر یہ سوال اٹھا کہ لاہور میں کس مقام پر۔ مال سنتے ہی "مٹی خانہ" جست لگا کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے مالک! لوگ میدانوں میں سمراؤں میں مرتے ہیں۔ کوساروں میں مرتے ہیں۔ سمندروں میں مرتے ہیں۔ فضاؤں میں مرتے ہیں۔ شاہراہوں پر مرتے ہیں۔ گلیوں میں مرتے ہیں۔ مکانوں میں مرتے ہیں۔ کمرؤں میں مرتے ہیں۔ برآمدوں میں مرتے ہیں۔ باد چنی خانوں میں مرتے ہیں۔ مکانوں میں مرتے ہیں۔ حتیٰ کہ خانوں میں مرتے ہیں۔ لیکن مٹی خانوں میں کوئی نہیں مرتا۔ کریم! میری بھی ایک حیثیت ہے، ایک محل وقوع ہے، میرا بھی ایک جغرافیہ ہے۔ ایک موت میرے اندر بھی ہو جائے۔ اگر اس

جیسا گندہ انسان بھی مجھ میں نہ مرا تو قیامت تک مجھ میں کوئی نہیں مرے گا۔ اور اس کے ساتھ ہچکیاں لے لے کر رونے لگا۔ رب العزت کو اس پر ترس آگیا اور فیصلہ ملی خانہ کے حق میں ہو گیا۔ نے فوراً ہچکیاں روک لیں اور ایک زوردار قہقہہ لگایا اور پورا ماحول زعفران زار بن گیا۔

پھر سوال اٹھا کہ مرزا قادیانی کو دفن کس شہر میں کیا جائے؟

سوال سننے ہی سارے شہر پر یڈ کرتے ہوئے سپاہیوں کی طرح الٹ ہو گئے۔ عین کار اجازت طلب کر کے سب سے پہلے اپنا خطاب شروع کیا۔ قادیان رہا۔ پتا ہے مکان بولتا ہوا کہ اسے عادل اعظم اس نے میری کوکھ سے جہنم دیا۔ میری فضاؤں اور ہواؤں میں پلا بڑھا۔ کے ساتھ میرا نام لکھا۔ مجھے ہی اس نے اپنی نبوت کا مرکز بنایا۔ اس کے برپا کردہ فتوے کو میرے منسوب کیا جائے لگا یعنی منہ قادیان۔ اس لعین نے میرے وجود کو گالی بنا دیا۔ میری عزت خاک دی۔ دنیا میں مجھے ذلیل و رسوا کر دیا۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ دیگر شہر مجھے مذاق اور حلقے میرے دن کاٹوں پر اور میری راتیں انگاروں پر بسر ہونے لگیں۔

اب اسے دفن کرنے کا پروگرام ہے تو میری یہ التجا ہے کہ میری دھرتی پہ پلٹنے والا یہ نہ رہے میرے ہی سپرد کیا جائے تاکہ قبر میں لٹا کر میں اس کی پسلیاں توڑ سکوں۔ لپکتے شعلوں میں اسے بسکوں۔ برستے کوڑوں میں اس کی چپٹیں سن سکوں۔ بچھوؤں کو اس کے غلیظ دماغ پر ڈنک مار دوں اور سانپوں کو اس کی آوارہ زبان نوچتے ملاحظہ کر سکوں۔ مولا! یہ میرے ارمان ہیں جو میرے ایک لمبی مدت سے بھل رہے ہیں۔ خداوند امیری یہ التجائیں قبول کر لے۔ قادیان کے دائیں اس حقیقت تھے کہ فوراً قادیان کے حق میں فیصلہ سنا دیا گیا۔

پھر سوال اٹھا کہ مرزا قادیانی مرے گا تو لاہور میں اور دفن قادیان میں ہوگا۔ اس کے جنازے کس سواری پر رکھ کر قادیان لے جایا جائے؟

یکہ بولا! اسے میرے حوالے کر دے میں دولتیاں جھاڑ جھاڑ کر اس کا منہ توڑ دوں گا۔ کار بولی! اسے میرے حوالے کر دے میں راستے میں کسی ویرانے میں جا کر پتھر ہو جاؤں یہ وہیں گل سڑ جائے گا۔

بس بولی! یا جبار اسے مجھ میں سوار کر دے میں راستے میں خراب ہو جاؤں گی۔ تو یہ سڑاوندے کر دو گنا ہو جائے گا۔ باقی قادیانی دھکا لگا کر پھول کر چو گئے ہو جائیں گے۔

آخر میں مال گاڑی بولی! اے قہار! یکے میں انسان سفر کرتے ہیں۔ کار میں بھی انسان سفر کرتے ہیں۔ اور بس میں بھی انسان سفر کرتے ہیں۔ لیکن مجھ میں بھیڑ بکریاں، گدھے، گھوڑے، اونٹ، دھن، گائیں، بھینسیں، مرغیاں، بٹھیں، کتے اور خنزیر لاد کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانے

ہے۔ اے عادل اعظم! یہ انسان کے روپ میں جانوروں سے بدترین مخلوق ہے۔ لہذا اس کو جہنم میں ڈال دینا ہوتا ہے۔ حق بتا رہا ہے۔ لہذا میں آپ کی عدالت میں بڑی عاجزی اور انکساری سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے میرا حق عنایت کیا جائے۔ مال گاڑی کے دلائل بڑے وزنی تھے۔ لہذا مال گاڑی کا مال دے دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی پروگرام مکمل ہو گیا۔ اور سیل کر دیا گیا۔

البتہ مست خرام ندی کی طرح چلتا رہا۔ لیل و نہار کی گردش جاری رہی۔ سورج مشرق کی کوکھ سے اُٹھ کر مغرب کی لمحہ میں ڈوبتا رہا۔ کئی مہینے ہو گئے اور کئی شامیں گزر گئیں۔ آخر 26 مئی آگیا۔ ان دنوں آسمان مسرہیزہ مسلح ہو کر لاہور پہنچ گیا۔ مرزا قادیانی 26 مئی بروز منگل اپنے ایک مرید کے ساتھ برائے راتھ روڈ لاہور وارد ہوتا ہے۔ مریدوں کے ہجوم میں شیطانی گفتگو کا دور چل رہا ہے۔ دن رات طے کر کے اپنے اجالوں سمیت رخصت ہو چکا ہے۔ رات کی جاوگر کرنی لے اپنی سیاہ زلفیں ہاتھ کی تارکیوں کے خیمے گاڑ دیے ہیں۔ رات کے کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔ دسترخوان بچھ گیا ہے۔

مرزا قادیانی دونوں ہاتھوں اور تین دانٹوں سے کھانے کا صفایا کر رہا ہے۔ کہیں مرنے پہ حملہ نہیں پھر پیلغار ہے۔ کہیں پلاؤ سے دست پنجہ ہے اور کہیں فرنی پہ شب خون ہے۔ پیٹ کا منکا بھر گیا۔ لیکن نیت کا منکا خالی ہے۔ سامنے ہیضہ کھڑا مسکرا رہا ہے اور حملے کے شکل کا منتظر ہے۔ آن واحد ایک ماہر کمانڈر کی طرح حملہ آور ہوتا ہے اور مرزا قادیانی کے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے۔ پیٹ کو کھینچ کر بائیں طرف بھاگتا ہے۔ فارغ ہو کر آتا ہے کہ فوراً دوسرا دست تھاہ کر کے آتا ہے۔ پھر دوبارہ راتھ سے لیٹرین کی طرف دوڑتا ہے۔ کمزوری اور نقاہت جسم پر قبضہ کر لیتی ہیں۔ جب فارغ ہوتا ہے تو رات کو سورج نظر آ رہا ہوتا ہے۔ چار پانی پر لٹا دیا جاتا ہے۔ پھر اتنی ہمت نہیں رہتی کہ اسٹھ کر کے کھائے۔ چار پانی کے ساتھ عارضی لیٹرین بنا دی جاتی ہے۔ مسرہیزہ اپنی سپینڈ تیز کر دیتے

دست مشین گن کی گولیوں کی طرح وارد ہونے لگتے ہیں۔ دستوں اور زندگی میں دست بدست لڑنے لگتی ہے۔ مرزا قادیانی چار پانی پر گر گیا ہے۔ نبضیں ڈھیلی پڑ گئی ہیں۔ ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کی قطرے پھیل رہے ہیں۔ آنکھیں پتھر رہی ہیں اور انگریزی نبوت کا جسم "ٹوسٹ" کرتا ہے۔ لیکن بھاگ بھاگ ڈاکٹروں کو لے آتے ہیں۔ ڈاکٹر انگریزی نبی کے جسم میں انگریزی ٹیکے لگا رہے ہیں لیکن فارغ مرزا قادیانی "مسرہیزہ" مرزا قادیانی کو چاروں شانے چٹا کر کر سینے پر سوار ہو چکا ہے۔ دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں آہستہ آہستہ رینگ رہی ہیں۔ لیجئے ساڑھے دس بجے ہیں چند ساعتیں گزریں۔ موت گھڑی کی دیوار عبور کر چکی ہے۔ اور فرشتہ اجل نے فلا دی ہاتھوں سے غلیظ جسم سے روح نکال لی ہے۔ اور مرزا قادیانی زندگی کی بیج پر ہیضہ کی تباہ کن باؤ لنگ سے کلین بولڈ ہو گیا ہے۔ فضاؤں

میں قادیانی زبانوں کی چٹخیں بلند ہوتی ہیں۔ نالہ و شیون شروع ہو جاتے ہیں۔ گریہ و زاری کا بازار گرم کیا ہے۔ کفر بے سہارا ہو گیا ہے۔ ابلیس کا لاڈ لا بیٹا داغ مفارقت دے گیا ہے۔ ملکہ و کنور یہ کا چیتا مر گیا ہے۔ فرنگی کا نبی انتقال کر گیا ہے۔ ٹیچی ٹیچی کا یار ادا توڑ گیا ہے۔ سیلہ کذاب کا ساڈھنٹ ہو گیا ہے۔ جھوٹ کا ابا مر گیا ہے۔ خباثت کا تایا فوت ہو گیا ہے۔ دہل و فریب کا خالو چل بسا ہے۔ عراقی فی ثقی کو چھو پھا خاموش ہو گیا ہے۔ اور گالیوں کا ہیڈ ماسٹر جنم میں فرانسفر ہو گیا ہے۔

مرید کے گھر میں مرزا قادیانی کی آتش پڑی ہے۔ بد بو نے اپنے جوہر دکھانے شروع کر دیے ہیں۔ لاہور میں مرزا قادیانی کی موت کی نوید مسرت باد صبا کی طرح پھیل جاتی ہے۔ اور عاشقانِ رسول اہل لاہور اس فرنگی نبی کو "کڑا ہی توپوں" کے اکیس اکیس "کڑا ہی گولوں" کی سلامی دینے کی خفیہ تہنیت شروع کر دیتے ہیں۔

گھروں کا سارا کوڑا کرکٹ کڑا ہیوں میں ڈال کر چھتوں کی منڈیروں پر رکھ دیا جاتا ہے۔ برائے نام روڈے مرزا قادیانی کا جنازہ نکل کر ریلوے سٹیشن روانہ ہوتا ہے۔ جو نبی جنازے کا جلوس مرید کے گھر سے سرکتا ہے مرزے کی آتش پر "کڑا ہی توپوں" کی سلامی شروع ہو جاتی ہے۔ کڑا ہیوں کے گولے بارود میں رقص کرتے ہوئے آتے ہیں اور مرزا قادیانی کا منہ چوم چوم جاتے ہیں۔ ایسی تاریخی "کڑا ہی باری" ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی غلاطت میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ حفاظت کے لئے آئے ہوئے سپاہیوں کی وردیاں بھی غلاطت سے بھر جاتی ہیں۔ بڑی مذمت اور مرمت کے بعد میت کو ریلوے سٹیشن پر لایا گیا میت کو قادیاں لے جانے کے لئے مال گاڑی میں بٹنگ کرائی جانے لگی۔ لیکن جب اصول پرست اگلا ریلوے افسر کو پتہ چلا کہ مرزے کی موت ہیضہ سے ہوئی ہے تو اس نے ریلوے قانون کے مطابق یہ کہہ صاف انکار کر دیا کہ ہیضہ ایک وبائی مرض ہے۔ اس لئے خطرہ کے پیش نظر میت کو بک نہیں کیا جاسکتا۔ قادیانی بھاگ بھاگ اعلیٰ انگریز افسر کے پاس پہنچے اور رورہ کر کہنے لگے۔ جناب آپ کا انگریزی ریلوے سٹیشن پر بے یار و مددگار پڑا ہے۔ مسلمان ٹھٹھہ مذاق کر رہے ہیں۔ اور ہم آپ کے بنائے ہوئے نبی کے خادم ذلت کی خاک چاٹ رہے ہیں۔ اعلیٰ ریلوے حکام کی طرف سے پیشکشِ حکم کے تحت میت مال گاڑی میں بک کیا جاتا ہے اور مرزا قادیانی مکروں، چھتروں، دنبوں، گھائیوں، بھینسوں، گدھوں، گھوڑوں، مرغیوں، بٹخوں اور خنزیروں کی رفاقت میں قادیاں روانہ ہو جاتا ہے۔ قادیاں میں چند نفوس اس کا نام نہاد جنازہ پڑھتے ہیں اور پھر قادیان کی غلاطت کو قادیان میں گاڑ دیا جاتا ہے۔

آتش فشاں ہے زمیں ایسی جگہوں سے کہ جہاں!
لقد خاک ہوئے زہر اگنے والے

محمد الرزاق

شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی

عقیدہ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟

حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی کون ہیں؟

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی جناب محمد عربی ﷺ

قرآن پاک کی وہ آیت سنائیے جس میں نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے؟

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم

النبيين و کان اللہ بکل شی علیما (سورہ احزاب)

جس میں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور

انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔

ختم نبوت کے بارے میں وہ حدیث رسول ﷺ سنائیے جس میں نبی اکرم ﷺ نے

اپنے اہل بیت کے بارے میں بتایا ہے؟

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه

يكون في امتي كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا

يكون بعدي۔ (رواہ مسلم)

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری

امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں،

اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

مدعی نبوت سے جو دلیل بھی طلب کرے وہ بھی کافر ہے، یہ فرمان کس کا ہے؟

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

مدعی نبوت کیلئے جو استعارہ کرے، وہ بھی کافر ہے۔ یہ فرمان کس کا ہے؟

ج: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ
س: صحابہ رضی اللہ عنہم کا پہلا اجماع کس مسئلہ پر ہوا۔
ج: مسئلہ ختم نبوت پر..... مسئلہ کذاب کے خلاف اعلان جہاد۔
س: پہلے شہید ختم نبوت کا نام بتائیے؟
ج: حضرت حبیب بن مزیہ انصاری۔
س: جنگ یمامہ میں کتنے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے؟
ج: بارہ سو۔
س: جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے حفاظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بتائیے؟
ج: سات سو۔
س: امرت مسلمہ میں سب سے پہلا جھوٹا مدعی نبوت کون ہے؟
ج: ابودغنی
س: کیا کوئی شخص محنت و ریاضت سے نبی بن سکتا ہے؟
ج: نبوت ایک وہبی اور عطائی منصب ہے۔ کوئی شخص محنت و ریاضت سے نبی نہیں
س: کیا کسی نبی کا نام مرکب ہوتا ہے؟
ج: نہیں، کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا۔ ہر نبی کا نام مفرد ہوتا ہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، لیکن جھوٹے نبی مرزا قادیانی کا نام مرکب ہے، مرزا قادیانی۔
س: کیا اس دنیا میں کوئی نبی کسی انسان کا شاگرد ہوتا ہے؟
ج: نہیں، نبی کی تعلیم و تربیت کا ذمہ اللہ تعالیٰ خود اٹھاتا ہے۔
س: کیا کوئی نبی وراثت چھوڑتا ہے؟
ج: نہیں لیکن مرزا قادیانی نے لاکھوں کی وراثت چھوڑ دی، جو اس کے ورثاء نے
س: کیا ہر نبی اسی جگہ دفن ہوا جہاں اس کا وصال ہوا؟
ج: جی ہاں..... ہر سچا نبی وہیں دفن ہوا جہاں اس کا وصال ہوا، لیکن جھوٹا نبی مرزا
دروڈ لاہور کی لیٹرین میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔
س: کیا نبی شاعر ہوتا ہے؟
ج: نہیں..... نبی شاعر نہیں ہوتا، لیکن جھوٹا نبی مرزا قادیانی شاعر بھی تھا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی، نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کر کے نبی بنا ہے۔ کیا اطاعت کر کے نبی بن سکتا ہے؟
جی نہیں..... کوئی شخص اطاعت کر کے نبی نہیں بن سکتا۔ اگر اطاعت سے نبی بن سکتے تو ﷺ سے بڑھ کر کون اطاعت کرنے والا تھا۔
کیا اسلام میں ظلی و بروزی نبوت کا کوئی تصور ہے؟
جی نہیں..... یہ نظریہ قادیانیوں کا من گھڑت ہے۔
قرآن پاک کی کتنی آیات واضح طور پر مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں؟
ایک سو۔
رسول اللہ ﷺ کی کتنی احادیث واضح طور پر مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں؟
دوسو دس۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر نزول فرمائیں گے تو اس وقت وہ کونسا لباس پہنے
دو زرد رنگ کے پڑے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر کیسے اتریں گے؟
اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کس شہر میں ہوگا؟
دمشق
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کس وقت ہوگا؟
نماز فجر کے وقت۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے کتنے سال بعد تک زندہ رہیں گے؟
چالیس سال۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد اس دنیا میں نکاح کریں گے، بتائیے وہ کس
عورت سے کریں گے؟
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں۔
دجال کو کون قتل کرے گا؟
حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

- س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کس چیز سے قتل کریں گے؟
 ج: اپنے نیزے سے۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کس مقام پر قتل کریں گے؟
 ج: فلسطین میں، مقام "لد" پر۔
 س: نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فجر کی نماز کس کے پیچھے پڑھیں گے؟
 ج: حضرت امام مہدی علیہ السلام۔
 س: قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کس شہر میں بتاتے ہیں؟
 ج: سری نگر، کشمیر، محلہ خانپار۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس مقام پر دفن ہوں گے؟
 ج: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔
 س: مرزا قادیانی نے مقام "لد" سے کون سا شہر مراد لیا ہے؟
 ج: لدھیانہ۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے کس مشہور مذہبی نشان کو توڑیں گے؟
 ج: صلیب۔
 س: دجال کس چیز پر سواری کرے گا؟
 ج: گدھے پر۔
 س: دجال کی نشانی کیا ہوگی؟
 ج: اس کے ماتھے پر کافر "ک، ف، ز" کی صورت میں لکھا ہوگا۔
 س: دجال کس آنکھ سے کاتا ہوگا؟
 ج: بائیں آنکھ سے۔
 س: دجال کن دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا؟
 ج: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، کیونکہ وہاں فرشتوں کا سپرہ ہوگا۔
 س: دجال کے ساتھ کتنے یہودیوں کا لشکر ہوگا؟
 ج: ستر ہزار۔
 س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دجال کی کیا حالت ہوگی؟
 ج: دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر یوں کھپکنے لگے گا جیسے نمک پانی میں۔

- س: دجال کون سے بڑے دعوے کرے گا؟
 ج: نبوت اور خدائی کے دعوے۔
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کا نام کیا ہوگا؟
 ج: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آپ کا نام محمد ہوگا۔
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے والد محترم اور والدہ محترمہ کا کیا نام ہوگا؟
 ج: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے نام پر آپ کے والد محترم کا نام عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کس کی اولاد سے ہوں گے؟
 ج: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے۔
 س: کیا امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخصیت ہیں؟
 ج: نہیں..... دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں؟
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں سے پہلے کس کا ظہور ہوگا؟
 ج: امام مہدی علیہ السلام کا۔
 س: حضرت امام مہدی علیہ السلام کس مقام پر لوگوں سے بیعت لیں گے؟
 ج: حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان۔
 س: امام مہدی علیہ السلام کتنے سال حکومت کریں گے؟
 ج: سات سال۔
 س: قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کیا ہے؟
 ج: اللہ کا نبی اور رسول (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کی بیوی کو کیا کہتے ہیں؟
 ج: ام المؤمنین (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کے ساتھیوں کو کیا کہتے ہیں؟
 ج: صحابہ کرام (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کی بیوی کو کیا کہتے ہیں؟
 ج: سیدۃ النساء (نعوذ باللہ)
 س: قادیانی مرزا قادیانی کی باتوں کو کیا کہتے ہیں؟

- ج: احادیث (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے خاندان کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: الہ بیت (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: قمر الانبیاء (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے شہر قادیان کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: مدینۃ المسیح (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی قادیان کے سالانہ جلسے کی حاضری کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: ظلی حج
- س: قادیانی قرآن اور قادیان کا کیا تعلق بتاتے ہیں؟
- ج: اللہ تعالیٰ نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے، (نعوذ باللہ)
- س: قادیانیوں کا مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔
- ج: قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مکہ اور مدینہ سے روحانیت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔
- ج: شخص بھی روحانیت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قادیان کا رخ کرے۔
- س: قادیانی مرزا قادیانی کی عبادت گاہ کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: مسجد اقصیٰ (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی مرزا قادیانی کے 313 گماشتوں کو کیا کہتے ہیں؟
- ج: اصحاب بدر (نعوذ باللہ)
- س: جو شخص مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے، قادیانیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ کون ہے؟
- ج: کافر
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق جو مرد مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کون ہے؟
- ج: سور، حرام زادہ، کجگری کا بیٹا (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق جو عورت مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے، وہ کون ہے؟
- ج: کتی، حرام زادی، کجگری کی بیٹی (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی جب کلمہ پڑھتے تو ”محمد“ سے مراد کیا لیتے ہیں؟
- ج: مرزا قادیانی (نعوذ باللہ) کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
- ﴿257﴾
- س: اپنے دوبارہ اس دنیا میں مرزا قادیانی کی شکل میں تشریف لائے ہیں۔ (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی، باعث تخلیق کائنات کے کہتے ہیں؟
- ج: مرزا قادیانی کو (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی عقیدہ کے مطابق اب مکہ اور مدینہ منورہ والی برکات کہاں نازل ہوتی ہیں؟
- ج: قادیان پر۔ (نعوذ باللہ)
- س: سادات کے بارے میں قادیانیوں کا عقیدہ کیا ہے؟
- ج: اب سید صرف وہ ہوگا جو مرزا قادیانی کی اولاد سے ہوگا۔ (نعوذ باللہ)
- س: قادیانی، ہشتی مقبرہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟
- ج: ایسا قبرستان جہاں دفن ہونے والے ہشتی ہیں۔
- س: ہشتی مقبرے میں دفن ہونے کے لئے کیا شرط ہے؟
- ج: دفن ہونے والا اپنی آمدن کا دسواں حصہ قادیانی جماعت کو دے، لیکن قادیانی اور اس
- س: اپنے کوئی شرط نہیں۔
- س: مرزا قادیانی کیسے پیدا ہوا؟
- ج: مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں جڑواں پیدا ہوا، میرے ساتھ میری ایک بہن پیدا ہوئی،
- س: وہ بھائی، پھر میں نکلا اور میرا سر اس کے پاؤں میں پھنسا ہوا تھا۔
- س: مرزا قادیانی کی ماں کا کیا نام تھا؟
- ج: چراغ بی بی عرف کھسینی
- س: مرزا قادیانی کو بچپن میں کس نام سے پکارا جاتا تھا؟
- ج: دوسندی
- س: مرزا قادیانی کو بچپن میں تیرنے کی بھی عادت تھی۔ بتائیے کہاں تیرتا تھا؟
- ج: قادیان کے چھپر میں۔
- س: بچپن میں مرزا قادیانی کن پرندوں کو پکڑ کر سر کندوں سے ان کے گلے کاٹا کرتا تھا؟
- ج: چڑیوں کے۔
- س: مرزا قادیانی کو اس کے باپ نے اپنی پنشن لینے بھیجا لیکن مرزا قادیانی پنشن کی رقم
- س: گھر سے بھاگ گیا، بتائیے وہ رقم کتنی تھی؟
- ج: سات سو روپیہ۔

- س: مرزا قادیانی کوئی شراب پیا کرتا تھا؟
ج: ای پلو مری ٹانک وائن۔
س: مرزا قادیانی شراب کے علاوہ اور کون سا نشہ کرتا تھا؟
ج: اٹیم۔
س: مرزا قادیانی کا استاد بھی نشہ باز تھا، بتائیے وہ کونسا نشہ کرتا تھا؟
ج: اٹیم۔
س: مرزا قادیانی ایک دفعہ نہا تا تھا تاؤب چلا تھا، بتائیے کہاں؟
ج: قادیان کے پچھڑ میں۔
س: مرزا قادیانی ریشمی ازار بند (نالہ) استعمال کرتا تھا، کیوں؟
ج: کیونکہ سوتی ازار بند میں گرہ پڑ جاتی تھی اور پیشاب کپڑوں میں نکل جاتا تھا۔
س: مرزا قادیانی رات کو سوتے وقت کون سا لباس پہنتا تھا؟
ج: غرارہ۔
س: مرزا قادیانی رات کو سوتے وقت غرارہ کیوں پہنتا کرتا تھا؟
ج: تاکہ پیشاب کرنے میں سہولت رہے۔
س: مرزا قادیانی کون میں کتنی دفعہ پیشاب آتا تھا؟
ج: سو مرتبہ۔
س: مرزا قادیانی گھر کی ساری چابیاں اکٹھی کر کے کہاں رکھتا تھا؟
ج: ازار بند کے ساتھ باندھ لیتا تھا۔
س: گھر والوں کو مرزا قادیانی کی آمد کا دور سے ہی پتہ چل جاتا تھا، کیسے؟
ج: کیونکہ مرزا قادیانی سارے گھر کی چابیاں اکٹھی کر کے ازار بند کے ساتھ باندھ لیتا تھا اور جب وہ چلتا تھا تو چابیوں کے آپس میں ٹکرانے سے چمن چمن کا میوزک پیدا ہوتا تھا اور یہ میوزک بتاتا تھا کہ مرزا قادیانی آ رہا ہے۔
س: مرزا قادیانی کے پاؤں کو جب زیادہ سردی لگتی تو کیا کرتا تھا؟
ج: اوپر نیچے دو دو جرابیں پہنتا کرتا تھا۔
س: مرزا قادیانی جوتی کیسے پہنتا تھا؟
ج: دایاں پاؤں بائیں میں اور بائیں پاؤں دائیں میں۔

- س: مرزا قادیانی کی سیاہی کی دوا کیسی تھی؟
ج: پرانے جوتے کی دوا، بنارکھی تھی۔
س: مرزا قادیانی قمیض کے بٹن کیسے لگاتا تھا؟ لگا کر دکھائیں؟
ج: اوپر والا بٹن نیچے والے کاج میں اور نیچے والا بٹن اوپر والے کاج میں۔
س: مرزا قادیانی سر کو تیل کیسے لگاتا تھا؟
ج: سر پر تیل لگانے کے بعد ہاتھوں کو جو تیل لگا رہتا، اسے کپڑوں پر مل کر ہاتھ صاف کر لیتا۔
س: مرزا قادیانی کا گڑ اور مٹی کے ڈھیلوں والا لطیفہ سنائیے؟
ج: مرزا قادیانی کو پیشاب بہت آتا تھا، اس لیے ایک جیب میں مٹی کے ڈھیلے رکھا کرتا تھا۔
س: علاوہ اسے بیٹھا کھانے کا بھی بہت شوق تھا، اس لیے دوسری جیب میں گڑ کے ڈھیلے رکھا کرتا تھا۔
ج: ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کر لیتا تھا اور مٹی کے ڈھیلے منہ میں ڈال لیتا تھا۔
س: مرزا قادیانی کو عرف عام میں کس نام سے پکارا جاتا تھا؟
ج: گاماں کا نا۔
س: مرزا قادیانی کے سب سے تیز رفتار فرشتے کا نام بتائیے؟
ج: ٹیچی ٹیچی
س: وہ کون سی بیماری تھی جو مرزا قادیانی کو ڈانس کراتی رہتی تھی؟
ج: خارش۔
س: اس عورت کا نام بتائیے جو مرزا قادیانی کی ٹانگیں دبایا کرتی تھی؟
ج: بھانو۔
س: مرزا قادیانی کی موت کس جگہ پر واقع ہوئی؟
ج: لیٹریں۔
س: جب عارف ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ جاکر مرزا قادیانی کے حرم میں گئے تو انہیں کیا نظر آیا؟
ج: انہیں قبر میں ایک باؤلا کتا نظر آیا جو قبر میں دیوانہ وار چکر لگا رہا تھا۔
س: مرزا قادیانی کی ذلیل موت پر کہا گیا پنجابی زبان کا کوئی مشہور شعر سنائیے؟
ج: دو کلڑیاں دوکانے مرزا موہیا مٹی خانے
س: مرزا قادیانی کی کوئی انگریزی وحی سنائیے؟

ج: I Love You

I am with you

I shall help you

س: مرزا قادیانی کی کوئی سی دو مافی بیماریوں کے نام بتائیے؟

ج: مرق، ہسٹیریا

س: مرزا قادیانی روٹی کیسے کھاتا تھا؟

ج: پہلے لوالہ تو ذکر منہ میں ڈال کر چباتا اور انگلی سالن میں ڈبو کر زبان پر لگاتا۔

س: مرزا قادیانی شاعری بھی کرتا تھا، اس کا کوئی ایک شعر بتائیے؟

ج:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

س: یہ الفاظ کس مجاہد ختم نبوت کے ہیں؟

”جو شخص نبی اکرم ﷺ کی عزت کی حفاظت نہیں کر سکتا وہ اپنی ماں بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔“

ج: ”حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ علیہ السلام“

س: کس بزرگ ہستی نے یہ پیش گوئی کی کہ مرزا قادیانی آئندہ چوبیس گھنٹے میں

واصل ہو جائے گا؟ اور یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی؟

ج: حضرت میر سید جماعت علی شاہ علیہ السلام صاحب

س: یہ الفاظ کس عظیم عاشق رسول عالم دین کے ہیں؟

”مسلمانوں کے بایکٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔“

ج: حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ السلام

س: یہ لگا کر کس مجاہد اسلام کی ہے؟

”قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ

لوں گا اور چند روز میں ربوہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا۔“

ج: حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ السلام

س: یہ الفاظ کس محسن ملت اسلامیہ کے ہیں؟

”قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔“

ج: حضرت علامہ اقبال علیہ السلام

س: اس بزرگ ہستی کا نام بتائیے جنہوں نے قادیانیت کو خارش زدہ کتے سے بدتر قرار دیا ہے؟

ج: جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ السلام

س: تحریک ختم نبوت 1953ء کی قیادت کس شخص نے فرمائی؟

ج: مولانا ابوالحسنات علیہ السلام

س: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مرزا طاہر کو کب اور کہاں دعوت مباہلہ دی؟

ج: 24 اکتوبر 1988ء بمقام مینار پاکستان، لاہور۔

س: بوقت وصال یہ کس ہستی کے الفاظ تھے ”روشنی آ رہی ہے، پردے ہٹا دو۔“

ج: صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب علیہ السلام

س: یہ کس بزرگ کا قول ہے

”قادیانی کو قتل کرنا رضائے الہی کا موجب ہے“

ج: خطیب ختم نبوت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ علیہ السلام

س: وہ کون سا قادیانی تھا جو آخری وقت اپنا پاخانہ کھاتا رہا؟

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: وہ کون سا قادیانی خلیفہ تھا جو بوقت موت کتے کی طرح بھونکتا تھا؟

ج: مرزا بشیر الدین۔

س: اس ملعون قادیانی سائنس دان کا نام بتائیے جس نے پاکستان کے بارے میں یہ

ج: رائی کی تھی:

”میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک کہ آئین میں کئی گنی ترمیم (قادیانی غیر

مسلم ہیں) واپس نہ لی جائے۔“

ج: ڈاکٹر عبدالسلام۔

س: وہ کون سا قادیانی خلیفہ تھا، جس نے اپنی ساری بیٹیوں سے منہ کالا کیا؟

ج: مرزا بشیر الدین محمود

س: مرزا قادیانی کا کون سا بیٹا ”افلام بازی“ میں مشہور تھا؟

ج: مرزا ابییر احمد۔

س: کس قادیانی خلیفہ کا تفصیلی طبی معائنہ کرنے کے بعد دنیا کے ایک بہت بڑے
نے یہ جملہ کہا تھا:

”میں بیماری کا علاج تو کر سکتا ہوں لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کر سکتا۔“

ج: مرزا ابییر الدین۔

س: جب قادیانی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شاتم رسول راجپال کو جہنم رسید کیا تو ایک
لیڈر نے اس موقع پر مندرجہ ذیل بکواس کیا:

”وہ تم بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کیلئے خون میں ہاتھ رنگتے پڑیں۔“ یہ بکواس
کس لیڈر کی ہے؟

ج: مرزا ابییر الدین۔

س: قادیانیوں کو کس تاریخ کو کافر قرار دیا گیا؟

ج: 7 ستمبر 1974ء۔

س: وزیراعظم لیاقت علی خان کو کس نے قتل کرایا؟

ج: وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی۔

س: بتائیے ایڈ ہر ایلے الفاظ کس قادیانی سربراہ کے ہیں؟

”ہم نے یہ بات پہلے بھی کی بار کئی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان
بنا اصولاً غلط ہے۔“

ج: مرزا ابییر الدین۔

س: بتائیے ایڈ ارانہ الفاظ کس قادیانی سربراہ کے ہیں؟

”ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علحدگی) ہو اور کچھ وقت کیلئے دونوں قومیں (ہندو
مسلم) جدا چدارہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو
جائے، بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔“

ج: مرزا ابییر الدین۔

س: ”ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم
کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔“

بتائیے یہ مہلک جملہ کس قادیانی سربراہ کے گندے منہ سے وارد ہوا؟

مرزا ابییر الدین۔

س: اس قادیانی وکیل کا نام بتائیے، جو مسئلہ کشمیر کا وکیل بن کر سلامتی کونسل میں گیا اور

کئی مہینے اور بے ہودہ تقریریں کر کے اس نے مسئلہ کشمیر کے مقدمے کا استیفاء کر دیا؟

ظفر اللہ قادیانی۔

س: مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو کس کی مکمل اطاعت کا حکم دیا؟

انگریزوں کی اطاعت کا۔

س: مرزا قادیانی نے اسلام کے کس ستون کو حرام قرار دیا؟

جہاد۔

س: ربوہ کے ہشتی مقبرے میں بڑے بڑے قادیانی کیوں اماٹا دفن کیے گئے؟

ج: کیونکہ قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن پاکستان ٹوٹے گا، اور جب

ٹوٹے گا تو ہم لاشیں یہاں سے نکال کر قادیان لے جا کر دفن کر دیں گے۔

س: اسرائیل میں کتنے قادیانی فوج میں بھرتی ہیں؟

چھ سو۔

س: قادیانی اپنی عبادت گاہوں کا نام مسجد کیوں نہیں رکھ سکتے؟

ج: کیونکہ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں اور مسجد شیعہ اسلام میں سے ہے اور

وہ شیعہ اسلام استعمال نہیں کر سکتا۔

س: مسلمان قادیانیوں سے نفرت کیوں کرتا ہے؟

ج: کیونکہ قادیانی مرتد، زندقہ، گستاخ رسول اور ختم نبوت کے باغی ہیں۔ اس لیے ہر

مسلم سے نفرت و بے زاری ہر مسلمان کی دینی غیرت کا تقاضا ہے۔

س: شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں کرنا چاہیے؟

ج: کیونکہ شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات ساز ادارے اپنے منافع میں سے ایک

حصہ رقم قادیانی جماعت کو دیتے ہیں اور وہ رقم ہمارے آقا جناب محمد عربی علیہ السلام کی ختم نبوت اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خرچ کی جاتی ہے۔ لہذا جو شخص جان بوجھ کر قادیانی مصنوعات خریدتا ہے وہ

اہل کفر کا معاون و مددگار ہے۔

س: بتائیے! قادیانیوں کی مشہور کتاب ”تذکرہ“ سے کیا مراد ہے اور قادیانیوں کے

اس کا کیا مقام ہے؟

ج: مرزا قادیانی کی وحی، الہام، کشف اور خوابوں کے مجموعہ کو تذکرہ کہتے ہیں۔
قادیانیوں کے نزدیک تذکرہ ”قرآن پاک“ کی طرح ہے۔

س: مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ کجبری کی اولاد ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اپنے بیٹے مرزا فضل نے اسے نبی تسلیم نہ کیا۔ بتائیے اس لحاظ سے مرزا قادیانی اور اس کی اولاد کس قسم کے گمراہ ہیں؟

ج: کجبری اور کجبر

س: کس قادیانی خلیفہ نے پاکستان کو ”پاگل خانہ“ قرار دیا؟

ج: مرزا طاہر پاگل نے۔

س: ”تحفظ ختم نبوت“، ”قادیانیت ممکن“، ”نعمات ختم نبوت“، ”مرگ مرزا“

”شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی اور“ قادیانی افسانے“ کے مصنف کا نام بتائیے؟

ج: محمد طاہر عبدالرزاق۔

س: ”سیف چشتیانی“ کس کی تصنیف ہے؟

ج: حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ

س: ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ کس کی تالیف ہے؟

ج: پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ

س: ”مقیاس نبوت“ کے مصنف کا نام بتائیے؟

ج: مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ

س: اپنے موضوع کی انتہائی اچھوتی اور نرالی کتاب ”قادیانیت اسلام اور سائنس

کٹھنرے میں“ کے مصنف کا نام بتائیے؟

ج: عرفان محمود برقی (نوسلم، سابق قادیانی)

اے میرے مسلمان بھائیو! حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان خصوصی توجہ سے سنئے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو لوگ منکر کو دیکھیں اور بدلنے کی کوشش نہ کریں تو بعید نہیں

کہ اللہ تعالیٰ برائی کرنے والوں اور اس کے دیکھنے والوں کو ایک ہی عذاب میں لپیٹ لے۔“

مسلمانو! اس وقت رونے زمین پر قادیانیت سے بڑھ کر برائی کیا ہوگی..... اور اس برائی کو

خاموش رہنے والے لوگوں سے بڑھ کر مجرم کون ہوں گے.....

کئے ہیں، کہیں میں مجرم تو نہیں..... کہیں آپ مجرم تو نہیں.....

اللہ ہی سے اپنی شناخت پر یز کرتے ہیں.....

کہیں اللہ کے عذاب کی بجلیاں کڑک پڑیں.....

کہیں اللہ کے عذاب کے بادل شعلوں کی بارش برسا دیں۔

اللہ ہر شے زمین کے اس ٹکڑے کو اٹھا کر آسمان پر لے جائیں اور پھر اسے نیچے پھینک دیں

..... جلدی کیجئے۔

چو کھئے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو

جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے

مرزا ذلیل و خوار ہو کر دنیا سے رخصت

۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی لاہور آیا، ارتدادی مہم کے مقابلے کے لئے

کے مسلمانوں نے پیر جماعت علی شاہ کو بلوایا، آپ نے موچی دروازہ اور دیگر

پہرے مرزا کو لٹکرا، مرزا قادیانی کو پانچ ہزار انعام دینے کا اعلان کیا کہ وہ آکر

کھڑے کرے اور انعام پائے، جواب میں مرزا قادیانی نے کہا کہ: ”پیر صاحب!

مکانے کے لئے آئے ہیں، یہ ایڑی چوٹی کا زور لگائیں، مگر میں ایسا نہیں جو

ہاؤں، اگر وہ بارہ برس بھی رہے تو میرا قدم نہ ہلے گا!“ اس کے جواب میں

امام علی شاہ نے ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ: ”بارہ برس تو

بہت رہے، مرزا قادیانی جلد ہی لاہور نہیں، بلکہ دنیا سے ذلیل و خوار ہو کر جائے

۲۶، ۲۷ مئی کی درمیانی رات کے جلسے میں کہا: ”مرزا قادیانی کو چوبیس گھنٹے کی

سزا ہے، آئے اور مناظرہ کرے، لیکن مسلمانو! یاد رکھو وہ میرے مقابلے میں نہ

آئے گا“ چنانچہ ایسا ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مرزا قادیانی کو پیٹنے نے آن گھیرا، ڈاکٹر

کی دوائی دے دی کہ نجاست کا رخ جو نیچے کی طرف تھا اوپر کو ہو گیا، اور بیت

نہیں جان نکل گئی۔

(نئیائے حرم دسمبر ۱۹۷۳ء)

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

مرزا غلام احمد قادیانی کی سرکاری نبوت پر بحث ہوتے ایک صدی ہونے کو آئی۔ اب کے تمام گوشے منور اور آشکار ہو چکے۔ اب اگر کوئی آدمی اندھا ہو تو اس کا کیا علاج، ورنہ سامنے ہے کہ کیا کوئی پیغمبر اپنے عہد کے سامراج کا شاخوٹا ہوتا ہے۔ سوال صرف اتنا سنا نہیں، سوال کہ انگریزی استعمار نے مرزا کی سرپرستی کیوں کی۔ اس کم فطرت، بے اصل اور کم سواد آدمی کی لئے کہ استعمار کو اہل ایمان کی حمیت و غیرت سے خطرہ درپیش تھا جو جہاد کے عمل میں متشعل پہاڑوں کو سر کا سکتی ہے۔

یہی قبیلہ انگریز کا سب سے بڑا مسئلہ تھا اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے مسلم دینی حمیت کا خاتمہ کرنے کے لئے شاطر انگریز کو دوسری چیزوں کے علاوہ ایک جعلی نبوت ساز اگر قادیانی ٹولے کو نظر انداز کر دیا جاتا، جیسا کہ مذہب کو بندے اور خدا کا ذاتی معاملہ قرار دینے پر انگریزی طبقہ بالعموم کرتا ہے تو اس کا نتیجہ کیا نکلتا؟

ختم نبوت کے مسئلے کو نظر انداز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے پیکر میں ہلکا امت بیکر میں ہلاک کر دینے والے کینسر کو قبول کر لیا جائے۔ اگر امت نے ایک جعلی نبی کو اور استعمار کی برداری کرنے والی ذریت کو برداشت کر لیا تو وہ اس طرح کے دوسرے فتنوں کو بھی برداشت آمادہ ہو جائیں گی۔ وہ غیرت و حمیت سے محروم ہو جائے گی۔ وہ اپنی ہستی، شناخت، شخصیت اور کھودے گی اور کارگر حیات میں اس کا کوئی جواز ہی باقی نہ رہے گا۔

اسلام کی ساری عمارت ختم نبوت پر استوار ہے۔ حجاز میں فرشتے نہیں اترے تھے، ریگ سرکش کینوں نے اللہ کا پیغام ابوتاسم ﷺ کی زبان سے سنا اور ان کی میلی روجیں اُجلی ہو گئیں۔ تعلیم اور رہنمائی کا شمع تھا کہ بیٹیوں کو زندہ بگاڑ دینے والے وحشی، حیوانوں اور درختوں کی حفاظت لگے۔ انہی کے دامن مبارک اور نمونہ عمل سے روشنی پا کر خاندان کا ادارہ محترم و مقدس ٹھہرا۔ پادشاہی رشتہ دار کا حق فائق ہوا۔ اجنبیوں اور مسافروں کی حفاظت بستیوں کی ذمہ داری قرار پائی۔ ہندو

کے حقوق کی طرح معتبر اور لازم ہو گئے، وہی تھے جنہوں نے تعلیم کو لازم ٹھہرایا اور آشکار کیا کہ اگر وہ ذرہ برابر تنگی اور ذرہ برابر برائی کا بدلہ دیا جائیگا۔ انسانی زندگیوں کا احترام انہی نے قائم کیا۔ اس کے حکم سے اس کے بندوں کو آشنا کیا کہ ایک انسان کا قتل تمام بنی نوع انسان کے قتل کے برابر ہے۔ ایک معصوم جان کی حفاظت تمام آدمیت کی حفاظت کے مترادف ہے۔

ان کے قائم کردہ تمدن سے نور لے کر دوسری اقوام نے وحشت سے نجات حاصل کی۔ شہر آباد ہوئے اور جامعات وجود میں آئیں۔ سائنسی تحقیقات کے دروازے کھلے اور محنت کو اکرام ملا۔ اللہ کی زمین پر کوئی بشر سانس نہیں لیتا جس کی گردن پر اللہ کے آخری رسول کا احسان نہ ہو۔ ان کی شخص ایک عمارت کے سینکڑوں ستونوں میں سے ایک ستون گردینا چاہے، جس کے نیچے ہاتھ پاؤں پاتے ہوں تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ پھر وہ کس سلوک کا مستحق ہے، جو ہر مذہب کی عالمگیر عمارت کے دو ستونوں میں سے ایک ستون کو ڈھانے پر تلا ہو؟ اور یہ دو ستون کون سے ہیں۔ معراج کی شب ان کے درمیان دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ تھا اور سدرۃ المنتہیٰ کے درخت کی شاخ ان کے پر جلتے تھے۔

اللہ کیا ہے؟ ناشکر اور جلد باز آدم زاد کیا ہے؟ خدا کی کائنات میں وہ کیا معنی رکھتا ہے، اگر وہ اس طرح محض کھانے پینے، اوڑھنے اور اپنا حصہ طلب کرنے میں لگا رہے۔ اگر وہ ازلی وابدی ہے تو گمبھان نہیں اور اگر وہ ان کے لئے آمادۂ ایثار نہیں۔

خبر کو کیا خبر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ لیکن قرآن مجید بار بار ان کا ذکر کرتا ہے اور ان میں پڑھ جانے والے درد میں ان کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ قاری کا ذہن سوال کرتا ہے کہ ان کا مقام کونساں نے انہیں اللہ کے دوست (خلیل اللہ) کا مقام عطا کیا۔ قرآن مجید ارشاد کرتا ہے۔

ابراہیم حنیفاً

ابراہیم کیسے تھے۔ شک و شبہ، ژولیدہ خیالی اور پراگندہ ذہنی نام نہاد دانشوروں کو مبارک ہو۔ اسلام پر ایمان، ایمان اور یکسوئی پر استوار ہے۔ اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں اور نبیوں پر ایمان، یوم الدین پر ایمان۔ یہ منزل مراد تک جانے والا سیدھا، سچا اور یقینی راستہ ہے۔ اگر کسی کو نجات مطلوب ہے تو اسے چلنے پڑھنے کے لئے اس کائنات میں ایک زندہ انسان کی طرح چلنے اور اپنا کردار ادا کرنے کے لئے ایک واضح عقیدہ اور نصب العین اختیار کرو۔ اور اگر تم محض تماشا شائق ہو، حجر اور شجر کی طرح ہو، تو ان کی طرح عارضی ہو، سطحی اور بے معنی ہو تو "دانشوروں" کے ساتھ خیالات اور شکوک کی سطح پر چلو۔ لیکن پھر تم حشر کے میدان میں جمع کئے جاؤ گے تو تمہارے پاس ملال کے سوا کوئی اور کام اور یہ کیسا ہلاک کر دینے والا اناج ہے۔

وفا

وہ دن بھر کا تھکا ماندہ رات کو گھر پہنچا تو سامنے کمرے میں لگے گھڑیاں نے بارہ دفعہ ٹکڑا کر اس کا استقبال کیا۔ وہ اپنے بیڈروم میں داخل ہوا۔ بستر پر پہنچتے ہی اس نے اپنا جسم بیڈ پر یوں گرا دیا کہ کوئی تھکا ہارا مزدور منزل پر پہنچ کر سر سے بھاری گھڑی زمین پر پھینک دیتا ہے۔ اس میں اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ وہ کپڑے بدل سکے۔ اس کا ایک ایک در در کر رہا تھا۔ کمرے کی لائٹ بجھائی اور بستر پر دراز ہو گیا۔ اس نے اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اعصاب کو سکون دینے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں پہنچ چکا تھا۔

پچھلے پہر وہ خواب دیکھتا ہے کہ وہ مر چکا ہے۔ اس کے والدین، بہن بھائی اور بچے اس کی چار پائی کے گرد گھیر ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ ان کی ولد و آوازیں سن رہا ہے۔ لیکن جواب نہیں دے سکتا۔ اس کا منہ کپڑے سے باندھ دیا جاتا ہے۔ کہ کہیں منہ میز حانہ ہو جائے اور اس کی دونوں ٹانگیں ٹخنوں کے قریب رسی دی جاتی ہیں۔ تاکہ ٹانگیں کھل نہ جائیں۔ وہ سنتا ہے کہ اس کے گھر کے ٹیلی فون سے اس کے اقارب کو اس کی موت کی اطلاع دی جا رہی ہے۔ وہ یہ بھی سنتا ہے کہ اس کے بھائی شہر میں عزیز واقارب کو اس کی موت کی خبر سننے جا رہے ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ محلے کی عورتیں گھر میں شروع ہو گئی ہیں۔ اچانک وہ مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے آواز سنتا ہے کہ کوئی منادی اعلان کر رہا ہے۔ ”حضرات ایک ضروری اعلان سنئے، چوہدری افضل حسین قضائے الہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ اس کا جنازہ ٹھیک چار بجے اس کے گھر سے اٹھایا جائے گا۔ تمام حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ جنازہ میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔“

وہ یہ خوفناک اعلان سن کر چننا چاہتا ہے لیکن قوت گویائی سلب ہو چکی ہے۔ وہ اٹھ کر بھاگتا لیکن اعضا حکم ماننے سے بغاوت کر چکے ہیں۔ پھر اس نے سنا کہ اس کا چچا اپنے بیٹے سے کہہ رہا ہے کہ وہ اور کفن سینے والے درزی کا انتظام کرو۔ پھر اس کا ماموں اس کے چچا سے کہہ رہا تھا کہ پہلے محلے

کے بے توبہ پوچھ لو کہ کفن کو کپڑا کتنا لگے گا۔ پھر اس کے ماموں نے اس کے چچا سے پوچھا کہ کیا قبر کا کیا ہے؟ اس کے چچا نے کہا کہ قبر کا بندوبست تو میں صبح ہی کر آیا تھا اور اپنے سامنے ہی کھدائی کی تھی۔

پتہ چلتا ہے کہ باہر دریاں بچھ گئی ہیں۔ محلے دار دریوں پر بیٹھنا شروع ہو گئے ہیں۔ اندرون کے والے عزیز واقارب بھی پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس نے سنا کہ ملتان سے اس کی بہن کا جنازہ اس نے تاکید کیا ہے کہ میں فوراً آ رہی ہوں۔ میرے آنے سے پہلے میرے بھائی کا جنازہ ہو جائے۔

ایک اس کے کانوں میں ایک خوفناک آواز پڑتی ہے۔ صبح کو غسل کے لئے تیار کرو اور غسل کا سارا سامان لے آؤ۔ یہ غسل کی آواز تھی۔ غسل کے حکم پر چند نوجوان اس کی چار پائی اٹھا کر گھر کے صحن کے ایک کونے میں رکھ دیتے ہیں۔ اس کے لئے ارد گرد چادریں تان دیتے ہیں۔ سب سے پہلے اس کا بھائی اس کی کلائی سے اس کی لٹائی گھڑی اتارتا ہے۔ جو اس نے اپنے ایک دوست سے دی تھی۔ اس کے دوست نے اس کی لٹائی اتاری جاتی ہے جو اس کی ساس نے اس کی منگنی کے دن پہنائی تھی۔ اس کے ہاتھ سٹاشی لی جاتی ہے اور اس کی جیب سے ہزاروں روپے اور کاغذات نکالے جاتے ہیں۔ وہ اس ڈارمہ کا کٹ دیکھتا ہے جس کی اس نے آج ہی ایڈوائس بنگلہ کرائی تھی اور کل دوستوں کے ہمراہ آرٹ سینٹر میں وہ ڈرامہ دیکھنا تھا۔ اس کی قمیض اتار دی جاتی ہے۔ اس کی خوبصورت کمر کی پینٹ جو اس نے آج ہی پہنی تھی اس کے جسم سے جدا کر دی جاتی ہے۔ اب اس کے جسم پر کپڑے لگائے جاتے ہیں۔ وہ غسل سے چیخ چیخ کر کہنا چاہتا ہے کہ خدارا! میرا جائیداد اتارنا میں چاہتا ہوں، لیکن اس کی زبان تو ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکی تھی۔ غسل کے بے رحم ہاتھ اس کے ہاتھ اور اس کا واحد تن پوش جائیداد بھی اتر جاتا ہے۔ اس تک دھڑنگ کو اٹھا کر نہانے والے پھٹے پر اس کے ہاتھ پائی اور پائی کی آواز آتی ہے۔ اچانک ٹھنڈے پانی کا ایک ڈونگا اس کے جسم پر گرتا ہے۔ اس کا منہ نہیں سکتا۔ پھر دھڑا دھڑا اس پر پانی کے ڈونگے گرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے ہاتھوں سے اس کے جسم پر صابن ملنے لگتا ہے۔ اسے التماسیدھا کرتا ہے۔ کبھی کسی پہلو پر اس کے ہاتھوں سے اس کے کفن پہنایا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں روٹی ٹھونس دی جاتی ہے۔ اس کا چہرہ کاؤ ہوتا ہے۔ کفن پر مشک بوری دیکھیر دیا جاتا ہے۔ اور اسے اٹھا کر جنازے کی چار پائی پر رکھا جاتا ہے۔ اس کا چہرہ دیکھنے

کے لئے اس کی طرف لپکتے ہیں۔ چیخوں کا ایک طوفان اٹھتا ہے، آنسوؤں کا ایک سیلاب بہہ اترتا ہے۔ بیوی اور بہنیں اس کے اوپر گر جاتی ہیں۔ اس کے والدین اور بچے رورور کرتے حال ہو جاتے ہیں۔ اچانک مسجد سے پھر ایک اعلان ہوتا ہے۔

”حضرات الفضل حسین کا جنازہ تیار ہے، جو احباب جنازے میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ مرحوم کے گھر فوراً پہنچ جائیں۔“

چار پانچ نو جوان جنازے کی چارپائی کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ گھر کی ممر سے نکلتے ہیں، لیکن وہ کلمہ شہادت کی ایک زوردار صدا لگا کر جنازے کی چارپائی اٹھا لیتے ہیں۔ ادھر سے ہے، ادھر چیخوں کی خوفناک آندھی سے ماحول تھر تھرا اٹھتا ہے۔ جب جنازہ گھر سے نکلتا تو اس کے اس کی نئی سوز کی گاڑی جو اس نے پچھلے مہینے ہی خریدی تھی باہر گلی میں کھڑی ہے۔ بازار سے، کا جنازہ گزر رہا تھا تو اسے محلے کی وہ دکانیں نظر آ رہی تھیں جہاں وہ بچپن میں گھر سے اچھل کر سلف لینے کے لئے آیا کرتا تھا۔ راستے میں اسے وہ کھیل کا میدان بھی نظر آیا جہاں وہ بچپن میں گھر کے ساتھ گلی ڈنڈ اور فٹ بال کھیلا کرتا تھا۔ راہ میں اسے اپنا سکول نظر آیا جہاں ہر سال پاس ہونے والے والد صاحب اس کو پھولوں کے ہار پہنایا کرتے تھے۔ سفر کرتے کرتے جنازہ، جنازہ گاہ میں پہنچا۔ یہ جنازہ گاہ اس نے پہلے بھی کئی دفعہ دیکھی تھی، لیکن ہر دفعہ جنازہ کسی اور کا ہوتا تھا اور وہ نماز جنازہ کے لئے آتا تھا۔ لیکن آج جنازہ اس کا اپنا تھا اور دوسرے جنازہ پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ جنازہ پر رکھ کر لوگ وضو کے لئے چلے گئے۔ جنوبی لوگ واپس آئے، فضا میں ایک گرجدار آواز گونجی۔

”تمام بھائی نماز جنازہ کی نیت سن لیں۔“ یہ نماز جنازہ پڑھانے والے مولوی صاحب کی آواز تھی۔

انہوں نے کہا:

”چار تکبیر نماز جنازہ، فرض کفایہ، ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی اکرم ﷺ کے دعا واسطے اس حاضریت کے، منہ طرف قبلہ شریف کے، پیچھے اس امام کے“

اس کے بعد امام صاحب نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا۔ اس نے سوچا کیا ان لوگوں کو نماز اس کی نیت نہیں آتی۔ لیکن جلد ہی اس کے ضمیر نے جواب دیا کہ تجھے بھی تو یہ سب کچھ نہ آتا تھا تو لوگوں کے جنازے ایسے ہی پڑھا کرتا تھا۔ اس جواب سے اس کی خوب تسلی ہو گئی۔

نماز جنازہ شروع ہونے سے قبل جب صفیں تیار ہو چکی تھیں، اچانک اس کے غیبیہ صاحب مجمع کے سامنے آئے اور انہوں نے کہا کہ اگر میرے مرحوم بیٹے نے کسی کا قرض دیا

تو اسے لے سکتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ادھر اس کے والد صاحب نے یہ اعلان کیا ادھر اس کا بھائی تھا جس سے اس نے پچاس ہزار روپے لینے تھے اور کئی دفعہ رقم طلب کرنے پر وہ اسے آج تک واپس نہ کیا تھا۔ صفوں سے باہر نکلا اور پوری آواز سے چلا کر سارے مجمع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں نے افضل حسین سے پچاس ہزار روپے لینے تھے، لیکن میں اس کا دوست ہونے کے واسطے اسے معاف کرتا ہوں۔“

اس کا یہ اعلان اس پر دوسری موت طاری کر گیا اور وہ سوچتا رہ گیا کہ شقی القلب دنیا موت کے لئے عداوت سے نہیں چوکتی۔ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور جنازہ سوئے قبرستان روانہ ہو جاتا ہے۔ اس کے چارپائی رکھ دی جاتی ہے۔ لوگ قبر کے گڑھے کو دیکھ کر اللہ اللہ کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ چارپائی کی ایک سائیز کو کھولا گیا۔ ایک باہت نو جوان آگے بڑھا اور اس نے اس کی کمر باندھ کر اٹھا لیا۔ دو نو جوانوں نے اس کے سر اور پاؤں پکڑے۔ کلمہ شہادت زوردار اور دہرایا۔ دو نو جوانوں نے اس کے سہارے زمین سے زیر زمین جا چکا تھا۔ قبر نے اسے اپنے منہ میں لٹالیا تھا۔ اس کا منہ قبلہ رخ کیا گیا۔ پھر اس نے اپنے محلے کے ایک بزرگ، جسے چاچا کے نام سے پکارا جاتا تھا کی آواز سنی۔

”وقت کم ہے، شام کے سائے بڑھ رہے ہیں۔ جلدی سے سلیپ رکھو اور مٹی ڈالو۔“ اس نے اس کے جسم میں ایک زلزلہ آگیا۔ اس کا اہل دنیا کے ساتھ یہ آخری مصافحہ تھا۔ قبر پر مٹی ڈالی گئی۔ پھر ایک دم لوگوں نے قبر پر مٹی گرانی شروع کر دی۔ قبر میں ہولناک اندھیرا چھا گیا۔ باہر والے انسانوں کو دیکھ تو نہ سکتا تھا لیکن ابھی کسی سوراخ سے اسے ان کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ اس وقت اس کے دل میں سخت حسرت پیدا ہوئی کاش ان آوازوں میں اس کے بیوی کی آواز بھی ہوتی۔ قبر کو مٹی سے مکمل ڈھانپ دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی باہر سے آنے والی دھول بھڑکائی ہوئی گئیں۔

اس قدر اندھیرا چھا گیا کہ اسے قبر کی دیواریں بھی دکھائی نہ دیتی تھیں۔ اسے اس گھٹا ٹوپ کے اپنے ارد گرد اور اوپر نیچے سانپ اور بچھو نظر آرہے تھے اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ کسی گہرائی میں اس پر اپنا زہر پھینکا کرتا ہو گا اور جلا کر خاک سیاہ بنادے گا۔

ایک خوفناک آواز آتی ہے اور قبر اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتی ہے۔ وہ سخت حیران ہوتا ہے کہ اس کی ساری قبروں نے اپنے مردوں کو قبروں سے باہر پھینک دیا ہے۔ سارے قبروں والے خوف سے ہر طرف کانپ رہے ہیں کہ انہیں حکم ہوتا ہے کہ حشر کے میدان کی طرف بھاگو۔ جہاں تم سے اللہ کا حساب لیا جائے گا۔ سب سر پٹ حشر کے میدان کی طرف اس سرعت و تیزی سے بھاگتے

ہیں کہ تھوڑی دیر میں وہ حشر کے میدان میں موجود ہوتے ہیں۔

میدان حشر میں ان گنت انسان جمع ہیں۔ لوگ سخت گھبراہٹ میں ہیں اور ریوڑوں میں ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ سورج کی تمازت سے انسانی جسموں سے چربی پھل رہی ہے سوکھ کر کاٹا ہو گئی ہیں۔ شدت پیاس سے ہونٹ اور زبانیں پھٹ چکی ہیں۔ بھوک کا یہ عالم ہے کہ بچوں تک اپنا گوشت کھا چکے ہیں۔ انسانی رشتے کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ چکے ہیں۔ غمگسار اور پرسان حال نہیں۔ ماں باپ اولاد کو دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ اور اولاد ماں باپ کو دیکھ کر بھاگتی ہے۔ کہیں کوئی ہم سے نیکی نہ مانگ لے۔ ہر انسان نفسی نفسی پکار رہا ہے۔ زمین اس قدر گرم پر پاؤں نہیں نکلتے۔ ہر انسان اپنے گناہوں کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوا ہے۔

اچانک وہ دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا گروہ میدان حشر کی ایک سمت کو بھاگا جا رہا ہے۔ وہ اسے بھاگ رہا ہے جیسے بکریوں کا ریوڑ حملہ آور شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے، لیکن اسے محسوس ہوتا ہے کسی سکون گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ وہ اس گروہ کے ایک فرد کو روک کر پوچھتا ہے کہ تم لوگ کدھر ہو؟ اسے بتایا جاتا ہے کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر جناب محمد مصطفیٰ شافع روز حشر ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے۔ پریشان حال لوگ شفاعت رسول ﷺ حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ شافع حوض کوثر پر تشریف فرما ہیں اور اپنے پیاسے امتیوں کو جام کوثر بھر کر پلا رہے ہیں اور جو ایک اسے پھر دوبارہ پیاس نہیں لگے گی۔ اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ پروانہ شفاعت حاصل کر کے کوثر پانی کر سونے جنت جا رہے ہیں۔ اب ان پر کوئی غم نہیں وہ شاداں و فرحاں ہیں، ان کے ستاروں سے زیادہ تابناک ہیں اور ان کے قلوب اطمینان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ جنت ان کے لئے چشم براہ ہیں۔ رضوان جنت ان کے استقبال کا منتظر ہے۔ یہ فرحت بخش منظر دیکھ کر ڈوبا ہوا اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا اور وہ شفاعت رسول ﷺ کا پروانہ اور جام کوثر حاصل کرنے دوڑنے لگا۔ لیکن اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی غیر مرنی طاقت نے اسے روک لیا ہے۔ قدموں میں کسی نے میخیں ٹھونک دی ہیں۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کا ضمیر اس کی راہ میں روک بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کا ضمیر ایک شعلہ بیاں مقرر کی طرح بے ٹکانہ بولنے لگا۔ اس کا ضمیر کہتا ہے: ”اے بے وفا و بے مروت انسان اکس منہ سے شافع محشر ﷺ کے پاس جا رہا ہے۔ ان سے کیا تعلق؟ تیرا ان سے کیا واسطہ؟ تیرا ان سے کیا رشتہ؟ تجھے ان سے کیا محبت؟ ان سے کیا چاہت؟ تیری زندگی میں جب تو جوان تھا، مرزا قادیانی نے شافع محشر ﷺ کی ختم نبوت پڑا کر ڈالا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟ مرزا قادیانی اور اس کے بد معاش ساتھیوں کی ساتی کوثر ﷺ کی شان میں ہرزاء سرائی کی۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

مرور کائنات ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید میں مرزا قادیانی نے تحریف و تبدل کیا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

مرزا قادیانی نے اپنی بکواسات کو احادیث رسول کہا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

مرزا قادیانی نے اپنے مرتد ساتھیوں کو صحابہ رسول کہا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

مرزا قادیانی نے اپنے چیلوں چائٹوں کو اصحاب بدر کہا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

پیارے نبی ﷺ کے پیارے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دی گئیں۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

سید الکائنات ﷺ کی ازواج مطہرات کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی بیوی کو ”ام ابو منین“ کہا گیا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

محسن انسانیت ﷺ کے پیارے شہر مکہ مدینہ کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے منحوس شہر ”قادیان“ کو مکہ مدینہ کہا گیا۔۔۔ تو نے کیا کیا؟

تیرے سامنے اسلام لٹا رہا۔ قرآن لٹا رہا۔ رسول رحمت ﷺ کے اسی مرتد ہو کر قادیانی بننے رہے اور تو دولت سمیٹنے میں مست رہا۔ تیرے کانوں پہ کبھی جوں تک نہ رہیں۔ اتنے بڑے حادثوں نے تیرے دل پر کبھی چوٹ نہ لگائی۔ اتنے بڑے سانحوں نے کبھی تجھے متفکر نہ کیا۔ اب بتا تیرا رسول ﷺ سے کیا تعلق؟ تیرا رسول ﷺ سے کیا ناتا؟

وہ حشر کے میدان میں اپنے ضمیر کے سامنے لا جواب کھڑا ہے۔ ضمیر کے سوالوں نے اسے گھائل کر رکھ دیا ہے۔ ضمیر اس کو ایک زوردار دھکا مارتا ہے اور کہتا ہے چل اب جہنم کو۔ جہاں کے لپکتے شعلے خطر ہیں۔ جہاں کے بچھو اور سانپ تیرے انتظار میں اپنے ذمہ لئے بیکراری سے لوٹ رہے ہیں۔ یہ بولناک منظر دیکھ کر اس کے منہ سے زنج ہوتے بکرے کی طرح ایک دردناک چیخ نکلتی ہے۔ لی ہولناکی سے وہ خواب سے بیدار ہو جاتا ہے۔ وہ بری طرح کانپ رہا تھا۔ اس کا جسم پسینے سے لپکتا تھا۔ تھوڑے اوسان بحال ہوئے تو اُس نے سنا کہ محلے کی مسجد سے مہج کی اذان کی آواز آرہی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جانشین کہہ رہا تھا۔

اشھد ان محمد رسول اللہ

اشھد ان محمد رسول اللہ

وہ آنکھیں کھول کر دیوانہ وار ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے۔ اچانک اس کی نظر سامنے گلے کیلنڈر پر پڑتی جس پر جلی حروف میں لکھا تھا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مجاہدین ختم نبوت کے ایمان افروز واقعات

ایسے جذبے کو سلام:

حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے محاذ ختم نبوت پر گرفتار خدشات سرانجام دیے۔ آپ کی ذات قادیانیوں کی شررگ پر نشتر تھا۔ جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نور الدین تارو وال سیالکوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ آپ اس وقت صاحب فراش تھے۔ چاہے اسے اٹھا نہیں جاتا تھا۔ لیکن عشق رسول ﷺ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ نور الدین دندنا تا پھر سے یہاں لیٹا رہوں۔ فوراً حکم دیا کہ میری چار پائی اٹھا کر تارو وال لے چلو۔ آپ نے وہاں پہنچ کر نور الدین اور اس کے باطل مذہب کی ایسی مرمت کی کہ نور الدین وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔

ہار نہیں ہتھکڑیاں لاؤ:

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمہ اللہ تقریر کے لئے سٹیج پر تشریف لائے تو ایک رشتہ دار نے ان کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال دیا۔ صاحبزادہ نے ہار کو توڑا اور سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی پھینک کر فرمایا میرے عزیز یہ وقت ہار پہننے کا نہیں۔ سرور کوئین محمد مصطفیٰ ﷺ کی آبرو کو خطرہ درپیش نہیں ہار پہنوں، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لاؤ، ہمیں پابہ زنجیر کر کے دیکھو کہ ہمارے ماتھے پر تمکن بھی آتا ہے۔ اس کے بعد اپنے مخصوص انداز میں صاحبزادہ نے موتی بکھیرنے شروع کئے۔ جلے پر ایک سکوت تھا اور صاحبزادہ صاحب حسب عادت ساون بھادوں کی طرح برس رہے تھے۔ صاحبزادہ کی تقریر مسلمانوں کے جذبہ ایمان کو اس طرح ابھارا کہ بسا اوقات لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ طرح رات کے 12 بجے تک جلسہ ہوتا رہا۔ (تحریک ختم نبوت 1953ء صفحہ 279)

گلوں نے آکے مستی میں گر بیاں چاک کر ڈالے

چمن میں ہم نے کچھ غزل خواہیوں بھی دیکھے ہیں

اعمال اللہ کی نظر میں:

علیم نور الدین بھیروی قادیانی ایک دفعہ حضرت میاں صاحب کے پاس مہاراجہ جنوں کے لئے گئے گیا تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا نام نور الدین ہے۔ حکیم نے کہا ہاں۔ فرمایا قادیان میں ایک امام احمد نام کا پیدا ہوا ہے جو کچھ عرصہ بعد ایسے دعوے کرے گا جو نہ اٹھائے جائیں نہ رکھے جائیں۔ اسے محفوظ میں اس کے مصاحب لکھے ہوئے ہو۔ اس سے تعلق نہ رکھنا، دور دور رہنا ورنہ اس کے حکم بھی دوزخ میں پڑو گے۔ حکیم صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ فرمایا تم میں الجھنے کی عادت ہے۔ یہی تم کو لے جائے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد قادیان میں ظاہر ہوا اور دعویٰ نبوت کیا اور کبھی مرزا کو بنا اور حکیم نور الدین اس کا خلیفہ اول بنا اور اس کے دین کو پھیلایا۔ یہ شخص بڑا عالم تھا۔ مرزا کی کو بہت کچھ سکھایا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ گمراہ ہوا۔

(”حیات طیبہ“ صفحہ 409، از اکبر محمد حسین انصاری)

معاذ ماں:

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی اپنی جیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
”ایک دن جیل کا سپاہی آیا اور مجھ سے کہا آپ کو دفتر میں سپرنٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں میں دفتر میں پہنچا تو دیکھا والدہ صاحبہ بمعہ میری اہلیہ اور اپنے بیٹے سلمان گیلانی کے، جس کی عمر اس وقت سوا ڈیڑھ سال کی تھی، بیٹھے ہوئے ہیں۔ والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی اٹھیں اور سینے سے لگالیا، ماتھا چومنے لگیں۔ حال احوال پوچھا، ان کی آواز گلو گیر تھی۔ سپرنٹنڈنٹ نے محسوس کیا کہ وہ رورہی ہیں۔ میرا بھی جی بھر آیا، آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سپرنٹنڈنٹ نے کہا اماں جی! آپ رورہی ہیں۔ بیٹے سے کہیں (ایک فارم لاہاتے ہوئے) کہ اس پر دستخط کر دے تو آپ اسے ساتھ لے جائیں۔ ابھی معافی ہو جائے گی۔ میں ابھی خود کو سنبھال رہا تھا کہ اُسے جواب دے سکوں۔ والدہ صاحبہ تڑپ کر اٹھیں کیسے دستخط، کہاں کی معافی ایسے دس بیٹے حضور ﷺ کی عزت پر قربان کر دوں۔ میرا ہاتھ شفقت مادی ہے۔ یہ سن کر سپرنٹنڈنٹ شرمندہ ہو گیا اور میرا سیدہ ٹھنڈا ہو گیا۔“

(تحریک ختم نبوت 1953ء، صفحہ 532، 533)

سرور کوئین سے سر کا سودا ہو چکا

ہم نہ پوچھیں گے امین کیا بھاء ہے بازار کا

ختم نبوت کانفرنس ربوہ:

طارق محمود صاحب خانوالہ کے ایک زاہد و متقی نوجوان ہیں۔ انہوں نے ختم نبوت کا نذر میں اپنا خوش قسمت واقعہ یوں بیان کیا۔

”میں نے خواب میں دیکھا کہ مسلم کالونی ربوہ کی عظیم الشان مسجد کے باہر لوگوں کا کیف و مصفی میں ڈوبا ہوا ایک بہت بڑا اجتماع ہے اور کسی کا منتظر ہے۔ میں نے لپک کر کسی سے پوچھا، کون آرہا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ دریائے چناب کی جانب سے جناب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کے چنڈال کی طرف تشریف لارہے ہیں۔ میں پوری قوت سے اس جانب بھاگا۔ دیکھا تو آقا محمد ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ میں نے سلام کی سعادت حاصل کی۔ عرض کیا۔ آقا کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا میرے کچھ غلاموں نے میری عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے کانفرنس کا اہتمام کیا ہے۔ میں بھی شرکت کے لئے آیا ہوں۔“

اور حج حیرت میں ڈوب گیا:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں میانوالی سے قافلہ گرفتاری کے لئے لاہور جاتے تھے قافلہ میں میاں فضل احمد موچی بھی جا کر گرفتار ہو گیا۔ ان کی گرفتاری مارشل لاء کے تحت عمل میں مارشل لاء عدالت نے ان کے بڑھاپے کو دیکھ کر دیگر ساتھیوں کی نسبت کم سزا دی۔ اس پر وہ بلا عدالت سے احتجاج کیا کہ میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اس سے عدالت نے سمجھا کہ شاید سزا کم چاہتا ہے۔ عدالت نے جب پوچھا تو کہا کہ مجھ سے کم عمر کے لوگوں کو دس سال کی سزا دی، میرے انصاف کیا جائے اور میری سزا میں اضافہ کیا جائے۔ یہ سن کر مارشل لاء عدالت کا نپ اٹھی بوڑھے جرنیل کی ایمانی غیرت پر جج انگشت بندناں اٹھ کر عدالت سے ملحق کمرہ میں چلا گیا۔ انہوں عدالت میں کپڑا اچھا کر گرفتاری اور سزا اور آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے قربانی کی بارگاہ خداوندی میں قبولیت کے لئے نوافل پڑھنے شروع کر دیئے۔

الوکی وضع ہے سارے زمانے سے نزلے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یا رب رہنے والے ہیں

مولانا پیر حسن شاہ بتالوی رحمہ اللہ:

کی خدمت میں ایک دفعہ مرزا قادیانی آیا آپ نے اُسے ہدایت فرمائی کہ عقیدہ اہل اسلام ثابت قدم رہنا اور خواہشات نفسانیہ ہوائے شیطانیہ کا غلام نہ بن جانا۔

آپ کے شاگرد حافظ عبدالوہاب نے مرزا کے بعد پوچھا کہ آپ نے عجیب ہدایت فرمائی۔ اس سے ہے؟ فرمایا کچھ عرصہ بعد اس آدمی کا دماغ خراب ہو گا اور یہ دعویٰ نبوت کرے گا۔ شیطان اس کی مہارت تھامے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے 32 سال بعد مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر (ارشاد المسترشدین، صفحہ 161)

عبیوت اقبال رحمہ اللہ:

ماہر ادب و محقق علامہ اقبال نے لاہور کے علمائے اہل تشیع اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ بھی مدعو تھے۔ اس محفل میں جیسوئے نبی کا جھوٹا خلیفہ حکیم نور الدین بھی بلا دعوت آن پکا۔ جب عاشق رسول علامہ اقبال رحمہ اللہ کی نظر اس کذاب کے منحوس چہرہ پر پڑی تو غیرت ایمانی سے علامہ اقبال کی اس سرخ ہو گئیں اور ماتھے پر شکن چڑھ گئے فوراً اٹھے اور میزبان کو مخاطب کر کے کہا۔ آغا صاحب! یہ کیا غضب کیا کہ باغی ختم نبوت اور دشمن رسالت مآب ﷺ کو بھی مدعو کیا ہے اور مجھے بھی! اور میں جانتا ہوں میں ایسی محفل میں ایک لمحہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ حکیم نور الدین چور کی طرح فوراً حالات چھوڑ کر نکل گیا اور دو دو گیارہ ہو گیا۔ اس کے بعد میزبان نے علامہ اقبال سے معذرت کی اور کہا میں نے آپ کو بلا دیا تھا یہ تو خود ہی گھس آیا تھا۔

عزم بالجزم:

حضرت مفتی محمد یونس ایک جلسہ میں کھڑے ہوئے فرمایا حاضرین آپ گواہ رہیں کہ آج جب کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت و ناموس کے تحفظ کے لئے مجلس عمل نے قوم سے قربانیاں طلب کی ہیں۔ آپ آقا و مولیٰ ﷺ کی حرمت پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر حضور ﷺ کی محبت اور ختم نبوت کے سلسلہ میں میرے جسم پر بھی کرویا گیا تو میرے جسم کی ایک ایک بوٹی سے ختم نبوت زندہ باد کی آواز بلند ہوگی۔

(تحریک ختم نبوت 1953ء صفحہ 416)

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ختم نبوت کا ایک ننھا مجاہد:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں پولیس افسر کراچی میں ان لاریوں پر ڈیوٹی دیتے رہے جو کراچی

کے رضا کاروں کو لاری میں بھر کر دور دراز سنان علاقوں میں چھوڑ آتے تھے۔ ایک افسر پرچہ شامل ہونے والے دس بارہ سال کی عمر کے ایک بچے کے پاکیزہ جذبات کا بڑا گہرا اثر تھا۔ اس نے تذکرہ کرتے ہوئے پولیس افسر نے بتایا کہ آخر دم تک ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔ رضا کاروں کو اتار کر لاری واپس ہونے لگی تو افسر مذکور جو خود بھی صاحب اولاد تھے۔ نے بچے کی دیکھا۔ کہنے لگا آؤ بیٹا تم لاری میں سوار ہو جاؤ۔ بچے نے جواب دیا کیوں؟ افسر نے کہا تم بچے ہو، سفر بھوک، پیاس، کیسے برداشت کر سکو گے، تھک جاؤ گے۔ آؤ ہم تمہیں شہر میں اتار دیں گے۔ بڑی جرأت سے جواب دیا کہ میں تو قید ہونے کے لئے آیا تھا۔ میری اماں نے مجھے اجازت دی حضور ﷺ کے نام پر قربان ہو رہے ہیں، تم بھی جاؤ۔ میں تو اماں کی اجازت سے آیا ہوں مگر تم ہم نہیں ہونے دیتے اور شہر سے باہر چھوڑ کر جا رہے ہو۔ بچے نے بات ختم کرتے ہی پھر نعرہ لگایا۔ "تحت ختم نبوت زندہ باد" پولیس نے لاری ڈرائیور کو کہا چلو بھی یہ بچہ نہیں مانگا۔

ابھی لاری چالیس گز چلی ہوئی کہ پولیس افسر کو پھر خیال آیا کہ معصوم بچہ اتنا طویل سفر کیسے کر گا۔ انسانی ہمدردی، اسلامی ہمدردی یا پدرانہ شفقت کے جذبات نے پھر مجبور کیا۔ پولیس افسر نے رکاوٹی اور پیدل واپس آ کر بچے سے پھر کہا آؤ بیٹا ضد نہیں کیا کرتے۔ ساتھی رضا کاروں نے بھی سمجھایا کہ بیٹا تم واپس چلے جاؤ، ہم تو تمہیں شہر ہی میں منع کرتے تھے مگر تم الجھل کر لاری میں سوار تھے۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔ بچہ پھر بولا صاحب آپ زیادہ ایمان دار ہیں اور مجھے آپ کمزور سمجھتے ہیں بہر حال وہ بچہ نہیں مانگا۔

رشتہ نہ ہو قائم جو محمد ﷺ سے وفا کا
پھر جینا بھی برباد ہے مرنا بھی اکارت

صبر و استقامت کا پہاڑ:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ پہلی بار جیل گئے۔ حضرت مولانا ایسا نازک اور نفیس مزاج بزرگ جسے لوگ دیکھنے کو ترستے ہوں، جن کے معتقدین کا دکان پر تانا باندھا رہے، جدھر آنکھ اٹھے لوگ عقیدت سے جھک جائیں پہلی بار پکڑے گئے تھے اور آمد سخت آمد کے مصداق قید بھی ایسی جس کی میعاد کی کچھ خبر نہیں۔ اس پر ستم یہ کہ مولانا ابوالحسنات کا ہی بیٹا جسے والدہ کی محبت بھری گود بھی بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئی، جسے حضرت مولانا نے لاڈ پیار سے خود ہی پالا پوسا ہو، اس جان سے پیارے لخت جگر اور انگوٹے جو ان بچے کا کچھ پتہ نہیں

کہا ہے، پکڑا گیا ہے تو کتنی قید ہوئی۔ ان کی آزمائش بھی ایسی سخت ہوئی کہ جسے معمولی انسان نہ کر سکے مگر مولانا کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ ہم سوچتے ہیں کہ ظلیل احمد زندہ بھی ہے یا نہیں مگر اللہ العزت نہ گھبراتے نہ الگ بیٹھ کر آنسو بہاتے۔ اللہ جسے حوصلہ اور صبر عطا کرے۔ جیل خانہ قحود و قحط نہیں۔ یہاں بڑے بڑوں کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں۔ مولانا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس آج تک روٹیاں توڑتے رہے اس کے نام کی لاج رکھنے کا وقت آیا تو اب گھبراتا کیا، تنگ حرامی نہ مانا جائے۔ اللہ اللہ کس جرأت اور حوصلے کے علماء تھے۔ مولانا موصوف بڑے ہی صاف دل تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے جیل کے ساتھی فرماتے ہیں۔

ایک روز ہم سب نے مشورہ کیا کہ ہم مولانا ظلیل صاحب کے بارے میں صاف صاف بتا دیں آزمائش میں مبتلا ہے۔ ابھی کوئی معتبر اطلاع نہیں ہے۔ خدا کرے وہ زندہ ہوں۔ اس طرح کی آزمائش کے ہم مولانا کو حوصلہ دلائیں کہ موت کا وقت تو مقرر ہے۔ جسے مرنا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ ان خیالات کو لئے ہم مولانا صاحب کی کوٹھری میں جا دھمکے اور باتوں باتوں میں لاہور کا ظلیل صاحب کا تذکرہ آیا تو سوچی سمجھی سکیم کے مطابق ہم جب تسلی بخش الفاظ استعمال کر چکے تو موصوف نے نہایت آرام سے فرمایا کہ بھی بات تو ٹھیک ہے۔ ظلیل میرا انگوٹا بیٹا ہے اور مجھے اس کی زیادہ محبت ہے۔ اس لئے کہ میں ہی اس کا باپ ہوں، اور میں نے ہی ماں بن کر اُسے پالا پوسا۔ میں بھی اولاد سے کسے محبت نہیں ہوتی مگر اس مقام پر صبر کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ پھر اس وقت میں ظلیل قربان بھی ہوتا ہے تو سعادت دارین ہے۔ وہ بھی تو ماؤں کے لخت جگر تھے جو سرکارِ اعلیٰ کی آبرو میں شہید ہوئے۔ ان میں غلیل بھی ہے تو میرے لئے فخر کی بات ہے۔ اللہ ہماری حقیر انگوٹہ فرمائے۔ مولانا کا صبر اور بے نظیر حوصلہ و استقامت دیکھ کر ہمارے حوصلے دگنے ہو گئے اور یہ ہے کہ اس روز کے بعد ہم سب مولانا کی اور زیادہ بے حد عزت کرنے لگے۔ ہمارے درگ اور رفیق تو بار بار جیل بھگتے ہوئے تھے، انہیں تو اس قید و بند کو خندہ پیشانی سے کاٹ ہی لینا تھا۔ مولانا جنکی پہلی آزمائش تھی اگر گھبراتے یا پریشانی کا اظہار کرتے تو یہ فطرت کے تقاضوں کے عین تھا۔ مولانا کے دل میں دو ہر اجنبی تھا وہ عالم دین بھی تھے اور سیدزادے بھی تھے۔ آقائے نامدار عالم دین کے ایک مخلص عالم دین کے فرائض بھی سانسے تھے اور یہ بات بھی تھی کہ ان کے نانا مولانا غلام علی صاحب دہلوی میں تھے۔ یہ دو ہر اجنبی کا فرما تھا کہ مولانا ابوالحسنات آخر دم تک صحیح مقام تک ڈٹے۔ ان کے پاؤں میں لغزش نہیں آئی۔ اللہ جسے توفیق دے۔

چراغ جلنے لگے زیت کے اندھیروں میں
یہ کس کے روئے درخشاں کا ذکر آیا تھا

خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی للکار:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں برکت علی اسلامیہ ہال میں بلائے گئے تمام مکاتب کونشن میں پیکر جرات وغیرت قمر الملت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی جذباتی انداز میں کھڑے ہوئے فرمایا۔

”قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے پسند لوں گا۔ اور چند روز میں ربوہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا۔“

(تعارف علمائے اہلسنت، مولانا محمد صدیق)

حاجی غلام مصطفی مانک رحمۃ اللہ علیہ صاحب:

ضلع سکھر میں حاجی غلام مصطفی مانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم چنیوٹ کانفرنس کے ایک اجلاس کی صدارت بھی کر چکے ہیں۔

حاجی صاحب کے ہاں ایک قادیانی آیا۔ اس نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب آپ کو پیش آگیا۔ چھری لی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کی زبان نکالی، ٹکڑے ٹکڑے بھی کرتے جاتے کہتے جاتے تھے کہ بد بخت اس زبان سے تو نے میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا تو دن اُن کو گرفتار کر کے گھر سے تھانہ کروڑی لے جا رہے تھے، اسی پہلی رات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سید زادی کو خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا بیٹی کل شہر جیل میں میرا مہمان آ رہا ہے۔ خیال رکھنا۔ چنانچہ معلوم کر کے اس بی بی نے کھانا اور دیگر ضروریات کا اہتمام کیا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا حکم:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی غلط تاویل کی قیچی سے میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔“

(ملفوظات طیبہ 126/2)

چنانچہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتوہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے میدان میں نکل آئے اور مسلمان

کے دل ٹراگیزیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کی اس فتنہ کے خلاف دن رات کوششوں سے بدحواس ہو کر جماعت کے ایک وفد نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ”مرزا قادیانی سے مبالغہ کریں۔ ایک اندھے اور ایک لنگڑے کے حق میں آپ دعا کریں۔ دوسرے لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں۔ وہ اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ بھی منظور ہے، ہاں مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دو کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجاء، مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مدد کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ سچ ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کوشش کرے اس کی پشت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہوتا ہے۔ قادیانی وفد یہ جواب پا کر واپس چلا گیا۔

باطل کو چیلنج:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا ”حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ، ہم دونوں اس کے میدان پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ چھلانگ دے کر آؤ گا وہ بچ جائے گا جو کاذب ہوگا، مر جائے گا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھی گویا دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔“

عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

طیب ختم نبوت صاحب زادہ فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ملت اسلامیہ کی سوئی ہوئی غیرت کو بھڑکاتے ہوئے کہا۔

”جو جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت نہیں کر سکتا وہ اپنی ماں، بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔“

حق گوئی و بیباکی:

کی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے تڑپ اٹھی اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے قلم و کلمہ کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شرح جرات جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا۔ جس کا خلاصہ قادیانیت کے سومات کے لئے گرجا محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا پر حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ

”قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہی کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرے ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیح محض نجس، مردار حرام قطعی ہے مسلمانوں کے بایکات کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے نیل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔“

(احکام شریعت، صفحہ 112 تا 122، 177، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی)

مزید فرمایا کہ

”اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سبب علاقے ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔“

(فتاویٰ رضویہ صفحہ 51، جلد 6، مولانا احمد رضا خان بریلوی)

جاؤ حضور ﷺ کی عزت پر قربان ہو جاؤ:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی برات لے کر دہلی دروازہ کی

آرہی تھی، سامنے سے تڑتکی آ، آڑ کی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار ﷺ کی عزت کے لئے لوگ سینہ تانے بیٹن کھول کر گولیاں کھا رہے ہیں۔ تو برات کو معذرت کر کے رخصت کر دیا کو بلا کر کہا کہ بیٹا آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا۔ جاؤ آقا ﷺ کی عزت پر قربان ہو دو۔ بخشوا جاؤ۔ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری برات آقائے نامدار ﷺ کو مدعو کروں گی۔ جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تاکہ میں فخر کرسکوں کہ میں بھی شہید ہوں۔ بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار ﷺ کی عزت کے لئے قربان ہو گیا۔ جب اشائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا۔ سب سینہ پر گولیاں کھائیں۔ فہر حیدر رحمۃ واسعہ۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم ہاتھ میں کتابیں لئے کالج جا رہا تھا۔

تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی تھیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا کسی نے پوچھا جواب میں کہا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں، آج عمل کرنے جا رہا ہوں۔ جاتے ہی ران پر گولی گئی پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجدار آواز میں کہا کہ گولی ران پر کیوں ماری۔

”قادیانیوں نے دل میں ہے یہاں دل پر گولی مارو تاکہ قلب و جگر کو سکون ملے۔ اسی تحریک ختم نبوت میں مسلمان دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے لاہور کی سڑکوں پر نعرے لگا رہا تھا۔ پولیس والے نے پکڑ کر اس پر اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ پولیس والے نے بندوق کاٹ مارا اس نے لگایا۔ وہ مارتے رہے۔ یہ نعرہ لگا رہا۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا یہ زخموں سے چور چور پھر بھی زندہ باد کے نعرے لگا رہا۔ اسے گاڑی سے اتارا گیا تو بھی وہ نعرہ لگا رہا۔ اسے فوجی ہسپتال لایا گیا۔ اس نے عدالت میں آتے ہی ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ فوجی نے کہا ایک سال سزا، اس کی سزا سن کر پھر ختم نبوت کا نعرہ لگایا، اس نے سزا دو سال کر دی، اس نے پھر نعرہ لگایا، غرضیکہ اسی طرح اٹار رہا اور یہ مسلمان نعرہ ختم نبوت بلند کرتا رہا۔ فوجی عدالت جب بیس سال پر پہنچی دیکھا کہ اس کی سزا سن کر یہ پھر بھی نعرے سے باز نہیں آ رہا تو فوجی عدالت نے کہا کہ باہر لے جا کر گولی مارنے کو لی تاکہ نام سن کر دیوانہ وار رقص شروع کر دیا اور ہوا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے گنبدِ نبوی! اس طرف جانے والی ہوا میرے آقا ﷺ کو میرا آخری سلام کہنا، اور کہنا کہ مقتل میں آپ کا غلام ختم نبوت زندہ باد۔“

اس فلک شکاف ترانہ سے ایمان پر وجد آفریں کیفیت طاری کر دی۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت کے جج ہار کر دو کہ یہ دیوانہ ہے۔ اس نے رہائی کا حکم سن کر پھر نعرہ لگایا ختم نبوت زندہ باد۔

(قارئین کرام! میں لکھتے ہوئے نعرہ لگاتا ہوں اور آپ پڑھتے ہوئے نعرہ لگائیں)

ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد

تحریک ختم نبوت 1953ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے، لوگ جلوسوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس پر جان قربان کرتے رہے۔ عصر تک جلوس نکلتے بند ہو گئے تو ایک اسی سالہ بوڑھا اپنے معصوم پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر اپنے ختم نبوت کا نعرہ لگایا معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا اس کے مطابق زندہ باد کہا۔ میں اسی سالہ بوڑھے باپ اور پانچ سالہ معصوم بچے کے سینہ سے شائیں کر کے گزر گئیں۔ بوڑھے ہو گئے مگر تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر گئے کہ اگر آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس کا دفاع وقت آئے تو مسلمان قوم کے اسی سالہ بوڑھے خمیدہ کمر سے لے کر 5 سالہ معصوم بچے تک جان دے کر اپنے پیارے آقا ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہیں۔

حکم ہوا کہ اسی تحریک میں کرفیو لگ گیا۔ اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر رہا تھا مسجد میں پہنچ کر اذان دی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا مسلمان

آگے بڑھا۔ اس نے اشدان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ تیسرا مسلمان آگے لاشوں پر کھڑا ہو کر اشدان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ چوتھا آدمی بڑھاتیوں کی لاشوں پر کھڑا ہو کر علی الصلوٰۃ کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ پانچواں مسلمان بڑھا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمان گئے مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔ خداحرمت کندایں عاشقان پاک طینت را۔

مہمان رسول ﷺ - دعوت خدا:-

مولانا غلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مجاہد اسلام مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا اس سے مجاہدین جنگ تازہ ہو گئی۔ وفاتے محبوب علیہ السلام کے جرم میں آپ کو سزائے موت دی گئی جب یہ خبر آپ کے والد پنجی جو کراچی جیل میں دیگر علماء کرام کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو بہاؤ بہادر باپ نے فوراً سجدہ میں سر رکھ دیا اور فرمایا۔

”میرے اللہ! ناموس رسالت ﷺ پر ایک غلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں اسوۂ شیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں۔“

مولانا غلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوران قید اندھیری کوٹھڑی میں میرے سامنے سانپ چھوڑا گیا، نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ سارا سارا دن کھرا کھا گیا۔ کئی کئی دن کھانا نہ دیا گیا تفتیش گالیوں سے نوازا گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے میرے سینے سے درد اٹھتا ہی کہ آیا کہ یہاں بھوکا مر رہا ہوں گھر میں ہوتا تو اپنی پسند کے کھانے کھاتا لیکن دوسرے ہی لمحے ملامت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں نے سر ہٹا دیا لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی۔ ”شاہ جی یہ لفافہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے ہاتھ کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت جناب خاتم النبیین صمد قدس میں ملی ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

مولانا عبدالستار نیازي رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری اور پھانسی

سزا:

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسبلی کے ممبران اسبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کر دیں۔ لیکن قصور میں آپ

کمرے ہوئے تھے، انہوں نے خداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا۔ آپ صبح کی نماز کی تیاری کر کے لڑ اپنے ایک کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لئے گئے۔

سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا۔ یہاں سے بیانات لینے کے بعد 16 اپریل کو عدالت منتقل کر دیئے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا، جو عدالت شروع ہوا اور کئی تک چلتا رہا۔

عدالت کی صبح کو پینٹل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کمیشن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے کے 9 (نو) اور ملزم بھی تھے مگر ڈی۔ ایس پی فردوس شاہ کے قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو رہا کر دیا گیا۔

ہر ایکس بغاوت کا تھا جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا
You will be hanged by neck Till you are Dead.
تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائے گی جب تک تمہاری موت نہ واقع ہو جائے۔
اور سناتے ہوئے افسر نے کہا

Please sign it.

اس پر دستخط کر دیجئے۔

علامہ نیازي:

I will sign it when i will kiss the rob.

(میں جب پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت اس پر دستخط کروں گا۔)

You will have sign it.

علامہ نیازي:

I am already told you that i will sign it when i kiss the rob.

میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جس وقت پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت دستخط کروں گا۔ میں جیل میں ہوں اور آپ کے بچوں میں ہوں، مجھے لے جاؤ اور پھانسی

”دو۔“

Mr. Niazi our officers will enquire from us whether we were served with the notice in death warrant.

”مسٹر نیازی! ہمارے آفیسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دے دیا ہے یا نہیں تو میں کیا جواب دوں گا۔“

مولانا نیازی:

If you so fear from your officers well I sign it for

”اگر آپ کو اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو آپ کی خاطر اس پر دستخط کیے دیجتا ہوں“

چنانچہ آپ نے بڑے اطمینان سے اس پر دستخط کر دیئے۔ افسر نے آپ کی ہمت کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

”تم میری (Moral) کے بارے میں پوچھتے ہو تو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے، تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔“

افسر کے جانے کے بعد آپ کمرے میں اکیلے رہ گئے تو تائید ایز دی سے آپ کو سورۃ قلہ آیت یاد آگئی۔ ”خلق الموت والحیوة لیلوکم ایکم احسن عملا“ آپ نے اس آیت کا اثر لیا کہ موت و حیات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے اگر اس مقصد کے لئے جان بھی جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔

ایک لمحہ کے لئے آپ پر خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً زبان پر یہ شعر آگیا۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جان دیگر است

آپ وجد کی حالت میں یہ شعر بار بار پڑھتے اور جھومتے۔ اسی عالم میں آپ کمرے آگئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل مہر محمد حیات نے یہ خیال کیا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بری کر دیا چنانچہ اس نے کہا

”نیازی صاحب، آپ کو مبارک ہو، آپ بری ہو گئے“

آپ نے فرمایا ”میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔“

اس نے کہا ”کیا مطلب“

آپ نے فرمایا۔ ”اب انشاء اللہ! حضور پاک ﷺ کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں نام بھی شامل ہو گا۔“

دہر گئی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا۔ ”میں کامیاب ہو گیا۔“

آپ کی سزائے موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ادھر جیل میں قیدی کو دیکھ کر روتے تھے۔ جب آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں لے کر جایا گیا تو آپ نے لوگوں کو دایا اور فرمایا کہ کتنے عاشقان رسول ﷺ جام شہادت نوش کر رہے ہیں۔ اگر میں بھی اس نیک عمل کے لئے جان دے دوں تو میری یہ خوش قسمتی ہوگی۔

حضرت مولانا نیازی رحمہ اللہ سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے اور 14 مئی کو آپ کی موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی اور پھر مئی 1955 کو آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے

منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے

جب تک بھی ذہن میں ہے زبان سینے میں دل ہے

کاذب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

اللہ فرماتے ہیں۔

”سب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر

پوچھی اس پر میں نے کہا تھا کہ ”میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے تانوس

مصلیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزار دی ہیں۔ کیونکہ یہی میری زندگی

اور باقی شرمندگی۔ مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے۔“

مولوں کی بارش:

محمّد مہابد ختم نبوت اور بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولانا سید شمس الدین کو قادیانیوں نے ایک

مجلس کے تحت شہید کر دیا۔ اس شہید مصطفیٰ ﷺ کے جسم اطہر سے بہنے والا خون جن افراد

کو لگ گیا ان کے ہاتھوں سے کئی دن خوشبو آتی رہی اور جب انہیں دفن کر دیا گیا تو یکا یک

پھول برسنے لگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید قرہی بارغ سے ہوا کے ساتھ بادام کے درختوں

پر بارش آ رہی ہے لیکن جب ان پھولوں کا موازنہ کیا گیا تو یہ قطعی مختلف تھے۔ لوگوں نے اسے

اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا۔

راجہ حسن نظامی رحمہ اللہ کی للکار:

ہمارے امیر مرزا محمود احمد کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اجیر شریف میں آئے میں بھی دہلی سے

وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ آستانہ خوبہ غریب نواز کی مسجد میں مرزا میرے ساتھ کھڑا ہوا اور اپنی اس کے تمام حربے مجھ پر آزمائے اور جب وہ اپنی ساری کرامت آزمایا چکے تو مجھ کو اجازت دی کہ صرف یہ کہوں۔

”اے خدا! اس صاحب مزار کی حقانیت کے اپنی صداقت کو ظاہر کر اور ہم دونوں میں جو جھوٹا ہوا اس کو اسی وقت اور اسی لمحہ ہلاک کر دے۔۔۔“

اور اس کے بعد مرزا محمود کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے الفاظ میں جو دعا چاہے کرے۔ مدت مقرر کی جائے۔ یعنی دونوں آدمیوں میں سے ایک پر ایک گھنٹہ کے اندر اس دعا پر اثر ظاہر ہو مرزا دیکھ لے گا کہ قدرت کیا تماشا دکھاتی ہے۔ کون مرتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے۔ مردا گئی ہے۔۔۔ صداقت ہے تو آؤ اس آزمائش گاہ کی سیر کرو جہاں ایک گھنٹہ کے اندر آجائے گا۔ ڈرو مت۔ میرے پاس اڑنے والا زہر یا گیس نہ ہوگی۔ نہ میں تم کو دیکھوں گا جس اندیشہ ہو کہ مسمریزم یا پٹنا نامزم کے ذریعہ مار ڈالا۔ میں تم سے دس قدم کے فاصلہ پر تمہاری طرف پھیر کر گنبد خوبہ کی جانب رخ کر کے کھڑا ہوں گا۔

اگر تم کو یہ مہلکہ منظور ہو تو ربیع الاول 1336ھ کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر شریف آباد اور مسجد میں پوری جماعت کے ساتھ آؤ اور میں بالکل اکیلا آؤں گا۔ مسجد میں میرے پاس کسی دوسرے کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی تاکہ تم کو اندیشہ نہ ہو کہ میرے آدمی تم پر مار ڈالیں گے۔

گورنمنٹ سے اجازت لینا اور انتظام کرنا یہ سب تمہارے ذمہ ہوگا اور تم کو باضابطہ ایک فرم پڑے گی کہ اگر میں آج مر گیا تو میرے وارث حسن نظامی پر خون کا دعویٰ نہ کریں گے، نہ سرکار کو دخل دینے کا اختیار ہوگا۔ ایسی ہی تحریر میں بھی اپنے وارثوں سے سرکار میں داخل کرا دوں گا۔ دیکھو! بہت آسان بحث ہے۔ بہت جلدی ہندوستان کی ایک مصیبت ختم ہو جائے گی جو وجود سے پیدا ہو گئی ہے۔ اس میں دریغ نہ کرو۔ ایسا موقع قسمت سے آیا کرتا ہے۔ دیر نہ کرو، اور دعوت کو قبول کر لو۔

جب تم اس ارادہ سے اجیر شریف آؤ تو اپنی والدہ صاحبہ سے دودھ بخشوا کر آنا اور دھ سے ایک گاڑی کا بندوبست کرالینا جس میں تمہاری ایش قادیان روانہ ہو سکے اور نیز اپنی اہلیہ مہر بھی معاف کرالینا اور قادیان کو والد کی قبر سمیت ذرا غور سے دیکھ آنا کہ پھر تم کو زندگی میں دیکھنے نصیب نہ ہوں گے۔ اور ضرورت ہے کہ وصیت نامہ بھی مکمل کر دینا اور چائشیں کے مسئلہ

یہ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے برحق ہونے اور تمہارے مرنے کا پورا یقین ہے۔ علاوہ کچھ اور وجوہات بھی ہیں جن کو میں جانتا ہوں اور میرا قبول کر لینے والا اور میری بات کی تصدیق والا خدا جانتا ہے، جن کو بیان کرنا تمہاری طرح خود ستائی کرنا ہے۔

ان پیام جنگ کا جلدی چاہنے والا

حسن نظامی
(نظام المشائخ)

قادیانیت سے نجات:

والا ناشیق الرحمن چنیوئی مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قادیان میں ایک بازار سے نکل کر بازار میں چوک کی طرف جا رہا ہوں۔ چوک میں لوگ کھڑے ہیں جیسے مداری کا گھر ہے ہوں۔ میں جب اس حلقہ میں پہنچا تو دیکھا لوگوں کے درمیان چند شخص کھڑے ہیں جن کے اساتووں کے اور منہ کتوں جیسے ہیں اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر رونے کی انداز میں چیخ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا یہ مرزا غلام احمد کے مرید ہیں۔ فوراً ذکر کر جاگ گیا۔ پھر توبہ کی دعا اسلیمان ہو گیا۔

جب تک جان باقی ہے:

چالی کے تختوں پر گولیوں کی بوچھاڑ میں ہتھکڑیوں کی جھنکار میں جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں تک جان باقی ہے اور منہ میں زبان ہے یہی مطالبہ کئے جائیں گے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دو (خطاب: صاحبزادہ سیف فیض الحسن شاہ صاحب m)

وہی دہر میں راز نظام دل سمجھتے ہیں
جو تیرے عشق کو کونین کا حاصل سمجھتے ہیں

ہم کیوں برداشت کریں؟

اگر امریکہ میں ابراہم لنکن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر روس میں اسٹالن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اگر انگلستان میں شاہ جارج کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی تو پاکستان میں اگر اس کی توہین کی اجازت کیوں دی جا رہی ہے؟ دنیا کے کسی ملک میں کسی خطہ میں کوئی اپنے امام، اپنے مقتدا، اپنے رہنما کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتا تو ہم محمد عربیؐ کی تذلیل برداشت کیوں کر کر لیں۔

(خطاب: صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب)

مرزائیت دور ہوگی سنت صدیقؐ سے

یہ فتنہ آخر دور ہوگا قتل زندیق سے

میں تیار ہوں:

اگر حضور ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس پر کٹ مرنا "تخریب" ہے۔ اگر ملت اسلامیہ کو ایک مغتری اور کاذب کی دست برد سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا "فساد" ہے۔ اگر پاکستان کی وحدانیت کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت کو آئین کے سانچوں سے آگاہ کرنا "فتنہ" ہے۔ اگر حصولِ حاکمیت کے لئے ایک ایسے وزیر خارجہ کی برطرفی کا مطالبہ کرنا جس پر قوم کے کسی بھی صحیح العقیدہ فرد کا اعتماد ہو "افتراق" ہے تو بخدا میں "تخریب پسند" ہوں اور مجھے اس "فتنہ و فساد" اور "افتراق و فتناء" سے بے خبر ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس نصب العین کی خاطر مجھے تختہ دار پر بھی لٹکا دیا جائے تو میں اس سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہوں۔

(خطاب: مولانا اختر علی خان صاحب)

محمد ﷺ کی عزت پہ جان دے کر

شفا نصیب روز جزا چاہتے ہیں

پنجاب یونیورسٹی اور مرزائیت:

علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ نے مرزائیوں کی دونوں شاخوں کو خارج از اسلام قرار دے کر ان کی حمایت اسلام کے دروازے ان پر بند کر دیئے۔ مرزائی لاہوری ہو یا قادیانی، انجمن کا ممبر نہیں ہو سکتا۔ اس واقعے کی پوری تفصیلات انجمن کے تحریری ریکارڈ میں موجود ہیں۔ اس کے ایک معنی گواہ لاہوری سب سے بڑے شہری میاں امیر الدین بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں، یونیورسٹی کی انتظامیہ کے رکن ہیں۔ ان سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ علامہ اقبال انجمن کی جزل کونسل کے اجلاس عام کی صدارت فرمانے گئے تو آپ نے سب سے پہلے کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ مسلمانوں کی انجمن کا کوئی مرزائی (لاہوری یا قادیانی) ممبر نہیں ہو سکتا۔ مرزا غلام احمد کے قلعین کی یہ دونوں جماعتیں خارج از اسلام ہیں۔ اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کرسی صدارت کے عین سامنے بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میاں امیر الدین فروکش تھے۔ حضرت علامہ نے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے صدر رکھنا ہے اس شخص کو نکال دو۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ لاہوری جماعت کا پیروکار تھا۔ حضرت علامہ کے اس اعلان سے تھرا گیا، کانپ اٹھا، جزبہ ہوا۔ کچھ کہنا چاہا۔ حتیٰ کہ اس کا رنگ فق ہو گیا۔ حضرت علامہ مصرعہ کہیں

یہاں سے جانا ہوگا۔ چنانچہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، بیک بنی دو گوش نکال دیا گیا۔ انہی طبیعت کے لوگوں کا یہ اثر ہوا کہ بے حواس ہو گیا۔ دو چار دن ہی میں مرض الموت نے آیا اور اس مقدمہ کی دلائل اصل جہنم ہو گیا۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
لحدوں کی کیا مروت کیجئے

منصور داتا صاحبؒ نے مجھے خواب میں مسلمان کر

نام رشید احمد خالد ہے۔ میں قادیانی گھرانے میں پیدا ہوا۔ قادیان کی کفریہ اور غلیظ فضا میں پیدا ہوا۔ باپ سے مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ اور خرافات ورافت میں حاصل کیے اور بالغ ہونے کے بعد اور متعصب قادیانی تھا۔ میں نے مرزائیت کا لٹریچر خوب پڑھا اور قادیانیت کے بارے میں کئی معلومات حاصل کر لیں۔ پاکستان بننے کے بعد میں دارالکفر ربوہ منتقل ہو گیا۔ یہاں میں رہ رہ کر رشور سے قادیانیت کا پرچار شروع کر دیا۔ میری خدمات کو دیکھتے ہوئے مجھے مرزا ناصر علی شاف میں شامل کر لیا گیا۔

وقت گزرتا گیا اور میں کفر و الحاد کی دلدل میں پھنستا گیا۔ لیکن ایک اہم نکتہ بیان کرتا جاؤں جس سے لاگایا پلٹ دی کہ قادیانی ہونے کے باوجود مجھے حضرت داتا علی ہجویریؒ سے بے پناہ محبت تھی اور میں اکثر ان کے مزار اطہر پر حاضری دیا کرتا تھا۔ آج سے تقریباً تین سال پہلے مجھے دردِ دل ہوا کہ میں نے بڑے بڑے قادیانی ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن تکلیف بڑھتی گئی۔ اس پریشانی میں ایک رات سو گیا لیکن میرے بخت جاگ اٹھے۔ خواب میں مجھے حضرت داتا علی ہجویریؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے پوچھا "کیوں پریشان ہو؟" میں نے نہایت مودبانہ انداز میں جواب دیا "درد گردہ نے ناک میں دم کر رکھا تھا۔" حضرت نے دعا کی اور جب میں خواب سے جاگ بھاگا تو درد گردہ سے مکمل نجات پا چکا تھا۔

ایک رات پھر مجھے حضرت داتا علی ہجویریؒ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت نے پوچھا "کیوں پریشان ہو؟" میں نے جواباً عرض کیا، بچوں کے کچھ معاملات ہیں۔ اس سلسلے میں بڑا درد ہے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور میری وہ مشکلات بھی چند دنوں میں حل ہو گئیں۔ ایک رات پھر حضرت کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت نے مجھے حکم دیا کہ مرزائیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو جا۔

”میں ایک مسلمان کی حیثیت سے ایک غیر مسلم شخص کو قرآن کا غلط ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“

”میں منگلا کا چہرہ غصے سے لال سمجھو کا ہو گیا۔ اُس نے کلاس چھوڑ دی اور شکایت کرنے چودھری محمد علی کو بلا کر لایا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مرزائی کا فقر قرار دیئے جا چکے تھے اور ربوہ کھلا شہر بن چکا تھا۔“

”میں نے فوری طور پر فقر کو اپنے دفتر میں طلب کر لیا اور کہا۔“

”قرآن ماں تم نے اسلم منگلا سے گستاخی کی ہے لہذا معافی مانگو۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے نہیں اسلم منگلا نے کی ہے، قرآن پاک کے معافی تبدیل کرنے کے لئے یہ روہ معافی مانگے۔“

”چودھری محمد علی نے یہ جواب سنا تو گر جدار آواز میں کہا۔“

”اے اپنی آواز بند کرو، تمہیں معلوم نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے آپ میری آواز بند نہیں کر سکتے، ہماری آواز کی گرج آپ سے کہیں زیادہ ہے اور اس گرج سے مرزائی عورتوں کے حمل گر جایا کرتے ہیں۔ بطور استاد اسلم منگلا کا احترام لازم ہے۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“

صبح بیدار ہوا تو میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور میرے ساتھ میرے بیوی بچے بھی مرا پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گئے۔ ہمارے مسلمان ہونے کی خبر رائل فیلٹی میں برقی بن کر گئی اور نبوت کے ایوانوں میں پھیل چلی گئی۔ قادیانی میری جان لینے کے درپے ہو گئے۔ قادیانیوں نے مطابق پہلے لالچ دیا گیا، میں نے انکار کر دیا۔ پھر دھمکا دیا گیا، خوفناک مستقبل کی پیشگوئیاں کی گئیں۔ میں نے نبوت کے ان فتوتوں سے بے باک دہل کر دیا یہ گردن کوئی کفر کی گردن نہیں، جو جھک کر اس جسم میں جناب خاتم النبیین ﷺ کی محبت سے بھرا ہوا خون وہڑتا ہے۔ یہ گردن کت ہو جھک نہیں سکتی اور میں نے نبوت کے لٹیروں کو لٹکار کے یہ بھی کہہ دیا میں ربوہ نہیں چھوڑوں گا اور نبوت کا مورچہ قائم کر کے تمہاری جعلی نبوت کا پول کھولوں گا۔ گھر کا بھیدی ہونے کے ناطے تمہارا کر تو توں سے لوگوں کو آگاہ کروں گا۔ میری کھری کھری باتیں سن کر قادیانیوں کے تن بدن تل لگ گئی اور ایک رات جب میں چینیوٹ سے گھر واپس ربوہ آ رہا تھا تو راستے میں مجھ پر فائر لگا۔ لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ میں صاف بچ گیا۔ تھانے میں میں نے ابتدائی رپورٹ کرادی اور ان کے خلاف تھوڑی بہت کاروائی بھی ہوئی۔

قابل صدا احترام جناب رشید احمد خالد صاحب نے نہایت جذباتی انداز میں کہا کہ میں قادیانیوں کو واشگاف الفاظ میں کہہ دیا ہے میری ایک جان کیا، اگر رب العزت مجھے ہزار جانیں کرے تو میں آمنہ کے لال ﷺ کی شتم نبوت پر نچھاور کر دوں گا لیکن تمہاری انگریزی نبوت کا کھنڈ کرنا نہیں چھوڑوں گا۔

انہوں نے بتایا کیونکہ میں قادیانیوں کا تربیت یافتہ آدمی تھا اور ان کے کفر کے واضح اچھی طرح ہوں۔ لہذا اب میں ان کے لئے بہت خطرناک ثابت ہو رہا ہوں۔ انہوں نے خداوند کریم کا شکر یہاں ہوئے کہا کہ اب تک میں تین تیس قادیانیوں کو اسلام قبول کروا چکا ہوں اور انشاء اللہ زندگی کی آخری تک ہر قادیانی تک جناب خاتم النبیین ﷺ کا پیغام پہنچاتا رہوں گا۔

ایک مجاہد کی للکار:

ربوہ کے ہائی سکول میں ہمارا دوست قمرالزماں فاروقی مسلمان طلبہ میں زبردست قسم کا مہم تھا۔ تھیلو جی کے استاد اسلم منگلا کے ساتھ ایک بار اس نے ایسی ٹکری کی کہ منگلا سمیت پوری کالج کے چٹکے چھڑا دیئے۔ اسلم منگلا قرآن پاک کی تفسیر پڑھا رہا تھا۔ اس نے حسب عادت مرزاں مرزا محمود کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ قمرالزماں نے کھڑے ہو کر کہا۔

سنت اور تقاسیر پر بڑا مان ہے تو ہم بھی اپنے پیارے کالی کالی والے علیہ السلام کے غلام ہیں ہمیں روپائی نہیں آتی۔“

پرنسپل اور اسلم منگلا دونوں چپ تھے انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ قدرے توقف کے بعد انھوں نے کہا۔

”میں پولیس کو بلاتا ہوں تاکہ وہ اس نعرے باز لڑکے کو جیل میں بند کرے۔“

قر پھر گرجا اور کہا۔

”بے شک بالائیں پولیس کو دیکھتے ہیں سلاخوں کے پیچھے کون جاتا ہے میں یا آپ۔“

اب جبکہ کوئی بات کارگر ثابت نہ ہوئی تو پرنسپل نے ایس ایم شاہد کو بلوایا کہ وہ قر کو سمجھا دیں کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ایس ایم شاہد ہمیشہ پل کا کردار ادا کرتے تھے۔ انہوں نے قر کو یقین دلایا کہ آئندہ کلاس میں مرزائی تقاسیر سے کوئی ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔ تب جا کر معاملہ ٹھنڈا ہوا۔

قر ان زمانہ ہمارے دوستوں میں سب سے زیادہ بڈ اور دلیر تھا۔ اس نے شورش کا شیراز اور تقاریر پڑھ اور سن رکھی تھی وہ اسی انداز میں مرزائیوں کے ”لئے“ لیا کرتا تھا۔ اس نے ذاتی مصروفیت کی بنا پر یونین کے ایکشن میں حصہ نہیں لیا اور نہ مرزائیوں کی عقل ٹھکانے لگ جاتی۔ یونین کے ایکشن دوران مرزائیوں کو یہ دھرم کا ہی لگا رہا کہ قر ان زمانہ کہیں مسلمان طلبہ کا امیدوار نہ بن جائے۔

(امتیوں کی جنت صفحہ 165، مصنف جی آر ایم)

پاکستان، قادیانی اور بھٹو (مرحوم):

قادیانی مسئلہ یہ ایک مسئلہ تھا، جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا ایک دفعہ کہنے لگے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔

ایک بار انہوں نے ہمہا کو قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع، کیا قادیانی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودگی ان کے خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ ہے کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں؟ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو خلیفہ قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ پھر کہنے لگے میں تو بڑا گنہگار ہوں اور کیا معلوم کہ یہ عمل ہی میرے گناہوں کی صفائی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کرے۔

بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگا کر رہا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص دھماکا لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

(بھٹو کے آخری 323 دن۔ از کرنل رفیع الدین)

ایک سیرت ڈی سی:

1953ء کی تحریک ختم نبوت کا جب آغاز ہوا۔ یہی میری زندگی کا وہ موڑ تھا جب مجھے قادیانیت کی حقیقت سے شناسائی ہوئی۔ اور ہم نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ ختم نبوت کے جلسے ہوتے۔ میانوالی اور گردونواح میں ہم نے اس سلسلہ کو مربوط اور منظم کر دیا۔ ضلع کے لیے دفعہ 144 نافذ کر دیا۔ یہ ضلع میانوالی کا پہلا دفعہ 144 تھا ہم نے یہ دفعہ توڑا۔ جیل گئے۔ DC ہمیں ملنے آیا اور اس نے ہمیں کہا کہ ہماری بات مان جاؤ۔ ہم تمہیں ابھی رہا کر دیتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم رہائی نہیں چاہتے قادیانی کے پلیدہ جوہ کی تلفی چاہتے ہیں۔ اگر ہمیں رہا کر دیا تو باہر بھی 144 دفعہ توڑیں گے۔ ہمارا ساتھی ایک مولوی رمضان دلیر اور صاحب بصیرت انسان تھا۔ ہمارا ساتھ دیا ہم نے اپنے اس موقف پر استقامت اختیار کر لی۔ ڈی سی گولڑہ شریف سے مرید بن گئے۔ کہا ”تم توڑو یا نہ توڑو چلو باہر جاؤ میں ختم نبوت کے مسئلہ میں قادیانیوں کا طرفدار کیوں ہوں گا“ (ماہنامہ ”سوئے حجاز“ مئی جون 2002ء انٹرویو صوفی ایاز صاحب)

عائلی نہیں اسیری چاہئے:

میں مئی ماہ تک قید و بند سے لذت اندوز ہوتے رہے۔ اس گرفتاری اور جیل کے اندر جو لطف تھا وہ کسی ایسی چیز میں حاصل نہیں ہوا۔ مجھے میرے ایک دوست نے میری مرضی کے بغیر خود ہی اپنے طور پر رہا کر دیا جبکہ میرے دوسرے کئی ساتھی میری رہائی کے پندرہ بیس روز بعد بھی جیل میں رہا کر دیے گئے۔ بجائے مجھے دکھ ہوا اور میں نے اپنے اس ساتھی سے تلخ گلای کی کہ میں کسی ایسی چیز کے حوالے سے تو جیل نہیں گیا تھا کہ تو نے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔ میں تو حضور ﷺ کی عظمت کے لیے جیل گیا تھا۔ یہ شرمندگی کا باعث نہیں بلکہ الحمد للہ عزت اور وقار کا باعث ہے۔

(ماہنامہ ”سوئے حجاز“ مئی جون 2002ء انٹرویو صوفی ایاز صاحب)

خوشاب میں مجاہدین ختم نبوت اٹھے تو قادیانی امپائر

کو نکال دیا:

20 جنوری (خوشاب) 18 واں آل پاکستان ہاکی ٹورنامنٹ خوشاب میں پاکستان ٹیلی ویژن

اور جناح ہاکی کلب خوشاب (المعروف شبان ختم نبوت ہاکی کلب) کے درمیان مقابلہ ہوا۔ ہونے سے پہلے ایک "ظفر" نامی قادیانی امپائر کوچنگ کی امپائرنگ کے لئے مقرر کیا گیا لیکن نبوت کلب نے جس کی رہنمائی خان عبدالستار خان بلوچ کر رہے تھے، قادیانی امپائر کے کھیلنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے چیف آرگنائزنگ سیکرٹری نے مجبور ہو کر امپائر کی تبدیلی دے دیئے اور قادیانی امپائر فوری طور پر منسوخ کئے ہوئے گراؤنڈ سے باہر نکل گیا۔

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کو بچے سے ہم نکلے

ارشاد کمال قادیانی کی شادی میں بھگدڑ مچ گئی:

وقوعہ کے مطابق ارشد کمال کی شادی کارڈ پر (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سورۃ نمل کی آیت تھی۔ شبان ختم نبوت خوشاب نے کارڈ کی اطلاع ملتے ہی ہنگامی اجلاس طلب کر لیا اور ارشد کمال خلاف رپورٹ درج کرنے کا پروگرام بنایا۔ سیکرٹری جنرل شبان ختم نبوت حافظ امتیاز الحسن (بی ایڈ) اور ایس ایچ او کے درمیان اس سلسلہ میں طویل مذاکرات ہوئے۔ ایس ایچ او تھا جس نے تحت پرچہ درج کرنے سے ہچکچاتے رہے کہ "بسم اللہ" آیات قرآنی میں شامل نہیں ہے۔ امتیاز الحسن نے قرآن مجید کھول کر ایس ایچ او کی تسلی کروادی جس پر ارشد کمال کے خلاف پرچہ چھپ گیا۔ ایس ایچ او نے رپٹ کی درخواست شبان ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں خود آکر وصول کی، طور پر دولہا کو گرفتار کرنے کے احکامات صادر کر دیے۔ پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی دولہا بار بار بھاگ بھاگ گیا اور شہر ہی سے فرار ہو گیا۔

مسلمانوں سے خوفزدہ قادیانی:

ضلع کچہری جو ہر آباد میں آئے دن "قادیانی" اور "شبان ختم نبوت کے رضا کار" ایک کے روبرو ہوتے رہتے ہیں۔ سولہ جنوری کو ایک کیس کی تاریخ کے سلسلے میں بیسیوں رضا کاروں قافلہ کا قادیانیوں سے سامنا ہوا۔ شبان ختم نبوت کے قافلہ کی رہنمائی ڈویژنل صدر قاری سعید احمد رہے تھے۔ آج کل قادیانیوں کے خلاف شبان کے رضا کاروں کی شہادتوں کا سلسلہ جاری خوشاب کے قادیانی، شبان ختم نبوت سے از حد خوفزدہ ہیں کیونکہ 16 جنوری کو شبان کے سابقہ ضیغہ کو قادیانی لیڈر عطاء اللہ پنواری نے درخواست پیش کی کہ وہ خوشاب کی ختم نبوت کے جناب قاری سعید احمد اسد سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور قادیانی مذہب پر تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کے لیڈر نے کہا کہ ان کو جان کا تحفظ دیا جائے تو وہ کسی بھی مقام پر قاری سعید احمد

نے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا قاری سعید احمد نے مناظرہ اور مباحثہ کا چیلنج فوراً قبول کر لیا اور کے لیڈر کو جواباً مہالہ کا چیلنج بھی کر دیا۔ علاوہ ازیں قاری صاحب نے ایک بیان میں بتایا کہ شبان ختم نبوت خوشاب میں بہت کمزور ہو چکی ہے۔ اور وہ مسلمانوں سے خوفزدہ ہیں۔

رقاصائیں:

مولا نوالہ خوشاب میں ایک مرزائی نواز کی "رسم مہندی" میں تین قادیانی رقصاؤں کو بلایا گیا، رقصاؤں سے رقص کر رہی تھیں کہ شبان ختم نبوت کے رضا کاروں کو اطلاع مل گئی اور انہوں نے ان کے گھر کے دروازے پر جا کر "مرزائی نواز مردہ باد" اور "مرزائی کتے ہائے ہائے" کے نعرے لگائے۔ ان کی آواز سننے ہی تیوں قادیانی رقصائیں مکان کی عقبی کھڑکی سے فرار ہو گئیں۔ واضح رہے کہ خوشاب کی قادیانی عورتیں رقص کے سلسلہ میں ضلع بھر میں مشہور ہیں اور لوگ انہیں اپنی بات میں رقص کے لئے مدعو کرتے رہتے ہیں۔

صاح:

ساجد اعوان ایبٹ آباد کے عظیم مجاہد ختم نبوت ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں عشق رسول ﷺ کی لالچاہٹ سے مالا مال کر رکھا ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی تحفظ ختم نبوت کے نام کر رکھی ہے۔ ان کا کتاب "تحفظ ماموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا" معطر عام پر آچکی ہے۔

ساجد اعوان کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ کتاب لکھنا شروع کی تو ایک رات میرے سوئے ہوئے کمرے میں اچانک اٹھے۔ میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی ﷺ شریف کی سیر کر رہا ہوں۔ جی بھر ہوئی شریف کی زیارت کی، پھر روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا۔ مزار رسول ﷺ کی خوب خوب کی اور قلب و نظر کی تسکین کا سامان کیا۔ آنکھ کھلی تو پورے وجود میں ایک مہک تھی۔ طبیعت میں کتب فرحت تھی۔ اس خواب سے کئی دن مجھ پر ایک کیف و سرور کی کیفیت رہی۔

حزنیروں کی پٹائی:

موسلم ساقی ایک صاحب درد نو جوان ہیں۔ سید الکائنات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت اور شہادت سے شدید نفرت ان کی زندگی کے دو روشن پہلو ہیں۔ موصوف نے تحفظ ختم نبوت اور رد اسلام کے موضوعات پر کئی کتابیں تحریر کئے ہیں۔ ساقی صاحب کہتے ہیں کہ جب ابتداء میں، میں اسلامیت کے خلاف تحریری کام شروع کیا تو ایک رات مجھے خواب آیا کہ ایک سرسبز فصل میں، بہت سے خنزیر پھر رہے ہیں اور وہ خنزیر بہت بری طرح افسوس کی آواز دے رہے ہیں۔ اس کی فصل

کے بیچ میں کھڑا ہوں۔ ایک لہا اور مضبوط ڈنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اس ڈنڈے سے لوہے کی پیٹ رہا ہوں اور انہیں کھیت سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہی منظر دیکھتے میری آنکھوں میں آنکھ کر ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سارا خواب سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ لوہے کی پیٹ رہا ہے اور جس فصل کو وہ اجاڑ رہے ہیں، وہ اسلام کی فصل ہے۔ آپ کا ڈنڈا اسے ان کی پیٹل بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فتنہ قادیانیت کے خلاف کام لے رہا ہے۔



مرزا قادیانی اور اُس کے پیروکار کا فر کیوں؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده وعلى اله وصحبه
المكرمين عنده رب انى اعوذ بك من همزت الشيطان واعوذ بك رب ان

يضرني

اور جو اصل دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر ضلال و وہال و نکال سے بچائے۔ قادیانی
اپنے آپ کو مسیح و مثل مسیح کہنا تو شرہ آفاق ہے اور بحکم آئندہ

عیب وے جملہ تکفیری ہنرش نیز بگو

اللہ تعالیٰ اس دعوے سے اتفاق ہے کہ مرزا کے مسیح و مثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر لا الہ الا اللہ علیہ صلوات اللہ علیہ بلکہ مسیح و جلال علیہ اللعین والنکال پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت
سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان محمد حفظ
اللہ نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علی اسراف القادیانی مسیحی کیا یہ رسالہ حامی سنن، مامی فتن
موسیٰ قلعن مکر من قاضی عبدالوحید صاحب خنی فردوسی حسین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ
عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے۔ طبع فرمادیا۔ بھ اللہ تعالیٰ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور
نہ ہمارے کہ کبھی نہ لائے اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں عجیب ہفتم نے جو اقوال ملعونہ اس کی
سے بہ نشان صفات نقل کئے مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شاعت و نجاست میں اُن سے کچھ نسبت
میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجہ کفر و ارتداد امین ہے۔ فقیر اُن میں سے
تعالیٰ تفصیل کرے۔

اول:

ایک رسالہ ہے جس کا نام از الہ ادہام ہے اس کے صفحہ 673 پر لکھتا ہے

عقیدہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے مال باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور پالا
اور تمام اسماء و مسیات کا علم دیا۔ ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں سب نے سجدہ کیا۔ شیطان کی
تھا مگر بہت بڑا عابد و زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار تھا بائیکاٹ پیش آیا ہمیشہ کے لیے
ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا بلکہ سب انسان انہیں کی اولاد ہیں
سے انسان کو آدمی کہتے ہیں۔ یعنی اولاد آدم۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابو البشر کہتے ہیں۔ ان
انسانوں کے باپ۔

عقیدہ۔ سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب میں پہلے رسول جو کلام
گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے ساڑھے نو سو برس ہدایت فرمائی۔ ان کے زمانہ
بہت سخت تھے۔ ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے استہزاء کرتے اتنے عرصہ میں کتنی کے لوگ مسلمان
باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہ آئیں گے۔ ہم
اپنے رب کے حضور ان کے ہلاک کی دعا کی۔ طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی صرف وہ
مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا بچ گئے۔

عقیدہ۔ انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور فقہاء
پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں
ہیں۔ لہذا یہ اعتقاد چاہئے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ (بہار شریعت)

”میں احمد ہوں جو آیت مبشرا ہر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔
آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہا الصلوٰۃ والسلام
اسرائیل سے فرمایا۔

کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو ریت کی تصدیق کر کہ
اُس رسول کی خوشخبری سنا تا ہوا جو میرے بعد تشریف لائے والا ہے جس کا نام پاک
ﷺ ہے۔

ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحتہ ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک کی جلوه افروزی کا حذر وہ
لئے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم:

توضیح مرام طبع جانی صفحہ 9 پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث (1) بھی ایک معنی سے

کفر سوم:

دفع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ 9 پر لکھتا ہے۔

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

کفر چہارم:

مجیب پنجم نے نقل کیا و نیز میگوید کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام لکھا
ہے۔ اور نبی بھی۔ ان اقوال خبیثہ میں اولاً کلام الہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ
میں شخص مراد ہے۔ نہ حضور سید عالم ﷺ۔ ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ

1۔ لا الہ الا اللہ لقد کذب عدو اللہ ایہا المسلمون۔ سید محمد تقی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق
فرماتے ہیں کہ انہیں کے واسطے حدیث محدثین آئی انہیں کے صدقے میں ہم نے اُس پر اطلاع پائی کہ رسول
فرمایا ”قد کاننا فیما مضی قبلکم من الامم من الناس محدثون فان یکن فی امتی عنہم احد
الخطاب“ ”اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی راست صادقہ البہائم حق والے اگر میری امت
سے کوئی ہوگا تو وہ نہ درمہ نہ پچاس ہے۔“ رواہ احمد والبخاری عن ابی ہریرۃ و احمد و مسلم
والنسائی عن المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ”فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبوت کے کوئی
صرف ارشاد آیا ”لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب“ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر
احمد و الترمذی والحقیم من عقبہ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک
تعالیٰ عنہما ”مگر نجاب کا محدث حادث کہ حقیقت نہ محدث ہے۔ نہ محدث ہے۔ یضربہ در ایک معنی پر مبنی
اللہ علی الکذبین والعیاذ باللہ رب العلمین۔

اور نبی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔ ثانیاً اللہ عزوجل پر افتراء کیا کہ اس
کے واسطے شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون

”وہ لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاحت نہ پائیں گے۔“

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

الذین یفترون علی اللہ الکذب الذین لا یؤمنون

”وہ جو اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔“

اور اپنی ٹھٹھی ہوتی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین

اللہ عزوجل فرمایا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

الذین یکتبون الکتاب بایديهم ثم یقولون هذا من عندنا لئلا یشتروا به

”وہ جو کتاب لکھتے ہیں اپنی ہاتھوں سے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے

تو اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے

ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے اُن کے لئے اس کمائی سے۔“

یہ سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحتہ اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعا ہے قبیح ہے اور

یہ صریح کفر صریح ہے۔ فقیر نے رسالہ ”جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوت“ خاص اسی

کے لئے لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس نصوص کو جلوه دیا اور ثابت کیا

کہ اللہ تعالیٰ نے کو خاتم النبیین مانا اُن کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کو بعثت کو یقیناً قطعاً

مطلوع ہونا تھا اور جمل و جزاء یقیناً ہے۔

”لکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ ”نفس قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا

کوئی ضعیف احتمال خفیف ہے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجمالاً کافر ملعون مخلص فی النہر ان

ہو کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے

واللہ اعلم و دو کراہ دے وہ بھی کافر ہیں الکفر جلی الکفر ان ہے۔ قول دوم و سوم میں شاید وہ یا اس کے

کفر کی کل کے بعض شیاطین سے یکہ کر تاویل کی آدلیں کہ یہاں نبی و رسول سے معنی لغوی مراد ہیں

یہاں یا خبر ہندہ اور فرستادہ مگر یہ ہوس ہے اولاً صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ ثانیاً خلاصہ و

جامع القصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے۔

والفظ للمرادى قال قال انا رسول الله اذ قال الفارسيه من يتغيرم يريه بمن پيغام
برم يغير

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے اور یا کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہے کہ میں
کسی کا پیغام پہنچانے والا اپنی ہوں کافر ہو جائے گا۔

امام قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ میں فرماتے ہیں۔

قال احمد بن ابی سلیمان صاحب مسنون رحمہما اللہ تعالیٰ فی رجل
قیل له لا وحق رسول الله قال فعل الله رسول الله كذا وكذا وذكر كذا
ما قبيحا فقیل له ما تقول يا عدو الله في حق رسول الله قال فعل الله
برسول الله كذا وكذا وذكر كذا ما قبيحا فقیل له ما تقول يا عدو الله في
حق رسول الله فقال اشد من كلامه الاول ثم قال انما اردت برسول الله
العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذي سألہ اشهد عليه وانا شريكك يريه
في قتله و ثواب ذلك قال حبيب بن الربيع لان ادعاءه التاويل في لفظ
صراح لا يقبل

یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ سے ایک مردک کی نسبت
کسی نے پوچھا کہ اُس سے کہا گیا تھا رسول اللہ کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ
کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے
بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے کچھ
مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اُسے سزا
موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں یعنی تم حاکم شرع
کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سچی کروں گا کہ ہم تم دونوں یکجہم حاکم اسے سزا
موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔ امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ
میں تاویل کا دعویٰ مسوع نہیں ہوتا۔

مولانا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فانه ارسل من عند الحق وسلط
على الخلق تاويلًا للرسالة العرفية بالا رادة اللغوية وهو مردود عند
القواعد الشرعية۔

وہ جو اس مردوک نے کہا کہ میں نے کچھ مراد لیا اس میں اس نے رسالت عربی کو معنی
اللہ کی طرف ڈھالا کہ کچھ کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی تاویل
اللہ شرع کے نزدیک مردود ہے۔

شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔

هذا حقيقة معنى الارسال وهذا مما لاشك في معناه وانكاره مكابرة لكنه
لا يقبل من قائله ادعاءه انه مراده لبعده غاية البعد و صرف اللفظ عن
معناه لا يقبل كما لو قالو انت طالق وقال ارادت محلو لا غير مربوط لا
يقتضي لمثله وبعد هذيانا اه ملتقطا

یہ لغوی معنی جن کی طرف اُس نے ڈھال ضرور بلا شک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ
دیا ہے بایں ہند تامل کا یہ ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے اس لئے
کہ یہ تاویل نہایت دور از کار ہے۔ اور لفظ کا اُس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسوع نہیں
ہوتا۔ جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طلاق ہے۔ اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی
عورت ہے بندی نہیں (کہ لغت میں طلاق کشادہ کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف
الفاظ نہ ہوگا اور اُسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

ایمان الیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح و فضل جانتا ہے نہ ایک ایسی عام بات کہ

دندان تو جملہ در دہانند

چشماں تو زیر ابرو اند

مردی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد
کو مدح و فضل میں ذکر نہ کرے گا نہ اس میں اپنے لئے فضل و شرف جانے کا بھلا کہیں براہین
ہیں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نٹھنے رکھے۔ مرزا کے کان میں دو
کھانے یا خدانے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اُپر اور بھوڑوں کے
پائوں کی بات لکھنے والا پورا بخون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز
کو یاد دینا یا بھیجا ہوا ہونا ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک، کان، بھوڑیں
میں ہونٹیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں اللہ نے انھیں عدم سے وجود نہ کی پیٹھ سے مادہ کے
ایک میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے کچھ کو رسول بمعنی لغوی بنایا
تو اسی معنی قدس سرہ القوی مثوی شریف میں فرماتے ہیں۔

کل یوم هو فی شان نبوان
مرد راجے کار و بے فعلے مدان
کترین کارش کہ آل رب احد
روز سہ لشکر روانہ میکند
لشکرے زاصلاب سوئے امہات
تاہرودید در رجہا شان نہات
لشکرے ازار حام سوئے خاکداں
تاز تر و مادہ پر گرد جہاں
لشکرے از خاکداں سوئے اجل
تاہر ہر کسے حسن عمل

حق عزوجل فرماتا ہے۔

فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم
ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور مڑیاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جیسے مڈی اور مینڈک اور جوں اور ٹکے اور شامل مانے لگا۔ ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت علوم سے خبردار رہے۔ اور ایک دوسرے کو خبر دینا احادیث سے ثابت۔ حضرت مولوی قدس سرہ المصنوعی اُن کی طرف سے فرماتے ہیں۔

ما سمعیم و بصیریم
با شانا محرمات ما خاشیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وان من شیء الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبیحہم

کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ نہیں آتی۔

حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ما من شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرة الجن والانس

کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر، جن اور آدمیوں کے

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصحہ

حکم الحافظ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لعلک خیر بعید فقال احطت بما لم تحط به وجنتک من سبأ بنبا یقین
یہاں ظہر کر ہند بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی
جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمتِ عالی میں ملک سبائے ایک یقینی خبر لے کر
آ رہا ہوں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

عن صباح والادواح الا وبقاع الارض ینادی بعضها بعضا یا جارة هل
ہذا یوم عبد صالح علیک او ذکر اللہ فان قالت نعم رات ان لہا
ملک فضل

کوئی صبح کوئی شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے کٹڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں
کہ اے مسائے آج تیری طرف کوئی نیک بندہ ہو کر نکلا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر
کی کیا اگر وہ کٹڑا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو وہ پوچھنے والا نکلا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر
ملکیت ہے۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابی نعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہاں رکھنا خبر دینا سب کچھ ثابت ہے کیا مرزا ہر اینٹ پتھر ہر ہت پرست کافر ہر بچہ، ہندو، ہر
دار کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا ہر گز نہیں تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہر گز مراد نہیں بلکہ
معنی قرینی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود، و عبارتِ آخری معنی چارہی قسم
میں شرعی، عرفی عام یا خاص۔ یہاں عرف عام تو بیہودہ معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل اور
عرف خاص کا ادعا یقیناً باطل اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص
میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سبک و خوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات
میں الصلوٰۃ والسلام کے وصفِ نبوت میں اشتراک بھی نہیں۔ مگر حاشا اللہ ایسا باطل ادعا اصلاً شرعاً
کی طرح بادشت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ
اصلاح کا دعویٰ ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم
کسی کی کسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ اپنی کسی اصطلاح خاص کا
ادعا کرے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو۔ کیا زید کہہ سکتا ہے خدا وہ ہیں۔ جب اس پر اعتراض ہو کہ

دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں۔ کیا عرو جنگل میں سو کر بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے بھاگا جاتا ہے۔ جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری مراد ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں۔ اگر کہنے کوئی مناسبت بھی تو جواب دے کہ اصطلاح مناسبت شرط نہیں۔ لا مشاحۃ فی الاصطلاح آخر سب جگہ منقول ہی ہوتا کیا ضرورت لگتی ہوتا ہے جس میں معنی اول سے مناسبت اصلاً منظور نہیں۔ معبد قادی بخفی جلدی کتندہ ہے یا آئے والا قادیان میں ہے قدرت قادیۃ جاء قوم قد اجمعوا من البادیۃ والفرس قد ہالاک قادیان اس کی جمع اور قادیانی اُس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں میں یا جنگل والوں کا ایک اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا کیا زیادہ کسی مسلمان یا عرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے۔ حاشا دکھا کوئی عاقل ایسی بناؤں کو گما بلکہ اس پر کیا متوقف یوں اصطلاح خاص کا ادعا سموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے برہم ہوں عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب کیا تھا اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلہ زجر و انکار گ بیچ نامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائیدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیچ نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں۔ الی غیر ذلک من فسادات لا تحصر جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اُسے نہ مانے گا کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ عزوجل سے ملنے سے زیادہ پیارے ہیں کہ جو رواد اور جائیداد کے باب میں تاویل و دشمن اور اللہ و رسول کے سامنے ایسی ناپاک بناؤں قبول کر لیں۔ لا الہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات نہیں کریں گے۔ انھیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں۔ واللہ الحمد جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کا رب جل و علاقرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا ذکر چکا ہے فرماتا ہے۔

قل لا تعذرُوا قد کفرتم بعد ایمانکم

اُن سے کہہ دو یہاں نے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد والعیاذ باللہ رب العلمین۔

چنانچہ کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی و عرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً کفر اول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں آیت میں قطعاً معنی شرع مراد ہیں نہ لغوی نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً

اسی اپنے نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کا مدعی اور لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا منکر اور کلمہ نبی بوجہ امت مرحومہ مرد و کافر ہوا کفر فرمایا سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النبیین محمد ﷺ نے کلمہ نبی میرے بعد آئیں گے فلشون دجالون کذا ہون کلہم یزعم انہ نبی تیس دجال کہہ کر ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا خاتم النبیین لا یسی بعدی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں بعد کوئی نبی نہیں امت امت صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا۔ ضرور مثیل مسیح ہے صدق بلکہ سچ دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا العیاذ باللہ رب العلمین۔

فتح البلاء صفحہ 10 پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

کفر ششم:

اس رسالہ کے صفحہ 17 پر لکھا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

کفر ہفتم:

اشہار معیار الاحیاء میں لکھا ہے ”میں بعض نبیوں سے افضل ہوں“۔ یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر و کفر ہے۔ فقیر نے اپنے فتوے مسیحی پر درالرفضہ میں شفا شریف امام قاضی عیاض وروضہ امام نووی و امام الساری امام قسطلانی و شرح عقائد نسفی و شرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام بن حجر کی درخ الروض علامہ قادری و طریقہ محمدیہ علامہ برکوی و حدیقہ ندیہ مولیٰ تاپسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ ہاں مسلمان کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو ایسا کہہ قطعاً جماعاً کافرو کفار ہے ازاں مجملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے۔

النبی افضل من الولی و هو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر کانہ معلوم

من الشرع بالضرورۃ

یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ

ضروریات دین سے ہے۔

کفر ہفتم میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (انہوں) بتقدیم ہا ہے یعنی جسکی درکنار کہ خود ان کے تو لال گرد کا بھائی ہوں اُن سے تو افضل ہوا ہی

چاہوں میں تو بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور وہ ہتھ پھیری کی کہ بیسیوں کا دین ہی اڑ گیا۔ مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ گوارا کی۔
کفر ہشتم:

ازالہ صفحہ 309 پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بظاہر فرماتا ہے۔

مسمریزم لکھ کر کہتا ہے اگر میں اس قسم کے معجزات کو کرو نہ جانتا تو دین مریم سے کم نہ رہتا۔ یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے۔ معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسی کرشمے ٹھہرے۔ اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ حق عزوجل فرماتا ہے۔

اذ قال الله يعيسى بن مريم اذ كر نعمتي عليك وعلى والدتك اذ يدتك بروح القدس تكلم الناس في المهد و كهلا و اذا علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل و اذ تخلق من الطين كهينة الطير باذني فننفخ فيها فتكون طيرا باذني وتبرئ الاكمنه والابوص باذني و اذ تخرج الموصى باذني و اذ كففت بنى اسرائيل عنك اذا جنتهم بالبيت فقال الذين كفروا منهم ان هذا الا سحر مبين۔

جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے یا ذکر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اور توریت و انجیل اور جب تو بنانا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروا گئی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چمکا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روٹن معجزے لے کر آیا تو ان میں سے کافروں نے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسمریزم بتایا یا جادو کہا بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسی دھوکو سے ہیں ایسے منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتا کید رد فرمایا تھا۔ اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا۔

فی قد جنتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھینۃ الطیر الایۃ میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں۔
اس کے بعد فرمایا۔

ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مومنین۔
یہ ملک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔
پھر فرمایا۔

حکم بایۃ من ربکم فاتقوا الله واطیعون۔
میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔
مگر جو عیسیٰ کے رب کی نہ مانے وہ عیسیٰ کی کیوں ماننے لگا یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی جگہ کرتے ہیں۔

کس گلوید کہ دوغ من ترش است
پھر ان معجزات کو کروہ جانتا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بناء پر ہے کہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب

قال الله تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض
یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا۔
ایہا عیسیٰ بن مریم البینت واید نہ بروح القدس
اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزے دیئے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی۔

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی کلمۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تکفیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے زیادہ اس کفر نیم میں ہے کہ ازالہ صفحہ 161 پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا ہے مسمریزم نے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے۔ "انسا
والا الیہ راجعون الا لعنة الله على اعداء انبياء الله وصلى الله تعالى على انبيائه
وآله وسلم" ہر نبی کی حقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفا شریف و شروح شفا و سیف

مسلول امام تقی الملتہ والدین سبکی و روضہ امام نووی و دجیز امام کردری و اعلام امام ابن حجر مکی وغیرہا
ائمہ کرام کے دفتر کوئج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم صلی اللہ علیہ وسلم
بھی کتنی کہ مسریریم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفسانی
میں نہ کم درجہ بلکہ قریب ناکام رہے اس ملعون قول لعن اللہ قائلہ و قائلہ نے اولوالعزم و رسالت
درکنار اس عبد اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و تحیات اللہ کے نفس ایمان میں
اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سو اس کے کہ

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذابا مہینا
بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ نے لعنت کی دنیا
آخرت میں اور اُن کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر دھم:

ازالہ صفحہ 629 پر لکھا ہے۔

”ایک زمانے میں چار سونیوں کی پیشگوئی غلط (۶) ہوئی اور وہ جھوٹے“

یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے۔ عام اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر
عز جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا۔

کذبت قوم نوح ○ المومنین، کذبت عاد ○ المرسلین، کذبت ثمود
○ المرسلین، کذبت قوم لوط ○ المرسلین، کذبت اصحاب النیکا
المرسلین

ائمہ کرام فرماتے ہیں جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی نہ مانے اگر چاہے
جائے یا جماع کا کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سوانبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ کی
سے ہوتا ہے۔ واقع میں جھوٹا ہو جانا شفاء شریف میں ہے۔

من دان بالوحدانیۃ و حصۃ النبوة و نبوہ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ولکن جو ز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلح
بزعمة اولم یدعہا کافر باجماع

1۔ یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذاب اپنی بڑھیں ہمیشہ پیشین گوئیاں بانگتا رہتا ہے اور یہ غیبت النبی وہ آئے
پڑا کرتی ہیں۔ تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی غلط پڑنی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں، معاذ اللہ اگلے الفاظ
ایسا ہوتا ہے۔ 2۔ انہم بر علم 12

کی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو یا
انہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اُن کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزم خود اس
کی کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

عالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اُس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی
میں لکھی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اُس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔ دیکھو قوم
صالح و لوط و شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی ایک نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن
میں تو اُن کو سب رسولوں کی تکذیب کی۔ عادت نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا۔ خود نے جمیع انبیاء کو
کاذب کہا۔ قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا۔ ایک والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا یو ہیں واللہ
اعلم بالصواب۔ نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا۔

لعن اللہ من کذب احد امن انبیائہ و صلی اللہ تعالیٰ علی انبیائہ و رسلہ
و المؤمنین بہم اجمعین و جعلنا منہم و حشرنا فیہم و ادخلنا معہم دار
النعیم بجاہم عنده و برحمۃ بہم و رحمۃہم بنا الہ ارحم الراحمین
والحمد للہ رب العلمین۔

طبرانی معجم کبیر میں دیر خفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
اسی اشہد عدد تراب الدنیا ان مسیلمہ کذاب۔

بلکہ میں ذرہ خاک تمام دنیا کی برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ اقدس میں
نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔ وانا اشہد معک یا رسول اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
میں کاذب و ادنیٰ کتاب بعد و انہائے ریگ و ستار ہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ
(روح و الارض و حاملان عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک ہے۔ و کفنی باللہ شہید اک ان اقوال
کاذبہ کا قائل و چاہا کہ کافر مرتد کذاب تاپاک ہے۔ اگر یہ (۶) اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو
اللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر
ہوگا۔ اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بددینیوں
میں کو حق پر جانتے خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے سب مسلمانوں پر مذہب سے لا دعوے دینا

دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض غلطیوں پر خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے
ہوئے یقیناً کافر و مرتد ہے۔ 12

لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی روداد اول و دوم رسالہ اتفاق وغیرہ میں مصرح ہے ان اقوال کے
 ہی قاعدہ ملعونہ مجرکہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون و چرا کریں
 وہ اراکین بھی کفار مرزا کے پیرواگر چہ خود ان اقوال انجس الا بوال کے معتقد بھی نہ ہوں مگر یہ
 اور کھلے ارتداد دیکھتے ملتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبول خدا کہتے ہیں۔ قطعاً یقیناً سب مرتد
 مستحق نارہ شفا شریف میں ہے۔

لکھنؤ من لم یکفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل او وقف لہ
 او شک۔
 یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے
 شک رکھے۔
 شفا شریف نیز از یہ درود و غرور و فتاویٰ خیر یہ و در مختار و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔
 من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر
 جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔
 اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم
 میں ہے۔ ہدایہ و در مختار و عالمگیری و غرور و ملتقی الانہر و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔
 صاحب الہوی ان کان یکفر فہو بمنزلۃ المرتد
 فتاویٰ ظہیر یہ و طریقہ محمدیہ و حدیقتہ یہ و برہندی شرح فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔
 طو لاء القوم خارجون عن ملة الاسلام و احکامہم احکام المرتدین
 یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام یقیناً مرتدین کے احکام ہیں۔
 اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام لائے
 قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اُس سے کفر
 زنائے شخص ہو جو اولاد ہو یقیناً ولد اثرنا ہو یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں۔ ”فی
 المختار عن غنیہ ذوی الاحکام ما یکون کفرا اتفاق بیطل العمل والنکاح و اولاد زنا“ اور عورت کا کل مہر اس کے ذمے عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیح ہو
 کہ ارتداد کسی دین کو ساقط نہیں کرتا۔ ”فی التنبیہ و ارث کسب اسلامہ و ارثہ المسلم بعد
 دین اسلامہ و کسب ردتہ فی بعد قضا دین ردتہ“ اور ”مجل توفی الحلال آپ ہی واجب
 رہا مومل وہ ہنوز اپنی اہل پر ہے مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مرجائے یا دار الحرب کو چلا جائے

فی الدار المختار بیطل منه اتفاقا ما يعتمد المساواة و هو المفاضة
 الاولایۃ معتدۃ و هو التصرف علی ولده الصغیر ان اسلم نفدوان هلك
 اولحق بدار الحرب و حکم بلحقہ بطل او مختصر انسال اللہ الثبات
 علی الايمان وحسبنا اللہ ونعم الوکیل و علیہ التکلیل ولا حول ولا قوة
 الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا و صحبہ
 اجمعین امین واللہ تعالیٰ اعلم۔

جی آراخوان، روزنامہ جنگ

میں نے ربوہ میں کیا دیکھا

ہر شخص کے ماضی میں یادوں کا ایک جہاں آباد ہوتا ہے۔ ذہن کا کمپیوٹر آن ہوتے ہی بیٹے لمحہ لمحہ لگا ہوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ میرے ایام رفتہ بھی یادوں سے بھرے پڑے ہیں۔ سب سے شیریں یادیں بھلائے نہیں بھولتیں۔ پھر قدرت نے انتہائی کمال کا حافظہ دیا ہے کہ اک ذرا لمحہ ہے، گئے دنوں کی ہر بات یوں یاد آئے لگتی ہے جیسے سافٹ سٹ گئی ہو اور گزرا زمانہ لوٹ آیا ہو۔ یادیں تو ویسے بھی لاشعور کے نہاں خانوں میں ایسے جاگزیں ہوتی ہیں کہ انسان زندگی میں خواب دیکھتا ہے، تو خود کو اسی گھر میں دیکھتا ہے، جہاں اس نے بچپن گزارا ہوتا ہے۔

میرا بچپن اور لڑکپن کفر کی ہستی ”مرزا نیل“ میں گزرا جسے ربوہ کہا جاتا ہے۔ مرزائیوں اور یہودیوں میں ہر اعتبار سے اس قدر مماثلت ہے کہ ربوہ کو اسرائیل کے ہم وزن مرزا نیل کہنا انتہائی موزوں اور ”احقوں کی جنت“ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مسلمان جنت کیلئے اعمال، اوصاف اور افعال کو باکمال جب کہ مرزائی پیغمبر کی جنت کے ٹکٹ کے خواہش مند کو اپنی منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد کے ایک حصہ کے برابر رقم جماعت کو دینا پڑتی ہے۔ لہذا اعمال کی بجائے مال سے جنت حاصل کرنے والوں کو ”احقوں کی جنت“ ہی کہا جاسکتا ہے۔

1965ء میں میرے والد گرامی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں ربوہ تبدیل ہوئے تو اپریل 1965ء سے اگست 1969ء تک ربوہ میں رہنا پڑا۔ بعد ازاں اگرچہ قیام چھوٹ میں تعلیمی تعلق کے حوالے سے دسمبر 1975ء تک مرزا نیل سے ہی وابستگی رہی۔ اسی دوران وہاں کی شخصی، سماجی زندگی اور مرزائی روایات کے بے شمار مشاہدات سامنے آئے۔

مرزائی قوم ایک جھوٹے نبی کی امت ہونے کے باعث مسلمانوں کیلئے جس قدر ناپسندیدہ و مکروہ ہے، اس سے کہیں زیادہ ان کی زندگی میں پھیلے ہوئے اخلاقی اور سماجی طاعون کو دیکھ کر مرزائی اور ذہن سوچتا ہے کہ یہ لوگ ہیں کیا اور خود کو پیش کیا کرتے ہیں۔ اخلاق کی چادر اوڑھے یہ گروہ نصاریٰ سے بھی بدتر خصائل کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

میرا ربوہ کے دوران بے شمار مرزائیوں سے ملاقات ہوئی۔ کئی دوست بنے، لاتعداد کلاس فیلو بھی بنے، مذہبی اجتماعات بھی دیکھے۔ کئی مرزائی بے زاروں سے مرزائی امت کے ارباب حل و عقد ہوئے، کئی مرزائیوں کے رنگین و سادہ قصے بھی سنے۔ ”جنت و دوزخ“ اور ”حور و غلمان“ کی کہانیاں بھی معلوم کیں۔ ان سب سے ایک ہی نتیجہ اخذ کیا کہ مرزائیوں میں مسلمانوں کیلئے تعصب اور نفرت کوٹ کوٹ کر

پہلے ایک روز اپنے جاننے والے کے گھر بیٹھا تھا۔ ان کے ہاں ڈش نصب تھی۔ ٹیلی ویژن پر کھیل بدلتے ہوئے اچانک ”احمدیہ ٹیلی ویژن نیٹ ورک“ آ گیا جس پر مرزا طاہر کا نام نہاد جمعہ کا خط لکھا تھا۔ موصوف کا کہنا تھا کہ ”پاکستان میں ہم جن قابل تعزیر جرائم کی زد میں آتے ہیں، ان میں گھروں سے قرآن کا برآمد ہونا کسی کو اسلام علیکم کہنا یا نماز پڑھنا شامل ہے۔ جبکہ پاکستانی علماء کی زیادتی اور ناجائز اسلحہ رکھنے کے جرائم میں دھرے جاتے ہیں۔ موازنہ کیا جائے تو قصور وار اور گناہگار کون ہے؟“

مرزا طاہر کی طرف سے جس ڈھٹائی سے خود کو معصوم اور پاکستانی علمائے کرام کو مطلقاً کرنے کی کوشش جاری تھی، اسے سن کر میری سوئی ہوئی یادوں نے انگڑائی لی اور قیام ربوہ کے دوران دیکھے مرزائیوں کے کئی ”کالے کرتوت“ یاد آنے لگے اور بے اختیار چاہا کہ کاش یہ شخص میرے سامنے نہ آتا۔ اس کا اور اس کی امت کا کچا چٹا اس کے سامنے کھول کر رکھ دیتا۔ میرے پاس کوئی پلیٹ فارم نہ تھا۔ چنانچہ یہ خواہش دل ہی دل میں رہ گئی۔ لیکن قدرت کو شاید میرے جذبے پر کچھ زیادہ ہی پیار تھا۔ اس لیے اس نے مرزائیوں کو آئینہ دکھانے کیلئے مجھے جلد موقع فراہم کر دیا۔

1969ء کے شروع کی بات ہے، ہم ساہیوال ضلع سرگودھا میں رہتے تھے کہ ایابا جی کا تیلہ ربوہ گیا۔ وہ جگہ زراعت میں ملازمت کرتے تھے۔ ہمارا آبائی شہر بھیرہ ضلع سرگودھا ہے۔ بھیرہ جہاں مرزا مین ہے، وہاں مرزائیوں کا گڑھ بھی ہے۔ مرزا قادیانی کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین بھی بھیرہ میں رہے والا تھا۔ جس نے ”مرزا غلام احمد“ کی جھوٹی نبوت کو چار چاند لگائے۔ انہی دنوں ہماری والدہ بہن کی شادی تھی، جس میں شرکت کیلئے ہم ساہیوال سے بھیرہ آئے تو وہاں کے مرزائیوں سے گھر میلہ لگا دیا۔ ان لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ ہم ربوہ جا رہے ہیں تو ان کی خوشیاں دیدنی تھیں۔ حافظ اشرف، امام خدیجہ، مبارک بک سیلہ، بشارت چکی والا، مبارک درزن غرض ہر مرزائی شخص نے مل جل کر ہم کو مل جل کر دیکھنا چاہا ہے۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ ان مرزائیوں کی اس وارفتگی کی غایت کیا ہے۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ ان کے پاؤں

زمین پر اس لیے نہیں "تک" رہے کہ ان کے خیال میں ربوہ جاکر ہم لوگ مرزائی ہو جائیں گے۔ محکمہ ٹیلی فون کا ایک ملازم فضل احمد ربوہ میں رہتا تھا۔ راولپنڈی کے ایک شخص کا ایک بیٹی تھی۔ اس کے بیٹے منور کو مرزائیت سے سخت نفرت تھی۔ چنانچہ وہ باپ سے ناراض ہو کر اپنے چھوہ بھی کے ہاں پنڈی میں مقیم ہو گیا۔ فضل احمد نے بیٹے کو گھر واپس لانے اور مرزائیت میں داخل کیلئے سر توڑ کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔ فضل احمد نے اس سلسلے میں ایک مرزائی مبلغ جمیل احمد سے مدد طلب کی۔ موصوف فضل احمد کے گھر آیا اور یقین دہانی کرائی کہ وہ اس کے بیٹے کو دوبارہ لے گا۔ لیکن بجائے اس کے کہ جمیل الرحمن رفیق منور کو مرزائی کرتا، وہ خود فضل احمد کی بیٹی ناصرہ گیا۔ خوبصورت ناصرہ جمیل الرحمن رفیق کو اپنا انکل سمجھ کر اس کی خوب خاطر مدارت کرتی رہی۔ کچھ اور ہی نکلا اور چند روز بعد ہی اس نے فضل کو شادی کیلئے پیغام بھجوایا۔ مرزائی مرکز کی طرف جمیل الرحمن رفیق کی غارش ہوئی لہذا بیچارہ فضل احمد انکار نہ کر سکا۔ چنانچہ اسے اپنی لڑکی کی شادی کے شخص سے کرنی پڑی۔ جمیل الرحمن رفیق ناصرہ کو لے کر چلتا بنا جواب اس کی کئی بیٹیوں کی یوں فضل احمد نے بیٹے کو مرزائی بنانے کے چکر میں بیٹی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔

ربوہ میں مرزائیوں نے ارتداد کے عجیب و غریب طریقے اختیار کر رکھے تھے۔ یہ لوگ کے غریب لڑکوں کو تعلیم دلوانے کا جھانہ دے کر ششے میں اتار لیتے تھے اور بعد میں بار احسان ہوئے یہ لڑکے مرزائی ہو جاتے۔ ان مرزائی لڑکوں کو مسلمان خاندانوں کے سامنے غیر مرزائی ظاہر ان کی شادی مسلمان لڑکیوں سے کر دی جاتی تھی۔ ایک مولوی کا تو یہ باقاعدہ کاروبار تھا۔ وہ سے فٹز لیتا۔ دیہاتی غریب لڑکوں کو تعلیم و ملازمت دلواتا، پھر ان کے رشتے مسلمان گھرانوں دیتا۔ اس شخص نے ایک نہایت شریف اور خدا رسیدہ شخص کے ساتھ ایسا ہی دھوکہ کیا اور اپنے ایک "جنگلی" کو ایک مسلمان کی تعلیم یافتہ بیٹی کے ساتھ بیاہ دیا۔ دو بچوں کے بعد مذکورہ مسلمان خاتون حقیقت کھلی تو وہ سر پیٹ کر رہ گئے مگر اب تو چڑیاں کھیت چک چکی تھیں۔

اسی طرح مرزائی لڑکوں کی ڈیوٹی تھی کہ وہ مسلمانوں کی لڑکیوں کو ششے میں اتاریں اور اپنی زوجیت میں لائیں۔ یہاں ایک واقعہ جو لطیفہ بن گیا، قابل ذکر ہے۔ ایک مرزائی عبداللہ "مری" میں سیر کے دوران ایک لڑکی کے ساتھ مراسم استوار کر لئے۔ وہ بہت خوش تھا کہ ایک لڑکی چھن گئی، جس کے عوض اسے مرکز سے ہماری معاوضہ ملے گا۔ مگر بعد میں اس پر انکشاف ہوا کہ لڑکی چنیوٹ کے سردار عبدالقادر قادیانی کی بیٹی تھی ہے جو مسلمان نہیں مرزائی ہے بلکہ وہ بھی ہمارے طرف سے مسلمان مرد مرزائی بنانے پر مامور ہے، اور اس نے مذکورہ شخص کو مسلمان لڑکا سمجھ کر لیا۔

ان کے آج تک دنیا کے ہر معاشرے میں تین قوتوں کی حکمرانی رہی ہے جن میں حکام، مذہبی اور طبقات شامل تینوں ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ مذہبی اکابر حکام کی ہر گنجی جھوٹی بات کے انہیں من مانی کا موقع دیتے ہیں جبکہ حکام اہل مذہب کو مالی امداد فراہم کرتے ہیں اور ان کے غرضوں کو جسمانی، ذہنی اور جنسی طور پر صحت مندر بننے کیلئے نسخے اور کشتے مہیا کرتے ہیں۔

ان کے ہاں پر پورا تسلط حاصل ہونے کے باوجود بھی مسلمانوں سے ہمیشہ خطرہ رہا ہے۔ خود کو لے اور مسلمانوں میں دراڑیں ڈالنے کیلئے اس نے جب کسی مذہبی حوالے اور دھڑے کی ضرورت محسوس کی تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا کر لا کھڑا کیا۔ ان دونوں قوتوں کو شیطان نے آگے لے جانے کے لیے بھیرہ نژاد حکیم مولوی نور الدین نے اپنی تمام تر ذہنی اور طبی قوتوں کے ایک مرزائی معاشرے کو جنم دیا۔ مرزائیت کے قیام کو دوام بخشنے کیلئے مرزا غلام احمد کے برگ و بار اور خلفاء کو مرزائی علماء نے دلائل و براہین سے سچا ثابت کیا اور انگریزوں سے ان کے حق میں جیکہ ان دونوں حلقوں کی ذہنی، جسمانی اور جنسی آبیاری کیلئے طبیبوں اور ویدوں کے ذریعے اپنی خدمات انجام دیں۔ ربوہ شہر میں دسی علاج کرینوالے حکماء کی بکثرت دکائیں ان کے مطابق حکیم نور الدین کا مرزائی خاندان نبوت اور امت پر بڑا احسان ہے۔ اس کی مرزا غلام احمد کی ذہنی ہوئی جنسی قوتوں کو سنبھالا دیا اور نسخہ "زود جام عشق" کے زور سے مرزا غلام احمد الشیر احمد ایم اے پیدا ہوئے۔

ان کے ادارے میں دواخانہ خدمت خلق، دواخانہ حکیم نظام جان اور خورشید یونانی دواخانہ بہت بڑے کے مراکز ہیں۔ اس کے علاوہ شہر میں کئی چھوٹے چھوٹے مطب بھی موجود تھے، جن میں حکیم محمد امجد سنیا سی کا مکتبہ فیض عام بہت مشہور تھے۔ کھلنڈرے لڑکے اکثر "فیض عام کو قبض" کے لیے شایاں کو چھینرتے اور مادر و خواہر کی مغفلات سنا کرتے تھے۔

ان خاندانوں میں زیادہ تر قوت مردی میں اضافے کی ادویہ فروخت ہوتی تھیں۔ ہر دوسری دوا "خلیلہ اول" تحریر کر دیا جاتا جس کی کشش سے دوا کی خریداری میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ "مرزا

غلام احمدؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ ان پر جتنی قوت بڑھانے کا خطبہ سوار تھا۔ ان کی تھلی امت کے مرد بھی ہر وقت جتنی کمزوری دور کرنے اور قوت مردی بڑھانے کے چکر میں رہتے تھے۔ نسخوں کا ہی اعجاز و اکرام ہے کہ مرزائی تعداد از دواج اور کثرت اولاد کے دلدادہ ہیں۔ حکماء کا کہ وہ جب بھی کوئی ”ہم“ قسم کا نسخہ تیار کرتے ہیں تو پہلے خود استعمال کرتے ہیں۔ اسی بنا پر وہ انہوں نے خلق کے حکیم بشیر اور دوا خانہ نظام خان کے حکیم نذیر کے گھروں میں بچوں کی بھیجی ہوئی تھی۔ بھی اپنے اپنے کشتوں کی برکت سے خاصے عیالدار تھے۔ جتنی ادویہ کے علاوہ نور کا جل، محبوب مرید نور محمد مولوی نور الدین کے نسخے قرار دیئے جاتے اور ان سے چاندی حاصل کی جاتی۔ پیٹ درد کیلئے تیار کی گئی دوا ”ہاضمون“ بہت مشہور تھی، جس کیلئے انہوں نے ایک لقمہ بھی لکھی تھی۔

ہاضمون کیا خوب دوائی

ربوے و حق حکیم بنائی

بڑے بڑے مگر مجھے قسم کے حکماء کو ”مرزائی خاندان“ کی سرپرستی حاصل تھی لیکن چلی سلع نہایت تنگ دست تھے، جنہیں دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے رہتے تھے۔ حکیم صدیق نے اپنی کمپرسی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ”ہم پر تو کوئی ایسا عذاب الہی نازل ہے کہ کسی کو مفت و آرام آجاتا ہے لیکن مول دوا لینے والوں کو معمولی افادہ بھی نہیں ہوتا۔ بعض اوقات تو لوگوں کو دوا واپس کرنی پڑتی ہے۔ بڑے حکیموں کے بھی اکثر نسخے ناکام تھے۔ مگر ان کا ”کلا“ بہت مضبوط خدمت خلق والوں کا کیل مہاسوں سے نجات دلانے والا ”ہوئی لوشن“ انتہائی خطرناک تھا۔ انہوں نے استعمال کیا تو وہ خطرناک الرجی کا شکار ہو گئی جو بمشکل اور بسیار ڈاکٹری علاج سے اس کے چہرے پر نشان عمر بھر موجود رہے۔

جہاں ربوہ میں ایک طرف ”حکیم راج“ تھا تو دوسری طرف زچہ بچہ کے بھی کئی چکر کلینک کھلے ہوئے تھے، جنہیں عطائی قسم کی دوائیاں چلاتی تھیں۔ دو کلینک بہر حال بڑے اور جن میں ایک ”اقبال زنانہ دوا خانہ“ تھا جو محلہ دارالرحمت و سطلی میں کچے بازار اور پرانے قریب واقع تھا۔ ربوہ میں طبقاتی فرق ملک بھر میں سب سے زیادہ تھا جس کی بنا پر اعلیٰ گھرانوں کی خواتین تو اپنے زچگی کے مراحل بڑے شہروں کے بڑے ہسپتالوں میں سر کیا درمیانے، سفارشی اور منہ لگے طبقے کی خواتین کیلئے فضل عمر ہسپتال میں بھی مراعات و سہولیات لیکن چلا اور تیسرے درجے کا طبقہ بہر حال روایتی دانیوں اور مذکورہ دوا خانوں کے سہارے

اس میں زچگی کے امور کے علاوہ اسقاط حمل کے کیس بھی منٹائے جاتے تھے۔ اقبال زنانہ دوا خانہ رضی اقبال اپنے بیٹے کی معاونت سے یہ کلینک چلا رہی تھی۔ اس کے بیٹے کی رحمت بازار میں ”ان“ نام ”نصیم پمپی ہاؤس“ تھی۔ اس کے علاوہ گول بازار کے ریلوے پھاٹک سے ملحقہ پھاڑیوں میں ایک مختاری دانی کا میٹرنی ہوم تھا۔ یہاں بھی خواتین اپنے زچگی کے مراحل سے گزرتی تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سے بالا بلند اور نام نہاد شرفاء شینہ مشاغل سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لیے ان کلینکوں سے رجوع کرتے تھے۔ دارالرحمت و سطلی میں ہمارا ایک کلاس فیلو صابر علی رہتا تھا۔ وہ کبھی مرزائی بے زار انسان باتیں کھری کھری کرتا تھا۔ اس نے رضی اقبال کے بارے میں دوسرا مگر چچا ایک غیر مستند دانی ہے لیکن قادیان کی ظلی نبوت کی پیدادار کی تفتیش بنائی ہوئی ”اسٹی“ کی مشکلات بہر حال آسان کر دیا کرتی ہے۔ اس کے بدلے میں اس نام نہاد ڈاکٹری کو قسم رسید نہیں اور ”اوپر والوں“ سے انعام بھی ملتا ہے۔

حق ربوہ میں جس قدر عام تھی، اس کی مثال کسی اور معاشرے میں بہت ہی کم ملتی ہے۔ یہاں ہمیں دونوں طلاق کو مرضی کے مطابق استعمال کر لیتے تھے۔ ہمارے سکول کے ایک ٹیچر اسامیل کے ملاخی کے پروفیسر بیٹے مبارک احمد کی شادی ہوئی تو سہاگ رات کو ہی لڑکی نے لڑکے کے گھر سے انکار کر دیا اور اگلے ہی روز دونوں میں طلاق ہو گئی اور اسی جفتے دونوں کی نئی شادیاں ہو گئیں۔ طلاق کے بعد خواتین میں عدت گزارنے کا بھی کوئی تصور نہیں تھا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ افتخار بیگم کو محض اس بناء پر طلاق دے دی کہ اس کو کسی اور لڑکی سے شادی ہو چکی تھی جبکہ اس کا باپ اس لڑکی کو صرف اپنے اغراض و مقاصد کیلئے ”بہو“ بنا کر لانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی منکوحہ کو طلاق کے ساتھ تحریر کیے جانے والے خط میں لکھا ”ہمارے معاشرے میں سرکار کا ساتھ تعلقات استوار کر لینا معمول کی کارروائی ہے۔ لہذا میں آپ کو اپنے باپ کے چنگل سے لے کر طلاق دے رہا ہوں“۔ یہ واقعہ بھی محلہ دارالرحمت شرقی کی ایک کلینک لڑکی سے پیش آیا۔

حق اور خلع کے معاملات کو حل کرنے والی ربوہ کی متعلقہ انتظامیہ کا خاصہ ہے کہ وہ ایک ہی میں طلاق کا فیصلہ کر دیتی اور کھڑے پاؤں لڑکی اور لڑکے کیلئے نئے رشتے تجویز کر دیتی جنہیں اکثر قبول کر لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ طلاق کے مضراثرات کو محسوس کیا جاتا اور نہ ہی اس سے بچاؤ کا اقدامات کیے جاتے تھے۔

مرزائی عورتیں شوقیہ طلاق بھی لے لیتی تھیں۔ ایسی کئی مثالیں دیکھی گئی ہیں۔ ایک شخص عبد بن نے جب کسی شخص کو وجوہ کے بغیر طلاق لے لی تو ہمارے ایک کلاس فیلو محمود نے اس بارے

میں بتایا کہ مذکورہ خاتون ازدواجی بندھن کی قائل نہیں تھی۔ اس نے گھروالوں کے مجبور کرنے پر چلا اور ایک ”بچہ“ حاصل کرنے کے بعد شوہر اور سسرال سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ محمود کے مطابق وہ وابستہ اکثر تعلیم یافتہ خواتین میں بھی رچان پایا جاتا ہے۔ وہ صرف بچہ حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ معاشرے میں ان سے ”تنہا عورت“ کا ٹیبل اتر جائے۔ اس مقصد کیلئے وہ کسی بھی عام شخص سے ملتی ہیں اور مقصد حاصل ہوتے ہی کسی بھی بات کو جواز بنا کر نجات حاصل کر لیتی ہیں۔

ربوہ میں طلاقوں کی ایک اور وجہ بھی ہے جس پر مرزائی بے زار افراد کی اکثریت پوری طرح ہے۔ ان لوگوں کے مطابق مرزائی امت کے مرد حضرات اپنے پیشوا اور ان کی آل کے نقش قدم ہوئے ”سدومیت“ کے اس قدر سیسے ہیں کہ وہ بیویوں کو بھی تنہا شوق بننے پر مجبور کرتے ہیں۔ بعض خواتین مجبور یوں کے باعث سر تسلیم خم کر لیتی ہیں جب کہ اکثریت اس پر طلاق کو ترجیح دیتی ہیں۔ ہمارے ایک خاتون بشری نے محض اسی وجہ سے طلاق لے لی کہ وہ شوہر کی یہ خواہشات پوری کرنے سے قاصر تھا۔ ہمارے سکول کے ایک استاد کی شادی بھی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون سے ہوئی جو پائے کی دان تھی۔ اس نے موصوف سے شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد طلاق لے لی۔ اس کے بارے میں سننے میں آیا کہ خاتون اپنے شوہر نامدار کی جنسی خواہشات کو پورا نہیں کر سکتی تھی، جو وہ اس کے ساتھ امت کی مسلمہ روایت کے طور پر ادا کرنا چاہتا تھا۔

جھوٹ وہ معاشرتی بیماری ہے جو کسی بھی معاشرے کی تمام اچھی اقدار کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہے۔ قادیانی نبوت کی بنیاد ہی جھوٹ ہے۔ لہذا یہ امت ہمہ وقت جھوٹ بولنا اپنا ایمان سمجھتی تھی۔ بڑے اکابرین اپنی کبھی ہوئی باتوں سے یوں مکر جاتے ہیں جیسے وہ بات کبھی گئی ہی نہیں تھی۔ ایک چودھری نذیر خان ایک بار ہمارے گھر آیا اور کہنے لگا کہ ”میرا بھائی اور بھالی بھائی احمد ایاز اور صاحب جماعت کے مبلغ ہیں اور دونوں نے میرے حصے کی جائیداد ہتھیا کر اپنے نام کرائی ہے۔ ان کا مطلب ہے کہ یہ جائیداد مورد وثق نہیں بلکہ ان کی اپنی خریدی ہوئی ہے۔“ ابا جان جی نے اسے کہا ”تم اس میں کوئی ثبوت پیش کرو کہ جائیداد کے تم بھی وارث ہو۔“ کہنے لگا ان لوگوں نے باپ کی بیماری کے زمانے میں ہر چیز اپنے نام کرائی تھی۔ اب ثبوت تو میرے پاس ہے نہیں، بات قسم کی ہے مگر یہ لوگ جھوٹا کھانے سے دریغ نہیں کرتے۔

ہماری گلی میں ایک حکیم صدیق آف میانی والے قیام پذیر تھے۔ ان کا بیٹا شریف صدیقی ایک روز گارنوجوان تھا۔ اس کو گھر میں کوئی وقعت حاصل تھی، نہ گھر سے باہر اس کی کوئی عزت کرتا تھا۔ ”ہینڈ رائٹنگ“ بہت عمدہ تھا۔ وہ ابا جی کا بے حد احترام کرتا تھا۔ چنانچہ جب بھی سکول کے لیے

اسے کہا جاتا۔ وہ بنا دیتا تھا۔ ایک بار میں نے اس سے پوچھا ”آپ کو نوکری کیوں نہیں ملتی؟“ ”میاں میں نوکری حاصل کرنے کے قائل نہیں۔“ میں نے پوچھا آپ پر بھے لکھے ہیں، پھر کیا وجہ ہے نہ ملنے کی۔

اپنے لگا ربوہ میں نوکری حاصل کرنے کیلئے منافقت کی ڈگری ہونا ضروری ہے۔ زہر کو قند کیلئے کافن جسے آتا ہو، وہ شجر احمدیت کے اثمار سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔ میری مجبوری ہے کہ میں احمدی ہو کر بھی اپنی آل نبوت اور امت کے ساتھیوں کی برائیوں اور خطاؤں سے چشم پوشی نہیں کرتا۔ اپنے والدین، متعصب بھائیوں، محلے کے صدر اور جماعت کے اکابرین کے سامنے غلط کو غلط کہتا ہوں اور یہ چیز ان لوگوں کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ لہذا مجھ سے بڑے گھر والے خوش ہیں نہ جماعت والے راضی۔ پھر مجھے نوکری خاک ملے گی؟“

علاوہ میں چڑے شکار کرنے کا رواج عام تھا۔ ہر گھر میں لوگ مرغیاں ”ٹاڑنے“ والے ٹوکڑے کو لالہ کے سہارے اس طرح کھڑا کر دیتے کہ نیچے ایک خلا سا بن جاتا جہاں باجرہ بکیر دیا جاتا تھا۔ باجرہ دیا جاتا تو چنگے ٹوکڑے کے نیچے جاتا، ٹوکڑے کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کھینچ لی جاتی۔ یوں بیچارہ بھوکا ہو جاتا جس کو پکڑ کر ذبح کر لیا جاتا تھا۔ ربوہ والے کہتے تھے کہ وہ چڑے بھی اپنے ”نبی“ کی سنت پر کھاتے ہیں۔ ایک صاحب نے بتایا کہ مرزا غلام احمد چڑے پکڑتے اور انہیں سرکنڈے سے لٹکاتے اور انہیں دہ طریقہ سے ذبح کیا کرتے تھے۔ ان کے اتنی اس معاملہ میں قدرے رحم دل واقع ہوئے تھے کہ سرکنڈے کے بجائے چاقو سے چڑے ذبح کرتے تھے۔ ہمارے سکول کے ایک ماسٹر مسعود جن کی بیوی کی طبیعت ناک تھی، چڑوں کے بڑے رسیا تھے۔ وہ لڑکوں کو چڑے پکڑ کر لانے کو کہتے تھے اور جو لڑکا چڑے فراہم کرنے میں فراخ دلی سے کام لیتا، موصوف اسے نمبر دینے میں دریادلی سے کام لیتے تھے۔ اس کے علاوہ ربوہ میں تلیر، شارک، لالی اور کبوتروں کا شکار بھی بہت کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ شکار کیلئے گھنٹوں کے علاوہ غلیل بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی ہمیں بھی چڑوں کے شکار کا شوق تھا۔ میں اور میرا کزن شکار کے ابتدائی مراحل طے کر رہے تھے کہ ابا جی کو خبر ہو گئی۔ اس کے بعد ہم ساتھ جو ہوا، اس کا نتیجہ بہر حال یہ تھا کہ پھر کبھی ”چڑا کشی“ کا خیال ہمارے ذہن میں نہیں آیا۔

ربوہ کے دکانداروں کا ناپ تول اس قدر بدیاقی پر مبنی تھا کہ خود اہل ربوہ اپنے ہم مذہبوں پر اعتبار رکھ کر کہتے تھے۔ وہ سودا سلف لینے کیلئے چنیوٹ یا لالیاں جانے کو ترجیح دیتے تھے یا جن عباس کے ہاتھ سے اشیاء ضرورت خرید کرتے تھے۔ شریف بٹ اور حفیظ سبزی فروش کے ساتھ اکثر لوگوں کا تعلق تھا۔ ان پر بھگتہ ہوا کرتا تھا اور تو اور یہ لوگ اپنی گندم پھونانے کیلئے ربوہ کی چنگی پر جانے کی بجائے چن

عباس کے مسلمان بچکی والے کے پاس جایا کرتے تھے۔ ان تمام حقائق سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کا گیارہواں صدی اور ساجی طور طریق مرزائیوں سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے کہ یہ لوگ حقیقی زندگی میں مسلمانوں پر ہی انحصار کیا کرتے تھے۔

اس شہر کے باسیوں میں گایاں دینے کا عام رواج تھا۔ وہ لوگ کشتی نوح میں مرزا غلام قادر اور مسلمانوں کو دی گئی گایوں پر بڑے نازاں تھے اور ان کی تقلید میں گالی دینا اپنا کمال سمجھتے تھے۔ ایک ڈپوہ ولد عبد الرحیم چیمہ مغلطات کا اس قدر ماسٹر اور شوگر تھا کہ اپنے ڈپوہ پر آنے والے گاؤں کو رگڑا لگا دیتا تھا۔ ایک بار کسی گاؤں کو رحیم چیمہ گالی دے بیٹھا جس پر بات بڑھتی بڑھتی لمبی لڑائی ہوئی اور اختیار کر گئی۔ معاملہ امور عامہ سے ہوتا ہوا مرزا ناصر احمد کے پاس چلا گیا۔ مرزا ناصر احمد نے رحیم چیمہ کو طلب کر کے کہا ”چیمہ صاحب! آپ کی شکایت آئی ہے کہ آپ اپنے ڈپوہ پر آنے والے گاؤں کو رگڑا دیتے ہیں۔“

اس پر رحیم چیمہ نے کہا ”جناب کہو! بہن..... کہند اے۔“
یہ سن کر مرزا ناصر احمد اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ کہتے بھی کیا، ان کی اپنی تعلیم بول رہی تھی۔

ربوہ میں بیاہ شادیوں کے سلسلے میں عجیب فرق و امتیاز پر مبنی نظام رائج تھا۔ ”اہل خاندان“ اس حواریوں اور پوش علاقے کے باسیوں پر شان و شوکت سے شادی کرنے پر کوئی پابندی نہیں دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ ریلوے لائن کے ایک طرف لاری اڈہ والی سائیز پر محلہ دارالصلوہ باسی جو کریں، وہ سب اچھا تھا لیکن ریلوے لائن کے دوسری طرف کے مکین اور دارالرحمت محلوں اور مرکز کی ہدایات کے مطابق مسجد میں نکاح کیا کرتے تھے۔ اس کیلئے دلیل یہ دی جاتی تھی کہ متوسلین شادی بیاہ کے اخراجات سے بچانے کیلئے یہ حکمت عملی اختیار کی گئی جبکہ اہل زر و ثروت اپنے وسائل پر سب کچھ کر گزرنے میں آزاد تھے۔

لو میرج بھی ربوہ کے کلچر کا حصہ تھی۔ اکثریت پسند کی شادی کرتی ہے۔ ہماری گلی میں ہی ایک بشری تین رہا کرتی تھی۔ اس کے گھر والوں نے اس کی شادی طے کر رکھی تھی لیکن موصوفہ نے عین ان پر شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی مرضی سے ایک مسلمان سے شادی رچالی۔ اسے مرکزی طرف ربوہ بدر کرنے اور سوشل بائیکاٹ کی دھمکی بھی دی گئی مگر اس نے کسی کو خاطر میں لانے سے انکار کر دیا۔ ہمارے ایک کلاس فیلو ظہیر الدین بابر نے والدین کی طرف سے پسند کی شادی میں رکاوٹ پر غور کر کے کوشش کی۔ میوہ ہسپتال کی ایک نرس ناصرہ نے بھی پسند کی شادی کر لی اور گھر والوں کو اس وقت بتایا کہ وہ ماں بننے والی تھی۔ ”لو میرج“ یوں تو ہر معاشرے میں ہوتی ہے لیکن ربوہ کلچر میں اس کی نوعیت

ان نبوت کے بڑے بوڑھے اور نوجوان توجہ امت کی کسی بھی لڑکی سے شادی کرنے میں آزاد تھے۔ جماعت کے عام افراد پر پابندی تھی۔ گو وہ بھی اس پابندی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اس لیے بہت اپنے والدین یا گھر والوں کو خبر کیے بغیر بھی شادیاں رچا لیا کرتی تھی۔

ناصر کے بھائی مرزا رفیق نے چنیوٹ کے ایک سابق ہیڈ ماسٹر جلال شاہ کی بیٹی کو کسی طرح نکاح کر لیا اور اس کے والدین کی رضامندی کے بغیر شادی کر لی۔ بعد ازاں جلیل شاہ کو دفتر عیب مالی کی پیشکش کی گئی، جس پر موصوف نے مذہب اور عزت کو پیش و عشرت پر وارد دیا اور اپنے پورے گھر کے ساتھ ربوہ آ گیا، اور ریٹائرڈ ہونے کے بعد ربوہ میں ٹیوشن سنٹر کھول لیا۔ وہ بزم داما و تعلیمی تنظیم مذہب و ہم مشرب اور باب حل و عقد سے انگریزی کے گیس حاصل کر کے طلباء کو منتخب سوالات کے ساتھ دیتا۔ امتحان میں وہی سوالات آ جاتے جس سے طلباء امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کر لیتے تھے۔ طریق کار سے جلیل شاہ کے گھر ٹیوشن پڑھنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی لیکن سیاہ فام جلیل شاہ کا رنگ و لہو لڑکوں کے بجائے لڑکیوں کو ٹیوشن پڑھانے کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ سارے دن میں لڑکیوں کی کلاس لیتا جبکہ لڑکوں کی صرف ایک کلاس ہوا کرتی تھی۔

ربوہ کی ایک خاتون ٹیچر ایک سرکاری اسر کے دام محبت میں آ گئی، موصوف پہلے ہی شادی شدہ اور نکاح کا باپ تھا۔ اس ٹیچر کو اس نے دوسری شادی کی پیشکش کی تو اس نے شرط رکھ دی کہ پہلی بیوی کو نکاح کر دے اور بیٹے کو نکاح کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ طلاق دلو اور شادی رچانے کا رواج بھی ربوہ کی عورتوں کا تھا۔ جبکہ اکثر مرد بھی دوسروں کی بیویوں کو شیشے میں اتار کر طلاق پر راغب کر لیتے اور بعد میں نکاح چاہا کرتے تھے۔ جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا، ربوہ میں طلاق کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی کا

نکاح نامی زندگی عدم استحکام کا شکار رہتی تھی۔
لو میرج میں دیواروں پر فضول قسم کی باتیں لکھنے کا بھی بہت رواج تھا۔ خوبصورت لڑکے کو وہاں کے کسی کسی مخصوص اصطلاح میں ”ٹو“ کہا کرتے تھے۔ ہمارا ایک دوست عبدالسیع سمیل جو سرگودھا میں تھا، اس کے حسن کے بہت چرچے تھے۔ ہر دیوار پر جلی حروف میں لکھا ہوا تھا ”ربوہ کا مشہور و معروف سمیل کے ٹو“ اہل شہر کو ”ٹو“ سے کیا نسبت تھی، اس کا مجھے آج تک علم نہیں ہو سکا۔ تاہم کئی لوگ یہ الفاظ بھی تحریر ہوتے تھے کہ ”بے وفاد دوست سے کے ٹو سگریٹ اچھے ہوتے ہیں۔“

لوگ کو گھر سے بلانے کیلئے عجیب طریق کار مرد و عورت تھا۔ جب کوئی شخص کسی کے گھر جاتا تو دروازہ کھٹکھٹا کر دیتا تھا، حالانکہ ہر گھر پر ”کال بیل“ بھی لگی ہوتی تھی۔ جانے والا دروازے کے باہر کھڑا

ہو کر زور سے ”السلام علیکم“ کہتا جس کے جواب میں صاحب خانہ باہر آ جاتا تھا۔ مرزائی اس طرح مذہبی لحاظ سے انتہائی شائستگی عمل قرار دیتے تھے۔ دوسری طرف عالم یہ تھا کہ اگر کوئی شخص گھر سے آتا یا دروازہ نہ کھولتا تو آنے والا کسی بچے کی خدمات حاصل کرتا۔ بچہ دیوار پھاند کر گھر میں داخل صاحب خانہ کو باہر آنے کیلئے کہتا۔ نتیجتاً اسے باہر نکلتا ہی پڑتا۔ ان واقعات و حقائق سے یہ اندازہ نہایت آسان ہے کہ ربوہ کی معاشرتی زندگی کس قدر تضادات کا مجموعہ تھی جس کی بنا پر مرزائی منافقت کا بخوبی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

ہم نے سن رکھا تھا کہ ربوہ میں جنت اور حوریں بھی ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی جانا جائے کہ جنت دوزخ کہاں ہیں اور حوریں کدھر اور کیسی ہوتی ہیں۔ اباجی سے جو معلومات ملے جنت دوزخ کے بارے میں تو کچھ پتہ چل گیا مگر حوروں والا قصہ ابھی تک تشنہ بلکہ ناقص تھا۔ مرزائی لڑکی سے اس بارے میں دریافت کرتا بھی مشکل تھا۔ ہماری کلاس میں ایک لڑکا عبدالملک تھا۔ دیہاتی لب و لہجے کا یہ لڑکا مرزائیوں کے سخت خلاف تھا، مگر اپنے باپ کی جائیداد سے مرزائیوں کے خوف سے مرزائیت کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ ایک دن وہ مرزائیت اور اس کے ماننے والوں کے فخر پر طبع آزمائی کر رہا تھا۔ میں نے موقع غیبت جانا اور اس سے حوروں کے متعلق پوچھ ڈالا۔ غصے سے پہلے ہی تھا۔ میرے استفسار پر اس نے حوروں کی پوری تفسیر بیان کر ڈالی۔ کہنے لگا:

”سو نہ! حوراں کا دھیاں نہیں، ربوہ دیاں ساریاں کڑیاں نوای حوراں کہہ دے نہیں تاہم کچھ حوریں اصلی ہوتی ہیں بعض نقلی۔“

پوچھا ”نقلی اور اصلی حوروں سے مراد؟“ جواب ملا ”یار! اصلی حوراں مرجو آئیاں دیاں زنانیاں نہیں نقلی حوراں حماتراں دیاں رتاں نہیں۔“

مالک سے میں نے سوال کیا، ان لوگوں کی خواتین اصلی اور تم والی نقلی حوریں کیوں، اس کا مسکرایا اور کہنے لگا۔

”بھائی! وہ اصلی دہی سگی دیاں نہیں تا“ وہ اس طرح کہ ہمارا نبی خواہ سچا ہے یا جھوٹا، اس سے قطع نظر نبی تو ہے تا۔ اب اس کی آل اولاد میں جتنی لڑکیاں ہیں، وہ خوبصورت بھی ہیں، امیر بھی۔ ان کے لباس، شکل و صورت اور نشست و برخاست ہماری عورتوں سے مختلف اور پرکشش ہے۔ چنانچہ اصلی حوریں ہی کہا جائے گا جبکہ ہماری عورتیں مرتبے، مقام اور جیب کے اعتبار سے ان جیسی تو نہیں ہیں لیکن اس نبی کی امت تو ہیں، جسے ہم نے مان لیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے حوروں والی صفات ہماری خواتین کے جیسے ہیں بھی آتی ہے۔“

ان معلومات ملنے کے بعد میں نے حوروں کے بارے میں خود بھی مشاہدہ کیا تو مجھے ربوہ کی ہر طرف سی گئے گی۔ کیونکہ مرزائی عورتوں کا اپنی طرف متوجہ کرنے کا جو انداز ہے، اس سے وہ خواہ مخواہ میں جتنی تھیں۔ سیاہ رنگ کے ان کے برقع کی وضع قطع کچھ اس طرح کی ہوتی ہے کہ ہر خاتون کیلئے ”نظر آتی تھی۔ برقع کا نچلا حصہ لمبا اور چڑھتا ہوتا جو کہنے کو برقع مگر اس میں ملبوس ہر خاتون کیلئے ”نظر آتی تھی۔ سر پر تنگونی سکارف اور اس کے ساتھ دو نقاب اپنے اندر ایک طوفان چھپائے ہوئے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ ہر عورت ایک نقاب سے چہرے کا نچلا حصہ ناک تک چھپا لیتی ہے۔ نقاب سر پر لپیٹ لیا جاتا ہے۔ صرف آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں جو آنکھیں آنکھوں میں باتیں کر رہی ہیں۔ جیسے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا کر اچھی بھلی دشمن عقل و ایمان بن جاتی ہیں۔ اس گٹ اپ کی شکل و صورت والی عورتیں بھی ماہ لقا اور حور شائل نظر آنے لگتی ہیں۔

مرزائی خاندان نبوت کی خواتین واقعی حسن و جمال کا پرتو ہیں ”عزازیلی“ حسن کی بنا پر ہی یہ جھوٹا ربوہ رہا ہے۔ حسنین ربوہ کو حوریں کہتا اگرچہ شاعری کے زمرے میں آتا ہے لیکن جس کسی نے مرزائی خواتین کو حوریں کہا ہے، اس میں اس کی خرد قصور وار نہیں۔ یہ دست قدرت کا کام ہے یا کالے برقع کی فسوں سازی جس نے وہاں کی ہر عورت کو حور بنا کر رکھ دیا ہے۔

مرزائی امت کے ارباب اقتدار اور شہر کے عوام الناس نے اپنے ہر قول و عمل پر منافقت کا لہذاہدہ کر دیا ہے۔ ربوہ کے معاشرے کو پاکیزہ اور مثالی ظاہر کرنے کیلئے مختلف ڈرامے بازیاں کی جاتیں، شہر کے ایک کونے پر جامعہ نصرت گر لڑکا کالج اور نصرت گر لڑکی سکول اور دوسرے کونے پر لڑکوں کا اسلام ہائی سکول اور فی آئی کالج کی تعمیر قابل ذکر ہے۔ اس تعمیر کی غایت بظاہر یہ تھی کہ باہر کی دنیا ثابت کیا جائے کہ صنف نازک اور صنف کرخت کے تعلیمی اداروں میں انتہائی فاصلے ایک مثالی معاشرے کی شاندار مثال ہیں۔ لیکن ان کی منافقت اور ڈرامے بازی اس وقت انتہائی مضحکہ خیز ثابت ہو رہی ہے۔ الف محلہ، دار نصرت، دار البرکات اور پہاڑی کے دامن میں واقع دارالیمین کی طرف اپنے سکول کالج کیلئے ریلوے لائن کے کنارے چلتی ہوئی آ رہی تھیں جبکہ فیکٹری ایریا، محلہ دارالرحمت غربی، شرقی، وسطی، ریلوے سٹیشن کے علاقے کے لڑکے دریا کی طرف اپنے سکول کے لیے تھے تو دونوں اصناف کا آپس میں کراس ہوتا۔ اس دوران بے شمار لڑکے لڑکیوں کے آپس میں لڑائیوں اور رقعوں کے تبادلے ہو جاتے اور کسی کو کانوں کا خبر بھی نہ ہوتی۔

ایک مرتبہ میں اور میرا کزن محمد شفیع ریلوے لائن میں چلتے ہوئے سکول جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لڑکے نے اپنے فرباد کی نگاہوں سے بلائیں لیتے دیکھا تو لامحالہ ہمارا دھیان ادھر چلا گیا۔ اس محویت میں پیچھے

سے آتے ہوئے ریلوے سٹیشن کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ قدرت کو ہماری زندگی مقصود تھی کہ انجن اچھلے
فاصلے پر تھا کہ ہم نے دائیں بائیں جانب چھلائیں لگا کر جان بچائی ورنہ ایک حور کے کلمات کا
دوسری دنیا پہنچا چکا ہوتا۔

ربوہ کی ایک لڑکی کا نام نجر تھا جسے سب لوگ بھی کہتے تھے۔ اس کی چنیوٹ کے اندر
لڑکے ظہیر احمد سے نہ جانے کیسے ملاقات ہو گئی اور اسے اپنا دیوانہ بنا لیا۔ یہ لڑکا یتیم تھا اور
کرنے ملتان سے اپنی بہن کے پاس چنیوٹ آیا ہوا تھا۔ ظہیر کے گھر والوں نے سنا ہوا تھا کہ
تعلیم بہت اچھی ہے۔ لہذا اسے فرسٹ ایئر میں تعلیم الاسلام کالج میں داخل کر دیا گیا۔ اس کی
ملاقات ہوئی تو وہ ظہیر پر لٹو ہو گئی۔ دسمبر ٹیسٹ میں جب ظہیر میاں فیل ہو گئے تو اس کے گھر والے
ٹھنکا۔ انہوں نے اپنے طور پر انکوڑی کی تو معلوم ہوا کہ میاں صاحبزادے تو حور کی زلفوں کے
چکے ہیں۔ بس پھر کیا تھا، پہلے تو ان کی خوب دھنائی ہوئی مگر جب عشق کا بھوت ان کے سر سے
موصوف کو گھر والوں نے واپس ملتان بھیج دیا۔

حوروں کے سب سے بڑے ”دو پلو“ مرزا محمود احمد کی بیویوں مہر آپا اور مریم صدیقہ
جھوٹی آپا کے گھروں میں تھے ”رحم سے خالی“ مہر آپا کے پاس جماعت کی دیوداسیوں کی ایک فہرست
بظاہر اس کی خدمت پر مامور تھے مگر حقیقت وہ اپنے نبوت زادوں کی ولایتی کا سامان کرتیں
کے دام میں آنے والے نئے بچھڑیوں کے پاؤں میں اپنی زلفوں کی بیڑیاں ڈال کر تھیں۔
ربوہ کے تمام مرد و مقامات پر سر و نگاہ جھکا لیتے اور ہاتھ باندھ لیا کرتے تھے۔ ایک
خلیفہ، اس کی اولاد یا جھوٹے خاندان نبوت کے کسی بھی فرد کے سامنے پیش ہوتے، دوسرے

جب حوریوں ان کے سامنے آتیں۔ ”ربوی مرد“ سکنیوں سے انہیں دیکھ کر تو لیتے مگر ان سے
جانے کیوں ان کے بس میں نہیں ہوتا تھا۔ کئی ایک سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے
اپنے ”نبی“ کی نام نہاد تعلیمات کا حوالہ دیتے ہوئے ”ہم اپنی مذہبی تربیت کی بنا پر عورتوں کی طرف
اتھا کر نہیں دیکھتے جبکہ عورتیں ہمیں سر سے پاؤں تک دیکھ لیتی ہیں۔“

جامعہ نصرت کالج فار ویمن کی پرنسپل فرخندہ جو مسز شاہ کے نام سے مشہور تھیں، ان کی طرف
کیلئے ”خدمات“ کو بہت سراہا جاتا تھا۔ ان کی علمیت کے علاوہ زبردست ڈسپلن کے قصیدے
خلافت میں چار دانگ پڑھے جاتے تھے۔ ان کے بیٹے نے اپنی والدہ کو کالج میں سوشل ورک
متعارف کرانے کا مشورہ دیا جسے قبول کر لیا گیا اور پھر بیٹے ہی کی سفارش پر ایک مسلمان لڑکی سوشل
سوشل ورک کی لیکچرار کے طور پر ملازمت دے دی گئی۔ اس مسلمان لیکچرار نے مسز شاہ کے سخت

وقت میں نیک نامی پر پانی پھیر دیا۔ اور پرنسپل کے بیٹے کو پہلے مسلمان کیا، بعد میں اس کے
گھر کی رچا کر اسے کفرستان سے لے کر نکل گئی۔ قعر خلافت مسز شاہ اور حوریوں منہ دیکھتی رہ گئیں۔
اس کے سلسلے میں ایک دلچسپ بات جسے ہر شخص انجوائے کیا کرتا تھا کہ جامعہ نصرت گرلز کالج کی
شاہ، نصرت گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹریس مسز بشیر اور فضل عرفاؤنڈیشن انگلش میڈیم سکول کی
پرنسپل بیوہ تھیں۔ اکثر لوگ ازراہ مذاق کہا کرتے تھے کہ تینوں ”میڈموں“ نے نہ جانے کیوں اپنے
گھر کو دنیا سے باجماعت رخصت کر دیا ہے اور مرزائی مرکز نے زمانہ تعلیمی اداروں کیلئے تین بیوہائیں
منتخب کیں۔

ہمارے چنیوٹ کے ایک دوست کی بہن جو نصرت گرلز ہائی سکول کی طالبہ تھیں اس کے گھر والوں
جماعت سے لاہور منتقل ہونا تھا چنانچہ اس نے آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد نویں کا مشقیت
کرنے کا چاہا مگر سکول کی ہیڈ مسٹریس مسز بشیر نے مشقیت دینے سے انکار کر دیا اور کہا ”بچی لائق ہے،
میں تم کو شکر پاس کرنے تک سکول سے نہیں فارغ کریں گے۔“ سکول کے سینیئر چوہدری علی اکبر
دوست مقصود الرحمن کے والد تھے، ان کی سفارش کرانی مگر بے سود۔ آخر ہمارے ایک اور کلاس
ماتر کی ملاہر دور کی کوڑی لائے۔ انہوں نے یونائیٹڈ بینک کے منیجر لطیف اکمل سے بات کی جنہوں نے
میں سے کہا اور اگلے ہی لمحے مسز بشیر نے مشقیت دینے کی ہامی بھری۔ ہمارا کام تو ہو گیا مگر لطیف اکمل
اس انہونی کے ہو جانے کے اسباب پوچھے تو انہوں نے آنکھ دبا کر کہا ”بھائی یاری کی کچھ تو پردہ
کھانی چاہیے۔“

ایک مرتبہ ہمارے ایک جاننے والوں کی نصرت گرلز ہائی سکول کی طالبہ بیٹی نویں جماعت میں فیل
ہوئی کی والدہ نے سکول انتظامیہ سے ملنے کے بعد لڑکی کے پرچے دوبارہ چیک کر کے اسے رعایتی
کلاس میں پاس کرنے کی درخواست کی۔ اس سلسلے میں اس کی ملاقات لڑکی کی کلاس ٹیچر سے ہوئی جس
نے لڑکی کے باپ کو بتایا کہ لڑکی کی نالائقی کی وجہ اس کا چال چلن ہے۔ یہ اور اس کی سہیلیوں کا گروپ
ہے۔ اکثر غائب رہتا ہے اور یہ سب ایک دوسرے کے بوائے فرینڈز کو محبت نامے پہنچانے اور
ایک دوسرے کو رنج کرانے میں مصروف رہتی ہیں، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پڑھائی میں کمزور رہ گئی ہے۔
والدہ جو پہلے ہی بیٹی کی ناکامی پر سرپیٹ رہا تھا، اب بچی کے مٹھوک چال چلن کی خبر پر سخت پریشان
ہوئے۔ سب لڑکی اور اس کی سہیلیوں سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے ایک اور ہی کہانی سنا ڈالی کہ موصوف
نے خود کچھ مٹھوک لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں اور وہ اپنی ”خوب رو“ طالبات کو ان لوگوں سے
دوست پر مجبور کرتی ہے، اور جو لڑکیاں بات نہیں مانتیں، انہیں نہ صرف کلاس میں رنج کیا جاتا ہے بلکہ

امتحان میں بھی ٹل کر دیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ جب اعلیٰ سطح پر اٹھایا گیا تو سکول انتظامیہ نے یہ کہہ کر دی کر اس طرح اساتذہ اور طالبات کی بدنامی ہوگی۔ چنانچہ لڑکی کو پاس کر کے اعلیٰ کلاس میں بھیج دیا۔ ہمارے محلہ میں ایک لڑکا رفیق رہتا تھا جس کے اپنی پڑوس اور میٹرک کی طالبہ جیلہ تھیں۔ دونوں کے والدین نے انہیں باہر رکھنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود، دونوں نے اپنے اپنے گھر والوں سے انکار کر دیا۔ رفیق کا والد راج گیری کا کام کرتا تھا، وہ اسے اپنے ساتھ کوئٹہ لے گیا جبکہ گھر والوں نے اس کی شادی کر دی۔ فریقین کا خیال تھا کہ دوری دونوں کے سروں سے غلٹ اتار دے گی۔ مگر مرض دوا کرنے کے ساتھ بڑھتا گیا اور رفیق باپ کو محل دے کر کوئٹہ سے چلا گیا اور ایک آنور کشاپ میں کام سیکھنا شروع کر دیا۔ اس دوران رفیق اور جیلہ کی ملاقاتیں پھر سے ہو گئیں۔ چنانچہ جیلہ نے طلاق، اور رفیق نے اپنے استاد کی مدد لے کر نکاح کر ڈالا۔

ربوہ کے ایک حکیم صاحب کے پڑوس میں ملتان کا ایک لڑکا شاکر اپنی ماں کے ہمراہ ہوا۔ حکیم صاحب نے اپنی تربیت کے مطابق اس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ ”بیٹے آپ امیر ہیں؟“ جواب ملا ”نہیں“ حکیم صاحب نے فوراً اسے تبلیغ کرنے کا فیصلہ کیا اور ”مرزا غلام احمد“ کی نبوت و خلفاء کے بارے میں جملہ کہانیاں سنا ڈالیں۔ شاکر اگرچہ مذہبی ذہنیت رکھنے والا مسلمان نہیں تھا مگر اسے مرزائیت سے بھی کوئی رغبت نہیں تھی۔ حکیم صاحب نے اسے مسجد اور دیگر اجلاسوں میں بہت پیشکش کی مگر وہ ہر بار طرح دے جاتا۔ ایک دن حکیم صاحب نے اسے گھر بلایا اور ڈرائنگ بٹھایا۔ ابھی تبلیغ کا باب دوبارہ شروع ہوا ہی تھا کہ حکیم صاحب کی بیٹی چائے لے کر ڈرائنگ آئی۔ بس پھر کیا تھا شاکر لڑکی کو دیکھتے ہی دم بخود ہو گیا۔ ”اتنی حسین لڑکی شاید میں نے پہلے ہی نہیں“ خود دکھائی کے انداز میں وہ بڑبڑایا۔ حکیم صاحب نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگے ”میری بیٹی طاہرہ ہے، اس سال فرسٹ ایئر میں داخل ہوئی ہے“۔ شاکر طاہرہ کے حسن قیامت اس قدر کھویا کہ اس نے حکیم صاحب کی شینہ روز تبلیغ کو گوارا کرنے کا فیصلہ کر لیا اور کہا ”حکیم صاحب مجھے آپ کی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تمام باتیں مجھے رفتہ رفتہ بتائیں سمجھائیں“۔ حکیم صاحب تیار ہو گئے۔ یوں اس نے ایک مقررہ وقت پر ان کے گھر جانے کا حکم لیا۔ حکیم صاحب ایک نیا احمدی جماعت میں لانے میں لگن تھے جبکہ شاکر تو سچی نگاہوں سے طاہرہ کو کرنے میں مصروف تھا۔ حکیم صاحب کی مسلسل کوشش کے باوجود شاکر مرزائی تو نہ ہوا مگر طاہرہ کا دام محبت میں آگئی۔ شاکر طاہرہ سے تعلق برقرار رکھے اور حکیم صاحب کی آنکھوں میں دھول جھونک ”نیم مرزائی“ ہو گیا۔ ان دونوں کی دوستی اور محبت کا حکیم صاحب کو بھی علم تھا مگر وہ شاکر کے مکمل

سب کچھ گوارا کرنے پر تیار تھے جبکہ شاکر انہیں ٹالنے کے لئے نیت سے یہاںے بنالیتا۔ کبھی کہتا ”حکیم صاحب تمہارے مکمل کر لوں، پھر مرزانا صریح بیعت کر لوں گا۔ فوری طور پر بیعت کرنے پر مجھے گھر والے سے اجازت ہے۔“ حکیم صاحب اس کی دلیلوں کو مانتے رہے اور اپنے گھر جانے سے نہ روکا۔ اس دوران اس کا بھی حاصل کرتا رہا۔ یوں اس نے پہلے ایف اے پھر بی اے کر لیا اور مرزائیت پر لعنت بھیجتا رہا۔ ملتان چلا گیا جبکہ حکیم صاحب اور طاہرہ ہاتھ ملتے رہ گئے۔

ایک لڑکی نور النساء ڈار کی داستان بھی مدتوں ربوہ کے کوچہ بازار کا شاہکار رہی۔ جن دونوں نیا لیا گیا تو ربوہ کے متمول گھروں کی چھتوں پر بلند و بالا اٹھنے لگے نظر آتے تھے۔ جماعت کی طرف سے انہیں یوں کوئی دی رکھنے کی سختی سے ہدایت تھی۔ ٹی وی پر جب ہفت وار فلم لگتی تو جماعت کے امراء، ان کے دوستوں کو اجتماعی طور پر فلم دیکھنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔ یہ بات میرے ذاتی مشاہدے میں آئی ہے۔ یہ بھی حوروں کے جلو میں بیٹھ کر پرانی فلم ”جھومر“ دیکھی تھی۔

ملتان کی بازار میں ایک جنرل سٹور کا مالک عبدالواسط انبھائی وجہہ اور خوب روٹو جوان تھا۔ کبڑی ملاڑی کی ایک لڑکی بشری کے ساتھ گہری چھٹی تھی۔ ویسا پر دونوں کھلے عام گھومتے۔ بشری اپنی کپڑوں کے جلو میں دکان پر شانگ کرنے آتی تو جودل چاہتا، سمیٹ کر لے جاتی۔ اس دریا دلی کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جلد دکان خالی ہوگئی۔ تو بشری نے بھی اپنا رخ زیاں موز لیا۔ موصوف دن بھر کوئے جاناں کی باتیں لیکن وہ پری روٹو جیسے گم ہوگئی۔ بعد میں اسے پتہ چلا کہ بشری اس کے ساتھ فلرٹ کر رہی تھی۔ اس کا نکاح تو پہلے ہی کہیں ہو چکا تھا۔

مہارکہ بیگم محکمہ تعلیم کی ملازم تھی جس نے طلاق لینے کے بعد دوسری شادی نہ کی۔ حالانکہ کئی مرزائی اس کے ساتھ ”جڑنے“ کیلئے پر توں رہے تھے۔ لیکن اس نے کسی کو گھاس نہ ڈالی۔ اس کے بارے میں عام تھا کہ وہ محکمہ تعلیم کے اعلیٰ احکام سے جو کام چاہے کروا لیتی ہے۔ مخالفین سے تباہیوں کے اقام لینا اس کا معمول تھا۔ ربوہ کے ”خاندان“ کے سرکردہ افراد ہوں یا مسلمان جاگیردار، اس کی کراہی سب کیلئے یکساں تھی۔

”سدومیت اور گے کلچر“ ربوہ کی آل نبوت اور امت کے تشخص کا لازمی جزو ہے۔ القابات اور رداؤں میں لپٹی ہوئی اس ”ذریعہ مبشرہ“ کا یہ کردار مرزا غلام احمد کے الہامات کی ساری شکل کر رکھ دیتا ہے۔ میں نے غایت تحریر میں مرزا طاہر کی احمدیہ نیٹ ورک ٹیلی ویژن پر کی گئی تقریر کا حوالہ دیا ہے جس میں انہوں نے پاکستانی علماء کرام، خطیبوں اور مساجد کے اماموں پر اغواء، غلام احمد اور ناجائز اسلحہ رکھنے کے الزام لگائے ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں خود کو پاکیزہ اور پوتر

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بات اس ”دروغ گو“ مرزا طاہر کیلئے جس کا حافظہ ختم ہو چکا آئینہ ہے جسے دیکھ کر وہ اپنا سامنے لے کر رہ جائے گا۔

یوں تو قصر خلافت ربوہ کے درو دیوار پر بنات امت کے ساتھ کیے جانے والے ”پاکیزہ“ کہانیاں ہی ربوہ کی آل نبوت کے کردار کا تجزیہ کرنے کیلئے کافی ہیں لیکن اس امت کے ”مسلم“ پرستی، پر روشنی ڈالنی بھی ناگزیر ہے، تاکہ ان لوگوں کو پتہ چل جائے کہ سیکلائٹ پر ”کف“ اور ظلم میں بیٹھ کر دوسروں پر سنگ و خشت برسانا آسان نہیں کہ وہ بھی اندرون خانہ کی پوری پوری خبر ہماری کلاس میں پڑھنے والے خانوادگان مرزائی نبوت کے تین سپوتوں، مرزا طیب اور سید قمر سلیمان کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ ہم لوگ نویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ کسی بات کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ تیز گفتگو، دشنام طرازی سے ہوتی ہوئی کردار تک جا پہنچی۔ تینوں دوسرے کے بچنے اوجھ کر رکھ دیے۔ خانساں، ماشکیوں اور گھر کے ملازموں کے علاوہ کزنوں و داروں کے ساتھ اب دوسرے کی ”سدومیت داری“ کی داستانیں سنا دی گئیں۔ پوری کلاس دلچسپی سے جھومنے لگی۔ نبی زادوں کے کردار کی حکایتیں سن رہی تھی۔ اسی دوران ماسٹر احمد علی تشریف لائے۔ انہیں دیکھ کر بھی شاہی خاندان کے ”اصلیوں“ نے زبان کو لگام نہ دی اور ہاس اخلاق کی دھجیاں بکھیرتے رہے۔ ماسٹر احمد علی بھی سدومی صفات سے مالا مال تھے اور اپنی اس روایت پر پوری طرح عمل پیرا تھے۔ تاہم ”مرزوں“ کو بھری کلاس کے سامنے ایک دوسرے اچھالنے دیکھا تو کہنے لگے:

”دیکھو صاحب زادو! اگر نبیوں کی اولادیں ہی آپس میں اس طرح تھوکا فضیحتی کرنا شروع کر دیں گی تو امت کے ان طلباء کا کیا بنے گا، جنہوں نے اپنے کردار کو آپ لوگوں کے عمل کی مثال سے سنواریا ہے۔“

نبی زادے لڑتے رہے۔ ماسٹر احمد علی انہیں خاموش کرانے میں جب ناکام ہو گئے تو ماسٹر صاحب کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے نہ جانے کس طرح تینوں کو ”کول ڈاؤن“ کیا۔ دوران ان کی لڑائی سے قصر خلافت کے شہزادوں کی اصلیت اور ان کی ”کردار کہانی“ کھل گئی۔ کلاس کے ایک طالب علم ظفر باجوہ نے اس صورت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا، نبی زادے ماشکیوں اور خانساموں کا تو زور و شور سے ذکر کیا لیکن میرے سمیت سکول کے بہت سے ساتھیوں کو نہایت بھول گئے جن کا ان شہزادوں کی خدمت میں برابر کا حصہ ہے۔

فیکٹری ایریا محلہ میں ہمارا ایک کلاس فیلو اعجاز اکبر رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک بار مجھے اپنے

کرہ اور مذہبی اکابر شخصیات کا تذکرہ سناتے ہوئے کہا کہ مولانا غلام باری سیف اور قانون دان فیکٹری کی آپس میں گہری چھٹی ہے۔ شاید اسی وجہ سے دونوں اپنے ذوق طبع کی تسکین کیلئے ایک کے بیٹوں کو تختہ مشق بناتے ہیں۔ شہر کے درو دیوار ”نوناہ لان جماعت“ کے باہمی اختلاط کے سبب سے سیاہ رہتے تھے۔ ”سکوتے ابراہامی“ نظم تو مدتوں نوشتہ دیوار بنی رہی تھی جو دونہاں کی سیاہی کا ابرجہاں تھی۔

میر فرشتی کا رجحان اس قدر زیادہ تھا کہ ہر خوش شکل لڑکا ایک چلتا پھرتا ”بروقفل“ تھا۔ ایسے طلباء کے والدین اپنی قلیل آمدنی سے جماعت کا ”دورخ“ بھرتے اور اپنی اولاد کی ادنیٰ سی خواہش بھی پوری کر پاتے۔ بچوں کیلئے پیسہ کمانے کیلئے یہ آسان ترین راستہ تھا۔ بے شمار لڑکے کھلے عام ”معاملہ“ کرتے اور چل پڑتے تھے۔ والدین اور اساتذہ کی اکثریت اپنے بچوں اور طلبہ کی ان ”مصرفیات“ کا کوئی تعقیب اداروں میں تمام اساتذہ نے اپنے ارد گرد ”خبر و طلبہ کی منڈی بنا رکھی تھی۔ ایک کے گروپ سے ”لڑکا“ تو ڈنڈا ایک معرکہ سمجھا جاتا تھا۔ اس فوجی عمل کی بجا آوری کو یہ لوگ اپنے اساتذہ اور اجارہ خیز خیال کرتے تھے۔

سکول بازار کے ایک بہت بڑے دکاندار کا بیٹا شہر شاہ بھی ہمارا کلاس فیلو تھا۔ وہ بھی اپنے نبی کی خدمت پر پوری طرح عمل پیرا رہتا تھا۔ لیکن اس بے چارے کے ساتھ عجیب قسم کا ”دھرو“ ہو گیا جس کی وجہ سے وہ اپنے نبی کی زبان تھک گئی مگر رسوائی کی داستان پھر بھی ہر کوئے میں جا پہنچی۔ قصہ یہ تھا کہ شہر شاہ ایک شخص کے ساتھ طے شدہ پروگرام کی خلاف ورزی کر کے کسی اور کے ہاں جا پہنچا۔ اول نے اتفاقاً کارروائی کرتے ہوئے ایک منصوبے کے تحت ”خصوصی لحات“ کی تصاویر بنا کر سکول میں پیش کر دیں۔

تصاویر کے ذریعے بلیک میلنگ کی دھمکی عام تھی۔ اکثر شہری اس سے کام نکال لیا کرتے تھے۔ شہر شاہ کے علاوہ تیزاب سے چہرہ داغ دینے کی دھمکی بھی کام کر جاتی تھی۔ ”مساجد“ ”جائے نماز“ کے دروازے عمل بھی نہیں۔ مرزا ناصر کا زمانہ گزر چکا تھا مگر مرزا طاہر کے بے شمار ہم جولی ”مرزاتاری“ کے زمانہ گزرا رہے ہوئے ”شب دروز“ پر نازاں ہوا کرتے تھے۔ مرزا القمان کی ”صحبت“ سے فیض یاب ہونے والے بھی خود کو امت کے برہمن خیال کیا کرتے تھے۔ علی ہذا القیاس ربوہ ”شہر سدوم“ جہاں بسنے والا مذہب سدومیت ہے جسے ہر کس و نا کس نے اپنے دائرے کار میں اختیار کر رکھا تھا۔

مولوی محمد ابراہیم بھائی بڑی ہمارے سکول کے استاد اور بورڈنگ ہاؤس کے وارڈن تھے۔ ان کی ”نگاہِ ابراہیم“ ہر لڑکے پر یکساں ہوتی۔ تاہم لڑکوں سے وصول کیے ہوئے جسمانی خرچ کا حساب ان کے

بیٹے انور بھائی کو چکانا پڑتا تھا۔ مولوی صاحب اپنی افتاد طبع سے اس قدر مجبور تھے کہ بعض سے کئی حرکات کھلے عام ہی میں سرزد ہو جایا کرتی تھیں جن سے انہیں شرمندگی اٹھانے کے انتظامیہ کی طرف سے محتاط رویہ اختیار کرنے کا نوٹس آ جایا کرتا تھا۔

تعلیم الاسلام کالج میں دو لڑکوں امین الدین اور طیب عارف کے حسن کے اس قدر چمکے کہ ہر شخص ان سے بات کر کے اور ہاتھ ملا کے اپنے نصیب پر ناز کیا کرتا تھا۔ امین الدین کے کمرے میں داخلے کے بعد تمام اساتذہ کے دل چل رہے تھے کہ کاش انہیں اس کی کلاس مل جائے۔ یہ سنا سننے سے گزرتا تھا تو لڑکے باجماعت یہ گیت گایا کرتے تھے۔ ”نیک جنینا جاندا ای“ طیب عارف کے رخسار کے تل پر تو یار لوگ شاعرانہ ماحول بنا لیتے۔ ہر شخص بساط بھرا شعار اس ”تل“ کی طرف دیکھتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی ”امرؤ“ ایسے تھے جن کے حسن کے قصیدے ربوہ کی ”سمے“ سوسائٹی پڑھے جاتے تھے۔ یہ تو چیدہ چیدہ لوگوں کے قصے ہیں ورنہ یہاں کا ہر فرد سدومیت کو اختیار محسوس کرتا ہے۔ اگر فردا فردا دستاویز لکھی جائیں تو کئی دفتر تصنیف ہو جائیں۔

تعلیم الاسلام کالج کے ایک پرنسپل چودھری محمد علی اس کھیل کے مرد میدان تھے۔ فضل وارڈن شپ کے دوران ان کی ”داستان سدومیت“ ہوٹل اور وارڈن خانے کے در و دیوار پر پرنسپل بننے کے بعد وہ مرزا ناصر احمد والی بڑی کوشی کے مکین بنے تو وہاں انہوں نے مرزا ناصر احمد کے کارناموں کو زندہ رکھا۔ بعض اوقات انتہائی دلچسپ صورتحال پیدا ہو جاتی جب پرنسپل کے سامنے جانے والے کسی بھی ”خوش رو“ لڑکے کو اس کے ساتھی دیکھ لیتے، بعد میں ”یاروں“ میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وضاحتیں کرنا پڑ جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ جو لڑکا چودھری صاحب کے گھر سے آتا ہوا نظر آ جاتا، بدلتوں ”انگلیاں“ اٹھتی رہتی تھیں۔ ان سب باتوں کے باوجود پرنسپل کا بلا نا اور پری جمالوں کا ان بلا تا مل چلے جانا کسی دور میں بند نہ ہوا۔

ربوہ کے ملاں و بیروں اور میر و وزیر ہر قسم کی اخلاقی مذہبی اور سماجی قید سے آزاد ہیں۔ وہ ٹوٹے ہوئے کیلئے صنف موافق و مخالف کی تفریق نہیں کرتے۔ وہ لوں اجناس ان کے ہاں ارزاں اور اعلیٰ مرزا ناصر احمد بھی اپنے والد مرزا محمود احمد کی طرح تعداد از دواج کے زبردست شوقین تھے۔ بیوی منصورہ نے ان کی لگام ایسی کھینچ کر رکھی ہوئی تھی، وہ ادھر ادھر منہ تو مارتے مگر اس کی زندگی دوسری شادی کو شش کے باوجود نہ کر سکے۔ لیکن جو بیوی منصورہ آنجہانی ہوئی تو مرزا ناصر نے اس کی شادی رچالی جو مرزا القمان کی محبوبہ تھی۔ باپ بیٹے میں بہت جگ ہوئی۔ القمان نے یہاں تک حضور رابع میں نے بنائی مگر بیٹنگ آپ نے کر ڈالی ”مرزا ناصر احمد نے نو جوان دلہن کی برابری کر

لیا کرتے تھے کہ ”ہمارے حضرت صاحب کو گھوگٹ کی ہوا لگ گئی ہے۔“

پہلے اور نسل پر گھوڑا بہت نہیں تو ضرور تھوڑا ”والی مثال کے مطابق مرزا ناصر کا بیٹا القمان صاحب لکھنا اور مرزا محمود احمد کے خصال کا مکمل پرتو تھا۔ چھٹی جماعت میں یہ ہمارے ساتھ پڑھتا تھا۔ اپنے جیسے مرزائیوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اور اگر بھولے سے کسی امتی کے ساتھ ملتا تھا تو وہ مرزائی اپنی خوش نصیبی پر نازاں ہوتے ہوئے گھنٹوں کبھی خود کو کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھتا رہتا تھا۔ معاش بچپن میں جو ”کچھ“ ہوتا ہے مرزا القمان ان حقائق کا عین عکاس تھا۔ فرعون کی خصوصیات اور صفات مرزا القمان کی شخصیت کا جزو لاینفک تھے۔ کتے پالنا، گھوڑے رکھنا، چادر اور چادر کے تقدس کو پامال کر کے اپنی جنسیت کی تشکیل کرنا اس شخص کی زندگی کے لوازم تھے۔ شرفاء کی

مرزا القمان نے لچوں کا قہقہہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

اس لوگوں نے مرزا محمود احمد کی جوانی دیکھی، ان کا کہنا تھا کہ مرزا القمان کے سارے چلن اپنے دادا کی طرح موصوف اپنی تخریبی چالوں سے فتوحات حاصل کرنے کے خوگر تھے اسی طرح القمان کی کارروائی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ طالب علم رہنما رفیق باجوہ نے مرزا نعیت کے حالات کا پرچم بلند کیا تو مرزا القمان نے اس کو ختم کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا۔ اس کی تلاش میں ان کے باپ پر دھمکانے میں داخل ہو کر چادر اور چادر یواری کے تقدس کی دھجیاں اڑا دیں۔

مرزا محمود احمد کی طرح مرزا القمان بھی امت کی جس حور شائل کو چاہتا، قہر خلافت بلا لیتا اور اپنے ”خوش رو“ ادا کر لیتا تھا۔ شہر کے غنڈوں کی ایک فوج مرزا القمان کے اشارے پر ہر جرم کرنے پر تیار تھی اور اس بے مہار فوج کا یہ سپہ سالار کرائے کے بازوؤں سے اپنے مقاصد حاصل کر لیتا تھا۔ مرزا ناصر بھی اپنے اس سپوت سے ڈرتے تھے۔ مرزا القمان کے بڑے بھائی مرزا فرید نے ایک زمانہ ان کی لڑکی اغوا کر لی تو مرزا ناصر نے امت اور لڑکی کے والدین کی اٹھک شوکی کیلئے مرزا فرید کو روک دیا جبکہ مرزا القمان ایسے کئی کارنامے انجام دینے کے باوجود ہر گرفت سے بالا تھا۔

ربوہ میں بد معاشوں اور قبضہ گردپ کے کئی دھڑے تھے، جن کی پشت پناہی مرزا انور جیتر مین کی اور مرزا طاہر کیا کرتے تھے۔ لیکن جب سے مرزا القمان نے جوانی میں قدم رکھا، ہر بد معاش کے ہاتھ وابستہ ہو گیا تھا۔ جماعت اور جھوٹی نبوت کے خاندان کے قواعد و احکام سے سر تابا کرنے والے عقوبت خانے اور ٹارچر پیلز قائم تھے جن کی سربراہی بھی مرزا القمان ہی کیا کرتا تھا۔

ان لوگوں کی مختلف ٹولیاں رات کو پہرہ دیا کرتی تھیں۔ ان کی تشکیل بھی مرزا القمان کے

میں نے ربوہ دیکھا

سال ربوہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ ملا۔ ربوہ پہلی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سال میں بڑی گہما گہمی رہی۔ ملک کے ہر گوشے سے علماء کرام، دانشور، صحافی، طلبہ اور عوام کی آمد تھی۔ تمام مقررین نے مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی شرانگیزیوں اور ملک دشمن سرگرمیوں سے روشنی ڈالی اور ان کی روک تھام کے لئے حکومت سے بڑا مطالبہ کیا۔ کانفرنس کے اختتام کے بعد جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ حاضرین جلسہ نے یہ اعلان کیا کہ ہم کو اشارہ تو کریں ہم ربوہ کے مرزائیوں کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ ان کی پشتیں یاد آئیں۔ اس جوش و خروش کا ایک بڑا سبب مولانا اسلم قریشی کا اغوا تھا جو ان کے سربراہ کی ایک گھناؤنی سازش کے تحت ان کے مکان پر حملہ کیا گیا تھا۔ لیکن امیر صاحب نے ملکی حالات کے پیش نظر تشدد سے باز رہنے کی تلقین کی۔

کانفرنس کے اختتام کے اگلے دن اجتماع گاہ واقع مسلم کالونی ربوہ سے (اسٹیشن والی) محمدیہ مسجد میں منعقد ہوا۔ تاہم ایک مسلمان نوجوان چلا رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ میرے تانگے میں ایک مسلمان الی استانی سفر کرتی تھی۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ تم ہماری انجمن میں شامل ہو جاؤ۔ میں نے اسے اور مکان دیں گے اور مرزائی لڑکی سے تمہاری شادی بھی کریں گے۔ اس نے بتایا کہ جب وہ مکان کے دوران لوگ نعرے لگاتے ہوئے ربوہ میں داخل ہوتے تو مرزائی اپنے گھروں میں گھس گھس کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک فروٹ کی ریڑھی والا اپنی ریڑھی بھگا کر ایک کونے میں جا کر ایک کونے میں جا کر چھپ گیا۔ ایک دوسرے تانگے والے نے بتایا کہ ربوہ میں لڑکیوں کے گھروں میں کڑا پانی نکلتا ہے اور مسلمانوں کے گھروں میں بیٹھا پانی نکلتا ہے۔ اس صورت کے لئے پانی مسلمانوں کے گھروں سے لیتے ہیں۔

ربوہ کے مقامی ساتھی بھائی صاحب اور صوفی صاحب ربوہ شہر دکھانے لے گئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں ایک قبرستان میں داخل ہوئے تو وہاں عجیب ویرانی محسوس کی۔ والد میرادل اندر سے رو رہا تھا کہ وہاں لوگ سیدی راہ سے بھٹک کر ایسی راہ پر چل نکلے جو سوائے جہنم کی تہہ کے کسی اور طرف

دارہ اختیار میں تھی۔ انہی گروہوں سے کئی افراد چوری کی وارداتوں میں ملوث ہوا کرتے تھے۔ چور بھی خلیفہ زادے کے پروردہ تھے۔ ربوہ والے اپنے ساتھ ہونے والے کسی ظلم و زیادتی کی پولیس کو نہیں کر سکتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ مرزائی مرکز کی خود ساختہ امور عامہ سے وادری حاصل جاتی تھی۔ اگر کوئی شخص پولیس کے پاس جانے کی کوشش کرتا تو اسے نہ صرف مرکز کے اہل جماعت سے بھی محروم ہونا پڑتا تھا۔ مرزا القمان ربوہ کے نام نہاد نظام انصاف کی سرپرستی بھی کرتا تھا۔ چودہ سو سال قبل عرب کا معاشرہ جس اخلاقی انحطاط کا شکار تھا، اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے کائنات نے حضرت نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر معاشرے میں انقلاب برپا کر کے رکھا۔ قادیان کے جمہور نے پیغمبر کے دعویٰ نبوت کے بعد اخلاقی لحاظ سے ایک ایسے پست معاشرے میں جس کی اصلاح عبث ہو چکی ہے۔ مرزائی خلیفہ وقت کی دورخی پالیسی کا یہ عالم تھا کہ اغوا کے ذریعہ ملوث مرزا فرید کو شہر بدر تو کر دیا گیا مگر اسے یہ سہولت بھی دی گئی کہ وہ جب چاہے ربوہ آ سکتا تھا۔ خاندان کی لڑکی اغوا ہوئی تھی، وہ مرزا فرید کو ربوہ میں دیکھتا تو خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا مگر مرزا کے خوف سے ان میں دم مارنے کی بھی مجال نہیں تھی۔

ربوہ میں ”قدے، چمڑے، جگے، بشیر بلے، مقصودے پٹھان اور لطیف ننھے“ جیسے نامور موسوم بد معاشوں کے کئی دھڑے تھے۔ ان گروہوں کی آپس میں لڑائی اور پھران میں فیصلہ کرنا چودھراہٹ قائم رکھنے کیلئے مرزائی خاندان نبوت نے ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کا اصول بنا رکھا تھا۔ صفحات میں ایک پٹھان کا ذکر کیا گیا ہے۔ مذکورہ بد معاشوں کے گروہوں میں مقصود پٹھان، مقصود خان اور اسی کا بیٹا تھا جب کہ اس کے دیگر دو بھائی رفیق پٹھان اور فاروق پٹھان بھی اس گروہ کی بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر وقت اپنے خلیفہ زادے کے حکم کے غلام رہتے تھے۔

مرزا طاہر کو جب میں نے دیکھا وہ ایک مکمل ”پلے بوائے“ تھے۔ منہ میں پان، جب میں کھانا ڈالے سرخ رنگ کی لیڈ بڑ سائیکل پر پھرنے والا یہ شخص شہر بھر کی خواتین کے دل کی دھڑکن تھا۔ اس سے قطع نظر ہر خاتون ان سے تعلق و واسطہ پر فخر کیا کرتی تھی۔ نوجوان خواتین تو بڑے تازہ و تازہ ”میاں تاروی“ کہا کرتی تھیں۔

مرزا طاہر بھی اپنے بڑے بھائی مرزا ناصر کی طرح ہو میو پیٹھک ڈاکٹر تھے۔ ان کا کلینک شام کھلا کرتا جہاں ماہ رخان شہر کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ کسی خاتون کو کوئی مرض ہو یا نہ ہو، وہاں ہمارے پشوری کر لیا کرتی تھی۔ کسی نوجوان لڑکی کے پیٹ میں ہلکا سا درد بھی اٹھتا، والدین اسے قریبی میاری تاروی کے پاس بھیج دیا کرتے۔

نہیں جاتا اور تمام منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ وہاں تین سوالوں میں سے ایک سوال اٹھین علیہ السلام کے بارے میں بھی ہوگا تو اس وقت قادیانی کیا جواب دے سکیں گے؟

اس کے بعد ہم حشر کا تصور ہی نہیں کر سکتے۔ اس خیال کے آتے ہیں میری زبان سے لفظ تنزع قلوبنا بعد اذھدبتنا 'سائے ایک چار دیواری پر نظر پڑی۔ اندر جا کر دیکھا تو وہاں قبریں تھیں۔ جن میں مرزا ناصر کی قبر سب سے آخر میں تھی۔ وہاں ایک بورڈ پر لکھا تھا کہ اگر مرزا ناصر کو نکال کر قادیان میں دفن کر دیا جائے۔ قبرستان میں ایک ٹیلی فون نصب تھا تو ہمارے اوزار مذاق کہا کہ ہو سکتا ہے کہ ربوہ کے قبرستان میں مدفون مرزائیوں کا قادیان کے قبرستان سے فون پر رابطہ ہو۔ قبرستان میں جہاں بھی نگاہ ڈالی وہاں کے درختوں کے پتے ایسے مر جھانسی جیسے اہل قبرستان پر ماتم کرتے کرتے ٹڈ حال ہو چکے ہوں۔ ابھی ہم قبرستان سے باہر نکل کر گفتگو کر رہے تھے کہ پیچھے سے ایک مرزائی نمودار ہوا۔ داڑھی چھدری اور سر پر بھاری ڈوپی اور کاپسندیدہ لباس پینٹ کوٹ پہنے ہوئے۔ آتے ہی بولا کہ دین میں تو اختلافات ہر جگہ پائے ہیں۔ میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ آپ یہ بتائیے کہ اس جگہ آنے کے بعد اور یہ سب کے بعد آپ کیا محسوس کر رہے ہیں۔ ہم نے موقع غنیمت جان کر کہا کہ ہمارے ذہنوں میں کچھ ابھرتا ہے۔ اس نے موقع کی مناسبت سے کہا ضرور پوچھئے جس پر میں نے جھٹ یہ سوال کیا: میں: یہ بتائیے کہ آپ کی انجمن ہر مرزائی سے اس کی دولت کا دسواں حصہ کیوں لے رہی ہے اور اسے کہاں صرف کرتی ہے؟

مرزائی: پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی محبوب چیزوں میں خرچ کرو۔ جہاں تک خرچ کرنے کا سوال ہے تو ہم رقم غریبوں اور ناداروں پر خرچ کرتے ہیں۔ آپ کے لوگوں (غیر مرزائیوں) کو بھی دیتے ہیں۔

بھائی صاحب! مثال دے کر بتائیے کہ ربوہ میں آپ کسی غیر مرزائی کی مدد کرتے ہیں؟
مرزائی: (تھوڑی دیر سوچ کر) مثلاً ریلوے اسٹیشن پر رہنے والے ایک بیمار بوڑھے کی۔ بھائی صاحب! میں تو بہت عرصے سے اسٹیشن والی مسجد کے پاس رہتا ہوں۔ میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ نیز یہ بتائیں آپ کے ہاں اگر کوئی بہت پرہیزگار ہو۔ لیکن غریب ہو یا کوئی مجبوری یا کنجوسی کی وجہ سے آپ کی انجمن کے لئے اپنی دولت کا مطلوبہ حصہ وقف نہ کرے تو آپ "بہشتی مقبرے" میں دفن ہونے دیں گے۔

میں نے پوچھا: کیا دولت کا یہ دسواں حصہ آپ کی انجمن جبر الہی ہے؟

میں بلکہ جو "بہشتی مقبرے" میں جگہ لینا چاہتا ہو وہ خوشی سے دیتا ہے۔
بھائی صاحب! چونکہ میں ربوہ کا رہنے والا ہوں میں نے کچھ عرصہ پہلے دیکھا کہ بیرون ربوہ سے آئی۔ اس مرزائی نے انجمن کو مطلوبہ پوری رقم ادا نہیں کی تھی۔ اس لئے اس کو اس وقت تک میں دفن ہونے نہیں دیا گیا۔ جب تک کہ اس کا مکان فروخت کر کے مطلوبہ رقم حاصل نہ کر لے والے کی رقم جبرانی گئی۔ ممکن ہے وہ رقم اس نے اپنی اولاد وغیرہ کے نام کر دی ہو اور انجمن کے کاردارہ نہ رکھتا ہو۔ بصورت دیگر اگر آپ نے رقم لینی تھی تو پہلے اسے دفن تو دیتے بعد میں اس کا حساب کتاب ہوتا رہتا۔ جب آپ نے مردے کے ساتھ یہ سلوک کیا تو پتہ نہیں زندہ لوگوں کا سلوک کرتے ہوں گے؟

میں اس وقت یہاں موجود تھا۔ مجھے اس واقعہ کا علم نہیں۔
اس قبرستان کا نام "بہشتی مقبرہ" رکھا گیا ہے۔ آپ کو کیسے یقین ہے کہ اس میں داخل کیے جنتی ہیں۔

(لا جواب ہو کر) اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید تو کی جاسکتی ہے۔
اس سے ساتھی صوفی صاحب نے کہا کہ آپ اپنی مخصوص جگہیں دکھانا پسند کریں گے۔ مبلغ نے کہا کہ نام نہاد قعر خلافت پہنچے۔ وہاں ایک بڑی کوٹھی بنی ہوئی تھی۔ باہر ہی سے بڑے بڑے شیشے کے اور کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں۔ اور ان پر ٹخمل کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس میں موجود اٹھارہ قیام پزیر ہے۔ قعر خلافت کے درو دیوار رنگ و روغن سے محروم تھے۔ اس پر میں نے مبلغ کو بتایا کہ کیا یہ آپ کے خلیفہ کی سادگی ہے؟ اس پر وہ کھسیانا ہو کر رہ گیا۔ قعر خلافت کے برابر ایک اور سائے قادیانی معبد تھا۔ قادیانی معبد پہنچے تو میں اپنے جوتے لے کر اندر جانے لگا تو اس نے روک کر کہا کہ یہاں چوری نہیں ہوگی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ جو قوم نبوت پر ڈاکہ ڈال رہی ہے وہ یقیناً جوتی بھی چوری کر سکتی ہے کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی قوم اپنی اصلیت نہیں بدلتی۔ مبلغ نے بتایا کہ مرزا طاہر جب یہاں ہوتا ہے تو امامت بھی کرتا ہے۔

وہی عبادت گاہ کافی بڑی تھی۔ وہاں ایک جگہ گلے لکھا ہوا تھا۔ مبلغ نے میری توجہ اس طرف پھیر دی کہ یہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں مسلیمہ کذاب بھی پورا کلمہ پڑھتا تھا۔

اس پر نظر تو ایک جنازہ جا رہا تھا تاہم چار بیہوش والے ریزہ کی طرح بنا ہوا تھا۔ اور اسے لایا جا رہا تھا۔ مبلغ نے کہا کہ دیکھو اس تابوت کے اوپر چھت بنی ہوئی ہے تاکہ ہر طرح کے گرد و آلودگی سے محفوظ رہے اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ میں نے سوچا کہ ایک تو مردہ اپنے ساتھیوں کے

کندھے دینے سے محروم رہ گیا۔ دوسرا یہ کہ یہاں کی گردوغبار اور بارش وغیرہ سے اگر یہ محفل
گئے لیکن آنے والی تکالیف سے تو نہیں بچا سکتے۔

اس کے بعد بیرون ممالک سے آنے والے مبلغین اور مہمانوں کے ٹھہرنے کی جگہ
نے بتایا کہ اس وقت چار پانچ مبلغ ہمارے مہمان ہیں۔ یہاں سے نکل کر ”دارالاقامہ“ کی طرف
جہاں اندرون ملک سے آنے والوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہاں ہمارے مہمانوں
اگر کوئی ربوہ میں بھولا بھولا مسافر آجائے یا قرب وجوار میں کوئی حادثہ ہو جائے تو متاثرین کو
ٹھہراتے ہیں اور پھر پھانس کر مرزائی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گیٹ میں داخل ہوتے
استقبالیہ ہے۔ جہاں اسٹاف اپنے کام میں مصروف تھا۔ آگے چل کر دیکھا کچھ کمرے بنے
اور ہر کمرے کے باہر گتے کے بورڈ پر پاکستان کے چار پانچ شہروں کے نام لکھے ہوئے تھے
پوچھنے پر بتایا کہ انصار اللہ کا اجتماع ہو رہا ہے (جو چالیس سال سے زیادہ عمر کے قادیانی افراد
ہے) اور اس میں شریک مہمانوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے فوراً سوال کیا کہ ایک کمرہ
کتنے پبلنگ ہیں؟ اس نے کہا دو پبلنگ میں نے کہا کہ اگر ایک شہر سے دس آدمی آئے تو پانچ پبلنگ
بچاں ہوئے اور دو پبلنگ پر بچاں آدمی کیسے سو سکتے ہیں؟

وہ میری توجہ ہٹانے کے لیے ”دارالضیافت“ کی طرف لے گیا۔ کھانے کے کمرے میں
بدبوئی محسوس ہوئی۔ اپنے آقاؤں کی وفاداری کا یہ عالم کہ کھانے کے کمرے میں جہاں ٹکاوا
کر سیاں بچھی ہوئی نظر آتی تھیں۔

چونکہ میں اس کی باتوں میں بہت دلچسپی لے رہا تھا اس لئے جب واپسی ہونے لگی تو اس
کہ دین میں تو اختلافات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیں ان باتوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔
دوسرے کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہئے اور آپس میں مل کر ملکی ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے
نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ تو ابھی ربوہ میں ٹھہریں گے۔ آپ مجھ سے کل ملنے تفصیلی بات
گئے اور آپ کے اشکالات بھی دور کریں گے۔

اگلے دن لاہور روانہ ہونے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے نوجوان مرزا
لوکیاں ٹرین کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ ٹرین میں مجھے ایک بڑے میاں ملے۔ لمبی سی داڑھی
سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا ”ربوہ سے“ یہ سنتے ہیں چونک اٹھے، پہلے تو مجھے
نیچے تک بڑے غور سے دیکھا۔ پھر پوچھنے لگے ”تیرا ایمان کیا ہے؟“ میں نے کہا الحمد للہ مسلمان
ربوہ کانفرنس میں شرکت کے لئے گیا تھا۔ یہ سن کر انہوں نے با آواز بلند مرزا قادیانی کی جھوٹی

کی اتارنی شروع کر دی۔ برابر میں مردوزن بیٹھے ہوئے تھے۔ بڑے میاں کی باتوں سے لال
ہے تھے اور بڑے میاں کی طرف دیکھ دیکھ کر کچھ کہہ رہے تھے۔ ایک مرزائی برداشت نہ کر سکا اور
”کمرے میں چلا گیا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سچائی تو ایسی خوشبو ہے جو چھپائے
نہیں اور ایک دم میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔

فرما گئے ہیں ہادی
لا نبی بعدی



عقیدہ۔ فرشتوں کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتائے سے اس کا رسول۔ چار
مشتبہ ہیں، جبرئیل، میکائیل، اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں
عقیدہ۔ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے۔ جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر
کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا یہ قریب بکلمہ کفر ہے۔

عقیدہ۔ فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ
دلوں باتیں کفر ہیں۔

آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن
ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں۔ ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں۔ یہ سب انسان کی طرح
اور ارواح و جسم ولے ہیں۔ ان میں تو والد و تاسل ہوتا ہے۔ کھاتے پیتے جیتے مارتے ہیں۔

عقیدہ۔ ان میں مسلمان بھی ہیں کافر بھی مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور
مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔ سنی بھی ہیں بد مذہب بھی اور ان میں فاسقوں کی تعداد
ان کے زائد ہے۔

عقیدہ۔ ان کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔

(بہار شریعت)

عرفان محمود برق (نوسلم، سابق قادیانی)

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر ایک نظر گھر کے بھیدی کی گواہی

ہم ہر اک بات کا اندازِ نظر جانتے ہیں
ہم نے اک عمر گزاری ہے صنم خانے میں

کسی دوست نے مجھ سے سوال کیا کہ جناب! میں نے سنا ہے کہ قادیانیوں کا جھوٹا قادیانی شراب پیتا تھا۔ گالیاں بکتا تھا، زنا کرتا تھا، جھوٹ بولتا تھا، غیر عورتوں سے رات کی تنہائیوں اپنی ٹانگیں دبواتا تھا، جوتی الٹی پہنتا تھا، قمیض کے بٹن اُلٹے بند کرتا تھا، آنکھ سے کاٹا تھا، ہاتھ سے عقل سے پیدل، سوچ سے جاہل، حرکات سے پاگل تھا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ عقل کے اندھے، سادہ گندے قادیانی نہ صرف خود اسے نبی و رسول تسلیم کرتے ہیں، بلکہ مسلمانوں میں بھی اس کی بنا ہوتی کا ڈھول پیٹتے ہیں۔ جس کے باعث اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں مسلمان قادیانیت کے گٹر میں فلاں گھرانے نے مرزائیت کے تیزاب کو اپنے لبوں کی زینت بنا لیا، فلاں نوجوان نے اپنے لگا میں ان اندھوں کے سپرد کر دیں۔ یہ بڑی حیران کن اور فکر انگیز بات ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ مسلمان کیسے ان کے جال میں پھنستے ہیں اور ایک بد اخلاق، کانے، ٹنڈے کو کیسے نبی مان لیتے ہیں؟ میں نے اُسے جواب دیا کہ جب قادیانی شکاری لوگوں کے ایمان کا شکار کرنے کے لئے لگے تو وہ اپنے ساتھ ایک شکار والا بیگ رکھتا ہے جس کی مختلف جیبوں میں شکار کرنے کے مختلف آلات ہیں۔ وہ ایک جیب میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی تصاویر کا الم ڈالتا ہے، دوسری جیب میں بلیٹک خمار ڈالتا ہے، تیسری جیب میں زمین کی رجسٹری کا خنجر رکھتا ہے، چوتھی جیب کو رجسٹری، لندن اور امریکا کے ویزوں کے سنہری خوابوں کی نذر کرتا ہے، پانچویں جیب میں ملازمت کے حسین مواقع کے ٹھونڈے ٹھونڈے چھٹی جیب کو غرباء کی امداد کے جھانسنے سے آراستہ کرتا ہے اور ساتویں جیب میں سماجی کے ڈھکوسلے سجاتا ہے، آٹھویں جیب کو اپنے کفریہ غلیظ لٹریچر کی نجاست کے لئے مختص کرتا ہے اور

قادیانیوں کی ہمدردیوں پر زہریلی مسکرائشیں نکھیرے مسلمانوں کے ایمانوں کی فصل کاٹنے کے لئے لگے ہوئے ہیں۔

اللہ رے دیکھئے اسیریِ بلبل کا اہتمام

صیادِ عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

اپنا شکار کرنے کے لئے ہر وقت چوکس رہتا ہے، پھر جہاں کوئی کمزور ایمان مسلمان نظر آتا ہے اس کی جانب پکڑتا ہے، اس کی آنکھوں پر ہوس رانی کی تسکین افزائی کی پٹی باندھتا ہے اور اس کو دورداد رکھا دے کر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، تب برق رفتاری سے اپنے بیگ کی جیبوں میں مختلف اوزار نکال کر اُس کی شرگ کاٹ دیتا ہے کچھ دیر کے لئے ضمیر تڑپتا ہے، پھر کہتا ہے، مولانا! کون کا خون بڑی تیزی سے بہتا ہے حتیٰ کہ آخری قطرہ بھی ٹپک پڑتا ہے اور یوں اُس کا ایمان موت کی آخری لنگی لے کر ارتداد کے گھرے پانیوں میں غرق ہو جاتا ہے۔ جہاں سے اس کوٹ کر کبھی نہیں آتا۔

لٹ رہا ہے دین، ایمانوں کے سودے ہو رہے ہیں

مگر افسوس ابھی دین محمد ﷺ کے رکھوالے سو رہے ہیں

قادیانی حوریں (چڑیلین):

تاریخ کا مطالعہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ کفر نے جب بھی مسلمانوں کو زیر کرنے کی کوشش کی، اپنی مختلف چالوں اور مختلف حربوں کے تیروں سے سینہ مسلم پر مشق کرتا رہا۔ اس کے یہ حربے ان کے اثر انداز نہ ہو سکے جو مشیتِ ایزدی کے سانچوں میں ڈھلنے والے، جاہِ تسلیم و رضا کے پیکر تھے۔ ان کے سینوں میں محبتِ خدا اور رسول ﷺ، فیاضی، پاکیزگی اور گداز کی شمعیں جل رہی ہوتی تھیں، ان کے برعکس وہ شخص نام کے مسلمان جوان اوصافِ جمیلہ کے حامل مسلمانوں کی بستی سے کہیں دور تھے، کفر کے یہ تیران کے ایمانوں کو اکثر کفن پہننے پر مجبور کر دیتے۔ ان تیروں سے ایک تیر جو ان کے اپنے نشانے پر لگتا رہا اور بہت ہی کم خطا گیا وہ تیر جوان عورتوں کی جوانیوں کا تیر ہے، جنسیات کے مطابق تمام انسانی جہتوں میں سب سے قوی، اعصاب پر گہرے اور دیر پا اثرات رکھنے والی جبلت جنس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان عورت کے فتنے میں بہت جلد آکر بہک جاتا ہے۔

اور رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کا ایک لشکر حضرت عاص رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت بیت المقدس کے محاذ پر روانہ کیا۔ کفار نے جب یہ محسوس کیا کہ وہ

مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے ایک چال چلی کہ جس راستے سے مجاہدین نے گزرا

راستے میں ایک جگہ لمبی قطار میں اپنی عورتوں کو الفنگا کر کے کھڑا کر دیا اور سوچا کہ جب مجاہدین اس جگہ سے گزرے گا تو وہ شیزگان روم کی شعلہ سامانیاں جیل کا کام کر جائیں گی اور یہ لشکر چلے کر وہیں ڈھیر ہو جائے گا اور جنس کے ہاتھوں مجبور ہو کر آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ (معاذ اللہ)

لیکن شاید کفار بھول گئے تھے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ہے جو رسالت مآب ﷺ کی تربیت سے فیض یاب ہیں۔ جس طرح قطرہ آب آغوش صدف میں رہ کر نایاب بن جاتا ہے اور آفتاب رسالت کی آغوش میں رہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ضمیر اس قدر بقہ نور بن گئے تھے کہ ان کے دل سے عالم انسانیت شب و بجور کی تاریکیوں سے نکل کر نورانی صبح میں داخل ہوا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ جو مشاہدہ جمال سے روشن ہوں، وہ بے حیائی کی غلاطی سے تنہرے ان گندے چھتھروں کی جانب اور راغب ہو جائیں۔ لہذا چشم فلک نے دیکھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ان عورتوں کے گزرا تو ان کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور ان کی زبانوں پر قرآن کی یہ آیت جاری تھی۔ جس کا ترجمہ ہے: ”مسلمان مردوں سے فرما دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت سہرا ہے، بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔“

(پ 18، 19)

لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محبت رسول ﷺ کی مستی سے سرشار مسلمانوں پر تو کبھی بھی عورتوں کا استعمال نہ ہو سکا۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ کمزور ایمان مسلمان اس طرح کے جال میں پھنس جاتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کر لیتا ہے۔ قادیانی جو کہ بدترین کافر ہیں ان کا مشن ہے کہ ان کے نام نہاد اور کمزور ایمان مسلمانوں کے دلوں میں جو تھوڑی بہت ایمان کی شمع جل رہی ہوتی ہے اس کے ذریعے گل کر دی جائے اور انہیں قادیانی بنالیا جائے اس مقصد کے لئے قادیانیوں نے اپنی تنظیم ایک تنظیم بن کر رکھی ہے۔ جسے ”لجنہ اماء اللہ“ کہا جاتا ہے۔ اس تنظیم میں قادیانی عورتوں کو نمایاں پیش قدمی سے گزارا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کا ایمان لوٹنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

یہاں لجنہ اماء اللہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

لجنہ اماء اللہ:

قادیانیت کی تعلیم و تربیت اور لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زنی کرنے کے لئے قادیانی عورتوں نے یہ تنظیم مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے

قادیانیوں کی تنظیم جو کہ دراصل لجنہ کی ہی ایک ذیلی تنظیم ہے 1928ء میں قائم کی گئی۔

قادیانیوں کی کتاب ”پہچان“ کے مطابق:

”اسلامی مستورات میں مالی و جانی قربانیوں کی روح پیدا کرنا، دینی (قادیانیت کا) علم سکھانے، دعوت الی اللہ، خدمت خلق اور آئندہ نسل کی بہترین تعلیم و تربیت کے ذرائع سے قادیانیت کے اہم مقاصد ہیں۔“ (بحوالہ پہچان، صفحہ 20)

قادیانی لڑکی جب وہ پندرہ سال کی عمر میں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ دے، اس تنظیم کی رکن بن جاتی ہے۔ ہر وہ مقام جہاں پر قادیانیت کا شجر خبیث قائم ہے، وہاں پر لجنہ کے کام کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اپنے مشن کے بارے میں مفید مشورے دینے کے لئے ایک گھرانہ اعلیٰ ہوتی ہے۔ جسے صدر لجنہ اور صدر لجنہ کی عاملہ کی رکن ”سیکرٹری“ کہلاتی ہے۔ قادیانیوں نے اپنی عورتوں کی اس مختلف شعبوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ہر شعبے کی ایک عہدیدار ہوتی ہے جنہیں مندرجہ ذیل القابات

1	نائب صدر اول	2	نائب صدر دوم
3	جنرل سیکرٹری	4	نائب جنرل سیکرٹری
5	سیکرٹری تعلیم	6	سیکرٹری تربیت
7	سیکرٹری خدمت خلق	8	سیکرٹری مال
9	سیکرٹری صدارت	10	سیکرٹری دستکاری
11	سیکرٹری اشاعت	12	سیکرٹری اصلاح و ارشاد
13	سیکرٹری تحبید	14	سیکرٹری ضیافت
15	سیکرٹری تحریک جدید	16	سیکرٹری صحت جسمانی
17	ناظم جلسہ سالانہ	18	اعزازی ممبرات

صدر لجنہ مقامی و ضلعی کے اوپر بھی ایک گھرانہ ہوتی ہے جسے صدر لجنہ مرکزیہ کہا جاتا ہے۔

اصرات الاحمدیہ:

قادیانیوں کی بچیوں کی تنظیم جو کہ دراصل لجنہ کی ہی ایک ذیلی تنظیم ہے 1928ء میں قائم کی گئی۔ اس تنظیم میں ہی قادیانیوں کی بچیوں کو راسخ العقیدہ بنانا اور مستقبل میں انہیں اپنے غلیظ مقصد کے لئے تیار کرنا ہے۔

قادیانیوں کی کتاب "جماعت احمدیہ کا تعارف" صفحہ 233 پر لکھا ہے۔

"شروع سے بچیوں کی تربیت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ بڑی ہو کر جب وہ لجنہ امامیہ کے ممبر بنیں تو اپنے تجربہ اور تربیت کی بنا پر مجلس کی بہترین کارکن ثابت ہوں۔"

8 سے 15 سال کی عمر کی بچیاں اس تنظیم کی رکن ہوتی ہیں۔ ناصرات کی نگران امی ناصرات الاحمدیہ کہلاتی ہے جو کہ پہلے سے مرتب شدہ ایک تربیتی لائحہ عمل کے مطابق ان کی مستقبل میں بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمانوں کی شمع گل کرنے کے لئے تیار کرتی ہے۔ پندرہ سال کی عمر کا حساس عرصہ ہر قادیانی بچی کو مکمل فریڈ کر دیتا ہے اور جب وہ بچپن کے حصار سے نکل کر جوانی و دیوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو اس وقت ایک مکمل قادیانی حور (یا عورت) ہوتی ہے۔ پھر اپنے نفس کی الجھن، رخسار کے شعلوں اور پھلتے بدن کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ میں اتر جاتی ہیں اور بہت سوں کی توپ شکنی، ضمیر شکنی، اور ایمان شکنی کا باعث بن جاتی ہیں۔

عصمتیں ہیں جس طرح سڑکوں پر ٹوٹے آئینے جانے اس ہستی کی بربادی کہاں تک بجائے گی

قادیانیوں کے لئے جہاں تبلیغ کے تمام ہتھیار ناکام ہو جائیں، مخالفتوں کے تجویز ناکام ہوتا دکھائی دے، ہر طرف مایوسیوں کے پہاڑ نظر آنے لگیں تو ایسے حالات میں اپنی مذہب منوانے کے لئے لجنہ کی حوریں (چڑیلیں) میدان عمل میں آتی ہیں اور اپنی دل موہ لینے والی فحش اداؤں سے کمزور ایمان آدمی کو گھائل کر لیتی ہیں۔

قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد آنجنابی نے جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ 12 ستمبر 1992ء میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

"ایک اکیلی احمدی خاتون نے خدا کے فضل سے 32 بچتیں کروالی ہیں اور وہ خاتون اگر معمولی پرہی لکھی۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ کیا راز ہے۔ کس طرح بچتیں کروا رہی ہیں۔ ماحول بڑا مخالف ہے۔ لوگوں کے مزاج ہی دین (مرزائیت) کی طرف نہیں مردوں سے جو کام نہیں ہو رہے، وہ آپ کیسے کر رہی ہیں تو انہوں نے کہا "میں بہت کم پرہی لکھی ہوں۔ لیکن مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت میں سرشار ہوں اس لئے ساتھ اور اس موج میں تبلیغ کرتی ہوں کہ سننے والے مجبور ہو جاتے ہیں۔ (درحقیقت تمہارے شباب کو دیکھ کر اپنی جوانی سے مجبور ہو جاتے ہیں۔ ناقل) جابل سے جابل آکر بھی میرا یہ جذبہ دیکھ کر بات سننے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ (ظاہر ہے۔ ناقل) اور اللہ

عمل کے ساتھ جب بھی مجھے موقع ملے، اس جذبے کے ساتھ تبلیغ کرتی ہوں اور یہی اسی کا جمل ہے۔"

(خطاب صفحہ 28)

قادیانی "حوریں" (چڑیلیں) قادیانیوں کے لئے سونے کی چڑیا سے کم نہیں۔ انہیں ان کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی کی طرف سے یہاں تک حکم ہے کہ تم اپنی تبلیغ کے لئے ان کے ساتھ چلو۔ خوب تبلیغ کرو۔ یہاں تک کہ اگر کسی ایک علاقے میں جہاں تم رہتی ہو، تمہارے تبلیغ کی دال نہ گلے تو اس علاقے کو چھوڑ کر دوسری جگہ مکان خریدو اور وہاں جا کر اپنے فرائض کو ادا کرو۔

مرزا بشیر الدین محمود نے یکم اکتوبر 1946ء جلسہ "لجنہ اماء اللہ" دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا: "اگر تم تبلیغ نہیں کرو گی تو اور کون کرے گا۔ اگر تم دینی کاموں میں مردوں کے ساتھ ساتھ نہیں چلو گی تو تم جماعت کا مفید جز نہیں بنو گی بلکہ پھوڑے کی طرح ہو گی جو انسان کو اس کے فرائض سرانجام دینے سے روک دیتا ہے۔ تمہیں تبلیغ کا اس قدر شوق ہونا چاہئے کہ اگر تمہیں ایک مکان میں رہتے ہوئے دو سال گزر جائیں اور تمہاری وہاں تبلیغ مؤثر ثابت نہ ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی یا خاوند سے کہو کہ اب کسی اور محلہ میں مکان لو تاکہ ہم کسی اور جگہ چل کر احمدیت کو پھیلائیں۔"

والا لا زحار لذوات الخمار" یعنی اوڑھنی والیوں کے لئے پھول، مرزا بشیر الدین کے عورتوں سے کلمات کا مجموعہ صفحہ 432، 433)

قادیانی "حوریں" کمزور ایمان لوگوں پر اپنی تبلیغ کا بڑی کامیابی کے ساتھ ایسا ظلم کرتی ہیں کہ ان کے سلسلے میں اپنے بڑے مربیوں (قادیانی پنڈتوں) کو بھی مات دے دیتی ہیں کیونکہ تبلیغ کے جو گراں پائے ہیں، ہر بی ان سے کوسوں دور ہیں۔

قادیانیوں کی تنظیم دعوت الی اللہ:

ہر قادیانی کو ان کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی طرف سے یہ آرڈر ہے کہ اس نے سال میں کم از کم پانچ یا دس مسلمانوں کو قادیانی بنانا ہے۔ اس بھیاں تک مشن کو "دعوت الی اللہ" کی ایک کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ جو اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا، اسے مخلص حوری (قادیانی) نہیں کہا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ ہر قادیانی بچے سے لے کر بوڑھے تک اور بچی سے لے کر بڑھیا تک تمام کے تمام مرزا مسرور قادیانی کے اس حکم کی پیروی میں جتے ہوئے ہیں۔ قادیانی

افسر اپنے ماتحت مسلم حکام کو، قادیانی ڈاکٹر اپنے مریضوں کو، قادیانی دکاندار اپنے گاہکوں کو، مالک مکان اپنے کرایہ داروں کو اور قادیانی گھرانہ اپنے محلے داروں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ سال ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنا دیا جاتا ہے۔ ایک مختلط اندازے کے مطابق صرف ہمارے پاکستان میں ہی ایک سال میں دس ہزار مسلمانوں کا تعلق ان کے نبی کریم ﷺ سے توڑ کر مردود سے جوڑ دیا جاتا ہے۔

اسلام کی اس متاع کو لوٹنے کے لئے صرف پاکستان میں ہر سال اربوں روپے کی رقم جاتی ہے۔ جبکہ ہندوستان، امریکہ، فرانس، لندن، انگلینڈ، جرمنی، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، ملائیشیا، ایتھوپیا، کینیا اور اریٹریا وغیرہ میں تو کوئی شمار ہی نہیں۔

قادیانی مختلف زبانوں میں اپنے کفریہ لٹریچر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ جن پر روزانہ لاکھوں روپے لاگت آتی ہے۔ اب تک تقریباً 213 زبانوں میں مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کی کتابوں کے تراجم جاپچکے ہیں۔ ان کتابوں میں مرزا قادیانی کو (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ، اس کی فاحشہ بیویوں کو امویہ بنت ابی سفیانہ، اس کے بدکار خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے غلیظ ساتھیوں کو صحابہ کرام، اس کی بیہودہ بیویوں کو وحی اللہ، اس کی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اس کی غلیظ حرکتوں کو سنت رسول، اس کے گمراہ خاندان کو بیت، اس کے گندے شہر قادیان کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے بھی افضل لکھا جاتا ہے۔ (معاذ اللہ)

قادیانی مختلف دیہاتوں میں جا کر غرباء کی امداد کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ انہیں قادیانیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ سندھ کے مختلف علاقوں میں یہ بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر ایک ایک کے عوض، ایک ایک بکری کے عوض ایک ایک مرلہ زمین کے عوض، ایک ایک ہزار روپے کے عوض پورے کا پورا خاندان قادیانی کر لیا جاتا ہے۔ اور حد یہ ہے کہ اپنے اس غلیظ کفر کو اسلام کے نام سے کیا جاتا ہے جس سے عام آدمی دھوکہ کھا جاتا ہے۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ اپنی دوراندیشی سے یہی دیکھ کر روپا کرتے تھے اور خوب رویا کرتے تھے کہ:

”آج تو ہم لوگ زندہ ہیں جو لوگوں کے ایمانوں کی دولت قادیانی چوروں، ڈاکوؤں، سے بچا۔ تے ہیں اور انہیں ان کے کفریات سے آگاہ کرتے ہیں لیکن کل جب ہم لوگ زندہ نہ ہوں گے اور مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے والے باغیرت مسلمان بھی نہ ہوں گے برابر ہوں گے تو اس وقت قادیانی غیر ترقی یافتہ علاقوں میں جا کر اور دوسرے ممالک میں جا کر اپنے کفریات کو اسلام کے نام سے پیش کریں گے۔ جب کوئی ایک عیسائی، کوئی

ایک ہندو، کوئی ایک سکھ اپنے مذہب کو چھوڑ کر قادیانیت کو اسلام سمجھ کر قبول کرے گا تو اسلام کے ساتھ صحیح ہاتھ اس وقت ہوگا۔ درحقیقت وہ کافر اپنے کفر کے چھوٹے گڑھے میں لکڑی کر کفر کے ایک بہت بڑے گڑھے میں جا گرے گا۔“

قادیانی اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام قرآن مجید پر بھی اپنے ہاتھ ماف کر رہے ہیں۔ اب تک انہوں نے قرآن پاک کا 124 زبانوں میں محرف ترجمہ کروایا ہے۔ یہ تمام محرف تراجم ان کے غلیظ شہر (سابقہ ربوہ) کی خلافت لائبریری میں رکھے ہوئے ہیں جو راقم الحروف نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ قرآن پاک میں تحریف و تبدل کے طوفان اس طریقے سے اٹھائے جا رہے ہیں کہ ان کلام میں مرزا قادیانی کو ختم نبوت کے تاج کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو مردہ لکھا گیا ہے۔ جہاد کے ختم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ کی شان پر لڑنے والی آیات کا مصداق مرزا قادیانی کو کہا گیا ہے۔ لہذا اس ترجمے سے نہ تو خدا تعالیٰ کی شان بے وقوفی سے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت۔

لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بے غیرتی کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ختم نبوت اور اسلام کی لٹھی ہوئی متاع کو بچانے کے لئے ہم نے کیا کیا؟ وہ دین جسے تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اپنا وطن جگر دے کر پروان چڑھایا تھا جس کی خاطر پتھر کھائے، بھوک برداشت کی، مصائب و مصائب کاٹیں، جس کے دفاع کے لئے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت کا جام پینا پڑا اور جس کے خلاف خطر لاکھوں افراد امت کو موت کے گھاٹ اتارنا پڑا، آج اس دین کو قادیانی درندے بری طرح مار رہے ہیں۔ اسے مسلم سینوں سے نوج نوج کر کھا رہے ہیں۔ اور اس کے سنہری لباس کو تار تار کر رہے ہیں۔ لیکن ہم محض بت بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اپنی مساجد کے ممبروں سے لے کر فنی محفلوں تک کو قادیانیوں پر اسلام کے سب سے اہم مسئلے اور مرکز ”ختم نبوت“ کا ڈنکا بجانا چھوڑ دیا ہے۔ ہم فتنہ و فساد سے عوام کو آگاہ کرنا بھول چکے ہیں۔ ہم نے وہ قلم توڑ دیا ہے جس کی طاقت سے مرزا عیت محل بن جاتی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ ہمارے اخبارات و جرائد تک اس معاملہ میں شہر خاموشاں کا یہ حال چکے ہیں۔

بھئی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلمان نہیں راگھ کا ڈھیر ہے

اے مسلمانو! یاد رکھنا اگر ہم آج بھی بیدار نہ ہوں، اگر ایسی سنگین صورتحال کے باوجود ہم نے قادیانیوں کے ارگرد فصیلیں قائم نہ کیں، اگر اب بھی ہم لوگ قادیانی مرتدوں کے خلاف مجاہد آراء نہ

ہوئے اور یونہی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے رہے تو قریب ہے کہ قبر خداوندی ہم پر لاوے۔
ہماری تسلیں برباد کر دی جائیں، آسمانی بجلیاں ہمیں جلا کر خاکستر کر دیں اور ایسی ہوائیں چلیں
کہ اس زور سے بچ بچ کر ماریں کہ ہمارے چیتے پھڑپھڑ اڑ جائیں۔

دیکھا یہ جس کا عالم رہا تو ایک دن
اک بگولا آئے گا سب کچھ اڑا لے جائے گا

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے برے وقت سے بچائے۔ حضور جان عالم کی دعا
و ناموس اور تاج شہادت کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے شیخ اسلام کا پروانہ بنائے۔
صدیقی علی علیہ السلام سے نوازتے ہوئے ہمیں ایسا آتش فشاں بناوے جو تمام قادیانیت پر پھٹ کر
ریزہ کر دے۔

خرد کی گھنٹیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا! مجھے صاحب جنوں کر دے
تاکہ کل ہم مرتے وقت اہل دنیا کے سامنے سر بلندی اور فخر سے یہ کہہ سکیں
لحد میں عشق رخ شاہ علیہ السلام کا داغ لے کر چلے
اندھیری ات سنی تھی چراغ لے کر چلے



جہنمیوں کی شکلیں ایسی کریں ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اسی صورت پر لایا جائے تو
اس کی بد صورتی اور بد بو کی وجہ سے مر جائیں۔ اور جسم اس کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک
دوسرے تک تیز سوار کے لئے تین دن کی راہ ہے۔ ایک ایک داڑھ احد کے پہاڑ برابر ہوگی۔
موٹائی بیالیس ذراع کی ہوگی۔ زبان ایک کوس دو کوس تک موفہ سے باہر گھسٹی ہوگی کہ لوگ اس کو
گے۔ بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک اور وہ جہنم میں موفہ سکڑے ہوں گے۔ کہ اوپر
سمٹ کر بیچ سر کو پہنچ جائے گا۔ اور نیچے کانٹک کر ناف کو آگے گا۔ ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوں گی۔ کہ یہ شکل احسن التقویٰ ہے اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے کہ
محبوب کی شکل سے مشابہ ہے بلکہ جہنمیوں کا وہ حلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ (بہار شریعت)

قادیانی خود کو مسلمان کیوں کہتے ہیں

ان کا علم یافتہ دوست مجھے کہنے لگا۔

صاحب! آپ کی گفتگو سننے کے بعد میری لاہور ہائی کورٹ کے ایک قادیانی وکیل سے
میں نے متعلق بات ہوئی۔ تو اس نے مجھے کہا کہ جناب! ہم تو قرآن و سنت کو ماننے والے مسلمان
ہیں۔ یہ الزامات متعدد مولویوں نے لگا رکھے ہیں۔ قادیانی وکیل نے اس سے کہا کہ جناب!

ہم کو ایک مانتے ہیں۔

ہم ان کو اپنی کتاب مانتے ہیں۔

ہم جناب محمد عربیؑ کو آخری نبی مانتے ہیں۔

ہم امین رسول کو احادیث مانتے ہیں۔

ہم "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں۔

ہم محمد شریف کو اپنا قبلہ مانتے ہیں۔

ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔

ہم اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں۔

ہم سلطان شریف کے روزے رکھتے ہیں۔

ہم حج کرتے ہیں۔

ہم کھانا کھا دیتے ہیں۔

ہم ہمارے جہد پڑھتے ہیں۔

ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔

ہم اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں۔

ہم اپنے چہرے پہ داڑھیاں رکھتے ہیں۔

ہم انہوں میں تہنجاں پکڑتے ہیں۔

ہم غمے اور پگڑیاں پہنتے ہیں۔

ہم دن میں پانچ فرض نمازوں کے ماننے والے ہیں۔

ہم بھی فجر کی چار رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی ظہر کی بارہ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی عصر کی آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی مغرب کی سات رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ہم بھی عشاء کی سترہ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

جناب! پھر ہم کافر کیسے ہو گئے؟ ہمارے سارے کام اور سارے عقائد تو مسلمانوں والے ہیں۔

لوح دوست مجھے کہنا لگا۔ ”جناب عمر صاحب بات تو اس کی معقول ہے۔“ (نعوذ باللہ)

میں نے اس کی آنکھوں میں بغور جھانک کے دیکھا، اور اس سے کہا، کہ سلطان نور الدین اور

دور میں ایک ہولناک سازش کے تحت یہود و نصاریٰ نے اپنے دو جاسوس مدینہ منورہ میں

اکرم ﷺ پر بھیجے تھے۔ تاکہ وہ نعوذ باللہ روضہ رسول ﷺ کو سرنگ لگا کر نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر

کر لے جائیں۔ اس ہولناک کام کے لئے وہ دونوں موذی مسلمانوں کا روپ دھار کر مدینہ منورہ

مسلمانوں میں گھل مل گئے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ روضہ رسول کے پاس ڈیرہ لگایا۔ اپنے

بطور مسلمان شناخت کرایا۔ اپنے اعتماد کی تسلی ہو جانے پر اپنے غلیظ مشن میں مصروف ہو گئے۔

دن روضہ رسول کے پاس بیٹھ کر مختلف عبادات میں مصروف رہے۔ جو نبی رات کی سیاہی بھلی

باطن روضہ رسول کو سرنگ لگاتے۔ جو مٹی نکلتی اسے مسجد نبوی سے باہر پھینک آتے۔ صبح ہوئے

والی جگہ پر چٹائیاں وغیرہ بچھا کر سرنگ والے حصہ کو چھپا لیتے۔

سرنگ جب کافی گہری ہو گئی۔ تو ایک رات رحمت دو عالم ﷺ سلطان نور الدین زنگی کو غائب

ملے ہیں۔ اور سلطان نور الدین زنگی سے کہتے ہیں کہ یہ دو موذی مجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ انہیں

جناب سرور کائنات ﷺ ان دونوں مردودوں کی شکلیں بھی سلطان نور الدین کو دکھاتے ہیں۔

غیرت رسول میں پارے کی طرح ترپنے لگتا ہے۔ وہ دھاڑیں مار مار کر روتا ہے۔ اور کہتا ہے۔

ﷺ میرے زندہ ہوتے ہوئے آپ کو کوئی تکلیف پہنچا جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سلطان اس

مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور تھا۔ وہ ایک لشکر کو ساتھ لیتا ہے۔ اور گھوڑے کو بجلی کی طرح دو

مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوتا ہے۔ تو گھوڑے سے اتر جاتا

پاؤں سے جوتے اتار دیتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں ننگے پاؤں چلتا ہے۔

روضہ رسول کی حد میں آتا ہے۔ گھٹنوں کے بل چلنا شروع کر دیتا ہے۔ بلک بلک کر روتا

سلطان ان دونوں شیطانوں کو پکڑتا ہے۔ روضہ رسول کے قریب ہی انہیں ذبح کرتا ہے۔

ان کو آگ لگوا کر نہ کستر کرتا ہے۔ اور دنیا کو بتا دیتا ہے۔ کہ اگر محمد کریم ﷺ کا غلام زندہ ہو تو وہ

دن اس طرح کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔ پھر سلطان روضہ رسول کے گرد ایک اتنی گہری خندق

کھدوا دیتا ہے۔ کہ زمین سے پانی تک کے لئے ایک حصار قائم کر دیتا ہے۔

مارا واقعہ اپنے دوست کو سنانے کے بعد۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ دو ملعون یہودی جب

مسلمان بن کے داخل ہوئے تھے۔ جو مسجد نبوی میں رہتے تھے۔ جو روضہ رسول کی ہمسائیگی

تھے۔ وہ مسلمانوں کے سامنے۔ کس کو اپنا رب مانتے تھے؟

”کو اس نے جواب دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے تشویش کی لہریں نکلیں اور اس کی پیشانی پہ شکنیں ابھریں۔

اس نے پڑے ہوئے پانی کے جگ سے اسے گلاس میں پانی ڈال کے پیش کیا۔ اور پھر اس سے جو

کتاب کی کاروائی ہوئی وہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اس کو اپنی کتاب مانتے تھے؟

”قرآن کو“

اس کی نبوت کا اعلان کرتے تھے؟

”رسول اللہ ﷺ کی“

اس کے فرائض کو احادیث کہتے تھے؟

”رسول اللہ ﷺ کے“

وہ مسلمانوں کے سامنے کون سا کلمہ طیبہ پڑھتے تھے؟

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

کیا وہ نمازیں پڑھتے تھے؟

”جی ہاں“

کہاں نمازیں پڑھتے تھے؟

”مسجد نبوی میں“

اس کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے؟

”امام مسجد نبوی کے پیچھے“

وہ نماز جمعہ پڑھتے تھے؟

”جی ہاں“

وہ وہاں بیٹھ کر صدقہ و خیرات کرتے تھے؟

”جی ہاں“

ان کے ہاتھوں میں تسبیحیں تھیں؟

”جی ہاں“

ان کے سروں پر عمامے اور پگڑیاں تھیں؟

”جی ہاں“

وہ کس کتاب کی تلاوت کرتے تھے؟

”قرآن مجید“

وہ دن میں کتنی فرض نمازوں کے قائل تھے؟

”پانچ“

وہ فجر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”چار“

وہ ظہر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”چار“

وہ عصر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”آٹھ“

وہ مغرب کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”سات“

وہ عشاء کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟

”سترہ“

کیا وہ دیگر اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات کو ماننے اور استعمال کرتے تھے؟

”جی ہاں“

تو کیا وہ مسلمان ہوئے؟

توبہ۔ استغفر اللہ۔ معاذ اللہ۔ بکے کافر، بکے مردود، وہ چیخ اٹھا۔ تو کیا قادیانی کافر مسلمان

کے مسلمانوں میں گھس جائے تو کیا وہ مسلمان ٹھہرا؟

”جی ہاں۔ اللہ معافی۔ بکے کافر۔ بکے بے ایمان۔“

قادیانی ملعون کو حضور اکرم ﷺ کی جگہ نبی بنائے (نعوذ باللہ)

قادیانی کی ہفتوات کو وحی الہی قرار دے (نعوذ باللہ)

قادیانی کی باتوں کو احادیث رسول کہے (نعوذ باللہ)

قادیانی کی بیوی کو ام المؤمنین کہے (نعوذ باللہ)

گھس مسلمان کا بھیس بدل کر ہماری صفوں میں آگھے۔ کیا ہم اسے مسلمان تسلیم کر لیں گے؟

نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ اس نے گرجہ دار آواز میں کہا۔

میں نے اسے کہا۔ کہ قیام پاکستان سے قبل ہندوستان پر جب فرنگی سامراج کی حکومت تھی۔

اس کی شہر کی مسجد میں ایک بڑے ہی نیک پارسا اور صالح امام مسجد تھے۔ گورارنگ جس سے سرخی

کھڑی تھی وہ عرب شریف سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے چالیس سال اسی مسجد

میں بسر کیے۔ چالیس سال نمازوں کی امامت کی۔ جمعے پڑھائے۔ نکاح پڑھائے۔ جنازے

پڑھائے۔ ہزاروں بچوں کو قرآن پاک پڑھایا۔ لوگوں کو دینی مسائل بتائے۔ لوگ ان پر فریفتہ تھے۔ ان

کو بجالانا اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

ایک جمعہ کے خطبہ میں اس بزرگ نے کہا۔ کذاب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ قوی کمزور ہو گئے

ہوں اور نقاہت بڑھتی جا رہی ہے۔ اب میں اپنے گھر عرب شریف واپس جانا چاہتا ہوں۔ مسجد

میں سے رخصت ہو گئی۔ لوگ بچوں کی طرح سسک سسک کر رونے لگے انہوں نے بزرگ کے پاؤں

میں ہزار ہا روپے نہ جائیے۔ ہم آپ کے غم فراق میں مرجائیں گے۔ آپ ہمارے مائی باپ ہیں۔

اپنے ماں باپ کی طرح سنبھالیں گے۔ لیکن وہ بزرگ نہ مانے۔

آخر روانگی کا دن آگیا۔ پورا علاقہ سوگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہر آنکھ پر غم تھی۔ مرد کہہ رہے تھے

”سروں سے صحاب کرم اٹھ گیا“۔ عورتیں رو رہی تھیں۔ ”ہم روحانی باپ سے محروم ہو گئیں۔“

”اب ہمیں قرآن کون پڑھائے گا۔“

اب رو رہے تھے۔ گریہ و زاری کر رہے تھے۔ آہ و فغاں کر رہے تھے۔ بچوں اور سکیوں کا ایک

گناہ آنسوؤں کی ایک نہ تھمنے والی بارش تھی۔ یہ جذباتی مناظر بزرگ سے بھی نہ دیکھے گئے۔ ان کا

دل جھنجھکیا۔ بوڑھی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ اور وہ بزرگ ریلوے پلیٹ فارم کی دیوار پر چڑھ کر

کے مجمع سے یوں مخاطب ہوئے۔

”مسلمانو! تمہاری یہ غناک کیفیت دیکھ کر آج میرا بھی دل پھٹ گیا ہے۔ مسلمانوں کی سال کی نمازیں دہرا لینا۔ کیونکہ میں عیسائی ہوں۔ برطانوی حکومت نے مجھے ہندوستان میں جانے بھیجا تھا۔ میں مسجد میں بیٹھ کر جاسوسی کا کام کرتا تھا۔ میں عرب نہیں۔ بلکہ انگریز ہوں“ انہوں نے کھلے کھلے رہ گئے۔ بہتے آنسو ختم گئے۔ اور حرکت کرتے جسم ساکت ہو گئے۔ اور اتنے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ردپوش ہو چکے تھے۔

✽ میں نے اپنے دوست سے کہا۔ کہ بگلے پکڑنے والے شکاری اپنے کھیت میں براق جعلی بگلا بنا کر کھیت میں رکھ دیتے ہیں۔ اٹھکیلیاں کرتے، اڑتے بگلے جب کھیت کے گزرتے ہیں۔ تو وہ اپنے بھائی کو زمین پہ بیٹھا دیکھتے ہیں اور اس کے پاس وافر مقدار میں دان بکھیر دیکھتے ہیں۔ وہ اسے اپنے بھائی کی دعوت سمجھتے ہیں۔ اور فوراً دان چگنے کے لئے زمین پر اتر آتے۔ انھوں بعد وہ شکاری کے جال میں ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد شکاری کا ظالم خنجر ان کی گردنوں پر چل ہے۔ وہ موت کا رقص کر رہے ہوتے ہیں۔ جعلی بگلے بڑے سکون سے یہ دلخراش منظر دیکھ رہا ہوتا ہے۔ فریب خوار وہ بگلے تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ اور جعلی بگلے پھر کھیت میں بیٹھا۔ اپنے بکھیرے نئے شکاروں کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔

✽ میں نے اپنے دوست سے پوچھا۔

اگر وہ دونوں موذی یہودی مسلمانوں کا روپ نہ دھارتے۔ تو کیا وہ مسجد نبوی میں داخل ہو سکتے۔ اگر وہ عیسائی جاسوس ایک عالم دین کے بھیس میں نہ آتا تو کیا وہ مسلمانوں کا پیش امام بن سکتا۔ اگر بگلے کے شکاری نے جعلی بگلے کی جگہ کوئے یا چیل کو کھیت میں بٹھایا ہوتا۔ تو کیا وہ اڑے۔ بگلوں کو شکار کر سکتا تھا؟

کہنے لگا۔۔۔ ”بالکل نہیں۔۔۔ بالکل نہیں“

میں نے اسے کہا۔ کہ۔۔۔ ہر کافر اپنے آپ کو اپنے مذہب سے منسوب کرتا ہے۔ اور اسے کوئی شرم نہیں آتی۔۔۔ بلکہ وہ اس پر فخر کرتا ہے۔۔۔ ایک ہندو خود کو ہندو کہتا ہے۔

ایک سکھ خود کو سکھ کہتا ہے۔

ایک عیسائی خود کو عیسائی کہتا ہے۔

ایک پارسی خود کو پارسی کہتا ہے۔

ایک یہودی خود کو یہودی کہتا ہے۔

لیکن۔۔۔ ایک قادیانی خود کو مسلمان کہتا ہے۔

✽۔۔۔ بین الاقوامی اسلام دشمن طاقتوں نے اسے مسلمان کا لبادہ پہنا کر مسلمانوں کی صفوں میں دیا ہے۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے معاشرے میں گھل مل جائے۔ ان کے رسم و رواج کو اپنا کر اس کی شناخت بھی اسلامی ہو جائے۔ اور۔۔۔ وہ۔۔۔ ایک مسلمان معاشرے میں آرام و سکون کی جاسوسی کر سکے۔

اسلام کے نام پر اسلام میں تخریب کر سکے۔

اسلام کے نام پر اپنی کفریہ تبلیغ کر سکے۔

اسلام کے نام پر لوگوں کو مرتد بنا سکے۔

اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے مسلمانوں کو رنگ، نسل، زبان اور علاقہ کے نام پر دوست و دشمن کر سکے۔ ایک مسلمان ملک کے کلیدی عہدوں پر قبضہ کر سکے اور ملک کے راز باہر منتقل کر سکے۔

اسی۔۔۔ اوزبنا کرغریہوں کے ایمانوں کو ذبح کر سکے۔

اسی۔۔۔ تھامی پالیسی کے تحت سکول سکول مسلمانوں کی نوخیز نسل کو لکھد بنا سکے۔

مسلمانوں کی نشستوں پر منتخب ہو کر ایم۔ پی۔ اے، ایم۔ این۔ اے اور سینیٹر بن سکیں۔

پھر۔۔۔ کوئی خطرناک سازش کر کے ایک مسلمان ملک کے اقتدار پر قبضہ کر سکیں۔

اسی۔۔۔ یونٹا پارٹ نے کہا تھا۔۔۔ کہ دشمن کی پچاس ہزار فوج پر اپنی فوج کا ایک جاسوس بھاری ہوتا ہے۔

ہمارے مسلمانو! اندازہ لگائیے۔۔۔ ایک جاسوس کتنا خطرناک ہوتا ہے۔ کسی جاسوس کا کسی دشمن کے

ساحس اداروں میں داخل ہو جانا۔ اس ملک کی شدہ رگ پر نشتر رکھنے کے مترادف ہے۔ اور ہمارے

دشمنوں میں قادیانی جاسوس بھرے پڑے ہیں۔ اور ہم ہار دوی سرنگوں کے اوپر کھڑے ہیں۔

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے

عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں



قادیا نیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده اما بعد

حدود و قصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے، رعایا کا کام نہیں لیکن اگر معاشرہ میں ایسا جائے اور کچھ افراد جرائم و معاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو ان کو درست اور سیدھا کر کے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک و صاف رکھنے کے لئے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی (بائیکاٹ) کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا، ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا ان کی تقریبات شادی غمی میں نہ ہونا، ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا نہایت ہی پر امن، بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

وهكذا كان ذاب الصحابه ومن بعدهم من المؤمنين في جميع الازمان فانهم كانوا يقاطعون من حاد الله ورسوله مع حاجتهم اليه والنزوات
الله تعالى على ذلك

(مرقات، شرح مشکوٰۃ شریف جلد 10، صفحہ 40)

یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں، دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی۔ لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہ بائیکاٹ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم رضی اللہ عنہ نے عملی طور پر بھی اس کو نافذ کیا جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کئی دن گزر گئے تو ایک

یہودی نے کہا اے ابوالقاسم! اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پرواہ نہیں کیونکہ ان کے قلعہ میں پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ ان کو قلعہ میں تو جلدی کامیابی ہوگی۔ اس پر سید عالم رضی اللہ عنہ نے ان کا پانی بند کر دیا۔ تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے نکلے۔

اسار رسول ﷺ الى ما نهم فقطعا عليهم فلما قطع خرجوا

(زاد المعاد علی الزرقانی، جلد نمبر 4، صفحہ 205)

ایک مرتبہ جبکہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی اور ان کے ساتھی دو اور صحابی رضی اللہ عنہم سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید عالم رضی اللہ عنہ نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

واللهي النبي ﷺ عن كلامي وكلام صاحبي

یعنی رسول اکرم رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بات چیت

کرنے سے منع فرما دیا۔ فاجتنب الناس كلامنا۔

(صحیح بخاری، صفحہ 675، جلد دوم)

اور اے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔ اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان کی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے۔

الاضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم أنفسهم وظنوا ان لا

عليهم الا الله الا اليه

(قرآن مجید پارہ 11)

اور یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی گھر آئیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔

(روح البیان)

یہ معذرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان سے لغزش ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لواک

کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا۔ ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی ان کے

لہذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات

بالا میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔

خدا تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قطع تعلقی (بایکات) کے متعلق قرآن پاک میں ہے۔

ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار
یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔

نیز قرآن پاک میں ہے۔

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

یعنی یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور حدیث پاک میں ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کو ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے (بایکات نہ کیا) تو خدا تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کے دلوں پر مار دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر لعنت بھیجی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے تشریف فرماتے تھے۔ حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔

(ترمذی شریف صفحہ 130)

مذکورہ بالا بایکات کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کے ساتھ دشمنی کریں اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان و عظمت پر مبینہ طور پر ایسے پدیندہوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بایکات نہ کرنا، میل ملاپ، محبت، دوستی کرنا ہے۔ اگرچہ وہ ماں باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں، بہن بھائی کنبہ برادری ہو، قرآن پاک میں ہے۔

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا ابناءكم اولياء ان استحبوا الكفر

على الايمان ومن يتولهم منكم فاولئك هم الظالمون

یعنی ”اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی، بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا ظالموں میں سے ہوگا۔“

نیز قرآن پاک میں ہے۔

لنجد قوما يؤمنون بالله واليوم الاخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباؤهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك كتب في قلوبهم
لايمان وايدهم بروح منه ويدخلهم جنت تجرى من تحتها الانهر
عللين فيها رضى الله عنه ورضوا عنه اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم السفلحون O

”تم نہ پاتے گے کسی اس قوم کو جو خدا تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا کنبہ برادری۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں اور خدا تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے۔“

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور خدا کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی یہ دونوں ایسی دوہی نہیں سکتیں۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

والکلام علی ما فی الکشاف من باب التخییل خیل ان من الممتنع
المحال ان تجد قوما مومنین یوادون المشرکین۔

یعنی ”آیت مبارکہ میں یہ تصور دلا یا گیا ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار و مشرکین کے ساتھ اس کی محبت و دوستی بھی ہو یہ محال و ممتنع ہے۔“

یہ اسی میں ہے۔

مبالغہ فی النهی عنه والزجر عن ملاستہ والتصلب فی معانیه اعداء اللہ تعالیٰ

یعنی ”آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی چٹائی بیان کی گئی ہے۔“

خدا تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایسا ایمان نقش فرمایا کہ ان کی نظروں میں حبیب خدا ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو یا بھائی ہو کہ بہن۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے

سید دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی سنی تو اس کو ایسا مکار سید کیا کہ وہ گر گیا۔ جب حضور ﷺ اور حضور ﷺ نے پوچھا۔ ”افعلت یا ابا بکر“ اے ابوبکر تو نے ایسا کیا ہے۔ عرض کی ہاں۔ ”قال لا تعد قال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ“ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اس کو مار دیتا۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ (رواہ)

اور سیدنا ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا ﷺ کی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا جیسے روح المعانی میں ہے۔

عن انس قال کان امی ابو عبیدہ قتل اباہ وهو من جملہ اساری بنی نضیر لما سمع منه فی رسول اللہ ﷺ ما یکرہ ولہا فلم ینتہ

یوں ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہاشم کو بدر کے دن اپنے ہاتھ دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث نے عتبہ شیبہ اور ولید بن ابی اسد اور حضرت معصب بن غیر نے اپنے بھائی عبید بن غیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

خدا تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں کروڑوں کھربوں رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ امت کو عشق مصطفیٰ ﷺ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے سامنے سب حضور رحمت دو عالم ﷺ کی عزت و عظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے نہ کسی پیر کا کلمہ ہے۔ نہ ماں باپ کا وقار نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے۔ نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

سبحان من کتب الایمان فی قلوب المومنین وایدہم بروح منہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی عشق و محبت کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی۔ ”اشداء علی الکفار رحماء بینہم“ یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں دل ہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ شدت کی مقدار پر ہی عشق و محبت کا کھار ہوتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے لیکن محبوب کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت محبت ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ برہنہ ہو کر دھوکہ ہے، فریب ہے، الحاصل خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (مشکوٰۃ شریف)
یعنی عملوں میں افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

اول اکرم ﷺ اور بارالہی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

اللہم اجعلنا ہا دین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین سلما لا ولیک وعدو
لا عدالتک نحب بحبک من احبک ونعادی بعد اولک من خالفک اللہم
وما الدعا وعلیک الاجابہ

(ترمذی شریف، جلد 2، صفحہ 178)

اللہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر، یا اللہ ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر، یا اللہ ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ ہم تیری محبت کی وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ رہے ہیں کہ حضور تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کا شاد مبارک ”یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم“ کے مطابق حکم کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کسی اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنا بریں رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا ہر مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے۔ لہذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے مسجد سے نکل جا، حضور ﷺ نے ہی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے۔ تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آ رہے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے۔ شاید جمعہ ہو گیا ہے۔ لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا، بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوش خبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔

(تفسیر روح المعانی، جلد 11، صفحہ 11- تفسیر مظہری جلد 4، صفحہ 289- تفسیر ابن کثیر جلد 3، صفحہ 511- تفسیر بغوی علی الخازن جلد 3، صفحہ 511- تفسیر روح المعانی جلد 3، صفحہ 493)

اور سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے۔ "طرد المنافقين من مسجد رسول اللہ ﷺ" اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا "فامروهم الله ﷻ فاخرجوا من المسجد اخرجا عنيفا" رسول خدا نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابوالیوب، خالد بن زید انھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیسؓ پکڑ کر گھسیٹے گھسیٹے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابوالیوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اس کو چادر ڈال کر خوب بھیچا اور اس کے منہ پر ٹھانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ ابیوب فرماتے جاتے "اف لك منافقا غبيطا" ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ بن حزم نے زید بن عمرو کی داڑھی کو پکڑ کر کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ تو صحابی عمارہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا تجھے عذاب دے گا جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ "فلا تقرب من رسول الله ﷺ" آئندہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

اور بنو نجار قبیلہ کے دو صحابی ابو محمد جو کہ بدری صحابی تھے اور ابو محمد مسعود نے قیس بن حذافہ منافقین میں سے نو جوان تھا گدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور ﷺ نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم دیا ہے، حارث بن ابی رباح سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹے گھسیٹے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا۔ اے ابن حارث تو مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے اور آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال دیا اور افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1، صفحہ 1- تفسیر روح المعانی جلد 3، صفحہ 511- تفسیر بغوی علی الخازن جلد 3، صفحہ 511- تفسیر ابن کثیر جلد 3، صفحہ 511- تفسیر روح المعانی جلد 3، صفحہ 493)

لما كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذ قالوا القوم هم براء بكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا بالله وحده (سورہ ممتحنہ)

اے ایمان والو! تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں میں اچھی نمونہ ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ہم سے اور تمہارے بتوں سے بیزار رہو۔ ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم خدا وحدہ پر ایمان نہ لاؤ گے ہم ہمیشہ کے لئے دشمنی ٹھن گئی ہے۔

(تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے۔)

بسم الله تبارك وتعالى وعزتي لا ينال رحمتي من لم يوال اوليائي ويؤا اعدائي (صفحہ 35، ج 28)

جی "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔"

اور درۃ الناصحین میں علامہ غوبی رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔

جی رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی خدا تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔ عرض کیا یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام روزہ تو تیرے لئے ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کیا میں نے تیرے لئے صدقہ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لئے سایہ بنے گا۔ عرض کیا میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تو تیرے لئے نور ہی ہوگا۔ بتا تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے۔

(درۃ الناصحین صفحہ 210)

ای طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ تفسیر روح البیان صفحہ 378، جلد 3

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں خدا تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا مقبول و محبوب عمل ہے، اتنا ہی خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنا مقبول و محبوب عمل ہے۔ نیز خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی محبت اور ان دشمنوں، گستاخوں کی محبت آپس میں ضدیں ہیں یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں نہیں ہو سکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خولجہ مجدد الف ثانی سرہندی قدس نے فرمایا۔

”وہ محبت متبادلہ جمع نشود جمع کہ ضدین را محال گفتہ اند۔ محبت یکے مستلزم عداوت دیگر است۔“ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 165، جلد اول)

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کے دشمنوں کی محبت اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہو تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول (جل و جلال ﷺ) کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔

نیز فرمایا۔

”وعلامت کمال محبت کمال بغض است باعداء اولیائے اللہ“ (مکتوب 1/165) یعنی تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دو عالم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔

نیز فرمایا۔

”کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے دشمن ہیں، دشمنی رکھنی چاہئے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہئے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہئے اور ان بدستوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہئے۔“

(مکتوب نمبر 1)

نیز فرمایا۔ ”در رنگ سماں ایشان را دور باید داشت“ یعنی خدا اور رسول کے دشمنوں کو کوس دور رکھنا چاہئے۔

نیز فرمایا۔ ”پس عزت اسلام در خواری کفر و اہل کفرست۔“ (سیکھ اہل کفر و اعزیز داشت را خوار ساخت۔) یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو ذلیل و خوار کیا جائے جو شخص کفر

اور حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔ (مکتوب نمبر 1/163)

امام ربانی ﷺ نے فرمایا۔

”اگر کرم شفیق معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانے والا یہی ایک راستہ ہے۔ (کہ ان دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھی جائے۔) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس کا ایک رسائی مشکل ہے۔“ (مکتوب نمبر 1/165)

یہی مسلم کہ سید اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم ﷺ تک رسائی ہی دین ہے۔ ڈاکٹر سراقبال نے خوب فرمایا ہے۔

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر ہاؤں سیدی تمام بولہی ست

”اگر تو اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو اسب کچھ ہی بولہب ہے۔“

”انہوں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔“

حدیث پاک نمبر 1:

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یكون فی اخر الزمان دجالون فدايون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایا کم ایاہم لا یضلونکم ولا یفتونکم۔ (مسلم شریف)

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”آخری زمانہ میں لوگ کذاب و دجال بہت چھوٹے دھوکے باز آئیں گے۔ وہ تم سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ لہذا اے میری امت تم ان کو اپنے سے بچاؤ اور اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔“

”انہوں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔“

جان اللہ! کیا شان ہے تاجدار مدینہ ﷺ کی۔ آپ نے نور نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین اسلام میں گمراہی بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دہل و فریب سے ان کو ہٹائیں گے۔ لہذا اس شفیق امت ﷺ نے پہلے سے ہی امت کو بچنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت! ان لوگوں کے قریب مت چلنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن

پاک نمبر 2:

رسول اللہ ﷺ ان مجوس هذه الامم المکذبون باقدار الله ان
لا تعود وهم وان ماتوا فلا تشهد وهم وان لقيتموهم فلا تسلموا
(ابن ماجہ شریف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضا و قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں۔
ان کو وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں (فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو
ان کو چھپنے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت
شریک ہو، اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔“



یہی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ مونہہ کے قریب ہوتے ہی
اس سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنیوں کے بدن سے جو
کچھ لپٹا ہوا ہو گا وہ پانی پانی جائے گی۔ خاوارق کو ہر کھانے کو دیا جائے گا، وہ ایسا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا
میں اس کی سوزش و بدبو تمام اہل دنیا کی معیشت پر باد کر دے۔ اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے
اس کے مارنے کے لئے پانی مانگیں گے ان کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ مونہہ کے قریب آتے ہی
اس کی کھال گل کر اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا
اس کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں
کہ اس کے مارے ہوئے اونٹ۔ پھر کفار جان سے عاجز آ کر باہم مشورہ کر کے مالک علیہ
السلام داروغہ جہنم کو پکاریں گے اے مالک! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تیرا رب ہمارا قصہ تمام
مالک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے۔ ہزار برس کے بعد فرمائیں گے
یہ تیرے ہوا اس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے۔ ہزار برس تک رب العزت کو اس کی رحمت کے
پکاریں گے وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا۔ تو یہ فرمائے گا۔ ”دور
میں پڑے رہو مجھ سے بات نہ کرو۔“ (بہار شریعت)

امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب! ہر کسی کی بات سنی چاہئے۔
کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر بد مذہبیوں کے جلسوں میں جانے والے، ان کا لٹریچر پڑھنے والے،
تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ، بد دین ہو گئے، جہنم کا ایدھ بن گئے۔

حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار غیروں کے جلسوں میں مت
تقریریں مت سنو، ان کے رسائل و اخبارات مت پڑھو ورنہ بچھتاؤ گے۔ اگر تقریریں سنو تو اس کی
محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے، کتابیں اور رسائل پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشق مصطفیٰ
معمور ہیں۔ سیدنا محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے۔

یعنی حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کیا
کہ حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے
نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں۔ آپ نے
فرمایا ہرگز نہیں یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں
خائب و خاسر ہو کر چلے گئے تو کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آیت
قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت سیدنا محمد بن سیرین قدس سرہ نے
فرمایا کہ یہ دونوں بد مذہب تھے۔ اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس
میں چکر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی اور میں بھی
مذہب ہو جاتا۔ (فتاویٰ الحرمین)

سبحان اللہ! وہ امام بن سیرین جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کا علامہ علم کا ٹھکانہ
سمندر۔ وہ تو بد مذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے لئے روک دیا
آج کے ان پڑھ، دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرأت سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب! ہر
بات سنی چاہئے۔ ”ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔“

یوں ہی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ نے اس کو جواب
”فقيل له فقال از ايشان۔“ (فتاویٰ الحرمین)

کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اس کو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ
میں سے ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور تحفظ ختم نبوت

1: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوت:

(ذمّن خدا کے ختم نبوت سے انکار پر خدائی جزاء)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر دلائل مفصلہ میں حوالہ جات سے ثابت کرنے کے لئے 111 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 1317ھ برطانیہ میں تصنیف فرمائی جس میں سائل جناب شیخ خدا بخش سنہ محلہ سوئی گری کی پول سے 1317ھ کو استفسار فرمایا تھا کہ۔۔۔

”حضرت علی وفاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم کو انبیاء و رسول کہنے و ثابت کرنے والے کے لئے احکام ہیں اسے سید کہا جاوے یا نہیں؟

اگرچہ مرزا قادیانی کی کسی کتاب کے جواب یارو میں یہ کتاب نہیں لکھی گئی لیکن اصل مسئلہ نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت ثابت کرنا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد رسول اللہ کے کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض قرار دیا ہے اور ختم نبوت کے منکر و کافر دیتے ہیں۔ آیات قرآن کریم کے علاوہ تقریباً ہمیں (30) نصوص تحریر فرمائیں جیسا کہ اس میں خود فرماتے ہیں۔

”اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی۔ شریعت جدید وغیرہ کی کوئی قید کہیں نہ ہو اور صراحۃً خاتم بہ معنی آخر بتایا۔ متواتر احادیث میں اس کا بیان آیا ہے۔ صحابہ کرام اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر و مقبور و عموم و استغراق حقیقی نام پر اجماع کیا تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اسی بناء پر سلفاء خلفاء آئمہ مذاہب نے نبی کریم ﷺ کے ہر مدعی نبوت کو کافر کہا۔“

فقیر غفرلہ المولی القدر (احمد رضا) نے اپنی کتاب (جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوت) جس میں

اس طلب ایمانی پر صحاح و سنن، اسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور کثیر قرآن و ارشادات، ائمہ، علمائے قدیم و حدیث مبارک عقائد و اصول فقہ و حدیث سے لے کر اس میں ذکر کئے۔ الحمد للہ۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 59)

امام احمد شریف و ترمذی سے رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث پاک بھی نقل کر کے رافضی علماء و شیعہ دور کر دیا ہے کہ ”لو کان بعد نبی لکان عمر بن الخطاب“ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

اس میں مولانا شیخ احمد علی مدرس مکہ مکرمہ کی زوردار تقریظ موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبوت میں علمائے بدایوں، لاہور، حیدر آباد، دکن، دہلی، کانپور، سہارنپور، گنگوہ کے فتاویٰ جات درج کیے گئے ہیں۔

سائل کو سید نہ کہو، سید کفر یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔“

(جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوت، صفحہ 97، مطبوعہ لاہور)

السوء والعقاب علی الحسیح الکذاب:

(مہملے مسیح پر عذاب و عتاب)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں یہ خاص رسالہ مشتمل بر 23 مستفتی مولوی عبدالغنی ساکن امرتسر کے جواب میں 21 ربیع الاخر، 1320ھ قریباً 1902ء میں تلمبند اور شائع فرمایا۔ یعنی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے تقریباً ایک سال بعد سائل کا جواب لکھا اور مرزا کا مرزائی ہونے کے بعد مسئلہ زوجیت کے کیا احکام ہیں۔ اول صفحات میں امرتسر کے دس علماء اہل کے خلاصہ جات درج کئے گئے ہیں جن میں بالانفاق مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

اس کے رد و زوجیت سے علیحدہ ہونے اور مہر وغیرہ کے احکام صادر کئے گئے ہیں۔
امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 6 پر مرزا کو سحج دجال علیہ اللعن والکال کا لقب دے کر قادیانی کی کتب (آزالہ اوہام، توفیح الہرام، دافع البلاء، براہین احمدیہ، معیار الاحیاء) وغیرہا سے لے کر بیشتر مشہور و مشہور کفریہ عقائد تحریر فرماتے ہیں۔ ساتھ ہی زوردار دہی فرماتے گئے۔ ایک دلیل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”قادیانی اس تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول کے معنی لغوی مراد ہیں۔ یعنی خبردار، یا ہندو، اور فرستادہ، مگر یہ محض ہوس اول صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ فتاویٰ ہند یہ

میں ہے کہ کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہے کہ پیغام پہنچانے والا اپنی ہوں کافر ہو جائے گا۔ لغوی معنی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی خدا کی عرضی رسالت ثبوت مقصود اور کفر و ارتداد یعنی قطعی موجود۔

آیت قرآنی، حدیث مبارکہ و دیگر فتاویٰ سے تحریر درج کرنے کے بعد واضح الفاظ میں سے متعلق احکام میں فرماتے ہیں۔

”ان اقوال مذکورہ کا قائل بے باک، کافر، مرتد، کذاب، ناپاک ہے۔ اگر یہ اقوال مراد کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو اللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے اہل پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔“

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 20، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

دوسری جگہ صرف کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھنے والے حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اس مرزا قادیانی کی تکفیر میں چون و چرا کریں تو وہ کافر وہ اراکین بھی کفار، مرزا کے اگرچہ خود ان اقوال جنس الابوال کے معنی نہ ہوں مگر جبکہ صریح کفر وہ کلمے ارادہ دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا مقبول خدا کہتے ہیں۔ قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں سب مشرک ہیں۔“

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 20، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

قادیانیوں کے احکام:

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان (قادیانیوں) کے احکام بعینہ مرتدین کے ہیں۔

جو شخص باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد میں ہے۔

جو اس (مرزا غلام احمد قادیانی) کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 21، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

آخر میں سائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”شوہر کے کفر کرتے ہی عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام لالہ اپنے اس قول و مذاہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کے

میں سے قربت کرے زنا سے محض ہے۔ جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور صریح میں دائر و سائر ہیں۔“

(السوء والعقاب علی مسیح الکذاب صفحہ 21، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ لاہور)

حسام الحرمین:

کتاب امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کی بڑی مشہور و معروف تصنیف ہے جو کہ عربی زبان میں اس کا اردو ترجمہ حسین رضا خان صاحب نے ”مبین احکام و تصدیقات اعلام“ کے نام سے کیا ہے۔ مکمل فتویٰ پر مشتمل ہے جو کہ 158 صفحات پر محیط ہے۔

کتبہ نبوی کتب خانہ بخش روڈ لاہور نے شائع کیا۔ اس پر حجاز شریف کے 37 علمائے کرام و مفتیان نے اپنی تصدیقات درج کیں۔ ان مفتیان کرام نے بر ملا آپ کی علیت کا اعتراف کرتے ہوئے امام احمد رضا رحمہ اللہ کو ”مجدد برحق“ کا لقب عطا فرمایا۔ یہ کتاب ہند میں نئے پیدا ہونے والے علماء و قلم کاروں کے عقائد باطلہ کفریہ اور ان کے متعلق شرعی احکام پر مشتمل ہے۔ ان میں بھی سرفہرست یہی ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

1324ھ بمطابق 1904ء میں یہ کتاب منظر عام پر آئی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

”ان میں سے ایک فتنہ (مرزائیہ) ہے اور ہم نے ان کا نام غلامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف۔۔۔ وہ ایک۔۔۔ دجال ہے۔ جو اس زمانہ میں پیدا ہو کر ابتداءً مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ اس نے سچ کہا کہ وہ مسیح دجال کذاب کا مثل ہے۔ اپنی کتاب (ہدایہ غلامیہ) احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتاتا یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے۔ پیشین گوئیوں میں اس کا جھوٹ نہایت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ یونہی شقاوت کی سیڑھیاں چڑھتا گیا۔ اس نے چاہا کہ مسلمان زبردستی اس کو ابن مریم بنالیں، مسلمان اس پر راضی نہ ہوئے اور عیسیٰ کے فضائل انہوں نے پڑھنا شروع کئے تو لڑائی کے لئے اٹھا اور عیسیٰ علیہ السلام میں عیب اور خرابیاں بتانا شروع کیں۔ اس کے کفریات ملعونہ اور بہت ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے اور تمام دجالوں کے شر سے پناہ دے۔“

(حسام الحرمین، صفحہ 20، از امام احمد رضا رحمہ اللہ مطبوعہ کتبہ نبویہ لاہور۔)

عقائد مرزا کو مختصر طور پر تحریر کرنے کے بعد فتویٰ کے آخر میں فرماتے ہیں۔

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ (طاغوت مرزا قادیانی) سب کے سب کافر، مرتد ہیں۔ ہمارا امت اسلام سے خارج ہیں۔“

(حسام الحرمین، صفحہ 20 از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ مکتبہ نبویہ)

4: الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی:

(قادیانی مرتد پر خدائی تلوار:)

فاتح قادیانیت امام احمد رضا محدث بریلوی کی یہ کتاب مستطاب آخری تصانیف سے 3 محرم الحرام 1340ھ کو مستفیق شاہ میر خاں قادری ساکن پہلی بھیت کے سوال کے جواب میں سے شائع ہوئی۔ 1984ء مرکزی مجلس رضا لاہور نے اسے دوبارہ شائع کیا۔

یہ رسالہ خاص مرزا قادیانی کے مسئلہ وفات مسیح کے رد میں لکھا گیا ہے۔ سائل نے اجماع قرآنی اور ایک حدیث مبارکہ پیش کر کے (جس سے قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال تھے) یہ دریافت فرمایا تھا کہ آخر اس استدلال کا جواب کیا ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے استدلال کا جواب دینے سے پیشتر قادیانیوں کے اس بحث میں الجھانے کے اغراض و اسباب کا پھر سات وجہ سے واضح کیا کہ آیت قرآنی قادیانیوں کے لئے دلیل نہیں بن سکتی۔ فرماتے ہیں۔

”قبل جواب ایک امر ضروری ہے کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے۔ معلوم کرنا لازم ہے۔ بے دینوں کی بڑی راہ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریات دین کا اور بحث چاہیں کسی ہلکے پھلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائش دست و پا زن ہو۔“

مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی، مولانا مولوی ظفر الدین صاحب بہاری، مولانا افتخار میرٹھی، احمد علی صاحب میرٹھی، مولوی رحم الہی، مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی یہ خلفاء احمدیہ آریہ مناظر رام چندر وغیرہ سے مناظرہ کر کے مظفر منصور واپس آکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ خدمت میں آئے تو امام احمد رضا رحمہ اللہ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”قادیانی وغیرہ تو یہی چاہتے ہیں کہ اصول چھوڑ کر فروعی مسائل میں گفتگو ہو۔ انہیں ہرگز یہ موقع نہ دیا جائے۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ، صفحہ 100)

”ان (مرزائیوں) کا مقصد اس افتراء سے وفات مسیح ثابت کرنا ہے اور جب وفات مسیح ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہوگا تو ایک مثیلی کا نزول ماننا پڑے گا۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ، صفحہ 436، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور)

حدیث و نزول مسیح کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے اس رسالہ مبارکہ کے شروع میں تقریباً چھ سو روایات، دو احادیث مبارکہ پیش کر کے ان مرزائیوں کے استدلال کا جواب دیا ہے۔

دراکے بارے میں امام احمد رضا رحمہ اللہ کے تاثرات:

”میں باطل دشمن بر علم، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثل کیونکر بن بیٹھا؟ اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی خبیثیتیں، اس کی خباثتیں، اس کی اباغیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں چھپ سکیں گی اور جہاں میں کوئی عقل و دین و ایمان کو جبرائیل کا مثل مان لے گا؟“

(الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی، صفحہ 26، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

قادیانیوں کی چالاکی:

”مرزائیوں کی اعلائیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو بخش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال نہ کہ رسول اللہ کی مثل۔ قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلہ کے نام مسلم ہونے سے گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفر و بدعت کی بحث چھوڑ کر حیات و وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔“

(الجراز الدیانی، صفحہ 26، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

امام احمد رضا فاتح قادیانیت سیدنا مسیح علیہ السلام کے مشہور اوصاف جلیلہ و معجزات کریمہ جو کہ قرآن مجید میں مذکور ہیں لکھنے کے بعد قادیانی دجال کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”ظاہر ہے کہ قادیانی ان میں سے کچھ نہ ہوا پھر وہ کیونکر مثیل مسیح ہو گیا۔“

”الہ اوہام سے کفریات بے شمار نقل کر کے فرماتے ہیں۔“

”بہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیل مسیح نہیں۔“

قادیانی کے سفید جھوٹ:

قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ اطاعون رہنے کے وطن کوئی وغیرہ ہیں۔ (الجراز الدیانی، صفحہ 41، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

تقریباً 18 آیات قرآنی تین احادیث مبارکہ اور تفسیر العمدی انوار المتزئیل، تفسیر عنایت القاضی و ہماری سے عبارات وغیرہ درج فرما کر قادیانیوں کے وفات مسیح کے مسئلہ کا زور دار و فرمایا ہے۔

آخر میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”والمرواۃ لعنا کبارا“ میں (احمد رضا) کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہے۔
(الجزالہ دیانی، صفحہ 39 از امام احمد رضا)

5: الصارم الربانی علی اسراف القادیانی:

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب جید الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب مدظلہ سب سے پہلے قادیانی کے رد میں کاغذوں سے موصول ہونے والے ایک استفتاء کے جواب میں ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ قلمبند فرمایا جو کہ پہلے ماہنامہ ”تحفہ حنفیہ“ کے کئی شمارے مسلسل قسط وار شائع ہوتا رہا بعد ازاں یہ کتاب کی صورت میں 1315ھ بمطابق 1897ء سے شائع ہوا جس میں حیات مسیح کے متعلق مفصل بحث ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مثیل کی زبردست رو کیا گیا ہے۔

6: المبین ختم النبیین:

18 ربیع الاول 1326ھ مولوی ابوطاہر نبی بخش صاحب سکند بہار شریف نے لکھا ”انہیں“ میں الف لام عہد خارجی سے متعلق ایک استفتاء مرتب کر کے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی خدمت میں بھیجا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں ”حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع الانبیاء و مرسلین بلا تاویل، و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے کافر، مرتد، ملعون ہے۔“ (المبین، ختم النبیین صفحہ 97) یعنی جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا اعادہ کرے کافر ہے۔

”یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے، وہ جانتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں۔ تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں انہیں کو اپنے عموم اور استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے۔ اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں۔ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل

تخصیص۔“

خاتم النبیین صفحہ 99 بشمول رسائل رد مرزائیت از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ احمد رضا فاؤنڈیشن لاہور احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج و تابع ہو کر آئے کچھ حرج نہ ہو اور وہ غیبیت اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے۔“

خاتم النبیین صفحہ 101 بشمول رسائل رد مرزائیت، از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ احمد رضا فاؤنڈیشن لاہور

قبر الدین علی مرتد بقادیان:

(قادیانی پر قہر الہی)

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں آپ کے برادر گرامی جناب حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت قادیانیوں کی رد و مذمت میں ایک ماہوار رسالے کا اجراء ہوا کہ عنوان تھا۔ ”قبر الدین علی مرتد بقادیان“ جو قادیانیوں کی اچھی طرح خبر لیتا تھا۔ اس رسالے بمطابق 1905ء کا ایک شمارہ جو کہ 1952ء میں لاہور سے دوبارہ سید ایوب علی رضوی کے نام سے جمع ہوا ہمارے زیر نظر ہے۔

رسالے کے اجراء کی وجوہات بیان کرتے ہوئے حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
”سالہ ماہواری رد قادیانی کی ابتدا حکمت الہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جادوان محض اس کے (مرزا) مرید ہو آئے۔ مسلمانوں نے حسب حکم شرع شریف ان سے میل جول، ارتباط، سلام و کلام یک لخت ترک کر دیا۔ دین میں مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ العذاب الادنیٰ دون العذاب اکبر چکھا۔“

(قبر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 3، مطبوعہ لاہور طبع ثانی)

قادیانی ”خانوادہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رد و مذمت سے عاجز ہو گئے۔ اشتہارات میں گالی دینے کی ہمت نہ کی، بد زبانی، اکاذیب بہتانی، کلمات شیطانی پر اتر آئے اور آخر کار رکھ آ کر گھر سے کاچیلے دے دیا۔

قادیانیوں کے مناظرہ کے اشتہار بنام (اطلاع ضروری) کے جواب میں مناظرے کے لئے مولانا حسن رضا خان صاحب کی طرف سے رسالہ ”ہدایت نوری“ بجواب اطلاع ضروری شائع

کیا گیا جس میں حسن رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

”ہاں ہاں قادیانیوں کو تیار رہنا چاہئے اس سخت وقت کے لئے جب واحد قہار الہی مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹے مسیح، جھوٹی وحی کا سب سے جال بچھ کر کھل جائے گا۔“ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 12)

جبکہ دوسرے شمارے میں دعوت مناظرہ شرائط و طریق مناظرہ مندرج ہیں جن کا ذکر بھی قادیانیوں کے وہ رسائل پمفلٹ اشتہارات وغیرہ دستیاب نہ ہو سکے جن میں امام احمد رضا رحمہ اللہ نے امام احمد رضا کو گالیاں، بدزبانی، کانٹا نہ بنایا گیا ہے جس کا ذکر مولانا صاحب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دے کر حاش اللہ ہرگز نہیں بلکہ ان دل کے مریضوں اور ان کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی دے کر جواب میں یہ دکھائیں گے ان کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھولیں گے کہ شستہ تمہاری گندی گالی تو آج کی نئی نرائی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء ائمہ کو سڑی گالیاں دینے کا دھنی ہے۔ استغفر اللہ“ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 6، مطبوعہ لاہور) بقدر رسالے میں تفصیلاً دجال مرزا قادیانی کے کفریات، اللہ کے محبوبان، اللہ کے رسولوں کی اللہ عزوجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں نقل فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں۔

”کیوں مسلمانو! قرآن سچا یا قادیانی؟ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذاب جھوٹا۔ کیوں مسلمانو! جو قرآن پاک کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر ہے۔“ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 12)

مسلمان تو مکتب قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے قطعاً کافر، مرتد، زندیق، بے دین ہے نہ کہ نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے۔ اللہ لعنة اللہ علی الکفرین۔ (قہر الدین علی مرتد بقادیان، صفحہ 12، مطبوعہ لاہور)

8: الدمح الديانی علی راس الوسواس الشیطانی:

امام احمد رضا محدث بریلی رحمہ اللہ اور ان کے صاحبزادگان، برادر گرامی نے قادیانیوں کے خلاف لکھا اس کی مختصر جھٹک آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے رسائل، پمفلٹ، کتابچے کے شائع ہونے کے بعد گوشہ کمنا می میں چلی گئیں۔ مذکورہ بالا رسالہ آپ امام احمد رضا خان صاحبزادے نے رد قادیانیت میں لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ رسالہ دستیاب نہ ہو سکا۔

قادیانیوں کے احکام

قادیانی مرتد ہیں:

احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق، قادیانی، کافر الہی کہ کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے، نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجالاتے، ہاں اللہ تعالیٰ کی توہین کرتے یا ضروریات دین سے کسی شے کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ مانے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے ان کو اجنب و افرور ہر کافر الہی، نصرانی بت پرست، مجوسی سب سے بدتر کر دیا کہ یہ آکر پلٹے، دیکھ کر اٹلے، واقف ہو کر (احکام شریعت، صفحہ 144، از امام احمد رضا m، مطبوعہ شبیر برادرزلاہور)

قادیانی کے پیچھے نماز:

قادیانی، چکر الہی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔“ (احکام شریعت، صفحہ 144، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ لاہور)

قادیانی کا ذبیحہ:

ان سب قادیانی کے ذبیحے نجس و مردار و حرام ہیں۔ اگر چہ لاکھ بار نام الہی لیں اور کیسے بھی کئی پرہیز گار بننے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔“ (احکام شریعت، صفحہ 142، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

قادیانیوں کی زکوٰۃ:

”زکوٰۃ کاروپہ قادیانی کو دینا حرام اور اگر ان کو زکوٰۃ دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔“ (احکام شریعت، صفحہ 159، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ لاہور)

قادیانیوں کی نماز جنازہ:

”قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز نہیں جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔“ (تحریرات اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ، صفحہ 98، از امام احمد رضا خان رحمہ اللہ، مطبوعہ پروگریس بکس لاہور)

قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والوں کے احکام:

”قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے (یعنی قادیانیوں سے بائیکاٹ) سے مظلوم جانتے اور

اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ بیوی اپنے شوہر پر حرام ہوگی۔ جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔ (احکام شریعت، صفحہ 197، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

قادیانیوں سے قرابت داری:

”اگر ثابت ہو کہ وہ (لڑکی کا باپ) مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے، اس بناء پر یہ تقریباً (شادی) کی تو خود کافر و مرتد ہے۔ علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر، اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں۔ بیمار یا پستہ تو پوچھنے جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے میں جانا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 51، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

مجدد وقت کے لئے:

”بہت سے لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتے ہیں۔ امام احمد رضا رحمہ اللہ بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضروری ہے اور قادیانی کافر و مرتد تھا۔ ایسا کہ تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 8)

قادیانیوں کی نماز و خطبہ:

”نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اہلسنت اپنی آذان کہہ کر اس مسجد میں اپنا خطبہ پڑھیں، اپنی جماعت کریں، یہی آذان و خطبہ و جماعت شرعاً معتبر ہوں گے اور اس سے پہلے جو کچھ قادیانی کر گئے باطل مردود و محض تھا۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 3، صفحہ 779، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ فیصل آباد)

مرزائی کا نکاح:

”مرزائی مرتد ہیں۔ کما هو بین فی حسام الحرمین اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی مسلمان یا کافر اصلی یا مرتد غرض انسان یا حیوان جہاں بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہو گا زنا ہے محض ہو گا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 143، از امام احمد رضا رحمہ اللہ، مطبوعہ)

قادیانی:

واللہ الحمد رسول اللہ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو تو وہ مطلقاً کافر و مرتد ہے۔ اگرچہ کسی دلی یا صحابی کے لئے مانے۔ ”قال اللہ تعالیٰ ولكن الرسول اللہ و خاتم النبیین وقال النبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انا خاتم النبیین لا ینبئ بعدی“ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ ”من شک فی کفرہ فقد کفر“ اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا عیسیٰ یا محمد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جانتا درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کہ اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 148، از امام احمد رضا رحمہ اللہ)

قادیانی مناظر:

میراثہ اہلسنت ابوالفتح مولانا محمد شمس علی خان صاحب مناظر اسلام راوی ہیں کہ ایک روز بعد ایک قادیانی مناظر بغرض بحث و مباحثہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کے پاس آیا۔ امام احمد رضا نے غیبت و جال قادیانی کے کفر قطعیہ تعقیب پیش فرمائے تو قادیانی مناظر لا جواب ہو گیا اور آخر اسے ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

”وہ ہمارے حضرت مرزا صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنی کتاب ”البریہ“ میں لکھا ہے کہ خدا نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر بتلایا کہ تیرہ سو سال بعد تیرا ظہور ہوگا، اللہ تعالیٰ غلام احمد قادیانی کے عدد بھی تیرہ سو ہیں اور جس وقت ہمارے حضرت (مرزا قادیانی) نے دعویٰ نبوت کیا تھا اس وقت بھی 1300ھ کا زمانہ تھا۔

امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ نے اس دجال کی اس تحریفانہ دعویٰ حساب کے لئے اڑا دیئے۔ امام احمد رضا رحمہ اللہ جامع علوم و فنون نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مل ان شکم علی من تنزل الشیطان تنزل علی کل افاک الیم O یلقون السمع و اکثر ہم کذہون O

ترجمہ ”کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر اترتے ہیں شیطان، اترتے ہیں بڑے بہتان بگڑے گتہ نگار پر، شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔“

اس آیت مبارکہ کے عدد مبارک بھی پورے تیرہ سو ہیں تو گویا رب عزوجل نے اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ 1300ھ میں ایک شخص نبوت کا ادعا کرے گا جس کے مشہور نام کے عدد بھی تیرہ سو ہوں گے۔ وہ بھی انہی بڑے جہادوں والے گنہگاروں میں سے ہوگا۔ وہ پر گزیم رحمانی نہ ہوگا۔ بلکہ شیطانی وحی نازل ہوا کرے گی اور وہ اکثر جھوٹے ہیں۔

(تجانب اہل سنت، صفحہ 201، از قاری محمد طیب صاحب)

قادیانی مناظر نامہ کام ہو کر واپس چلا گیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو علم الاعداد پر پوری دسترس حاصل تھی۔



عقیدہ۔ نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لئے ہوتے ہیں نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لئے ہے۔ جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور حقیقتہً دیکھا جائے تو اس کے لئے ہو جاتا یا گیا۔ منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت سخت بات ہے۔ احکام حق ہیں وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

عقیدہ۔ قرآن کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض تشابہ کی طرح مطلب اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تشابہ کی تلاش اور اس کے معنی کی (سوچ بچار) وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہو۔

عقیدہ۔ وحی نبوت انبیاء کے لئے خاص ہے جو اسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کا فخر خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ ولی کے بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔ اور وحی شیطانی کا جانب شیطان ہو۔ یہ کائنات سا حراورد بیکر کفار و فساق کے لئے ہوتی ہے۔

(بہار شریعت)

تیسری

رد مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ

صوفیائے کرام نے ہر دور میں باطل قوتوں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف علم جہاد بلند رکھا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مرزا مظہر جان جانا، حضرت امام علی الحق سیالکوٹی اور مولانا احمد اللہ شاہ مدد راسی رحمۃ اللہ علیہم کی مثالیں روز روشن ملتی ہیں۔ انگریزی دور میں جب برصغیر میں دہلی اقدار کو پامال کرنے کی سازشیں کی گئیں تو صوفیائے کرام میدان عمل میں آئے اور سر پر کفن باندھ کر دین و ملت کا تحفظ کیا۔ انگریزوں کے خودکاشیہ امام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ صوفیاء ہی تھے جنہوں نے اس کے مکرو فریب کے لئے ذیل میں مختصر ان صوفیائے کرام کی کوششوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کے جہاد کر کے اہم دینی فریضہ انجام دیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اس کے لئے مشہور مشائخ کو دعوت نامے ارسال کئے۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ تم کو مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروج اسلام کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں۔ یہ دعوت نامہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ:

میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے لئے مناظرات اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

یہ خط مرزا کو پہنچا تو وہ بہت بوکھلا یا۔ کیونکہ ہر طرف سے مرزا کے اس دعوے کی تردید کی گئی تھی ہر طرف سے مایوس ہو کر ”ایام السلاخ“ میں مرزا نے مشائخ پر یہ طریق ذیل اپنا غبار نکالا۔

ایں وقت زیر سقف نیکوئیوں بیچ تنفس قدرت ندارد کہ لاف برآوردی بامن زندگن آهسته
گویم و هرگز باک ندارم اے اباالیان اسلام، در میان شما جماعتی می باشند که گردن
محدثیت و مفسر یب برمی فرازند و طائفه اند که از تائش ادب پابر زمین ننگزارند و گردن
دوم بلند از خدا شناسی زند و خود را چشتی و قادری و نقشبندی و سهروردی چبا چها می گویند این
طوائف را نزد من بیارید۔

یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔
اعلائیہ اور برملا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت و منہ
کے بلند بائگ دعوے کرتے ہیں اور بعض اذراہ ناز و بین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کسی
شناسی کا دم مارتے ہیں وہ چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہا
ہیں۔ ذرا ان سب کو میرے سامنے تو لاؤ۔

جب مرزا قادیانی کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہو گئی اور ظاہر بین اور کم علم لوگ متاثر ہو
 علماء کی درخواست کو شرف قبولیت بخشے ہوئے حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اس فتنے کی
 ہوئے۔ اور 1317ھ مطابق 1899-1900ء ماہ شعبان و رمضان المبارک میں اوراد و
 مرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان ”بہش الہدایت فی اثبات المسیح“ تحریر فرمایا۔
 شریف ہی میں زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ میں تقسیم ہوا اور
 بذریعہ رجسٹری مرزا کو بھی قادیان بھیج دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھنے کی قیامت کے قریب بحسد عصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن احادیث سے ثابت فرمایا اور اس عقیدہ کو امت اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے بھی ثابت کیا کہ ان کے منہ میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل کتاب میں آپ نے مرزا کی ”ایام الصلح“ والی تہمت (جس کا ذکر ہو چکا ہے) کے مقابلہ میں طیبہ لا الہ الا اللہ کے معنی دریافت کئے تھے۔

کتاب کا منصہ شہود پر آتا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی علمائے اسلام بھی انگشت بدندان رہ گئے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور قدر دانی کا اندازہ اس بات سے ہے کہ ملک کے طول و عرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارک باد کے خطوط آنے لگے۔ مشہور اہل حدیث عبد الجبار غزنوی کا خط قابل ذکر ہے۔ لفظ لفظ سے حضرت قبلہ عالم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہے۔

کے بعد حکیم نور الدین نے 20 فروری 1900ء کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بارہ
حضرت نے ان کے جوابات ارسال کر دیئے اور حکیم نور الدین پر ایک سوال کیا۔ مگر وہ
سکا۔ حضرت نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کرائی۔ حضرت کے جوابات نے
لوگوں میں پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری و تقریری خراج تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی
”مس الہدایت“ کے جواب پر مطالبہ زور پکڑ گیا تو مرزا نے جوش میں آکر حضرت کو مناظرہ کی
دہی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کرلو، چنانچہ مرزا نے 22 جولائی
ریڈ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی کی دعوت دے دی۔

شریف میں مرزا کی دعوت کا اشتہار 25 جولائی 1900ء کو موصول ہوا۔ حضرت نے اگلے دن دعوت کا جواب پانچ ہزار کاپیوں کی صورت میں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور دیردرجہ رشتہ ڈاک ارسال کیا۔ حضرت نے بمقام لاہور 25 اگست 1900ء تاریخ مقرر ملک کے تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلہ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کئے اور تقریری طلب بھی کیا۔ تاکہ فیصلہ واضح طور پر ہو سکے لیکن قادیانی نہ مانے۔

مقابلے کا دن نزدیک آ رہا تھا، ملک کے اطراف و اکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے تھے۔ ان کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ 24 اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ جب آپ لاہور آئے تو لاکھوں مسلمان دیدہ و دل فراش راہ کئے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار دیا گیا۔ پولیس نے حفظ امن کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مرزا کو میدان میں آنے کی دعوت دی۔ حضرت کو جب معلوم ہوا کہ مرزا نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ نے اس کے لئے تیار ہونے لگے مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے رک گئے۔

انہ نے یہ کہا کہ ”میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں ہوں، کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ اب ثابت کرنے کے بہانے نقل کرنا چاہتے ہیں“ جب قادیان کا وفد یہ پیغام لے کر لاہور آئی جماعت میں شدید انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اسی وقت تو یہ کر لی اور بعض لوگ حاضر نشین ہو گئے۔ جب مرزا کی آمد سے قطعی مایوسی ہو گئی تو 27 اگست کو شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ممتاز علماء نے ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین حضرت محمد علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹوکی، پروفیسر اورینٹل کالج، مولانا ثناء اللہ امرتسری، اور بہار غزنوی قابل ذکر ہیں۔

محمدان، خوش چین علمائے کرام کو مطابق قول السلامہ فی الوحده گوشہ نشینی پسند رہی
تالیف کا شوق نہیں۔ کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری یا بغرض حصول دولت کئے
سواس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کے ایسے زمانہ ان کمالات کو پسند
نہیں۔ جو مجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے۔ اس طرز قدیم سے
الطاف کے بزرگان دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس بیچ مدال کو قدرے
نفرت رکھتے ہیں

ان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ ”شمس الہدایت“ لکھا گیا تھا جس سے
طلب شہرت اور نہ حصول دولت تھی۔ بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاء کلمہ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور
ملک باز پرس سے بچ جاؤں تو عند اللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کی طرف سے
جواب کے مباحثہ کے لئے اشتہار شائع ہونے شروع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لئے کل شرائط
مرزا نے خود ہی تجویز کی تھیں اس طرح سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی
گئی اور یہ خادم الفقراء معہ علمائے کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک
انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا قادیانی ٹھہرا رہا مگر مرزائے قادیانی، قادیان
نہ نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تشہیر کر دیا تھا۔ اس لئے اب اس تشریح کی
تجسس۔

مدت دیر بعد ”شمس الہدایت“ کے جواب میں مرزا قادیانی اور امر وہوی مرید نے ”شمس بازغہ“
مرزا نے ”تفسیر فاتحہ“ چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے
جواب میں قلم فرمائی کروں۔ گو بہت انکار کیا گیا اور کہا گیا کہ

آں کس کہ ز قرآن و خبر زد نہ رہی

آں است جوابش کہ جوابش نہ دی

لیکن پھر بھی سوال پیش آیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے کیا غرض ہے۔ عوام مسلمانان
جواب کے فائدے کے لئے ہی سہی لہذا یہ چند اوراق لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغرض
دئے گئے کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں چھپوا کر میرے پاس لائیں تاکہ یہ علمائے کرام اور معززین

حضرت قبلہ عالم 24 اگست 1902ء لاہور میں قیام فرما کر واپس گولڑہ شریف
31 اگست کو مرزا نے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کروایا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ
اور الٹا یہ مشہور کروا دیا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے۔ اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری
تحفظ کا بندوبست کیا جائے تو میں میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام
شاہی مسجد والے واقعے ہی سے مرزا کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہذا حضرت
مرزا کے اس اشتہار کا فوٹس نہ لیا۔ مورخہ 15 دسمبر 1900ء کو مرزا نے ایک اور اشتہار نکالا
تھا کہ ”آج میرے دل میں ایک تجویز خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام
لئے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ”آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب
میں نقل رہے ہیں، یہ جواب دیتا ہوں کہ۔۔۔ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح
اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ ممدوحہ کے بھی
اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے نسخ اور خونی مہدی کا ثبوت اس
کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر 1900ء کی پندرہ تاریخ سے 70 دن تک چھپ کر تیار ہو جائیں
تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ ساتھ ہی مرزا نے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام
حضرت صاحب کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جائے تو انعام ان کا حق ہوگا۔ حضرت
گمراہی پر اس نے چیلنج کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔

مرزا نے 15 دسمبر 1900ء کے ستر دن بعد ”اعجاز المسح“ کے نام سے سورۃ فاتحہ کی
کی۔ اس تفسیر نے مرزا کے تمام دعویٰ پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم
اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پر تھی۔ اس تفسیر سے مرزا کی مراد نہ برآئی اور مسلمانوں
مطالبہ کیا کہ مرزا جیلوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت کی کتاب ”شمس الہدایت“ کا جواب دیں۔
ہو کر مرزا نے مولوی محمد احسن امر وہوی سے ”شمس بازغہ“ لکھوائی۔

اس کی اشاعت کے بعد حضرت نے ”اعجاز المسح“ اور ”شمس بازغہ“ کے جواب میں
آفاق کتاب ”سیف چشتیائی“ تصنیف فرمائی جو 1902ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و
مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس میں حضرت نے مرزا کی تفسیر پر تقریباً
اعتراضات فرمائے۔ ”سیف چشتیائی“ کی اشاعت کے موقع پر حضرت نے ایک بیان جاری
یہاں تھکر کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے تمام معرکہ کا پس منظر سامنے آ جاتا ہے۔

اسلام میں بدستور سابق مفت تقسیم کی جائے۔ کیونکہ مجھے اس کی اشاعت سے مقصود نفع اعلیٰ اور
کہ تجارت۔

وما علینا الا البلاغ۔

محبت الفقراء

مہر علی شاہ عقی عنہ

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمہ اللہ:

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ نے رد مرزائیت میں
کردار ادا کیا۔ جب مرزا قادیانی نے اپنے ہال و پر نکالے تو حضرت نے مندرجہ ذیل اعلان جاری کیا:

- 1: سچائی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لدنی ہوتا ہے وہ روح قدس سے تعلیم پا
بلا واسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔
- 2: ہر سچائی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے
دعوائے نبوت کر دیتا ہے اور بتدریج آہستہ آہستہ اس کو درجہ نبوت نہیں ملتا۔ وہ نبی ہوتا
پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعادی کے بعد
دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

- 3: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام
تھے۔ کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

- 4: سچائی کوئی ترک نہیں چھوڑتا ہے، اور جھوٹا نبی ترک چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث
کرتا ہے۔

- 5: مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور حضور علیہ السلام
رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور علیہ السلام کے مدارج کو مرزا غلام احمد
لئے مانتے ہیں۔ (بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور۔ اپریل، مئی، 1961ء، صفحہ 11)

اس کے بعد حضرت نے مرزائی فتنہ کی سرکوبی کے لئے ملک گیر دورے کئے اور مرزا قادیانی
عیاریوں کو بے نقاب کیا۔ آپ کے دو خلفاء حضرت مولانا غلام احمد اعظم امرتسری، مدنی "الملقبہ" اور
اور سید محبوب احمد شاہ المعروف خیر شاہ امرتسری نے بارہا قادیان میں جا کر مرزائی عقائد کی تردید فرمائی
مرزا کو یان کے کسی حواری کو ان حضرات کے مد مقابل آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اگست 1900ء

مرزا نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ کو دعوت مناظرہ دی تھی تو حضرت امیر ملت محدث علی
نے سرہ بھی حضرت گولڑوی رحمہ اللہ کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ مرزا کے فرار کے بعد بادشاہی
میں حضرت گولڑوی رحمہ اللہ کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس میں بھی حضرت امیر ملت
ایمان افروز اور باطل سوز تقریر فرمائی تھی۔ اسی طرح جب مرزا کے خلیفہ اول حکیم نور الدین نے
میں شیعہ سیالکوٹ میں اپنا تبلیغی کیمپ لگایا اور سادہ لوح لوگ اس کے دام فریب میں چھپنے لگے تو
حضرت امیر ملت اس وقت صاحب فراش تھے۔ چار پائی سے اٹھائیں جاتا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ
چار پائی اٹھا کر ہی نارووال لے چلو کہ اس فتنہ کی سرکوبی میں اپنا فرض ادا کر سکو۔ چنانچہ متواتر چار
پائی کی چار پائی نارووال اٹھا کر لے جاتے رہے اور آپ خطبہ جمعہ میں مرزائی عقائد کا تار و پود
تھے۔ رہے۔ ناچار حکیم نور الدین کو راستہ تاننا پڑا۔

27 اکتوبر 1904ء کو مرزا بذات خود اپنے حواریوں کے انبوه کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں اپنے
تبلیغی اشعار و اشاعت کے لئے وارد ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزائیوں کا خوب شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ
کا سپرنٹنڈنٹ مرزائی تھا، لہذا مرزا کو اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی کی غالب امید تھی۔ حضرت
نے سیالکوٹ میں تشریف لا کر تین ہفتے قیام فرمایا اور رد مرزائیت پر وزانہ شہر کے مختلف حصوں
میں مخصوص مجاہدانہ انداز میں مجالس وعظ میں خطاب فرمایا۔ مرزا نے مقابلہ کی ٹھانی مگر ہمت نہ ہو سکی۔
ان کے ان کڑو توں کو دیکھ کر بہت سے لوگ حضرت کے دست حق پر بیعت ہو کر تابع ہو گئے اور مرزا کو
بائستہ پلٹ کر راہ فرار اختیار کرنا پڑا۔

6 مئی 1908ء کو مرزا اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے لاہور میں خواجہ کمال الدین کے مکان پر مقیم ہوا
اور وہی اپنا دام تزویر بھی پھیلانے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں میں تبلیغی کام
شروع کر دیا تو اہالیان لاہور نے حضرت محدث علی پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچ کر مرزائیت کے سد
کی درخواست کی۔ حضرت لاہور تشریف لائے اور موچی دروازہ کے باہر مرزا کی قیام گاہ کے سامنے
میں ایک مجالس وعظ و تقریر منعقد کر کے معتقدات مرزائیت کی تردید فرماتے رہے اور مرزا کو مقابلہ
اپنی صداقت کا ثبوت بیان کرنے کی دعوت دی اور پانچ ہزار روپے انعام کا اعلان بھی فرمایا۔
مرزا کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی، لہذا نہ آ سکا۔

کسی نے مرزا کے گوش گزار یہ بات کی کہ پیر جماعت علی شاہ لاہور میں اس مقصد کے لئے آئے
مرزا بھاگ جائے۔ مرزا نے کہا! میں یہ وہ شخص نہیں جو بھاگ جاؤں گا بلکہ اگر وہ بارہ برس بھی
آدم نہ بلے گا۔ یہ خبر کسی نے حضرت امیر ملت کو پہنچادی تو آپ نے فرمایا اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا

ہے تو ہم چوبیس برس کا ڈیرہ جمانیں گے۔ مگر مرزا کا تو خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔

جب مرزا اپنے بیاہگ دہلی وعودوں اور بے شمار لاف زنیوں کے باوجود میدان میں اترے تو 22 مئی 1908ء کو ہندوستان کے عظیم مسلمان فرمانروا حضرت ابوالمظفر محمد الدین اورنگ زیب غازی رضویؒ کی بنا کردہ شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اس جلسہ میں ہر مصلح علماء بھی موجود تھے۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا تو حضرت امام حسینؑ کی بیٹی کا بیٹا تھا ہے۔ لیکن میں حضرت امام حسینؑ کا غلام ہوں۔ وہ تو اعلان کرنے پر بھی مقابلے میں آیا، لہذا آپ سب دیکھ لیں گے کہ وہ جلد ہی ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے جائے گا۔ پھر 25 مئی 1908ء کی درمیانی شب کو بوقت دس بجے رات دوران وعظ اسی مسجد میں آپ نے فرمایا کہ ”ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں ہے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے خدا کے فضل و کرم سے میرے مقابلے میں نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی (ﷺ) سچا ہے اور میں صدق دل سے اپنے سچے نبی ﷺ کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنے حبیب پاک ﷺ کے مدد سے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا 26 مئی کی صبح کو دس بج کر دس منٹ پر راجی ملک عدم ہوا۔ مرزا کا بہت بری ہوئی۔ چھ گھنٹے پہلے زبان بند ہو گئی مرض ہیضہ تھا، مگر ڈاکٹر نے ایسی دوا دے دی کہ کھانا رخ جو نیچے کی طرف تھا اوپر کو ہو گیا۔ جس وقت مرزا کی لاش کو نہایت بے کسی کی حالت میں قادیان طرف لے گئے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل و تحقیر کی۔

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ:

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ، شمس العارفین سراج السالکین حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہ کے پوتے اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ والدہ گرامی تھے۔ آپ بیک وقت شیخ طریقت، عالم دین، مصنف اور سیاسی لیڈر تھے۔ آپ نے خلافت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ رومرزاہیت میں آپ نے شاندار خدمات سر انجام دیں۔ معرکہ الآرا کتاب ”معیار اسح“ مطبوعہ 1329ھ کے نام سے بھی لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

پیر محمد شاہ ساہنپالویؒ (متوفی 1337ھ):

پیر محمد شاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت نوشہرہ قادریؒ نے بھی رومرزاہیت میں کافی

میدان فطر کے دن نماز عید کے بعد مشہور مرزائی مبلغ مولوی احمد بخش مولوی فاضل ساکن رمل ضلع حیدرآباد دار حضرت نوشہرہ گنج میں برگد کے درخت کے نیچے مناظرہ ہوا۔ بہت سے مواضع مثلاً شریف، رمل، کوٹ، سکے شاہ، سارنگ، اگر وہ اور بھاگٹ کے لوگ اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ آپ نے مرزائی مبلغ کو بالکل لا جواب کر دیا اور وہ راہ فرار اختیار کر گیا۔ (نقل از کتاب فیض محمد علیؒ والا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ساہنپالوی مملوکہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ)

میراجہ غلام دستگیر قصوریؒ:

میراجہ قصوری، بے مثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف، سنوں کے مناظرے بدل، خولجہ غلام علیؒ کی بیٹی سے کون واقف نہیں۔ آپ کی کتاب ”تقدیس الوکیل“ رتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ قندمرزاہیت کی تردید میں بھی عربی زبان میں ایک مایہ ناز کتاب لکھی تھی۔ جس کا جواب مرزائی صاحب نے نہیں دے سکے۔

ظہور شاہ سجادہ نشین جلالپور جٹاںؒ:

ظہور شاہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے سجادہ نشین تھے۔ آپ شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے۔ قندمرزاہیت کی تردید میں آپ نے ایک کتاب ”قہر یزدانی بر سر قادیانی“ لکھی تھی۔

مولانا خواجہ محمد ابراہیم مجددیؒ:

آپ موضع سیٹھل ضلع گجرات کے رہنے والے تھے اور خولجہ غلام نبی اللہ شریف ضلع جہلم سے اجازت حاصل تھی۔ آپ نے قادیانیت کے رد میں ایک کتاب ”رومرزا قادیانی“ لکھی تھی مگر انفس کہ وہ اس سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منصف شہود پر جلوہ افروز نہ ہو سکے۔

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ:

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ نے قادیانی قند کی سرکوبی کے لئے جو شاندار خدمات سر انجام دی ہیں وہ دوسرے صوفیہ کے لئے روشن مثال ہیں۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے علمائے اہل سنت کے شانہ بشانہ بلکہ بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ ملک گیر دورے فرما کر قادیانی مسئلہ کی وضاحت کیا۔ 1974ء کی تحریک میں پیرانہ سالی کے باوجود جگہ جگہ دورے کئے۔ مسلمانوں کو قادیان سے سماجی بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی اور حکومت سے پرزور مطالبے کیے کہ مرزائیوں کو جلد از جلد قادیان سے ہٹا دیا جائے۔ یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جلسہ عام میں آپ نے جو شاندار تقریر کی۔ وہ آپ کی ایمانی قوت اور عشق رسول ﷺ کے جذبہ کی شاہکار ہے۔

رومرزائیت میں علمائے اہلسنت کا حصہ

علماء و مشائخ کا مقدس گروہ نہایت نامساعد اور حوصلہ شکن مراحل میں بھی ہمیشہ پرچم اٹھانے میں کوشاں رہا ہے۔ یہ علماء و مشائخ ہی کا نورانی گروہ تھا جنہوں نے دین اسلام کے جانے والی سازشوں کا قلع قمع کیا۔ گاندھی کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بنایا۔ شدمی کی تحریک کو مٹا دیا۔ گمناہ اتارا۔ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جہاد کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نظریہ کے لئے پیش پیش رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تحریک ختم نبوت کے لئے متاعِ زیست کو وقف کر دیا اور حقیقتاً اسلام میں یہی وہ مرکزی مسئلہ ہے جس کے گرد جملہ مسائل (دینی و دنیوی) گھومتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مضمون کا ملاحظہ فرمائیے۔ آپ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و نزاکت پر نہایت مؤثر انداز میں اظہار خیال فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

”ہر محبت اسلام کا فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو تمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے۔ اگر ہم ناموس ختم نبوت کو محفوظ رکھنے کے ذریعے اپنی بقا کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قرآن، شریعت کسی اصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن خدا نخواستہ مستشرقین یا منافقین اس تعریف کو ہماری لوحِ قلب سے ذرا بھی اوچھل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں (کہ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا، اس کی غیر مشروط اتباع کا نام ہے) تو پھر نہ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارا ایمان برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے، نہ محبتِ اہل بیت ہماری نجات کے لئے کافی ہو سکتی ہے، نہ ہی قرآن کے اوراق میں ہمارے لئے ہدایت باقی رہ جاتی ہے اور نہ ہی اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی نسبتیں جاری رہ جاتی ہیں، نہ ہی علماء کرام کی تدریس و وعظ میں اثر باقی رہ جاتا ہے۔

نہیں نہیں صرف یہی نہیں خاتمِ بدہن امتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ملل میں تقسیم ہو جاتی ہے، ملتیں حکومتوں میں بٹ جاتی ہیں اور حکومتیں گروہوں کی سازشوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ فقط اتنا

ہی، خاندانِ ملت سے خارج ہو جاتے ہیں خود خاندان کے اندر صلہ رحمی، قطع رحمی سے مل جل جاتی ہیں۔ اس لئے اگر خاتمِ انجیلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہیں تو پھر شریعت ایک نہیں۔ جب شریعت ایک نہیں تو حرام و حلال کی تمیز نہیں اور جب حرام و حلال میں تمیز نہیں تو آپ، بیٹے، ماں، بہن، خاوند، بیوی غرض دنیا کے سب رشتے اپنی نقدیں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ختم نبوت کا انکار آسمان پر فرشتوں کا انکار ہے، زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے۔ سیاست میں مسلمانوں کے غلبے اور جداگانہ وجود کا انکار ہے۔ غرض ختم نبوت کے انکار سے مسلمان کے مسلمان ہونے کا انکار ہے۔ یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہو جاتی ہے، قلم بند ہو جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے۔“

مولانا یحییٰ نے اس مسئلہ کے تار و پود بکھیرنے کی مکروہ سازش کی تو علماء اہلسنت نے فوراً آگے بڑھ کر اس سازش کو ختم کر دیا۔ ہر چند فقہِ مرزائیت کے استیصال کے لئے علماء اہلسنت و جماعت کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنے کے مترادف ہے تاہم اپنی بساط کے مطابق اکابر اہلسنت و جماعت نے رومرزائیت میں جو کام کیے ہیں ان کی ایک ہی تصویر پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قادیانیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی طرح ڈالتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت پر مرزائیت کے موضوع پر لکھی بلند پایہ کتب تصنیف فرمائیں۔ یہاں صرف ان تصانیف کا تعارف دیتے ہیں۔ ان کا جو مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں اس کی تردید کے لئے زیورِ اشاعت ہے۔ طبع ہو کر منصفانہ انداز میں ہو چکی تھیں۔ مگر مرزا کو زندگی بھر جواب لکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

۱: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوة:

یہ نظیر کتاب میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے ثبوت میں ایک صدمہ مرفوع فرمایا ہے۔ باقی اولہ ان کے علاوہ ہیں۔ پاک و ہند میں اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ پہلا ایڈیشن 1315ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت میں بریلی شریف سے شائع ہوا جبکہ اس کا تیسرا ایڈیشن مکتبہ نبویہ لاہور کو شائع کرنے کا شرف نصیب ہوا۔ تحریک کے رہنماؤں نے اس سے کافی

۲: السوء العقاب علی المسیح الکذاب

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف اپنے نام سے موضوع کا اظہار کر رہی ہے۔ پہلی بار یہ مبارک

تصنیف 1320ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت بریلی شریف سے شائع ہوئی اور یہ بھی ہے کہ اس کے آخری ایڈیشن کی اشاعت کا شرف بھی مکتبہ نبویہ کو حاصل ہوا۔ یہ مبارک کتاب نبوت کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور قابل دید ہے۔

3: حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین:

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (1289ھ مطابق 1872ء) کی تصنیف "المستند المستند" (1270ھ مطابق 1853ء) پر تعلیقات و حواشی کا اضافہ کیا۔ نام "المستند المستند" (1320ھ مطابق 1902ء) رکھا۔ اس زمانے میں ان تعلیقات کا حجاز کی خدمت میں تصدیقات کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے ان کی تصدیقات اور تصدیقات سے مزین فرمایا۔

خود فاضل بریلوی نے ان تقاریر و تصدیقات کو مرتب فرما کر "حسام الحرمین" نام سے شائع کیا۔

4: خلاصہ فوائد فتاویٰ:

مذکورہ بالا تصنیف علماء حرمین شریفین کے فتاویٰ کا خلاصہ ہے جو 1324ھ میں مطبع الہدایہ سے شائع ہوا۔

5: قہر الدیان علی مرتد بقادیان:

خطبات قادیانی کا رد مبلغ 1323ھ میں منصف شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ تصنیف حنفیہ مطبع بریلی سے شائع ہوئی۔ پھر اسی نام سے اعلیٰ حضرت نے مرزا قادیانی کے مستقل رد کے لئے ماہنامہ جاری فرمایا۔

6: المبین خاتم النبیین:

1325ھ کی تصنیف ہے۔ جس میں خاتم النبیین میں کلمہ "لام" کی تحقیق درج ہے۔ مولانا الدین بہاری کی تحریر کے مطابق اس کتاب نے 1327ھ تک اشاعت کا لباس نہ پہنا بلکہ مسودہ میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے ذاتی کتب خانہ میں محفوظ تھی۔ الغرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف تھا۔

مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب قادری:

پاپے والد ماجد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا آئینہ تھے۔ مسئلہ ختم نبوت پر آپ کی نہایت عمدہ تصانیف "حسام الرہانی علی اسراف القادیانی" 1315ھ میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع ہوئی۔ پھر بریلی سے شائع ہوتی رہی۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری قریشی ہاشمی کی تبلیغ اسلام میں خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اہلسنت میں مولانا شرف قادری نے آپ کی تیرہ عدد تصانیف کے نام درج کئے ہیں۔ جن میں "الہدایہ" بہ دفع کید قادیانی" بھی ہے جو رد مزائیت میں بڑی مدلل اور عمدہ تصنیف ہے۔ مرزا قادیانی کا بر علماء کو اپنے مقابل چیلنج دیا۔ ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری کا نام بھی ہے۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ:

مزائیت میں پنجاب میں سب سے پہلے آپ نے ہی یہ فتویٰ جاری فرمایا کہ قادیانیوں کے عقائد مردیاعورت کا نکاح حرام و ناجائز ہے۔

یہ علماء دین و مفتیان شرح متین نے اسی فتویٰ مبارکہ سے استفادہ کرتے ہوئے مرزائیوں کو متروک کو ناجائز اور ان سے میل جول اور ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا۔ مرزا نے جب نبوت کا حکیم نور الدین نے اس کی تائید کی تو آپ نے حکیم نور الدین کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ آپ کی فتویٰ میں اسے کبھی بھیرہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جھلمی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جھلمی رحمۃ اللہ علیہ نے 13 ذی الحجہ 1303ھ میں جھلم سے ایک ہفتہ وار "سراج الاخبار" کے نام سے جاری کیا۔ اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتوؤں خاص طور پر فتنہ بریلی تردید میں بڑا کام کیا۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواری "سراج الاخبار" کے کارناموں سے نمٹنے کے لئے چنانچہ انہوں نے ہر امکان کی کوشش سے "سراج الاخبار" کو بند کرانے کے حربے استعمال کیے اور آپ کے رفیق کار حضرت مولانا محمد کرم دین صاحب دبیر پر مقدمات کا دور شروع ہوا۔ مگر وہ رہتیاں ان مصائب و آلام سے گھبرانے والی نہ تھیں۔ ابتلاء و آزمائش کی آندھیاں ان کے عقائد میں کوئی لغزش پیدا نہ کر سکیں۔ گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ چلا جو قادیانی اور اس کے رفیق کار کی شکست پر منتج ہوا۔ مرزا قادیانی کی خوب گت بنی اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جھلمی اور مولانا کرم دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو باعزت بری فرمایا۔ آپ نے بڑی اہم کتابیں یادگار

چھوڑی ہیں۔ جن میں ”حدائق حنفیہ“ کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

استاد العلماء مولانا حکیم محمد عالم صاحب آسی

امرتسری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد عالم آسی حضرت مولانا مفتی غلام قادر بھیروی سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔ سنت اور رد مرزا نیت میں آپ نے دو ضخیم جلدوں میں (1352ھ ربیع الاول برطانیہ جولائی) کوہ عظیم الشان تاریخی تصنیف ”اکادیہ علی الغاویہ“ (چودھویں صدی کے مدعیان نبوت) اردو علیحدہ علیحدہ شائع فرمائی۔ یہ تادروزگار کتاب ایک ہزار چھیانوہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا سائز 8/22x18 سائز کے چار سو صفحات پر مشتمل ہے دوسری جلد اسی سائز کے چھ سو پچاس صفحات والیں میں سموئے ہوئے ہے۔ اس تصنیف میں یہ بڑی خوبی ہے کہ بڑی آزادی کے ساتھ مرزا کا جتنا لٹریچر ہے (مع پوسٹر اشتہار وغیرہ) سب کا خلاصہ مع تنقیدات اہل اسلام درج کیا گیا ہے۔ امت اور اہل قلم حضرات نے اسے کمال نظر تحسین سے دیکھا۔

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب میانی ضلع شاہ پور کی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں، جنہوں نے قند قابو نیت کا قلع قمع کرنے میں بے نظیر کارنامے انجام دیئے۔ آپ کو حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ کئی سال مدرسہ نعمانیہ لاہور کے اول مدرس رہے۔ 15 مئی 1908ء کو حکیم نور الدین بھیروی سے ابراہیم قادیانی کے مکان واقع کشمیری بازار میں مسیح ابن مریم پر تاریخی مکالمہ ہوا۔ حکیم نور الدین بھیروی خلیفہ اول مرزا قادیانی، آپ سے بحث ہو گیا اور ایسی کوئی دلیل پیش نہ کر سکا۔ جس پر اسے خود تسلیم ہوئی، آخر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔ مکالمہ الظفر الرحمانی میں آپ نے درج فرمایا۔

19، 18 اکتوبر 1924ء کو حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کا مولوی جلال الدین قادیانی سے بمقام ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات تاریخی مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب گھوٹوی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب کہ قادیانیوں نے پہلے دن صاحب اور دوسرے روز حاکم علی قادیانی کو صدر جلسہ بنایا۔

اس تاریخی مناظرہ کی کارروائی سننے کے لئے ہر مذہب و مسلک کے لوگ دور دور سے مناظرہ دوروز تک جاری رہا، مناظرہ اسلام حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ نے تحریری و تقریری

آپ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ بد مقابل مولوی شمس صاحب کی کوئی پیش نہ گئی اور ان کے عالم میں قادیانیوں نے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی بھی ناکام کوشش کی، مگر حسن انتظام اور ان کے پر جوش خطاب سے ان کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ہمتی رحمۃ اللہ علیہ کے باعث اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور باطل ناکام و نامراد ہوا۔ قادیانی مناظرہ بڑی اہمیت سے دوچار ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد صاحب گھوٹوی صدر مناظرہ، مفتی غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پکاراٹھے۔

”اول اس وقت یہ گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود سننے تو سلطان ہو جاتے، مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔“

اس تاریخی مناظرہ کے اختتام پر حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب نے مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی کو لاہور میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مگر وہ بھی اپنے باپ کی طرح ناکام نہاد اور الامان قادیان سے قادیانیوں پر اس مناظرہ اسلام کے علم و فضل اور مناظرہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

19 اکتوبر 1924ء کو حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب گھوٹوی کی فتح کی خوشخبری سنانے پر مولوی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گونڈہ شریف حاضر ہوئے۔ مناظرہ کی مفصل کارروائی اور فتح پر حضرت قبلہ عالم پیر صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مکتوب گرامی ارسال فرمایا جو من و عن یہاں درج کیا جاتا ہے۔

محس فی اللہ مفتی غلام مرتضیٰ حفظکم اللہ تعالیٰ

”سلام و دُعا کے الحمد للہ اُمی لہ کہ اوسبحان و تعالیٰ نے آپ کو توفیق انظہار حق بوجہ اتم عنایت عطا فرمائی۔ مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔ بل کے بل نے سب بل مبطلین کے لئے اللہم و فقنا لما تحب و ترضی و صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و آخرو سب احباب سے مبارک بادی۔“

”مناظرہ کی مفصل کارروائی حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”الظفر رحمانی“ میں جمع فرمائی۔ یہ کتاب 8/18x22 کے 222 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔“

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب قادری:

”علماء میں واحد ہستی تھے جن کو تحریک ختم نبوت 1953ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے

قائد تسلیم کیا۔ آپ نے اس تحریک میں پر جوش حصہ لیا اور تمام مسلمانوں کو دعوت عمل دی اور سامنے مذہبی مطالبات پیش کئے۔ آپ نے بحیثیت صدر مجلس عمل ان مطالبات کے لئے دعا کی۔ سید مظفر علی شمسی بیان کرتے ہیں کہ:

”میں اس وقت مجلس عمل کا سیکرٹری تھا۔ ہر جلسہ میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا حکم ملا۔ میں ان سے بہت متاثر تھا۔ انہیں ہر سبج پر باعمل پایا۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعلیٰ سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا، جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات کو اٹھایا انہی کا حصہ تھا۔ ہر ملاقات کے بعد خواجہ صاحب اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز کرتے، ان کی شخصیت اور علم و فضل کا اقرار کرتے۔ مولانا ہر ملاقات میں ان سے ایک خواہش کا اظہار کرتے کہ شیعہ رسالت علیہ السلام کے پروانوں کے مطالبات تسلیم کر لیں۔ سلسلہ میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا اور ختم نبوت کے سلسلے میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا۔ میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشین عالم کس طرح اس مسئلہ کے لئے بے قہر ہے۔ میں نے اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لئے رو کر دعائیں مانگتے دیکھا۔“

حکومت نے جب کوئی بات تسلیم نہ کی تو گراچی میں مجلس عمل نے ڈائریکٹ ایکشن کا جس کا ایک طریق یہ تھا کہ کارکن کتبہ ہاتھ میں لئے گورنروں اور وزیراعظم پاکستان کے بنگلوں پر احتجاج کریں۔ حکومت نے اسی رات حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقاء کو گرفتار کر لیا سنٹرل جیل میں بھیج دیا۔ اس گرفتاری کے بعد پورے ملک میں تحریک نے زور پکڑا۔ پنجاب فرسائیں پانچنا شروع ہوئیں۔ آپ کو اچانک ایک دن اطلاع ملی کہ حضرت مولانا غلیل خطیب مسجد وزیر خان کو مارشل لا، حکومت نے پھانسی کی سزا سنائی ہے۔ مولانا اپنے اکلوتے متعلق یہ المناک خبر سن کر سجدے میں گر گئے۔ اور عرض کیا، الہی میرے بچے کی قربانی کو ڈیڑھ ماہ تک کراچی میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار رہنے کے بعد سکھر سنٹرل جیل میں نظر آ گئے۔ سخت گرمیوں کے دن تھے۔ آٹھ مربع فٹ کوٹھڑی میں علامہ ابوالحسنات، مولانا عبداللہ، مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی صاحب شمسی حیدر آباد جیل میں بھی قید رہے۔ چھ ماہ کی کلاس میں گزارنے کے بعد اے کلاس ملی۔ بعد ازاں کر دیئے گئے جہاں تحقیقاتی عدالت میں پیش ہوئے۔ جناب مظفر علی صاحب شمسی بیان کرتے ہیں کہ:

”جس ہمت اور اولوالعزمی سے علامہ ابوالحسنات نے قید میں دن گزارے، اس کی مثال بہت مشکل ہے۔ ناز و نعم میں پلا ہوا انسان، لاکھوں انسانوں کے دلوں کا بادشاہ، علم و عمل

مگر محبت رسول نے امتحان چاہا تو بے دریغ قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گیا، اور اس شان سے قید کا فیصلہ کیا کہ مثال بن گیا۔ کیا مجال جو کسی سے شکایت کرے کسی سے شکوہ کیا ہو یا اپنے مشن سے دستبرداری کا ارادہ کیا ہو۔ جیل میں آپ کا مشغل قرآن کریم کی تفسیر لکھنا تھی۔ کئی برس قید کاٹنے اور بہت شدت کے ساتھ قید و بند میں سوہتیں برداشت کیں۔ جن کے باعث آپ کی زندگی پر بڑا برا اثر پڑا۔“

مرزاہیت کے سلسلے میں آپ نے رسائل و جرائد اور اخبار و اشتہارات کے ذریعہ بھی بڑی کام دی ہے۔ قادیانیت کے رد میں ذیل کی دو کتابیں، آپ کی مستقل یادگار ہیں۔

1. مرزاہیت پر تبصرہ۔

2. قادیانی مذہب کا فوٹو۔

3. لانا عبدالحماد بدایونی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا بدایونی رحمہ اللہ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تھا۔ چنانچہ میں آپ نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی حمایت اور مرزاہیت کی تردید کی حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں علامہ ابوالحسنات کے ساتھ نظر بند رہے۔ قید و بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ ان کی ہمت نے پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

4. لانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمہ اللہ:

مرزاہیت میں آپ کی معرکہ آراء تصنیف ”مقیاس النبوت“ شامل ہے۔ تین ضخیم حصوں میں لکھی گئی تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ پہلی جلد مقیاس النبوت فی حقیقت من عادالی غیر 424 صفحات پر مشتمل دوسری جلد مقیاس النبوت فی ثبوت انقطاع النبوة 280 صفحات پر مشتمل تیسری جلد مقیاس النبوت فی رد مدار النبوة 753 صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا مفتی مسعود علی صاحب قادری فرماتے ہیں کہ

اس موضوع پر اتنی مفصل کتاب میری نظر سے نہیں گزری، پوری کتاب کی کتابت و تصدیق معقول ہے۔ میرے خیال میں جس کسی کے پاس یہ کتاب ہو، اسے قادیانیت کے خلاف کوئی دوسری کتاب خریدنے کی زحمت گوارا نہ کرنا پڑے گی۔ مولانا مرحوم نے اس مسئلہ کی طرف سے عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔“

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے تحریک ختم نبوت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا ہے، جب 1953ء میں نبوت چلی تو آپ کراچی میں تھے۔ 13 فروری کو تحریک شروع ہوئی۔ 24، 25 فروری کو گرفتار ہوا۔ چنانچہ آپ پولیٹیکل ورکرز کونشن کے دورہ سے لاہور واپس آئے اور 27 فروری کو جاتے ہوئے بخش میں جمعہ کے بعد جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے کہ اطلاع ملی،

”تحریک کے تمام رہنما گرفتار کر لئے گئے ہیں۔“

رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ پر امن تحریک تشدد کی راہ اختیار کرے۔ چنانچہ آپ نے 13 مارچ 1953ء کو مسجد وزیر خاں میں تحریک کے مرکزی نظام کا دفتر قائم کیا۔ مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مدظلہ کے تعاون سے چار ہزار کا پیاں تحریک کے اغراض و مقاصد اور مضامات میں تقسیم کیں۔

ان دنوں روزانہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ مسجد وزیر خاں کے جلسہ سے زیادہ تر آپ ہی خطاب کرتے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس شاہ پولیس فورس کے ساتھ آپ کو گرفتار کرنے آ رہا تھا۔ نوجوان نے چہرہ اگھونپ کر ہلاک کر دیا۔

مارشل لاء لگا دیا گیا اور اس میں سب سے زیادہ ہاتھ اس وقت کے وزیر داخلہ سکندر مراد نے 9 مارچ کو صوبائی اسمبلی کا اجلاس شروع ہو رہا تھا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ وزیر خاں سے اسمبلی پہنچنا مشکل تھا کیونکہ جگہ جگہ پولیس اور ملٹری کا پہرہ تھا۔ آپ قصور ٹھہرے ہوئے وہیں سے کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی اور آپ 16 مارچ کی صبح نماز فجر کے وقت گرفتار کر لئے گئے۔

گرفتاری کے بعد مولانا عبدالستار خان نیازی کو شاہی قلعہ لاہور میں منتقل کر دیا گیا، جہاں آپ نے 23 مارچ سے 19 اپریل تک ایک لمحہ بھی سونے نہ دیا۔ 16 اپریل سے آپ کو پتہ چلا کہ خلاف ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس شاہ کے قتل اور بغاوت کا مقدمہ بنا دیا گیا ہے۔ 27، 28 ملٹری عدالت نے مقدمہ کی سماعت کی 7 مئی کو فیصلہ سنایا گیا اور آپ کو بغاوت کے الزام میں موت کا حکم ہوا۔ جب عدالت کے ایک رکن نے پوچھا کہ آپ کو موت کا کوئی خوف نہیں؟ تو آپ جواب دیا۔ سرور کائنات ﷺ پر ایسی ہزاروں زندگیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ اسی شام آپ کو کوٹڑی میں منتقل کر دیا گیا۔ آپ 7 دن اور 8 راتیں اس کوٹڑی میں رہے۔

خود فرماتے ہیں کہ 14 مئی کو عصر کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اطلاع ملی ”سزا“

لاہور میں بدل دی گئی ہے۔ 10 مئی کو صبح آپ پھر جیل منتقل کر دیئے گئے، جہاں مولانا طویل احمد مولانا نصر اللہ خاں عزیز، سید نقی علی اکٹھے ہو گئے تھے۔ پھر آپ کو راولپنڈی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ سال کی سزا بعد میں جسٹس شریف نے تین سال میں بدل دی۔ پھر آپ 2 سال بعد 1955ء کو ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔

جولائی 1955ء کو رہائی سے صرف دو ماہ بعد شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں مسئلہ ختم نبوت پر تقریر کی۔ سکندر مرزا (وزیر داخلہ) نے بنگال ریگولیشن کے تحت گرفتار کر لیا اور ساہیوال جیل میں بھیج دیا۔ 26 جولائی کو جسٹس کیانی کے حکم سے رہائی ملی۔ 1953ء کی تحریک محفوظ ختم نبوت سے لے کر 1974ء کی تحریک تک آپ نے اپنے نصب العین کی خاطر بے پناہ قربانیاں دیں اور آخر اپنی زندگی کا دن بھی دیکھ لیا۔ 1974ء کی تحریک میں بھی آپ نے دن رات کام کیا۔

حضرت مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ذات والا برکات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تحریک ختم نبوت 1974ء میں کراچی سے لاہور سے کوئٹہ تک جگہ جگہ دورے کئے۔ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے دن رات ایک کر رکھا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ آپ نے رومرزاہیت میں فرمایا، خصوصاً رومرزاہیت میں مفت روزہ ”رضوان“ لاہور کا ختم نبوت نمبر تاریخی اہمیت کا ہے۔ 1953ء میں تحریک میں حصہ لینے پر آپ تین ماہ شاہی قلعے میں بھی محبوس رہے۔

مولانا نصر منظور احمد صاحب ہاشمی

آپ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے بانی و مہتمم ہیں۔ ترویج قادیانیت میں آپ نے مثالی کارنامے کیے۔ 1953ء کی تحریک میں ساہیوال (منٹگری) میں مجلس عمل کے صدر تھے اور تحریک کے قیادت کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے۔ ساڑھے سات ماہ تک ساہیوال جیل میں قید با مشقت رہے۔

1974ء کی تحریک کے دوران ساہیوال میں بھی آپ نے بڑا مجاہدانہ کارنامہ سرانجام دیا۔ سوشل کے جواز پر آپ نے سب سے پہلے رسالہ تصنیف فرمایا اور تحریک کے دوران پینتالیس ہزار کاپیاں لکھ کر پورے ملک میں تقسیم کرائیں۔

امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(1840ء - 1951ء)

حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے ان علماء کی صف اول میں شامل ہیں جن کی قادیانیت کو اس کی پیدائش کے دن سے ہی لکارنا اور پچھاڑنا شروع کر دیا تھا۔ 1951ء میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی وفات سے چند روز قبل ڈاکٹر نے آپ کی عمر شریف دریافت کی تو فرمایا "ایک سو دس اور بیس کے درمیان" اس سے صرف اتنا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت 1830ء اور 1840ء کے درمیان ہوئی (سیرت امیر ملت صفحہ 46) از سید اختر حسین شاہ۔ آپ نے نہایت کم عمری میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ بچپن ہی سے آپ کو اجازت شریعت کی رہتی۔ جس عمر میں بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی اسی عمر میں آپ پابند صلوٰۃ تھے نیز اپنے ہم عمر بالمرعوف اور نعمی عن انکسر کا حکم کرتے رہتے تھے۔ آپ حافظ حدیث بھی تھے ایک دفعہ آپ نے خود اعلان فرمایا کہ مجھے دس ہزار احادیث بمعہ اسناد یاد ہیں جس کا جی چاہے امتحان لیں (ایضاً صفحہ 64) مذاہب باطلہ کا رد اور مسلک حق اہل سنت کی ترویج و اشاعت کرنے والا۔ تقریباً سو اصدی تک آفتاب بن کر چمکنے کے بعد بقضائے الہی 31-30 اگست 1951ء رات گیارہ بجے لاکھوں مسلمانوں کو سو گوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے پاس جا پہنچا۔ (ایضاً صفحہ 64) گمراہ و باطل فرقوں کا رد آپ کی زندگی کا اہم مشن تھا خصوصاً قادیانیت و دہانی قادیانیت کے آڑے ہاتھوں لیتے تھے۔ رد قادیانیت کے سلسلے میں آپ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے محمد عالم آسی (مصنف شہرہ آفاق کتاب انکاد علیہ علی الغاویہ) رقم طراز ہیں۔ "رد قادیانیت کے جو کوششیں حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیں وہ تاریخ کا ایک اہم باب ہیں آپ نے سرکوبی کیلئے تن من و دھن کی بازی لگا دی اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بارہا مرزا قادیانی کو لکارا مگر اختیار کرتا رہا۔ بالآخر حضرت قدس سرہ العزیز کی بددعا کے نتیجہ میں لقمہ اجل بنا"

(انکاد علی الغاویہ جلد اول صفحہ 3 مطبوعہ امرتسر 1931ء)

لی میں رد قادیانیت کے سلسلے میں آپ کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کا اجمالی تذکرہ کیا

1904ء کو مرزا قادیانی بذات خود اپنے حواریوں کے انبوه کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں قادیانیت کی تشہیر و اشاعت کیلئے وارد ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزائیت کا بڑا شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ ہارنٹنڈنٹ مرزائی تھے۔ لہذا مرزا قادیانی کو اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی کی غالب امید تھی۔ امیر ملت قدس سرہ، فوراً سیالکوٹ پہنچے اور مختلف بازاروں، محلوں اور مسجدوں میں بڑے مجمعے منعقد کیے اور تقریباً ایک ماہ تک سیالکوٹ میں قیام فرما کر اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں قادیانیت کو رد کرتے رہے۔ آپ دلائل قاهرہ کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلے کو تفصیلاً سمجھاتے ہوئے دین مشین پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ اکثر ارشاد فرماتے کہ

"میری نئی چیزوں کے اختیار میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن دین اپنا وہی پرانا رکھو"

ان قیام سیالکوٹ تمام اخراجات آپ نے اپنی جیب مبارک سے برداشت کئے۔ مرزا قادیانی قادیانیت کے آگے جرات نہ ہوئی۔ جس قدر لوگ اسکی بیعت کیلئے تیار تھے وہ اس کی ذلت و رسوائی دیکھ کر ہٹ گئے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیانی کو پھر تازیست سیالکوٹ کا رخ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

حضرت علی پور شریف "از پیر خیر شاہ امرتسری، امرتسر 1326ھ صفحہ 9" سیرت امیر ملت "مطبوعہ 1940ء، صفحہ 245، "ایمان پروردادیں" صفحہ 37)

سیالکوٹ کے اس عظیم معرکہ کے دوران ایک اہم واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ مرزا قادیانی کے ایک پیروں میں ایدہ انکریم لنگڑا نے اپنے کپ کے اندر معراج النبی ﷺ پر لیکچر دیتے ہوئے کو اس کی کہ "لوگ کہتے ہیں، براق آیا، براق آیا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب ایڑیاں اور گھٹنے رگڑتے ہوئے وہی نبی (ﷺ) مکہ سے بھاگ کر پہاڑوں اور غاروں میں چھپتا پھرتا تھا تو اس وقت براق کیوں نہ آیا؟"

اب یہ گستاخانہ کلمات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اپنی جلسہ گاہ میں سنے تو آپ نے دورانِ مجلس حوش لیجے میں فرمایا۔

"وہ شخص بے دین ہے جس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ وہ بہت جلد ذلت

لی موت سے مارا جائے گا۔"

دوسرے دن ایک صاحب نظر شخص نے مولوی عبدالکریم کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے حضرت امام زین العابدینؑ نے پیچھا مارا ہے اور اس وقت وہ یوں دکھائی دے رہا تھا کہ شاہ کمرنگ پٹکا باندھے ہوئے دیوار سے سہارا لے کر کھڑا ہے اور انتہائی کرب کی حالت میں اس خواب کی تعبیر یوں کی گئی کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، دورانِ تقریر جوش میں آکر ہاتھ مارا تھا جو رات کو حضرت امام زین العابدینؑ کا پیچہ بکھر ظاہر ہوا چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد مولوی عبدالکریم، سرطان (گلدوں دانہ) سے ہلاک ہو گیا۔ یہ بد بخت مولوی عبدالکریم سیالکوٹ میں ابتدائی تعلیم مل تک تھی بلکہ اس میں بھی حساب کے مضمون میں فیل ہو گیا تھا۔ پھر عربی و پرائیویٹ تیار کر کے وہیں مشن سکول میں مدرس فارسی متعین ہو گیا۔ ایک روز ایک پادری مستغنی ہو گیا۔ اس وقت نیچری خیال کا حامل تھا۔ بعد میں مولوی نور الدین خلیفہ، اول مرزا و سلطنت سے مرزائی ہو گیا اور قادیان میں خطیب و امام مسجد بنارہا۔ اور حضرت امیر ملت قدس سرہ سے ہلاک ہو کر سب سے پہلے قادیان کے ”بہشتی مقبرہ“ میں دفن ہوا۔

(”الکادویۃ علی الغاویۃ“ جلد دوم از مولانا محمد عالم آسی مطبوعہ امرتسر 1934ء صفحہ 387)

6 مئی 1908ء کو مرزا قادیانی اپنی اہلیہ کے علاج کیلئے لاہور میں خواجہ کمال الدین لاہوری مکان پر وارد ہوا تو اپنا دام فریب بھی پھیلانے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں تبلیغی کام شروع کر دیا تو اہلیانِ لاہور نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرزا کی بیخ کنی کی درخواست کی۔ آپ لاہور تشریف لائے اور آتے ہی براڈ رتھر وڈ پر خواجہ کمال الدین مکان کے سامنے والے باغ (اب باغ والی جگہ پر اسلامیہ کالج واقع ہے) میں ایک بہت بڑا مکان کیا۔ اور اسٹیج کے ساتھ ہی لتھر پکائے کا انتظام کیا تاکہ عوام و خواص بروقت کھانا کھا سکیں۔ اس مکان تک مجالس وعظ و تقریر ہوتی رہیں اور معتقدات مرزائیت کی تردید کی جاتی رہی۔ حضرت امیر ملت سرہ نے مقامی علماء کے علاوہ بہت سے بیرونی علماء کو بھی مدعو کر کے مرزائیت کی اینٹ سے اینٹ بھانپائی ان جلسوں سے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی (ف 1920ء) مولانا پروفیسر امیر علی (1954ء) جیسے مشہور زمانہ علماء کے علاوہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلفاء مثلاً حضرت حسین قصوری (ف 1927ء) مولانا امام الدین رائے پوری (ف 1952ء) مولانا محمد شریف (ف 1951ء) مولانا نور الحسن سیالکوٹ (ف 1955ء) مولانا پیر خیر شاہ امرتسری (ف 1920ء) اور مولانا غلام احمد انصاری امرتسری (ف 1927ء) خطاب فرماتے تھے۔

حضرت امیر ملت نے مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آکر اپنی صداقت کا ثبوت دینے کی دعوت دی۔

اپنے کے انعام کا اعلان بھی فرمایا لیکن مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی، لہذا نہ آسکا۔ مرزا قادیانی کو بتایا گیا کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب، لاہور میں اس مقصد کیلئے آئے ہیں کہ مرزا کو مقابلہ میں لائے۔ مرزا قادیانی بولا، یہ شخص وہ نہیں جو بھاگ جائے بلکہ اگر وہ بارہ برس بھی رہے تو قدم نہ ہلے گی۔ حضرت امیر ملت کو پہنچا دی تو آپ نے فرمایا: اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا ہے تو ہم چوبیس برس کا ذریعہ جمائیں گے مگر مرزا کا تو خدا فیصلہ دے گا۔

مرزا قادیانی اپنے جھوٹے دعویٰ اور بے شمار لاف زنیوں کے باوجود میدان میں نہ آیا تو 22 مئی 1908ء کو ہندوستان کے عظیم مسلمان فرمانروا حضرت اورنگزیب عالمگیر کی بنا کردہ (المعرفہ بادشاہی مسجد لاہور) میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا۔ اس جلسے میں برصغیر کے علماء بھی موجود تھے۔ لاکھوں مسلمانوں نے آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔ بعد نماز جلسے کا اجلاس جس میں شمس العلماء مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی (استاد گرامی حضرت امیر ملت)، پروفیسر راج لاہور مولانا پروفیسر امیر علی روجی و دیگر بہت سے علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔ آخر میں صدر ارقی تقریر میں فرمایا:

”مرزا قادیانی تو حضرت امام حسینؑ پر اپنی فوقیت جتاتا ہے۔ لیکن میں حضرت امام حسینؑ کا غلام ہوں، وہ تو اعانت کرنے پر بھی مقابلے پر نہ آیا میری عادت پیش گوئی کرنے کی نہیں ہے۔ البتہ اس سے قبل نومبر 1904ء میں ایک دفعہ مرزا کے مقابلے میں میری زبان سے چند کلمات بطور پیش گوئی کے نکل گئے تھے۔ جس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ نے پورا فرما دیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرزا کا حواری عبدالکریم ذلت کی موت مر گیا۔ اب پھر میرے دل میں بار بار خیال آ رہا ہے جس کو میں باوجود کوشش کے ضبط نہیں کر سکتا۔ اور وہ خیال یہ ہے کہ مرزا قادیانی عقرب ذلت اور رسوائی کی موت مرے گا اور تم اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ میری اس پیش گوئی کو مرزا کی پیش گوئی کی طرح مت سمجھنا۔“

اس کے بعد آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

”جب تک مرزا ایہاں سے چلا نہ جاوے۔ میں لاہور سے نہیں جاؤں گا۔“

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی اس جلسہ میں تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت امیر ملت قدس سرہ سے کہا کہ۔

”شاہ صاحب! میں تو واپس جاتا ہوں، آپ اپنا کام جاری رکھیں۔“

حضرت امیر ملت رحمہ اللہ نے ان سے کہا۔

”آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے تشریف لے جائیں گے؟“

حضرت گولڑوی نے فرمایا:

”میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں ہے۔“

آپ کے مقدر میں ہے۔ اس لئے آپ ظہر میں اور اپنا کام کرتے رہیں۔“

چنانچہ اگلے دن حضرت گولڑوی رحمہ اللہ واپس گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔

آپ نے مرزا قادیانی کو ہر طرح سے لاکارا۔ اسے دعوت دی کہ وہ میدان میں آکر اپنا

سچا ثابت کرے، مناظرہ کر لے یا مبالغہ کر لے۔ پانچ ہزار روپے کا انعام وصول کر لے اگر مرزا

میدان میں نہیں آسکتا تو ہم اس کے پاس جانے کو تیار ہیں مگر مرزا قادیانی کو کوئی بات بھی

جرات نہ ہو سکی۔

آخر کار 25 مئی 1908ء بروز پیر رات کے جلسہ میں لاہور و بیرون لاہور کے

مسلمانوں کے ٹھانڈے مارتے ہوئے سمندر سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ

”ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرتا میری عادت نہیں

لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے خدا کے فضل و کرم

سے وہ میرے مقابلے میں نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی (ﷺ) سچا ہے اور میں صدق و

سے اس سچے نبی (ﷺ) کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے

اندرا اندر اپنے حبیب پاک (ﷺ) کے صدقے میں ہمیں اس جموٹے نبی سے نجات

فرمائے گا۔“

جب آپ نے یہ پیش گوئی فرمائی تو ہزاروں مسلمانوں نے یک زبان ہو کر آمین کی صدا

کیں۔ یہ پیش گوئی آپ نے رات دس بجے فرمائی اور 26 مئی کو صبح دس بج کر دس منٹ پر مرزا

آنجنابی ہو گیا۔ مولانا روم نے سچ فرمایا ہے۔

گفتہء گفتہ اللہ بود

گرچہ از خلقوم عبد اللہ بود

مرزا قادیانی اکثر اپنی تحریروں میں بیٹنے کی موت کو عذاب خداوندی سے تعبیر کیا کرتا تھا

آسمان کا حقو کا منہ پر آیا۔ جس رات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے پیش گوئی فرمائی تھی، اسی رات

مرزا قادیانی کو ہیضہ ہوا۔ نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لی۔ مرنے سے چھ

گھنٹے پہلے ہان بند ہو گئی، نجاست منہ کے راستے نکلتی رہی اور اسی حالت میں (26 مئی 1908ء کو صبح دس

بجے) خاتم ہو گیا۔ مرزا قادیانی کی تاریخ مرگ ہے۔

لقد دخل فی قعر جہنم 1326ھ

اس وقت حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مرزا قادیانی کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمائی تھی تو لوگوں

نے بڑی اہمیت نہ دی مگر جب پوری ہو گئی تو حد درجہ حیران ہوئے۔ اس پیش گوئی کا مرزا انہوں نے

کونکر نہیں کیا۔ مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹوکی (ف 1920ء) نے فرمایا کہ ”ہم پہلے تو اس پیشگوئی کو

نہ سمجھتے تھے۔ آخر وہ تو سب سے بڑھ کر نکل

آئے۔ علی الغاویہ جلد دوم“ صفحہ 358-366، ”سیرت امیر ملت، صفحہ 244-249“، مہر میر

سعید فیض احمد فیض صفحہ 406، ”برکات علی پور“ صفحہ 158، ”صوفیائے نقشبند“ صفحہ 356۔

”شعر الاسلام“ بمبیرہ ضلع سرگودھا جنوری 1934ء صفحہ 11

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے جب مرزا قادیانی کی ہلاکت کی خبر سنی تو فوراً سجدہ شکر بجالائے۔

معاذ اللہ! کاشکرا ادا کیا کہ اس نے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھا۔ اپنے حبیب پاک (ﷺ) کی صداقت

پر ایمانی اور مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھا۔

مرزا قادیانی کی ہلاکت کی خبر آنا فانا پورے لاہور میں پھیل گئی۔ مسلمانوں نے جگہ جگہ مسجدوں،

محلوں اور محلوں میں شکرانے کے جلسے منعقد کیے۔ ان بیشتر جلسوں میں حضرت امیر ملت خود شریک

فرماتے اور اپنے مواعظِ حسنہ سے لوگوں کو مستفیض فرماتے رہے۔ اس سلسلے میں تین روز تک اسلام آباد کا

محکمہ روٹی کے میدان میں جلسے منعقد ہوتے رہے جن میں لاتعداد لوگ شریک ہوتے رہے بلکہ

بعض مقامات مناسب ہوگا کہ لاہور شہر کا کوئی گھرا یا نہ ہوگا جس کے ایک دو افراد نے ان جلسوں میں شرکت

کی۔ اس کے بعد اکناف و اطراف لاہور میں بڑے بڑے جلسے ہوئے۔ تقریباً ہر جلسے میں علمائے

کرام کی تقریروں کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ ان تمام جلسوں میں بے

شک مرزا قادیانی عقائد سے تابع ہو کر دوبارہ مسلمان ہوئے اور ان میں سے اکثر و بیشتر نے آپ کے

عقائد پرست پر بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ میں

میں ہونے والوں کی تعداد ہر روز اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ آپ (ﷺ) پر کھڑے ہو کر سب کو داخل سلسلہ

فرماتے تھے۔

(”سیرت امیر ملت“ ص 249)

مرزا قادیانی کی ہلاکت کے بعد بھی حضرت امیر ملت رحمہ اللہ میں جوش و خروش سے سرگرم عمل

رہے اور دلائل قاہرہ سے ختم نبوت کے مسئلے کو ثابت فرماتے رہے۔ مرزائیوں نے بونگلا کر کے خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے کی سعی نامشکور کی مگر پریشان ہوئے اور نہ ہی آپ کی سرگرمیوں میں سر مو فرق آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی آپ کے شامل حال رہی۔

قائوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ایک دفعہ رعبہ خاص ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، غلامی رہے تھے کچھ علی جولہا مرزائی ساکن سترہ نے حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی الفاظ کہے۔ حضرت اقدس ایسی گستاخی کی کب تاب لا سکتے تھے۔ آپ نے خود اس کو زد و کوب کیا۔ کر دوسرے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس بد بخت اور خبیث جولاہے کو سخت مرادی۔

مرزائی تو پہلے ہی آپ کی حق گوئی و بیباکی سے ذلیل و خوار ہو کر بدلہ لینے کی فکر میں تھے۔ واقعہ سے وہ نہایت ہی ذلیل حرکتوں پر اتر آئے اور تحصیلدار رعبہ ("رعبہ خاص" ان دنوں تحصیل کرتی تھی اور "تحصیل دار" ہندو تھا) کی عدالت میں ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا کہ۔

"یہ شخص (حضرت امیر ملت قدس سرہ) مسلمانوں کو گاوٹ کٹی پر برا بھلا کہتا ہے، حکومت برطانیہ کے خلاف بہت کچھ کہتا رہتا ہے۔ محمد علی جولہا نے اسے ان حرکتوں سے ٹوکا تو اس نے محمد علی کو سخت زد و کوب کیا۔"

ماسٹر خواجہ محمد کرم الہی ایڈووکیٹ سیالکوٹ (ف 1959ء) غلیظہ مجاز حضرت امیر ملت و دیگر مرکزی انجمن خدام الصوفیہ ہند) اور سیالکوٹ کے دیگر یاران طریقت نے سیالکوٹ کے انگریزوں کی کٹھن کی عدالت میں تبدیلی مقدمہ کی درخواست پیش کی۔ اس نے درخواست قبول کرتے ہوئے انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ منتقل کر دیا۔ سب سے پہلے حضرت اقدس امیر ملت کی حاضری عدالت کا معاملہ زیر بحث آیا۔ خواجہ کمال الدین وکیل مرزائی کو چونکہ آپ سے خصوصی عداوت و خصومت تھی بدیں وجہ اس نے زور دیا کہ "یہ شخص معمولی حیثیت کا مالک ہے۔ اس کا عدالت میں حاضری ضروری ہے۔ حضرت امیر ملت کی طرف سے کئی وکیل پیروی کر رہے تھے۔ انہوں نے اور ماسٹر خواجہ الہی ایڈووکیٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ۔

"آپ مسلمانوں کے بہت بڑے مقتدا اور رہنما ہیں۔ آپ کے کئی لاکھ معتقدین سارے

ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ کیا جائے۔" انگریز مجسٹریٹ

فریقین کے وکلاء کے تفصیلی دلائل سننے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ "شاہ صاحب نہایت قابل عقیم اور بزرگ ہستی ہیں۔ ان کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ ایسے چھوٹے مقدمہ کی عدالت میں بلائے جائیں لہذا حکم کیا جاتا ہے کہ شاہ صاحب عدالت میں حاضری اس اور ان کی طرف سے وکیل پیروی کرے۔"

محمد علی جولہا نے مرزائی جماعت کی مدد سے سیشن جج کی عدالت میں نگرانی کی درخواست دے دی۔ اس سے بھی مقدمہ خارج ہوا تو مرزائیوں نے ہائی کورٹ سے رجوع کیا اور زور دیا کہ "آپ کا مقدمہ حاضری عدالت ہونا لازم قرار دیا جائے۔" فریقین کی طرف سے قائل وکیل اور لائق بیرسٹر تھے۔ آپ کی طرف سے کئی بیرسٹر بلا معاوضہ پیش ہوتے تھے جن میں سر میاں محمد شفیع (ف 1932ء) بھی شامل تھے۔ بحث بھی انہوں نے ہی کی تھی۔ ہائی کورٹ میں بھی حضرت جولہا ہالی ہوئی اور آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ جب اس اقدام میں مرزائیوں نے شک منہ کی کھائی تو اصل مقدمہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مگر سیالکوٹ کے مجسٹریٹ نے عدالت میں بھی خارج کر دیا۔ اس کے بعد مرزائیوں کو دوبارہ اپیل کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور ذلیل و خوار ہو کر عدالت سے ہٹ کر رہے۔ ("سیرت امیر ملت" صفحہ 250، 251)

بار ذلیل و خوار ہونے کے بعد مرزائیوں نے حضرت امیر ملت کے بھٹے صاحبزادے حضرت محمد سین شاہ: (ف 1951ء) کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر کر دیا تاکہ اپنی بار بار کی شکایتیں جلا لیا جاسکے۔ صاحبزادہ صاحب اس وقت اورینٹل کالج لاہور میں مولوی فاضل کا امتحان دے رہے تھے۔ اس مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت اقدس تقریباً ایک سال تک مسجد پنولیاں (اندرون لاہور) میں قیام فرما رہے۔ مرزائیوں کی خواہش تھی کہ آپ کو طرح طرح سے پریشان کر دیا جائے تاکہ سلسلہ ختم کر دیا جائے مگر ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ مسجد پنولیاں میں قیام کے دوران آپ کا فیض عام جاری رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے اور اپنے اپنے حاجات و برکات سمیٹ کر لے جاتے۔ بے شمار لوگ سعادت بیت سے بھی مشرف ہوئے۔ گریس و وسیع پیمانے پر قائم تھا۔ ہر رات آپ وعظ و تقریر فرماتے جس میں دور و نزدیک کے لوگ کے لئے آتے اور فیض یاب ہوتے۔

محمد علی پیروی کیلئے حضرت مولانا محرم علی چشتی (ف 1934ء) آپ کی طرف سے وکیل تھے، مولانا بھی موجود تھے لیکن بحث میاں سر محمد شفیع بیرسٹر نے کی اور پہلے کی طرح اب بھی وہی قسم کے طلبکار نہ ہوئے۔ ماسٹر کرم الہی ایڈووکیٹ مقدمہ کی پیروی کیلئے سیالکوٹ سے برابر آیا

کرتے تھے۔ مومناں کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں جس رات کی صبح فیصلہ سنایا جانا تھا وہ رات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے حضور داتا گنج بخش کو بارگاہ ہار میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی آپ نے خادم حاجی عبداللہ امیر تری کو حکم دیا کہ ”آج فیصلے کی تاریخ ہے، زردہ پلاؤ کی دیکھیں چڑھاؤ۔“

حاجی صاحب نے عرض کیا کہ ”بری ہونے کا فیصلہ ہو جائے تو دیکھیں چڑھائیں گے۔“ ارشاد فرمایا۔

”تم ابھی سے کام شروع کرو، اللہ تعالیٰ بری کرے گا۔“

چنانچہ انگریز جج نے باعزت بری ہونے کا فیصلہ سنایا تو حق کا بول بالا اور دشمنوں کا مات کا جب فیصلے کی اطلاع حضرت امیر ملت قدس سرہ کو پہنچائی گئی تو آپ کے ساتھ سب لوگ لائے۔ خوشیاں منائی گئیں، خیرات کی گئی۔ سارا دن اور رات زردہ پلاؤ کا عام لنگر جاری رہا۔ (سیرت امیر ملت، صفحہ 251)

گذشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت امیر ملت نے بادشاہی مسجد لاہور کے جلوس اعلان فرمایا تھا کہ:

”اگر مرزائی اپنے دین کو سچا ثابت کر دیں تو پانچ ہزار روپے انعام دیں گے۔“

یہ اعلان اخبارات میں بھی شائع ہوا اور اشتہارات کی شکل میں بھی عام کیا گیا۔ مگر یہ انعام حاصل کرنے کی جرأت نہ کی۔ البتہ ایک دفعہ مرزائیوں کی طرف سے اشتہار تقسیم کئے گئے اپنا مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں، پہلے تم روپیہ بنک میں جمع کراؤ۔ اس وقت حضرت اقدس سید اہل شریف سے سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب ٹرین سیالکوٹ اسٹیشن پر پہنچی تو اشتہار اس سیکینڈ کلاس کے ڈبے میں ڈال دیئے گئے جس میں آپ سفر فرما رہے تھے۔ اشتہار مطالبہ کا علم ہوا۔ چنانچہ دوسرے دن ہی بنک میں روپیہ جمع کروادیا گیا، مگر مرزائیوں کو میدان کی جرأت نہ ہو سکی۔

قتلہ امداد کے دور میں بھی آپ متواتر روزمرزائیت میں مصروف کار رہے۔ جموں نے نبی کی ہولناکی پر ضرب کاری لگاتے رہے کیونکہ آپ کی زبان اقدس پر ہر وقت ”قال اللہ“ اور قال الرسول ہی ہوتا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے 1925ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے مولانا صدیقی خیلے میں بھی مرزائیت پر ضرب کاری لگائی تھی۔ اس اجلاس میں مرزائیوں کے خلاف قرارداد بھی منظور کی گئی جو درج ذیل ہے۔

اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانان ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علمائے اہلسنت و جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنلز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ ”حکومت افغانستان“ کا ابلاک قادیانیاں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مداخلت آواز صریح مذہبی مداخلت ہوگی جس کو مسلمان کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ لہذا ایک اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیے۔“

”اشرفی“ کچھو چھو شریف (انڈیا) بابت مئی 1925ء صفحہ 20، ماہنامہ ”ترجمان اہلسنت“ سنی کانفرنس ملتان نمبر، صفحہ 67، 68

آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد منعقدہ 17، 18، 19 مارچ 1925ء کو خطبہ صدارت کے دوران مرزائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے جھوٹا اور گمراہ ہونے پر بحث کرتے ہوئے۔ آپ

”اب ہندوستان میں، جہاں ہر وقت آزادی مذہب کی ڈینگ ماری جاتی ہے، ہر روز نئے نئے مذہب حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد، کئی ایک پیروان مرزا نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا قادیانی پہلے سیالکوٹ کی پکھری میں اہمدی کے عہدے پر ملازم تھا۔ وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ مریم، عیسیٰ، مسیح مہدی، نبی، کل نبیوں کا پھوڑا، معاذ اللہ، خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہان سے سدھارا۔“

پھر سچے اور جھوٹے نبی کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلا واسطہ اس کی تعلیم و تعلیم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے اور انی رسول اللہ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملا کرتا۔ جو نبی ہوتا ہے وہ پیداؤش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعویٰ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ختم الانبیاء ﷺ تک جتنے نبی ہوئے۔ تمام کے نام مفرد

تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھے۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

4۔ سچائی کوئی ترک نہیں چھوڑتا۔ سچائی اولاد کو خروم الارث نہیں کرتا۔ جھوٹا نبی ترک کر دیتا ہے اور اولاد کو خروم الارث کرتا ہے۔

(ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت اپریل مئی 1961ء صفحہ 33، ماہنامہ "فیائے حرم" لاہور، نبوت نمبر) دسمبر 1974ء صفحہ 45 "ایمان پرور یادیں" از مولوی اللہ وسایا مطبوعہ ملتان صفحہ 36

اعلان کے اختتام پر آپ نے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔
"مرزائی جو مرزا قادیانی کے پیرو ہیں، ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور علی الصلوٰۃ والتسلیم کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے مدارج مرزا قادیانی کیلئے مانتے ہیں۔ پھر ان سے اہل سنت و جماعت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں؟ انہوں نے انکو نہیں چھوڑا بلکہ وہ خود ہم سے علیحدہ ہو کر گمراہ ہو گئے۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزائی خود سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ کے اور کی غلامی اختیار کریں۔ اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے اتفاق تو وہ خود کرتے ہیں۔ جماعت نامہ کو خود انہوں نے چھوڑا۔ مگر جب فتویٰ اہل سنت و جماعت وہ خود دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے اور چاہ ضلالت میں جا گرے ہیں۔ بے وفائی تو انہوں نے خود کی جو، راست سے پھسل گئے۔ طوق غلامی نبی آخر الزمان ﷺ نے گلے سے اتار دیا۔ اس پر طرہ یہ کہ بعض نادان دوست ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو۔ نا اتفاقی کے مرکب وہ ہیں اور شکایت الٰہی ہماری۔

گلہ ہم سے ہے بے وفائی کا
کیا طریقہ ہے آشنائی کا

(سیرت امیر ملت صفحہ 618-619، ملفوظات امیر ملت صفحہ 189 تا 191 خطبات آل اہل اسلام کانفرنس 213، 214)

انجمن خدام الصوفیہ ہند کے سیکرٹری جنرل خواجہ محمد کرم الہی ایڈووکیٹ نے 14 دسمبر 1928ء روزنامہ "سیاست" لاہور میں ایک بیان شائع کیا، جس میں تحریر کیا تھا کہ

"مرزا کی جماعت ابتداء سے حضرت قبلہ عالم روحی قدادہ (حضرت امیر ملت) اور آپ کے غلاموں کی مخالفت پر کمر بستہ رہی ہے۔ 1926ء کے سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ

موقع پر مرزا قادیانی کے چند معتقد علی پور شریف آئے۔ ان کی نیت فساد اور شرارت کی تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے مرزا کے اعتقادات اور الہامات کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ ایک مولوی صاحب نے جلسے میں مرزا کے اعتقادات کی تردید کی، ایمان کی حقیقت بیان کی اور مسئلہ ختم نبوت پر مکمل روشنی ڈالی۔ اس موقع پر حضرت قبلہ عالم امیر ملت نے ان کو فرمایا کہ "مرزا کے ایمان کو صحیح ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔" اس کے بعد سے سیالکوٹ کی مرزائی جماعت اور حضرت قبلہ عالم کے غلامان سیالکوٹ کے مابین اشتہار بازی ہوتی رہی ہے۔ اب ان کے مطالبہ پر ہم نے دس ہزار روپے امیر میل بینک سیالکوٹ میں جمع کرا کے اعلان کر دیا ہے اور دعوت دی ہے کہ مرزا کے والدین محمود، مرزا کے ایمان کو سچا ثابت کریں مگر مخالفین اس اعلان کے بعد سے خاموش ہو گئے۔ مظلوم ہوتا ہے کہ سب کو سکتہ ہو گیا ہے۔ کوئی سامنے نہ آیا چو اپنا مدعا ثابت کر سکتا اور اس کا انعام حاصل کرتا۔" (سیرت امیر ملت صفحہ 253)

موجودہ بالا تقامیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا اور اس کے حواریوں کو کبھی بھی سامنے آ کر اپنا موقف ثابت کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور ہمیشہ حق کا بول ہی بالا رہا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ کی رومرزا نیت کی خدمات کا اعتراف خود انصاف پسند مرزائیوں نے بھی کیا ہے۔ سید نبیرہ اعظم، جو ہر ملت حضرت سید اختر حسین شاہ (ف 1980ء) روایت فرماتے ہیں کہ ایک بار ریل میں ایک مرزائی سینئر سب جج میرے ہم سفر تھا اس نے باتوں باتوں میں کہا کہ "ہندوستان میں تین طاقتوں نے بیک وقت اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ کا کام شروع کیا تھا۔ (۱) انگریزوں نے عیسائیت کی (۲) مرزائے اپنے مذہب کی اور (۳) شاہ صاحب (امیر ملت) نے دین حق کی تبلیغ شروع کی۔ انگریز کے پاس بہت زیادہ دولت، طاقت اور حکومت تھی۔ مرزائے بھی چندہ جمع کر کے بڑی دولت جمع کر لی تھی اور تنخواہ دار مسلمانوں کی ایک مستقل جماعت قائم کی تھی اس کے برعکس شاہ صاحب اکیلے ہی سرگرم عمل تھے۔ آپ کے پاس کوئی سرمایہ بھی نہ تھا، آپ نے چندہ بھی نہیں جمع کیا اور مبلغین کی خدمت کو بھی ملازم نہیں رکھا مگر میں اپنے سیالکوٹ کے علاقے پر ہی غور کرتا ہوں تو نظر آتا ہے کہ بدو ملہی کا صرف ایک زمیندار سدھ صاحب عیسائی ہوا ہے اور چوہدری عثمانیہ صاحب کا ذیلدار اور میرے والد صاحب اور صرف چند گھر گھنٹیا لیاں کے مرزائی ہوئے۔ علاقے کے باقی تمام لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں، شاہ صاحب کے ہاتھ پر

بیعت ہوئے اور اپنے دین پر قائم رہے۔

حضرت جوہر ملت فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی تقریریں کرکھا کہ

”یہ اللہ کا دین ہے، جو کوئی اللہ کے بھروسے پر کام کرتا ہے اور اسباب ظاہر کا پابند

ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اسے کامیاب فرماتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فان حزب الله هم الغالبون

(المائدہ: 66)

آگاہ رہو کہ بے شک خدا کی جماعت ہی کو غلبہ حاصل ہوا کرتا ہے۔

(سیرت امیر ملت صفحہ 253)

حضرت امیر ملت قدس سرہ کی ان بے مثال مذہبی اور دینی خدمات سے متاثر ہو کر حضرت سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف 1984ء) سجادہ نشین آکوہار شریف نے یوں خراج تحسین پیش کیا کہ

”حضرت امیر ملت قبلہ عالم کی نوجوانی کے زمانے میں تمام ملک ہندوستان میں

ظلمت کا دور دورہ تھا اور اسلام کو کسی ایسی اداوار العزم ہستی کا انتظار تھا جو تاریکیوں کو مٹا کر

ایمان سے دلوں کو روشن کر دے۔ کفر والحاد کا عقاب ہر طرف فکار کی تلاش میں سرگرداں

پرواز تھا۔ اور ڈرے سب کلمہ گو گوشہ نشینی میں عافیت سمجھ رہے تھے۔ اگر ایمان کی بجلی

گمراہی کے تاریک پردوں کو چاک کرتی، تو اپنی شہرہ چمکی کی وجہ سے خلقت اس روشنی

سے فیض پانے سے محروم رہتی۔ عوام الناس عادات و اخلاق اور اعمال و افعال کے لحاظ سے

سے کفر میں ایسے رکتے ہوئے تھے کہ اسلامی شان و اقتیاز سے یکسر بیگانہ تھے۔ غیر اسلامی

رسوم و شعائر کو دین و ایمان سمجھ بیٹھے تھے اور صیغۃ اللہ کے خداوندی رنگ کا ان کو احساس

نہ رہا تھا۔ کفر و شرک کے پجاری رشد و ہدایت سے نہر داڑھا تھے۔ اور ہندوستان سے اسلام

کا نام منادینے پر کمر بستہ۔ غرض پورا برصغیر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب کو

ایچین میں اسلام کے آخری دور سے مماثل نظر آتا تھا۔

ایسے وقت میں جبکہ روشیں ویران اور آجوائیں خشک ہو چکی تھیں۔ کہ اچانک ابرو

نمودار ہوا۔ گلزار عالم میں آثار حیات ہویدا ہوئے۔ اس کا قاطر بہار آفریں مردہ زمینوں

حیات جادواں بخشے والا تھا۔ انسانیت کے پڑمردہ چہرے پر رنگ شباب نکھرنے لگا۔

خزاں کے ہزیمت خورہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سر نو خلعت برگ و بار عطا ہوا۔

وہ آفتاب عالم طلوع ہوا۔ اس نیر اعظم نے شب و روز سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے

میں مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو بینا و روشن کر دیا۔ اور ان کے ظلمت

میں پہنچ کر ان کے تاریک ترین گوشوں کو منور کر دیا۔ ان سیاہ ذروں کو تابندہ

کے بنا دیا۔ اپنی قنات عالمیت سے پڑمردہ دلوں کو گرمایا اور تازہ خون پیدا کیا۔

عیدہ احباب کو جگایا اور ہوشیار کیا۔ اور میدان عمل میں لاکھڑا کیا ان سے کام لیا۔

اور اس وقت نہ کوئی واعظ تھا نہ وعظ سننے والا، نہ جلسہ تھا نہ جلوس، نہ انجمن تھی اور نہ

مجلس صرف حضرت امیر ملت قبلہ عالم ہی سب کچھ تھے اور آپ نے ایک و تنہا احیاء دین

کا اٹھایا تھا۔“ (”سیرت امیر ملت“ صفحہ 154، 155)

مرزا ایت کے بارے میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمات جلیلہ کی چند جھلکیاں آپ نے

دیکھ لی ہیں آپ کی خدمات کا احاطہ کرنے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں۔ برصغیر میں حضرت امیر ملت ہی

کے نام سے جس نے میدان عمل میں مرزائیت کا مقابلہ کر کے اس کا ناطقہ بند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ

آج سے زیادہ دشمنی کا مظاہرہ بھی آپ کے ساتھ ہی کرتے تھے۔

دینی آپ سے اس حد تک مخالفت و مخالفت رکھتے تھے کہ انہوں نے آپ کی مخالفت کا کوئی

نہایت سے نہ جانے دیا۔ فتنہ ارتداد کے خطرناک موقع پر حضرت امیر ملت نے جو کارہائے نمایاں

کئے تھے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ مذہب مرزائیہ نے اس فتنے میں حد درجہ بے غیرتی کا

ظہار کیا اور اپنی معاندانہ کارروائیوں سے فساد کے اندر ایک اور فساد برپا کر دیا تھا۔ جو اسلامی

مذہب کو روکنے میں سرگرم عمل تھیں۔ ان سب سے بد بخت مرزائیوں کی مخالفت تھی لیکن خاص

حضرت امیر ملت کے دشمن تھے اور آپ کے ارسال کردہ مبلغین کیلئے مزاحمتوں کا سبب بنتے تھے

لعل سے وہاں بھی ہر موقع پر ان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور آپ کے مبلغین باوجود ان کی

مخالفت کے کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ (”سیرت امیر ملت“ صفحہ 254)

حضرت امیر ملت قدس سرہ تادم واپسی مرزائیت کی تردید میں ہمہ وقت مشغول رہے۔

1953ء میں ملکی سطح پر تحریک ختم نبوت چلی۔ اس تحریک میں آپ

کا کبر اور سجادہ نشین اول سراج الملت حضرت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب (ف 1961ء)

نے جوئے صاحبزادے شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب (ف 1978ء) اور

پیر سید اختر حسین شاہ صاحب (ف 1980ء) نے بھرپور کردار ادا کیا۔

1974ء میں جب ”تحریک ختم نبوت“ ساحل کامیابی سے ہمکنار ہوئی، ملک کے سب سے

ارشد فرما رہی تھی کہ۔

قادیانیوں کا جشن صد سالہ خلافت جوہلی اور ان کے شاطر خلفاء

قادیانیوں کا جھوٹا نبی مرزا غلام احمد قادیانی 26 مئی 1908ء کو لاہور میں برائے رتھ روڈ کی احمدیہ مسجد میں پیدائش پائی۔ مرزا قادیانی کے غلیظ مشن کو چلانے کے لیے چیلے چانٹوں نے قادیان کے اندر ایک جعلی خلافت کی بنیاد رکھی۔ قادیانیوں کے پہلے خلیفہ عبدالعزیز کے مرنے کے بعد خلافت کی گھڑی مرزا قادیانی کے خاندان میں مستقل طور پر منتقل ہوئی۔ مرزا مسرور احمد قادیانی کی صورت میں قائم ہے۔ 26 مئی 2008ء کے بعد قادیانی اپنی خلافت کے سو سال پورے ہونے کی خوشی میں 2008ء کا سال پورا ہونے تک ”صد سالہ جشن جوہلی“ منانا چاہتے ہیں۔ اور پوری دنیا میں یہ پراپیگنڈہ کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیت ہی صحیح اسلام ہے۔ قادیانیوں کے خلفاء نے اس سو سال میں اسلام کا بڑا بول بالا کیا ہے (نعوذ باللہ)۔

قادیانی کافی عرصہ سے ”جشن صد سالہ خلافت جوہلی“ کو منانے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔ ان کے پیٹل M.T.A پر اس حوالے سے مختلف نشریات پیش کی جا رہی ہیں تو کبھی اپنے رسائل و جرائد کی کامیابی کے لئے دعائیں بتائی جا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر قادیانیوں کے رسالے ”مسار اللہ“ ربوہ کے جنوری 2008ء کے شمارے میں ”خلافت احمدیہ صد سالہ جوہلی 2008ء“

دعائیں اور عبادات کے عنوان سے مختلف دعائیں لکھیں ہیں جن میں ایک دعائیہ بھی ہے کہ

یا افرغ علیہا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین

ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے

اول ہمارے مدد کر۔“

قادیانی چونکہ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور تمام امت مسلمہ کو کافر کہتے ہیں اس لئے یہاں ان کی

بڑے باختیار ادارے قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تو میں نے چشم تصور سے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی روح انور اس دن خوشی سے پھولے نہ ساتی تھی اور اپنی دلدادہ ارشاد فرما رہی تھی کہ۔

”میرے بیٹا میں نے زندگی بھر حق و صداقت کا ساتھ دیا ہے اور جاہل سے جاہل ملت کے سامنے کلمہ حق کہنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ لہذا تم ہر اس تحریک کو کچل دو، ہر اس ہمارے خلاف جہاد کرو اور ہر اس شخص کو کفر کر دار تک پہنچا دو جو ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا۔ جو جناب رسالت مآب ﷺ کی نبوت پر ڈاکے ڈالتا ہے۔“

میرے بچہ! تم پر حفظ ختم نبوت کا دہرا فرض ہے کیونکہ تم امت رسول ﷺ ہو اور آل رسول بھی۔ جاؤ میدان عمل میں نکل کر ہر اس ہاتھ کو قلم کر دو جو توہین رسالت کیلئے اٹھتا ہے۔ ہر اس کاٹ کر رکھ دو جو گستاخی رسول ﷺ کیلئے کھلتی ہے اور ہر اس تنظیم کو ملیا میٹ کر دو جس کا مقصد اسلام اور اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا“ نہیں ہے۔

اٹھو! کمر ہمت باندھ کر نعرہ بکسید و رسالت بلند کرنے کیلئے تن من و جان کی بازی لگا دو، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔“

حضرت امیر ملت قدس سرہ کے اس ارشاد گرامی پر عمل کرنے کیلئے تمام صاحبزادگان زندگی وقف کر رکھی ہے۔ اس وقت حضور فخر ملت حضرت پیر سید حافظ محمد افضل حسین شاہ صاحب نشین، میدان عمل میں مصروف کار ہیں اور دنیا بے اسلام کو صرف ایک ہی درس دے رہے ہیں

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجا کر دے



کافر قوم سے مراد تمام امت مسلمہ ہے۔ (نعوذ باللہ) اس دُعا کو ہر قادیانی کو روزانہ کم از کم پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ نفسیاتی طور پر ان کے دلوں میں مسلمانوں کے بارے میں نفرت پیدا ہو۔ قادیانیوں کا پانچواں خلیفہ مرزا اسرار احمد قادیانی برطانیہ کے اندر ”حدیقۃ المہدی“ کے جشن کو بہت بڑے جلسے کی صورت میں 26 مئی 2008ء کو منعقد کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔ شرکاء کی تعداد کا اندازہ ایک لاکھ سے زائد لگایا گیا ہے۔ لیکن باوثوق اطلاع کے مطابق حکومت جماعت مرزائیہ کو تحریری حکم نامہ جاری کیا ہے جس میں ”حدیقۃ المہدی“ میں ہر قسم کے اجتماع کو حکم ثانی ہے۔ ”نوٹس کے تحت جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ 2008ء میں جماعت اپنا سالانہ جلسہ ”المہدی“ میں قطعی منعقد نہیں کر سکتی مزید برآں اس اراضی پر کسی قسم کا بھی اجتماع نہیں ہو سکتا۔

مرزا اسرار احمد قادیانی سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ حدیقۃ المہدی کے علاقے کے پاس طرح رام کر سکے اور مقامی انتظامیہ کو یقین دلانے میں کامیاب ہو جائے کہ جماعت کے کسی سے آئندہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور وہ ہر وعدہ کرنے کو تیار ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اگر اسے صرف ایک بار ہی یعنی 2008ء کے اجتماعات منعقد کر لینے دیئے جائیں تاکہ وہ عداوت اور سے بچ جائے۔ مگر جس کے مقدر میں قدرت ذلت اور رسوائی لکھ دے اُسے کون بدل سکتا ہے اطلاع کے مطابق جماعت نے ساتھ ہی ساتھ نئی جگہ کی تلاش بھی شروع کر دی ہے۔ یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں اور اُن کے کیا مفادات ہیں جو اس طرح کی جنگیں بغیر سوچے سمجھے لہجے میں اجازت کے خریدنے کا مشورہ دیتے ہیں؟ کیا مسرور کے گرد ایسے لوگوں کا دائرہ وسیع ہے جو ہمارے مفادات کو اپنے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں؟

اب صد سالہ خلافت جو ملی کے پروگرام کہاں اور کیسے ہوں گے؟ کیا وہ پروگرام اب کسی جگہ پر ہونگے یا ہونگے ہی نہیں؟ کیا اب حدیقۃ المہدی ایک ذاتی جائیداد ہوگی یا اسے فروخت کر دیا جائے گا یا اس میں بھیڑ بکریوں کی فارمنگ ہوگی؟ قادیانیوں اتم اس ممانعت کو اپنی کس کوتاہی، جہالت اور تعصب سے دو گئے؟

امریکہ میں بھی قادیانی جماعت، ریاست میری لینڈ میں ایک جگہ جس کا رقبہ تقریباً 224 مربع میل قریب ہے کو خریدنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر اُس علاقے (Walkersville) کے لوگوں کی کوشش کر رہے ہیں کہ جماعت وہ جگہ خرید نہ سکے کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ قادیانیوں کے اجتماعات سے اُن کے سکون اور معمولات زندگی میں پھل پیدا ہوگی۔

قادیانیوں کے خلفاء کے شرمناک کردار کی چند جھلکیاں:

انجوائیاں سوچنے کی بات ہے کہ مرزا فیلی آخر کیوں اتنی بڑی بڑی جائیدادیں خرید رہی ہے؟ اور تو ایمان ہے کہ قادیانیت نے ہی پوری دنیا میں چھا جانا ہے، قادیانیت کی ہی دنیا پر حکومت ہے (نعوذ باللہ)۔ تو پھر ان زمین کے بڑے بڑے قطعوں کو خریدنے کا کیا جواز ہے۔ مرزا فیلی

قبل مرزا اسرار احمد قادیانی کا خطبہ جمعہ سنا جس میں مایوسی اور دکھ کی جھلک نمایاں تھی۔ جلسے اور آواز سے اس بات کا واضح ثبوت مل رہا تھا کہ وہ مرزا خاندان کے اقتدار کے لئے تمام لے کر بھیک مانگ رہا ہے۔ اُس کے الفاظ سے قادیانیوں کے خلافت یا مرزا فیلی کے جو شکوک اور سوالات ذہنوں میں پیدا ہو رہے ہیں اُن کی جھلک صاف محسوس ہو رہی تھی اور وہ 19۷۹ء سے دے کر قادیانیوں سے یہ وعدہ لیتا چاہ رہا تھا کہ وہ مرزا فیلی کے اقتدار کو دوام بخشیں۔ یہ انجوائیاں جس جگہ لگائی گئی ہیں اور مرزا زوں (قادیانی عبادت گاہوں) کے نام پر خریدنا بھی ایک سادہ لوح اور عقل کے اندھے قادیانیوں کو یہ خاندان دے رہا ہے، دراصل یہ مرزا خاندان کی امراء میں شامل ہونا چاہتے ہیں جن کو دنیا رب پتی کہتی ہے۔

قادیانیوں کی ایسی مت ماری گئی ہے کہ مرزا قادیانی سے لے کر ان کے پانچویں خلیفہ مرزا تک سب کا بھیا تک کردار ان کے سامنے ہونے کے باوجود یہ قادیانی خلافت کا صد سالہ جشن مناتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ قادیانی رائل فیملی اور قادیانی خلفاء ان کی بیٹیوں، بیٹیوں اور ماؤں کے گھر بیاں کرتے رہے، انہیں خود ساختہ قوانین کی چکیوں میں پستے رہے، ان گنت چندوں کی رقمیں چھلنی کرتے رہے، ان پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے جاتے رہے۔ ایک ہی حرکت پر ہانڈو حلال اور ان کے لئے ناجائز و حرام قرار دیتے رہے۔ ذرا سی اغرض پر جماعت سے نکالے گئے کی دھمکیاں دیتے رہے۔ لیکن پھر بھی یہ بے حس طبقہ اپنی زبان کھولنا گناہ عظیم سمجھتا ہے۔

قادیانیوں کا تصور خلافت:

قادیانیوں کا مرزا خاندان اور قادیانی خلفاء کے بارے میں اُن کی ہر طرح کی خباثتیں دیکھنے اور جاننے کے باوجود بھی اعتراض نہ کرنے اور ”صد سالہ جشن خلافت جو ملی“ منانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ انہیں خلافت کے شاطر خلفاء نے ان کے دماغوں میں یہ بات ڈالی ہوئی ہے کہ ”خلیفہ خدا بناتا ہے“۔ خلیفہ کی کسی بھی حرکت، قول و فعل پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ قادیانیوں کے پہلے

خلیفہ حکیم نور الدین نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا۔

”دیکھو! میں خلیفہ مسیح ہوں۔ اور خدا نے مجھے بنایا ہے۔ میری کوئی خواہش اور آرزو نہیں۔ اور کبھی نہ تھی۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ ردا پہنا دی ہے میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں۔ جو تاراج و تباہی کا موجب ہوں۔۔۔“ (بدر 25 جنوری 1916ء)

اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا۔ کیا اس میں تمہارا کچھ بس چلتا ہے اور نہ کسی اور کا۔ اس لئے کہ ادب دیکھو۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے پابدارت راہ ہے۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو، داؤد کو۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنا دیا ہے تو خدا نے بنایا ہے۔ اور اپنے مصالح سے بنایا۔ ہاں تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہہ رہا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔ مجھے یہ لفظ ہی دکھ دیتا ہے۔ جو کسی نے کہا کہ پارلیمنٹ کا زمانہ ہے۔ دستوری حکومت ہے۔ ایران اور پرنگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ترکی میں پارلیمنٹ مل گیا۔ میں کہتا ہوں وہ بھی تو بہ کر لے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔ ترکی کو پارلیمنٹ کے بعد کیا غنیمت آئی ہے؟ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔۔۔ میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اللہ ہی خلیفہ بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ آدم کو خلیفہ بنایا۔ تو کہا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ فرشتے اس پر اعتراض کر کے کیا فائدہ اٹھا سکے۔ تم قرآن میں پڑھو۔ جب فرشتوں کی یہ حالت ہے۔ اور انہیں بھی سب حائل لا علم لنا کہنا پڑا۔ تو تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو اپنا منہ دکھ لو۔۔۔ پس میری سنو اور خدا کے لئے سنو! اس کی بات ہے جو میں سناتا ہوں۔ میری نہیں۔۔۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔“

(قادیانی اخبار بدر یکم فروری 1913ء۔ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ مئی 2008ء)

آپ اندازہ کیجئے! کہ کس طرح قادیانیوں کی بدین و اشک کی جاتی ہے ان کے دل و دماغ کو اپنی مٹھی میں لیا جاتا ہے۔ خلیفہ قادیان حکیم نور الدین مرتد کس بے باکی اور بے شرمی سے اپنی خلاف حضرت آدم نبی اللہ علیہ السلام کی نبوت و خلافت سے ملارہا ہے۔ اور اپنی ذات پر اعتراض کرنے والے قادیانیوں کو کتنی سختی سے روک رہا ہے۔ اور یہ تاثر دے رہا ہے کہ میں جو کچھ بھی کہتا یا کرتا ہوں وہ

خدا کی طرف سے ہے لہذا مجھ پر اعتراض خدا پر اعتراض ہے۔

بے شرم بھی دیکھے اس جہاں میں بہت

سب پر سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

یہ بھی یاد رہے کہ قادیانی اپنے عیاش اور بدکار خلفاء کو خلفاء راشدین کہتے ہیں۔ اس لئے اپنے خلیفہ نور الدین مرتد کو یہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اور قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنی کتاب ”سیرت المہدی“ میں لکھتا ہے۔

”مبارک سار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب (مرزا قادیانی) آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے۔ دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ کہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوہا رہ گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابو بکر ہوں اور دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے خواب سنایا تو حضرت صاحب نے فرمایا یہ خواب اپنی اماں کو نہ سنانا۔ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔“

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 37)

قارینا افضل البشر بعد از انبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنے خطبہ خلافت میں یہ ارشاد فرمایا۔

”اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری مدد کیجئے۔ اور اگر غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کیجئے۔“

اور یہ جھوٹے مدعی نبوت، قادیان کی نالی کے کیڑے مرزا قادیانی کا بدکار مرتد خلیفہ جو خود کو صدیق کہتا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ مرزائی ذریت کو یہ سبق دے رہا ہے کہ میں جو چاہے مرضی کروں تم پر اعتراض بالکل نہیں کرتا۔

لیکن کچھ عرصہ سے اکثر قادیانیوں میں اس شعور کی فضا قائم ہو رہی ہے کہ وہ اپنے مامور من اللہ کے احکامات و سنکات کا دل ہی دل میں تنقیدی جائزہ لے رہے ہیں اور ہدایت بھی ایسے لوگوں سے نہیں لے سکتے۔ کچھ عرصہ قبل چوکی ضلع قصور کے ایک قادیانی سیف الحق کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ اللہ سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ سیف الحق صاحب اپنے قبول اسلام کی وجہ بیان فرماتے

ہوئے قادیانی خلیفہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

”قادیانی جماعت کے خلیفہ کی سب سے بڑی پرابلم یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہاں محسوس نہیں کرتا۔ اس جماعت کے پاس سب سے بڑا ہتھیار جو ایٹم بم سے بھی خطرناک ہے۔ وہ ہے جواب دہی سے بریت۔ ہر طبقہ کے احتساب کے لئے ایک خطرہ ہوں جو نام نہاد اولی الامر بنے بیٹھے ہیں۔ اور مخلوق خدا کو منکیرین کی طرح تشدد کا نشانہ بنارہے ہیں اور احبار اور راہبوں کی طرح مخلوق خدا کے اموال کو منہمک ہیں اور جو لوگ ان کی نام نہاد سچائی کو لکھارتے ہیں انہیں وہ اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔“

(قادیانیت سے اسلام تک)

اسی طرح ایک اور نو مسلم سابق قادیانی مرزا محمد سلیم اختر صاحب جو کہ پہلے قادیانی سرگرم مبلغ تھے اور 1974ء میں قادیانیوں کی طرف سے جو وفد پاکستان نیشنل اسمبلی میں قادیانیت کے ممبر بھی تھے آپ قادیانی خلیفہ کے کردار کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”جس طرح بیگار کمپ میں کسی نوگر فٹار کو بے دست و پا کر دیا جاتا ہے اسی طرح احمدیہ (ربوہ) چناب نگر میں بھی ہوتا ہے۔ طلباء کو بعض امتحانات کے لئے خلیفہ صاحب سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ اور خلیفہ صاحب کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کوئی طالب علم پڑھ لکھ کر کارآمد وجود نہ بن جائے۔ اس لئے وہ اس راہ میں سد سکندری بن کر حائل جاتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بعض طلباء نے خفیہ طور پر بعض امتحانات دیے تو ان سے باز پرس کی گئی۔ گویا علم حاصل کرنا بھی ایک جرم ہے۔ خلیفہ صاحب کا اصل مقصد ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف ہماری دہلیز پر ہی جہیز سانی کرتے رہیں اور اپنی معیشت استوار کے معاشرہ میں باوقار زندگی گزارنے کے قابل نہ ہو سکیں۔“

یہی وجہ ہے کہ جب کسی مبلغ کو خلیفہ صاحب کی طرف سے سزا ملتی ہے تو اسے معافی مانگنی کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جو علم کلام اس نے پڑھا ہوتا ہے۔ مارکیٹ میں اس کی کوئی قدر ہوتی۔ وفات صحیح ثابت کرنے پر ایک قادیانی جماعت ہی ہے جو ڈیڑھ سو روپیہ دیتی ہے۔ لوگوں کو اس مسئلے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اسے خود بھی اچھی طرح یہ احساس ہوتا ہے کہ عمر کا یہاں یہاں تباہ کر چکا ہوں۔ اب جاؤں کہاں؟ اپنے معاشرہ سے مصابرت و مناکحت کے رشتے ہی توڑ چکا ہوتا ہے اور ان کی تکلیف واذیت پر استہزا کرنا اس کا معمول بن چکا ہوتا ہے۔ ایک

معاشرہ کے افراد کو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور ان کے پیچھے نماز اور جنازہ تک حرام۔ ان کے ساتھ تعلق رکھنا، وہ کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟ ناچار سب صحنائے ہونے پر بندے یا صحن واپس آنے کا سوچتا ہے اور جب یہ ”محبوب ہزار شیوہ“ بھی اسے منہ نہیں لگاتا تو اسے من گھڑتے نظر آتے ہیں۔ ناچار وہ خلافت کی چوکت پر سر ڈال دیتا ہے اور اس کا یہ معافی مانگنا کلمہ کا معجزہ بن جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی روحانیت کے زور پر اس بے کس کے کس بل نکال دیا۔ ان مبلغین کو عمر بھر نان جویں کا محتاج رکھا جاتا ہے تاکہ یہ کہیں بھاگ نہ جائیں اور ان کی بے وقافتہ اٹھا کر ان کو سڑیوں سے تشبیہ دی جاتی ہے اور ایسا اس لئے کیا جاتا ہے کہ کسی طرف سے ان کا بل ہی نہیں ہوتے اور اگر خلیفہ صاحب انہیں آزاد بھی کر دیں تو وہ خلافت کی ڈگڈگی بجائے

بھگتے ہوئے پھرتے ہیں آجاتے ہیں۔

یہ لوگ دین دار ہوتے تو دین کی خاطر زندگی وقف کرنے والے ان میں سب سے زیادہ معزز۔ مگر خلیفہ صاحب ان کو مزید رسوا کرنے کے لئے انھیں ایسے امیروں کی نگرانی میں دے دیتے ہیں جو خلیفہ کی تعلی کو چلی سمجھ کر اس پر واہ واہ کے ڈونگرے برسانے کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ جس کی زندگی ایک مستقل عذاب بن جاتی ہے اور وہ ہر وقت ایک دوزخ میں پڑے رہتے ہیں۔ خلیفہ صاحب ایک واقعہ زندگی کی وقعت ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں۔ ہاں جو انھیں سینکڑوں ہزاروں روپے پیش کرے، خواہ رشوت لے کر ہی دے، وہ قلعین کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

خلیفہ صاحب نے ”امور عامہ“ اور ”کار خاص“ دو شعبے قائم کئے ہوئے ہیں۔ جو ہر صبح و مساءً ”بد اعمالیوں“ کی رپورٹ انھیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ وہ نازی گشتا پو ہے، جس کی ہر وقت لرزہ بر اندام رہتا ہے کہ ابھی میری رپورٹ ہوئی اور میں ”ثریا سے تخت الٹری“ میں اپنی خاوند کے خلاف اور بچے باپ کے خلاف رپورٹیں کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ خلیفہ صاحب کے سامنے مامون رہیں۔ خلیفہ کے اس گشتا پو نے تمام لوگوں کا ذہنی اور قلبی سکون برباد کر کے رکھ دیا۔ گشتا پو کے پاس ایک فنڈ ہوتا ہے جسے ربوہ کی دفتری زبان میں غ۔م۔اجی۔ایم یعنی غیر معمولی کہا جاتا ہے۔ اس میں سے لاکھوں روپے سیاسی و غیر سیاسی مخصوص ”مقاصد“ کے حصول کے لئے خرچ ہوتے جاتے ہیں۔ اس فنڈ کو کوئی آڈیٹر چیک نہیں کر سکتا۔ ہزار ہا روپیہ گورنمنٹ کے دفاتر میں کام والوں کو بطور ”نذرانہ“ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ اگر ان کے خلاف گورنمنٹ کوئی کارروائی کر رہی ہو، اس میں مداخلت کر دیں۔

اس تعلق میں ایک واقعہ سماعت فرمائیے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ربوہ میں سی۔آئی۔ڈی کا ایک

آدمی متعین تھا۔ اس نے ربوہ والوں کے خلاف گورنمنٹ کو کوئی رپورٹ بھجوائی۔ چند دنوں بعد تھانیدار عبدالعزیز بھائیڑی نے اپنے دفتر میں اسے چائے پر مدعو کیا اور اس کی اصل رپورٹ پیش کر کے کہا کہ یہ رپورٹ آپ نے گورنمنٹ کو ارسال کی تھی۔ وہ ملازم آدمی تھا۔ ان سے ایسا خوف (دور) آئندہ اس نے ان کے خلاف رپورٹ بھجوانا ہی ترک کر دیا۔ اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا جانے والا چندہ کن ”کارہائے خیر“ میں صرف کیا جاتا ہے۔

صمدانی ٹریبونل میں چودھری امیر الدین نامی ایک قادیانی نے پیش ہو کر کہا کہ خلیفہ ہمارے فتنہ زخورد برد کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے وکیل اعجاز حسین ٹالوی نے اس سے سوال کیا کہ پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ خلیفہ صاحب آپ کے فتنہ زخورد برد کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس غرض کے لئے چندہ دیا جائے۔ وہ اسی جگہ پر خرچ ہونا چاہئے۔ مگر خلیفہ صاحب نے اس چندہ میں ہزاروں روپیہ آپ کو دے دی ہے۔ کیا ہم نے آپ کو فیس دینے کے لئے چندہ دیا تھا۔ یہ خورد برد نہیں تو اور کیا ہے۔ صاحب ایسے چپ ہوئے کہ پھر بول نہ سکے۔

نا گفتنی، گفتنی:

مجھے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میاں محمود صاحب کے صاحبزادے نے، جو آج کل ”شعائر اللہ“ میں سے ہیں، ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا، جس پر شرعی واجب ہوتی ہے۔ اس نے خود تحریری طور پر اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا اور اس کی رپورٹ ایک احمدیت نے اپنے رہبر کس کے ساتھ خلیفہ صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ رپورٹ کنندہ کو صاحب نے ایسی جھاڑ پلائی کہ اس کی آئندہ نسلیں بھی تو یہ کراٹھیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ چونکہ یہ میرے بیٹے کا ہے۔ اس لیے میں اسے محکمہ قضا کے سپرد کرتا ہوں۔ محکمہ قضا والے ”خالد احمدیت“ درگت بنتے دیکھ چکے تھے۔ پھر وہ خلیفہ صاحب کے ملازم بھی تھے۔ خلیفہ صاحب کے ایک اشارے پر ان کی قضا آجانی تھی۔ انھوں نے ہمارے بعض اساتذہ کو محکمہ قضا میں بلوایا کہ وہ اس معاملہ کی شہادت دیں۔ کس کی جرات تھی کہ شہادت دیتا اور محکمہ قضا کی کیا طاقت تھی کہ خلیفہ صاحب کے صاحبزادے خلاف فیصلہ کرتا۔ لہذا یہ معاملہ یونہی رفع دفع کر دیا گیا اور اس کا کچھ بھی فیصلہ نہ ہوا اور صاحبزادہ صاحب اس ”کار خیر“ کے بعد اپنے ”حضور“ ہی کی کار میں فرمائے بھرنے لگے۔

ہم یہ کچھ تھے کہ غالب کے اڑیں گے پرزے دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پر تماشا نہ ہوا (قادیانیت سے اسلام تک)

قادیانی خلفاء کی مزید بد اعمالیاں اور بھیانک کردار:

یہاں قادیانی خلفاء کے مزید بھیانک کردار اور ان کی بد اعمالیاں پیش کر کے سادہ لوح قادیانیوں کی دعوت نکر دینا چاہتا ہوں کہ وہ غشی تک دو پیسہ اور وقت قادیانی خلافت کے صد سالہ جشن منا رہے ہیں وہ اس سے کسی قدر کم محنت یہ سوچنے پر وقت کر دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جسے قادیانی اور رسول مانتے ہیں اور اس کے پانچوں خلیفہ نہیں وہ خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔ انھوں نے مرزا قادیانیوں پر کیا کیا ستم کئے، اُن کا بھیانک کردار کیا تھا اور ان کا عبرتناک انجام کیا ہوا تو ان سے دور نہیں۔

حق پہ رو ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ بن
گر تجھے ایمان پیارا ہے تو مرزائی نہ بن

قادیانی خلیفہ اول حکیم نور الدین مرتد:

صاحب محمد متین خالد صاحب لکھتے ہیں۔

20 مئی 1908ء کو مرزا قادیانی کے عبرتناک موت مرنے کے بعد حکیم نور الدین قادیانیوں کا قادیانہ اور چھ سال تک خلافت کی گدی پر بیٹھ کر اپنی آمریت کا سکہ چلاتا رہا۔ اور قادیانیوں کو بے شمار ہمارے اس نے قادیانیوں کو شروع سے ہی یہ تاثر دے دیا تھا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ سالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ 234 نمبر 6 جلد 14 پر حکیم نور الدین کا یہ بیان لکھا ہے کہ:

”میں (نور الدین) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ سواب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی روا کو مجھ سے چھین لے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور علاج سے چاہا مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا۔ ہزار نا انصافیاں مجھے پر تھوپیں۔ مجھ پر نہیں خدا پر تجس می۔ جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔“ (نعوذ باللہ)

حکیم نور الدین مرتد برطانوی انٹیلی جنس کا کارندہ تھا اور سیاسی جوڑ توڑ کے باعث کشمیر سے تھا۔ اس نے مرزا قادیانی کی سیاسی پالیسی کو آگے بڑھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے ہاتھ کو پھیلانے میں دن رات ایک کر دیا۔ یہ بھی مرزا قادیانی مردود کی طرح عیاش طبع اور رنگین

مزاج تھا۔ اس نے جنسی مروجہ مستی کے علاوہ تین شادیاں کیں۔ مرزا قادیانی کی بیوی نصرت سے اس کے ناجائز مراسم تھے۔ مرزا قادیانی خود تو نامردی کے گھوڑے پر سوار تھا جس کا اعتدال حکیم نور الدین کے نام اپنے کئی خطوط میں کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے علاوہ صرف حکیم نور مرزے کی بیوی کو ہمیشہ بیوی صلیبہ کہہ کر بلاتا، جبکہ مرزے کے دوسرے سارے مرید اسے اس کے کہہ کر یاد کرتے۔ نصرت جہاں بیگم نے اپنی شوخ و شنگ اداؤں کے تیروں سے حکیم نور الدین رکھا تھا۔ ایک دفعہ حکیم نور الدین نے جون 1912ء کو احمدیہ بلڈنگ لاہور میں اپنی تقریر میں کہا "میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں کہ نصرت جہاں بیگم کے منہ سے بیسیوں مرتدوں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔"

(سوانح فضل عمر از مرزا طاہر احمد قادیانی ص 19)

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی کی نصرت جہاں بیگم سے جتنی بھی اولاد حقیقت حکیم نور الدین کی اولاد ہے اس پر اور بہت سے دلائل دیے جاسکتے ہیں لیکن اگر آپ مرزا قادیانی کی تصویر کے ساتھ اس کے نام نہاد بیٹوں کی تصاویر سامنے رکھ لیں تو ان کی شکلیں بالکل نہیں ملیں گی۔ لیکن جیسے ہی آپ مرزا قادیانی کی تصویر اٹھا کر اس کی جگہ حکیم نور الدین کی دیں تو ہر دیکھنے والا یہی کہے گا کہ یہ باپ بیٹے ہیں۔

18 نومبر 1910ء کو حکیم نور الدین گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا کہ گھوڑے نے پیچھے سے پٹخا دیا جس سے دائیں ٹانگ ٹوٹ گئی۔ زخم ٹھیک نہ ہوا اور بکڑ کر کنکریں میں تبدیل ہو گیا۔ اس کی دماغی قوتیں شدت سے متاثر ہوئیں اور وحشی تو اڑن بری طرح بگڑنے لگا۔ وہ خالی خالی سے خلاء میں ٹھکتا رہتا۔ ایک عرصے تک اس سے خلاف عقل اور توہم پرستانہ حرکات صادر رہیں۔ قوت گویائی ختم ہو گئی۔ اسی حالت میں اس کی بیوی اپنے کسی یار کے ساتھ فرار ہو گئی۔ جہاں بشیر الدین نے خلافت کی گدی سے ہٹانے کے لئے قتل کرا دیا۔ اور اسی قاتل نے خلافت حاصل کے لئے اس کی بیٹی سے شادی رچائی۔

مرزا بشیر الدین نے خلافت کے لئے اپنا راستہ مزید ہموار کرنے کے لئے حکیم نور الدین بیٹوں کو دھکے دے کر جماعت سے نکال دیا۔

آخر میں چہرہ بالکل مسخ ہو گیا۔ فاج کشا شدید دورہ پڑا جس سے سارا جسم مفلوج ہو گیا اور نبوت انتہائی ذلت آمیز اور عبرتناک موت مر کر جہنم سدھا رہ گیا۔

قادیانی اخبار روزنامہ الفضل نے حکیم نور الدین کی ذلت و رسوائی کی موت اور انجام کو

ہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ احمد کا مصداق یقین کرنا، اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی بات کا اشارہ تک نہ کرنا۔۔۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے لڑھکیا کی طرح ڈنچی ہونا، آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا، نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے فرزند کو اپنی کاغذوں میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا یہ اچانک کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔

(الفضل قادیانی شمارہ نمبر 19، جلد نمبر 9، مورخہ 23 فروری 1922ء)

مرزا بشیر الدین محمود:

مرزا اور بہن کے مقدس رشتوں کی تیز سے عاری قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین قادیانی عمر فاروق (علیہ السلام) مانتے ہیں۔ (نور اللہ) 12 جنوری 1889ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ اس کے وقت سب سے پہلے اس کے بہرہ پر آئے یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ یہ ایک فتنہ ہے۔ اس کا بچپن آوارگی، شرارتوں، ایذا رسانہوں اور بے لگام گھسیا خواہشات کی تکمیل میں گزرا۔ لے کر دوستوں کے ساتھ طوطوں کا شکار کرتا اور ان کا گوشت کھاتا۔ شیخ یعقوب علی عرفانی نے لکھا ہے کہ "دفعہ مرزا محمود طوطے اور چڑیاں پکڑ کر ان کے گلے مروڑ رہا تھا تو مرزا قادیانی نے دیکھ لیا اور کہا کہ تم نہیں اس میں ایمان نہیں"۔ حالانکہ مرزا بشیر احمد ایم اے کے مطابق مرزا قادیانی خود بڑی سیرکنڈے کے ساتھ چڑیوں کے گلے کاٹتا (یعنی جس طرح سکھ مذہب کے لوگ چانوروں کا گوشت کھاتے ہیں) اور پھر ان کا گوشت پکا کر بڑے شوق سے کھاتا۔ مرزا محمود رات دیر تک قادیان کے بازاروں کے ساتھ پھرتا رہتا اور گھر نہ آتا۔ قادیان کے گندے تالاب میں نہاتا اور برسات کے موسم میں لوگوں پر پانی پھینکتا اور خوش ہوتا۔ کھیلوں میں اسے بیروڈ بے باکی ذرا بے حد پسند تھا۔

مرزا محمود کی عمر 12 سال تھی اور اسے اپنے اس مستعجل کی کوئی خبر نہ تھی جو اس کی زیرک اور اہل اس کے لئے محفوظ کرنے کی کوششیں کر رہی تھی۔ حکیم نور الدین کی موت (جس کا وہ اور اس کا دوست سے انتظار کر رہا تھا) کے بعد بے صبری، بے اطمینانی اور افتراق کی جو بے گاری پھیل چھ گئی (1908ء تا 1914ء) سے آہستہ آہستہ لگ رہی تھی، بھڑک کر شعلہ بن گئی۔ میرزا ناصر نواب

میر اسحاق اور انصار اللہ کے گروپ نے طاقت، غنڈہ گردی کے مظاہرے کے بعد مرزا محمود کو بطور خلیفہ تخت نشین کر دیا۔ ایسی بد نظمی کی مثال پہلے قادیانی تحریک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ عام عمر میں ایک سازش کے تحت قادیانیوں کا خلیفہ بنا۔ شروع شروع میں اس نے ذرہ تا ذرہ اس کے بعد جلد ہی اس نے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے باپ اور ماں کا ”ہونہار فرزند“ ہے۔ اوصاف اور خصائل ورثے میں ملے جو اخلاق باطنی نصرت جہاں بیگم کا سرمایہ افتخار تھے۔ وہ اور بے لگام نفسانی خواہشات کا غلام تھا۔ لجنہ کی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں ایک ایک کر کے و بدکار خلیفہ کی شیطانی ہوس کے گھاٹ اترتی رہیں۔ ان کے قریبی رشتہ دار یہ سب کچھ دیکھتے اور آنکھیں اور کان بند کر لیتے۔ شاید وہ اپنی حقیقت کے ہاتھوں مجبور تھے۔ دوسری طرف نصرت بھی سب کچھ جانتی تھی اور یہ بھی جانتی تھی کہ اگر میں وعظ و نصیحت پر اترتی تو ممکن ہے وہ مجھے بھی اور سب کچھ سنا دے جواب تک پوشیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روک ٹوک کے بجائے اس نے مکمل حوصلہ افزائی کی اور خود بھی اس کی شیطانی سرگرمیوں کی بھرپور معاون اور شریک کار بن گئی۔

رات کی بات الہی توبہ

آپ سنئے گا تو شرمائے گا

معروف سکالر جناب بشیر احمد اپنی کتاب ”تحریک احمدیہ“ میں لکھتے ہیں۔

”احمدیہ تحریک کی تاریخ کا یہ ایک سیاہ باب ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا محمود کے غنڈہ نے ان تمام سچی اور باخبر آوازوں کو خاموش کر دیتے تھے جنہوں نے ان کی غلطی پر تنقید کرنے کی جرأت کی۔ پھر بھی ان کے کئی پیروکاروں نے ان پر زنا کاری کے الزامات عائد کئے۔ شیخ عبدالرحمان مصری کو جو کہ ان کا اعلیٰ درجے کا مرید اور مدرسہ احمدیہ قادیان کا مہتمم تھا، کو حالات نے مجبور کر دیا کہ اس نے مرزا محمود کو تین خطوط لکھے کہ وہ اپنا کردار کی وضاحت کریں اور اپنے سابقہ کرتوتوں پر معافی مانگیں۔ مگر نہ مصری صاحب کے پاس کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ وہ احمدیہ جماعت کے قائم کردہ کمیشن کے سامنے سارا معاملہ تحقیقات کے لئے رکھیں مگر خلیفہ محمود احمد نے یہ تنبیہ نظر انداز کر دی اور اپنی غلط حرکتوں پر اڑے رہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شیخ عبدالرحمان اور ان کے چند دوستوں پر جو کہ ان کی اعانت کرتے تھے۔ مظالم کرنے شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ کچھ پرتو قاتل اور حملے بھی کیے۔ مقاطعوں، حملوں، عورتوں کی بے حرمتی، گھروں کے جلانے کی ہولناکیاں روکنے کھڑے کر دینے والی کہانیاں قادیانیت کو اس کے اصلی رنگ میں پیش کرتی ہیں۔

(تحریک احمدیت از جناب بشیر احمد صاحب، ترجمہ جناب احمد علی ظفر صاحب) کے علاوہ مرزا محمود نے محفوظ الحق علی اور اس کے تمام ساتھیوں کو قادیان بدر کیا۔ مولانا پہلے پر قاتلانہ حملہ اور اس کی بلڈنگ کو نذر آتش کر دیا۔ حاجی محمد حسین، حکیم عبدالعزیز اور محمد علی مراد حیات تنگ کر کے انہیں قادیان سے دھکے دے کر نکال دیا۔ آنجنابی مرزا قادیانی کے مہتمم محمد علی لاہور کی بیوی پر جاسوسی کا الزام لگایا۔ حکیم نور الدین کے بیٹے عبداللہ ان عمر کی بیوی کی جگہ چوہے مار گولیاں سپلائی کی گئیں۔ لاہور جماعت کو ”دزرخ کی چلتی پھرتی آگ“ ”دنیا کا نام“ اور ”سند اس میں پڑے ہوئے چھلکے“ کا خطاب دیا۔

جناب بشیر احمد صاحب اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تحریک احمدیہ“ میں لکھتے ہیں۔

احمدیہ جماعت پر مرزا محمود کو پچاس سال تک مکمل کنٹرول حاصل رہا۔ وہ ایک مسلمہ اور اعلیٰ آلہ کار، یہودی چاکر اور تاج برطانیہ کے نہایت وفادار خادم تھے۔ تاہم انہوں نے احمدیوں کو ایک مضبوط جماعت کے طور پر منظم کیا اور غیر ملکی قوتوں کے ساتھ تعاون کی صورت ملکی کی وجہ سے انہوں نے دولت کے انبار حاصل کر لئے۔ انہوں نے اپنے کنبے کو اپنا چڑھایا۔ زرعی جاگیریں حاصل کیں اور ان میں سرمایہ کاری کی۔ تجارتی اور صنعتی کارخانوں کے وسیع پیمانے پر حصص خریدے۔ انہوں نے اپنے ذاتی کاروبار کو وسعت دی۔ ان کے ذاتی صنعتی یونٹوں احمدیہ سٹور، گلوب ٹریڈنگ کمپنی، گیٹ فیکٹری، سٹار ہوسٹری، صنعت، ہمالیہ گلاس فیکٹری، ویدک یونانی دوا خانہ، سندھ و بنگالی ٹیکسٹائل آئل اور لائیو کمپنی ہیں۔ انہوں نے بے تحاشہ دولت اکٹھی کر لی۔ آپ نے برطانوی نوآبادیات میں اور ملکی و جاسوسی جال کے ذریعے اپنے غیر ملکی آقاؤں کی ہر پکار پر لبیک کہا، وہ ایک بار بے کے عیار سیاستدان، ایک بددیانت سودے باز اور اپنے وقتوں کے عظیم موقع

پرست انسان تھے۔ وہ اپنے مخالفین کو دبانے اور اپنے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کو کچلنے کا بخوبی جانتے تھے۔ ہر ہائی کس میں طور پر ”راہپوٹین“ تھے اور قادیان کے ”شیانجل“ ”پیا جان“ تھے۔

انہیں اپنی سادہ لوح جماعت پر اتنا اختیار حاصل تھا کہ ان کی تمام تر کوتاہیوں پر وہ بیک آواز دیتے کہ ”خلیفہ معصوم عن الخطاء ہے۔“ وہ ہر ایک خطاء سے مبرا اور خدا کے برگزیدہ قلم سمجھے جاتے تھے۔ اسلام کے سیاسی ڈھانچے میں ناقابل مرست دراز ڈالنے اور مرزا احمد کی جھوٹی نبوت پر لوگوں کو پکا کرنے کا ”سہرا“ ان کے سر ہے۔

بدکردار سیاہ کار اور فحش و فجور کی دلدل میں گردن تک ڈوبا ہوا یہ ابلیسی صفات رکھنے والا عورت یا مرد کے ساتھ چاہتا، ہم بستری کرتا کیونکہ اس کی جنسی خواہش، مگر اسی کا کوئی ایک خاص رکھتی تھی بلکہ ہمہ گیر تھی۔ اس کی سب سے بڑی کمزوری اس کی عیش پسندی تھی۔ وہ اس حد تک اس کے دوست مبلغین جماعت، رشتہ دار اور جاننے والے ابھی اس سے اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے تھے۔ وہ بچپن ہی سے لہو و لب کا عادی ہو گیا تھا اور اس کی شکار عورتوں کی تعداد کا اندازہ لگانا اس نے اتنی عورتوں اور ایسی عورتوں سے تعلقات رکھے کہ لوگ بھی حیران رہ گئے۔ اس فہرست لڑکیوں سے لے کر اچھڑ عمر کی عورتیں تک شامل ہیں۔ وہ اخلاقی قدروں کا سرے سے قائل ہی نہ تھی۔ عورت اس کے نزدیک عورت تھی۔ اسے قطعی غرض نہ ہوتی تھی کہ وہ کسی کی بیوی، بہن، بیٹی اور دوستوں کی بیویوں سے کھلے بندوں عشق کے بیچ لڑاتا، حتیٰ کہ اس کے اپنے منگے بھائی بشیر احمد کی بیوی سرور سلطان سے بھی ناجائز تعلقات تھے۔ اس گھناؤنے کھیل میں اس نے بہت سارے لوگوں کی بھی دشمنی مول لے لی، جن کی دوستی کی اسے اشد ضرورت تھی۔ جنسی ہوس کے کیا حماقت کی حد تک اندھا ہوا جاتا تھا۔

مرزا محمود کی بدکاریوں کے بارے میں عبدالرحمن مصری قادیانی، مستری عبدالکریم قادیانی، عبدالعزیز قادیانی، محمد علی ایم اے لاہوری جماعت، عمر الدین شملوی، راحت ملک، مسماۃ سلطان وغیرہ شمار مرزا کی لڑکیوں، لڑکیوں اور مردوں و عورتوں نے جو حلفا گواہیاں دی ہیں وہ قادیانی شرمناک اور ہبیانک باب ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے شہر سدوم، مصنفہ شفیق مرزا سابق قادیانی خان احمد دین خان قادیانی کی مرزائی بہو نے مرزا بشیر الدین محمود پر اپنی عصمت و عفت لگاتے ہوئے کہا کہ

”وہ انتہائی خبیث، بدتمیز، بدقماش، سیاہ کار اور بدکردار ہے کہ اس کی گھٹیا حرکتوں

بانی تاریخ و تمدن کی پوری تاریخ کا سر جھک گیا۔ اس نے میرے ساتھ زبردستی زنا کیا کہا کہ خلیفہ ہر عورت کے ساتھ جنسی عمل کا مکمل حق رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ کی ترقی و ترقی کی راہ ہے۔“ (بدکار خلیفہ از عزیز احمد صفحہ 11)

مرزا محمود کے فالج میں مبتلا ہونے اور غیر تاک موت کا نقشہ معروف سکالر اور مجاہد ختم نبوت جناب عبدالرزاق صاحب نے اس طرح کھینچا۔

”جب نام نہاد نماز کا وقت ہوتا تو مرزا بشیر الدین کو لا کر مصلی امامت پہ کھڑا کر دیا جاتا۔ مرزا بشیر الدین کبھی ہاتھ باندھ لیتا کبھی چھوڑ دیتا۔ کبھی سجدے کھاتا اور کبھی سجدوں پر سجدے نہ جاتا۔ کبھی رکوع غائب ہوتے، کبھی چار کی بجائے دو رکعتیں اور کبھی دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھ جاتا۔ وہ منہ میں اول فول بکارت رہتا۔ کوڑھ دماغ قادیانی اس کے پیچھے کھڑے ہونے کی حرکات دہراتے رہتے۔ لیکن کیا مجال کہ کوئی اس کے سامنے زبان کھول سکے۔“

مرزا بشیر الدین ایک قادیانی جلسہ سے خطاب کر رہا تھا۔ ایک موقع پر وہ کہنے لگا ”جب پاکستان بنا تھا اس وقت میری عمر 49 سال تھی اور آج میری عمر 105 سال ہے“ باقی مضمین کو تو بولنے کی ہمت نہ ہوئی، صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا ”مرزا بشیر الدین یہ معاملہ ختم ہو گیا“ یہ کہا اور جلسہ سے چل دیا۔

مرزا بشیر الدین کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو اسے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ کمرے میں پاخانہ سے فارغ ہو کر بعد وہ پاخانہ کا کچھ حصہ کھا جاتا اور کچھ حصہ منہ چل کر کمرے میں چھینچا جلاتا اور ذرا وانی آوازیں نکالتا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا کہ مجھے میرے باپ کے پاس لے کر چلو، بڑے قادیانیوں نے اس سے شور سے تنگ آ کر ایک رات جب وہ سو رہا تھا اس کے کمرے میں مٹی کی ایک ڈھیری بنا لی اور اسے کہا کہ یہ تیرے باپ کی قبر ہے۔ وہ قبر پہ بچھ بچھ جاتا، کبھی کبھی قبر کی مٹی سر میں اتارتا اور کبھی منہ میں ڈالتا۔ آخر ایک دن سر ظفر اللہ کے کہنے پر یہ قبر بھا دی گئی۔“

اسخ رسول مرزا محمود کے علاج کے لئے بیرون ملک سے ایک بہت بڑے ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو لا کر نے مرزا بشیر الدین کا تفصیلی معائنہ کیا اور یہ کہہ کر چلا گیا۔

”میں بیماری کا علاج تو کر سکتا ہوں، لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کر سکتا۔“

مرزا محمود اور مہلک بیماریوں کے ہاتھوں سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بشیر الدین جہنم واصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ آخری وقت میں کتنے کی طرح بھونکتا تھا۔ وہ شام

کے سات بجے مردار ہوا لیکن اس کی موت کا اعلان رات کے دو بجے کیا گیا۔ موت کا اعلان سات گھنٹے بعد کیوں کیا گیا؟ سات گھنٹے تک یہ خبر قصر خلافت سے باہر کیوں نہ آئی۔ وجہ یہ تھی کہ بشیر الدین مکی مہینوں سے نہایا نہیں تھا۔ ناخن، داڑھی اور سر کے بال کٹوائے نہیں تھے۔ جسم پر غلاظت کی پٹریاں جمی ہوئی تھیں۔ قادیانی جب اسے ان کے بارے میں کہتے تو وہ انہیں ہلکی گالیاں دیتا۔ مرنے کے بعد رگڑ رگڑ کر بشیر الدین کے جسم کو دھویا گیا۔ ناخن کاٹنے کے بعد اور داڑھی کے بالوں کو کاٹ کر آراستہ کیا گیا۔ جسم کی بدبو ختم کرنے کے لئے بہترین خوشبو نیات چھڑکی گئیں۔ چہرے پر پوڑ لگایا گیا۔ ہونٹوں پر ہلکی ہلکی سرخی سجائی گئی۔ اس کے علاوہ منہ پر چمک پیدا کرنے والے لکڑی لگائے گئے اور اس کی چار پائی باہر والاں میں رکھ دی گئی۔ سر مری کے ایک بلب اس کی طرف اور دوسرا پاؤں کی طرف روشن کیا گیا۔ جب مری کے بلب کی چمکیں شعلہ نما اس کے چمکے۔ کیمیکل گیس منہ پر پڑتیں تو اس کا بدبودار منہ چمکتا اور قادیانی شکاری سادہ لوح قادیانیوں سے کہتے کہ دیکھو جی! حضرت صاحب کو کیسا روپ چڑھا ہے۔“

(قادیانیوں کے عبرتناک انجام انجام از محمد طاہر علیہ السلام)

میرے خیال میں مرزا محمود کا نہایت اذیت ناک اور بھیاک انجام اس لئے ہوا کہ ایک گستاخ رسول تھا۔ اور دوسرا وہ اپنے باپ کے تمام کفریہ عقائد کی تبلیغ و تشہیر کرتا تھا۔ اس نے انکار کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا۔

”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے کہنا آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔“

(انوار خلافت صفحہ 65، از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا محمد احمد)

مکہ اور مدینہ کی توہین کرتے ہوئے اس نے لکھا:

”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا کہ جو بار بار یہ کہتا آئے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ اہل حق ہو گا۔ تم زور دے تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ اگر دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا (حقیقۃ الروایہ، صفحہ 46، از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

”ماہوس رسالت ﷺ غازی علم الدین شہید علیہ السلام نے جب گستاخ رسول راجپال کو قتل کیا تو مرزا محمود نے اس پر اپنی ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے لکھا۔

”اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں، خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں، فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دباؤ اور ان سے اظہار برداشت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی، وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے، سخت نادانی ہے۔ وہ لوگ (غازی علم الدین شہید علیہ السلام، ناقل) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں، وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے، وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راجپال) کا قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی لیکن قتل اس کے کہ وہ ملے، تمہیں چاہیے خدا سے صلح کرلو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔“

مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان جلد 16، نمبر 82، صفحہ 7-8، مؤرخہ 1929ء)

”لحد ایک شخص نے مرزا محمود سے مطالبہ کیا کہ اپنے عقائد پر حلیفہ بیان دے جس پر مرزا محمود نے جواب دیا کہ اب بیان لکھا، جو روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت 4 ستمبر 1934ء کے صفحہ 16 پر بیان مندرجہ ذیل الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

”میں مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ ساکن قادیان ولد مرزا غلام احمد صاحب علی ما موریت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو روحانی اور جسمانی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور ناقابل برداشت عذابوں میں مبتلا کرتا ہے۔ کہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب میرے یقین اور ایمان کے حقیقی بلائیں و شب مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے اور مقام نبوت پر فائز تھے۔ اگر میں اس جھوٹی میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا وہ وعید جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہے مجھ پر نازل ہو۔“

”قادیانی نے سچے لوگوں کا معیار صداقت پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔

”ساتھوں کی یہی نشانی ہے کہ فیک انجام انہی کا ہوتا ہے۔“

جبکہ مرزا محمود کا غیر متنازع انجام آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ وہ کیسی کیسی موذی اور خطرناک کاٹھکار رہا۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ان خبیث اور موذی امراض کا شکار خدا تعالیٰ کے محبوب چہ جائیکہ ”سچا مصلح موعود“ ان کا شکار ہو۔

مرزا ناصر احمد:

قادیانی جماعت کا تیسرا خلیفہ مرزا ناصر احمد (جسے قادیانی حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) 16 نومبر 1909ء کو مرزا محمود کی پہلی بیوی محمودہ بیگم کے گھٹن سے پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ 1934ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ اسے گھڑ سواری، شوق تھا۔ ایک بار گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑے کے بدکنے پر نیچے گرا اور کٹائی کی ہڈی ٹوٹ گئی آخری عمر تک رہا۔

مرزا ناصر قادیانی ذریت کا تیسرا سربراہ ہمارا مرزا ناصر کو بڑا یقین تھا کہ اس کے زمانہ میں مملکت قائم ہو جائے گی۔

وہ اکثر اپنی تقریروں میں کہا کرتا تھا کہ اس کے بارے میں بشارت ہے کہ ”اس کے زمانے میں فتوحات ہوں گی۔“ قادیانیوں کی طرف سے انہیں ”ناصر دین“ اور ”فاتح الدین“ کے خطابات سے نوازا جاتا تھا۔

(ماہنامہ خالد بابت نومبر 86ء صفحہ 15)

یہ خطابات بھی اس کے ہاتھوں قادیانی مملکت کے قیام کے لئے فاتح ہونے کی امید جاتے تھے۔ مرزا ناصر بھی اپنے والد کی طرح بہت اقتدار پسند تھا بلکہ اس نے اس سلسلے میں زیادہ پیش قدمی کی مثلاً اس نے پیپلز پارٹی کے لئے باقاعدہ حکم کھلا سیاست میں حصہ لیا۔ پاکستانی کامیابی کے بعد مرزا ناصر کو قادیانی حکومت کا خواب زیادہ ہی شرمندہ تعبیر ہوتا نظر آنے لگا اور اس میں اس نے دسمبر 1973ء میں صد سالہ جوبلی اور جشن کا اعلان کیا۔ یعنی 1989ء میں جب مذہب کو شروع ہوئے سو سال گزر چکے ہوں گے اور فتوحات بھی ہو چکی ہوں گی اور قادیانی مملکت ہو چکی ہوگی تو اس موقع پر فتح کے نشہ میں سرشار قادیانی مرزا ناصر کی سربراہی میں صد سالہ جوبلی سے پوری دنیا میں جشن منائیں گے۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ جس پیپلز پارٹی کا سیاسی کوہ اپنی فتح سمجھ رہے ہیں۔ اسی کے سربراہ کے ہاتھوں قادیانیت کے تابوت میں آخری کیڑا ڈالا گیا ہے۔ اسے کہتے ہیں۔ تدبیر کند بندہ نقد بزد خندہ۔ چنانچہ مرزا ناصر کی متوقع قادیانیت کی موت

صد سالہ جوبلی جشن کے اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ کی غیرت کس طرح جوش میں آئی اور مرزا ناصر کی حماقت کے خوابوں کا کیسا غیر متنازع حشر ہوا۔ اس کی مختصر جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔

29 مئی 1974ء ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے طلباء سے تصادم، شام سے ملک بھر میں قادیانیوں کے خلاف احتجاج اور ہنگامے۔

18 جولائی 1974ء ربوہ ریلوے اسٹیشن کے واقعہ کے متعلق تحقیقاتی ٹریبونل میں مرزا ناصر احمد کی پیشی۔

1980ء میں قادیانی جماعت کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر نے یورپ کا دورہ کیا۔ وہاں اس نے ”کی؟ کون کون سے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اس کا اندازہ آپ جناب سیف الرحمن کے اس بیان سے لگا سکتے ہیں۔

خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد جب فرینکفرٹ (جرمنی) آئے تو مجھے بھی ایک احمدی ساتھی نے ساتھ انیورسٹی پورٹ جانا پڑا۔ وہاں پر امام مسجد فرینکفرٹ، ایک ساتھی ہمہ گیر، ایک احمدی قائم الحروف نے ان کا استقبال کیا۔ مرزا صاحب کے ساتھ عورتیں اور مرد تھے، ان سب مہمانوں کو فرینکفرٹ کی مسجد میں ٹھہرایا گیا۔ یہ مسجد پاکستانی مسجدوں کی طرح نہیں، یہاں جوتے اتار کر اندر جایا جاتا ہے بلکہ مذکورہ مسجد میں جوتے پہنے عام آدمی موجود تھے اسی مسجد میں ٹیلی وژن بھی لگا ہوا ہے۔ ننگے فوٹو دیکھے جاتے اور اسی مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ساتھ ”پلے بوائے“ رسالہ جسے ایک شریف آدمی اپنے ہاتھ میں بھی لپیٹ کر رکھتا۔ وہاں پڑھا جاتا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے یہ رسالہ وہاں کے امام مسجد کے پاس دیکھا ہے۔ اسی مسجد میں جرمن لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے اٹھتے بیٹھتے اور راز و نیاز کی باتیں بھی کرتے ہیں اور وہاں گفتنی اور ناگفتنی سب کچھ ہوتا ہے۔ مرزا ناصر اور اس کی پارٹی نے دل کھول کر وہاں خریداری کی اور فرینکفرٹ کی مسجد میں ہی ایک دن جلسہ کے نام پر ایک جرمن نے ایسی فلم دکھائی جس میں درہ خیبر میں غریب پاکستانیوں کو مار مار کر مارتے اور سائیکلوں کو بچکڑ لگاتے ہوئے دکھایا گیا تھا اور کراچی کے ایک بازار میں امریکن پرانے کپڑے فروخت کرتے ہوئے دکھائے جس پر ایک محب وطن پاکستانی مسلمان نے احتجاج کیا تھا کہ جلسہ کے نام پر اگر آپ نے تقریریں کرنے کی بجائے فلمیں دکھانا تھیں تو آپ درہ خیبر میں پکڑے بناتے اور بچکڑ لگاتے پاکستانی دکھانے کی بجائے لاہور، روالپنڈی اور کراچی کی بڑی بڑی عمارتیں بھی دکھائی جاسکتی تھیں۔ مثلاً

ڈیم، تریبون ہیز، غلام محمد بیراج اور اسلام آباد سے بھی جرمن عوام کو روشناس کرایا تھا۔ آپ نے ذیل قلمیں دکھا کر پاکستانی عوام اور حکومت پاکستان کی سخت توہین کی چنانچہ احتجاج موثر ثابت ہوا اور قلم بند کر دی گئی۔

کراچی کے جناب الیاس ستار سے مباہلہ میں شکست کے بعد اس موضوع پر مرزا طاہر نے مکمل خاموشی اور خود مہنگی موت میں گرفتار ہونا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا طاہر نے جولائی کی آخری تاریخوں میں لندن کے جلسہ موقع پر علی الاعلان جناب الیاس ستار کے ساتھ مباہلہ قبول کیا تھا۔ اس مباہلہ میں بہت واضح طور پر تھا کہ جھوٹے کو خدا ایک سال کے اندر سزا دے۔ چنانچہ مرزا طاہر اسی سال دو مہینوں کے اندر ہی خدائی گرفت میں آگیا۔ یہ سال اس پر خدائی دلتوں اور مار کا سال تھا۔ جناب الیاس ستار، اس فتح کا جشن مناتے رہے لیکن مرزا طاہر پر خدائی ماری گرفت اتنی شدید تھی کہ وہ آئٹم سے بچا نہ جاسکا۔ حالت میں اس مباہلہ کے انجام کے بارے میں ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ مرزا طاہر کی مرتے دم تک اس مسئلے پر خاموشی خود اس کی ذلت آمیز شکست کا زندہ ثبوت ہے۔ مرزا نے جولائی میں مباہلہ قبول کیا۔ 20 اگست 1999ء کو باہمی طے شدہ عہد کے مطابق الفضل مباہلہ کی دعوت قبول کرنے کا اعلان شائع کیا گیا۔ جمعہ کی صبح یہ اعلان الفضل لندن نے شائع کیا۔ گھنٹوں کے بعد جمعہ کے خطبہ کے دوران ہی مرزا طاہر پر خدائی ماری پڑ گئی۔ ایک سال کی مدت گزرتی گھنٹوں میں ہی مرزا طاہر خدائی گرفت میں آگیا۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ پھر وہ ایم ایف ایف سے لے کر عرصے کے لئے غائب ہو گیا۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے اور وہ قادیانی جو سچے خدا پرستین رکھنے مباہلے میں خدائی فیصلے سے خود ہی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا طاہر سرتاپا کاذب اور مفتری ہوئے۔ زندگی بھر مباہلے کا فریب چکر چلائے رکھا۔ اس کی اپنی کوشش یہی تھی کہ سچ میں مباہلہ پائے۔ لیکن آخر کار وہ اپنے مکروں کے جال میں خود ہی پھنس گیا۔ اور اس کے نتیجہ میں ذلت و ناگوار سے دوچار ہوا۔ جبکہ الیاس ستار صاحب آج کل کراچی میں ایمان و صحت کی بہترین کیفیات بھرپور خوشگوار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ فللہ الحمد۔



ماں بھٹی ایڈووکیٹ

آستین کے سانپ

اسٹین کا تصور حکیم الامت، ترجمان حقیقت، شاعر مشرق اور غرقاب عشق رسول ﷺ، حضرت اقبال رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔ جہاں مفکر پاکستان نے پاکستان کا عظیم تصور پیش کیا وہاں پیکر پاکستانی اقبال مرحوم نے خطرے کی گھنٹی بجاتے ہوئے واشگاف الفاظ میں امت مسلمہ کو دین اسلام، ملت اسلامیہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کی بہت بڑی، گھناؤنی سازش ”قذیفہ قادیانیت“ سے بھی آگاہ کیا۔ محسن قوم علامہ اقبال فرنگی کی تیار کردہ جھوٹی نبوت اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی سازشوں کو الٹا آگاہ کیا۔ اس مرد قلندر نے قادیانیت کے غلیظ چہرے سے نقاب سرکا کر اس کی بے وفا آنکھوں کو کھل کر، اس کی لوح دماغ پڑھ کر اور اس کے دل کی تہوں میں اسلام اور ملت اسلامیہ سے اس کے سرکش ارادوں کو اپنی چشم بینا سے دیکھ کر دو تاریخی جملے کہے تھے۔

”قادیانیت، یہودیت کا چہرہ ہے۔ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے خدار ہیں۔“

اسلام پاکستان کے بعد قادیانی مرکز کفر والحاد ”قادیان“ سے ایک سازش کے تحت ربوہ نضل ہو کر یز سرفرانس موڈی نے اپنے چہیتوں کو ربوہ میں 1033 ایکڑ، سات کنال آٹھ مرلے زمین، اٹا آٹنی مرلہ کے حساب سے ملت اسلامیہ سے غداری کے عوض تحفہ عنایت کی۔ ”ربوہ“ ضلع ریانے چناب کے کنارے چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ”پاکستان“ کے مرکز میں واقع علاقائی لحاظ سے ضلع سرگودھا کے قریب ایک اہم علاقہ ہے۔ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی نے حکومت کی نوازشات کا رخ ربوہ کی طرف موڑ دیا۔ ربوہ میں ریلوے اسٹیشن قائم ہوا۔ قادیانی تعمیر شروع ہو گئی۔ تار گھر بنایا گیا۔ ہسپتال تعمیر ہوا۔ کالج معرض وجود میں آیا۔ بجلی پہنچائی گئی۔ قادیانی گئیں اور دیگر تعمیر و ترقی کے بے شمار کام ہوئے ربوہ میں کسی مسلمان کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی تاہم قادیانی خلیفہ کی اپنی مطلق العنان خلافت تھی خلیفہ کی اپنی عدالتیں اور نظارتیں تھیں۔ ان کے اپنے الگ احکام پیہر تھے۔ سکولوں کالجوں کے اساتذہ کا تمام شاف قادیانی تھا۔ المختصر میں ایک مضبوط اور ایک منظم قادیانی ریاست قائم ہو چکی تھی۔

اب ہم حقائق کی روشنی میں نہایت مختصر انداز میں ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی اسلام دونوں کے غدار ہیں۔

اکھنڈ بھارت:

”ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کہہ کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔“

(الفضل، 17 مئی 1947ء)

قادیانی مردے امانتاً دفن ہیں:

قادیانیوں نے آج تک وجود پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ ان کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان ٹوٹ کر رہے گا اور ہم اپنے قبلہ و کعبہ قادیان ضرور جائیں گے اسی لئے قادیانی اپنے ربوہ کے نام نہاد ہشتی مقبرہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں کیونکہ جب پاکستان ٹوٹ جائے گا تو ہم یہاں سے نکال کر قادیان لے جائیں گے۔ مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی و دیگر قادیانی اگر ان کی قبروں پر ایسی ہی باغیانہ اور غدارانہ تحریریں رقم تھیں۔ جواب کسی مصلحت کے تحت منادی گئی ہے۔

قائد اعظمؒ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی:

محسن قوم، بانی پاکستان محمد علی جناحؒ کا نماز جنازہ اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ نے منع فرمایا۔ مرشد نے نہیں پڑھا تھا بلکہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ باہر بیٹھا رہا (قائد اعظمؒ کو کافر سمجھتا تھا) قائد اعظمؒ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔

تقسیم ملک کے وقت قادیانیوں نے پاکستان میں شمولیت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کی کمیشن کے سامنے ایک الگ قادیانی ریاست کا مطالبہ کیا تھا اور اس میں اپنی تعداد، علیحدہ مذہب، سکول، فوجی ملازمین کی کیفیت اور آبادی وغیرہ کی تفصیلات درج کیں۔ حتیٰ کہ قادیانی جماعت باؤنڈری کمیشن کو قادیانی ریاست کا الگ نقشہ بھی پیش کیا یہ تمام تفصیلات حال ہی میں شائع ہوئے کتاب ”Partition of the Punjab“ میں درج ہیں۔

بلوچستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ:

قادیانی جب اپنی علیحدہ ریاست قائم کرنے میں ناکام رہے تو پھر انہوں نے یہ منصوبہ پاکستان میں ایک صوبہ قادیانی ہونا چاہئے اس کے لئے انہوں نے بلوچستان کا انتخاب کیا، انہوں نے سوچا کہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور آبادی کے لحاظ سے سب سے

ان اکثریت ان پڑھ ہے۔ لہذا یہاں ہمارا کھوٹہ سکھ خوب چلے گا۔ لیکن علماء حق نے ان کی اس کج فہمی کو نپاڑا دینے۔ ملاحظہ ہو قادیانی منصوبہ۔

بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن اسے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہوگا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس تبلیغ کے ذریعہ بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔

(مرزا محمود احمد کا بیان مندرجہ ”الفضل“ 13 اگست 1948ء)

لیاقت علی خاں کا قتل:

لیاقت علی خاں قومی اخبارات میں اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک جریدہ ہفت روزہ ”الفضل“ (1986ء) میں پاکستان کے سرائی سرائی جیمز سالومن ونسٹن کی یادوں کے حوالہ سے بتایا کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی کنزے نے قتل کیا۔ اس قادیانی کی پرورش سر ظفر اللہ خاں نے کی تھی۔

لیاقت علی خاں نے سر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کے عہدہ سے علیحدہ کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا تھا اور ان کے جلسہ عام میں اس کا اعلان کرنے والے تھے ادھر قادیانی سازش قوتیں بھی تیار تھیں تھیں۔ لیاقت علی خاں نے جلسہ عام میں سٹیج کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اس نے پٹھانوں والا لباس پہن رکھا تھا۔ سٹیج پر آئے کنزے نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ شور و غل میں سید اکبر کو قاتل مشہور کیا اور سوچی سمجھی سازش کے تحت اسے ہلاک کر دیا گیا۔

کنزے راولپنڈی سے فرار ہو کر ربوہ پہنچا اس کے بعد وہ مغربی جرمنی فرار ہو گیا اور بقول جیمز لیاقت بھی مغربی جرمنی کے شہر برلن میں زندہ ہے۔

اسرائیل میں چھ سو قادیانی فوجی:

اسرائیل نے مسلمانان عرب پر جو ظلم و ستم توڑے ہیں انہیں پڑھ کر ہلاک، چنگیز خاں کے مظالم بھی یاد آتے ہیں۔ خصوصاً اسرائیل نے فلسطین میں خون ناحق کے جو دریا بہائے ہیں صرف وہی داستان کہ عرش طاری ہو جاتا ہے اور شریانون میں خون ٹپھد ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن آپ یہ پڑھ کر حیرت میں نہ آئیں گے کہ 1972ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر ورطہ

حیرت میں ڈال دیا کہ جہاں تک انسانیت یہودی درندے فلسطین و دیگر عرب ممالک کے مسلمان خون سے ہولی کھیل رہے ہیں وہاں 600 قادیانی فوجی بھی اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ ہیں۔ اس چنگیزی فعل میں یہودی درندوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

اسرائیل میں قادیانی مشن:

اسرائیل میں کوئی بھی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی اجازت ہے حال ہی میں روزنامہ ”نوائے وقت“ کے اول صفحہ پر ایک چونکا دینے والی تصویر شائع ہے جس میں اپنے فرائض قبیح سے سبکدوش ہونے والا قادیانی مشن کا سربراہ دوسرے نئے آسمانی قادیانی مشن کے سربراہ کا تعارف اسرائیلی صدر سے کروا رہا ہے۔ اخبار میں راز فاش ہونے پر یہودیہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھیں بھی کھلی گئیں۔

امریکی ایجنٹ:

قادیانی دنیا کی ہر استعماری طاقت کے ایجنٹ ہیں۔ بڑی طاقتوں کے بغل بچے بن کر رہے اور اپنے مفادات سمیٹتے رہتے ہیں۔ موجودہ حالات میں قادیانیوں کو روئے زمین پر ذلت دینا چاہئے ہوئے دیکھ کر امریکہ اپنے ان پروردوں کی حمایت میں کھل کر سامنے آ گیا اور امریکہ نے الفاظ میں حکومت پاکستان یہ کہہ دیا ہے کہ امریکہ پاکستان کی امداد صرف اس شرط پر دے گا کہ پاکستان قادیانیوں کے خلاف اٹھائے گئے سارے قانونی اقدامات واپس لے لے اور انہیں مخالف نقاب اٹھاتے ہوئے پاکستان کے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری دن قادیانیت کے باض آغا شورش کشمیری کو بتایا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں جماعت ہمارا گروہ ہے۔ آپ ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھیں

دوسری مرتبہ جب میں پھر امریکہ کے سرکاری دورہ پر گیا تو دوبارہ پھر یہی ہدایت ملی، بھٹو کہ یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی۔ ریکارڈ کے لئے پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔

روسی ایجنٹ:

قادیانی بین الاقوامی سازشوں اور جاسوسی کے اسٹے بڑے ماہر ہیں کہ دونوں سپر طاقتوں امریکا و روس کو اپنے انسانیت سوز اور اخلاقی شکنجہ منسوبیوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس بدنام زمانہ کی خدمات مستعار لینا پڑتی ہیں۔ قادیانی فتنے کا ایک ہاتھ امریکہ اور دوسرا ہاتھ روس نے تھا ہمارا

اسرائیلی دسوائے زمانہ مرزائی صنعت کار اور دارالکفر ربوہ کی ایک اہم شخصیت نصیر اے شیخ نے لاہور ہائی کورٹ پر پاکستان میں مقیم روسی سفیر کے اعزاز میں ایک پر تکلف عشاء کا اہتمام کیا جس میں اہم شخصیات کو مدعو کیا دعوت کے بعد نصیر اے شیخ اور روسی سفیر کی ایک اہم اور خفیہ میٹنگ ہوئی۔

اسرائیلی اسلام آباد میں ایک قادیانی پروفیسر جمیل احمد روسی لٹریچر تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ قادیانی لابی پاکستان و افغانستان کے مابین تعلقات کی پوری رپورٹ روس کو پہنچا رہی ہے۔ روسی طرف قادیانیوں پر روسی نوازشات کی بارش بھی دیکھنے کے تک وطن ڈاکٹر عبدالسلام کو نوٹیل کے بارے میں۔ درحقیقت یہ نوٹیل پر انزروسی اور یہودی لابی کی طرف سے قادیانیوں کو ان کی طرف سے لٹریچر دیا گیا۔

شاہ فیصل کی شہادت:

ایک خطرناک یہودی سازش کے تحت محسن اسلام، خادم امت محمدیہ اور پاسبان حرم شاہ شاہ شہید کر دیا گیا تو روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں۔ ان دنوں کے دل زخموں سے چور چور تھا۔ لیکن اس وقت قادیان و ربوہ کی مٹوس سرزمینوں پر قادیانی سازشیں جاری تھیں۔ کیونکہ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں فرزند اسلام کا بڑا ہاتھ تھا۔ شہادت نبوت نے سابق وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو خصوصی طور پر قادیانیوں کو کافر کے لئے کہا تھا چونکہ شاہ فیصل یہود کے ازلی دشمن تھے۔ اور وہ اسرائیل کے وجود کو برداشت نہ کرتے تھے۔ جبکہ قادیانی یہودیوں کے دیرینہ ایجنٹ ہیں اور ان کا آب و دانہ اسرائیل سے آتا ہے۔

سورج ڈھاکہ:

سورج ڈھاکہ کہہ تو ہر گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ جذبہ حب الوطنی سے لبریز ہر پاکستانی کی جینا ہوا تھا کیونکہ آج ان کے بھائی ان سے پھڑ گئے تھے اور وطن عزیز کا ایک بازو کٹ گیا تھا۔ ان کی ان گھڑیوں میں ربوہ و قادیان میں شہنائیاں بج رہی تھیں۔ جھوٹی نبوت کے ان قادیانیوں نے ربوہ کے بازاروں میں بھنگڑا ڈالا اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔ پاکستان کے ان ازلی دشمنوں نے پاکستان کو اپنی منافقت کی تیغ سے جس طرح دو لخت کیا وہ ایک ولد و زداستان ہے۔

دولت مرزا قادیانی کا غدار پوتا اور قادیانی اُمت کی کفریہ مشینری کا اہم پرزہ ایم ایم احمد سٹوط وقت ملک کی منصوبہ بندی کمیشن کا ڈپٹی چیئر مین تھا۔ یہ ملکی معیشت پر کالانا گ بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ مشرقی پاکستان کو توڑنے کے لئے معاشی طور پر ایک خطرناک سازش تیار کی کہ بنگالی اپنی

معاشی زندگی اور احساس محرومی سے تنگ آکر پاکستان کے دشمن بن گئے۔ ایم، ایم، احمد نے دیکھا کہ محنت مشرقی پاکستان کرتا ہے اور مغربی پاکستان اس کے خون پسینے سے کمائی ہوئی ہاتھ دھو کر اڑاتا ہے ملک کی ساری دولت پر مغربی پاکستان کا قبضہ ہے اور مشرقی پاکستان کے غربت و افلاس کی بجلی میں پس رہے ہیں۔ دو بھائیوں کے درمیان نفرت و تفرقے کی یہ بجلی تھی جو مشرقی پاکستان کے قاتل ایم، ایم احمد نے اسرائیل کے اشارے پر تعمیر کی۔ وطن کو برباد کرنے والے اس مجرم نے بحریہ کے لئے جدید ترین اسلحہ، آبدوزیں اور دیگر جنگی سازہ سامان حالانکہ اس کی خریداری کے لئے رقم بھی مختص ہو چکی تھی

گزشتہ سے بیوستہ سال رافضی مان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر بھی تھے ایک بیان میں کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ایک بڑی وجہ عظیم قادیانی ریاست کے قیام تھا۔ بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے جن میں غربت، ناخواندگی، پس ماندگی، مواصلات کا فقدان شامل تھا۔ یہ سبھی کچھ قادیانی امت کے فرزند ایم ایم احمد کے کمالات کا نتیجہ تھا۔ پروفیسر فرید صاحب زادہ نے بھی یہ انکشاف کیا کہ مرزائی بھارت کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں اور انہیں سامعہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی معرض وجود میں آئی۔

حکومت پر قبضہ کرنے کا منصوبہ:

انگریز نے جب اپنے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی کے سر پر جھوٹی نبوت کا ٹوکرا رکھا بعد قادیانیوں نے اپنی ایک خود مختار ریاست کے منصوبے بنانا شروع کر دیئے جہاں وہ اپنی نبوت کے عقائد کو پھیلا سکیں چنانچہ ان کے حبث باطن کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

1: ”ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔“

(الفضل، 14 فروری 1922ء خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود)

2: ”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے نہیں ہو سکتے۔“

(الفضل، قادیان 8 جولائی 1922ء)

ابو جہل کی پارٹی:

ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرورتاً مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوں گے اس وقت تم بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابو جہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔

(اخبار، الفضل، 3 جنوری 1962ء)

پاکستان سے لے کر آج تک قادیانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کو قادیانی ریاست (نعوذ باللہ) بنانے کے لئے سوئے ہیں ان وطن دشمن عناصر نے کئی بار اقتدار پر قبضہ کرنے کی سازشیں تیار کیں۔ لیکن ان کے لئے اسے کون چلے۔

1973ء کو ربوہ میں ہو رہا تھا۔ نام نہاد قادیانی خلیفہ مرزا ناصر تقریر کر رہا تھا کہ پاکستان انٹرنیشنل فورس کا ایک جہاز اڑتا ہوا آیا اس نے فضا میں غوطہ کھا کر مرزا ناصر کو سلامی دی۔ میں نے بھی یہی عمل دہرایا۔ تیسرے نے بھی یہی فعل قیج کیا۔ یہ سارے مرزائی پامیلٹ تھے۔ انٹرنیشنل فورس کے انٹرمارشل غفر چودھری کے حکم سے ایسا کیا اس پر قادیانی خلیفہ مرزا ناصر خوش ہو گیا اس نے اپنا دامن پھیلا لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے حاضرین سے مخاطب ہوا۔ ”میں تمہارے ساتھ ہوں“

قادیانی ریاست کی خوشخبری تھی لیکن جس کے دادا مرتد عصر مرزا قادیانی اور باپ قائد المناقیں مرزا قاسم نے بھی سچ نہ بولا ہوا اس کی زبان پر سچ کیسے آسکتا تھا اس بات کو تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ ان کی ایک ختم نبوت پورے زوروں سے اٹھی اور حکومت وقت نے انہیں کافر قرار دے دیا۔

وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں قادیانی جرنیل میجر آدم خان نے حکومت کا ایک خطرناک سازش تیار کی سادہ لوح مسلمان نوجوانوں کو بھی اس میں ملوث کر لیا گیا سازش پکڑی جرنیل جرنیل جنرل آدم اور اس کے بیٹے میجر فاروق اور میجر افتخار جو ریٹائرڈ انٹرمارشل اصغر خان کے بھائی ہیں قید کر لئے گئے اور قادیانی امت سردی میں سکڑے ہوئے سانپ کی طرح بیٹھ گئی۔

محبان پاکستان:

محبان پاکستان۔ جان سے پیارا پاکستان جو کروڑوں قربانیوں کا ثمر ہے جسے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو خون کی ندیاں عبور کرنا پڑیں جسے حاصل کرنے کے لئے ماؤں نے اپنے چہیتوں کو قربان کیا ہے کفن پہنا کر انہیں سوئے مقتل روانہ کیا جس کے حصول کے لئے طلباء کو اپنی تعلیم کو خیر باد کہہ کر حصول کے لئے علماء کرام کو پھانسی کے پھندوں کو چومنا پڑا۔ جس کی آزادی کی قیمت ان کی انہوں پر موت کا قص کر کے ادا کی۔ جس کی آزادی کی تاریخ کے صفحات پر عفت کی لہروں کی عزت و عصمت کے لئے ہوئے قافلوں کی ٹونچوں کا داستانیں پڑھ کر جسم پر کچلی جاتی ہے لیکن.....

میرے وطن کے لوگو! قادیانی ہمارے اس گھستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جس کی مٹی ہمارے

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور معرکہ قادیانیت

میں فرعون موسیٰ کے مطابق دنیا میں جب بھی کوئی باطل کا پرستار ابھرا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی لئے کسی حق آگاہ شخصیت کو مقرر فرمادیا، سرزمین قادیان سے نبوت کا جھوٹا مدعی اٹھتا ہے اور کفر سے بے خبری یا آزادی کی بناء پر اس کے زرخیز ذہن میں جاتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں نبوت پر فائز ہو گیا ہوں۔ اور دنیا میں کوئی میرے مد مقابل نہیں جم سکتا۔ اسے میں گولڑہ کی جہاد میں سے مہر عالم تاب حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ کی جہاد کی حمایت ملتی ہے۔ جس کی بیعت سے خانہ باطل میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ انگریز کے تیار کردہ مدعی کی بیعت مرگ طاری ہو جاتی ہے اور حق اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

1307ھ / 1890ء میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ حرمین شریفین کی زیارت سے واپس آئے تو دل میں خیال آیا کہ یہیں مستقل قیام کیا جائے۔ لیکن حضور سید عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرزا قادیانی میری جہاد کی تائید کی فتنی سے کتر رہا ہے اور آپ خاموش بیٹھے ہیں۔ فوراً واپس ہندوستان چائے اور اس جہاد کا کام کیجیے۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔ مرزا قادیانی نے حیات مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور خود مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور علماء و مشائخ کو اپنی بیعت کے دعوے نامے جاری کئے علماء حق نے کلام ترویر میں نہ آئے البتہ کچھ جہلاء اور کچھ دنیا پرست اس کے جال میں پھنس گئے۔

غدا صبح باطلہ کو ہر محاذ پر شکست فاش دینے والے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ ان حالات میں کھڑے ہوئے اور انہیں دیکھ کر آپ نے شمس الہدائی فی اثبات حیات مسیح لکھی جس میں کتاب وسنت کے دلائل سے حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ثابت کر کے بتایا کہ مرزائے قادیان کا دعوائے مسیحیت فریب اور کفر کا پندہ ہے۔ اس کتاب کے شائع ہوتے ہی ایوان مرزائیت میں زلزلہ آگیا اور مرزائی یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ اس کتاب کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہئے اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کر دیا کہ صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور طریقہ یہ تجویز کیا کہ فریقین قرآن پاک کی چالیس آیات کی تفسیر عربی

شہداء کے خون سے گندھی ہوئی ہے۔ قادیانی اس اسلامی ریاست کو قادیانی ریاست بنانا چاہتے ہیں یہاں پر ہم اسلام کو سرنگوں کر کے قادیانیت کا جھنڈا لہرانا چاہتے ہیں (نعوذ باللہ) وہ یہاں سے باہر تاجدار ختم نبوت زندہ باد، کے بجائے احمدیت (قادیانیت) زندہ باد اور مرزا قادیانی کے لئے نعرے لگانا چاہتے ہیں (معاذ اللہ) ختم نبوت کے ڈاکوؤں کا یہ گروہ یہاں بھی آخر الزماں کی کیر نبوت کی جگہ انگریزی نبی مرزا قادیانی کی نبوت چلانا چاہتے ہیں (العیاذ باللہ) یہ جریسہ کرسی اقتدار سے مسلمان حکمرانوں کو اتار کر وہاں اپنے نام نہاد خلیفہ کو بٹھانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے یہودیوں کا غلام بنانا چاہتے ہیں۔

اسے پاکستان کے سپاہیو! فدائیو! آستین کے ان سانپوں پر کڑی نگاہ رکھو! اور ان کے ہاتھوں سے ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو بچاؤ۔ انہیں کلیدی اسمیوں سے ہٹاؤ کیونکہ یہ یہود و نصاریٰ کے ہیں افواج پاکستان سے انہیں نکال باہر کرو کیونکہ یہ جہاد کے منکر ہیں غرضیکہ زندگی کے ہر میدان میں کائنات کا سختی سے محاسبہ کرو۔ رب العزت ہمیں غداران وین و ملت سے جہاد کرنے اور انہیں کیفر کرنے کا پتہ چانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



عقیدہ۔ محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے مگر یا کافر۔

عقیدہ۔ حضور کو اللہ عزوجل نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق کے لئے رضاء مولیٰ ہے اور اللہ عزوجل طالب رضاء ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عقیدہ۔ حضور کے خصائص سے معراج ہے کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان اور کرسی و عرش تک بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر ملک کو کبھی نہ حاصل ہوا۔ نہ ہوا اور جمال الہی بچشم مردیکہ اور کلام بلا واسطہ سنا اور تمام ملکوت السموات والارض کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا (بہار شریعت)

میں سات گھنٹوں میں لکھ کر پیش کریں مجوزہ علماء جس کی تفسیر اور عبارت، روح القدس کی تائید میں دیں اسی کی فتح ہوگی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کی جلالت شان کا مرزا پر اس قدر اثر تھا کہ اس نے لکھا کہ صاحب مناظرہ کے لئے رضامند نہ ہوں تو میں علماء کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے لئے ہوں جو چالیس سے کسی طرح کم نہ ہو۔ گویا مرزا نے یہ تسلیم کر لیا کہ صرف پیر صاحب کی چالیس علماء کے برابر ہے۔

مرزا قادیانی کا خیال تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر المشاغل بزرگ ہیں اور مناظرہ میں آنے کو پسند نہیں کریں گے اور ہمیں اپنی فتح کے شادیاں بجانے کا زریں موقع مل جائے گا لیکن مرزا کی تمام توقعات اس وقت خاک میں مل گئیں جب حضرت پیر صاحب نے نہ صرف مقابلے کو قبول کر لیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ پہلے مرزا کے انفرادی عقائد پر گفتگو ہوگی اور پھر تحریری مناظرہ اور مرزا کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا گیا کہ 25 اگست 1900ء کو لاہور میں مناظرہ ہوگا اور اشتہار کے منظوری یا نا منظوری کی اطلاع دینی لازم ہوگی۔ اس کے علاوہ متحدہ پاک و ہند کے مختلف مواضع علماء نے ایک اشتہار جاری کیا کہ ہم 25 اگست کو پیر صاحب کے ساتھ لاہور پہنچ رہے ہیں اور نزدیک پیر صاحب کی یہ شرط بالکل برکت ہے کہ تحریری مقابلے سے پہلے تقریری گفتگو ہونی چاہئے۔

اب ہوتا تو یہ چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی منظوری کا اعلان کر کے میدان مناظرہ میں نکل آتا اور اس نے ایسا نہ کیا اور خاموشی کو امن و عافیت کا ذریعہ سمجھ کر چپ ہو رہا البتہ اس کے ایک مرید محمد احسن نے تاریخ مناظرہ سے چار دن پہلے ایک مطبوعہ خط گولڑہ شریف بھیجا جس میں لکھا کہ ہمیں تقریری کی شرط منظور نہیں۔ تحریری مقابلہ کرنا ہو تو پیر صاحب تشریف لے آئیں یہ ان کی طرف سے شکست و اعتراف تھا۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب کے ایک مرید حکیم سلطان محمود نے ایک اشتہار کیا جس کی ایک کاپی بذریعہ رجسٹری قادیان بھیجی گئی اس اشتہار میں اعلان کیا گیا کہ حضرت پیر صاحب مرزا کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلے کے لئے لاہور تشریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ 24 اگست کو صاحب گولڑہ شریف سے عازم لاہور ہوئے پہلے راولپنڈی اسٹیشن سے اور پھر لاہور موسیٰ سے بذریعہ رولنگ کی اطلاع مرزا کو بھیجوائی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ قدس سرہ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا اہل سنت، دیوبندی، اہل حدیث، اور شیعہ ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے۔ جو حضرت پیر صاحب کی قیادت میں بیسویں صدی عیسوی کے مکتبی کے ساتھ فیصلہ کن ٹکرائے کے لئے تیار تھے گویا صاحب

نے جو حشر مسلحہ کذاب اور اس کے حواریوں کا میدان جنگ میں کیا تھا۔ آج فتح ثبوت ایسے حشر کے حامی وہی حشر مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کا میدان مناظرہ میں کرنا چاہتے تھے۔

اہل اسلام اور مرزائی دونوں ہی بڑی بے تابی سے مرزا کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ لاہوری پارٹی کا اثر افراد نے انتہائی کوشش کی کہ مرزا قادیانی کسی صورت میں لاہور آجائے مگر وہ نہ آیا اور عذر دیا کہ پیر صاحب خود اعلان کریں کہ میں تقریری مباحثہ کی شرط واپس لیتا ہوں تب میں لاہور آؤں پیر صاحب نے فرمایا محمد احسن امروہی کے مطبوعہ مکتوب کے جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم محمد اس شرط کی واپسی کا اعلان کر چکے ہیں اب اگر مرزا قادیانی اپنے دستخط سے اعلان کرے کہ میں مباحثہ نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث کی شرط واپس لے چکا ہوں اس طرف سے مکمل سکوت چھایا رہا۔

22 اگست کا دن انتظار کرتے کرتے گزر گیا لیکن مرزا کا دور دور کہیں نام و نشان نہ تھا بالآخر کاشانی مسجد لاہور میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف علماء نے اسلام کی سر بلندی کے لئے دہل و فریب اور پسپائی کو تفصیلاً بیان کیا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور ہر گونہ ہو کر رہ گیا۔

﴿ان الباطل کان زھوقا﴾

مرزا نے قادیانی نے خفت مٹانے کے لئے کچھ اشتہار شائع کئے جن میں مناظرہ کے لئے میدان کا عذر یہ بیان کیا کہ پیر صاحب کے مریدین میں جوش و خروش حد سے زیادہ ہے اس لئے مکمل کلمات کے بغیر لاہور میں قدم رکھنا آگ میں کودنے کے برابر ہے۔ 15 دسمبر 1900ء کو ایک شائع کر کے ایک اور چیلنج پیش کر دیا کہ میں فصیح عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب نے لکھیں پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے۔ چنانچہ ”انجاز المسیح“ کے نام سے سورۃ فاتحہ لکھ کر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا کے ایک مرید محمد احسن امروہی نے شمس الہدایہ کے نام سے شمس بازغہ نامی ایک کتاب لکھی اور یقین کر لیا کہ مناظرہ میں شکست کا تدارک ہو گیا ہے۔ پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں مشہور زمانہ کتاب ”سیف چشتیانی“ لکھ کر 11 اگست میں شائع فرمادی۔ اس میں آپ نے شمس بازغہ کے شبہات کا دندان شکن جواب اور انجاز المسیح کے زائد اغلاط کی نشاندہی کر کے مرزا کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔ حضرت پیر صاحب نے ان کی کیا کہ اس کتاب میں کہیں سرقہ ہے اور کہیں قواعد عربیہ کی خلاف ورزی ہے اس لحاظ سے اس مجوزہ کہنا تو کجا اسے تو قابل ذکر کتب میں شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

سیف چشتی کو اہل علم و فضل طبقہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔
تک مذہب مرزا سیاس کتاب کے جواب سے عاجز ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک اس کا
نہیں دے سکے گا۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مناظرہ شاہی مسجد میں شکست فاش کے باوجود مرزا علی
قائم رہا اور آج بھی جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے اس کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر دیا
خدا پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کوئی اسلام سے خارج نہیں کر سکتا
اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ارباب اقتدار مسلمانوں کے منظم
کے مطابق ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے عملی قدم اٹھائیں اور فوری طور پر مرزائیوں کو ملک
سے برطرف کریں۔ اس کے علاوہ علماء کا بھی فرض ہے کہ وہ رومرزاہیت کے محاذ پر پوری کوشش
جاری رکھیں تاکہ کوئی مسلمان ارتداد کا شکار نہ ہو۔ اور مرزائیوں کو اسلام کی دعوت دینے کا
چاہئے تاکہ جو افراد غلط فہمی کی بناء پر مرزاہیت کا شکار ہیں دولت اسلام سے مشرف ہو سکیں۔



عقیدہ - وہ جی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے۔
چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ - جو چیز محال ہے اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت اسے محال
محال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا پھر محال نہ رہا۔
سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو یہ اگر زیر قدرت ہو تو موجود ہو سکے اور ہوگا تو محال
اس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہیں فتنائے باری محال ہے۔ اگر تحت قدرت ہو تو
اور جس کی فنا ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت
الوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔

عقیدہ - ہر مقدور کے لئے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے البتہ ممکن ہو تا ضروری ہے
موجود نہ ہو۔

(بہار شریعت)

بہار شریعت

غدار اسلام۔۔۔۔۔ غدار وطن

سر ظفر اللہ خان قادیانی

انگریزوں نے ایک خطرناک سازش کے ذریعے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنوایا۔ جس نے
قادیانی سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ جو ساری زندگی پوری دنیا میں مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور
مہدی کراتار رہا۔ اس نے وزیر خارجہ ہونے کی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بیرونی
پاکستان کے سفارت خانوں کو قادیانیت کے تبلیغی اڈوں میں تبدیل کر دیا۔ اس نے پاکستان
کے سفارت خانوں پر قادیانیوں کو تعینات کروایا، جس سے سرکاری اداروں میں قادیانیوں کو زبردست اثر و
تسلط حاصل ہو گیا۔ انگریزوں نے اسے اپنا جاسوس بنا کر مسلمانوں کی صفوں میں داخل کیا تھا۔ اس کی
سلطنت دیکھتے ہوئے اسے سر فضل حسین جیسے غدار کے بعد وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر
تک مقرر کیا گیا تاکہ اس کا کام وکیل، بے کار مقرر، ناشائستہ گفتگو کرنے والا لیکن بلا کا چا پلوس
ہو۔ وہ پنجابی لہجے میں انگریزی بولتا تھا جس پر اس کے دوست اسے چھیڑا کرتے تھے کہ تم
”پنجابی مل“ چلاتے ہو۔ اسے اپنی ازدواجی زندگی میں ایک لہجہ بھی سکون میسر نہ ہوا۔
اس کی بیوی نے ہزاروں گھروں کو برباد کیا تھا۔ اس کی اپنی بیوی سے اس لئے نہ
تھا کہ قادیانی خلافت کے گھرانوں میں دلچسپیاں رکھتا تھا۔ اس کی زندگی بھی مرزا قادیانی جیسی
موت بھی مرزا قادیانی والی نصیب ہوئی۔ اس نے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھی کیونکہ وہ
کافر سمجھتا تھا کہ قائد اعظم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔ اس نے قادیانی مبلغین کی
ساتھ ہمتیں بیرونی دنیا میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے بھجوائیں اور ”تبلیغ اسلام“ فتنہ کے نام پر
اپنے حکومت سے دلوائے۔ اس نے اپنے آقاؤں کی دی ہوئی پالیسی کے مطابق ساری
اسلامی ممالک سے پاکستان کے تعلقات کشیدہ رکھے۔ اس نے ایک گھناؤنی سازش کے

ذریعے ضلع گورداس پور بھارت میں شامل کروا کر وہاں بیٹھے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ کشمیر پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے سلامتی کونسل کے پلیٹ فارم پر مسئلہ فلسطین کے عربوں سے غداری اور اسرائیل سے وفاداری کی۔ وہ حکومت پاکستان کا وزیر خارجہ ہوئے۔ قادیانی جلسوں میں جا کر کفریہ تبلیغی تقریریں کرتا اور اپنے ہاتھوں سے اردادی لٹریچر بانٹتا۔ اردادی سرگرمیوں سے تنگ آ کر پاکستان کے مسلمانوں نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں سر ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کا مطالبہ کیا لیکن اس وقت کے ہلاکو خان ہزار مسلمانوں کو تو شہید کر دیا۔ دو لاکھ عاشقانِ رسول منظم کھیم کو قید تو کر لیا لیکن اس استبدادِ وزارت خارجہ سے نہ ہٹایا۔ جب وزیر اعظم لیاقت علی خان کو اس کی غداریوں، خباثتوں اور قادیانی قبضہ کرنے کی سازشوں کا علم ہوا تو انہوں نے اسے کابینہ سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیاقت باغ میں ایک عظیم الشان جلسہ میں لیاقت علی خان نے اسے کابینہ سے نکالنے کا اعلان کیا لیکن لیاقت علی خان ابھی سچے سچے اپنی تقریر کے چند الفاظ بول سکے تھے کہ اس کے لے پالکھ قادیانی ”کنزے“ نے لیاقت علی خان پر فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اس نے مرزا پوتے اور منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین مسٹر ایم ایم احمد قادیانی اور فوجی جرنیلوں کے مشرقی پاکستان کا سانحہ روٹھا کر لیا۔ وہ اپنے اس کارِ سیاہ کو اپنی زندگی کا بہترین ”کارنامہ“ کہتا تھا۔ اُس خدا عظیم کا نام ”سر ظفر اللہ قادیانی“ ہے۔

ہم اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ظفر اللہ خان قادیانی کی زندگی کے چند پہلو آپ کے سامنے ہیں۔ جن سے آپ اندازہ کر لیں گے کہ ظفر اللہ قادیانی کی اخلاقی زندگی کیا تھی؟ وہ کس گھناؤنے مالک تھا؟

ظفر اللہ خان قادیانی 1893ء میں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ بھی باپ اور حکیم نور الدین نے مل کر ظفر اللہ قادیانی کو بھی 14 سال کی عمر میں (1907ء) مرزا قادیانی ہاتھ پر مرتد بنادیا اور ظفر اللہ قادیانی کا شادی خاندان میں آنا جانا شروع ہو گیا تھوڑی ہی مدت میں اللہ کی آنکھیں شرارے چھوڑنے لگیں تو باپ نے اُسے قابو کرنے کے لئے ایک سادہ سی عورت سے اُس کی شادی کر دی لیکن ظفر اللہ قادیانی تو شوخ اور ماڈرن لڑکی کا آرزو مند تھا۔ لیکن سامنے اُس کی پیش نہ چلی۔ ظفر اللہ قادیانی نے اُس سادہ دیہاتی لڑکی کو کبھی بیوی نہ سمجھا اور اسے تعلق نہ رکھا۔ وہ باپ کی موت کا شدت سے انتظار کرنے لگا۔ 1926ء میں والد کا انتقال ہو گیا۔ نے ایک تیز طرار آزاد خیال اور تعلیم یافتہ لڑکی ”بدز“ سے ”لومیرج“ کر لی جس سے ایک بیٹی

پیدائش ہوئی۔ قادیانی شادی خاندان میں ظفر اللہ قادیانی کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں۔ وہ مرزا قادیانی کی بیوی بھی ہوشیار تھی اُس نے گھات لگا کر سب کچھ معلوم کر لیا۔ میاں بیوی میں کینہ لگی۔ آخر ”بدز“ نے ظفر اللہ قادیانی کی کرتوتوں سے تنگ آ کر 1962ء میں اُس سے علیحدگی کر لی اور فوراً ایک کروڑ پتی مشہور قادیانی شاہنواز سے شادی کر لی۔ اُدھر ظفر اللہ قادیانی نے دو بچے جنم لے کے بعد ایک نو عمر اور خوبو فلسطینی دوشیزہ، بشری ربانی سے شادی رچالی۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ لومیرج کو بھی نبھانہ سا اور بیچنا طلاق ہو گئی۔

یہ سب کچھ ظفر اللہ قادیانی کے تینوں گھر اُڑ گئے۔ جو بیوی آئی طلاق کا داغ لے کر چلی گئی۔ اُس کی بات تھیں؟ دوزخ میں جانا پڑتا۔ قادیانی لٹریچر سے ہی اُس کا جواب مل جاتا ہے۔ قادیانی ماہنامہ ”ظفر اللہ خان“ نمبر میں قادیانی خلیفہ مرزا محمود کی سب سے چھوٹی بیوی ”مہر آپا“ چوہدری ظفر اللہ خان کے تعلقات کا اظہار یوں کرتی ہے۔

”میں کوئی تعمیر ہونے سے قبل جب کبھی آپ حضرت فضل عمر (مرزا محمود) سے ملاقات کرنے آتے اور مرکز سلسلہ میں قیام فرماتے تو اپنے جس گھر میں حضور (مرزا محمود) کی خدمت میں ہوتی (مرزا محمود کی کئی بیویاں تھیں۔ ہر بیوی کے گھر باری باری جاتا تھا) آپ بھی اُن گھر کے مہمان شمار ہوتے۔ جب کبھی مجھے آپ کی میزبانی کا موقع ملتا تو میں آپ کی خدمت کے پیش نظر مناسب غذا تیار کرواتی۔ ایک دفعہ آپ نے حضور سے کہا کہ مہر آپا کے کھانے کا بہت تکلف سے اہتمام کرتی ہیں۔“

چوہدری ظفر اللہ قادیانی کا اصل روپ ہفت روزہ ختم نبوت۔ از قلم جناب م۔ ب سابق قادیانی (19، صفحہ 20-21)

مہر آپا جو مرزا محمود کی ساتویں بیوی تھی۔ مرزا محمود کی عمر 60 سال اور مہر آپا کی 19 برس تھی۔ قادیانی کی بہت سی سروس یورپ میں گزری۔ مہر آپا جب بھی مرزا محمود کے ساتھ یورپ سیر کے لئے آئے تو ظفر اللہ قادیانی کے وارے نیارے ہو جاتے۔ وہ نو خیز مہر آپا کے آگے پیچھے بھاگتا کہ خدمت میں نہ رہ جائے۔ مہر آپا ”ظفر اللہ خان“ نمبر میں لکھتی ہے۔

”اس احساس کے تحت کہ میں گوشت کی کوئی چیز نہیں کھاری۔ چوہدری صاحب (ظفر اللہ) نے حضور سے کہا میں حسب سابق شرع کی پابندی ملحوظ رکھتے ہوئے مہر آپا کے لئے ایک خاص دُش کا انتظام کر رہا ہوں۔ ان کو وہ ضرور پسند آئے گی۔ یہ کہہ کر آپ نے اس دُش کا اُڑ دیا۔ جب وہ دُش تیار ہو گئی تو چوہدری صاحب نے حضور سے کہا۔ یہ خاص طور پر مہر آپا

کے لئے بنوائی گئی ہے۔ ان سے کہیں اب تو کھالیں۔“

(چوہدری ظفر اللہ قادیانی کا اصل روپ ہفت روزہ ختم نبوت۔ جلد 5، شمارہ 18، صفحہ 21 تا 22)
قلم جناب م۔ سب سابق قادیانی

مہر آپا مزید لکھتی ہے۔

”اسی طرح آسٹریا میں ایک دفعہ کھانے کا وقت ہوا تو ہم ہوٹل میں آ گئے۔ چوہدری صاحب نے میرے لئے بھی انڈوں کا سوپ منگوایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ مجھے یہ ایمان لگتا۔ جب چوہدری صاحب کو پتہ چلا کہ میں وہ نہیں پی رہی تو آپ نے ”ذریعہ“ کہتے ہوئے پی لیا۔“

”ایک بار وینس میں چوہدری صاحب نے ہم مستورات کے لئے کھلے مسند کی سیر کا اہتمام کیا۔ سیر کے دوران چوہدری صاحب بہت سے اہم تاریخی مقامات دکھاتے چلے گئے۔ ساتھ ساتھ ان کا تاریخی پس منظر بھی بتاتے رہے۔“ (حوالہ ایضاً)

ظفر اللہ قادیانی کی ان آوارہ گردیوں نے اس کا گھر تباہ کیا۔ اس کے علاوہ اس نے عمر لڑکے بھی اکثر دیکھے جاتے تھے۔ ہوٹلوں کے کمروں میں بھی لڑکے اس سے ملاقات کرتے۔ وہ جب جہاز سے اترتا اس کے ساتھ ایک دولہ کے ضرور ہوتے۔ اُسے یہ عادت مرزا محمد نور الدین سے ملی تھی۔ ساری زندگی ظفر اللہ قادیانی رائل فیملی کے شعلہ رخوں کا اسیر رہا۔ اُس کا بن کر اُجڑا رہا لیکن اُس نے اپنے گھر کی طرف کبھی توجہ نہ کی۔ جب عمر نوے سال کے قریب آیا اب ہڈیوں کا ڈھنچا اور بیماریوں کا پٹارہ جاتا تو کہاں جاتا؟ آخر بیٹی کا گھر یا آیا۔ لیکن بیٹی کو چھ مہینے گزر گئی تھیں۔ دوسری مصیبت یہ کہ اُس کی مطلق بیوی بھی بیٹی کے گھر میں ہی رہتی تھی۔ آخر کمر گھر میں آ پڑا۔ بیٹی کے گھر آ کر بہت رویا دھویا۔ آہ و بکا کی۔ سب سے معافیاں مانگیں۔ اس سے بات کرنے کی کوشش کی تو اس نے سختی سے جھڑک دیا۔ ایک دن ظفر اللہ قادیانی اپنا ہاتھ کھانے کی میز پر بیٹھا تھا۔ بیٹی اور اُس کے بچے بھی ساتھ تھے کہ اچانک اُس نے اپنی طرف دیکھ کر کہا۔

”اگر آپ بھی اس پروگرام میں شامل ہو جائیں تو یہ مجھ پر عنایت ہوگی۔“

(ظفر اللہ خان بہادر)

لیکن طلاق یافتہ بیوی نے اُسے دھتکارتے ہوئے کہا کہ تیرا میرا کوئی تعلق نہیں جس پر وہ

کر رہ گیا۔

انصار اللہ نظر ہے اس لئے میں ظفر اللہ قادیانی کی تاریک شخصیت پر روشنی ڈالنے کے لئے تاریخ کے ایک چار واقعات بیان کرتا ہوں۔ جس سے آپ جان جائیں گے کہ وہ کتنا گھٹیا انسان تھا اور وہ کتنی ہی کردار کا مالک تھا؟

جب ظفر اللہ قادیانی نے انگریزی تاؤٹ فضل حسین کے ہوتے اٹھائے:

راش بخیر! ملک فیروز خان نون بھی بڑے مزے کے بزرگ ہیں۔ نوائے وقت کی اشاعت میں ان کے کچھ رشحات قلم شائع ہوئے ہیں۔ ملک صاحب نے اپنے انہی قلم قتلوں میں ایک واقعہ کا اشارہ بھی کیا ہے کہ:

ایک دفعہ وہ ظفر اللہ قادیانی کی دعوت پر ربوہ گئے اور مرزا بشیر الدین محمود سے ملے جب ملاقات ہوئی تو داخل ہوئے تو احتراماً جوتے اتار دیئے۔ ملاقات کے بعد جب اٹھے تو ظفر اللہ قادیانی نے اُٹھتے اُٹھتے اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ ملک صاحب ظفر اللہ قادیانی کی اس انکساری اور تواضع سے متاثر ہوئے۔

ملک صاحب بھی عجیب سادہ لوح بزرگ ہیں انہیں یہ معلوم نہیں کہ دراصل سر ظفر اللہ خان کے وزیر اعظم یعنی ملک کے دس کروڑ باشندوں کے نمائندوں کو اپنے گرو کے پاس لے جانے کا سبب ہو گیا اور اس طرح سے اس نے پورے ملک کی انتظامیہ اور افسروں کو یہ تاثر دیا کہ قادیانیوں کا حال بالما حظ ہو شیار ہو کر رہے کیونکہ میرے گرو کے دربار میں ملک کا سب سے بڑا حاکم بھی پاپوش اور نفس گم کر رہا تھا۔

ملک صاحب کا خیال ہے کہ دربار ربوہ میں ظفر اللہ قادیانی نے ملک صاحب کا جوتا اٹھا کر اُٹھا اور تواضع کی اعلیٰ مثال پیش کی۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ ظفر اللہ قادیانی نے ملک نون کو ربوہ میں پیش کر کے پوری ملت اسلامیہ کے سر پر جوتے رسید کئے۔ اصل میں ملک فیروز نون بہت آزادی ہیں۔ تحریک پاکستان کے آخری ایام میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان کی تائید کی تھے بلکہ تحریک پاکستان کے سلسلے میں گرفتار ہو کر کچھ دنوں کے لئے قید بھی ہو گئے تھے۔ ملک کی گرفتاری اور قید کا سن کر ہمارے ایک بزرگ نے غالب کا یہ شعر پڑھا تھا۔

ہر بواہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

ملک صاحب کا انہی دنوں کا ایک لطیفہ بڑا مشہور ہے کہ کسی جلسہ میں انہوں نے کہا تھا کہ
پڑھو کلمہ اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم۔

چوہدری ظفر اللہ خان کے جوتے اٹھانے کی بات ہو رہی تھی چوہدری صاحب کے جوتے
ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے جس زمانے میں ان کو میاں سر فضل حسین کی جگہ وائسرائے کی ایک
ممبر بنایا جا رہا تھا ان دنوں کا ذکر ہے کہ ایک وفد میاں سر فضل حسین کی خدمت میں حاضر
صاحب اس وقت شملہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس وفد میں 1۔ سید مرتضیٰ بہادر ممبر سنٹر اسمبلی، 2۔
نائب مالک آرمی پریس شملہ، 3۔ خطیب صاحب جامع مسجد شملہ، 4۔ مولانا لال حسین اللہ
حسین شملوی شامل تھے۔

وفد نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وائسرائے کی ایک
سے فارغ ہو کر پنجاب میں ہونے والے الیکشنوں میں حصہ لے کر وزیر اعلیٰ پنجاب بننا چاہتے
اپنی جگہ مسلمان نمائندے کے طور پر سر ظفر اللہ قادیانی کو کنسل کا ممبر بنوا رہے ہیں آپ کو اس
چاہئے اور ظفر اللہ قادیانی کی جگہ کسی مسلمان کو کنسل کا ممبر بنوانا چاہئے۔

میاں صاحب نے وفد کی معلومات کی تصدیق کی اور کہا میں ظفر اللہ خان کے علاوہ کسی
بنوانا پسند نہیں کروں گا۔ وفد مایوس ہو کر باہر نکلا تو میاں فضل حسین مرحوم کے ایک ملازم نے پوچھا
بھائی، میاں صاحب نے تمہارا مطالبہ مان لیا، انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس نے کہا میری
سنو پھر تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ میاں صاحب ظفر اللہ خان کو ہی کیوں ممبر بنوانا چاہتے ہیں
ایک دن میاں صاحب دفتر جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ اس وقت چوہدری ظفر اللہ خان
صاحب کے پاس موجود تھے۔ میاں صاحب نے مجھے آواز دی اور کہا کہ میرا جوتا لادو۔ میں ساتھ
کمرے میں تھا جلدی سے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آنے سے قبل ہی ظفر اللہ خان نے میاں
کا جوتا اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔

یہ واقعہ سن کر وہ ملازم کہنے لگا نواب آف چھتاری یا سر علی امام یا نواب اسماعیل یا ہندو
پنجاب کا کوئی اور بڑا مسلمان میاں صاحب کی اتنی خوشامد نہیں کر سکتا ہے جتنی سر ظفر اللہ خان کر رہے
اس لئے آپ جانیں یہ ظفر اللہ خان کو ہی ممبر بنوائیں گے۔ کسی اور کو ممبر بنوانا کبھی پسند نہیں کریں
اسی لئے تحریک آزادی کے دنوں میں مولانا ظفر علی خان ایسے لوگوں کے متعلق یہ کہا کرتے تھے کہ
”فلاح شخص انگریزوں کے بوٹ کی ٹو چاٹتا ہے۔“

ایسے کسی آدمی نے اگر ملک نوں کا جوتا اٹھا کر رکھ دیا تو کون سی قیامت آگئی جس سے ملک

ہمارے ہیں۔

ہمارے چوہدری ظفر اللہ خان جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس کی بنیادی انگریز کی کفش برداری
ہے۔ اور چوہدری صاحب اس فرقہ کے مفلس اور سچے پیر و کار ہیں۔

ظفر اللہ خان قادیانی، سؤر کے گوشت کی گولیاں کھا گیا:
ایک دفعہ کرشمہ پر نوکول کے ایک افسر نے مجھے بریکٹیل تذکرہ یہ بتایا کہ اگر ہم سؤر کے گوشت
کریں، لیکن وغیرہ) سے پرہیز کرنا چاہتے ہیں تو بازار سے بنانا یا قیمہ نہ خریدیں۔ کیونکہ بنے
لوہ میں ہر قسم کا ملا جلا گوشت شامل ہو جاتا ہے۔ اس انتباہ کے بعد ہم لوگ ہالینڈ کے استقبالیہ کا
”کھانا“ کھا جا۔ قیمہ کی گولیاں (Meat Balls) کھانے سے اجتناب کرتے تھے۔ ایک روز قصر
(Peace Palace) میں بین الاقوامی عدالت عالیہ کا سالانہ استقبالیہ تھا۔ چوہدری ظفر اللہ
اس عدالت کے بیچ تھے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ قیمے کی گولیاں، سر کے اور چٹنی میں ڈبو کر مزے
کھا رہے تھے۔ میں نے عفت سے کہا، آج تو چوہدری صاحب ہمارے میزبان ہیں۔ اس لئے
کے بلے منگوا یا ہوگا۔ وہ بولی ذرا ٹھہر دیکھو پچھلے پوچھ لینا چاہئے۔ ہم دونوں چوہدری صاحب کے پاس
کے عفت نے پوچھا، چوہدری صاحب یہ تو آپ کی (Reception) ہے۔ قیمہ تو
آپ کی ہدایت کے مطابق منگوا یا ہوگا؟ چوہدری صاحب نے جواب دیا (Reception) کا
کے قیمہ اچھالائے ہوں گے۔ یہ کہاں چکھ کر دیکھو۔ عفت نے ہر قسم کے ملے جلے گوشت
کھان کیا۔ چوہدری صاحب بولے، ”بعض موقعوں پر بہت زیادہ کرید میں نہیں پڑتا چاہیے۔ حضور
میں یہی ہے۔“ دین کے معاملے میں عفت بے حد مند پھٹ عورت تھی۔ اس نے نہایت تلکھے
کہا یہ فرمان آپ کے حضور (مرزا قادیانی) کا ہے یا ہمارے حضور (مصلح) کا۔

(شہاب نامہ صفحہ 1003 تا 1004 مصنفہ قدرت اللہ شہاب)

قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اور ظفر اللہ

قادیانی، فرانسیسی سینما گھر میں:

جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے یہ خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ دیکھوں
پاکستان کے دوران مجھے موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس (France) آئے تو میں نے
ظفر اللہ خان سے جو میرے ساتھ تھے کہا مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عربانی
کے وہ بھی فرانس سے واقف نہ تھے مگر مجھے ادھیرا (ڈانس گھر) میں لے گئے اور پیرا سینما کو کہتے

ہیں جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کمزور ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک عورتیں بیٹھی ہیں میں نے چوہدری صاحب سے کہا کیا یہ سچی ہیں انہوں نے بتایا نہیں۔ (بیان خلیفہ محمود امام سلطنت)

قادیانی اخبار الفضل 18 جنوری 1935ء)

قائد اعظم رحمہ اللہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی:

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے لیکن ادھر ایک شخص ہے کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی ملکی سفیروں کے جھرمٹ میں ناگہان پھنس گیا۔ وہ انکھوں سے جنازے کا سارا منظر دیکھ رہا ہے۔ اس کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ ہے۔ آگھوں میں ایک شرارت ہے۔ اپنے قائد کا جنازہ پڑھ کر مسلمان فارغ ہوئے تو صحابیوں نے قادیانی سے پوچھا۔

”آپ نے بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی“

ظفر اللہ قادیانی نے جواب دیا۔

”آپ مجھے ایک کافر ملک کا مسلمان وزیر خارجہ یا ایک مسلمان ملک کا کافر وزیر خارجہ نہیں لیں۔“

ظفر اللہ قادیانی اس ذومعنی جملے میں بہت کچھ کہہ گیا۔ وہ قائد اعظم کو کافر کہہ گیا وہ قائد اعظم کافر ہونے کا اعلان کر گیا۔ وہ اپنے اس عقیدے کی تشہیر کر گیا کہ جو مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ دنیا بھر کے قادیانیوں نے اس پر خوب بغلیں بجاتیں۔ کہ ظفر اللہ قادیانی نے اہل اسلام کے عقیدے کا اظہار کیا ہے۔

ظفر اللہ قادیانی کا ہولناک انجام:

فتنہ قادیانیت کا پوپ ظفر اللہ قادیانی بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے۔ کبھی کبھی معمولی سی آواز کھول کر اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو ہلکی سی نظر دیکھ لیتا ہے۔ کھانے پینے سے عاجز ہے۔ ضروریات پوری کرنے کے لئے گلو کوڑکی بوتلیں چڑھا رکھی ہیں۔ لیکن گلو کوڑکا پانی پیلے رنگ کا محلول منہ کے راستہ باہر نکل جاتا ہے اور اس پیلے رنگ کے محلول سے پاخانے جیسی بدبو اٹھ رہی ہے۔ (ذیل) پیپر سے بار بار اس غلاظت کو صاف کر رہے تھے لیکن غلاظت رکنے کا نام نہیں لیتی۔ ظفر اللہ قادیانی

کر رہا ہے۔ کمرے میں اس شدت کی بدبو سے ٹھہرنا مشکل ہے۔ بدبو اور دیگر حفاظتی تدابیر کو مد نظر رکھ کر قادیانی ڈاکٹروں نے اپنے منہ پر ماسک چڑھا رکھے ہیں۔ عام ملاقات پر سخت پابندی ہے۔ قادیانی کا یہ ہولناک انجام دیکھ کر کوئی بھی قادیانی قادیانیت سے تائب ہو سکتا ہے۔ اسی ظفر اللہ قادیانی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد بھی اس کے منہ سے بات جاری رہتی ہے اس سے بچنے کے لئے قادیانی ڈاکٹر اس کا منہ کھول کر گلے میں روئی کو گولہ ٹھونس دیتے ہیں۔ لیکن خدائی عذاب اس گولے سے کہاں رکتا ہے۔!!!

دیکھو گے برا حال محمد ﷺ کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے چاند پر تھوکا



میتے اجسام نوری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شعل چاہیں بن جائیں کبھی اہل نمل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔

عقیدہ۔ وہ وہی کرتے ہیں جو حکم الہی ہے خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ قصد آئے نہ سہواً اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صفائر و کبار سے پاک ہیں۔

عقیدہ۔ ان کو مختلف خدائیں سپرد ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، بعض پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا، کسی کے متعلق روزی پہنچانا، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ رکھنا، کسی کے متعلق بدن انسان کے اندر تصرف کرنا، کسی کے متعلق انسان کی دشمنیوں سے بچانا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق انسان کے نامہ لکھنا، بیٹوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاح و سلامت، کسی کے متعلق مردوں سے سوال کرنا، کسی کے ذمہ روح قبض کرنا، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا، بعضوں کے متعلق صورت چھوٹکنا، اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو مانگنا انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ۔ فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ۔ ان کو قدیم ماننا یا خالق ماننا کفر ہے۔ (بہار شریعت)

ڈاکٹر عبدالسلام کون؟

ایک تعارف ایک تجزیہ

روزنامہ نوائے وقت میں جناب جی ایم پراچہ صاحب کا مضمون بعنوان ”ڈاکٹر عبدالسلام“ میں ”تین قسطوں میں شائع ہوا۔ جس میں مصنف نے معروف قادیانی لیڈر آنجنابی ڈاکٹر عبدالسلام کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اس کی علیت کے قصیدے پڑھے ہیں، اس کی محبت کے گیت گائے ہیں۔ نوبل انعام کے حوالے سے اس کی خوب تشبیہ کی ہے اور اس کے اعتبار سے ایک کامیاب انسان قرار دیا ہے۔

میں اسے جناب پراچہ صاحب کی کمال سادگی کہوں یا کمال ہوشیاری یا کمال بے خبری کہوں یا کچھ بھی معلوم نہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام کا تعلق اس گروہ سے تھا، جس نے ہندوستان میں انگریزوں کو فناک سازش کے تحت قہر قسم نبوت پر ڈاکہ زنی کی ناپاک جسارت کی اور ایک غدار ملت ہندوستان کو قادیانی سے دعویٰ نبوت کرایا۔ مرزا قادیانی سے دعویٰ نبوت کرایا۔ مرزا قادیانی نے خود کو اللہ کا رسول کہا۔ انگریزی سلطنت کی بقا کے لئے جہاد کو حرام قرار دیا۔ انگریز کو اولی الامر بنایا، خلیفہ گورنمنٹ کو رحمت کا سایہ کہا۔ ملکہ وکٹوریہ کو زمین کا نور کہا اور انگریزی سلطنت کے خلاف والوں کو خدا اور رسول کا باغی، جہرامی اور بدکردار قرار دیا۔

کیا پراچہ صاحب کو معلوم نہیں کہ جس جماعت نے سامراجی ایجنٹ ہونے کا ناطہ، میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے مسیحی عبدالسلام کو ڈاکٹر عبدالسلام بنایا اور پھر اسے لبرل دلوایا اور پھر یہودی پریس کے ذریعے پوری دنیا میں اس کی خوب تشبیہ کرائی۔

اس جماعت نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا۔ شاتم رسول راجپال کو قتل کرنے والے عظیم عاشق رسول غازی علم الدین کو پرتقید کرتے ہوئے جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ ”وہ نبی بھی کیا نبی عزت کی حفاظت کے لئے خون میں ہاتھ رنگنے پر ہیں۔“

جس نے حد بندی کمیشن کے سامنے مسلمانوں سے نہت کر قادیان حاصل کرنے کے ایک مہمور مضم پیش کیا، جس کے نتیجے میں ضلع گورداسپور بھارت کے قبضہ میں چلا گیا اور بھارت کے اندر کرنے کا واحد زمینی راستہ مل گیا۔

جس کے نمائندہ وزیر خارجہ مظفر اللہ نے بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھی کیونکہ قادیانیوں کے نزدیک قائد اعظم کافر تھے، کیونکہ قائد اعظم مرزا قادیانی کو نبی نہیں

جنہوں نے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو اس لئے قتل کرایا کہ لیاقت علی خان، قادیانی مظفر اللہ کو اس کی خرمستیوں کی وجہ سے کابینہ سے خارج کرنے کا اعلان کرنے والے تھے۔

جنہوں نے وطن عزیز میں ایک الگ ریاست ”ربوہ“ کے نام سے بسائی اور وہاں اس کا داخلہ ممنوع قرار دیا اور ربوہ کا قادیانی خلیفہ وہاں کا مطلق العنان حکمران ہوتا تھا جس کے قتل کا قانون کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

جنہوں نے اسرائیل میں اپنا مشن قائم کر رکھا ہے اور اسرائیل کی فوج میں چھ سو آدمی مقرر کرتے ہیں۔

جنہوں نے سقوط مشرقی پاکستان ربوہ کے بازاروں میں بھنگڑا ڈالا۔

جنہوں نے شاہ فیصل کی شہادت پر جشن منایا۔

جنہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی موت پر خوشی مناتے ہوئے حلوے کی دیکھیں اور بھٹو کو ایک غلیظ جانور سے تشبیہ دی۔

جنہوں نے ضیاء الحق کی شہادت پر ایک دوسرے کو منہ میٹھا کرایا اور مبارک بادیں

جنہوں نے کمبوڈیا میں پلانٹ کا ماڈل امریکہ پہنچایا۔

اور جن کا مذہبی عقیدہ ہے کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا اور اکھنڈ بھارت بنے گا۔ اسی اپنے مردے ربوہ میں امانت دہن کرتے ہیں کہ جب اکھنڈ بھارت بن جائے گا تو ہم ان کی لاشیں ان کے سر پر لٹا دیں گے۔ مرزا بشیر الدین کی قبر پر ایسی ہی تحریر رقم تھی، جواب کسی مصلحت سے نہ منادی گئی ہے۔

ایک جناب پراچہ صاحب نے مصور پاکستان، مفکر پاکستان حکیم الامت حضرت علامہ اقبال کے یہ شعر بھی پڑھے کہ

قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ اور

قادیانیت یہودیت کا چہ بہ ہے۔

حضرت حکیم الامت نے ہی سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔
مطالبہ کیا تھا اور پاکستان کے خواب کی طرح حکیم الامت کا یہ خواب بھی 1974ء میں پورا ہوا اور
پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔

فرنگی سامراج کی خود ساختہ قادیانی جماعت کا تذکرہ ہو جانے کے بعد میں ڈاکٹر عبد السلام
آنجنابی کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ ڈاکٹر عبد السلام پچھلے کئی برسوں سے کئی کرناک بیماریوں میں مبتلا
فالج سے اس کا جسم بید لرزاں کی طرح کا پٹا تھا۔ موت سے چھ ماہ قبل تک اس پر بے ہوشی کے
پڑتے اور اسے مصنوعی طریقے سے غذا پہنچانی جاتی۔ پھر دماغ پر ہونے والے شدید فالج کے
اسے یادداشتوں اور ہوش و حواس سے بھی محروم کر دیا۔ قادیانی ڈاکٹروں کی ایک مخصوص ٹیم اس
کے لئے مستعد رہتی لیکن کوئی علاج بھی کارگر نہ ہوتا۔ قادیانی جماعت نے اس کی اس خطرناک
عام قادیانیوں سے چھپائے رکھا کیونکہ قادیانی جماعت کے پیشوا مرزا قادیانی نے فالج سے
موت کو بہت بری موت قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر عبد السلام آنجنابی کا شمار چوٹی کے قادیانی مبلغین میں ہوتا تھا۔ اس نے تعلیم اور
آز میں سینکڑوں مسلمان نوجوانوں کو قادیانی بنایا۔ یہود و نصاریٰ نے اس کی سائنسی خدمات کو
ہوئے اسے 1979ء میں نوبل انعام سے نوازا اور پھر ایک مخصوص پروگرام کے تحت پوری دنیا
کے نام کی تشہیر کی گئی۔ ڈاکٹر عبد السلام نے اس نوبل انعام کو اپنے ”نبی“ مرزا غلام احمد قادیانی
قرار دیا اور اس موقع پر اس نے کہا:

”میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں، اور
پاکستانی“

ڈاکٹر عبد السلام نے کون سی سائنسی خدمات سر انجام دیں؟ انسانیت کو اس سے کیا فائدہ
پاکستان کو ان سے کیا عزت ملی؟ تاریخ پوچھتی ہے۔۔۔ زمانہ سوال کرتا ہے!!

اسلام دشمن نوبل انعام ہمیشہ اسلام دشمنوں کو ہی دیتے ہیں۔ کیونکہ نوبل انعام کا بانی، نوبل
یہودی تھا۔ کیا کبھی یہ انعام مسلمان مشاہیر کو ملا ہے؟ ادب کے شعبے میں حضرت علامہ اقبال
مقابلہ میں نوبل انعام ایک بنگالی ہندو ٹیگور کو دیا گیا۔ حالانکہ ٹیگور علامہ اقبال کی خاک راہ کو بھی
سکتا۔ ڈاکٹر عبد السلام کو نوبل انعام ملنے پر تبصرہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کے عظیم سائنس دان

فرماتے ہیں۔

”میں نے نظریات کی بنیاد پر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبد السلام 1959ء سے اس کوشش میں تھے کہ
انہی اعلیٰ انعام ملے۔ آخر کار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کو مطلوبہ انعام دے
دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا
ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔
ڈاکٹر عبد السلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔“

(ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور 6 فروری 1956ء)

تذکرہ ہے یہودیوں کی نوازش کا، اب جہاں تک ڈاکٹر عبد السلام کی اہلیت و قابلیت کا ذکر ہے
اس دور میں گورنمنٹ کالج میں لیکچرار تھے تو ان کے طلباء ان کے پڑھانے کے طریقہ سے
تھے اور کالج کے پرنسپل نے ان کی پرنسپل فائل میں لکھا تھا کہ وہ ایک نا اہل استاد ہیں جو اپنے
مطمن کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ شخص جو اپنے کالج کے طلباء کو مطمئن نہ کر سکا لیکن وہ نوبل
انعام کے بین الاقوامی یہودی دامغوں کو مطمئن کر گیا، نوبل انعام کیا چیز ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تو
اس کے پرانے فیل پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کو ”نبوت“ عطا کر دی تھی۔

1974ء میں پاکستان کے مسلمانوں کے زبردست مطالبہ اور تحریک کے نتیجے میں پاکستان
اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو ڈاکٹر عبد السلام اس فیصلے پر احتجاج کرتے ہوئے پاکستان
استان چلا گیا اور پھر پوری دنیا میں گھوم کر پاکستان کی قومی اسمبلی اور اس عظیم فیصلے کے خلاف
لگا۔ اس فیصلے کے کچھ مدت بعد پاکستان میں ایک بہت بڑی سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔
پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے ڈاکٹر عبد السلام کو بھی کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ بھیجا لیکن
اسلام نے انتہائی غصہ میں اس کا جواب بھیجا۔

”میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم (قادیانی
کفر) واپس نہ لی جائے۔“

یہاں جواب سنکر پوری پاکستان قوم میں غم و غصہ کی شدید لہر دوڑ گئی۔

ڈاکٹر عبد السلام کی بھارت کے سابقہ وزیراعظم راجیو گاندھی سے دوستی تھی۔ وہ کبھی پوشیدہ
بھارت کا دورہ کرتا۔ بھارت جب بھی کوئی نیا اسلحہ بنا تا تو وہ ہمیشہ بھارت کو مبارک باد بھیجا
تھی۔ جب قادیانیوں نے اپنا سالانہ عالمی جلسہ بھارت میں کرنے کا فیصلہ کیا تو باری
کے والے اور ہزاروں کشمیریوں کا خون پینے والے بھارت نے انہیں بخوشی اجازت دے
کے راستے میں اپنی پٹلیں بچھا دیں۔ بھارتی فی وی اور بھارتی اخبارات نے قادیانیوں کے

ارتدادی پروگرام کو خوب کوریج دی۔ پاکستان سے جانے والے ہزاروں قادیانیوں کی واپس بڑی آؤ بھگت کی گئی اور انہیں بارائیتوں کی طرح قادیان لے جایا گیا اور جلسہ ختم ہونے پر انہیں دے کر بڑی ٹکریم سے روانہ کیا گیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ بھارتیوں اور قادیانیوں میں اتنی محبت ہے؟ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے ”اسلام اور پاکستان دشمنی“۔

اب ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کی سرزمین میں دفن کیا گیا ہے تو شہیدوں کی بیٹوں سے سوال کرتی ہے کہ مجھے ”بلعنتی“ کہنے والا میرے پیٹ میں کیوں دفن کیا گیا ہے؟

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اے نوجوانان ملت اسلامیہ!

اے ختم نبوت کے شاہینو!

اے صدیق اکبر ﷺ کی تحفظ ختم نبوت کی فوج کے دلاور سپاہیو!

اے معاذ ﷺ اور معوذتہ ﷺ کے جذبوں کے امینو!

اے طارق و قاسم کی جراثیم کے وارثو!

ایک خطرناک سازش کے تحت اس عداوت اسلام، عداوت وطن اور عداوت ملت اسلامیہ کو سائنسی نصابی کتب میں شامل کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کالجوں کی لائبریریوں اور لیبز یوں کو اس سے منسوب کرنے کے لئے کچھ خفیہ چہرے سرگرم ہیں۔ نبوت محمدی ﷺ کے اس باغی کے جھگڑے کو ایک قومی یادگار کے طور پر محفوظ کرنے کے پروگرام بن رہے ہیں۔

اسلام کے بیٹو! آؤ عہد کریں کہ ہم اس عداوت کے نام کو اپنی نصابی کتب میں شامل نہیں ہمارے۔ ہم اپنے کالجوں اور سکولوں کے کسی بھی شعبہ کو یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ کے نام سے منسوب ہونے دیں گے۔ ہم اس کے منحوس اور ناپاک مکان یعنی ”قادیان ہاؤس“ کو قومی یادگار نہیں مانیں گے۔ کیونکہ یہ ملک ہمارے آقا جناب محمد عربی ﷺ کے نام پر بننا ہے۔ اس لئے اس میں ہمارے آقا ﷺ کے دشمن اور گستاخ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

جن کو نہ ہو کچھ پاس پیغمبر کے ادب کا

چن چن کے میں اس قوم کو مٹی میں ملا دوں

اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت

میں اس کے لئے راہ میں آنکھوں کو بچھا دوں

(ظفر)

(اسلم، سابق قادیانی)

”روزنامہ تبصرہ“

قادیانیوں کے بھیانک انجام

.....	ختم نبوت سے انکار.....	اللہ تعالیٰ پر بہتان طرازی
.....	ختم نبوت سے انکار.....	کتاب اللہ کی تکذیب
.....	ختم نبوت سے انکار.....	وحی الہی پر عدم اعتقاد
.....	ختم نبوت سے انکار.....	جناب ختم النبیین محمد ﷺ کی صداقت کو جھٹلانا
.....	ختم نبوت سے انکار.....	احادیث رسول ﷺ سے بغاوت
.....	ختم نبوت سے انکار.....	انبیائے سابقین پر کذب و افتراء ہاندھنا
.....	ختم نبوت سے انکار.....	پہلی الہامی کتابوں پر ایمان لانے سے فرار
.....	ختم نبوت سے انکار.....	صحابہ کرام کی مقدس ہستیوں کو خائن کہنا
.....	ختم نبوت سے انکار.....	ملت اسلامیہ کی وحدت پر ضرب کاری لگا کر اسے ٹکڑیوں میں بانٹنے کی سازش
.....	ختم نبوت سے انکار.....	نئی نبوت کا اجراء
.....	ختم نبوت سے انکار.....	نئے دین اور نئی شریعت کی تشکیل کرنا
.....	ختم نبوت سے انکار.....	نئی امت کی بنیاد رکھنا

عجیب بالاحقائق سے آپ اندازہ لگائیں کہ منکر ختم نبوت کتنا بڑا مجرم ہے۔ باغی ختم نبوت کس اسلام کی رفیع الشان عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اسے کھنڈرات میں بدل دینا چاہتا ہے؟ پاکستان میں سب سے بڑا باغی ختم نبوت اور بدعتی نبوت مرزا قادیانی تھا، جس نے ایک گہری سازش کے تحت دعویٰ نبوت کیا۔ وہ کس طرح تاج و تخت ختم نبوت پر حملہ آور ہوا اور کس طرح کے شجر وحدت کے تنے پر ارتداد کے کھباڑے چلاتا رہا، یہ ایک کرناک اور خوفناک داستان ہے۔ ہم صرف مرزا قادیانی اور اس کی امت ردیہ کے چند افراد کے چند واقعات رقم کر رہے

ہیں، جن کے لفظ لفظ سے عبرت کا دریا بہتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ عبرت کے یہ چند اہل حق حضرات تک بھی پہنچ جائیں اور شاید خوف خدا کی تفرقہ راءٹ سے کسی کے دل پر لگا کفر کا کھنکھار اور یہ واقعات اس کی ہدایت اور میری نجات کا سامان بن جائیں۔ (آمین، شہ آمین)

جنازہ اور مکھیاں :

میرے ایک دوست محمد صفدر بھٹی کے تایا ایک قادیانی مربی کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے ان کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے۔ قادیانی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ ایک رات وہ ایک کتاب پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ اسی رات انہیں خواب آیا کہ رات کا گھناؤپ اندھیرا ایک سنسان جنگل میں کھڑے ہیں کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ان کے بالکل قریب سے ایک گزر رہا ہے۔ جنازے کے ساتھ صرف چار آدمی ہیں جنہوں نے چار پائی کے ایک ایک پائے پر چاروں آدمیوں نے چروں پر سیاہ نقاب اوڑھے ہوئے ہیں۔ میت پر کوئی چادر نہیں ہے۔ میت پر بھنٹنا رہی ہیں۔ میت سے انتہائی غلیظ مادہ فیک رہا ہے، جس سے ناقابل برداشت ہوا ہے۔ انہوں نے بڑی ہمت سے جنازہ اٹھائے ہوئے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے اس شخص نے بڑے درشت لہجے میں جواب دیا کہ یہ مرزا قادیانی کا جنازہ ہے۔ صفدر بھٹی صاحب ہیں کہ صبح اٹھتے ہی تایاجی زار و قطار روئے گئے۔ سارے گھر والے یکدم اسٹھے ہو گئے۔ تایاجی ماجرا پوچھا۔ انہوں نے کانپتے کانپتے سارا خواب سنا دیا۔ پھر تایاجی نے سارے اہل خانہ کو کہا کہ تم سب گواہ رہنا میں تا تب ہو گیا ہوں اور مرزا قادیانی دجال پہ کروڑوں لعنتیں بھیجتا ہوں۔

کتنے :

مولانا عتیق الرحمن چینیوی مرحوم پہلے قادیانی تھے، بعد میں اللہ کے فضل سے مسلمان ہوئے۔ مولانا مرحوم اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ یوں سنایا کرتے تھے:

"ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں قادیان میں مرزا قادیانی کے گھر سے چوک کی طرف آ رہا ہوں۔ چوک میں میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک دائرے کی صورت میں اس طرح کھڑے ہیں کہ گویا کسی مداری کا تماشا دیکھ رہے ہوں۔ ان لوگوں کے درمیان میں کچھ لوگ کھڑے ہیں، جن کے دھڑ تو انسانوں جیسے ہیں لیکن منہ کتوں جیسے ہیں اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر چیخ کر رہے ہیں۔ مجمع کے تمام لوگ انہیں بڑی حیرانی سے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ایک شخص کا کندھا ہلا کر اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟

جواب دیا کہ یہ مرزا قادیانی کے مرید ہیں۔ پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ خوف کے ساتھ میرا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ میں نے فوراً توبہ کی اور اعلاناً مسلمان ہو گیا۔

پھر پھٹ گئی :

مرزا قادیانی خان کے قصبہ الہ آباد میں ایک منہ پھٹ اور انتہائی بد زبان قادیانی ماسٹر رہتا تھا۔ اس نے وہاں موقع ملتا وہ قادیانیت کی تبلیغ کرتا اور ختم نبوت کے بارے میں بک بک کرتا۔ ایک دن وہ اسی قصبہ کے ایک کمرے میں قادیانیوں نے اسے مسلمانوں کے مقامی قبرستان میں دفن کرنے کا خفیہ پروگرام بنایا۔ قادیانیوں نے یہ خبر مسلمانوں تک پہنچ گئی اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس ملعون کی تدفین نہ کی۔ قائد دست کر لیا اور علاقہ پولیس کو بھی اطلاع کر دی۔ قادیانی خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے مجبوراً اپنی اپنی زمین میں دفن کر دیا۔ تدفین کے بعد قبر میں زبردست آگ لگ گئی اور یہ کیفیت تین دن تک اسی طرح دیکھتے رہے۔ آخر قبر پھٹ گئی اور وہاں ایک بہت بڑا گڑھا بن گیا۔ لوگ دور سے اس گڑھے کو دیکھتے آتے۔ قادیانیوں نے اپنی بے عزتی ہوتے دیکھ کر پتھروں سے اس گڑھے کو بھر دیا اور قبر کا پختہ چوڑا قائم کر دیا لیکن بد بختوں نے اس ہولناک واقعہ سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔

دیکھو گے برا حال محمد ﷺ کے عدو کا

منہ پر ہی گرا جس نے چاند پہ تھوکا

مردمے کا منہ قبلہ سے پھر گیا :

میرزا محمد کوٹ ضلع خوشاب کے نزدیک امام الدین نامی ایک قادیانی رہتا تھا۔ جب 1974ء کی ایک ٹریک ختم نبوت اٹھی تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو دیکھتے ہوئے امام الدین قادیانی نے اپنے منہ سے تا تب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ مسلمانوں نے اس کے اسلام قبول کرنے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ امام الدین مساجد میں نماز پڑھنے لگا۔ مسلمانوں کی شادی غمی میں شرکت کرنے لگا۔ لیکن وہ کچھ عرصہ ہی اندر قادیانیوں سے رابطہ رکھتا اور انہیں مسلمانوں کی ساری خبروں سے آگاہ کرتا۔ لیکن کچھ عرصہ کو اس جاسوس کا پتہ نہ چلتا۔ ایک دن امام الدین قادیانی بیمار ہوا اور چل بسا۔ مسلمانوں نے اس کا کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھائی، لحد تک ساتھ گئے۔ جب اسے قبر میں لٹایا گیا تو ایک مولوی نے قبر میں اترے اور انہوں نے اس کا چہرہ مخالف سمت سے قبلہ رخ کر دیا۔ ایک زوردار جھٹکا لگا اور اسے قبلہ رخ کر دیا۔ لیکن پھر ایک جھٹکا لگا اور منہ دوسری طرف ہو گیا۔ مولوی صاحب سمجھے کہ شاید میرا پاؤں لگ گیا ہے۔ انہوں نے دوبارہ اسے قبلہ رخ کیا، لیکن پھر ایک جھٹکا لگا اور منہ دوسری طرف ہو گیا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں: جب

تیسری دفعہ بھی اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے ہٹ گیا تو میرے دل میں یہ القاء ہو گیا کہ یہ شخص اور اس نے صرف مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہوئے اسلام قبول کرنے کا ڈرامہ رچایا تھا۔ سارا اس واقعہ کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے اور جلدی جلدی قبر پر مٹی ڈال کر اپنے گھروں کو بھاگ گئے۔

مرقد کی وحشت بتا رہی ہے
دفن ہے یہ کسی گستاخ رسول ﷺ کا

کالا ناگ:

بھکرے عمرالدین سائی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک قادیانی آیا اور مجھے قادیانیت کی کیا لگا۔ مرزا قادیانی کو نبی اور قادیانیت کو مذہب حق ثابت کرنے لگا۔ میں اپنی علمی بساط کے ساتھ جواب دیتا رہا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے بحث کرنے کے بعد وہ چلا گیا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر مرزا صاحب سے کیا۔ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ مجھے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کے متعلق قادیانی مذہب قادیانیت کی سیاہ تاریخ سے آگاہ کیا۔ اس واقعہ کو تقریباً ایک ہفت گزرا تھا کہ میرے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی ملعون قادیانی اس کے ہاتھوں میں قادیانی کتابوں کا ایک بندوق تھا۔ اس نے کتابیں میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ ان کتابوں کا مطالعہ کرو، تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں ان کتابوں کو نہیں رکھ سکتا۔ اگر میری بیوی یا میرے والدین کو ان کی بابت پتہ چل گیا تو وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے اور پورا خاندان میرا بایں کاٹ کر دے گا۔ اس پر وہ مجھے کہنے لگا کہ تم فکر نہ کرو، میری جوان بیٹی اس کے ساتھ تمہاری شادی کر دوں گا اور میں اپنی زمین بھی تیرے نام کر دوں گا۔ میں نے اس سے کہا کہ بے غیرت! تو زن اور زر کے عوض میرا ایمان خریدنا چاہتا ہے۔ میری نظروں سے میرا اگر جتنا جواب سن کر وہ منہ سے بڑبڑاتا ہوا دفع ہو گیا۔ اسی رات مجھے خواب آیا کہ ایک بہت بڑا ناگ میرے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ میں جس طرف بھاگتا ہوں، وہ بڑی سرعت کے ساتھ میرے پیچھے بھاگتا ہے۔ بھاگ بھاگ کر میرا سانس پھول جاتا ہے اور میں پسینے میں شرابور ہو جاتا ہوں۔ میری نظر مولانا محمد نواز پر پڑتی ہے۔ میں لپک کر ان تک پہنچ جاتا ہوں اور ان سے لپٹ کر ان کے کرتا ہوں کہ مجھے اس ناگ سے بچائیں۔ اس افراتفری میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ دیکھا کہ وہ ناگ نہایا ہوا تھا۔ دل اتنی تیزی سے دھک دھک کر رہا تھا گویا سینے سے ابھی باہر نکلا۔ حواس درست ہوئے تو میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعے اس قادیانی کو پیغام بھجوایا کہ اگر آئندہ مجھ سے ملاقات کی

برا کوئی نہ ہوگا۔ یوں ایک خواب کے ذریعے اللہ پاک نے میری رہنمائی فرمائی۔

مل شاہ سے درخواست دعا:

مولوی محبوب عالم محیفہ محبوب میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواجہ توکل شاہ انبالوی سے عرض کیا تو مرزا قادیانی کو برا جانتا ہوں، آپ کے نزدیک وہ شخص کیا ہے؟ ان دنوں مرزا کا دعویٰ مہدیت سے تجاوز نہ ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ گویا کو تو ال۔ شہر لاہور کا گشت کر رہا ہوں۔ ایک مقام پر مرزا غلام احمد کو دیکھا کہ کانٹوں اور گندگی میں لیٹے اس نے اس کے ہاتھ کو چٹنٹش دی اور ڈانٹ کر کہا۔ تیرے پاس مجددیت اور مہدیت کا کیا ثبوت ہے؟ اس نے اس اور غمزہ دکھائی دیتا تھا۔ میرے سوال کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے مل کیا تھا، مگر پھر کسی بد پرہیزی کے باعث اس عمل سے گر گیا۔ مولوی محبوب عالم لکھتے ہیں کہ یہ تو شاہدہ ہے کہ اس کے اکثر خط خواجہ توکل شاہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے، جن کا یہ مضمون ہوتا تھا کہ میرے حق میں دعا فرمائیں۔ خط کے سنتے ہی خواجہ صاحب کے چہرہ پر غصہ کے مارے پھیل جاتے تھے، مگر ضبط کر کے خاموش ہو جاتے تھے۔ ("ریس قادیان" جلد دوم، صفحہ 19)

شاہ عبد الرحیم صاحب سہارنپوری:

شاہ عبد الرحیم صاحب سہارنپوری سے علماء لدھیانہ کی ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ قادیانی کے متعلق استیجار کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص بھینے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم سے نکلتا ہے۔ جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنا نظر آیا، جس سے اس شخص کا بے دین ہونا (فتاویٰ قادیانہ)

ب ایک قادیانی کی قبر کھولی گئی:

مات قیصرانی، تحصیل تونسہ، ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایک امیر مندانہ قادیانی مر گیا۔ اس مردود نے مسلمانوں کی مسجد کے صحن میں دفن کر دیا۔ مقامی مسلمان اس حادثہ سے خنج اٹھے۔ ان کی احتجاجی آواز کو با اثر قادیانیوں نے دبانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی پکار پر مختلف اسلامی اسکیمیں کی مدد کیلئے بجلی کی سرعت سے پہنچیں۔ خانقاہ تونسہ کے چشم و چراغ خواجہ مناف صاحب بھی مولانا محمد علی کے ہتھیار سے مسلح ہو کر غم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ جلوس نکالے گئے، کانفرنسیں اور حکومتی حکام سے مطالبہ کیا کہ قادیانی مردے کو مسجد سے نکالا جائے۔ حکومت نے ٹال مٹول کے کام لیا، لیکن عوام کے طوفانی احتجاج کے سامنے حکومت بے بس ہو گئی اور اسے مسلمانوں کا

مطالبہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ چوہڑوں کے ذریعے مردود کی قبر کشائی کی گئی۔ جونہی قبر کھلی، بدبو کے کھڑے ہوئے۔ اس شدت کی بدبو کو لوگوں کے سر چکرا گئے اور آنکھوں سے پانی نکل گیا۔ بھکڑ رنج گئی۔ غلیظ اور کٹنا چٹنا لاش باہر نکلا تو مارے خوف کے چوہڑے بھی کانپ گئے۔ لاش کے حوالے کر دی گئی، جنہوں نے چوہڑوں کے ذریعے ہی اسے اپنے گھر کے صحن میں دفن کر دیا۔ چند دنوں میں گھر میں ایسا تعفن پھیل گیا کہ گھر میں رہنا مشکل ہو گیا۔ آخر قادیانیوں نے تنگ آنکھ سے اکھیر کر اپنے کھیتوں میں دفن کر دیا۔ چشم دید گواہ کہتے ہیں کہ جب دوسری مرتبہ قادیانی کی لاشیں نکالی گئیں تو اس کی بدبو کئی میل دور تک گئی اور لوگ کئی دنوں تک اس بدبو کو محسوس کرتے رہے۔ واقعہ کو دیکھ کر کئی قادیانی مسلمان ہو گئے، جن میں سے کچھ مروے کے خاندان میں سے بھی تھے۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی

ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

مرزا قادیانی کو چوہڑے کی شکل میں دیکھا:

بحق کہ ضلع خوشاب کے جناب ظفر اقبال صاحب کہتے ہیں کہ میں آٹھویں جماعت میں چوہڑے گھر کے قریب ہی ایک قادیانی مبلغ غلام رسول رہتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھے قادیانیت کی دعوت دی اور پڑھنے کیلئے قادیانی لٹریچر بھی دیا۔ میری عمر بھی پختہ تھی اور مذہبی تعلیم بھی واجبی اس کی دجالی گفتگو سننے اور گمراہ کن لٹریچر پڑھنے کے بعد شیطان نے میرے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہیں قادیانی جماعت سچی ہی نہ ہو۔ عشاء کی نماز پڑھ کر بستر پر لیٹے یہی سوچتے سوچتے سوچا کہ میں نے خواب میں مرزا قادیانی کو انتہائی غلیظ اور کرہیہ صورت چوہڑے کی شکل میں دیکھا تھا۔ ہوا تو زبان پر استغفار کے جملے جاری تھے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور قادیانی مبلغ کے گھر جا کر لٹریچر اس کے منہ پر دے مارا۔

سر ظفر اللہ کا ہولناک انجام:

فتنہ قادیانیت کا پوپ سر ظفر اللہ بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے۔ کبھی کبھی معمولی سی آنکھیں کھولنے لگتی ہیں اور گرد کھڑے لوگوں کو ہلکی سی نظر دیکھ لیتا ہے۔ کھانے پینے سے عاجز ہے۔ غذائی ضروریات کو کرنے کیلئے گلو کوڑکی بوتلیں چڑھا رکھی ہیں۔ لیکن گلو کوڑکا پانی پیلے رنگ کا محلول بن کر منہ کے راستے نکلتا جاتا ہے اور اس پیلے رنگ کے محلول سے پاخانے جیسی بدبو اٹھ رہی ہے۔ ڈاکٹر ٹشو پیپر سے ہار دیا گیا۔ غلاظت کو صاف کر رہے ہیں لیکن غلاظت رکنے کا نام نہیں لیتی۔ سر ظفر اللہ بستر پر پیشاب کر رہا ہے۔

اس شدت کی بدبو ہے کہ ٹھہرنا مشکل ہے۔ بدبو اور دیگر حفاظتی تدابیر کو مد نظر رکھتے ہوئے قادیانی نے اپنے منہ پر ماسک چڑھا رکھے ہیں۔ عام ملاقات پر سخت پابندی ہے کیونکہ سر ظفر اللہ کا یہ کام دیکھ کر کوئی بھی قادیانی، قادیانیت سے تاب نہ ہو سکتا ہے۔ اسی حالت میں ظفر اللہ یڑیاں رگڑ رہا تھا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد بھی اس کے منہ سے غلاظت جاری رہتی ہے۔ جس سے بچنے کیلئے قادیانیوں کا منہ کھول کر گھلے میں روٹی کا گول ٹھونس دیتے ہیں۔ لیکن خدائی عذاب اس گولے سے بچا نہیں سکتا ہے!!!

قبر میں زلزلہ:

حضرت کے صوبہ بہار کے حکیم محمد حسین نے خواب دیکھا کہ مرزا قادیانی کی قبر میں تدفین ہو گئی۔ مٹی ڈال کر گھروں کو چل رہے ہیں۔ قبر میں سخت اندھیرا اور خوف ہے۔ اللہ کے فرشتے سوال کرتے آ رہے ہیں۔ مرزا قادیانی سخت گھبرایا ہوا ہے اور تھر تھر کانپ رہا ہے۔ اللہ کے فرشتے اس سے کہتے ہیں اور جواب میں وہ اول فول بک رہا ہے۔ قبر میں قریب ہی شیطان کھڑا ہے۔ وہ مرزا کو کہہ رہا ہے کہ اے مرزا قادیانی! تو میرا بہترین ساتھی تھا۔ تو نے میرے مشن کیلئے بہت کام کیا۔ اب تمہاری موت کا دکھ ہوا لیکن آج اس مشکل میں میں تیرے کسی دوست کے ساتھ آ سکتا۔ یہ عذاب تو اب تجھے سہنا ہی پڑے گا۔ یہ کہا اور شیطان غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی قادیانی سخت ترین عذاب میں مبتلا ہو گیا اور اس کی چیخوں سے قبر میں ایک زلزلہ مچا ہو گیا۔

آتش فشاں ہے زمین ایسی جگہوں سے کہ جہاں

لقمہ خاک ہوئے زہر اگلنے والے!

قادیانیت سے رہائی:

حضرت کے سید عبد الغفار کہتے ہیں کہ میں قادیانیوں کے ہاں ملازمت کرتا تھا۔ ان کی صحبت اور ان کی مہربانی سے میں بھی قادیانی ہو گیا۔ مجھے قادیانی ہوئے انہی تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ ایک رات خواب میں ایک بزرگ نظر آئے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ مرزا قادیانی دجال اور کذاب تھا، تو قادیانیوں نے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔ سید عبد الغفار کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ خواب قادیانیوں کو سنایا تو انہوں نے میرا خواب سن کر بجائے پریشان ہونے کے، بہت خوش ہوئے اور مجھے کہنے لگے کہ تم کتنے خوش قسمت ہو کہ تمہیں قادیانی ہوتے ہی بزرگوں کی زیارتیں ہونا شروع ہو گئی ہیں، حالانکہ اس سے قبل کسی زیارت نہ ہوئی تھی۔ میں ان کی تاویل کے پھندے میں پھر گرفتار ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد پھر

مجھے خواب آیا۔ میں نے رپچھ کی شکل والا ایک شخص دیکھا۔ اس کی کھال جلی اور ادھڑی ہوئی تھی۔ میں بھاری زنجیریں ڈلی ہوئی تھیں۔ مجھے میں آگ کا سرخ طوق تھا۔ دو آدمی، جن کے ہاتھ بڑے مضبوط کوڑے تھے، اسے تزاخ تزاخ پیٹ رہے تھے۔ یہ منظر بڑا ہولناک تھا۔ میں نے کچھ فاصلے پر وہی بزرگ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے اور اسے کیوں دیا جا رہا ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ یہ شخص مرزا قادیانی ہے اور اگر تم نے اسے نہ چھوڑا تو یہی حشر ہوگا۔ نیند سے بیدار ہوا تو پسینے میں شرابور تھا اور تھر تھر کانپ رہا تھا۔ لہذا میں فوراً مرزا نیت پر لعنت بھیج کر اسلام میں داخل ہو گیا۔

مرزے کی قبر:

جناب مرزا الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں مرزا کی تھا۔ ایک رات خواب میں ایک قادیان میں مرزا قادیانی کی قبر پر کھڑا ہوں۔ اچانک مجھے اس کی قبر پر ایک تختی نظر آئی جس پر لکھا تھا: "ناور جہنم خال الدین ابداء۔ بس یہ تحریر پڑھ کر کانپ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی مرزا کی قبر پر چند اور تختیوں کا شکل میں جانور نظر آئے۔ میں بیدار ہوا اور جگہ میں گر گیا کہ قدرت حق نے میری نگینہ کو مسلمان ہو گیا۔

قادیانیت سے توبہ:

ایک شخص جیون خان ساکن ٹونڈی موسیٰ خان ضلع سیالکوٹ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہ میں شومئی قسمت سے قادیانی ہو گیا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک کارواں حج کیلئے مکہ مکرمہ میں بھی کارواں میں شامل ہو گیا۔ کارواں بخیریت مکہ مکرمہ پہنچا اور ہم حرم کعبہ میں پہنچ گئے۔ وہی ہم سب وضو کر کے نماز کیلئے کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اچانک ایک قوی شکل نمودار ہوا اور اس نے بڑی قوت سے مجھے گردن سے آکر دبوچا اور میرا منہ موز کر دوسری طرف کر کے بے تحاشا مارنا شروع کر دیا۔ چہرہ لہو لہان کر دیا۔ دائیں بائیں کی پسلیاں توڑ دیں۔ میں نے مار مار کر کھاتے پوچھا کہ یہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے؟ اس نے نہایت گرجدار آواز میں جواب دیا: "مرزائی ہو، تمہارا کعبہ سے کیا تعلق؟ تم مرزے کے گھر کی طرف منہ کرو، تمہارا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جیون خان نے خواب میں ہی زور زور سے چلا نا شروع کر دیا۔ پورے محلے کے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ سہارا دیا اور بٹھایا۔ میں سخت خوف کی حالت میں تھا اور مجھ پر ٹپکی طاری تھی۔ لوگوں نے مجھ سے کہا: "ہوا؟ میں نے کہا پہلے میرے جسم کو باؤ، میرا جوتہ جوڑ دو کر رہا ہے۔ لوگوں نے میرے سارے

جسم میں لے کر دباننا شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد اوسان بحال ہوئے تو میں نے سب کو واقعہ سنایا۔ اس پر قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا۔

مرزا قادیانی کی قبر پر کتنے کا پیشاب:

جناب عبدالسلام دہلوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے مرزا کی بنانے کیلئے قادیانیوں نے ایڑی چوٹی کا قادیان میں ان کے قابو نہ آیا۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے میرے دماغ میں سوال اٹھا کہ مجھے قادیان جانا چاہیے۔ میں نے فوراً قادیان کی تیاری شروع کر دی اور اگلے دن قادیان جا پہنچا۔ قادیان میں قادیانیوں کا تپاک سے ملے۔ مہمان خانہ میں ٹھہرایا گیا اور خوب خاطر برداشت کی گئی۔ مرزا امیر الدین سے ملاقات بھی کرائی گئی۔ سوال و جواب کی نشست بھی جتنی رہی لیکن میرا دل مطمئن نہ ہوا۔ ایک دن "مرزا" کے بعد میں سیر کیلئے نکلا۔ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ مجھے ان کا بہشتی مقبرہ ضرور دکھائی دے گا۔ میں لمبے لمبے قدم اٹھاتا بہشتی مقبرہ میں جا پہنچا۔ بہشتی مقبرہ میں داخل ہوتے ہی میری دلچسپی اٹھانے لگی کہ وہاں چار پانچ کتے آپس میں کھیل رہے تھے اور ان میں سے ایک کتا ایک قبر پر کھڑا کر رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر جب اس قبر کے کتبے کو پڑھا، تو وہ مرزا قادیانی کی قبر تھی۔ میرا دل اٹھا کہ یہ قبر کسی مہدی، مسیح یا نبی کی نہیں ہو سکتی۔ میں استغفار پڑھتا، ڈرتا ڈرتا واپس آ گیا۔ رات کو اس میں ہی گزاری، جو آنکھوں میں بسر کی اور صبح ہوتے ہی اس منحوس بہشتی سے کوچ کر گیا۔

مرزا قادیانی کو آتش جہنم میں دیکھا:

جناب جاوید اختر رضوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے گاؤں بھوتہ ضلع گجرات میں ایک قادیانی تھا، جس کا نام تھا۔ اس خاندان کا ایک نوجوان، جو آنکھوں سے نابینا ہے اور گاؤں والے نابینا ہونے کی وجہ سے حافظ کے نام سے پکارتے ہیں، ایک رات اس نابینا نوجوان کو خواب آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ آتش جہنم میں بری طرح جل رہا ہے اور بری طرح چلا رہا ہے اور اس نابینا پوتے کو کہہ رہا تھا کہ: "میرے بیٹے! یعنی اپنے باپ سے کہو کہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لو ورنہ تمہارا انجام یہی ہوگا۔ اس نے یہ خواب اپنے والد صاحب کو سنایا۔ اسے یہ خواب مسلسل تین دن تک آتا رہا اور وہ باپ کو سنا تا رہا۔ لیکن باپ کسی معبر سے تعبیریں پوچھنے کی باتیں کرتا رہا۔ آخر وہ نابینا نوجوان قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا ہے اور اب اللہ کے فضل سے اس نے قرآن پاک بھی حفظ کر لیا ہے۔ اب اسے جس نوجوان کو لوگ نابینا ہونے کی وجہ سے حافظ کہتے تھے، اب اسے قرآن پاک کا حافظ بن کر اللہ جل جلالہ سے حافظ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عنایت فرمائے۔ (آمین)

قبر سانپوں سے بھر گئی :

محمد رمضان صاحب گجرات کے رہنے والے ہیں اور آج کل سیالکوٹ میں قیام پذیر ہیں۔
ہیں کہ سیالکوٹ میں ایک بواگستاخ قادیانی رہتا تھا۔ قدرت نے دولت بھی خوب دے دی تھی۔
نے اسے انتہائی متکبر بنا رکھا تھا۔ میں اکثر قبروں کی کھدائی کا کام کرتا تھا۔ ایک دن کچھ قادیانیوں
پاس آئے اور مجھے قبر کھودنے کو کہا اور بتایا کہ فلاں قادیانی مر گیا ہے۔ میں نے اس قادیانی کو
لیکن جب اس گستاخ رسول کو دفنانے لگے تو مجھ سمیت جنازے میں شامل تمام مرزاہیں
دیکھا کہ اس کی قبر آہستہ آہستہ سانپوں سے بھرنے لگی اور تھوڑی دیر میں سانپ ہی سانپ
قادیانیوں نے مجھے دوسری جگہ قبر کھودنے کیلئے کہا۔ میں نے جب دوسری جگہ قبر کھودی تو قبر
آوازیں آنے لگیں اور آگ کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ سب لوگ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ آخر
اسی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

قادیانیوں کی زندگانی بھی ہے کتنی خراب
دنیا میں پہنکار آخرت میں عذاب

قادیانی کی قبر پر آگ کے گولے :

روڈ ضلع خوشاب میں ایک انتہائی گستاخ قادیانی حاجی ولد موندار رہتا تھا۔ وہ انتہائی
بکتا۔ گلی کوچوں میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتا۔ اس کی ناپاک زندگی کی محسوس اور
غلاطت سے الٹی پڑی تھیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب قادیانیوں کو ابھی آئینی طور پر کافر قرار
نہ دیا گیا تھا اور قادیانی جج پر جاسکتے تھے۔ یہ رذیل بھی مسلمانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ چلا گیا۔ وہ وہاں
اور مسلمانوں کا تشدد اڑاتا۔ جگہ جگہ پر کھسائی ہنسی بنتا۔ تہقہ لگاتا اور بکواس کرتا کہ میں تو یہاں
کرنے آیا ہوں کیونکہ اب جج تو صرف ربوہ میں ہوتا ہے۔ یہ گستاخ رسول جب مرا تو اسے
کے الگ قبرستان میں دفن کیا گیا۔ سورج غروب ہونے کے بعد جلد ہی رات کا اندھیرا پہلے
قدرے گہرا ہوتا شروع ہو گیا۔ رات کو ارد گرد کی آبادیوں نے یہ خوفناک منظر اپنی آنکھوں سے
وہ چشم دید گواہ آج بھی اس واقعہ کے شاہد ہیں کہ آگ کا ایک بہت بڑا سرخ گولہ عین اس کی قبر
کر گرا اور غائب ہو گیا۔ پھر پے در پے گولے برسنے لگے تو رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا
آنکھوں سے اس قادیانی مردود کی قبر پر آگ برستے دیکھ کر قادیانیوں کو کوئی عبرت نہ ہوئی، شاہد
دلوں پر تالے پڑے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود کا بھیانک انجام :

امت سے کافی عرصہ قبل قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین درجنوں بیاریوں کا شکار ہو چکا تھا۔
اور شراب نوشی نے دماغ کا انجر بنجر بلا دیا تھا۔ فالج نے رہی سہی کسر نکال دی تھی۔ اللہ کے عذاب
کے طرح اپنے جڑوں میں پھنسا یا ہوا تھا، چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

والہ العقل :

ب نام نہاد نماز کا وقت ہوتا تو مرزا بشیر الدین کو لا کر مصطفیٰ امامت پر کھڑا کر دیا جاتا۔ بشیر الدین
باندھ لیتا کبھی چھوڑ دیتا۔ کبھی سجدے کھا جاتا اور کبھی سجدوں پہ سجدے کیے جاتا۔ کبھی رکوع
کھاتے، کبھی چار کی بجائے دو رکعتیں اور کبھی دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھ جاتا۔ وہ منہ میں اول
کہتا۔ کوڑھ دماغ قادیانی اس کے پیچھے کھڑے اس کی حرکت دہراتے رہتے۔ لیکن کیا مجال کہ
کے سامنے زبان کھول سکے۔

اس باختہ :

مرزا بشیر الدین ایک قادیانی جلسہ سے خطاب کر رہا تھا۔ ایک موقع پر وہ کہنے لگا: ”جب پاکستان
اس وقت میری عمر 49 سال تھی اور آج میری عمر 105 سال ہے۔“ باقی سامعین کو تو بولنے کی
بھی صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا ”مرزا بشیر الدین تیرا معاملہ ختم ہو گیا۔“ یہ کہا اور جلسہ
ختم ہو گیا۔

مرد :

ب مرزا بشیر الدین کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو اسے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ کمرے میں
فارغ ہونے کے بعد وہ پاخانہ کا کچھ حصہ کھا جاتا اور کچھ حصہ منہ پہل لیتا۔ کمرے میں چیختا اور
آوازیں نکالتا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا کہ مجھے میرے باپ کے
ان لے کر چلو۔ بڑے قادیانیوں نے اس کے شور سے تنگ آ کر ایک رات جب وہ سو رہا تھا، اس
میں مٹی کی ایک ڈھیری بنا دی اور اسے کہا کہ یہ تیرے باپ کی قبر ہے۔ وہ قبر پہ بچھ بچھ جاتا۔
مٹی اپنے سر میں ڈالتا اور کبھی منہ میں ڈالتا۔ آخر ایک دن سر ظفر اللہ کے کہنے پر یہ قبر ہٹا دی گئی۔

بلنگ :

ب بشیر الدین چلنے پھرنے سے قاصر ہو چکا تھا۔ اٹھنے بیٹھنے کی بھی ہمت نہ تھی۔ وہ نیم جاں لاشے کی

طرح چارپائی پر پڑا رہتا لیکن کبھی کبھی وہ اچانک کر دیتا اور دھڑام سے بستر سے اٹھ جاتا جس سے اس کو چوٹیں بھی آتیں۔ اسے مرنے سے بچانے کیلئے اس کی چارپائی کے گرد لکڑی کی کڑیاں لگائی گئیں۔ اسے جنازے والی چارپائی جیسا بنا دیا گیا۔

ڈاکٹر کا مشورہ :

باقی ختم نبوت مرزا بشیر الدین کے لاعلاج امراض پر قادیانیوں نے کروڑوں روپے خرچ کیے۔

جہاز کے ذریعے بیرون ممالک سے بہترین سے بہترین دوائیں منگوائیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹر کیلئے بلایا۔ ایک ماہر نفسیات کو جب علاج کیلئے بلایا گیا تو اس نے کہا کہ مریض کے جسم کے خیال میں بھی قانع نفوذ کر چکا ہے، اسی لئے وہ قادیان کو یاد کر کر کے روتا ہے۔ اس کے خیال میں کیلئے ڈاکٹر نے اس کیلئے نسخہ تجویز کیا کہ مریض ایک گیند لے کر اسے دیوار پر مارے، پھر مارے اور دن میں کئی مرتبہ یہ مشق کرے۔ اس سے اس کے خیالات کا رخ بدل جائے گا لیکن یہ بتایا گیا کہ مریض چلتے پھرنے کے قابل نہیں تو پھر ڈاکٹر نے اس کے متبادل یہ علاج بتایا کہ گیند اپنے پاؤں کی محراب کے نیچے رکھ کر اسے دن میں کئی مرتبہ گھمائے۔ لیکن مریض یہ مشق قابل نہیں تھا، لہذا ڈاکٹر مذکورہ کا علاج چھوڑ دیا گیا۔

خدائی پکڑ :

گستاخ رسول مرزا بشیر الدین کے علاج کیلئے بیرون ملک سے ایک بہت بڑا ڈاکٹر کو بلا دیا گیا۔ ڈاکٹر نے مرزا بشیر الدین کا تفصیلی معائنہ کیا اور یہ کہہ کر چلا گیا "میں بیماری کا علاج تو کر سکتا ہوں لیکن خدائی پکڑ کا علاج نہیں کر سکتا۔"

عبرت ناک انجام :

انہی لاعلاج اور مہلک بیماریوں کے ہاتھوں سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بشیر الدین واصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ آخری وقت میں کتے کی طرح بھونکنے لگا تھا۔ وہ شام کے سات بجے

لیکن اس کی موت کا اعلان رات کے دو بجے کیا گیا۔ موت کا اعلان سات گھنٹے بعد کیوں کیا گیا گھنٹے تک یہ خبر قعر خلافت سے باہر کیوں نہ آئی۔ وجہ یہ تھی کہ بشیر الدین کئی مہینوں سے قادیان ناخن، داڑھی اور سر کے بال کنوائے نہیں تھے۔ جسم پر غلاظت کی چڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ قادیان سے ان امور کے بارے میں کہتے تو وہ انہیں غلطی گالیاں دیتا۔ مرنے کے بعد رگڑ رگڑ کر پیشانی پر جسم کو دھویا گیا۔ ناخن کاٹے گئے، سر اور داڑھی کے بالوں کو آراستہ کیا گیا۔ جسم کی بدبو ختم

کے لباسیات چھڑکی گئیں۔ چہرے پر پاؤڈر لگایا گیا۔ ہونٹوں پر ہلکی ہلکی شرفی سجائی گئی۔ اس کے چہرے پر چمک پیدا کرنے والے کیمیکلز لگائے گئے اور اس کی چارپائی باہر دالان میں رکھ دی گئی۔ قادیان کے ایک باب اس کے سر کی طرف اور دوسرا پاؤں کی طرف روشن کر دیا گیا۔ جب مرمر کی کے بلب لگائے گئے تو اس کے چمکیلے کیمیکلز گئے منہ پر پڑیں تو اس کا بدبودار منہ چمکتا اور قادیانی شکاری سادہ لباس سے کہتے کہ دیکھو جی! حضرت صاحب کو کیسا روپ چڑھا ہے۔

مرزا قادیانی کا انجام :

قادیان قدرت ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کے راستے پر چلتا ہے تو قدرت اس کے راستے میں ایک رکاوٹ رکھ دیتی ہے۔ اگر وہ بھلائی کر نکلتا ہے تو پھر اس سے بڑی رکاوٹ رکھ دی جاتی ہے۔ مرزا قادیانی بھی روندنا ہوا نکل جائے تو رکاوٹ اور بڑی کر دی جاتی ہے۔ اگر شاہراہ معصیت کا مسافر ہو تو بھی چھوٹی بڑی رکاوٹوں کو توڑتا، روندنا نکل جائے تو پھر اسے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی بھی چھوٹی نبوت کیلئے دعوے بازی شروع کرتا ہے تو قدرت اس کے راستے میں سینکڑوں رکاوٹیں ڈال دیتی ہے لیکن وہ کلاؤں کو توڑ کر بھاگنے والی بھینس کی طرح شاہراہ کفر و ارتداد پر سر پٹ بھاگتا ہے۔ ان ساری رکاوٹوں کو توڑتا ہوا جہنم میں جا گرا۔

مرزا قادیانی کو انتہائی خوفناک ہیضہ ہوا۔ منہ اور مقعد دونوں راستوں سے غلاظت بہنے لگی۔ اتنی غلاظت کہ رفع حاجت کیلئے لیٹرین تک جاسکے، اس لیے چارپائی کے پاس ہی غلاظت کے ڈبیرے لگائے گئے۔ مسلسل پاخانوں اور الٹیوں نے اس قدر نیچوڑ کر رکھ دیا کہ اپنی ہی غلاظت پر منہ کے بل گر اور قادیانی ہار گیا۔ کائنات میں شاید ہی کسی کو ایسی ہولناک اور عبرت ناک موت آئی ہو۔ بد فہم تک منہ سے بدبو پھرتی رہی جسے بڑی کوشش کے باوجود بند نہ کیا جاسکتا۔ جس تابوت میں مرزا کے جنازہ الاہور لایا گیا، اس تابوت اور تابوت میں پڑے بھو سے (توڑی) کو حکومت نے آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔ تابوت سے علاقہ میں کوئی بیماری نہ پھیل جائے۔

حکیم نور الدین کا انجام :

مرزا قادیانی کی نبوت کو تسلیم کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی وہ حکیم نور الدین تھا۔ قادیانی جماعت میں مرزا قادیانی کے بعد اس کا مقام ہے۔ مرزا قادیانی کے بعد وہ مرزا قادیانی کی چھوٹی نبوت کا پہلا خلیفہ کہلایا۔ قادیانی اسے سیدنا حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے برابر قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ ساری زندگی سائے کی طرح مرزا قادیانی کے ساتھ رہا

اور بنا پہنچی نبوت کی منصوبہ سازی میں پیش پیش رہا۔ ایک دن گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا کہ پیٹھ سے زمین پر پٹخا جس سے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ زخم ٹھیک نہ ہوا اور بگڑ کر گنگرین ہو گئی۔ اسی حالت میں کی بیوی کسی کے ساتھ فرار ہو گئی۔ جوان بیٹے کو بشیر الدین نے قتل کر دیا اور اسی قاتل نے قتل کرنے کیلئے اس کی بیٹی سے شادی رچائی۔ مرزا بشیر الدین نے باقی بیٹوں کو دھکے دے کر وہ نکال دیا۔ آخری وقت میں زبان بند ہو گئی اور چہرہ مسخ ہو گیا۔ اسی حالت میں ختم نبوت کا خدا اس سے اپنی بھائی سزا پانے کیلئے اس دار باقی میں پہنچ گیا۔

مولانا لال حسین اختر کی قادیانیت سے توبہ :

مولانا لال حسین اختر کالج میں پڑھتے تھے کہ تحریک خلافت چلی۔ کالج کو خیر باد کہنا خلافت میں شامل ہو گئے۔ خلافت کمیٹی بنالہ کے زیر ہدایت گورداسپور ضلع بھر میں خوب تحریک کیا۔ بالآخر گورداسپور عدالت میں تقریریں کرنے پر مقدمہ چلا۔ ایک سال کی سزا ملی، جج کی جیل میں کاٹی۔ رہا ہوئے تو آریہ ساج اور شدمی کی تحریک کے مقابلہ پر کام کرنے کا مرزائیوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ مرزائیوں کی نام نہاد تبلیغ اسلام کے دام زدوریر میں پھنس بیعت کی۔ انجمن کے کالج میں داخل ہو گئے۔ سلکرت، وید وغیرہ بھی اسی دوران پڑھے۔ میکا ایسوسی ایشن ایڈیٹر "پیغام صلح" لاہور وغیرہ کے اہم عہدوں پر فائز ہوئے اور آٹھ سال تک مرزائیوں کے مبلغ کی حیثیت سے مرزائی عقائد کی تبلیغ کرتے رہے۔ بالآخر ترک مرزائیت لکھتے ہیں: "اللہ رب العزت نے فضل فرمایا۔ 1931ء کے وسط میں چند خواب دیکھے، جن میں قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی اور اسے بری حالت میں دیکھا۔ آخر کار ان خوابوں کو ہرگز فیصلہ کیا کہ خداوند کریم کو حاضر و ناظر سمجھ کر، محبت و عداوت کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی مشہور و منہور مطالعہ کیا۔ خالی الذہن ہو کر جوں جوں مطالعہ کرتا، مرزا کی صداقت مشتبہ ہوتی گئی۔ یہاں تک یقین کامل ہو گیا کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔"

ان خوابوں کی تفصیل مولانا عبدالرحیم اشعری زبانی سنئے۔ جو حضرت موصوف کے نامور رفیق سفر اور مجلس کے مناظر اسلام ہیں۔ حضرت مولانا لال حسین اختر استاذی مرحوم فرمایا کہ ایک دفعہ خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک رسی ہے، جس کا ایک سرا میرے ہاتھ میں اور دوسرا قادیانی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ انہوں نے کوئی چیز مار کر درمیان سے رسی کاٹ ڈالی۔ یک دم دھڑام ہوا۔ میں گھبرایا تو بزرگ

دوسری دفعہ خواب میں دیکھا کہ جہنم میں مرزا قادیانی خنزیر کی شکل میں رسیوں سے جکڑا ہوا جل رہا ہے اور آواز آتی ہے کہ یہ شخص مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے سب اسی طرح جلیں گے۔ چنانچہ یکم جنوری 1932ء کو مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

حضرت میاں شبیر محمد شرق پوری رحمہ اللہ کا کشف :

حضرت میاں شبیر محمد شرق پوری رحمہ اللہ نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور مرزا قادیانی کو قبر میں پاؤں کے نیچے دیکھا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور وہ انتہائی خوف کا آوازیں نکال رہا ہے۔ اس کے گھوم گھوم کر منہ سے دم پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ غصہ میں آکر کبھی اپنی ٹانگوں کو کاٹتا ہے۔ زمین پر پٹختا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس لعین کے عذاب میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین)

عبد الکریم قادیانی کا انجام :

عبد الکریم قادیانی کا چھوٹا، نیت کا کھوٹا، مرزا قادیانی کے استنبج کا لوٹا۔ ایک آنکھ نہیں تھی، ایک کان نہ تھا، ایک باز نہیں تھا، بڑے چہرے پر چمک کے داغ تھے، سر کے ایک طرف کے بال کچھ یوں جیسے جل گئے ہوں، ایک پاؤں کی بڑی تھوڑی سی لمبڑی، نیم وا آنکھیں جنہیں دیکھ کے پتہ نہ چلتا تھا کہ سورہا ہے یا جاگ رہا ہے۔ پیٹ اس انداز سے پھولا ہوا جیسے بکرے کو اچھارا ہو۔ اس کی نقوش اور خد و خال کی مصور کو دے دیئے جائیں تو جولا جواب تصویر بنے گی وہ عبد الکریم ہو گا۔ قادیانی کے عبادت خانے کا امام تھا۔ اس کی شکل اور وجود کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی کے نظریے والی لعنتی شعاعوں کو سب سے زیادہ اس نے اپنے وجود میں جذب کیا ہے۔ سیالکوٹ کا تھا۔ حکیم نور الدین مرمت کی ارادہ تبلیغ سے مرمت ہوا اور حکیم نور الدین مرمت اس کے ایمان کا بڑا جوشیلا مقرر تھا۔ جب زیادہ جوش میں آتا تو منہ سے جھاگ اور تھوک کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ قریبی سامعین خوب مستفید ہوتے۔ جب زیادہ جوش میں آتا تو اپنے "باقی ماندہ" اعضاء کو نکالت دیتا کہ ابھی اڑ کر سامنے والی دیوار پر جا بیٹھے گا۔ مرزا قادیانی پہ یوں فدا تھا جیسے شیطان کا بچہ تھا۔ اپنے نام نہاد جمعہ کے خطبہ میں مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول کہتا اور دجل و فریب اور ہر پل زبانی سے قرآن وحدیث سے اس کی نبوت ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کرتا۔ عبد الکریم کے جسم پر ایک پھوڑا نمودار ہوا۔ بڑا علاج معالجہ کرایا گیا لیکن پھوڑا مرزا قادیانی کی

زبان کی طرح بڑھتا ہی گیا اور آخر اس کا پورا وجود چھوڑا بن گیا۔ ڈاکٹروں نے چیر پھاڑ کر

کاٹ کے رکھ دیا۔ مرتد عبدالکریم اور مرزا قادیانی ایک ہی مکان میں رہتے تھے۔ اوپر کی منزل
الکریم اور نیچے کی منزل میں مرزا قادیانی۔ درو کی شدت سے مرتد عبدالکریم مرنے لگے۔
چھین مارتا جس سے سارا مکان ہل بل جاتا۔ اس کا کٹا پھٹا اور چیرا پھاڑا وجود تڑپ تڑپ کر
نیچے گرتا جسے پھر چارپائی پر رکھ دیا جاتا۔ وہ چیخ چیخ کر مرزا قادیانی کو ملنے کیلئے آوازیں دیتا
قادیانی سے کہتے کہ تم اس سے مل لو، وہ تمہاری یاد میں روتا ہے۔ مگر مرزا جواب دیتا کہ
تکلیف کا انتہائی دکھ ہے اور میرا دل اسے ملنے کیلئے تڑپتا ہے لیکن میں اسے نہیں مل سکتا۔
کمزور دل کا آدمی ہوں اور مجھ سے اس کی حالت نہیں دیکھی جائے گی۔ درحقیقت مرزا
صرف اس لیے نہیں جاتا تھا کہ کہیں اس کے قریب جانے سے یہ مہلک بیماری اسے بھی
جب مرتد عبدالکریم کی چیخوں کی صدا کہیں زیادہ ہولناک ہو نہیں تو مرزا قادیانی نے اپنا ہاتھ
اس کمرے میں رہائش اختیار کر لی جہاں چیخوں کی آواز کم آتی تھی۔ مرتد عبدالکریم مرزا
ملاقات کیلئے پکارتا رہا لیکن مرزا قادیانی اسے ملنے نہ آیا۔ آخر یہی حسرت دل میں لیے وہ
واصل ہو گیا۔ مرزا قادیانی مرے ہوئے عبدالکریم کا چہرہ بھی ڈر کے مارے دیکھنے نہ گیا۔
کا جنازہ میدان میں پڑا ہے۔ مرزا قادیانی وہاں آتا ہے۔ مرزے کا ایک مرید کفن سے عبدالکریم
نکال کر مرزے کو کہتا ہے کہ حضرت صاحب چہرہ دیکھ لیں۔ عیار مرزا قادیانی رونی صورت
کہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ آخر جھوٹے نبی کا جھوٹا صحابی، جھوٹی مسجد کا جھوٹا امام، جھوٹے
میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ مرتد عبدالکریم وہ پہلا مردہ تھا جو سب سے پہلے قادیانی ہشتی مقبرہ میں
یعنی قادیانی ہشتی مقبرہ کا ”بہترین افتتاح“ اس ”بہترین مردہ“ سے کیا گیا۔

ایک قادیانی کی قبر کو تین دن تک آگ لگتی رہی
بالآخر پھٹ گئی:

اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ گستاخان رسول ﷺ کو ذلیل دیتا ہے کہ وہ گستاخان
جائیں اور اپنی گمراہی سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص
حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی اور اس کا
جہنم ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسا بد باطن شخص مرتا ہے تو اس کی موت اس کے جہنم
پوری دنیا کیلئے سامان عبرت بن جایا کرتی ہے۔ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد

عالم میں مباہلہ اور مرزائیتوں کا انجام:

مناہرہ سے اگر بالا کوٹ کی طرف جائیں تو ”عطر شیشہ“ کے قریب ایک گاؤں مہنگہ نامی
میں کثرت آبادی سادات کی ہے۔ اس قصبہ میں سب سے پہلے عبدالرحیم شاہ نامی ایک شخص نے
مال کی اور مرزائیت کا مبلغ بن کر مرزائیت کی تشہیر شروع کر دی، لیکن علماء کرام نے ہر دور میں
نفت زبان و دستان سے جہاد کیا۔ خدا کی شان ہے اس علاقہ میں علماء حق کثیر تعداد میں تھے،
مہنگہ میں بھی مولانا قاضی عبداللطیف سے اکثر و بیشتر مرزائیتوں کا مباحثہ چلتا رہتا تھا۔ شدہ
مہنگہ تک پہنچا۔ طے یہ پایا کہ تین تین آدمی دونوں طرف سے لے لیے جائیں۔ مسلمانوں
تین علماء کرام تھے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب

حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب

انہوں کی جانب سے (1) عبدالرحیم شاہ (2) غلام حیدر (3) عبدالرحیم عرف کھیم چنے گئے۔

یہ تاریخی مہابہ 26 فروری 1943ء جمعہ کے دن طے پایا اور ارگرد کے مصلحانہ اطلاعات بھیج دی گئیں۔ عوام کا عظیم اجتماع حق و باطل کے اس معرکے کو دیکھنے کیلئے اندھا دھند منتخب کی گئی جو کہ علاقہ کا مشہور ترین مزار تھا، جو "غازی بابا" کے نام سے مشہور تھا۔ مہابہ سے قبل حضرت مولانا کریم عبد اللہ صاحب نے مہابہ کی حقیقت بیان کی اور غرض و غامض روشناس کرایا۔ نیز قادیانیت کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی کہ ہم نبی کریم ﷺ مانتے ہیں، جبکہ مرزائی مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہیں، جبکہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ انتقال کر چکے ہیں اور مرزا قادیانی حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے آتیا ہے۔ ہم اس لیے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ سب مل کر عاجزی، زاری اور خلوص سے وہ جس کا عقیدہ غلط ہے اور جو باطل پر ہے، خداوند قدوس اس پر ہلاکت کی صورت میں (آپ کے اندر اندر) عذاب نازل کرے اور سخت مزہ اڑے۔

چنانچہ تمام حاضرین نے اپنے سروں کو ننگا کر کے دعا شروع کر دی اور بیس منٹ کا
رہی اور مجمع سے آمین آمین کی آواز آتی رہی۔ دعا کے درمیان غلام حیدر نامی قادیانی پر غشی
بیہوش ہو کر گر پڑا۔ عبدالرحیم شاہ قادیانی نے اس کو ہوش میں لانے کے بعد کھڑا کیا اور دوسرے
دوسرے قادیانی عبدالرحیم، جو دکاندار تھا اور مہبلہ میں شریک تھا، اسی دعا کے دوران کہنے لگا
کہ کرتا ہوں کہ خداوند قدوس، جو ہم میں جھوٹا ہے، اس کو پاگل کر دے تاکہ وہ دیکھے سچا کون ہے
ہے اور دوسروں کو بھی عبرت ہو۔

حضرت مولانا کریم عبد اللہ صاحب مدظلہ نے بیان فرماتے ہیں کہ مہابہ سے قبل
الرحیم شاہ قادیانی سے، جو وہاں مرزاؤں کا سرغنہ تھا، کہا کہ آؤ تم اور میں ایک آسان طریقہ
ہیں۔ یہ جو چڑ کے بلند و بالا درخت ہیں، ان درختوں پر چڑھ کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ
چھلانگ لگاتے ہیں، جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا اور جو جھوٹا ہوگا وہ نیچے گرتے ہی مر جائے گا۔
شاہ قادیانی نے اس بات سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ نہیں، ہم مہابہ ہی کریں گے۔

اب سنئے! مہبلہ کرنے والے قادیانی لوگوں کے ساتھ کیا یثقی اور ان کا انجام کیا ہے؟
 قادیانی نے دوران مہبلہ خود کہا تھا کہ خدا جھوٹے کو پاگل کر دے۔ ایک ماہ کے بعد وہ پاگل
 فول بکئے لگا۔ قریب ”جانبہ“ نامی بستی میں فوج کا کیپ تھا۔ وہ وہاں بغیر اجازت داخل ہو
 شروع کر دیا۔ انگریز کمانڈر تھا۔ اس نے عبدالرحیم قادیانی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔
 تک جیل میں رہا۔ جب جیل سے رہا ہوا تو خود کہنے لگا کہ میں نے مرزا قادیانی کو سوری

والی عقیدے کو ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ غلام حیدر رائی قادیانی کو اس کے بھتیجوں نے ٹھیک بعد جمعہ کے دن 26 مارچ 1943ء کو بالکل معمولی بات پر جہنم واصل کر دیا۔ غلام حیدر کی ساری بھتیجیوں کو سیشن کورٹ کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ چند مہینے ہی گزرے تھے کہ پولیس نے اور جرمانہ کے بری کر دیا اور اس کے وہ بھتیجے تاحال زندہ ہیں۔ حضرت مولانا کریم عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اس سال سے ہم تینوں علماء کے سر میں بھی کبھی درو نہیں ہوا، بلکہ پہلے اگر کوئی آدمی بھی اللہ تعالیٰ نے دو فرمادی۔

مقامیاتی عبدالرحیم شاہ کو 1974ء میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مہلک بیماری میں مبتلا کیا کہ اس کی پٹری پڑ گئی اور عام لوگ اس کے کمرہ میں نہ جا سکتے تھے۔ کمرے میں داخل ہونے سے بھی مرنے والے کا آخر کا فیصلہ ایسی کیفیت میں رہنے کے بعد عبدالرحیم شاہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

اس علماء میں سے صرف مولانا کریم عبد اللہ صاحب مدظلہ بقید حیات ہیں۔ بقیہ دو حضرات اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ میں نے یہ روئید اور مولانا کریم عبد اللہ صاحب سے سنی ہے۔ (مولانا منظور احمد شاہ آسی، تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، صفحہ 307 تا 310)

پانچواں اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو ایسا ہی عذاب منہ کھولے اور پٹنچے پھیلائے بڑی بے شمار انتظار کر رہا ہے۔ قبر میں آگ لگنے کا عذاب۔ گرزوں کا عذاب۔ پیاس کی شدت کھولنا پانی پینے کا عذاب۔ خون اور پیپ نوش کرنے کا عذاب۔ کھال جل جانے کا عذاب۔ انتہیاں کٹ جانے کا عذاب۔ دماغ اٹل جانے کا عذاب۔ سانپ بچھوؤں کا عذاب۔ جی تمہارے اور عذاب کے درمیان مہلت کی دیوار حائل ہے۔ ابھی سانسوں کی ڈور نہیں جی زینت کا چراغ نہیں بجھا۔ ابھی عزرائیل پیغام موت لے کر نہیں آیا۔ لحظہ لحظہ۔ لہجہ لہجہ گھڑی تمہارے ہمدرد اور غمگسار بن کر تمہارے دل و دماغ کے دروازوں پر دستخط دیتے رہے ہیں۔

۱۔ جا اس کے قتل پہ کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
۲۔ اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا



۱۔ (المسلم سابق قادیانی)

۲۔ "روزنامہ تبصرہ"

مرزا قادیانی کا عبرت ناک انجام

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے "سیرت المہدی" نامی کتاب میں اس موت کے واقعات اپنی ماں کی زبانی تفصیل سے لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

"جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اوپر ڈالی تو میرا دل غمزدہ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے نہ دیکھی تھی۔ آپ کی حالت سخت بیمار اور گھبراہٹ کی تھی آپ بول نہ سکتے تھے۔ (یعنی زبان بند ہو گئی) آپ نے ہانک ہانک سہارا لے کر بستر سے اٹھ کر کچھ کہنا چاہا مگر مشکل دو چار الفاظ ہی لکھ سکے۔ یہ آخری کلمہ تھی۔ جس میں غالباً زبان کی تکلیف کا اظہار تھا اور کچھ حصہ پڑھائیں جاتا تھا۔ تھوڑی بعد آپ کو غرغره شروع ہو گیا۔ سانس لمبا لمبا اور کھینچ کھینچ کر آتا۔ غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے پاخانہ تعریف لے گئے اسنے میں آپ کو ایک دست آیا۔ مگر آپ قدر ضعف تھا کہ آپ نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے میں نے چار پائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا پھر آپ کو ایک آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت پر چار پائی پر گر گئے اور آپ کا سر چار پائی کی ککڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔"

(سیرت المہدی جلد ۱)

مرنے سے پہلے مرزا قادیانی کو بڑا خوفناک ہیضہ ہوا۔ منہ اور مقعد دونوں راستوں سے بہنے لگی اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ لیٹرین تک جاسکتا اس لئے چار پائی کے پاس اینٹیں رکھ دی گئیں۔ نجاست اٹھ بیٹھا رہا۔ جب آخری دست کیا تو ساتھ ہی قے آئی جس سے زندگی کا آخری چکر گھومتا اپنی ہی غلاظت میں گر کر 26 مئی 1908ء کو بروز منگل بوقت 10:30 بجے رات جہنم واصل ہوئے۔ پچھنی وہیں پہ خاک جہاں کا ضمیر تھا

پھر مرزے کی گندی بدبودار لاش کو مال گاڑی میں رکھ کر قادیان روانہ کیا گیا اور مرزا اور اس میں پڑے ہوئے بھوسے کو بعد میں حکومت نے آگ لگا کر خاکستر کر دیا تاکہ علاقے میں وباء نہ پھیلے۔ بچوں نے سچ ہی کہا تھا۔

دو لکڑیاں دو کانے۔۔۔ مرزا مریائی خانے

قادیانی نواز اسلام کا موذی دشمن

قادیانیت عہد رواں میں اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اس فتنہ نے جسد اسلام پر ہونے والے جیلوں سے اتنے زخم لگائے ہیں کہ جسم اسلام زخمی زخمی اور لہو لہو ہے۔ آج بھی اس فتنہ نے اپنے کو اپنا تختہ مشق بنا رکھا ہے اور ارد گردی تیروں کی بارش جاری ہے۔

تقریباً ایک صدی سے امت مسلمہ نے اپنے آقا و مولا جناب رسول عربی ﷺ کی ختم نبوت کے حقائق والے اس فتنہ سے بڑی جاندار لڑائی لڑی ہے۔ اس سلسلہ میں کبھی کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت دریغ نہیں کیا۔ امت کے بہترین علماء نے اپنا علم اس فتنہ کے خلاف وقف کر دیا اور دلائل و اس سازش کے پرچے اڑا دیئے۔ خطیبوں نے اپنی خطابتوں سے اس فتنے کو طشت از بام شعلہ نوائیوں سے مرزائیت کے خرمن میں آگ لگا دی۔ ادیبوں نے نوک قلم سے قادیانیت پر چڑھے ہوئے منافقت و عیاری کے دبیز پردے تار تار کر دیئے۔ شاعروں نے اپنے رزمیہ طعنت کے خون میں بجلیاں دوڑا دیں اور ملت کو قادیانیت کے خلاف صف آراء کیا۔ لاکھوں مسلم نبوت نے جیلوں کی اذیتیں برداشت کیں۔ گھر و جوانوں نے اپنے سینے گولیاں اگلتی مشین کے سامنے رکھ دیئے اور سرکوں پر اپنی جوانی کے گرم خون کا چھڑکاؤ کر دیا۔ بوڑھوں نے اپنی خمیدہ عالم پولیس کی لاشیوں کی برسات سہی۔ ماؤں نے اپنے لاڈلے بیٹوں کو اپنے ہاتھوں سے لاشیں سوئے مقتل روانہ کیا۔ بچوں نے گلیوں بازاروں میں ختم نبوت زندہ باد کے فلک شکاف کرائے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اتنی جدوجہد اور اتنی قربانیوں کے باوجود قادیانیت اپنے منطقی نتائج تک پہنچی۔ قادیانی سانپ زخمی تو ضرور ہوا ہے۔ لیکن موت کے گھاٹ نہیں اترتا۔ 1974ء کے عدالتی فیصلہ اور 1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس نے قادیانیت کے نجس وجود کے خلاف دلو کاٹنے میں ہیں لیکن ہنوز شہرہ رگ محفوظ ہے۔

استو آؤ! فکر کے اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اور بھر پور غور کرتے ہیں کہ ایک صدی کی گھمسان کی

لڑائی لڑنے کے باوجود بھی قادیانیت موت کے غار میں کیوں نہیں اترتی؟

اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس کے اسباب کیا ہیں؟

اس کے محرکات کیا ہیں؟

اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے۔ اس کا صرف ایک ہی سبب ہے۔

اور وہ ہے قادیانی نواز لٹلہ۔ جس نے اسلام کو قادیانیوں سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

وجود پران کے لگائے ہوئے چرکوں کی تعداد قادیانیت کے چرکوں سے زیادہ ہے۔

کفر کے بادشاہوں نے جب عربوں کے سینے پر اسرائیل کا انگارہ رکھا۔ تو پھر اس امر کی

حفاظت بھی خوب کی۔ اسے زندگی کے تمام وسائل مہیا کئے۔ اسے جدید اسلحہ سے لیس کر

اسرائیل عربوں کے سینے پر موگ دل رہا ہے۔ مسلمانوں کا گوشت کھا رہا ہے، خون پی رہا ہے

میں خونی قہقہے لگا لگا کر بدست ہو رہا ہے۔ یہ ساری انسانیت سوز کاروائیاں کفر کے بادشاہوں

سرپرستی کر رہے ہیں۔

اسی طرح جب کفر کے بادشاہوں نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے

جہاد سے جہی دامن کرنے کے لئے اور ان کے بدن سے روح محمد نکالنے کے لئے قادیانیت کا

پھر قادیانیت کی خوب پرورش کی۔ نوازشات کی موسلا دھار بارش برسائی۔ دولت کے انبار

اپنی سنگینوں کے سائے تلے اسے پروان چڑھایا۔ اپنی سرپرستی کی چھتری اس کے سر پر رکھی

حفاظت کے لئے تمام وسائل میدان میں جھونک دیئے۔ آج بھی جب کبھی پاکستان میں قادیانی

مسئلہ اٹھتا ہے اور مسلمان قادیانیت کی گرفت کرتے ہیں تو قادیانیوں کی حمایت میں بہت سی

حرکت میں آجاتی ہیں۔ بہت سے قلم تحریک ہو جاتے ہیں۔ کوئی انسانی حقوق کا رونا روتا

اقلیتوں کا راگ الاپتا ہے، کوئی پاکستانیت کے نام پر دھائی دیتا ہے۔ کوئی برادری کی وجہ سے قادیانی

حمایت کرتا ہے۔ کوئی دوستی کے ناطے قادیانیوں سے ہمدردی کرتا ہے۔ کوئی محلے داری کی

قادیانیوں کی طرف داری کرتا ہے۔ کوئی مالی مراعات کی وجہ سے قادیانیوں کی فیور میں کام کرتا

کوئی وکیل چند گھنوں کے عوض عدالت میں قادیانیوں کی وکالت کرتا ہے۔

قادیانی نواز اکاؤنٹ وجود و وجود ہے، جس کے سہارے قادیانیت کا وجود کھڑا ہے۔

قادیانی نواز قادیانی کے پاؤں ہیں، جن کے سہارے قادیانی مسلم معاشرے میں

ہے۔

قادیانی نواز! قادیانی کی زبان ہے، جس سے قادیانی بولتا ہے۔

قادیانی نواز! قادیانی کی آنکھیں ہیں، جن سے وہ مسلمانوں کو نگھورتا ہے۔

قادیانی نواز! قادیانی کے دست و بازو ہیں، جن سے وہ اسلام کی تخریب کا کام کرتا ہے۔

قادیانی نواز! قادیانیت کی رگوں میں دوڑنے والا خون ہے جس سے قادیانیت کے نبض

وجود میں زندگی کی رمتن باقی ہے۔

قادیانی نواز! قادیانیت کے جسم میں روح ہے، جس سے قادیانیت زندہ ہے۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے ہاتھوں میں وہ سفاک منہجر ہے، جس سے قادیانی اسلام پر حملہ

آور ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے ڈھال ہے، جس سے وہ اپنا دفاع کرتے ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیت کے لئے مورچہ ہے، جس میں بیٹھ کر قادیانی مسلمانوں پر حملہ کرتے

ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے قلعہ ہے، جس کی فصیل پر چڑھ کر قادیانی مسلمانوں پر

سنگ باری کرتے ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے زرہ ہے، جسے پہن کر قادیانی اسلام سے لڑتے ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانی گدھوں کے پر ہیں، جن کے سہارے یہ گدھیں مسلمانوں کے سروں

پر منڈلاتی رہتی ہیں۔

قادیانی نواز! قادیانیوں کے لئے اس مادہ ننگر کی طرح ہیں، جس کے بچے جنگل میں ادھر

ادھر شرارتوں میں مصروف ہیں اور جونہی کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں، فوراً بھاگ کر ماں کے

پاس آ جاتے ہیں اور ماں کے وجود سے لگے ہوئے تھیلے میں چھپ جاتے ہیں اور پھر خطرہ

دور ہو جانے پر باہر نکل کر اپنی شرارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

قادیانی نواز! اس بدگماں ڈیرہ دار کی طرح ہیں، جہاں مجرم جرم کرنے کے بعد پناہ حاصل کر

لیتے ہیں اور اگر کبھی کبھار پولیس کسی مجرم کو پکڑ لے تو وہ ڈیرہ دار فوراً جا کر مجرم کو اپنے اثر و

رسوخ سے پولیس سے چھڑوا لیتا ہے۔

قادیانی نواز وکیل! وہ ظالم مجرم ہے جو چند گھنوں کی خاطر عدالت میں کھڑا ہو کر قادیانی مجرم کی

حمایت میں منہ بنانا کر دلائل دیتا ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ قیامت کے دن

قادیانی کی حمایت کرنے والا وکیل مرزا قادیانی کے کیمپ میں ہوگا اور مسلمانوں کی حمایت

لوئی فرد قادیانی سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھے گا اور ساری برادری قادیانی کا مکمل بائیکاٹ کرے گی۔

آج اگر محلے کے لوگ یہ فیصلہ کریں کہ ہم قادیانی دکاندار سے سودا سلف نہیں لیں گے۔
 آج اگر کسی مارکیٹ کے تاجر یہ فیصلہ کریں کہ ہم کسی قادیانی تاجر کو اپنی ایسوسی ایشن کا ممبر نہیں بنائیں گے اور زندگی کی ہر سطح پر ان کا بائیکاٹ کریں گے۔
 آج اگر کسی دفتر کے ملازمین اپنی میٹنگ بلا کر یہ فیصلہ کریں کہ ہم اپنے دفتر میں ملازم ہر قادیانی کا مکمل بائیکاٹ کریں گے۔
 آج اگر کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی کے طلباء یہ فیصلہ کریں کہ ہم قادیانی طلباء کا ہر طرح سے مقاطعہ کریں گے۔

آپ دیکھیں گے کہ قادیانیت صرف چند ہفتوں میں دم توڑ جائے گی۔ ہزاروں قادیانیوں کو اپنے جرم کا احساس ہوگا اور یہ احساس انہیں حقیقت پر سوچنے پر مجبور کرے گا اور انشاء اللہ ہزاروں قادیانی قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام کے دامن میں آجائیں گے۔ اور جو بد بخت رہ جائیں گے، وہ پاکستان چھوڑ کر کسی اور ملک میں بسنے کے لئے بوریا بستر باندھیں گے۔

استوا! مندرجہ بالا صورت حال سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ قادیانیت ہماری بے غیرتی اور بے حسی کی علامت ہے اور ہم خود ہی قادیانیت کو زندگی کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔

اے فرزندان اسلام! ایک شخص دیوار میں کیل ٹھونک رہا تھا۔ تھوڑے سے کیل پر زوردار ضربیں مار رہا تھا۔ دیوار نے کیل سے کہا۔

”اے کیل! تو کیوں میرے سینے کو پھاڑ رہا ہے؟“

”اے دیوار! مجھ سے کیوں شکوہ کر رہی ہے۔ شکوہ تھوڑے سے کرو جو مجھ پر پے درپے ضربیں لگا رہی ہیں پھاڑ رہا ہے۔“ کیل نے جواب دیا۔

اب ہمارے معاشرے میں قادیانی نواز کا کردار ”تھوڑے“ کا ہے جو قصر اسلام میں چھید کرنے والی قادیانی کیل سے پورا تعاون کر رہا ہے۔ اگر یہ ”تھوڑا“ کیل کا ساتھ چھوڑ دے تو یہ کیل کچھ بھی کر سکتی۔

اے قادیانی نواز! بہت ظلم کر چکا۔ اب بس کر دے۔ اللہ کا خوف کر۔ رسول اللہ ﷺ سے حیا کر۔ اللہ سے شرم کر۔ اہل بیت اور صحابہ کرام کا پاس کر۔ ملت اسلامیہ پر رحم کر۔ آخرت کی آہنی پکڑ کی طرف قبر کا احساس کر۔ اور نہ اپنے ایمان کا ستیاناس کر۔

نے والا وکیل حضور اکرم ﷺ کے کیپ میں ہوگا۔ سوال اٹھتا ہے کہ قادیانی ہے۔

جواباً عرض ہے کہ:

جوزبان قادیانیوں سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہے، وہ زبان قادیانی نواز ہے۔

جو ہاتھ قادیانی سے مصافحہ کرتے ہیں وہ ہاتھ قادیانی نواز ہیں۔

جو بازو قادیانی سے بغلیں ہوتے ہیں وہ بازو قادیانی نواز ہیں۔

جو قدم قادیانی کے گھر جاتے ہیں، وہ قدم قادیانی نواز ہیں۔

جو شخص قادیانی کے ساتھ کھانا پیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص کے گھر شادی غمی کے موقعوں پر قادیانی آتے ہیں، وہ شخص قادیانی نواز ہے۔

جو افراد قادیانیوں کی مصنوعات خریدتے ہیں، وہ قادیانی نواز ہیں۔

جو شخص قادیانیوں کو تعلیم دیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص قادیانیوں سے سلام دعا لیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص قادیانیوں کی دکان سے سودا سلف خریدتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔

جو شخص قادیانیوں کو اپنے ہاں ملازم رکھتا ہے، وہ شخص قادیانی نواز ہے۔

اور جو شخص حق و باطل کی اس جنگ میں خاموش رہتا ہے، وہ بھی قادیانی نواز ہے

آئیے اس آئینہ میں دیکھیں!!!

کہیں میں قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں آپ قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہمارے والد صاحب قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہماری والدہ صاحبہ قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہمارے بھائی اور بہنیں قادیانی نواز تو نہیں؟

کہیں ہمارا کوئی عزیز یا دوست قادیانی نواز تو نہیں؟

خدا را! خود بھی اس ملعون کام سے رکتے اور دوسروں کو بھی اس دینی بے غیرتی سے روک دے۔

قادیانی سے دوستی اللہ کے عذاب کو لاکرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بے وفائی کرنا ہے اور آپ ﷺ کی نظر رحمت سے محروم ہونا ہے۔

صاحبو! آج اگر برادری کا جرمہ بلایا جائے اور برادری کے بڑے یہ فیصلہ کریں کہ آئیے

اے قادیانی نواز! دیکھ یہ ہیں قادیانی عقائد، جن کی تو حمایت کرتا ہے۔

”خدا نے آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔“
آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(ایک غلطی، ازالہ صفحہ 10 مصنفہ مرزا احمد)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
(نعوذ باللہ)

(مشرکہ ”اخبار بدر“ قادیان، 25 اکتوبر، 1907)

”مجھ موعود و حقیقت محمد اور عیسیٰ محمد ہیں اور آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں باقتدار
اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل، قادیان، جلد 3، نمبر 76، مورخہ یکم جنوری 1906)

مرزا قادیانی کہتا ہے۔

”مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور اس طرح کی باتیں کرتا ہے اگر کچھ باتیں
دوں تو جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جائیں۔“ (نعوذ باللہ)

(”سیرت المہدی“ جلد اول، صفحہ 88، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی، ابن مرزا احمد)

”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی، میں نے پوری کی ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(”حاشیہ تحفہ گوڑویہ“ صفحہ 165، مصنفہ مرزا احمد)

”قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا قادیانی) منہ کی باتیں ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(تذکرہ، صفحہ 102-101)

”جو حدیث میرے خلاف ہے، وہ ردی کی نوکری میں ڈال دو۔“ (نعوذ باللہ)

(انجاز احمدی، صفحہ 30، مصنفہ مرزا احمد)

”جو میری جماعت میں داخل ہوا، وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہو گیا۔“

(خطبہ الہامیہ، صفحہ 171، مصنفہ مرزا احمد)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

ایمان مرزا بشیر الدین محمود قادیانی ابن مرزا قادیانی ”اخبار الفضل“ قادیان 17 جولائی 1922ء
”خدا عرش پر تیری (مرزا قادیانی) تعریف کرتا ہے، ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے
پہرود بھیجتے ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

عالم درویش شریف، بحوالہ ”اربعین“ نمبر 2، صفحہ 15، نمبر 3، صفحہ 24، 26، مصنفہ مرزا قادیانی
”بعض نادان صحابہ جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔“ (نعوذ باللہ)

(ضمیمہ نصرت الحق، صفحہ 120)

”ابوبکر و عمر کیا تھے وہ حضرت مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔“
(نعوذ باللہ)

(ماہنامہ ”المہدی“) بابت جنوری فروری، 1915ء، 2، 3 صفحہ 57)

”کر بلا میرے روز کی سیر گاہ ہے۔۔۔ حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں۔“ (نعوذ
باللہ)

(نزول اسحٰ، صفحہ 96، مصنفہ مرزا قادیانی)

اے قادیانی نواز! تیری قادیانیت نوازی کا مطلب قادیانیوں کے ان غلیظ اور روح فرسا عقائد کی
حمایت کرنا ہے۔ تیری قادیانیت نوازی سے مراد قادیانیوں کے ان ایمان سوز عقائد کی حمایت کرنا

پھر آنکھیں کھلی کہ نہیں۔ بتاؤ ہم کی گریہیں کلیں یا نہیں۔ بتاؤ ہم نے کوئی انگڑائی لی یا نہیں۔
اور نہ وہ وقت آنے میں کوئی دیر نہیں۔ جب تو زمین کے جڑوں میں جکڑا جائے گا۔ جب منکر

مار کر تیرے وجود کو دھنی ہوئی روٹی کا ڈھیر بنا دیں گے۔ جب سانپوں اور بچھوؤں کے
مہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ جب جہنم کی چنگھاڑتی بھوکی آگ تجھے جلا کر خاک سیاہ بنا دے گی۔ اور

تو ہٹا ہوا مرزا قادیانی تیرا تماشا دیکھے گا۔

خواب میں سور کے ریوڑ چراتا:

بھارت کے شہر موئگیر میں ایک خدا رسیدہ ذاکر و شافل شخص ماسٹر خدا بخش

موئگیر کے حکیم فضل احمد سے ان کے تعلقات تھے، جو مرزائی ہو گئے، ان کے پاس
ان کا آنا جانا شروع ہو گیا، ماسٹر خدا بخش نے خواب میں دیکھا کہ حکیم فضل احمد

اسی سور کے ریوڑ چرا رہے ہیں۔

عبدالباق

الت کی نیواٹھائی۔

اقادیا فی نے انگریزی سامراج کی زبردست حمایت کی۔ جہاد کو جس سے مراد انگریز کے ہات و تشدد پسندانہ تحریکات تھیں، منسوخ کر دیا۔ دنیا کے ان تمام ممالک میں جہاں مسلمان کے خلاف جہاد کے نام پر سیاسی تحریکیں چلا رہے تھے، اپنا لبریکر روانہ کر کے ان کو انگریز کی لگا دیا۔ یہودی استعماری تحریک صیہونیت کے لئے سیاسی خدمات انجام دیں اور اپنے دعویٰ یہودی، مسیح موعود، محدث، نبی، کرشن، اوتار کی بھول بھلیوں میں الجھا کر نامور علماء اور حریت انگریز کی مخالفت سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لیا اور ان کی سامراج، دشمن تحریکوں کا رخ ان کی طرف موڑ کر ان کی فعال اور حریت پسندانہ توانائیوں کو برباد کیا۔

حکومت پوری طرح آشکار ہو چکی ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریز آقاؤں کے اشارے پر نبوت کا بیہوشی و خریب کاروں کی حمایت سے آگے بڑھا اور اسلام و مومن طاقتوں کی شہ پر دیگر ممالک پر لا۔ برطانوی ہند کے علاقے پنجاب میں جو کہ انگریز کی وفاداری اور فوجی بھرتی کے لئے ایک ایسی تحریک کا وجود بہت بڑی سیاسی اہمیت کا حامل تھا۔ جس کے نتیجے میں مختلف طبقوں میں مسلسل تصادم ہو۔ ہر اقلیتی فرقہ یا گروہ اپنے زندہ رہنے کے لئے انگریز کی طرف دیکھے اور وفاداری کو اپنی بقا کی ضمانت جانے۔ اس تحریک سے یہ مقصد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ قادیان کا یہ مجہول مدعی اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ اسلامیان ہند کی گرد رہا ہے۔ اسلامی فکر کے احیاء کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ اور ایک ایسی جماعت تیار کر رہا ہے جس میں اُن کے اقتدار کے لئے ڈھال بنے گی۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی انٹیلی جنس نے اہمیت کی آبیاری کی اور اس خود کاشتہ پودے کو بڑھنے پھولنے کے مواقع بہم پہنچائے۔

حکومت کے دام ہم رنگ زمین میں جو لوگ پھنسے ان میں زیادہ تعداد پنجاب کے لوگوں کی تھی۔ نپٹے طبقے کے لوگ زیادہ تھے۔ جو انگریز کے دور حکومت میں معاشرتی ترقی اور اعلیٰ عہدے کے خواہاں تھے۔ اس میں ہمیں عدالتی نظام سے وابستہ ججوں، اہل کار، ججی، نائب کورٹ، دواغیرہ نظر آتے ہیں۔ پنجاب اور برطانوی ہند کے دور کے حکاموں مثلاً ملکہ نہرو، ریلوے، پوسٹ کے باپو اور کلرک بھی اس تحریک سے وابستہ ہوئے۔ چونکہ انگریز کی زبردست حمایت اور ملک مرزا قادیانی کا ایمان تھا۔ اس لئے استحصالی طبقوں کے لوگ جیسے جاگیردار، انگریز کے اہل کار، سفید پوش، نمبردار، ضلع دار وغیرہ بھی اس تحریک کو اپنے اقتدار کے تحفظ کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ جماعت میں شامل نہ ہونے کے باوجود قادیانیت نواز تھے۔ کئی لوگ محض اس لئے قادیانی

قادیانیت، خطرہ، جائزہ، تجاویز

7 ستمبر 1974ء کے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے کے بعد گزشتہ 14 سالوں میں قائد اعظم کن مراعل سے گزری اور اس آئینی ترمیم اور 1984ء میں نافذ کئے گئے صدارتی آرڈیننس بعد قادیانیت کن سازشوں میں ملوث ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جن کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس کی نوعیت اگرچہ اجمالی ہے۔ لیکن ہم بعض ایسے امور کی نشاندہی کریں گے جن کی طرف اس دیکھا جانا چاہیے۔

قادیانی تحریک جس کی ابتداء 1880ء کے اوائل میں ہوئی۔ برصغیر کی ایک ایسی تحریک تھی
پاک و ہند کے سیاسی اور مذہبی ماحول میں ایک مخصوص کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے بانی مرزا غلام
نے 1880ء سے لے کر اپنی وفات 1908ء کے عرصے میں تحریک کو سیاست پر مبنی ایسا مذہبی
قدرے تبدیلی کے ساتھ اُس کے چاہیوں نے اپنائے رکھا اور انہی اعتقادات اور ہدایات کو آج
اپنائے ہوئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک عام شخص تھا جو نہ دینی طور پر کسی اعلیٰ صلاحیت کا مالک تھا اور نہ کوئی فکری انقلاب پیدا کرنے کی اہلیت تھی۔ قادیان کے دیہاتی ماحول میں اس نے آنکھ کھولی۔ مسلمانوں سے غداری اور بھائی کی سکھوں اور انگریزوں سے وفاداری کو بنظر غائر دیکھا اور محرمیوں اور مسلسل پریشانیوں کے ازالے کے لئے کوئی ایسی راہ اختیار کرنے کی ٹھانی جس سے خاندانی وجاہت قائم رہے۔ اس کے لیے ایمان فردوسی اور انگریز کی غلامانہ تابعداری ترقی کا ذریعہ تھی۔ اس کے سوا اسے کوئی راہ بھائی نہ دی۔ رفتہ رفتہ وہ دین فردوسی کے دھندے کا امام بن گیا۔ مسلسل ہمارے شکار آدمی جو مسٹر یا، مرق، ذیابیطس، مرگی، کثرت بول، اسہال وغیرہ جیسے امراض میں مبتلا ہوں۔ دینی قوی اور نفسیاتی احوال و افکار کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ اس کے الہامات، پیش گوئیاں، دعاوی و واقعات تحریک کے ضد و خال کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ البتہ اس کا رد بار میں مرزا قادیانی نے تو اپنے لئے عمدہ زندگی گزارنے کی راہ نکالی۔ دوسرے انگریز کی سیاسی خدمت کر کے جماعتی تنظیم

بن گئے کہ انہیں انگریز کی نوکری کی ضرورت تھی۔ وہ درخواست میں اپنی اس وفاداری کا ثبوت دینے سے نہ سبھی مجبوری کے تحت قادیانی بن جاتے تھے۔ زیادہ پڑھے لکھے لوگ تحریک سے دور رہے۔ خواجہ کمال الدین، وکیل، مولوی محمد علی ایم اے وکیل اور دو چار اور آدمیوں کے نام ملتے ہیں جو تعلیم سے آراستہ تھے اور کسی مخصوص مقصد یا سرکار کے اشارے پر مرزا قادیانی کی خدمت میں خدمت کے لئے مقرر تھے۔ ایسے ہی بعض گروہوں کے نفس پرست مولوی قادیانی بنے۔ ایسے ہی ایسے جوانوں کی تھی جو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر قادیانی بن گئے۔ ان میں سے بعض "طیفیت" اسلام کی آغوش میں واپس بھی آئے۔ ہندوؤں، سکھوں عیسائیوں وغیرہ سے اکادمی ہوئے۔ 1901ء قادیانیوں کی تعداد چند ہزار سے تجاوز نہ کر سکی۔ پنجاب میں یہ تعداد 1450 یو۔ پی میں 931 تھی۔

1908ء میں مرزا کے مرنے کے بعد چھ سال تک حکیم نور الدین نے قادیان کی گورنمنٹ اپنی آمریت کا سکہ چلایا۔ نور الدین برطانوی انجیلی جنس کا کارندہ تھا اور سیاسی جوڑ توڑ کے سے نکالا گیا تھا۔ اس نے مرزا کی سیاسی پالیسی کو آگے بڑھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ارتداد کو پھیلانے میں کوئی کمی نہ چھوڑی ابتداء میں یہ شخص نیچری اور نیم لٹھ تھا۔

1914ء میں نور الدین کے مرنے کے بعد یہ سیاسی طاقت باہمی چپقلش کا شکار ہو گیا۔ جماعت خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی کی سربراہی میں پروان چڑھنے لگی۔ اور مرزا قادیانی مرزا کے بیٹے مرزا محمود کے قبضے میں آ گئی۔ قادیانیت کی ترقی کا اصل دور مرزا محمود کے زمانے میں ہوا۔ مرزا محمود کو ابتدائی دس سالوں تک محض مسیح موعود کے فرزند کے طور پر گدگی پر بٹھایا گیا۔ اس گروپ کا قبضہ رہا، جس میں مرزا محمود کے نانا ناصر نواب، ماموں میر اسحاق اور انصار اللہ بعض ممبر تھے۔ ان لوگوں کے انگریز، طیفیت گورنر پنجاب اور دیگر برطانوی حکام سے قریبی پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر تحریک خلافت کے زمانے میں مرزا محمود نے اپنی "کونسل آف نجات حاصل کر کے بذات خود حکومت سنبھال لی۔ خاص طور پر 1924ء کی لندن یا تیرا کے اپنی اور جماعت کی سیاسی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہو چکا تھا اور انگریز کی سیاسی ضرورت کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا تھا۔

مرزا محمود مدلل نہیں تھا۔ بیمار یوں کا شکار اور احساس برتری کا مریض تھا۔ اس کے علاوہ سے جنسی بد اعتدالیوں کا شکار تھا۔ اس نے ایک تو اپنے اور اپنے خاندان کی دنیاوی خواہشات ہر ممکن ذرائع سے دولت سمیٹی۔ دوسرے اپنے باپ کی پالیسی کے مطابق انگریز کی خدمت میں

خدمت کی ہتھکڑی۔ اس نے 1914ء سے قبل (کانپور مسجد) اور اس کے بعد انگریز کے خلاف ایک کوسبوتاژ کرنے کے لئے اپنے وسائل اور عقیدت مندوں کی توانائیاں استعمال کیں۔ خلافت، عدم تعاون، سائنس کمیشن، گول میز کانفرنس، نہرو رپورٹ، 1935ء کے آئین دینے والے انتخابات، مطالبہ پاکستان، غرضیکہ آزادی کے ہر موڑ پر انہوں نے برطانوی حمایت اور مسلمانوں کے مطالبہ حریت کے خلاف کام کیا۔ قادیانیت نے علماء حق کے خلاف کی، منافرت اور کشیدگی پھیلانا انگریز کی "لڑاؤ اور حکومت کرؤ" کی پالیسی کو استحکام بخشا۔ دنیا کا تمام علاقوں میں جہاں برطانیہ نے نوآبادیاں قائم کر رکھی تھیں۔ وہاں اپنے جاسوس بھیجے اور ان کے مارج کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو جاسوس مبلغوں کے ذریعے ناکام کر دیا۔

مرزا محمود مسلمانوں کی تکفیر کا زبردست داعی تھا۔ اس نے اپنے باپ کی طرح ملت اسلامیہ کو کفر اور کفر سے خارج قرار دیا۔ ان کے بچوں کے جنازے پڑھنے کو ممنوع قرار دیا۔ رشتہ ناطہ کی ممانعت مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام قرار دی اور مرزا قادیانی کی تحریرات کو بنیاد اور اس کے الہامات کے طور پر قادیانیت کو ایسی تحریک کے رنگ میں پیش کیا جس کا اپنا ایک "اصلی اور مکمل" نبی اور خداوندی شخص حرم تھی، مدیۃ النبی تھا، خاندان نبوت، صحابی و صحابیات تھیں۔ کتاب مقدس تھی۔ بہشتی اور دہرادہ تمام چیزیں اس کے پاس موجود تھیں جس سے ایک امت تشکیل پاتی ہے۔

مرزا محمود کے دور میں انگریز کے ادنیٰ خدمت گاروں، ایمان فروش اور جاہ و طلب مولویوں اور ان کے پیروں کی ایک کھپ پروان چڑھی۔ جماعتی فنڈ میں برطانوی اور یہودی ذرائع سے پیسہ آیا۔ ان کی سیاست سے دلچسپی کے باعث "قادیان" سا مارج کا پورے کل سنٹر بن گیا قادیانیت مذہبی تحریک کی ایسی ایجنسی تھی، جس کا کام تمام گندے امور (Dirty Tricks) کی انجام دہی اور افسانہ مولویوں کی جو کھپ قادیانیت سے وابستہ تھی۔ اس کا کام مناظروں میں حصہ لینا، دہاتی بد کاری کر کے طبقاتی انتشار پھیلانا اور مذہبی تحریکوں کی آڑ میں انگریز کی سیاسی خدمت انجام دینا اور ان کی کماشتوں میں حافظ روشن علی، میر قاسم علی، جلال الدین شمس، اللہ دتہ جالندھری، غلام رسول جالندھری، طاقت ناندیش لوگ شامل تھے۔ ان میں سے شمس اور جالندھری فلسطین میں مبلغ کے روپ میں خدمت میں مصروف رہے۔

مرزا محمود خود انگریز افسران کو خطوط لکھتا رہتا تھا اور ان کی ہدایات حاصل کرتا تھا۔ لیکن ان کے فعل حسین کے عروج اور ان کے قادیانیوں اور ظفر اللہ کے ساتھ تعلقات کے بعد مرزا ظفر اللہ قادیانی سربراہ کے درمیان ایک رابطہ کی صورت اختیار کر گیا۔ مرزا ظفر اللہ برطانوی سا مارج کا

نہایت وفادار خادم تھا۔ اس نے وائسرائے کی انگریزوں کو نسل کے ممبر اور عدالت عالیہ ہونے والے زمانے میں جرسٹ پر انگریز کی خدمت کو ایمان کا جزو سمجھا اور کسی مرحلے پر بھی تحریک آزادی مسلمانوں کے سیاسی مفاد کے لئے آواز بلند نہ کی۔

مطالبہ پاکستان یا تحریک پاکستان میں قادیانیوں کا کردار قطعاً منفی تھا۔ شاطر سیاست میں نہایت عیاری کے ساتھ 1946ء کے انتخابات میں مکروہ کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کی حمایت کی اور رچا کر قادیانیوں نے یونیٹس آف آزاد اور زمیندار لیگ کے پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے اراکین کے بھرپور حمایت کی۔ کیونکہ محض اسی صوبے میں وہ کسی حد تک سیاسی کردار ادا کرنے کے قابل تھے۔ پاکستان بننے کے بعد مرزا محمود نے جو کچھ کیا وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں رہا۔ جنگ کشمیر 1947ء پاک بھارت 1965ء کی سازشیں، بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے عزائم، جارحیت ہنگامی تبلیغ، سیاسی، مذہبی، اقتصادی و فوجی اداروں اور سول حکموں میں اثر و نفوذ کی خفیہ کاروائیاں، افتراق پھیلانے والے لٹریچر کی تیاری اور تقسیم سمیت صوبائی و علاقائی قتلوں کی آبیاری بعض ہیں جو محتاج تعارف نہیں۔ سر ظفر اللہ نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ہماری خارجہ پالیسی کے خلاف خدوخال مرتب کئے جن کے باعث پاکستان سامراجی طاقتوں کا حاشیہ بردار بن گیا اور اسلامی دنیا کٹ کر رہ گیا۔

نومبر 1965ء میں جب مرزا محمود واصل جہنم ہوا تو قادیانی جماعت کی تعداد میں کافی اضافہ چکا تھا۔ یہ اضافہ قادیانی مبالغہ آرائی کے لحاظ سے ہزاروں میں تھا اور جماعت کے اراکین کی پچاس لاکھ جو صریح جھوٹ ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک تو پہلے سے مرتدین کی ذریت سے اضافہ ہوا اور دوسرے لاہوری جماعت کے کہنے کے مطابق نوکری اور چھوکری کے طلب گاروں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ جماعت کے چندوں میں نامعلوم اور معلوم ذرائع سے اضافہ ہوا۔ ممالک میں نئے مشن قائم کئے گئے۔ مرتد اعظم سر ظفر اللہ نے قادیانیت کی ترقی میں کافی مدد دی۔

مرزا ناصر احمد نے 1965ء سے 1982ء تک ربوہ کے راج بھون پر قبضہ کئے رکھا۔ بارے میں بھی بہت سی رنگین داستانیں مشہور ہیں۔ جن کے بیان کا یہاں موقع نہیں۔ مرزا اسرائیل میں قائم قادیانی مشن کو مضبوط بنانے کی پوری کوشش کی اور 1967ء کی عرب اسرائیل کے بعد صیہونی اشارے پر مشرق وسطیٰ میں سازشوں کے جال بچھائے، افریقہ میں قادیانی برطانوی اور امریکی سامراج کی بھرپور حمایت حاصل رہی جس کے باعث کئی افریقی غربت و کے ازالے کے لئے قادیانیت کی آغوش میں چلے گئے۔ گولڈ کوسٹ، سیرالیون، تانزانیہ، بھوٹان

پلی آرٹ ادی تبلیغ کی آماجگاہ بن گئے۔

لبنان کی شکست و ریخت اور علاقائی اور لسانی عصبیتوں کو ہوا دینے میں قادیانی ہمیشہ سے پیش قدمی کا اعاب خان کی مرہیت کے خاتمے کے بعد انہوں نے نئے سیاسی مریضوں کے حصول کے لئے شریعت شروع کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں گھناؤنے کردار کے بعد بھٹو حکومت میں اچھے صلے کیے۔ لیکن اسلامی سربراہی کانفرنس 1974ء کے بعد ان کی سازشیں منظر عام پر آنے لگیں۔ جنوری 1974ء ان کا یوم احتساب بنا اور بعد کے چند سال قادیانیت کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کا بعد و معاون ثابت ہوئے۔

مشرق وسطیٰ، مغرب کی سامراجی طاقتیں اور ان کے حاشیہ نشین قادیانیت کی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ترقی کے خواہاں رہے اور پاکستان میں علمائے اسلام اس دشمن استعمار نو اور ارتداد پر مبنی اس کا عاصبہ کرنے میں سرگرم عمل رہے۔ جولائی 1978ء میں مرزا ناصر احمد سوئیڈن، ڈنمارک، آسٹریا اور لندن کے دوروں کے بعد اکتوبر میں ربوہ آیا۔ استعماری طاقتوں نے ان کی خوب مالی اور مالی وسائل کی فراہمی کے وعدے کئے گئے۔ لندن میں جماعت کا اکاؤنٹ جلد ہی انھوں نے کھلیا۔

اسرائیل کے قادیانی مشن نے مشرق وسطیٰ میں کذاب قادیان کا لٹریچر عربی زبان میں تیار کر کے نام روانہ کیا اور بعض لائبریریوں میں رکھوایا۔ مرزا ناصر نے اپنے جاسوس مبلغ لبنان میں کئے۔ ایران میں شہنشاہیت کے خاتمے اور بہانیت کے خلاف ایرانی حکومت کی مہم کے بعد انھوں نے بہانویوں کے ساتھ خفیہ معاہدہ کیا۔ 1980ء میں مرزا ناصر نے امریکہ کے دورے کے دوران رہنماؤں سے ملاقات کی اور باہمی یگانگت کے معاہدے کئے۔ جون 1982ء میں مرزا واصل ہوا۔

طاہر احمد قادیانی جماعت کا چوتھا سربراہ بنا۔ اپنے بھائی رفیع احمد کو پچھاڑ کر ربوہ کی گدی پر اٹھانے اپنے حواریوں کی مدد سے جن میں سر ظفر اللہ پیش پیش تھا۔ انتہائی درجہ کی غنڈہ گردی کے حامل کی۔ یہ اسی قسم کی غنڈہ گردی تھی جو اس کے باپ مرزا محمود نے 1916ء میں قادیان اللہ پارٹی کی مدد سے کی تھی۔ مرزا رفیع احمد کے حواری الزام لگاتے ہیں کہ مرزا طاہر غاصب، باہمی جوڑ توڑ کا ماہر ہونے کے باعث تخت خلافت چھین لے گیا۔ بہر حال قادیانیت کے نئے سربراہ 1982ء سے 1984ء تک اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے اور استعماری اڈے بشارت معبد کے علاوہ کوئی نمایاں کام نہ کیا۔ 1984ء میں صدارتی آرڈیننس کے اجراء کے بعد مرزا طاہر

خفیہ طور پر ہماری غفلت کے باعث برقعہ پہن کر لندن بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ خفیہ ایجنسیوں کے بعض اراکین نے اس کو ”غیش آمدہ خطرات“ سے آگاہ کر دیا تھا۔ قادیانہ حکومت مرزا طاہر کو تحریکی کاروائیوں کے الزام، اسلم قریشی کیس اور صدارتی آرڈی نینس کے خلاف ورزی کرنے کے جرم میں گرفتار کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔ جس کا ان کو بعض پولیس اہل کاروں سے علم ہو گیا اور مرزا طاہر لندن جا کر ایک تو جماعت اور خلافت کو دوسرے اپنا تحفظ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ قادیانی خدشات کچھ بھی ہوں لیکن یہ بات اس کے مرزا طاہر دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جس طیارے میں مرزا طاہر سوار ہوئے وہ پامیلٹ نے اس کو اپنے ساتھ لے جا کر KLM کے جہاز میں سوار کرایا۔ اتفاق سے اسی مصلطفی گوکل صاحب سابق وزیر جہاز رانی سفر کرتے تھے۔ انہوں نے اسلام آباد لندن کے معلوم ہوا کہ مرزا طاہر اپنے برطانوی آقاؤں کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور ان کے چہروں میں ربوے کے پالتو مبلغ اس کو ”نشان“ قرار دینے لگے۔

مرزا طاہر نے لندن میں جعلی نبوت کے نام پر جو کاروبار شروع کیا ہے اس کے گزشتہ ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔ اس نے لندن کو اپنا مستقل اڈا بنانے کے بعد چیدہ چیدہ قادیانی مبلغوں کو لندن سے جلال الدین قمر، کلکتہ سے مولوی امینی، قادیان سے وسیم احمد وغیرہ نے اس مینگ میں مبلغوں کو ہدایات دی گئیں کہ وہ صدارتی آرڈی نینس کے خلاف پروپیگنڈا مہم چلائیں۔ فوجی حکومت کو بدنام کریں اور قادیانیت سے ہمدردی رکھنے والے لوگوں اور پولیس سے رابطہ پاکستان میں قادیانیت کو جن مسائل کا سامنا تھا۔ ان کے لئے ایک الگ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ سیکور اور اشتراکیوں کی اعانت سے آرڈی نینس کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنا، طلباء اور کارکنوں سے ساز باز کرنا اور جعلی تنظیموں کے نام سے مختلف طبقوں کے خلاف نفرت پیدا کرنا شامل تھا۔ سالوں میں دیوبندی، بریلوی وغیرہ فرقوں کے خلاف جو فتاویٰ چھپ رہے ہیں اور ایک اکابر کے خلاف جو سخت کلمات فوٹو سنٹ پر چوں کی صورت میں گردش کر رہے ہیں۔ ان کے پیچھے قادیانیت کا خفیہ ہاتھ ہے۔ لسانی، گروہی، طبقاتی اور علاقائی عصبیتوں کو ہوا دینے میں عناصر پیش پیش ہیں اور نہایت خفیہ اور منظم طریقے سے ملک کی سالمیت کے خلاف سازشیں ہیں۔ علماء کرام سے عرض ہے کہ وہ ان کی سازشوں کو سمجھیں اور عوام کو باہمی اتحاد و یک جہتی کا کار

مرزا طاہر نے بین الاقوامی جاسوسی اداروں سے معقول مالی امداد حاصل کی اور ان کی

تے میں وہ کافی حد تک کامیاب رہا۔ اسرائیلی ایٹمی جنس موساد (Mossad)، امریکی سی آئی اے، برطانوی ایم آئی 5 (MI-5) جرمن اور وینچ سیکرٹ سروس قادیانیت کو مالی ذرائع مہیا کرنے میں پیش پیش ہیں۔ 1982ء میں بیرونی مشعوں سے قادیانیوں کو سات کروڑ بارہ لاکھ روپے ملے۔ 1987ء میں یہ رقم 18 کروڑ چھتیس لاکھ تک پہنچ گئی جو اڑھائی گنا سے زیادہ اضافہ ہے۔ رقم کہاں سے آئی اور ایک دم اس میں اتنا اضافہ کیسے ہوا؟ ابھی تو یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو انہوں نے خود شائع کئے ہیں۔ ور پر وہ کہانی کچھ اور ہوگی۔

پاکستان میں 1982ء میں قادیانی چندوں کی مقدار ایک کروڑ ستاون لاکھ روپے تھی۔ جو 1987ء میں سات کروڑ بارہ لاکھ روپے ہو گئی ہے۔ یہ سات گنا اضافہ کہاں سے ہوا ہے۔ اس کے علاوہ 1982ء میں حاصل ہونے والے قادیانی چندے جو 1982ء میں 9 کروڑ تھے۔ اب 21 کروڑ 10 کروڑ 3 لاکھ روپے ان سے علاوہ ہیں۔ دیگر تحریکوں کے چندوں سے 10 کروڑ 3 لاکھ روپے ان سے علاوہ ہیں۔

کیا حکومت پاکستان قادیانیوں کے ان چندوں کے بارے میں معلوم نہیں کر سکتی کہ یہ کہاں سے آ رہے ہیں؟ اور وہ کون سے ایسے قادیانی امراء و صنعت کار ہیں جو ہزاروں روپے جماعت کو دے رہے ہیں؟ پاکستان کے آڈیٹر جنرل آف پاکستان ریونیو AGPR کو فوری طور پر قادیانی فنڈز کا معجزہ کر کے اس کی پڑتال کرنی چاہئے اور قادیانیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے حسابات اے۔ جی (A.G.) آفس کو پیش کریں اور ان کو شائع کیا جائے۔ اگر سیاسی جماعتوں کے فنڈز کی تحقیقات کی جا سکتی ہیں تو مذہب کے پتلے والے اس ایجوڈو ناز سیاسی تنظیم کے خفیہ مالی ذرائع کی تحقیق کیوں نہیں کی جا سکتی؟ یہ شبہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ کے پی ایل 480 کے تحت جمع پاکستانی بینکس سے قادیانیوں کو روپیہ دیا جاتا ہے۔

قادیانی جماعت کے مرکزی مبلغین دنیا بھر کے ممالک میں قادیانیت کی ترویج اور سیاسی پخت و پز کے لئے بھیجے ہوئے ہیں۔ ان کی کل تعداد 182 ہے۔ یہ مبلغ ربوہ سے تیار ہو کر باہر جاتے ہیں۔ افریقہ میں سب سے زیادہ کھپت ہے۔ جہاں سکیم کے تحت قائم قادیانی ہسپتالوں میں جماعت کو سوا آٹھ کروڑ روپے سالانہ کی آمدن ہے۔ 31 قادیانی سکول بائیس سینڈری تعلیم دے رہے ہیں۔ اور سو پرائمری سکول ہیں۔ ان کے ذہنوں کو زہر آلود کر رہے ہیں۔

برطانیہ نے اپنے پرائے سیاسی خادموں کو بڑھنے پھولنے کے مواقع بہم پہنچانے کے لئے ٹیل فورڈ (Tillford) کے علاقے میں کئی ایکڑ زمین پر مشتمل اراضی الاٹ کر دی ہے۔ یہاں قادیانی مرکز ”آباد“ قائم ہو گیا ہے۔ یہ زمین ان کو کوڑیوں کے مول دی گئی ہے۔ مرزا طاہر نے قادیانیت کی تبلیغ کے ہزاروں کی تعداد میں کیسٹ تیار کرائے ہیں۔ ان کی اپنی تقریروں کے کیسٹ اور ویڈیو فلم

پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کی جا رہی ہیں۔ گزشتہ تین سالوں میں 2720 18 زبانوں میں تیار کر کے قادیانی مصلحتوں کو مبہم کر رہے ہیں۔ جو ارداد کی تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔ ان کے علاوہ اتنا قادیانی لٹریچر تیار کیا گیا ہے جو قادیانیوں کے بقول دس سال میں تمام امور قادیانیت کے مستقبل کے جارحانہ عزائم کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہیں۔ قادیانیوں کی ارداد کی مہم کا سب سے شرمناک پہلو عرب ممالک میں کیسٹ اور لٹریچر ہے۔ قادیانی اسرائیل امداد سے عرب مسلمانوں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے میں کوشاں ہیں۔ جریدہ سویز کراچی 1986ء، 1987ء میں لکھتا ہے کہ

”حضرت امام جماعت احمدیہ نے عربوں کی طرف تبلیغ کے لئے جماعت کو خصوصی دلائی۔ باقاعدہ فارم کے لحاظ سے اب تک بالوے عرب جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت امام احمدیہ نے فرمایا کہ میرے ذاتی علم کے لحاظ سے ان کی تعداد تھوڑی ہے۔“

عربوں کو مرزا غلام احمد کی لعنتی تحریک میں شامل کر کے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا جسارت ہے۔ عرب ممالک کو اس خطرے کی طرف فوری توجہ دینا چاہئے۔ اور قادیانیت کے پھیلنے والوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہئے یہ عرب لازمی طور پر زہر زہن میں متاع دین لٹا چکے ہوں گے۔ ان کی وجہ سے مزید گمراہی پھیل سکتی ہے۔

مغربی ممالک اور امریکہ اپنے آپ کو آزاد دنیا قرار دیتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو سیکولرزم اور انسانی حقوق کا علمبردار کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اصطلاحات اپنی کوئی مستقل رکھتیں اور مغربی ادارے اپنی مرضی کے مطابق ان کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اسرائیل کے فلسطین کے حریت پسندوں کو ہلاک کریں اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑیں تو نہ تو انسانی حقوق کو لاحق ہوتا ہے اور نہ ہی اسے ظلم گردانا جاتا ہے۔ مغرب میں رنگ و نسل کی تیز اور جنوبی افریقہ کی کی حمایت وغیرہ ان اصطلاحات کی زد میں نہیں آتے۔ مرزا طاہر اور اس کے حواری پاکستان قادیانیوں کو درپیش آنے والے واقعات کو بڑھا چڑھا کر یہودیوں پر پریس میں اچھالتے ہیں۔ دیتے ہیں کہ پاکستان میں احمدی اقلیت کے انسانی حقوق سلب کئے جا چکے ہیں۔ ان کی عبادت کی جارہی ہیں۔ ان کو اپنے عقائد کی ترویج و تشہیر کی اجازت نہیں اور ان سے امتیاز برتا جا رہا ہے۔ واقعات کو ایک طرف طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے کی جانے والی کاروائیاں ذکر نہیں کیا جاتا۔

یہ ممالک اور امریکہ نے چونکہ قادیانیت کی پشت پناہی کرنی ہوتی ہے اس لئے وہ حقوق کی آڑ لے کر پاکستان پر مختلف نوع کے دباؤ ڈالتے ہیں۔ قادیانی انسانی حقوق کی تنظیم ایسٹنی انسانی حقوق کے کمیشن (اقوام متحدہ) اور بین الاقوامی پریس میں پاکستان میں کئے جانے والے مظالم کو خوب اچھالتے ہیں۔ اور جب ایسی مبالغہ آمیز خبریں شائع ہوتی ہیں تو یہودیوں کی اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ اس ”مظلوم اقلیت“ کا تحفظ کریں۔ کئی قادیانیوں نے اس دن ملک خصوصاً مغربی ممالک جرمی میں سیاسی پناہ لے رکھی ہے اور کئی مراعات حاصل کئے ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے قادیانیت کی کھلی حمایت کے لئے انسانی حقوق کے تحفظ کا جو ڈھونگ لگایا ہے۔ اسی قسم کا ڈھونگ بہایت کی حمایت میں بھی جاری ہے۔ مغربی پریس بہانیوں کو مظلوم اور حکومت کو ظالم قرار دیتا ہے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے رائے عامہ کو متاثر اور تیار کرتا ہے۔

ان سے بھاگ کر پاکستان میں اپنے اڈے قائم کر رہے ہیں۔ قادیانیت چونکہ جہاد کی مخالف، سامراج کی حاشیہ بردار، یہودیوں کی پروردہ استعماری الجھنی کے لئے اسلام دشمن طاقتیں اس کی ترقی کو اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں جو قادیانیت کا درس دیتا ہے اور سامراج اور صیہونیت کا دشمن ہے۔ قادیانیت کا فروغ اسلامی ممالک پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اسلامی بنیاد پرستوں کی سرگرمیوں کو کمزور کر سکتا ہے۔ قادیانی کی بنیاد ایک ایسے نظریے پر قائم ہے جس میں اسلام کی انقلابی روح کو مکمل ختم کر کے اسے سامراج کی داشتہ بنادیا گیا ہے۔ اس لئے ایسی تحریک، اس ”تشدد پسندانہ“ اسلام کا ایک توڑ توڑ ثابت ہو رہی ہے اور مشرق وسطیٰ میں سامراجی اور یہودی مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام دشمن قادیانیت کی ترقی کے لئے اسے ہر طرح کی مدد بہم پہنچاتی ہیں۔ اسی لئے مرزا طاہر کو امریکہ میں ”پیش کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔“

یہ تو ایک اجمالی سا خاکہ ہے۔ جس سے قادیانیوں کے عزائم اور ان کی گزشتہ پالیسیوں کی نشاندہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ایسی اسلام مخالف تحریک جس نے گزشتہ صدی میں استعماری اور یہودی سامراج کی بڑی قوت حاصل کر لی ہے اور جس کی پشت پر امریکہ، اسرائیل اور یورپ کا تعاون اور سرمایہ ہمارے خیال میں یہ جس قدر بڑا چیلنج ہے اتنا بڑا مقابلہ نہیں کیا جا رہا۔ ہماری حکمت عملی بعض حلقوں کا شکار ہے۔ ان خامیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں کئی طرح کی ترامیم کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے اس وقت ان کو ڈرافٹ کے طور پر

سمجھا جائے اور مستقبل کے لائحہ عمل کی بنیاد قرار دیا جائے۔

1: قادیانی اپنی تعداد کے بارے میں بہت مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی شماری کی جائے اور ان کے شناختی کارڈ اور شہریت (Domicile) سرٹیفکیٹ اندراج کیا جائے۔

2: تمام سرکاری اداروں اور دفاعی محکموں میں قادیانیوں کی صحیح تعداد معلوم کی جائے۔ حساس محکموں میں ان کی بھرتی بند کی جائے اور دیگر محکموں میں ان کا اقلیتی کوڈ لگایا جائے۔

3: قادیانی پرچوں اور ان کے جرائد و رسائل میں جان بوجھ کر ایسا مواد شائع ہوتا ہے جس سے صدارتی آرڈی نینس کی خلاف ورزی ہو حکومت پر چہ شائع ہونے کے کئی ماہ بعد اسے کھینچ کرٹی ہے جو کہ معکمہ خیر امر ہے۔ ایسے پرچوں کو فوراً ضبط کیا جائے اور پولیس کے تاحی کارروائی کی جائے۔

4: حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ پاکستانی مشعوں کو ہدایت جاری کرے کہ وہ قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے وزارت خارجہ کو پورے طور پر آگاہ کریں اور اس جواب دیں اور یہ جواب پاکستانی پولیس میں لازمی طور پر شائع ہو۔

5: لندن کے پاکستانی سفارتخانے کو مضبوط بنایا جائے تاکہ وہ قادیانی سرگرمیوں سے مطلع کرے اور لندن میں قائم اسلامی مشعوں سے اشتراک پیدا کر کے ان کی حوصلہ شکنی کرے تاکہ وہ اس فتنے کا مؤثر سد باب کر سکیں۔

6: قادیانیوں کے خفیہ فنڈز کی تحقیقات کی جائے ان کو منجمد کر کے ان کا مکمل آڈٹ کیا جائے۔ حساب کتاب کی تفصیل اے۔ جی آفس کے ذریعے حاصل کر کے کتابی صورت میں شائع جائیں۔ تاکہ اس میں کروڑوں کے اضافے کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

7: قادیانی کتب و رسائل لندن اور بھارت میں چھپ کر پاکستان آرہے ہیں۔ ان کی آمد روک جائے اور کسٹم کے محکمہ کو خصوصی ہدایات دی جائیں کہ وہ ان کو ضبط کرے۔

8: قادیانیت کو ایک سیاسی جماعت قرار دیا جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ ایک خفیہ جماعت ہے۔ اس کے بعد ایک پینل ٹریبونل قائم کر کے خاص سیاسی نقطہ نظر سے ان کے کاروائیوں کو بے نقاب کیا جائے اور انٹیلی جنس اداروں کو گزشتہ تمام خفیہ رپورٹوں کو دوبارہ ریکارڈ میں شامل کیا جائے۔ سیاسی جماعت قرار پانے کے بعد اس کی مذہب

پردے میں کی گئی کاروائیاں بے نقاب ہو جائیں گی۔

علمائے کرام، دانشوروں اور صاحب قلم لوگوں پر مشتمل ایک پینل مقرر کیا جائے جو قادیانیت کے متعلق مختلف زبانوں میں لٹریچر تیار کرے یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ دنیا کو جدید تحقیقی انداز میں تیار کئے گئے لٹریچر سے دلچسپی ہوتی ہے جو ٹھوس حقائق پر مبنی ہو اور جس کے پڑھنے کے بعد تحریک کے بنیادی خطوط اور مضمرات واضح ہوں۔ وہ لٹریچر جو ایک عرصہ پاک و ہند میں چھپتا رہا اور محض مذہبی مناظرہ بازی کی پیداوار تھا۔ وہ باہر کی دنیا کے لئے قابل قبول نہ ہوگا۔ محمدی بیگم سے نکاح، پیش گوئیوں کے پورا نہ ہونے کی بحث، حیات و وفات مسیح و غیرہ پر بہت کم زور دیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ مرزا قلام احمد قادیانی ایک دائم المرض نفسیاتی مریض تھا۔ جس کو شوگر، مرگی، اسیریا، کثرت بول، اسہال وغیرہ کی بیماریاں تھیں۔ حصول زر اور جاہ طلبی کے لئے اس نے نبوت کے نام پر برطانوی سامراج کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا۔ نفسیاتی لحاظ سے اس شخص کا تجربہ اور اس کے اوٹ پٹانگ کشف و البہامات کا تنقیدی جائزہ لوگوں کو بانی قادیانیت اور تحریک کے پس منظر کے بارے میں صحیح معلومات مہیا کرے گا۔ اس سلسلے میں محترم جناب عرفان محمود برق صاحب (نومسلم، سابق قادیانی) کی کتاب ”قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹھنرے میں“ کا مطالعہ کرنا چاہئے اور ہر شخص تک یہ کتاب پہنچانی چاہئے۔

توقف ختم نبوت کی تنظیموں سے ایک درمندانہ اپیل کروں گا کہ وہ قادیانیت کے سیاسی اقتساب کے کوئی طور پر معقول و خائف کا اعلان کریں اور ریسرچ سکالروں کو یہ کام سونپیں کہ وہ انڈیا آفس میں لندن میں بیٹھ کر قادیانیت کے اصل پس منظر کو بے نقاب کرنے کا عظیم کام شروع کر دیں۔ یہ کام بد قسمتی ہے کہ ہم نے اس اہم ذخیرے سے قادیانی تاریخ مرتب نہیں کی۔ اس منصوبے پر فوراً عملی ضرورت ہے۔ کچھ وظائف ان سکالروں کو دیئے جائیں جو بھارت میں جا کر وہاں خفیہ رپورٹوں سے استفادہ کر کے ان کی روشنی میں قادیانیت کے سیاسی اور مذہبی عوامل سے عوام کو واقف کرائیں اور دنیا ماننے یہ حقیقت ٹھوس ثبوت کے ساتھ پیش کریں کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی سازش کا دوسرا نام ”گذاب پنجاب“ یہود کا سیاسی اجبر تھا اور قادیانی مبلغ جاسوسوں کا ایک گروہ تھا۔ قادیانیوں کو احمدیہ کی جو ملی کے موقع پر یہ تھوہ پیش کرنا ضروری ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ اس ٹھوس تحقیقی کام سے متاثر ہوگا۔ اس طرح جو طریق اختیار کرتے ہیں اور جس طرح کی مذہبی مباحث چھیڑتے ہیں وہ مغربی دنیا کو متاثر کرسکتیں جو قادیانیت کی اسلام دشمنی کے باعث پہلے سے اس کی اعانت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

- 10: قادیانیت نے 1880ء تک جو سیاسی اور پاکستان مخالف کاروائیاں اور سازشیں کیں، سالمیت کے خلاف جو کام کیا ہے۔ اس کی تفصیل بھی منظر عام پر لائی جائیں۔
- 11: قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا محمود 1916ء سے 1925ء تک اپنی آخری عمر میں چلا تا رہا۔ یہ شخص برطانیہ کا ذلیل خوشامدی، آزادی ہند کا دشمن، مسلمان کی تکفیر کا مسلح قادیانی کی لعنتی نبوت کا زبردست پرچارک تھا۔ سیاسی کردار کے ساتھ ساتھ اس کی نہایت ہی گھناؤنا اخلاقی کردار تھا اس کی سوانح قادیان کے راسپوٹین کے عنوان سے لکھی گئی ہے اور اس کا اصل چہرہ دنیا کو دکھایا جائے۔ وہ چہرہ جو لاہوری جماعت کے ”پیغام صلح“ لاہور مہالہ کے پرچوں، مصری کے بیانون اور حقیقت پسند پارٹی میں جھلکتا ہے۔ راحت ملک کی کتاب ”ربوہ کا مذہبی آمر“ کو ایڈٹ کر کے فوری طور پر شائع کیا جائے اور اس کے انگریزی تراجم باہر کے ملکوں میں بھیجے جائیں۔
- 12: اسرائیل میں قادیانی مشن کی 1968ء سے 1987ء تک کی کاروائیوں کو منظر عام پر کرنے کے لئے ربوہ میں براہمان قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریف سے پوچھ گچھ کی جائے۔ دو جاسوس مبلغ اللہ دتہ اور جلال الدین شمس واصل جہنم ہو چکے ہیں۔ رشید چغتائی اور شاید ربوہ ہی میں ہیں اور اسرائیل کے قیام 1948ء کے وقت وہاں سازشوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ ان کے تفصیلی بیانات لئے جائیں اور ان کی وہ تمام رپورٹیں جو اسرائیل سے پاکستان بھیجے گئے تھے وہ حاصل کر کے منظر عام پر لائی جائیں۔ ان کے چھوڑنے پر پابندی عائد کی جائے اور ان کے نام امی۔سی۔ ایل (Anti Control List) میں شامل کئے جائیں۔
- 13: جن عرب ممالک میں قادیانی اپنا لٹریچر اور مبلغ بھیج رہے ہیں۔ ان کے سربراہوں کی تنظیموں کو خطوط لکھ کر اور رسائل و جرائد میں مضامین کے ذریعے قادیانی فتنے کی سرکوبی کے لئے ضروری اقدامات کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) نوٹس میں یہ بات لائی جائے تاکہ موثر قدم اٹھایا جاسکے۔
- 14: مرزا طاہر اور اس کے پاکستانی حواری ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور لندن میں کر دین عزیز کے خلاف زہر افشانی اور سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کے پاسپورٹ منسوخ جائیں اور شہریت ختم کر دی جائے۔
- 15: وزارت خارجہ امریکہ اور یورپی ممالک کو حقوق انسانی وغیرہ کے نام پر چلائی گئی قادیانی

نہایت میں مہم بند کرنے کے لئے مجبور کرے۔ ان کو اصل صورت حال سے آگاہ کرے اور سفارتی اثر و رسوخ بروئے کار لائے۔ ان ممالک کے سفارت خانوں کو قادیانی تحریک کی حقیقت بتائی جائے اور مناسب لٹریچر فراہم کیا جائے۔ اسلامی تنظیموں کے ذریعے ایسا لٹریچر تیار کر کے ان کو روانہ کیا جائے، جس سے وہ قادیانیت کا اصل چہرہ دیکھ سکیں۔

امام امید کرتے ہیں کہ ان معروضات پر غور کر کے ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے گا جو اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے۔



عقیدہ۔ حضور اقدس ﷺ کی تعظیم یعنی اعتقاد و عظمت جزو ایمان و رکن ایمان ہے۔ اور فضل تعظیم ان پر فرض ہے۔ اس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوہ خیبر سے واپسی پر مسیبا پر نبی ﷺ نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا۔ اس نے نماز عصر نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو اس تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ جب چشم علی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے اپنی پھر ڈوب گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر علی نے نبیؐ پر قربان کر دی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اس کی تائید ہے کہ غار ثور میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گئے۔ اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اس کے پاس ہنک کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور اقدس ﷺ کو بلایا۔ انہوں نے اس کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت کے لئے آیا۔ اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ حضور کی نیند میں فرق نہ پڑے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا جب صدیق اکبر کے آنسو چہرہ انور پر گرے، چشم علی تو عرض حال کیا حضور نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام آگیا ہر سال وہ زہر عود کرتا بارہ برس ان سے شہادت پائی۔

حکایت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ میں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے (بہار شریعت)

پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور قادیانی

جن دنوں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی زندہ تھا۔ محترم ابن نظام نے چٹان کے جنوری کے شمارے میں انکشاف کرتے ہوئے لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو سائنس فاؤنڈیشن میں کام کرنے کے لیے اسلامی کانفرنس نے 5 کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے۔ جبکہ ڈاکٹر سلام نے اسلامی کانفرنس سے 100 کروڑ ڈالر کا تقاضا کیا تھا۔ ڈاکٹر سلام نے ٹریسٹی اٹلی میں نظریات طبعیات کا بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے۔ جس کے وہ ڈائریکٹر ہیں۔ اس مرکز کو بین الاقوامی ایٹمی ادارے یونیسکو کا تعاون بھی حاصل ہے۔ ڈاکٹر سلام کے بقول یہ غیر سیاسی ادارہ ہوگا اور اسے مسلم ممالک کے سائنس دان چلائیں گے۔ ڈاکٹر سلام نے سائنس فاؤنڈیشن کے بارے میں یہ گمراہ کن تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اس ادارے کی پالیسی اور ورکنگ ان کے مشوروں کی مرہون منت ہے۔ اسلامک سائنس فاؤنڈیشن ڈائریکٹر جنرل جناب احمد قطانی (مراکش) بڑے ذریعہ اور محبت اسلام ایٹمی سائنس دان انہوں نے ڈاکٹر سلام کی چب زبانی کا بھانڈا بیچ چورا ہے میں پھوڑ دیا ہے اور ان کے جھکنڈوں میں سے صاف انکار کر دیا۔ ڈاکٹر سلام آج کل اسی نوع کا تاثر کویت میں دے رہے ہیں۔ کویت میں حکومت کی حیثیت اقوام متحدہ کے نمائندے کی سی ہے جس پر حکومت کویت کو کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ قادیانی گماشتہ کس عیاری سے اسلامی ممالک کے ایٹمی اداروں میں نقب لگا رہا ہے۔ اسلامک فاؤنڈیشن جدہ میں واقع ہے۔ سعودی عرب کے بارے میں مشہور ہے کہ کوئی ایٹمی ادارہ وہاں پر نہیں مار سکتا۔ مگر ڈاکٹر سلام کے وہاں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں۔ وہ پوری یکسوئی اور اتحاد کے ساتھ جدہ میں تمام اسلامی ممالک کے ایٹمی پروگراموں پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی کس قیامت کی چال چلتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان کتنے وثوق سے فریب کا شکار ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر سلام کس پایہ کا سائنس دان ہے اور اسے نوٹیل پرائز کس تحقیق کے سلسلہ میں ملا۔ اس عالمی انعام حاصل کرنے کے بعد پاکستان کی کیا خدمات سرانجام دیں۔ یہ معرکہ بھی حل ہو چکا ہے۔ پاکستان کے ایک "مایہ ناز" ایٹمی سائنس دان نے انکشاف کیا تھا کہ یہودیوں نے آئن سٹائن کی

تھیوری کے موقع پر فیصلہ کیا تھا کہ نوٹیل پرائز اپنی لابی میں جانا چاہئے۔ چنانچہ قرعہ ڈاکٹر سلام کے نام سے ڈاکٹر عبدالسلام نوٹیل انعام یافتہ ہوا۔ ورثہ اہلیت کے اعتبار سے وہ اس عالمی انعام کا سزاوار نہ ہو سکتا۔ ڈاکٹر سلام نے عالمی اعزاز تو حاصل کر لیا ہے مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایٹمی میدان میں کتنے افراد کے بعد اس نے ملک کے لئے کون سا کارنامہ سرانجام دیا۔ کس سائنسی شعبہ میں اس کی خدمات سامنے آئی۔ کون سا معرکہ سر ہوا؟ یہ سوالات آج تک تشنہ جواب ہیں۔ ہم نے اس کے گلے بھونکے ہمارے تو ڈال دیئے۔ سرکاری سطح پر اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ صدر پاکستان اس کے خیر مقدم کے لیے کچھ بچھ گئے۔ ملت اسلامیہ کے جذبات سے بے نیاز ہو کر اس کی راہ میں پھولوں کی کھکشاں سجائی گئیں۔ اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ پاکستان کے ایٹمی اداروں میں کون سی انقلابی تبدیلی لایا ہے۔ خدمات کے مطابق وہ کوئی خدمت انجام دینے کے بجائے پاکستان کے بارے میں ایٹمی امور کے بارے میں بدنامی پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ پوری طرح نگاہ رکھے ہوئے ہے کہ اس کی کوئی قابل اور ذہین سائنس دان ایٹمی اداروں تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اسلام پاکستان آتا ہے تو چند ہفتے قیام کے بعد وہ ہندوستان کو عازم سفر ہو جاتا ہے۔ جہاں اس کی مقیم جگہ بچھا دی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بنگلور، بنارس اور ہندوستان کی دیگر بڑی درگاہوں میں سائنسی علوم پر لیکچر دیتا ہے۔ لیکچر محض بہانہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ پاکستان کے کٹر غنیمت دان کو اپنی تازہ ترین معلومات سے آگاہ کرتا ہے۔

ایٹمی معلومات کی بنا پر لوگ سبھا اور عالمی سطح پر توجہ کرنے لگتا ہے اور ان کے اخبارات میں ایٹمی پروگرام کے خلاف زہرا گلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ گھر کے بھیدی اس طرح لٹکا ڈھاتے ہیں کہ پاکستان کے سیاسی دانشور ڈاکٹر سلام کی طبیعت کے قصیدے پڑھتے تھکتے نہیں۔

ڈاکٹر سلام ایک طویل عرصہ تک پاکستان میں صدر کاسائنسی مشیر رہ چکا ہے۔ وہ مسٹر بھٹو کا سائنسی مشیر رہ چکا ہے۔ جناب بھٹو نے اسی کے ایما پر ڈاکٹر شہزاد صادق کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا تھا۔ ڈاکٹر بھٹو کیسے ڈیپلنٹ کارپوریشن کے تمام وسائل ان کی تحویل میں دے دیئے تھے۔ ڈاکٹر شہزاد صادق ڈی سی میں سیاہ و سفید کے مالک رہے اور رفتہ رفتہ قادیانی لابی کے لوگوں کو اوپر لاتے گئے۔ بعد ازاں ملک سے فرار ہونا پڑا۔ مگر آج تک تیل و گیس کی کارپوریشن قادیانی لابی کے ہاتھ سے آزاد نہیں ہو سکی۔ اب بھی انہی عنایات کی بارش ہو رہی ہے اور ہم اپنی کوتاہی اور غفلت پر کرفہ کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر سلام جب تک مسٹر بھٹو کے مشیر رہے، ان کی تمام صلاحیتیں قادیانی لابی کے منہ میں گر رہیں۔ جناب بھٹو کچھ کچھ قادیانیوں کے عزائم سے باخبر ہو گئے تھے۔ انہیں احساس ہو گیا

تھا کہ ان کے اقتدار کے گردان کا دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ شرکت کے لئے ڈاکٹر اسلام کو بھیجا گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی دعوت نامہ جب ڈاکٹر اسلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریپارکس کے ساتھ اسے سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔

"I do not want to set foot on this accursed land until the constitutional amendment is withdrawn."

"میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔" مسٹر بھٹو نے جب یہ ریپارکس پڑھے تو غصہ سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے اشتعال اسی وقت اسٹیکلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر اسلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے تاخیر نوٹیفیکیشن جاری کر دیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے انہیں تحویل میں لے لی۔ تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھا۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔ اتنی دریدہ ذہنی اور ذہنیاتی کے باوجود جب ڈاکٹر اسلام پاکستان آئے تو ان کی پذیرائی میں سرکاری باجیس کھل جاتی ہیں۔ اور اس کا شایان شان خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ ان کی رسوائی اور حد درجہ بے حرمتی کرنے والے اس ڈاکٹر کی پذیرائی کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

مارشل لاء کے فیض یافتہ اور سابق وزیر تعلیم مسٹر محمد علی ہوتی کو ڈاکٹر اسلام کا کلاس فیلو ہونے کا حاصل ہے۔ ڈاکٹر اسلام جب پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا، تو جناب ہوتی نے اس کی سخت احتجاج کیا تھا کہ اسلام قادیانی ہے۔ اس کا کھانا الگ کیا جائے۔ چند دن ہوئے مجھے ڈاکٹر اسلام کے ایک پرانے رفیق اور ہم جماعت سے ملاقات کا موقع ملا۔ انہوں نے کہا ڈاکٹر اسلام جب بھی آتے ہیں تو یونیورسٹی کی پرانی یادیں تازہ کرنے کے لئے ان کے پاس مختصر قیام ضرور کرتے ہیں۔ اسلام نے انہیں بڑے فخر سے بتایا کہ محمد علی ہوتی جس نے ہوٹل میں ان کا کھانا الگ کر دیا تھا، اسے اسلام آباد انٹیر پورٹ پر گاڑی لے کر حاضر ہو جاتا ہے اور خوش آمدید کا یہ منظر دیدنی ہوتا ہے۔ ان کے قدموں میں کس طرح سجدہ ریز ہوئی۔ اس اسرار سے سابق وزیر تعلیم ہی پر وہ اٹھا سکتے ہیں۔ داتاے راز یہی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر اسلام کی خوشنودی کے طالب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عہدہ تقسیم میں ڈاکٹر اسلام کی کرم فرمائی اور نوازش شامل ہوتی ہے۔

مجھے اس نابھہ روزگار کی بات دل کو لگتی ہے۔ جس نے کہا تھا کہ پاکستان میں کوئی سیاسی جماعت تک برسر اقتدار نہیں آ سکتی جب تک اسے قادیانیوں کا غیر معمولی التفات میسر نہ ہو۔ انگلستان کا تاور بیچ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اور اس کا زہر اور جڑیں ملک کے چاروں طرف پھیل رہی ہیں۔ کھانہ کا آفتاب جب تک برصغیر پر قائم رہا، اس نے انہی افراد کو عہدوں سے نوازا، جو یا تو قادیانیوں کے منظور نظر تھے۔ اس طرح وہ ایک ایسی لابی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جو آج بھی ان کے مفادات کی پروٹیکشن کر رہی ہے۔ مجھے اس میں کوئی شبہ نظر نہیں آتا کہ آج ملک میں ہماری قادیانیوں کے درمیان جو اختلافات پیدا ہوئے ہیں، ان کے پیچھے قادیانی منصوبہ بندی اور سازشوں کا کام کر رہی ہے۔

مگر یہ کی پروردہ یہ تنظیم زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی شاخیں پھیلا رہی ہے اور سرکاری محکموں میں اس کی حد تک اثر انداز ہو رہی ہے۔ اس کے اثرات ختم کرنے کے لئے صحیح طریقہ سے منصوبہ بنائی گئی۔ حساس محکمے اس کی دست برد سے کل محفوظ تھے نہ آج۔ اس کے ایجنٹ خود کو لبرل ثابت کرتے ہیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے عمل کو محض ملاؤں کی تنگ نظری اور کج اندیشی سے کرتے ہیں۔ ملا کا لفظ گالی بن کر رہ گیا ہے اور کوئی فرد رجعت پسند کہلوانے کے لئے آمادہ نہیں۔ محض لوگ بڑی مصیبت اور سادہ لوحی سے سوال کرتے ہیں کہ ان مولویوں نے کیا ہنگامہ کر رکھا ہے؟ پاکستان میں اقلیت کو تحفظ حاصل نہیں۔ کیا یہاں ہندو، سکھ، عیسائی اور پارسی نہیں رہتے۔ انہیں بھی حقوق اور تحفظات حاصل ہیں تو قادیانی اس سے کیوں محروم ہیں۔

ان یہاں آ کر ٹوٹ جاتی ہے کہ یہ چند گمراہ مولویوں کے ذہن کا شاخسانہ ہے۔ ایک معروف شخص نے قادیانیوں کا دفاع کرتے ہوئے لکھا کہ انہیں تو پاکستان میں بسنے والی تمام اقلیتوں سے حقوق اور تحفظ ملنا چاہئے۔ کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں کئی اقلیتیں سکونت پذیر ہیں اور ریاست کے حقوق محفوظ کئے ہیں مگر آج تک کسی عیسائی یا ہندو نے اٹھ کر یہ باطل دعویٰ نہیں کیا کہ وہ عیسائی اپنے آپ کو عیسائی سمجھتے ہیں اور ہندو خود کو ہندو کہلاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص برسرِ سرکار کرے کہ صد پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے علاوہ وہ بھی صدارت کے عہدے پر مستحق ہے تو تمام اسے پاگل سمجھنے میں ایک لمحہ کے لئے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ کیا حکومت یا ریاست اس کا غیظ و نفرت کو برداشت کر سکتی ہے؟

علامہ احمد نے بانگ دہلی اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ نبوت کے جھوٹے دعویدار اور فرقہ وارانہ کوکس داشت کیا گیا، اس کے پیروکار اور ان کے خیر اندیش ملت اسلام کو تلقین کرتے ہیں کہ قادیانیوں

ڈاکٹر صاحب کی عدم موجودگی میں مقدمہ چلا کر ایک طرف فیصلہ کرایا گیا۔ تاکہ ڈاکٹر صاحب کو ان سے گرا دیا جائے۔ اہل پاکستان نے ڈاکٹر صاحب کے گلے میں گولڈ میڈل پہنا کر اپنے دل سے غم دور کیا۔ وہ اس سے بھی بڑے اعزاز کے مستحق ہیں کہ گولڈ میڈل ان کی خدمات کے صلے میں دیا گیا ہے۔ نوبل پرائز بھی ان کے جاوید کارنامے اور خدمات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ لیکن پاکستانوں کے دل ڈاکٹر صاحب کے لئے دھڑکتے ہیں۔ جذبات کا یہ خراج تمام عالمی انعامات سے بڑھ کر ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے لئے فقط اہل پاکستان کی محبتیں اور جذبات سے معمور دھڑکنیں ان کی عزت کے لئے کافی ہیں۔ ویسے بھی ان کے پایہ کی شخصیت عالمی اعزاز اور میڈلوں سے بالاتر ہے۔ اہل پاکستان ہر وقت ان کے لئے فرش راہ رہتی ہیں۔ یہ افتخار بانی پاکستان کے بعد اگر کسی شخص کے حصہ میں آئے تو وہ فقط ڈاکٹر قدیر خان ہیں جو 9 کروڑ آنکھوں میں ٹھہرا ہیں۔

اے کیو خان کے خلاف قادیانی ٹولہ اس لئے بھی سرگرم ہے کہ انہوں نے کہوڑہ ریسرچ سنٹر قادیانی فریڈ کو ملازمت نہیں دی۔ جبکہ ایٹمی توانائی کمیشن میں 25 کے قریب قادیانی اعلیٰ مناصب پر ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام کا بھائی بھی شامل ہے۔

سنٹر ذرائع سے اطلاعات ملی ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام جب پاکستان آتے ہیں تو ایٹمی توانائی کمیشن کے سیکرٹری ہاؤس میں ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا جاتا ہے۔ وہ جناب منیر احمد کوٹون کرتے ہیں تو سالم شوق میں کراچی پہنچ جاتے ہیں۔ وہیں اہل دل کی محفل جیتی ہے اور کسی نامہ و قاصد کے بغیر نہیں۔ ڈاکٹر سلام وہیں سے ہندوستان کے لئے رخت سفر باندھتے ہیں۔ وہ وہاں کی معروف شخصیات سے اپنے بلیغ و فصیح لیکچر سے اہل علم کی تلمیح بھی جھاتے ہیں۔

ہم اتانے راز کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر سلام کی نگاہ ملک کے ان تمام افراد پر مرکوز ہے جو جدید ایٹمی سائنس کو دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے تمام حضرات کو ایٹمی اداروں سے دور رکھے کہ پاکستان میں کوئی جو ہر قابل سامنے نہ آ سکے۔ مجھ تک موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر صاحب نے ڈاکٹر سلام کی بھیٹ چڑھ چکے ہیں۔ ڈاکٹر سعید زاہد اس سلسلے میں سرگرم ہیں۔ ڈاکٹر زاہد، ملک کے مایہ ناز ایٹمی سائنس دان ہیں۔ انہوں نے آسٹریلیا کے ایٹمی توانائی کمیشن میں مسٹر جان فلپ ہیکٹر کے ساتھ کام کیا ہے۔ اس کے بعد امریکہ چلے گئے جہاں ان کی اہمیت امتیازی حیثیت سے دو کورسز کئے۔ شکاگو کی شہرت یافتہ ایٹمی تجربہ گاہ آرگن ہیشیل میں نیوکلیر انجینئرنگ کا کورس مکمل کیا اور اورکج میں نیوکلیر ری ایکٹر ہیزروکس کیا۔ ڈاکٹر سلام نے ایکسا سائنس دان ہیں جنہوں نے نیوکلیر ری ایکٹر ہیزروکس کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان

کو تمام اہلیتوں سے زیادہ حقوق دیئے جائیں جبکہ وہ اعلانیہ اور واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ میں ہمارے مشن میں۔ یہودیوں کے وہی دوست ہو سکتے ہیں جو پاکستان اور عالم اسلام کے دشمن ہیں۔ چھپے لوں اسرائیل کے ایک اخبار پر وٹلم پوسٹ کے صفحوں پر تصویر شائع ہوئی جس میں مشن کے سربراہ نے اسرائیل کے صدر کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ اس نے انہیں مکمل آزادی اور تعاون کیا۔ فلسطینیوں کو بے گھر کرنے اور بیت المقدس کی بے حرمتی کرنے والے یہودیوں کے ساتھ تعلقات قائم ہو سکتے ہیں جو 90 کروڑ مسلمانوں کے دینی جذبات سے کھیل رہے ہیں۔ ہمارے یہ لبرل دانشور جو قادیانیوں کو فتنہ اور غیر مسلم قرار دینے والے پر رجعت پسندی میں ہیں۔ انہیں معلوم ہوتا چاہئے کہ مسٹر بھٹو کوئی مولوی نہ تھے۔ اور نہ کوئی رجعت پسند لیڈر، بلکہ مولوی پانے سے پہلے انہوں نے شیوکا سامان طلب کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں مولوی کی موت نہیں مرانا۔

I do want to die like moolvie death

مسٹر بھٹو سے ہزار اختلافات کی گنجائش ہے مگر کوئی شخص ان سے یہ اعزاز نہیں چھین سکتا کہ قادیانیوں کے خلاف تحریک کی پرورش کی اور بالآخر انہیں 1973ء کے آئین میں غیر مسلم قرار دیا گیا۔ یہ اتنا بڑا کریڈٹ ہے کہ آخرت میں ان کے لئے ذریعہ نجات بھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ ان کی شورش کا شیریں نے مسٹر بھٹو کے نظریات کے خلاف ایک طوفانی جنگ لڑی۔ جیل میں گئے اور برداشت صوبتیں برداشت کیں مگر جب بھٹو نے آئین میں ترمیم کی تو انہوں نے تمام اختلافات بالاتر ہو کر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حالانکہ ان کے رفقاء ان سے متفق نہ تھے مگر آج انہیں کہا! آج مسٹر بھٹو کے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی نہ کی گئی تو وہ آئندہ کوئی اچھا کام نہ کر سکیں گے۔ تم اگر میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو نہ دو، میں تمہارا اس شخص کو مبارکباد پیش کروں گا جس نے اس رسالت مآلہ کی حرمت کو قائم رکھا۔ چنانچہ یہ کہنا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینا محض علماء کی بے بسی ہے، ہر اس خلاف حقیقت ہے۔

مسٹر بھٹو نے اپنے دور میں کہوڑہ ریسرچ سنٹر کا سنگ بنیاد رکھا اور ممتاز ایٹمی سائنسدان ہونے کی کیو خان کو ہالینڈ سے بلا کر کہا آپ کام کریں اور اس سلسلہ میں بھاری اخراجات کی فکر نہ کریں۔ ان کے قیام کے فوراً بعد یہودی حرکت میں آ گئے۔ انہوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے علم و فن کا اعجاز ہے کہ وہ نہایت قلیل مدت میں پاکستان کی افروزدگی میں بھارت کے مقابلے میں بہت آگے لے آئے۔ یہ بات یہود کے دل میں کانٹے کی کلکتی رہی۔ چنانچہ ایک منظم منصوبہ کے تحت ڈاکٹر صاحب پر ایٹمی راز چھانے کا شوشہ چھوڑا گیا۔

میں پٹنگ کی منصوبہ بندی اور بلڈنگ کو ڈیزائن کرنے میں اس یکتائے روزگار سائنس دان کی مساعی اور کوششوں کا گہرا دخل ہے۔ امریکہ کے چوٹی کے ایٹمی سائنس دانوں نے ڈاکٹر سے معمولی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔ بلکہ نیوکلیری ایکٹر کے بارے میں ان کی پیشہ اجازت کیا ہے۔ آج پاکستان کا یہ عظیم سائنس دان اسلام آباد میں کمپری کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی میں ایک بڑا ہی عظیم کام کیا گیا ہے۔ اسلام آباد میں نیوکلیر سائنس دانوں کے لئے کمپری کینال کا پلاٹ دیا گیا جسے بعد ازاں واپس لے لیا گیا۔ ڈاکٹر سعید زہد کی وہ خطا کیا تھی جس نے انہیں پٹنگ اور رہائشی سہولت سے بھی محروم کر دیا گیا۔ ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ مستقبل کے لئے آمادہ نہیں تھے۔ جبکہ حکومت کی طرف سے انہیں ری پٹنگ دینے کی ہمت تھی۔ ڈاکٹر سلام ان کی گستاخی کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر زہد کا انکار سلام کی گراں گزرا۔ چنانچہ انہیں سائنس فاؤنڈیشن سے فارغ کر دیا گیا۔ کیونکہ ڈاکٹر سلام کی جان غزل کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ افریقہ کی ایک ریاست میں حکومت پاکستان کے مصارف روانہ کیا جا رہا ہے۔ ان کا کثیر زرمبادلہ قادیانیوں کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ تبلیغی مشن وفد کے تمام اراکین قادیانیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست کا خزانہ غیر مسلموں بھی کھلا ہے۔ نہ کوئی احتساب، نہ باز پرس۔ کس سے داؤ فریاد کی جائے۔

کون سنتا ہے نفاق درویش

ایم ایم احمد کے زمانے میں یہی دستور رائج تھا۔ اس وقت کسی سر پھرے نے قومی اتحاد یا کہ قوم کو اعتماد میں لیا جائے کہ حکومت پاکستان قادیانیوں کے تبلیغ دین کے لئے بھاری کیوں برداشت کر رہی ہے۔ جب یہ سوال متعلقہ وزارت میں پہنچا تو ایم ایم احمد نے اس کا جواب دیا تھا۔ ان دنوں وزارت خزانہ کے سیکرٹری یہی تھے۔ اس کے بعد کسی مردوج نے جرأت نہ کی کہ اس سبلی میں یہ سوال اٹھ جائے تو ایوان کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اہل وطن کو معلوم ہو جائے کہ مبادلہ قادیانیوں کے مشن پر اٹھ رہا ہے۔ یہ سوال بھی جاں گسل ہے کہ ڈاکٹر سعید زہد کا وہ خواہشات اور مفادات کی نذر کیوں کیا گیا۔ انہیں راستے کا پتھر بھیننے والے اپنے کن آقا کی دست تعاون وراز کئے بیٹھے ہیں۔

یہ کس کافر کا غمزہ خون ریز ہے ساقی

میری معلومات کے مطابق حکومت عراق اپنے ایٹمی پروگرام کے فروغ کے لئے ڈاکٹر

معداد سے استفادہ کرنا چاہتی ہے۔ مگر پاکستان کا یہ ممتاز سائنس دان قادیانی سازش کا شکار ہو کر گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ نوکر شاہی کی چیرہ دستیوں سے اس کا سینہ فگار اور بکا ہے۔ جس شخص نے نیوکلیر فیکٹری کو ابتدائی مرحلے میں بنی زندگی دی، اس کی ڈیزاننگ واپس لیں صرف کیں، سائنس فاؤنڈیشن کوئی تمثیل عطا کیں، جدید سائنسی علوم پر ید طولی رکھنے والے یار وطن میں بے یار و مددگار رہے اور شہر خواہاں میں اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہے اور ادھر دیکھو کہ ان کی آبادیوں کے مینوں کو مالکانہ حقوق دینے چلے ہیں۔ نظام اسلام کا چرچا ہے اور حقوق

کی کیا جا چکا ہے کہ ڈاکٹر سعید زہد کا قصور فقط یہ تھا کہ انہوں نے ڈاکٹر سلام کو ری پٹنگ دینے اور ان کے لئے سہولت کی طرف سے انہیں ری پٹنگ دینے کی ہمت تھی۔ ڈاکٹر سلام ان کی گستاخی کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر زہد کا انکار سلام کی گراں گزرا۔ چنانچہ انہیں سائنس فاؤنڈیشن سے فارغ کر دیا گیا۔ کیونکہ ڈاکٹر سلام کی جان غزل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ایم ایم احمد کے زمانے میں یہی دستور رائج تھا۔ اس وقت کسی سر پھرے نے قومی اتحاد یا کہ قوم کو اعتماد میں لیا جائے کہ حکومت پاکستان قادیانیوں کے تبلیغ دین کے لئے بھاری کیوں برداشت کر رہی ہے۔ جب یہ سوال متعلقہ وزارت میں پہنچا تو ایم ایم احمد نے اس کا جواب دیا تھا۔ ان دنوں وزارت خزانہ کے سیکرٹری یہی تھے۔ اس کے بعد کسی مردوج نے جرأت نہ کی کہ اس سبلی میں یہ سوال اٹھ جائے تو ایوان کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اہل وطن کو معلوم ہو جائے کہ مبادلہ قادیانیوں کے مشن پر اٹھ رہا ہے۔ یہ سوال بھی جاں گسل ہے کہ ڈاکٹر سعید زہد کا وہ خواہشات اور مفادات کی نذر کیوں کیا گیا۔ انہیں راستے کا پتھر بھیننے والے اپنے کن آقا کی دست تعاون وراز کئے بیٹھے ہیں۔

میں نے 1967ء میں پہلی بار یورینیم دریافت کیا اور اس کی اعلیٰ کوالٹی کے نتائج حاصل کیے۔ یہ سابق صدر ایوب کے لئے چونکا دینے والا انکشاف تھا۔ کیونکہ ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئر مین ڈاکٹر عثمانی کہہ چکے تھے کہ پاکستان میں یورینیم نہیں ہے۔ ایوب خان سے ملاقات کے چند دن بعد ڈاکٹر عثمانی کو چیئر مین کے عہدے سے فارغ کر دیا گیا۔ میں نے ایوب خان کو اندھیرے میں دکھا کہ یورینیم کی مدد سے کمیشن کو بھاری رقم مل سکتی تھی۔ ایوب خان نے ایٹمی ادارے کے ڈاکٹر غنی سے کہا کہ وہ میرے ساتھ گلگت جائیں۔ ڈاکٹر غنی نے میری کوششوں کی تعریف کی۔ ان کی واپسی کے بعد میں نے کوششیں تیز کیں

اور 200 کلو یورینیم نکالا اور پھر ایوب خان سے ملا۔ ایوب خان نے ہدایت کی کہ اس سے ماہرین کی ٹیم بلائی جائے جو ان علاقوں کا سروے کرے۔ ٹیم گلگت گئی اور رپورٹ دی۔ میں ایوب خان کو 1968ء کے شروع میں پھر ملا۔ جنہوں نے مجھے بلا کر بھاری انعام دینے کا اعلان کیا مگر انہیں مہلت نہ مل سکی۔ ان کے خلاف تحریک ہو گئی۔ وہ اقتدار چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یورینیم کی تلاش کا منصوبہ ہو گیا۔ صرف ایک جیالوجسٹ یورینیم کی تلاش میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اسے برطانیہ گیا۔ وہ ملک سے باہر چلا گیا اور دوسرے ملک کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

ایٹمی توانائی کمیشن کے موجودہ چیئرمین نے عہدہ سنبھالا تو مجھے 2400 روپے پیش کش کی۔ پہلے ماہ تنخواہ دی گئی۔ دوسری بار مشروط کر دی گئی کہ میں اخباری بیان دے گا۔ میرا پہلا منوقت جو سرکاری فائلوں میں تھا، وہ غلط تھا۔ میرے انکار پر میری ملازمت بعد ختم کر دی گئی۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے شیر خان کے پاس 8 ہزار کلو گرام یورینیم پڑا ہے جسے ایٹمی توانائی ہے نہ حکومت فروخت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ یاد رہے کہ ایک ایٹم بم کی تیاری میں یورینیم درکار ہے۔ ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین نے شخص اس لئے شیر خان کو ملازمت سے اس کے اس نے پاکستان میں یورینیم کے بھاری ذخائر کی تردید سے صاف انکار کر دیا تھا۔ شیر خان وزیر پٹرولیم اور راولپنڈی یونین آف جرنلسٹس کے گولڈ میڈلسٹ کو متعدد خطوط لکھے۔ اس سے حاصل کرنے والے ڈاکٹر اسد نے مکتوب لکھا کہ جواب تک دینے کی زحمت نہ کی۔ شیر خان نے کہا کہ اگر مجھے ملاقات کا وقت عنایت کیا جائے تو وہ ان تمام چیزوں کو بے نقاب کر سکتے ہیں۔ ایٹمی پروگرام کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ ہمارا ملک ایٹمی قوت بنے۔

ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین جناب منیر احمد خان نے تاہم تحریر شیر خان کے الزام کی۔ راولپنڈی کے ایک مقامی ہفت روزہ نے یہ شدید الزام عائد کیا ہے کہ اس ادارے میں بھارت اور اسرائیل کے ایجنٹ موجود ہیں۔ ایک منصوبہ کے تحت قادیانیوں کی ایک بڑی ٹیم توانائی کمیشن میں انتہائی اہم مقامات پر فائز کیا گیا ہے۔

جناب منیر احمد خان نے اردو ڈائجسٹ سے ایک تفصیلی انٹرویو میں یہ خوش رنگ دعویٰ کیا۔ ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ مقامی طور پر تیار کر سکتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ابھی تک شرمندہ حال ہے۔ سکا۔ 1977ء میں روزنامہ جنگ میں قوم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اب ہر سال ایٹمی ری

اور اس نے اس دعویٰ کو بھی باطل ثابت کر دیا۔ ہمارے پاس لے دے کے صرف ایک ایٹمی ری ہے جو برقی توانائی کے لئے کراچی میں نصب کیا گیا ہے۔ 175 میگا واٹ کا یہ ری ایکٹر دنیا کی کے باعث رواں حالت میں نہیں ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ 175 میگا واٹ کا پوری دنیا کی ایکٹر ہے جبکہ بالعموم 500 یا 1000 میگا واٹ کا حامل ری ایکٹر ہوتا ہے۔ تحریک کے سربراہ جناب اصغر خان نے بھی ایٹمی توانائی کمیشن کو چیلنج کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا حامل یہ ری ایکٹر صحیح حالت میں کام کرنے سے قاصر ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسے پاس ایٹمی ری ایکٹروں کی تعداد بارہ کے لگ بھگ ہے۔

اصغر خان نے روزنامہ "مسلم" کے 9 مارچ کے شمارے میں پاکستان کے نیوکلیر پروگرام کی حساب کتاب کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

پاکستان کے ایٹمی توانائی کمیشن میں بے شمار پی ایچ ڈی سائنس دان کام کر رہے ہیں۔ جبکہ منیر احمد خان جو گزشتہ چودہ سال سے مسلسل ایٹمی توانائی کمیشن کے سربراہ چلے آ رہے ہیں۔ نہ تو ڈاکٹر ہیں نہ ہی نیوکلیر انجینئرنگ میں کوئی ڈگری حاصل کی ہے۔ وہ ایکٹریکل انجینئرنگ میں ایم ایس سی ہیں۔ انہوں نے چودہ سال میں کوئی قابل کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔

منیر احمد خان کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ وہ ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ لیکن اپنی عمر کو وسیع کرنے کے لئے انہوں نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے ہیں۔ ادارہ سمجھے کہ ان کے غداروں کے لئے کیا خوبصورت منصوبہ تیار کیا ہے۔ کچھ عجیب نہیں کہ اب تک اپنے منصوبہ میں وہ پیچھے ہو۔

آخر میں ایٹمی توانائی کے بین الاقوامی ادارے کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر سیگوارڈ اسکولڈ کو پاکستان آنے کی دعوت دی گئی۔ ڈاکٹر سیگوارڈ نے صدر پاکستان سے بھی ملاقات کی اور بعد میں انٹرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے ایٹمی توانائی کے پر امن مقاصد خصوصی طور پر میڈیسن اور زراعت کے حوصلوں میں زبردست ترقی کی ہے۔ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ ان تنصیبات کی دیکھ بھال اور سب سے بڑھ کر پاکستانی شخص دانوں سے متاثر ہوئے ہیں۔ پاکستان کے ایٹمی توانائی کمیشن کو اس عظیم الشان کام کی پیش نظر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی میں پاکستان کا مستقبل برآ

روشن ہے۔ ڈاکٹر سیکو ارڈ نے پنسلک کا بطور خاص حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پنسلک اسکول میں سائنس دانوں کی تعلیم و تربیت کا معیار بڑا قابل تعریف ہے۔

ڈاکٹر سیکو ارڈ کا یہ ستائشی بیان باخبر لوگوں کے لئے موجب حیرت ہے۔ یہ وہی صاحبِ ازیں پاکستان کے پراسن انجی پروگرام پر شکوک و شبہات کا اظہار کر رہے تھے۔ آج ان تعریف کے ڈوگرے برسارہے ہیں۔ زبانی تنقید و توصیف کے ستائش میں کیے اصل سیکو ارڈ نے پنسلک کا بطور خاص حوالہ دیا اور منیر احمد خان کی خدمات اور علمی صلاحیتوں کو قابل ذکر ہے کہ جناب منیر کی عمر ساٹھ کے ہند سے کوچھور ہی ہے۔ اور وہ ملازمت سے رخصت قریب پانچ چھ ہیں۔ توسیع ملازمت کے لئے ان کے دل میں تمنا جوان ہو رہی ہے۔ بعض کہتا ہے کہ وہ براہ راست اپنی ملازمت میں توسیع کی استدعا نہیں کرنا چاہتے بلکہ بلاواسطہ وزیر اعظم کے دل میں نرم گوشہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خود کہنا نہیں چاہتے تھے۔ زبانِ شرح کر دی گئی ہے۔ واقفان حال کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر سیکو ارڈ ایک کلچر کا ایسے وقت میں پاکستان جب جناب منیر احمد خان ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ بڑا ہی پہلو دار اور معنی بخیز منیر احمد خان اور ڈاکٹر سیکو ارڈ کے درمیان گہرے مراسم اور ربط باہم کو بھی خیال آفریں سمجھیں ہمارے قومی رہنماؤں میں اصغر خان وہ واحد سیاست دان ہیں۔ جنہوں نے پاکستان پروگرام پر بڑی فراوانی سے بیانات جاری کئے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال امریکہ میں قیام کہا تھا کہ یہ پاکستان کی حماقت ہوگی کہ وہ ایٹم بم بنائے۔ اسرائیلی ریڈیوان کے کلام کو حضرت اصغر خان کے اس جرات مندانہ بیان پر خراج تحسین پیش کیا تھا۔ اصغر خان بہت ستائش کی سند مل گئی۔ یہ اعزاز ان کو مبارک ہو۔ رقیب بھی خوش ہے کہ میرا کارواں خوں وال ہے۔ اصغر خان کا سیکولر ازم جو کل تک دل نشیں لفظوں میں دستور تھا، آج ان کے نظم سے چھٹک ہم برسیل تذکرہ یافتہ بیانیہ بات نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ قصد انہوں نے گداز گوشہ اہل قادیان ان سے الہجہ نہ ہوں اور انہیں قربت کا احساس رہے۔ بیان کیا جا چکا ہے کہ قادیان کوئی غیر نہیں ہیں۔ قادیانیوں نے جبکہ اسرائیل میں اپنے مشن قائم کر رکھے ہیں تو اپنی موساد کے ذریعے قادیانیوں کی صفوں میں داخل نہیں ہو سکا؟ قادیانی اور یہودی اصل ایک ہیں۔ ایک کو قادیان کی بازیافت کی ترپ ہے اور دوسرے کو بیکل سلیمانی کی جتو ہے۔ شاہین پاکستان نے روزنامہ جنگ کو ایک طویل انٹرویو دیا۔ فرماتے ہیں۔

صدر نے قوم کو پرفریب تاثر میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ تاثر سراسر غلط ہے۔ میری معلومات

حالیہ پاکستان کے سائنس دانوں کو ایٹم بم تیار کرنے کی تمام صلاحیتیں رکھنے کے باوجود بے کسی پروگرام کو تکمیل کے آخری مراحل تک پہنچانے کی ہدایات نہیں ہیں۔ نہ ہی موجودہ مدت اس قسم کے منصوبے میں غیجیدگی کے ساتھ دلچسپی رکھتی ہے۔ بڑی طاقتیں جانتی ہیں کہ طیارہ ایٹمی رائے عامہ اور پاکستانی قوم دونوں کو دھوکہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ ویانا میں ایٹم اور ڈاکٹر سلام کے درمیان ہونے والی گفتگو صورت حال کو واضح کر دیتی ہے۔“

(روزنامہ جنگ 15 مارچ 1982ء)

اصغر خان کے اس بیان سے واقعی صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر سلام اور پنسلک کا حوالہ دیا۔ جو ویانا میں ان کے درمیان ہوئی۔ مقام لگ رہے کہ پاکستان کی طرف سے تمام کویات کرنے پر کس نے مامور کیا۔ خلوت میں ہونے والی ملاقات اصغر خان تک کیسے پہنچی۔ یہ بیان ان پر کیسے عیاں ہوا۔ اصغر خان کے بیان پر تبصرہ تو بعد میں ہو گا مگر یہ حقیقت کسی ثبوت کی محتاج نہیں کہ ڈاکٹر سلام اپنے آقاؤں کو ایٹمی خبروں کی ترسیل کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ کہاں ڈاکٹر سلام ہر ایٹم۔ یہ ہر ایٹم وہ شخص ہے جو پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو مکمل آگے سے دیکھتا ہے۔ اور وائی کے درپے ہے۔ ہر ایٹم کو تو بھارت کی نمائندگی کا حق حاصل ہے۔ مگر پاکستان کی طرف سے ایٹم کو تو بھارتی کا حق کس نے دیا۔ یہ سوال حقائق کا پردہ چاک کر کے رکھ دیتا ہے۔ کیا سربراہ ایٹم کی وضاحت فرما سکتے ہیں۔ کیا وہ اہل وطن کو اعتماد میں لینے کے لئے تیار ہیں؟ اگر جواب نفی ہے تو پھر بتایا جائے کہ شاہین پاکستان، ڈاکٹر سلام کی وضاحت کو کیوں قبول کر رہے ہیں۔ انہیں ایٹم کی وکالت کیوں مقصود ہے؟ اگر اصغر خان اس پھیلی کے سیاق و سباق سے آگاہ ہیں تو وہی وضاحت فرمادیں۔ مجھے ان کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔

اصغر خان اس سلسلے میں کیا دلائل رکھتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ پاکستان کو ایٹم بم کی بجائے اقتصادی پروگرام پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ نیز ایٹم بم بنانے کی حماقت سے باز آ جانا۔ دلیل بظاہر دل کش اور دل میں اتر جانے والی ہے مگر یہ بات کہتے وقت لائق احترام سیاسی قائد کو ان کے خوفناک عزائم سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہئے۔ ہندوستان 1974ء میں ایٹمی دھماکہ کر کے نیو کلب میں شامل ہو چکا ہے۔ اس نے اعلانیہ ایٹم بم بنایا ہے اور ہائیدروجن بم کے تجربات میں مصروف ہے۔ اس نے روس کی تنگی جارحیت سے مشرقی پاکستان کو ہڑپ کر لیا ہے اور برملا عالمی پریس کے سامنے کھڑے ہوئے کہا کہ ہم نے پاکستان کے دو قومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے دشمن جب اس ملک کی تیور سے پڑوسی ملک سے مخاطب ہو تو شاہین پاکستان کا ٹائٹل حاصل کرنے والے سیاسی قائد

ان کے لئے دل بستگی کا سامان پیدا کریں اور قوم کو اپنی آنکھ چنپی کرنے کے مشورے سے نوازا جائے۔
بقا صرف دعاؤں ہی کے سہارے قائم رہ سکتی ہے۔

امصرخان مزید کہتے ہیں۔

”میں اب تک 65 جلسے کر چکا ہوں۔ اس بارے میں پاکستان کی حساسیت مجھے کبھی نہیں آئی۔ اینٹیم بم بنانے میں کسی غیر معمولی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا البتہ اخبارات میں غیر معمولی جذباتیت کا اظہار ضرور کیا جاتا ہے۔ بنگلہ دیش کا مسئلہ بھی جذباتی تھا، اس طرح پروگرام بھی۔ پاکستان کے لئے اہم اقتصادی مسئلہ ہے۔ ہمارے پاس صرف ایک ریلوی ایکٹر ہے اور وہ بھی صحیح طریقے سے کام نہیں کر رہا۔ اس وقت بڑی طاقتیں ہماری اس وقت تک نہیں آئیں گی جب تک انہیں ہماری نیت کے بارے میں یقین نہیں جاتا۔ ضیاء الحق اب تک جو کچھ کہتے رہے ہیں، ان طاقتوں کو ان کی زبان پر اعتماد نہیں سمجھتے ہیں کہ ضیاء الحق جھوٹ بول رہے ہیں۔“

تحریک استقلال کے قائد پاکستان کے انٹیلی پروگرام کے سلسلے میں پاکستانی عوام کے شکوکہ کر رہے ہیں کہ وہ نیوکلیم پروگرام پر حساس نہیں ہے۔ اسے اینٹیم بم سے کوئی دلچسپی نہیں اخبارات نے اسے مسئلہ بنایا ہوا ہے۔ امصرخان کے لئے یہ بات سورج کو چراغ دکھانے کے ہونگی کہ قومی اخبارات عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اگر اخبارات پاکستان کے پروگرام کے بارے میں تجسس ہیں تو اس لئے کہ اہل وطن کے لئے یہ نہایت جذباتی مسئلہ ہے۔ اگر قوم اتنی بے حس اور جذبات سے بے نیاز ہے جیسے امصرخان سمجھ رہے ہیں تو کبھو کے ہزاروں جن میں ناخواندہ بھی یقیناً شامل ہوں گے۔ دُور شوق میں پاکستان کے راجل عظیم جناب قدردان گلے میں گولڈ میڈل نڈا لے لے اور ان کی عظمت کو سلام عقیدت نہ پیش کرتے۔ امصرخان مزید فرمایا کہ بنگلہ دیش کو تسلیم نہ کرنے کے سلسلے میں بھی پاکستانی عوام نے جذبات کا سہارا لیا۔ ابھی لوگوں کا یہ محفوظ ہے۔ اسے سیاست دانوں کی طرح دیکھ نہیں گئی۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ پوری خیمبر سے کراچی تک بیک زبان ہو کر بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کی مخالفت کی تھی۔ مسٹر بھٹو جہاں بھی انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بڑے فیاض سیاست دان تھے۔ انہوں نے جب قوم کا یہ موڈ دیکھا تو وہ اس مسئلے کو قومی اسمبلی میں لے آئے۔ پیپلز پارٹی کے ارکان کی اکثریت نے پارلیمنٹ بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔ نوائے وقت نے اگلے روز سرخفی کے ساتھ خبر شائع کی کہ وزیر اعظم بھٹو نے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔ یعنی قوم نے اس سلسلے میں مسٹر بھٹو کو مین ڈیٹ نہیں دیا بلکہ یہ فرد واحد اور ایک آدمی

نہیں تسلیم تھا جسے ایوان کے نام سے قوم پر مسلط کر دیا گیا۔ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے بعد 90 ہزار پاکستانیوں کی واپسی کا کیا جواز رہ گیا تھا۔ ہندوستان یہی چاہتا تھا کہ پاکستان بنگلہ دیش کو تسلیم کر لے۔ لیکن اپنے دلائل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اہل پاکستان کے جذبات کی کوئی اہمیت نہیں۔

یہ استدلال پیش کرتے ہوئے امصرخان اپنی کہہ مکرئی بھول گئے کہ انہوں نے قوم کے جذبات سے بھول کر بنگلہ دیش کے تسلیم کئے جانے کے اپنے پہلے موقف سے توبہ کر لی تھی۔ بنگلہ دیش کی مثال دے کر انہیں سیدھا ٹیل رہے ہیں کہ پاکستان کو انٹیلی پروگرام کے سلسلے میں اپنی عوام کی کوئی تائید حاصل نہیں اور اگر ہے بھی تو ایک سچے لیڈر کو دونوں بات کہنی چاہئے۔ عوام ہی ان قائدین کو لیڈر بناتے ہیں۔ امصرخان الٹا عوام کو سرزنش کرتے ہیں کہ ایک سچے لیڈر کو عوام کے جذبات اور امنگوں کی فکر دامن گیر ہونی چاہئے۔

جہاں تک انٹیلی ری ایکٹر کا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں گزشتہ دس بارہ سال 175 میگا واٹ کا ایک ہی انٹیلی ری ایکٹر ہے۔ کمال یہ ہے کہ اس ری ایکٹر نے آج تک 175 میگا واٹ پر اپنی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اگر ری ایکٹر کو درکار صلاحیت کا صحیح نہیں ہے تو اس کا اہل وطن کا کیا تصور؟ یہ تو منیر احمد خان بہتر بتا سکتے ہیں جن کا دعویٰ تھا کہ مزید ری ایکٹر لائیں گے۔ انٹیلی ری ایکٹر اور فرانس کے ماہرین کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ جب پاکستان کے نامور سائنس دان واحد ری ایکٹر کو کام میں نہیں لاسکتے تو مزید فراہم کرنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ یہ روپہ پاکستانی سائنس دانوں کو نااہل اور مشکوک بنانے کے مترادف ہے اور امصرخان وہی جواز پیش کر رہے ہیں جو امریکہ اور اہل شروع دن سے کہتے چلے آ رہے ہیں۔

ہندوستان پاکستان کے خلاف تین چار مرتبہ جارحیت کر چکا ہے۔ ہمارے مد مقابل ایک ایسا دشمن ہے جو کسی بھی لمحہ شب خون مارنے سے گریز نہیں کرے گا۔ ہم دشمن کے بھیایک عزائم اور اس کے انٹیلی پروگرام کی خوفناک تیاریوں سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ اسے جس دن ہماری کمزوری کا دور اک ہوگا۔ جنگ وجدل سے گریز نہیں کرے گا۔ اسی باعث تو پاکستانی عوام جذباتی ہو رہے ہیں۔ پاکستانی عوام کو اب دفاع سے کوئی دلچسپی نہیں مگر وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ کوئی ان کو ہڑپ کر جائے۔ انہیں وطن کے دفاع اور اپورا حق حاصل ہے۔ سیاست دان جو پبلک کے جذبات اور حمایت سے اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے کے خواہش مند ہیں وہ اسے عوام کے اجتماعی احساسات کی ترجمانی کا فریضہ ادا کرنا چاہئے۔ ہندوستان کی حالت کا طوق گلے میں لٹکا کر قوم کی خدمت نہیں کی جاسکتی۔ یہ محض اغیار کو خوش کرنے کے حیلے ہیں۔

میں اس دل گرفتہ داستان کو بادلِ نخواستہ سمیٹ رہا ہوں۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے کسی شخص کے ساتھ کوئی

ذاتی عناد ہے نہ پر خاش۔ فقط اصلاح مقصود ہے۔ وطن کی محبت نے مجبور کیا ہے کہ میں اپنی قوم کا دفاع کروں جو دینک کی طرح تمام اداروں کو چاٹ رہا ہے۔ پاکستان کے تمام ایٹمی ادارے اس کی دستبرد سے محفوظ نہیں ہیں۔ کچھ ریسرچ سنٹر ایک ایسا ادارہ ہے جس کا اکثر قدیر خان کی شدید حب الوطنی اور والہانہ محبت کی وجہ سے ان یہودی گماشتوں سے بچا جا رہا ہے۔ اگرچہ مردے کھانے والے کرمس کی طرح قادیانی اس عظیم ترین ادارے کے گرد بھی چکر لگا رہے ہیں۔ قدیر خان قوم کی متاع حیات اور سرمایہ زندگی ہیں۔ ان کی حفاظت کی جائے کہ وہ قوم کی زندگی میں صدر پاکستان سے وطن کے نام پر اٹھ کر رہیں۔ وہ اپنی پہلی فرصت میں اصلاحی امور کی طرف توجہ دیں۔ وطن کی مٹی ان سے اپنا قرض طلب کرتی ہے۔ یہ قرض بخفی جلدی بے باقی ہو چکا ہے۔



لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھرے ہوئے ہیں۔ اس میں وہ چیزیں ہوں گی ان کی مثل نہ آنکھوں نہ دیکھی نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہے ان کے ساتھ کر دی جائے گی۔ اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے ہر مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا اور لباس پسند کرے گا اور ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کر میرا لباس اس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لئے غم نہیں۔ پھر وہاں سے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے۔ ان کی بی بیایاں استقبال کریں گی اور مبارک باد دے کر کہیں گی کہ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے۔ جواب دے گا کہ پروردگار جبار کے حضور بیٹھنا نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہو جانا سزاوار تھا۔ جنتی باہم ملنا چاہیں تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے۔ اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔ سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور بی بیایاں اور نعیم و خدام اور تخت ہزار برس کی مسافت ہوں گے اور ان میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے ہرگز شام مشرف ہوگا۔ (بہار شریعت)

آزادی کشمیر کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں

اہم کم لوگ جانتے ہیں کہ وادی کشمیر میں صرف ہندوؤں کی ہی نہیں بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں کی بھی دیکھی ہے۔ گزشتہ 63 سال سے یہودی اور قادیانی مل کر وادی کشمیر میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہودیوں اور قادیانیوں نے عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں ہندوستان کی مدد کی ہے۔ چند روز قبل اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کشمیر قرارداد کو پیش ہونے سے قبل بھی یہودیوں اور قادیانیوں نے ہندوستان کی پھر پور مدد کی اور بعض اسلامی ممالک کے وزرائے امور اوراد پیش کرنے سے روکنے میں اہم کردار ادا کیا۔ میں مذہب کی بنیاد پر تعصب اور الزام بازی نہیں کرتا ہوں۔ لیکن جس طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسا روشن خیال اور آزاد منش شخص بھی یہ کہنے پر مجبور تھا کہ قادیانیت دراصل یہودیت کا چہرہ ہے اور جس طرح ذوالفقار علی بھٹو جیسا سیکولر شخص بھی یہ کہتا تھا کہ غیر مسلم قرار دینے پر مجبور ہو گیا، اسی طرح آج میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وسیع تر ملکی مفاد کے لیے یہودیوں اور قادیانیوں کے بارے میں سچ بولنے پر مجبور ہوں۔ میں یہاں ان کے عقیدے کو اچھایا نہیں کرتا۔ بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں میں شامل انتہا پسندوں کی سرگرمیوں کا ذکر کروں گا جو اپنے ممالک کی تکمیل کے لئے نہ صرف کشمیر پر اپنا غلبہ قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں بلکہ ان کو بھی اندر ہی اندر سے کمزور کر رہے ہیں۔ کسی بھی مذہب، فرقے یا نظریے کے ماننے والوں کو انتہا پسند ہمیشہ اقلیت میں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی سرگرمیوں سے اکثریت بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس صورت کو اقلیت کے متعلق کڑوے سچ پر غصے سے غور کرنا ہوگا۔

1890ء کے اواخر میں قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ فوت ہوئے نہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ بلکہ جب وہ صلیب پر زخمی ہوئے تو ان کے جسم نے انہیں بخرواح حالت میں صلیب سے اتار لیا، ان کا علاج کیا۔ جس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر چلے گئے۔ اور وہیں پر ان کی طبعی موت واقع ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو غلط قرار دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے اپنے اصلی جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوئے۔

ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ ظہور کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات رکھنے والا ایک اور شخص امت محمدیہ میں پیدا ہوگا اور وہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ 1901ء میں جماعت احمدیہ قائم کی۔ 1908ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کا انتقال ہو گیا تو مولوی نور الدین جماعت کا خلیفہ اول مقرر ہوا۔ 1914ء میں مولوی نور الدین کے انتقال کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ ثانی بن گیا۔ مرزا بشیر الدین نے بڑی خاموشی کے ساتھ دنیا بھر میں قادیانیوں کو منظم کرنا شروع کیا اور وادی کشمیر میں خصوصی توجہ دی۔ 31 جولائی 1931ء کو سری نگر جیل کے باہر مسلمانوں پر وحشیانہ فائرنگ کے نتیجے میں نواب ذوالفقار علی کی کوٹھی پر ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں مرزا بشیر الدین کے علاوہ علامہ خواجہ حسن نظامی، مولانا اسماعیل غزنوی، مولانا نور الحق، سید حبیب شاہ اور مولانا عبدالرحیم نے متعدد اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اجلاس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی تشکیل دی گئی۔ مرزا بشیر الدین کمیٹی کے انتظامات چلانے کی پیشکش کی۔ چنانچہ انہیں کمیٹی کا صدر اور ایک قادیانی مولانا عبدالغفور سیکرٹری بنادیا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں مسلمان عمائدین کو پتہ چل گیا کہ مرزا بشیر الدین کشمیر میں فلاحی کاموں کے نام پر اپنے ساتھیوں کی مدد کر رہا ہے اور انہیں منظم کر رہا ہے۔

انہوں نے الزام لگایا کہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کا یہودیوں سے رابطہ ہے۔ یہودی اور قادیانی کشمیر پر قبضہ چاہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ علامہ اقبال بھی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے مخالف بن گئے اور انہوں نے مرزا بشیر الدین قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے الگ کر دیا اس دوران جماعت قادیانیہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے خلاف میں لاہور جماعت قائم کر لی اور مؤقف اختیار کیا کہ مرزا غلام قادیانی نبی نہیں بلکہ مجدد اور محدث تھا۔ گروپ بندی کے باعث مرزا بشیر الدین محمود نے سیاسی سرگرمیاں ترک کر دیں۔ اور خاموشی جماعت کو منظم کرتا رہا۔ مشہور کیمونسٹ دانشور عبداللہ ملک نے اپنی کتاب ”پنجاب کی سیاسی تحریکیں“ لکھا ہے کہ

”سامراجیوں کی سازشوں پر نگاہ رکھنے کے لئے قادیانیوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔“

ہندوستان کے مسلمانوں میں قادیانیوں کے متعلق بڑھتے ہوئے شعور کا نتیجہ تھا کہ قادیانیوں کو اپنا ہیڈ کوارٹر برطانیہ منتقل کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ میں بیٹھ کر وادی جزیں مضبوط کرنے کی کوشش کی جبکہ دوسری طرف اسرائیل سے یہودیوں کے مختلف وفود نے مذاکرات شروع کر دیے۔ جن میں اکثر وفود کشمیر کا دورہ ضرور کرتے تھے۔

1971ء میں اے فیر قیصر کی انگریزی تصنیف ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں فوت ہوئے“ شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مرزا غلام قادیانی کے اس دعویٰ کو سچا ثابت کیا گیا کہ حضرت کشمیر میں فوت ہوئے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ جسے ”کھنڈ“ کہا جاتا ہے۔ کتاب میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار بھی کشمیر کی ایک پہاڑی ”پرواقع“ پر واقع ہے۔ جس کے بعد یہودیوں کی کشمیر میں دلچسپی واضح ہو گئی۔ کیونکہ یہودی حضرت عیسیٰ کو اپنا نبی مانتے ہیں۔

اے فیر کو یہ کتاب لکھنے کے لئے سری نگر کے ایک قادیانی صاحبزادہ بشارت سلیم، بہمنی کے ایم ای، سوئٹزرلینڈ کے یہودی ایرک وان ڈی گن، نیویارک کے یہودی میگزین، اسلام پاکستان کے ایم ایم فاروق اور دیگر افراد نے مدد اور مشاورت فراہم کی۔ اس کتاب سے یہودیوں اور کشمیری کشمیر میں دلچسپی کی تمام وجوہات سامنے آتی ہیں۔ بعض حلقے یہ بھی جانتے ہیں کہ یورپی ممالک امریکہ میں آباد قادیانی اسرائیل کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور اسرائیل قادیانیوں کو پیسہ بھی دیتا رہا ہے۔ اسرائیل کی کوشش ہے کہ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور اقوام متحدہ میں موجود یہودی قادیانیوں کی مدد سے وادی کشمیر میں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں امریکی یہودی ادارے نے چند سال قبل وادی کشمیر کو خود مختار ریاست میں تبدیل کرنے، جموں اور لداخ بھارت سے الگ کر دینا اور آزاد کشمیر پاکستان کے حوالے کرنے کا منصوبہ پیش کیا تھا۔ لیکن اس فارمولے کو تمام کشمیری نے مسترد کر دیا تھا۔

حال ہی میں یہودیوں اور قادیانیوں کے انٹرنیشنل نیٹ ورک نے بعض اسلامی ممالک کو بھی جنرل کشمیر قرار داد کے خلاف استعمال کیا ہے۔ جہاں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ موجود ہیں۔ جبکہ امریکی منظم نانسو چیلر نے چند روز قبل اسرائیل کے دورے میں اسحاق شامیر کو یقین دلایا تھا کہ ترکی کی حمایت نہیں کرے گا۔ اسی انٹرنیشنل نیٹ ورک میں پاکستان کے کچھ ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجی بھی شامل ہیں جو مسئلہ کشمیر کے حوالے سے خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ہر بے اثر انٹرنیشنل نیٹ ورک میں کچھ سیاسی شخصیات بھی شامل ہیں جن پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ سلامتی کے ذمہ دار ادارے اس پہلو پر بھی غور کریں کہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی لسانی اور فرقہ واریت کے پیچھے کون ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی شیعہ کسی مسجد یا کوئی سنی کسی امام باڑے پر حملہ کر سکتا ہے؟ کام کسی تیسرے کا ہے جو دونوں کوڑا کر اپنے کام میں مصروف ہے۔ میں قادیانیوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی نہیں بیورو کریسی اور سیاست میں موجودان کے اہم کل پر زور پر نظر رکھنے کی

بات کر رہا ہوں۔

قادیانیت ایک ایسا فتنہ ہے جسے ختم کرنے کے لئے ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا پڑے گا۔ فتنہ پاکستان کی سلامتی کے علاوہ جہاد کشمیر کے لئے بھی ایک بڑا خطرہ بننا جا رہا ہے۔ کشمیر میں کی دن بدن بڑھتی ہوئی دلچسپی قابل غور ہے۔ ”جہاد ختم نبوت کے جانشین“ کشمیر میں قادیانیوں کی ہوتی دلچسپی کا نوٹس لیں۔ حال ہی میں قادیانیوں میں منظر رکھنے والے ایک امریکی دانشور نے حزب المجاہدین کے سرپرست کاٹھرسید صلاح الدین سے ملاقات نے کئی سوال پیدا کئے ہیں۔ سید صلاح الدین نے سید صلاح الدین سے قبل سری نگر میں فاروق عبداللہ سے بھی ملاقات کی۔ سید صلاح الدین نے اعتراف کیا کہ منصور اعجاز نے کلنٹن کے نام ان سے ایک ایسا خط لکھوانے کی کوشش کی جس میں بھاری واجباتی کے لئے اظہار عقیدت شامل تھا۔ لیکن سید صلاح الدین نے اس خط پر دستخط نہ کیا۔ بجائے خود ایک نیا خط تیار کیا۔ یہ پہلو قابل غور ہے کہ سری نگر میں منصور اعجاز کے قادیانی رہائش پذیر ہیں۔ یقیناً منصور اعجاز تقسیم کشمیر کے امریکی منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ منصور اعجاز کی قلمی گستاخیاں کرنے پر پاکستان کی قادیانی لابی میرے خلاف بھی سرگرم عمل ہے۔ قادیانیوں کے منفرد اور اچھوتے انداز نے مجھے انہیں مزید سمجھنے کا موقع دیا۔ قادیانی حضرات اپنے جعلی عقائد کے موجود کمزوریوں اور خرابیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ مخالفین کے خلاف بھی جھوٹ سے مدد لیتے ہیں۔ پاکستان کے اخبارات میں اگر کوئی کالم نگار قادیانیوں پر تنقید کرے تو یہ اخبار کے ایڈیٹر کو کالم نگار کے خلاف جعلی ناموں سے خطوط لکھتے ہیں اور انہیں ان کے خلاف ادارے لکھ دے تو چیف ایڈیٹر کے سامنے ڈھائی دیتے ہیں کہ ہم آپ کے اخبار کو اشتعال زدہ کر رہے ہیں لیکن آپ ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ قادیانی مختلف جیلے بھانوں اور طریقوں سے اپنے کو دبا تے ہیں اور کوئی ندبے تو پھر اس طرح طرح کے الزامات کی بارش کر دیتے ہیں۔ مارشل لا کے اس دور میں قادیانی لالچ اور طمع کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو بے وقوف بناتے ہیں اور انہیں لالچ میں نہ آئے تو پھر مکاری، دھونس، دھاندلی سے کام لیتے ہیں۔



دوسرا مشرت، ڈپٹی ڈائریکٹر اقبال اکادمی، پاکستان

فرمانِ اقبال

قادیانی۔۔۔ اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں

قادیانی دجال کے دجل و فریب سے دنیا بھر کے انسانوں، مسلمانوں اور خود قادیانیوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ اس گمراہی اور کفر و ضلالت سے محفوظ رہ سکیں۔ تاجدار ختم نبوت جناب حضرت محمد ﷺ سے عقیدت اور محبت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی عزت و ناموس کی جان و مال بچھڑ کریں اور سارق تاج ختم نبوت کا ہر کہیں تعاقب کریں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسلام کے خلاف جہاد میں حصہ لیا اور نبی پاک ﷺ سے اپنی محبت کو امر بنا دیا۔ ایسے تمام عشاقِ اسلام کے لئے دین و دنیا کی بشارتیں ہیں اور مردود ہیں وہ لوگ جو اس قادیانی دجال کو کسی بھی شکل میں انسان گردانتے ہیں۔

قادیانی ہذیان بکتے ہوئے کبھی خود کو جہود کہتا، کبھی مسیح موعود، کبھی مہدی، کبھی ظلی نبی، کبھی خدا بن جاتا ہے، کبھی رسول، یہ شخص جو انسانیت کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا، ان کو احباب کا جس قدر بے غیرتی سے استعمال کرتا رہا ہے۔ اس پر تو اسے راجپال سے بھی بدتر سزا دینی چاہیے تاکہ ایسے کذاب جنم لینا قیامت تک کے لئے بند ہو جائے مگر شاید قدرت کو اسے لعنت و لعنہ کی قیامت تک نشانِ عبرت بنانا تھا۔ لہذا اس پلید اور تنگ انسانیت کی رسی کو دراز رکھا۔

اسلام کے اندر اس فتنہ ارتداد کے بانی مرتد غلام قادیانی کی سزا رجم اور قتل ہونی چاہئے تھی۔ افسوس کہ اسلام دشمن قوتیں اور عالمی صیہونیت اس کی مربی اور پشت پناہ ہے اور وہ پوری دنیا میں کفر و کجی پھیلا رہے ہیں۔ یہ اسرائیل کے ایجنٹ، ہندو کے گماشتے، مغربی طاقتوں کے آلہ کار اور پاکستان کے دشمن نمبر ایک ہیں۔

اس کا دوسرا عنوان ابرہہ ہار تھا۔ اس میں انہوں نے یہ شعر پڑھا۔
 مجھ کو انکار نہیں آمد مہدی سے مگر
 غیر ممکن ہے کوئی مثل ہو پیدا تیرا
 ہاں نے اس شعر کے ذریعے مرزا قادیانی کے اس دعوے کو رد کر دیا کہ وہ مثل مسیح علیہ السلام یا مثل

1811ء ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر میں انہوں نے قادیانیوں کو ٹھیکہ اسلامی سیرت کا نمونہ کہنے
 کا ساتھ انہیں نام نہاد قادیانی فرقہ کہا۔ مولانا ظفر علی خان نے اس مقالے کے ترجمے میں
 "So-Called" نام نہاد کا لفظ غلطی سے چھوڑ دیا۔ جس کو قادیانیوں نے ایکسپاٹ کیا اور اصل
 معنی دیکھنے کی کسی نے زحمت نہ کی۔ کیونکہ قادیانیوں نے اس مضمون کا انگریزی ورژن مارکیٹ
 پر لے کر دیا تھا۔

1914ء میں اقبال نے لکھا کہ قادیانی جماعت نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کی قائل ہے تو وہ
 اسے خارج ہے۔

اپنے خودی 1915ء میں شائع ہوئی۔ اقبال نے عقیدہ ختم نبوت کا واضح اعلان کیا۔

پس خدا برما شریعت ختم کرد
 بر رسول ما رسالت ختم کرد
 لا نبی بعدی ز احسان خدا ست
 پردہ ناموس دین مصطفیٰ است
 حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست
 تا ابد اسلام را شیرازہ بست

ہاں نے 1916ء میں ایک بیان میں کہا۔

میں نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو تو وہ خارج از
 اسلام ہوگا۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج
 ہے۔ (7 جون 1933ء، اقبال نامہ حصہ اول)

20 جون 1933ء کو اقبال نے کشمیر میں قادیانیوں کی ریشہ وانیوں کی بنا پر کشمیر کمیٹی کی صدارت
 کی دے دیا۔

اکتوبر 1933ء اقبال نے قادیانی اہل قلم جن میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک پیش پیش

اقبال نے جن کے قرب و جوار میں قادیانیوں کے گڑھ تھے، سب سے پہلے سیاسی
 تہذیبی سطح پر ان کے خطرناک عزائم کا ادراک کیا اور انہیں اسلام اور ہندوستان (مراد مسلم
 آج کل پاکستان ہے) کا غدار قرار دیا۔ اس لئے کہ قادیانی اسلام کے بنیادی عقیدے
 سارق تھے اور ہندوؤں، انگریزوں اور یونیٹوں کے ساتھ مل کر 1935ء کے آئین کی
 نشستوں پر قبضہ کر کے تحریک پاکستان کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے۔ اقبال نے اسی بنا پر ان کو کافر
 کران کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جبکہ علماء کرام دینی اور مذہبی حوالے سے ان
 مورچہ بند تھے۔

اقبال نے 1902ء میں سب سے پہلے قادیانیت پر وار کیا۔ 1902ء میں انجمن
 کے جلسے میں انہوں نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جھٹلاتے ہوئے کہا کہ
 اسے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
 بزم را روشن ز نور شمع عرفان کردہ

اپنی مرتبہ کتاب "سرورِ رفتہ" میں صفحہ 30 پر غلام رسول مہر نے ایک رپورٹ میں
 یہ 1902ء کا کلام ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے لکھنے کی ضرورت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ
 کی بنا پر ہوئی۔ یعنی کہتے ہیں کہ تیرے بعد نبوت کا دعویٰ ہر لحاظ سے شرک فی البتہ ہے۔
 مفہوم کوئی ہو۔ یعنی ظلی اور بروزی نبوت بھی اس سے باہر نہیں۔

مئی 1902ء میں مخزن لاہور اور 11 جون 1902ء میں محمد دین فوق کے رسالے "پیش
 میں قادیانی مذہب کے منہج کا تجزیہ یوں کیا۔ یاد رہے کہ یہ قادیان کی طرف سے بیعت کے جواب
 شعر لکھے۔

تو جدائی پہ جان دینا ہے
 وصل کی راہ سوچنا ہوں میں
 بھائیوں میں بگاڑ ہو جس سے
 اس عبادت کو کیا سراہوں میں
 مرگ اغیار پر خوشی ہے تجھے
 اور آنسو بہا رہا ہوں میں

یاد رہے مرزا قادیانی اپنے مخالفین کی موت کی پیش گوئیاں کرتا رہتا تھا۔

1903ء انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں "فریادامت" منعقدہ مارچ 1903ء میں اقبال

تھے، کی سازشوں کے خلاف بیان دیا اور کشمیر کمیٹی کے عہدہ صدارت کی پیش کش کا
قرار دیا اور کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان حالات کے پیش نظر ایک مسلمان کی
تحریک میں شامل ہو سکتا ہے جس کا اصل مقصد غیر فرقہ واری کی ہلکی سی آڑ میں کسی
جماعت کا پراپیگنڈہ کرنا ہے۔ (حرف اقبال، صفحہ 104)

1934ء نو فروری 1934ء کو ضمیمہ الحق وکیل پٹنہ کو لکھتے ہیں۔

جس مقدمے کی بیرونی کے لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی، اس کی
چوہدری ظفر اللہ کریں گے۔ چوہدری ظفر اللہ خان کیونکر اور کس کی دعوت پر وہاں جا رہے
ہیں، مجھے معلوم نہیں۔ شاید کشمیر کانفرنس کے بعض لوگ ابھی تک قادیانیوں سے
تعلقات رکھتے ہیں۔ (اقبال نامہ صفحہ 435)

1935ء اقبال نے ضرب کلیم میں اپنی نظم جہاد میں قادیانیوں پر تنقید کی۔

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ ظلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر
دوسری نظم نبوت میں لکھتے ہیں۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام
ایک نظم امامت میں لکھتے ہیں۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے
انگریز کی قادیانیوں کی چاکری پر لکھتے ہیں۔

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم الہی
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

1936ء اگست 7:1936ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

”اللہ کا بے قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔“
”یہ باید کرد 1936ء میں شائع ہوئی۔ اقبال لکھتے ہیں۔

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
آنکہ در قرآن بغیر از خود عید
شیخ او مرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقام پایزید
مفت دیں را رونق ز تھکوی است
ز عذابی از خودی محرومی است
دولت اغیار را رحمت شمرود
رقص ہا مگرد کلیسا کرد و مرد

1936ء قادیانی مذہب از پروفیسر الیاس برنی، موصول ہونے پر اقبال نے لکھا۔

”قادیانی تحریک یا یوں کہئے کہ بانی تحریک کا دعویٰ مسئلہ بروز پتی ہے۔ مسئلہ بروز کی تحقیق
اصل لحاظ سے از بس ضروری ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے، یہ مسئلہ عجی مسلمانوں کی
میں ہے اور اصل اس کی آریں ہے۔ نبوت کا سامی تخیل اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔
”اس رائے میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کر دے گی۔“

اس تحریر سے واضح ہو گیا ہو گا کہ اقبال نے کسی اضطراب کی کیفیت میں قادیانیوں کے خلاف
کی تھی بلکہ ایک پورے تسلسل کے ساتھ 1902ء سے اپنی وفات تک قادیانیت کے
میں۔ علمائے عقلم نے دینی اور مذہبی محاذ پر اور اقبال نے عمرانی، تہذیبی، اور سیاسی محاذ پر اس
میں حملے کئے اور 1935ء میں تحریک پاکستان جو مسلمانوں کی برصغیر میں آزادی کی آخری
کوشش تھی قادیانیوں کی کوششوں کی وجہ سے کھل کر انہیں اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تاکہ
ان کی نشستوں پر منتخب ہو کر مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کا غلام نہ بنادیں۔ برصغیر میں قادیانی
تخلیل کے لئے قادیانیوں نے کبھی پنجاب، کبھی کشمیر اور کبھی بلوچستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز
میں گمان خدا نے ناکام بنادیا۔

”قادیانیت قادیانی۔۔۔ اسلام اور پاکستان کے خدا ہیں۔ یہ بھارت کے ایٹمی دھماکوں
کو مبارک بادیں دیتے ہیں اور پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے خلاف بھارت کی حمایت

کرتے ہیں اور اسے امن کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں۔

گزشتہ دنوں "قادیانیت کے کروت" کے نام سے روزنامہ امت کراچی میں جو قریب ختم نبوت ملتان میں بھی شائع ہوا۔ یہ مضمون اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب اپنا کالم شامل نہ کروں۔ تو وہ نذر قارئین ہے۔

امت مسلمہ سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے استعماریت نے برصغیر بالخصوص پنجاب میں قادیانیت کا شرمناک پودا کاشت کیا جو مسلمانوں پر برگ حشیش سے بھی زیادہ زہرناک اور افسوس ناک ثابت ہوا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے گزشتہ ایک صدی سے فتنہ و فتنہ پھیل رہا ہے۔ انگریز کی غلامی کو مرغوب بنانے کی روایت و تلیف رہا ہے۔ ختم نبوت کے چور جسے اقبال نے شرک فی اللہ قرار دیا، ایک ایسے بدجنس پرست اور غلیظ انسان کو نبی، مجدد اور مسیح موعود کے طور پر پیش کرتے رہے جو اپنی اعلیٰ سبب انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں تھا۔ انگریز کی ٹوہ چاٹنے والا یہ شخص اور اس کی کافر مسلح ہی مسلمانوں کو کافر قرار دیتی اور ان کے خلاف سازشیں فتنی نظر آتی ہے۔ اسی لئے اقبال مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کیا تاکہ عام مسلمان ان سے دھوکہ نہ کھائیں اور یہ مسلمانوں کو نقب نہ لگاسکیں۔

مرزا بشیر الدین محمود جو قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ تھا، ایک بہت بڑا سازشی ذہن تھا۔ کیمٹی کی آڑ میں اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے پردے میں کشمیر میں قادیانی مسلح فوجیں بھگت سے کشمیر کو قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کا کھیل کھیلا رہا۔ وہ کشمیر کیمٹی کی کارروائی کشمیر کی آزادی کے لئے ہونے والی کوششوں سے انگریزوں کو آگاہ رکھتا۔ علامہ اقبال لوگوں نے اسی لئے اس کشمیر کیمٹی سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس بد بخت کو اس کی صدارت سے ہٹا دیا۔ قادیانیوں کی فرمانبرداری کے صلے میں چودھری ظفر اللہ کے ذریعے پنجاب میں قادیانیت کو پھیلایا گیا۔ ظفر اللہ نے اور دوسرے بااثر قادیانیوں نے مسلمان نوجوانوں کو نوکریوں، عورتوں اور لالچ دے کر قادیانیت کی طرف راغب کیا۔ خود شیخ اعجاز احمد جو علامہ اقبال کے سگے بھتیجے کی طرف سے سب جچی کے لالچ میں آکر قادیانی ہو گئے۔ خاندان اقبال میں یہ واحد رہا جو اپنے مقدر میں قادیانیت کی ذلت لکھی۔ جبکہ اس کے باپ، بیٹوں اور بیٹیوں نے قادیانیت سے قادیانیت نے سر فضل حسین اور چودھری ظفر اللہ کے توسط سے یونیٹ پارٹی اور گھس کر 1935ء کے دستور کے تحت ہونے والے انتخابات میں مسلم نشستوں پر قادیانی

کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ یہ قادیانی مسلم نشستوں پر منتخب ہو کر اور مسلم عوام کے نمائندے بن کر ان کے مطالبے کو سبوتاژ کر سکیں اور انگریز کی غلامی کو رحمت قرار دے کر برصغیر کی تقسیم کو ناکام بنادیں۔ علامہ اقبال نے 1935ء سے جب شد و مد سے قادیانیوں کے کافر اور غیر مسلم اور امت سے اخراج کا جو مطالبہ کیا، اس کے پیچھے ان کی تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کی سازش کو توڑنا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جب انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تو یہ بھی اقبال ہی کے خواب کی تعبیر تھی۔ برصغیر کے تمام علماء متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اور کافر قرار دے چکے تھے۔ خود قادیانی بھی اپنی امت میں مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ صرف وہ مسلمانوں میں نقب لگانے کے لئے چولے پہ چولا کی کتنی ستم ظریفی ہے کہ وہ تو مسلمانوں کو کافر سمجھیں۔ مسلم قائدین اور عوام کے جنازوں میں نہ لیں۔ (چودھری ظفر اللہ نے وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بھی قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت کی تھی) مگر چاہیں کہ انہیں مسلمانوں سے الگ نہ کیا جائے۔ ختم نبوت کی ان کی بھونڈی اور ناکارہ جھوٹ اور فریب کاری کا پلندہ ہیں۔ اقبال کے بقول۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد ہر مضموم شرک

یہی پاک مصلحت کے بعد نبوت کا خفی، جلی، بروزی، ظلی، مہدویت، مسیح موعود اور مجددیت کا دعویٰ کفر کے سوا کچھ معنی نہیں رکھتا جبکہ اس کا مدعی قادیانی کذاب جیسا جھوٹا، جنس پرست، انگریز کے تلوے کا لالچ، اخلاق باختہ انسان ہو۔ یہ امت مسلمہ میں نفاق کا فتنہ تھا جو ذلیل و رسوا ہوا۔

علامہ قادیانی کی امت کا ذہن نے بلوچستان میں بھی اپنی مرکزیت قائم کرنے کی کوشش کی مگر کشمیر کی طرح یہاں بھی وہ ذلیل و خوار ہوئی۔ ان کی پاکستان دشمنی یوں تو ان کے ہر اقدام سے ظاہر ہے ان کے چند بیانات ملاحظہ ہوں۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ غموری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔"

(الفضل، 16 مئی 1947ء خطبہ مرزا محمود)

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا اصولاً غلط ہے۔" (الفضل، 12-13 اپریل 1947ء)

"ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علحدگی) ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں (ہندو مسلم) جدا جدا رہیں، مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں اکھنڈ ہندوستان بنے"

(الفضل، 17، ص 17)

قادیانی خود مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ مرزا محمود لکھتا ہے۔

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے

مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت، صفحہ 35، قادیانیوں)

قادیانیت سے بیزاری کے بارے میں علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

”ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت ”بانی اسلام

نبوت سے اعلیٰ تر نبوت“ کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں

بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں

آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا“

(اقبال اور احمدیت، صفحہ 59، اقبال)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ یہ گستاخان نبوت کافر اور پاکستان

اکٹھڑ بھارت کے منصوبے پر عمل کر رہے ہیں لہذا ان کا وجود پاکستان میں ناقابل برداشت

پاکستان میں بیٹھ کر اور پاکستان سے باہر آئین پاکستان کو اس لئے ختم کرنے کے ورپے ہیں کہ

انہیں کافر اور غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور یہ آئین پاکستان میں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں

ظاہر نے موجودہ عدلیہ، انتظامیہ اور صدر لغاری کے تنازعے میں قادیانیت کے اس مذموم مقصد

کرنے کی کوشش کی کہ کس طرح یہ بحران شدید ہو، آئین معطل ہو جائے اور قادیانیوں کو مکمل

موقع مل جائے۔ مگر خدا نے انہیں ننگا کر کے ان کے مقاصد ناکام بنا دیے ہیں۔ مشہور قادیانی

دان عبدالسلام نے بھی پاکستان دشمنی میں ایٹمی پلانٹ کے راز حکومت امریکہ کو پہنچائے جس

ضیاء نے کہا کہ

”اس کتیا کے بچے کو کبھی میرے سامنے نہ لانا۔ یہ امریکہ، برطانیہ اور یہودیوں کا گمشدہ ہے

اور اس لئے اسے نو بل انعام دیا گیا۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب شہید اسلام صدر جنرل محمد ضیاء الحق امریکہ تشریف

انہوں نے کہا کہ پاکستان ایٹم بم نہیں بنا رہا۔ ہم تو پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی پراجیکٹ پر کام

ہیں تو امریکیوں نے غصے میں آ کر جنرل ضیاء کو ایک کمرے میں جانے کو کہا جہاں کھوٹے اٹنی

ماڈل رکھا ہوا تھا۔ جب جنرل ضیاء اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے تو دوسرے دروازے سے

جنرل ضیاء نے ڈاکٹر عبدالسلام کو دیکھ لیا تھا۔

صدر ایوب خان مرحوم کی بڑی خواہش تھی کہ پاکستان ایٹمی طاقت بن جائے۔ چنانچہ انہوں نے

قانون شیخ خورشید کے بھائی منیر احمد خان کی سربراہی میں ایٹمی کمیشن تشکیل دیا مگر ڈاکٹر

السلام کے یہ شاگرد تھے اور حلقہ اثر میں تھے۔ چنانچہ ان دونوں کی وجہ سے اس سمت میں کوئی پیش

قدم نہ ہو سکی۔ یہ دونوں امریکہ اور برطانیہ کو پاکستان کی ان سرگرمیوں سے باخبر رکھتے رہے۔ 1971ء

میں جب ذوالفقار علی بھٹو اقتدار پر آئے تو انہوں نے ایٹمی طاقت بننے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر

السلام کو اس منصوبے پر کام سونپا گیا۔ ان کے خلاف بھی ڈاکٹر عبدالسلام اور ڈاکٹر منیر احمد خان

کے خلاف کرپشن کے الزامات لگائے گئے۔ جنہیں جنرل ضیاء الحق نے ناکام بنایا۔ جب تک ڈاکٹر عبدالسلام زندہ رہا،

ایٹمی طاقت نہ بن سکا۔ اس مردود کے واصل جہنم ہونے کے بعد ڈاکٹر عبدالقدیر کی سربراہی میں

ایٹمی طاقت بن گیا۔ یوں قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف یہ سازش بھی ناکام ہوئی۔ ذوالفقار

السلام نے اعزاز ہے کہ انہوں نے پاکستان میں ایٹمی توانائی کا آغاز کیا اور انہوں نے ہی قادیانیوں کو

حکومت کے تحت ہی سہی، اقلیت قرار دے کر اس فتنے کا گھیرا تنگ کر دیا۔

یہ قادیانی جہاں بھی بیٹھا ہے، وہ کافر اور غدار ہے۔ پاکستان اور اسلام کا دشمن ہے۔ رسول پاک

ﷺ کا گستاخ ہے۔ لہذا انہیں تمام اہم اور کلیدی مناصب سے فوراً الگ کر دیا جائے۔ ان پر کڑی نگاہ

کر جائے تاکہ ان کی سازشوں کو ناکام بنایا جاسکے اور اگر ممکن ہو تو انہیں آبدستہ آہستہ پاکستان سے نکال

دیا جائے۔ اس لئے کہ ہمارے ایمان اور پاکستان کی سلامتی کا یہ تقاضا ہے۔ پاکستان کے خلاف

انہوں میں عیسائیوں، ہندوؤں اور یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔ ان کو پالنا اور ان سے صرف نظر خود کشی کا

مقصد ہے۔ حکومت پاکستان کو فوری طور پر ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ان کے گرد گھیرا تنگ سے تنگ

لگا جائے۔ یہ ہمارے ایمان اور ملک کی سلامتی کا تقاضا ہے۔ ان سے ہر حمایت خواہ شہریت کے

ذریعہ سے



انسانی حقوق اور قادیانی جماعت

1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ سے قبل قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو اپنا مؤقف پیش کر سکا۔ موقع دیا گیا، کئی دن تک قادیانی جماعت نے تفصیل سے زبانی اور تحریری طور پر اپنا مؤقف بیان کیا۔ اس کے بعد قومی اسمبلی کے ممبران نے فیصلہ کیا۔ 1984ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اس فیصلہ میں اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے نیا آرڈیننس جاری کر دیا جس میں قادیانیوں کو ایسا ہی مسلمان ظاہر کرنے اپنی عبادت کے لیے مسلمانوں کی طرح اذان دینے اپنی عبادت گاہ کو مسجد اور غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابی کہنے، مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کو امیر المومنین کہنے، مرزا قادیانی کی ازواج کو ام المومنین کہنے سے روک دیا گیا۔

1974ء سے مسلسل اور 1984ء سے خصوصی طور پر قادیانی جماعت نے باضابطہ طور پر دہائی کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس میں دنیا کو یہ باور کروانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ پاکستان قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ انسانی حقوق کے حوالے سے سخت قسم کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ قادیانیوں کا جینا حرام کر دیا گیا ہے اور کسی قسم کا انصاف قادیانیوں کو میسر نہیں اس پر دیپیکٹا سے جوق در جوق یورپ میں داخل ہو رہے ہیں مگر داخل ہونے کے آداب سے عاری ہیں۔ کھانا کاغذات کی بناء پر داخل ہونا پھر جعلی کاغذات تیار کر کے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرنا اور پھر پناہ حاصل کرنا قادیانیوں نے مشغلہ بنا رکھا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ یورپ کا قادیان پر اعتماد قائم ہو گیا ہے۔ اب انہوں نے دھڑا دھڑ کیس مسٹر دکنے شروع کر دیئے ہیں اس سے پاکستان بدنام ہو رہا ہے۔ 98 فیصد قادیانیوں کے کیس جھوٹے اور جعلی کاغذات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قادیانی تو ترستے ہیں کہ پر ظلم ہو اور وہ اس کا ثبوت دنیا کو دکھائیں مگر ظلم کی عدم دستیابی پر وہ پیسے دے دلا کر جعلی ایف آئی آر تیار کروا کر اس کی نقل حاصل کر کے گزارا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے برملا قادیانی مظلوم ہیں کہ ان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے مقدور پھر ظلم بھی دستیاب نہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ قادیانی جو دنیا میں اپنے مظلوم ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، خود کتنے منصف اور دل صلح جواد انسان حقوق کا تحفظ یا خیال کرنے والے ہیں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بحث کرنا چاہیے کہ لکھاری لکھتے لکھتے تھک جائے اور قاری پڑھتے پڑھتے ”زنج“ جائے۔ کچھ نہیں لکھ سکتے قادیانیوں کے کس کس ظلم کی تصویر پیش کروں۔ عدل جماعت کے عنوان پر ایک تفصیلی مضمون بعد کے اس وقت انسانی حقوق کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پاکستانی عدالتیں اور قادیانی جماعت کا نظام:

قادیانیوں کا سب سے بڑا اعتراض اور دنیا میں پاکستان کو ظالم ثابت کرنے کے حوالے سے سب سے زیادہ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا، کوئی قادیانی چوری کرے یا کسی کو ہراساں کرے یا بدعنوانی کی وجہ سے گرفت میں آئے، قادیانی جماعت میں سب لوگ اس سے مدد کرتے ہوئے کہیں گے کہ قادیانی جو ہوئے سزا تو ہونی ہی تھی۔ یہ سزا صرف قادیانی ہونے کی وجہ سے ملتی ہے۔

قیام پاکستان سے لے کر آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا بلکہ ایک کیس بھی ایسا نہیں ہو گا کہ کسی قادیانی کو عدالت میں کیس میں گواہ ہو اور جج قادیانی کو بتائے بغیر اس کو صفائی کا موقع دیے بغیر براہ راست سزا دے اور پھر وہ چیلنج بھی نہ ہو سکے۔ آج تک ایک کیس بھی ایسا نہیں گزر اس حوالے سے قادیانی عدالت میں بھی پیش نہیں کر سکتے۔

ہوتا یوں ہے کہ کسی نے کسی قادیانی کے خلاف عدالت میں کیس کر دیا، عدالت قادیانی کو بذریعہ کیس کے بارے میں مطلع کرے گی اور اسے مقررہ تاریخ پر طلب کرے گی۔ وہ قادیانی عدالت میں آئے گا، اسے کیس (الزامات) کی پوری تفصیل بتائی جائے گی بلکہ کیس کی نقل دی جائے گی۔ اسے اپنے گواہوں کی مدد سے جواب تیار کرے گا، وہ قادیانی وکیل کی مدد سے جواب تیار کرے گا اور مقررہ تاریخ کو جمع ہوئے گا۔

کچھ دنوں ہفتوں بعد دونوں فریقوں کے وکیل آئے سنا سنے اس کیس سے متعلق بحث کریں گے پھر دونوں فریقوں کو باری باری گواہ لانے اور دیگر ثبوت مہیا کرنے کا موقع دے گا۔ قادیانی کو پورا اختیار ہے کہ وہ نہ صرف اپنی صفائی بیان کرے بلکہ اپنے مخالف اور اس کے گواہوں پر خوب جرح کرے۔

اس طرح یہ کیس چلتے چلتے چھ ماہ ایک سال یا پانچ سال تک کا عرصہ لے گا۔ خوب بحث ہو، بکرار کے بعد فیصلہ قادیانی کے خلاف ہو جاتا ہے تو اس فیصلے کو درست سمجھا جاتا چاہے کیونکہ قادیانی کو خوب صفائی

قادیانی جماعت کے امام کا عدل:

قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا طاہر احمد اپنے ایک ایسے عہدے دار کے بارے میں فیصلہ دیتا ہے۔ ہمارے میں قادیانی جماعت کے ادارے نظارت امور عامہ نظارت مال نظارت اصلاح و نظارت علیا کی طرف سے این او سی (NOC) جاری ہونے کے بعد خود اسے مقرر کیا ہے۔ کہ قادیانی جماعت کے درج بالا ادارے حکومت کی منٹری کے برابر کے ہیں (پورے ضلع میں عہدے داروں کی تقرری درج بالا اداروں کی سفارش اور کلیرنس کے بعد کی تھی ان میں سے ایک عہدے دار کے بارے میں فیصلہ سنار ہے ہیں کہتے ہیں کہ:

”جہاں تک میری معلومات ہیں آپ خرابی پیدا کرنے والے گروہ کے سربراہ ہیں۔ خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں مگر بتاتے بھی یہی ہیں۔“

(نوٹ) مرزا طاہر احمد کے دستخطوں سے جاری ہونے والا اصل خط میرے پاس موجود ہے۔ قادیانی جماعت میں گھسا پٹا جو نظام چل رہا ہے (نظام جماعت پر الگ مضمون پیش کیا جائے گا) مطابق جس قادیانی کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا ہو اس کے خلاف لوکل جماعت کی مجلس عاملہ پاس کرے گی یا سزا کی سفارش کرے گی پھر لوکل امیر جماعت اس سفارش کو امیر ضلع پھر ناظر اور ناظر اعلیٰ تک پہنچائے گا پھر ناظر اعلیٰ امام جماعت سے سزا کی سفارش کرے گا مگر درج بالا میں مرزا طاہر احمد تمام حدود و قیود عبور کرتے ہوئے جو کہہ رہے ہیں نہ اس بارے میں کوئی انکوائری ہے نہ ہی الزام علیہ کو جرم یا الزام کا پتہ ہے نہ ہی خرابی کی تفصیل بتائی ہے اور نہ ہی اس کی کسی بات یا کیس کے جواب میں بلکہ ”سوال گندم اور جواب چنا“ کے مصداق ایک علیحدہ مضمون کے خط میں یہ فیصلہ فرما رہے ہیں۔

غور فرمائیے کہ کہتا ہے کہ جہاں تک میری معلومات ہیں اب ان کی معلومات کے ذرائع یا تو ہیں یا پھر امیر ضلع۔ مقامی صدر جماعت اور مجلس عاملہ ہے جبکہ درج بالا کیس میں ان میں سے کسی نے نہ لکھا ان کے علاوہ کسی ذریعہ کی قانونی یا اخلاقی حیثیت نہیں ہے۔

غور فرمائیے کہتا ہے کہ خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں گو یا فیصلہ سنا دیا اب یہ فیصلہ چیلنج بھی نہیں ہو سکتا نہ کہ موقع نہ چیلنج کے قابل اور نہ جرم بتایا گیا ہے کہ کس جرم میں سزا دی جا رہی ہے پھر کہتے ہیں ”مگر“

”مگر“ (کنوں پکا)

کا موقع ملا ہے مگر اس کے باوجود قادیانی کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ سیشن کورٹ میں اس فیصلے کو اپیل کرے اس اپیل پر (چیلنج پر) کیس دوبارہ شروع ہوگا۔ قادیانی کو ایک بار پھر صفائی کا حکم دیا جائے گا اور دوبارہ بحث کریں گے چار چھ ماہ تک دوبارہ کیس چلنے اور واقعات کو کھنگالنے کے بعد اسے خلاف فیصلہ ہو جاتا ہے تو اب فیصلے کو درست سمجھا جانا چاہئے مگر قادیانی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس میں چیلنج کر دے۔ ہائی کورٹ میں ایک بار پھر کیس چلے گا اور کچھ عرصہ بعد اگر فیصلہ قادیانی ہو جاتا ہے تو اب قادیانی کو فیصلہ تسلیم کر لینا چاہئے مگر اس کے باوجود قادیانی کو مزید چانس ہے کہ وہ اس فیصلے کو اپیل کر دے اور دوبارہ کیس چلے گا اور دوبارہ بحث کریں گے چار چھ سال تک جائیں اور اسے دوبارہ فیصلہ ہو جائے گا تو اس فیصلے کو انصاف پر مبنی سمجھا جانا چاہئے اس طرح کی صفائی قادیانیوں کو ملتا رہا ہے اور ملتا ہے مگر اس کے باوجود قادیانی یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہم پر ظلم ہے انصاف نہیں ملتا۔ پاکستانی عدالتوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے آج تک ایک فیصلہ بھی دیا جس میں قادیانی کو صفائی کا موقع دیئے بغیر فیصلہ سنا دیا گیا ہو۔

قادیانیوں کا انصاف:

اب ذرا قادیانیوں کا انصاف ملاحظہ کیجئے۔ قادیانی جماعت میں عدالت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ دھوکہ دہی کہ لیے دارالقضاء ایک ادارہ قائم ہے جس کے اختیارات امراء کو پریشان نہیں ہیں۔ قادیانیوں میں یہ عام بات ہے کہ امیر جماعت نے کسی کے خلاف لکھ دیا۔ قادیانی جماعت ایکشن لیتے ہوئے متعلقہ قادیانی کو سزا دے دیتی ہے نہ کوئی انکوائری ہوگی اور نہ ہی قادیانی کو صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ بغیر جرم بتائے بغیر انکوائری کے اور بغیر صفائی کا موقع دیئے سزا دے دیتی ہے سزا کسی طرح بھی چیلنج نہ کرے تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا یہ انسانی حقوق کی پامالی نہیں؟ اور اگر انصاف کی بھیک مانگنے والے خود کتنا ظالمانہ نظام رکھتے ہیں؟ ”اوروں کو نصیحت اور خود میاں“ (آرڈو والوں سے درخواست ہے کہ قول و فعل میں اتنا ظالمانہ فرق رکھنے والوں کے لئے کوئی حد محاورہ ایجاد کریں درج بالا محاورہ بہت نرم ہے) ذرا قادیانی جماعت کے امام اور سربراہ کا انصاف عدل کا معیار ملاحظہ کیجئے۔

گویا سنی بات پر ایسا فیصلہ دیا جا رہا ہے جو نہ صرف چیلنج نہیں ہو سکتا بلکہ بغیر انکوائری کے جرم بتائے اور بغیر صفائی کا موقع دیئے سنی سنی بات پر فیصلہ؟؟

یہ ہے قادیانی جماعت یا قادیانی جماعت کے امام کے عدل کی ہلکی سی جھٹک۔ یہ جماعت دوسروں کو انسانی حقوق کا درس دے سکتی ہے۔ کیا یہاں انسانی حقوق پامال نہیں ہوئے؟ اگر امام عی نہیں کہ اس نے کیا جرم کیا ہے نہ اس سے کوئی جواب طلب کیا گیا ہے نہ کوئی انکوائری ہوئی نہ کسی نے مداخلت کی نہ امیر جماعت نے نہ نظارتیں اثر انداز ہوئیں۔ یہ کیسا انصاف ہے؟ اور وہی جماعت کی طرف سے جسے قادیانی "خلیفہ وقت" کہتے ہیں بلکہ "خدا کا خلیفہ" کہتے ہیں (اگر کسی کو شک ہو تو اس مذکورہ خط کی فوٹو کاپی حاصل کر سکتا ہے)

قادیانی بتائیں کہ قیام پاکستان سے آج تک کسی جج یا عدالت میں کبھی قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا ہے؟ یقیناً نہیں تو پھر اپنے گھر کو سنبھالو دوسروں کو عدل اور انسانی حقوق کا سبق نہ دانا انسانی کے حوالے سے شورا اور اوپلا بند کرو۔



عقیدہ۔ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو۔ اور رسول ہے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔

عقیدہ۔ اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے۔

عقیدہ۔ نبی ہونے کے لئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔ عقیدہ۔ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں، ان میں سے

کتابیں بہت مشہور ہیں۔ تو رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، قرآن عظیم کہ سب سے افضل کتاب ہے سب سے افضل رسول حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ کلام الہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لئے اس میں زائد ہے اور نہ اللہ ایک، اس کا کلام ایک، اس میں افضل و مفضول کی گنجائش نہیں۔ (بہار شریعت)

نہ کیو

اٹھو مسلمانو! قادیانی قرآن بدل رہے ہیں

دوران اسلام! قرآن مجید فرقانِ حمید جو کائنات کے تمام جن و انس کے لئے دستورِ حیات و منبعِ حقیق کے مثلاًشیوں کے لئے شمعِ فروزاں ہے۔ جس کی تابانیوں اور ضیاءِ پاشیوں میں ہم زندگی و مسائل کا حل ڈھونڈ سکتے ہیں جو دین و دنیا میں مسلمانوں کا امام ہے۔ جس کی صداقت بیان کے رب ذوالجلال نے قرآن حکیم کے آغاز ہی میں اعلان کر دیا کہ

هٰذَا الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں

عالمی عظیم ترین اور آخری کتاب جو اس کے عظیم ترین اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس کے علم کائنات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ سرٹیفکیٹ دے دیا۔

پھر بعد دو چیزوں کو تمام کر رکھنا تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ 1، اللہ کا قرآن، 2، میری

ذات۔

دوران اسلام!

ان اور مسلمانوں کا تعلق روح اور جسم کا تعلق ہے۔ اگر قلب میں قرآن کی مشعل روشن ہو تو جسم کا نور موجود ہے اور اگر نعوذ باللہ دل میں قرآن کی شمع کا نور نہیں ہے تو پھر جسم میں ہر طرف اندھیرا ہے۔ المختصر قرآن ہی مسلمان کا سرمایہ ایمان اور دستورِ حیات ہے۔

ان دشمنانِ اسلام اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ جب تک امت مسلمہ کا تعلق اس عظیم کتاب اللہ ہے دنیا جہاں کی ساری شیطانی اور طاغوتی طاقتیں مل کر بھی اسے زیر نہیں کر سکتیں۔ لہذا ظہور کے لئے کراہت تک اس "کتابِ مبین" کے خلاف بڑی عظیم اور بھیانک سازشیں تیار کی گئیں لیکن ایمان سے اٹھنے والے ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی نے اپنی جھوٹی اور کراہت چلانے اور چکانے کے لئے قرآن مجید میں تحریفات کا ایک ایسا طوفان برپا کیا جسے دیکھ کر ان کی دشمنی یہود و نصاریٰ بھی دنگ رہ گئے۔ اس کذاب نے قرآن کی پوری آیات کو

حذف کر دیا۔ جہاں چاہا قرآن سے الفاظ نکال لئے اور اپنے من گھڑت الفاظ لگا لئے۔ قرآن کے معانی کو اپنی مرضی کے مطابق بدل دیا۔ جہاں طلب محسوس کی قرآنی آیات کی بدل کر اسے اپنے تئیں منسوب کر لیا۔

مرتد عصر اور زندیق زمان مرزا قادیانی ہیضہ کے مرض میں گرفتار ہوا اور 26 مئی 1908ء کو روڈ لاہور کی ایک بلڈنگ کے کٹی خانہ میں اوندھے منہ گرا اور ختم نبوت کا یہ ڈاکو سونے جہنم روانہ ہو گیا۔

مرزا قادیانی تو لعنتوں کا طوق پہن کر اور ذلت و رسوائی کی گھڑی اٹھا کر اس دار فانی میں اپنے پیچھے مرتدوں اور زندیقوں کی ایک جماعت چھوڑ گیا آج بھی مرزا قادیانی کی اہل گھر کے چیلے اپنے گرو گھنٹال کے کفریہ طریقہ کار پر چلتے ہوئے قرآن میں تحریفات کے قبیح مصروف ہیں۔

آج کل جنوبی افریقہ ان کی گھناؤنی سازش کا مرکز بنا ہوا ہے۔ قادیانیوں نے ہزاروں میں تحریف شدہ قرآن تقسیم کر دیے ہیں جن میں قرآنی آیات میں رد و بدل کر کے اپنی مرضی پیش کیا ہے اور مرزا قادیانی کو خدا کا نبی اور رسول ثابت کیا ہے۔ افریقہ کے مسلمان اس صوفی سخت پریشان ہیں۔ خاص کر نو مسلموں کی اصلی قرآن اور تحریف شدہ قرآن میں تمیز کرنا مشکل ہے۔ ان سنگین حالات سے نمٹنے کے لئے افریقہ کے مسلمانوں نے عالم اسلام کے تمام مسلمان کو مدد کے لئے پکارا۔ تحفظ ختم نبوت کی تنظیموں نے فوری طور پر ان کی مدد کا سامان کیا۔ اشتہارات دیئے، مخیر حضرات سے اپیلیں کیں۔ جس کے نتیجے میں جناب خاتم النبیین علیہ السلام پر انوں نے ہزاروں کی تعداد میں قرآن پاک خرید کر افریقہ روانہ کئے ہیں تاکہ تحریف قرآن کی سیلاب کو روکا جاسکے۔

دیکھئے قرآن پاک کی وہ آیات جو آنحضرت ﷺ سے متعلق ہیں۔ ان آیات پر مرزا قادیانی کس طرح غصہ قبضہ کرتا ہے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

1۔ ”میرے پروردگار! قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً“

(تذکرہ صفحہ 352، مصنفہ مرزا قادیانی)

2۔ ”الہام ہوا۔ تو، مسراجا منیراً“ یعنی چمکتا ہوا چراغ ہے۔

(تذکرہ صفحہ 52، مصنفہ مرزا قادیانی)

3۔ ”الہام ہوا۔“ یا ایہا المدثر“

(تذکرہ صفحہ 51، مصنفہ مرزا قادیانی)

الہام ہوا۔ ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“

(تذکرہ صفحہ 51، مصنفہ مرزا قادیانی)

الہام ہوا۔ ”انا اعطینک الکوثور“

(تذکرہ صفحہ 94، مصنفہ مرزا قادیانی)

مسلمان جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا تمام آیات میں رسول رحمت ﷺ سے خطاب ہے لیکن مرزا قادیانی ان تمام آیات کو اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ (لعنت بر تو و بر کار تو)

آزاد دل پر ہاتھ رکھ کر اور جگر کو تمام کر مرزا قادیانی کی قرآن میں تحریفات دیکھئے اور قرآن کے اوپر بے شمار لعنتیں بھیجئے۔

سریف قرآن حکیم لفظی:

اصل آیت قرآن:

”وَاَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ اِذَا تَمَنَّی الْفٰی الشَّیْطٰنُ فِیْ سَمِیْہِ (سورہ حج پارہ 17، ع 7، آیت 52)

ترکیب شدہ آیت۔

”وَاَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ اِذَا تَمَنَّی الْفٰی الشَّیْطٰنُ فِیْ سَمِیْہِ

(مصحف صفحہ 629، دافع الوسواس مقدمہ حقیقت اسلام صفحہ 330۔ روحانی خزائن صفحہ 439)

مرزا قادیانی نے قرآن شریف کی آیت سے من قبلك خارج کر دیا ہے کیونکہ اگر من قبلك کا تو مرزا کی نبوت کا ٹھکانہ نہ رہتا۔

اصل آیت قرآن شریف۔

”وَاَنْفِیْکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

(سورہ توبہ رکوع نمبر 6، پارہ 10، آیت 41)

مرزا قادیانی کی تحریف کردہ آیت۔

”وَاَنْفِیْکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْرِ اللّٰہِمْ وَاَنْفِیْہُمْ

(اہل اسلام اور عیسائیوں میں مباحثہ) صفحہ 194، (جنگ مقدس 5 جون 1893ء)

مرزا قادیانی نے اَنْفِیْہُمْ کو اَمْرِ اللّٰہِ کے ساتھ ملا دیا اور وَاَنْفِیْہُمْ کو خارج کر کے فی سبیل اللہ کو آخر سے اٹھا کر درمیان میں رکھ دیا۔

یہاں مسلمانوں سے خطاب اور جہاد کا حکم تھا۔ مرزا قادیانی نے مخاطب سے منہ نہ کر کے حکم کو شتم کرنے کی کوشش کی۔ مرزا قادیانی کے نزدیک جہاد حرام ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”چھوڑ دو اسے دستو! جہاد کا خیال“ (درشیں، مرزا قادیانی کا شعری مجموعہ)

3: آیت قرآن مجید۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الحج، پارہ 14، آیت 27)

مرزا قادیانی کی تحریف کردہ آیت۔

كُلُّ شَيْءٍ فَاَنٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الزمر، پارہ 14، آیت 27)

من علیہا غالب، شئی و زائد اور دو آیتوں کو ایک آیت تحریر کیا۔

4: اصل آیت قرآن مجید

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (الحجر، پارہ 14، آیت 87)

تحریف شدہ آیت۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ”إِنَّا آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ“

(برائین احمدیہ صفحہ 118)

وَلَقَدْ غَابَ أَنَّ ارادہ قرآن میں ک پر زبر ہے اور کتاب میں زیر ہے۔ العظیم کے ہم پر ہے

کی کتاب میں زیر ہے۔

عجیب بات ہے کہ اشاریہ برائین احمدیہ صفحہ 37 میں اس آیت کو صحیح لکھا گیا ہے۔

5: اصل آیت قرآن شریف

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مِنْ يُحَادِدِ اللَّهِ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ

الْجِزَى الْعَظِيمُ

(الجزء نمبر 10، سورہ توبہ)

قادیانی تحریف۔

قَوْلِهِ تَعَالَى أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مِنْ يُحَادِدِ اللَّهِ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْجِزَى

الْعَظِيمُ (تہذیب الوعی صفحہ 130)

مرزا قادیانی نے یہ غلط اپنی طرف سے داخل کیا اور قَائِلٌ لَّهُ نَارَ جَهَنَّمَ کو خارج کر دیا۔

6: اصل آیت قرآن شریف

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (انفال، رکوع 7)

یغفر لکم و اللہ ذو الفضل العظیم

قادیانی کی تحریف کردہ آیت۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

وَسْئَلُكُمْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ (دافع الوسوس 177، آیت نکالات)

وَسْئَلُكُمْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ مرزا قادیانی نے داخل کیا۔ وَيُكَفِّرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

سج کیا۔

اصل آیت قرآن شریف۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

وَسْئَلُكُمْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ (دافع الوسوس 177، آیت نکالات)

وَسْئَلُكُمْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ مرزا قادیانی نے داخل کیا۔ وَيُكَفِّرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

سج کیا۔

(برائین احمدیہ 348، اشاریہ برائین احمدیہ 38)

وَسْئَلُكُمْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ

(21، 25، 528 ح حصہ چہارم)

مرزا قادیانی نے دیکھنے اصل آیت من رسول تک تحریر کی گئی آگے اپنی طرف سے ساری عبارت لگائی اور

یہ سارا ذکر اس آیت میں نہیں ہے داخل کر دیا۔ یہ سارا ذکر مرزا قادیانی نے اپنے آپ

کو من اللہ ثابت کرنے کے لئے رچایا۔

طیبہ اور درود شریف میں تحریف:

اللہ کا کلمہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں

اللہ امت کا کلمہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْمَدُ رَسُولُ اللَّهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، احمد (مرزا قلام احمد) اللہ کے رسول ہیں

محمد حذف کر کے احمد لگا دیا ہے۔ مرزا ناصر احمد کے دورہ افریقہ پر تصویر کی کتاب

(Africa) پر ”احمدیہ سنٹرل ماسک“ نا بیچریا کا فوٹو موجود ہے وہاں پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔

اقادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے لکھتا ہے۔

م کہتے ہیں کہ قرآن مجید کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا
اورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اس لئے تو ضرورت پیش آئی
محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن اتارا جائے۔
(کلمہ الفضل صفحہ 103 روایات و آراء علیہ)

۱۔ قادیانیوں کا قرآن مرزا قادیانی جہنم مکانی کے شیطانی الہامات کا مجموعہ ہے۔
 ۲۔ صاحب قرآن علیہ السلام کے اعتقاد آج قرآن تمہیں اپنی حرمت کی حفاظت کے لئے پکارتا ہے۔
 ۳۔ اپنے پڑھنے والوں سے اپنے تقدس کا سوال کرتا ہے، وہی قرآن جس کا تعارف اب کائنات

فلم جاءكم من الله نور وكتب مبين O

ہم آئے ہیں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) اور روشن

سچی اس کی شان یوں بیان کی۔

رك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعلمين نذيراً O

حق برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے والا ہے۔

کبھی اس کی عظمت یوں بیان کی۔

وَأَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لِّرَأْيِهِ خَاشِعًا مَّتَّصِدًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف

وہی قرآن جسے ملائکہ کے سردار جبریل امین علیہ السلام سنایا کرتے تھے اور انبیاء کے سردار جناب محمد ﷺ لکھنا کرتے تھے۔ وہی قرآن جسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اکٹھا کر کے امت پر احسانِ عظیم کیا۔ وہی قرآن جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دل نور ایمان سے جگمگا اٹھا اور وہ اسلام کا شیدائی و فدائی بن گیا۔ وہی قرآن جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بوقت شہادت بھی نہ چھوڑا اور عثمان رضی اللہ عنہ کا خون مقدس قرآن کے راق پر گرا اور قرآن شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا گواہ ہو گیا۔ وہی قرآن جسے پڑھتے پڑھتے اور گریہ کرتے کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی راتیں گزر جاتی تھیں۔ لیکن افسوس صد افسوس! آج ہمیں قرآن سے دور

مسلمانوں کا درود شریف:

اللهم صلى على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى
إبراهيم أنك حميد مجيد- اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد
باركك على إبراهيم وعلى آل إبراهيم أنك حميد مجيد

قادیانی امت کا درود:

اللهم صلى على محمد واحمد وعلى آل محمد واحمد كما صلى
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد۔ اللهم بارك على محمد
واحمد وعلى آل محمد واحمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل
ابراهيم انك حميد مجيد

فضیاء الاسلام پریس قادیان کے مطبعہ در سالہ درود شریف صفحہ 44 پر یہ درود شریف لکھا ہے

قادیانیوں کے قرآن کے بارے میں کفریہ عقائد:

قصے کہانیوں کی کتاب:

”قرآن پہلوں کی تفسیر کہانیاں ہیں“ (نعوذ باللہ) (آئینہ کمالات مطبع لاہور صفحہ 204)
صرفی و نحوی غلطیاں:

”قرآن میں صرئی و نحوی غلطیاں ہیں“ (معاذ اللہ)
قرآن اور میری وحی ایک ہیں:

”قرآن کریم اور میری وحی میں کوئی فرق نہیں“ (معاذ اللہ) (نزل مسیح ص ۱۱۰)

”میرے منہ کے لفظ خدا کے لفظ تھے“ (معاذ اللہ)
قرآن اٹھایا گیا ہے:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم 1857ء میں اٹھایا گیا تھا۔
ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے:

”انا انزلنا قریبا من القادیان“، یعنی ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا۔
(ازالہ اوہام صفحہ 75/32 - صفحہ 77/34 م 77)

”تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان“
(تذکرہ مرثیہ)

مولانا سید غلیل احمد قادری رحمہ اللہ
ملفوظات عثمانی - غلیل احمد رانا

جب مجھے سزائے موت سنائی گئی

تحریک ختم نبوت 1953ء کی

لمحہ بہ لمحہ داستان

عارف

الحسنات مولانا سید غلیل احمد قادری رحمہ اللہ، مفسر قرآن حضرت مولانا ابوالحسنات سید احمد رضا رحمہ اللہ، ابن مولانا سید دیدار علی الوری محدث لاہوری علیہ الرحمہ (خلیفہ مجاز امام احمد رضا خاں رحمہ اللہ) کے اکلوتے فرزند ارجمند اور اپنے والد محترم کی رحلت کے بعد تادم حیات لاہور میں رہے، مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے دستار حاصل کی اور طب و حکمت میں اپنے والد ماجد کے مخصوص فنون اور طریق علاج کے امین رہے، جوانی کے دور میں دینی تحریکوں میں حصہ لیا، "تحریک ختم نبوت 1953ء" میں ایک مجاہد کی حیثیت سے جلوہ گر ہوئے، گرفتار ہوئے، لاہور کے قلعہ کے عقوبت خانہ میں رہے، مارشل لاء نے انہیں موت کا حکم سنایا مگر ثابت قدم رہے تحریک ختم نبوت میں ایک طویل عرصہ تک پس دیوار زندان اور میں مسجد وزیر خاں کے پاس "جامعہ حسنات العلوم" قائم کیا، مسجد کی خطابت کو تادم زیست والد محترم کی تفسیر قرآن "تفسیر الحسنات" کے آخری حصوں کو مکمل کیا اور انہیں چھپوایا، مولانا امین قادری غلیل احمد قادری اشرفی خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور و امیر جامعہ حسنات العلوم کا ایک مہتمم، علمی مع احکام و مسائل قربانی "مطبوعہ لاہور، سن طباعت درج نہیں، صفحات 44، راقم نظر سے گزرا ہے، مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا سید غلیل احمد قادری اشرفی رحمہ اللہ نے 27/1411ھ/27 مارچ 1998ء بروز جمعہ لاہور میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عقیدت و محبت نہیں رہی۔ آج ہمارے سامنے قادیانی قرآنی آیات کو اپنے کفر کی قبیح پینکٹ رہے ہیں۔ تحریف قرآن کا طوفان برپا کیا ہوا ہے لیکن محمد عربیؐ کی امت اسے اپنے والد اس عظیم کتاب کے ساتھ بدترین سلوک ہوتے دیکھ کر خاموش ہے اور اس پر طرہ یہ کفر کا ذلیل مجرموں کے ساتھ مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ مسلمان ان کے ساتھ کھڑے پھرتے اور کھاتے پیتے ہیں۔ ان سے سلام لیتے ہیں۔ ان کی شادیوں اور دیگر تقریبات میں کبھی کبھار بعض ناواقبت اندیش ان کے جنازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں (جو کہ سب حرام ہے) مسلمانو! ہماری زندگی کا یہ چمکتا ہوا آفتاب جلد ہی غروب ہو کر موت کی وارمپ ہو جائے گا اور بروز محشر جب خدا تعالیٰ اپنے محبوبؐ کو منصب شفاعت پر فائز کریں گے تو ان کے دربار میں اگر قرآن نے ہماری شکایت کر دی تو پیارے مصطفیٰؐ کے سامنے کیا کہیں گے؟

اے خاتم النبیینؐ کے معنی! تمہاری غیرت کو مصلحت پسندی کی دیمک کیوں چھوڑ کر تمہاری بے حس پر آج تاریخ اسلام ماتم کنٹاں ہے۔ تحریف قرآن کے جرم پر تمہاری خاندان اسلاف کی روجوں کو تڑپا رہی ہے۔

اے مسلمان اٹھ! اس ہاتھ کو کاٹ دے جو تحریف قرآن کرے۔ اس زبان کو کاٹ دے جس سے قرآن کی تبلیغ کرتی ہے۔ اس دماغ کو کچل دے جو تحریف قرآن کے منصوبے تیار کرتا ہے۔ اس کے گلے کو کاٹ دے جس میں قرآن کے خلاف بغاوت کے جرائم ہوں۔ آؤ مسلمانو! آج ہم کا خلاف جہاد کا عہد کرتے ہیں کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی موجود ہے ہم انہیں نہیں گے تاکہ محشر کے روز آقائے نامہؐ کے دربار عالیہ میں سرخرو ہو سکیں۔ آمین۔ تم

مرزا کی قبر پر فی نار جہنم..... کی تختی:

سراج الدین نے خواب میں دیکھا کہ: میں قادیان میں مرزا کی قبر کے لئے ہیشتی مقبرہ گیا، تو اس قبر پر تختی نظر آئی جس پر: "ہیٰ نادر جہنم غلبہ" لکھا دیکھا اور ساتھ ہی مرزا کی قبر پر چغندر اور گدھ کی شکل میں جانور نظر آئے لہذا ترساں خواب سے بیدار ہوئے، قدرست حق نے مدد کی اور مسلمان ہو گئے

مجاہد تحریک ختم نبوت امین الحسنات مولانا سید طفیل احمد قادری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ 1951ء کے اواخر ہی میں مرزائیوں کے اخبار ”الفضل“ (ربوہ) نے محمود بشیر کی اشتعال انگیز تقریروں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، سر ظفر اللہ کے وزیر اور باعث مرزائی اپنے آپ کو بہت زیادہ طاقتور تصور کرنے لگے تھے اور وہ غالباً اس وقت بھی بتلا ہو چکے تھے کہ پاکستان میں ان کے ناپاک عزائم کا مقابلہ کرنے کے لئے کوہ قوت موجود نہیں ہے، چنانچہ ”الفضل“ نے سرخیاں جھانکیں ”جب تک آپ کو قدموں پر نہ جھکا لو چہین سے نہ بیٹھو“، ہمارے پاس عسکری قوت موجود ہے۔ 1953ء گزرنے نہ پائے گا کہ ہم اپنے مخالفین کو مجبور کر دیں گے کہ وہ ہمارے آکر گریں“ وغیرہ وغیرہ۔

ان اشتعال انگیز تحریروں سے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہوا اور ان کے سینوں سا پکنے لگا جو ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھا، مختلف شہروں سے علماء کرام اور دیگر صورت میں میرے والد محترم مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری بمبئی کے پاس آئے اور مرزائیوں کے خلاف تحریک چلانے کا مطالبہ کیا، علماء اہل سنت کے علاوہ دیگر مکاتیب مثلاً سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قبلہ والد صاحب کو اس بات پر رضامند کرنے کی کوششیں مرزائیوں کے خلاف تحریک کی قیادت کریں، یہ سب حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ قبلہ سید صاحب کے تحریک پاکستان میں مجاہدانہ کردار اور دیگر قومی و ملی خدمات کے باعث اعظم میں بہت زیادہ اثر و رسوخ ہے، چنانچہ تمام مکاتیب فکر کے زعماء نے ان سے تحریک کی قیادت قبول کر لینے پر اصرار کیا، اور پھر برکت علی محمد ہال میں ایک عظیم الشان کانفرنس ہو گیا جس میں تمام مکاتیب فکر کے اکابر علماء شریک ہوئے، اس موقع پر جلسہ کی صدارت علامہ محمد الدین بونہید سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف نے فرمائی جو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پہلی بار عوامی اجتماع میں تشریف لائے تھے، تونہ شریف اور علی پور شریف کے سجادہ نشین علامہ ملک بھر سے جید مشائخ اس کنونشن میں شریک ہوئے، اس کنونشن میں یہ طے پایا تھا کہ فکر کے نمائندوں پر مشتمل ایک مجلس عمل تشکیل دی جائے، چنانچہ اس موقع پر تمام ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد قادری کو صدر منتخب کیا، سید داؤد غزنوی کو جنرل سیکرٹری کے فرائض اور دیگر سرکردہ حضرات میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسرتاج الدین، شیخ حسام الدین اور صاحب الحسن (مجلس احرار) شامل تھے، مجلس عمل میں جمعیت علماء پاکستان کے مولانا عبدالخالق

144 کی کھلی خلاف ورزی کے باوجود انہیں گرفتار نہ کیا گیا اور سہ روزہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہو گیا، اس کے بعد تحریک چلتی رہی اور اجتماعی جلسوں کا سلسلہ جاری رہا۔ 1953ء کے اوائل میں مجلس عمل نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد کی صورت میں خواجہ ناظم الدین وزیر پاکستان سے ملا جائے اور انہیں اپنے مطالبات اور ملکی صورت حال سے آگاہ کیا جائے، چنانچہ علامہ کی قیادت میں ایک وفد ترتیب دیا گیا جس میں مولانا عبدالخالق بدایونی، عطاء اللہ شاہ بخاری، داؤد غزنوی، صاحبزادہ فیض الحسن، ماسرتاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، سید مظفر علی شمس اور علامہ نقیہ شافعی شامل تھے، یہ وفد کراچی پہنچا اور وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے ملاقات قوم کے مطالبات ان کے سامنے رکھے گئے، خواجہ صاحب نے مطالبات کو سننے کے بعد کہا: ”میرے لئے ان مطالبات کو مان لینا بہت مشکل ہے کیونکہ اگر میں سر ظفر اللہ کو کینٹ سے نکال دوں تو امریکہ ناراض ہو جائے گا اور جو انداد پاکستان کو مل رہی ہے وہ بند ہو

جائے گی“

قائد و فدا علامہ ابوالحسنات علیہ السلام نے جواب فرمایا:

”ہم تو سمجھے تھے کہ آپ کا ناصر اور رازق اللہ تعالیٰ ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ آپ ہمیں کچھ امریکہ کو بھیجتے ہیں..... حکومت کو ہمارے مطالبات بہر حال منظور کرنا ہوں گے۔ ہمیں موجودہ تحریک کو ڈائریکٹ ایکشن کی طرف لے جانا پڑے گا، ہاں البتہ ہم آپ سوچنے کے لئے وقت دینے کو تیار ہیں، اس وقت تک ہم تحریک کو نرم رکھ سکتے ہیں“

لیکن خواجہ ناظم الدین پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے واضح طور پر مطالبات سے انکار کر دیا، اس کے بعد کراچی ہی میں مجلس عمل کا ایک اجلاس بلایا گیا جس میں متحرک ارکان کے علاوہ مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی بھی شامل تھے، اس اجلاس کی ہونے اور آخری نشست میں ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا گیا، 26 فروری 1953ء کی شام کراچی میں جلسہ عام کا اعلان کیا گیا، مولانا مودودی ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط کر لے لاہور واپس آ گئے اور 26 فروری کی شام کو پروگرام کے مطابق نشر پارک میں عظیم الشان جلسہ میں مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے علاوہ باقی تمام اکابرین نے شرکت کی۔ 26 اور 27 فروری کی درمیانی شب کو جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات جب واپس لاہور پر پہنچے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا، 27 فروری کو جمعہ کے روز اکابرین کی گرفتاریوں کی خبر پورے ملک جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ مشتعل ہو کر سڑکوں پر نکل آئے، لاہور میں دلی دروازہ ایک بہت بڑا اجتماع ہوا اور مشتعل ہجوم نے مرزائیوں کے اداروں اور ان کے مکانات کو آگ لگا دی۔ پروگرام بنایا، نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد میں مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کے ہمراہ لاہور پہنچا اور ہم نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اعلیٰ سطح کی میٹنگ کے فیصلے کا انتظار کریں، 27 اور 28 فروری کی درمیانی شب مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کو بھی گرفتار کر لیا گیا، اگلے روز 28 فروری کے بجائے کے قریب میں مولانا مودودی سے ملاقات کر کے صورت حال کے متعلق مشورہ کرنے کے بعد ان کی اقامت گاہ پر پہنچا، مولانا عبدالستار خان نیازی بھی اس موقع پر موجود تھے، مولانا مودودی ملاقات ہوئی تو انہوں نے تحریک میں حصہ لینے سے صاف انکار کر دیا، انہوں نے فرمایا!

”مولانا احتشام الحق تھانوی کا رات ٹیلی فون آیا تھا ڈائریکٹ ایکشن کی تجویز سے انہیں اور مجھے اتفاق نہیں تھا اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم تحریک میں حصہ نہ لیں“ میں نے عرض کی آپ کے تو دستخط موجود ہیں پھر یہ فیصلہ کیسا؟ مولانا نے جواب فرمایا اوہ میٹنگ کا

مصلح تھا، اب صورت حال مختلف ہے، بہر حال میں تحریک میں حصہ نہیں لے سکتا، مولانا عبدالستار خان نیازی نے اس موقع ان سے کہا لوگ اس وقت بہت مشتعل ہیں اور وہ بات میں ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں کوئی ان کی قیادت کرنے والا نہیں، آپ مجلس عمل کے رکن ہیں، اگر اب آپ آگے نہیں آنا چاہتے تو ہمیں اختیار دیجئے تاکہ ہم تحریک چلا سکیں، مولانا مودودی ہمیں تحریری طور پر اختیارات دینے پر رضا مند ہو گئے، مولانا داؤد کوئی دل کے عارضہ میں مبتلا تھے، انہوں نے بھی ہمیں اختیارات لکھ کر دے دیئے، اس کے بعد میں مولانا احمد علی لاہوری کے پاس گیا، انہوں نے کہا، میرا ہسٹرا بندھا ہوا رکھا ہے مولانا ابوالحسنات میرے صدر ہیں، میں نے ان کو تاروے دیا ہے اور ان کا جواب ملنے پر میں ان کے حکم کی تعمیل کروں گا، اس کے جواب میں میں نے کہا، مولانا ابوالحسنات تو اس وقت جیل میں ہیں، نہ آپ کا تار انہیں پہنچے گا اور نہ ان کا جواب آپ کو ملے گا، لہذا اگر ٹالنا قصود ہے پھر تو الگ بات ہے اور اگر آپ کا ارادہ عملاً حصہ لینے کا ہے تو آپ وعدہ فرمائیے، انہوں نے کہا میں تیار ہوں جو حکم مجھے دیا جائے گا میں اس کی تعمیل کروں گا، اس کے بعد میں مفتی محمد حسن (نیلا گنبد) کے پاس گیا تو انہوں نے اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا میں ناگوں سے معذور ہوں اس لئے عملاً حصہ نہیں لے سکتا، میں نے ان سے کہا! جناب آپ معذور ضرور ہیں لیکن قیامت کے دن میرے آقا گنبد خضریٰ کے کلین حوض کوثر پر جلوہ افروز ہوں گے اور آپ سے فرمائیں گے کہ میرے نام پر کھاتے رہے، عزت کرو اتے رہے اور مفتی کہلاتے رہے لیکن جب میری ناموس کا مسئلہ آیا تو معذوری ظاہر کر دی، اس وقت آپ کیا جواب دیں گے؟ یہ سن کا مفتی صاحب کا چہرہ متغیر ہو گیا، انہوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور پھر کہنے لگے، آپ مجھے جب چاہیں گرفتار کروادیں، اگر آپ ابھی چاہیں تو میں اسی وقت آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں، اس گفتگو کے بعد میں وہاں سے دلی دروازہ کی طرف روانہ ہوا۔

یہاں میں نے دیکھا کہ تقریباً ایک لاکھ افراد کا جم غفیر موجود تھا اور لوگ منتظر تھے کہ کوئی انہیں حکم دے، میں وہاں سے فوراً مولانا غلام دین صاحب خطیب انجمن لوکشیڈ کے پاس پہنچا، اس وقت وقت تھا اور مولانا نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا! مولانا آپ کو آج ہی اور صبح گرفتاری پیش کرنا ہے، مولانا نے بلا جھل و حجت فرمایا ”نماز پڑھ لوں یا پہلے چلوں“ میں نے عرض کیا لوگ منتظر ہیں، نماز آپ وہیں پڑھیں اور تقریر کے بعد جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیمبرنگ

کراچی میں قتل کر دیا گیا، درحقیقت یہ ساری واردات حکومت نے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت کی تھیں۔ کیونکہ دولتانہ وزارت چاہتی تھی کہ اسے تشدد کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے تاکہ تحریک کو کچلا جاسکے، واقع کے بعد وسیع پیمانے پر تشدد کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور رات بھر گولیاں چلنے کی آوازیں آئیں۔ فرانس شاہ کے قتل کے بعد کرفیو لگا دیا گیا تھا، لیکن ہم نے مسجد وزیر خاں کا اجلاس جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسی روز مولانا غلام محمد ترنم، مولانا غلام دین، حافظ خادم حسین، مولانا احمد علی لاہوری کو پھنسیاں لگا کر لاہور سے ملتان لے جانے کے لئے اسٹیشن پر لایا گیا، مولانا کا اشتعال اور زیادہ بڑھ گیا، رات کو مسجد وزیر خاں میں میری صدارت میں ایک اجلاس ہوا، اس میں شاہ کے قتل اور حکومت کی اشتعال انگیز کارروائیوں کی مذمت کی گئی۔

ایک کی نظامت اس وقت میرے پاس تھی، حکومت کے کچھ نمائندے میرے پاس آئے اور ان کے دورانی گفتگو بتایا کہ دولتانہ حکومت نے آپ کے مطالبات منظور کر لئے ہیں اس لئے آپ کو تم کرنے کا اعلان کر دیں، میں نے جواباً انہیں یہ بتایا کہ تحریک کی باگ ڈور اور اس کے متعلق تمام فیصلے کا اختیار ان لوگوں کے پاس ہے جو کراچی اور سکھر جیل میں محصور ہیں لہذا آپ ان سے رابطہ کریں، اگر انہوں نے ہمیں تحریک ختم کرنے کا حکم دے دیا تو ہم کوئی پس و پیش نہیں کریں گے، اگر ہم پوری قوت کے ساتھ مطالبات منوانے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے، اس کے بعد ان کے نمائندے مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔

مارچ کو مسجد وزیر خاں میں مسلم لیگ کی کچھ خواتین آئیں، انہیں دراصل ایک سازش کے تحت لایا گیا تھا کہ کوئی ہنگامہ آرائی ہو اور تشدد کرنے کا بہانہ ہاتھ آسکے، لیکن ہم نے عوام پر کنٹرول کرتے ہوئے ان خواتین کو مسجد سے محفوظ جگہ تک پہنچا دیا اور اس طرح حکومت کی سازش ناکام ہو کر رہ گئی، مسجد میں ہر روز بعد نماز عشاء بھی جلسہ عام کا اہتمام ہوتا تھا جس میں بڑی ایمان افروز تقاریر ہوتیں، ایک تحریک نے پورے پنجاب میں زور پکڑ لیا تھا سندھ اور سرحد میں بھی ہنگاموں کا سلسلہ جاری تھا، 1953ء کو سارا دن گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں، جس مکان سے ختم نبوت کی آواز بلند ہوئی اس کے کینوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، 4 مارچ کی رات کو مسجد وزیر خاں کے اجلاس میں ہم نے تمام ہڑتال کا اعلان کر دیا، انتخابی محضر نویس کے باوجود اس اپیل کے نتیجے میں اگلے روز ایسی ہڑتال ہوئی کہ اس کی مثال نہیں ملتی، حتیٰ کہ اخبارات میں خبر پڑھنے کے بعد گورنمنٹ ہاؤس کے سرکاری ملازمین نے بھی قلم چھوڑ دیے، کسی بس یا ٹرک کا توڑ کر ہی کیا تاکہ گتہ یا رکشہ تک نظر نہ آئے، غرضیکہ اس ہڑتال نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔

کراس پنچ کر گرفتاری دیں، مولانا نے گھر پر اطلاع دے دی اور فوراً میرے ساتھ دہلی روانہ ہو گئے، وہاں پنچ کر انہوں نے نماز ظہر پڑھا کی اور ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی، انہوں نے ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیمبرنگ کراس پنچ کر گرفتاری دی۔ اسی روز شام کو مسجد وزیر خاں میں رضا کاروں کا اجتماع شروع ہو گیا، میں بھی بہت سے رضا کاروں کے ساتھ گیا اس کے بعد پروگرام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ صبح دس بجے مسجد وزیر خاں میں جلوس ہوتا اور دس رضا کار جلوس کے ساتھ گرفتاریاں پیش کرتے اور نماز ظہر کے بعد دہلی سے (جو اس وقت اکبری دروازہ تک پھیلا ہوا تھا) دس رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے، وہ جلوس پیش کرنے والوں کی قیادت کوئی ایک عالم دین کرتا تھا، مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا قاسمی میرے ساتھ مسجد وزیر خاں میں تھے، 29 فروری کو مولانا احمد علی لاہوری نے جلوس کے اجلاس میں تقریر کر کے گرفتاری پیش کی۔

ظفر علی خاں کے صاحبزادے اور ”زمیندار“ کے ایڈیٹر اختر علی (جو کہ مجلس عمل کے صدر تھے) نے پہلے تو تحریک کی پُر زور حمایت کی لیکن جب دولتانہ وزارت کی طرف سے ان پر دباؤ بڑھا تو ان کا رویہ بدل گیا، عوام نے ”زمیندار“ کی کاپیاں جلا کر احتجاج کیا، اور پھر 30 فروری کی شام ہجوم نے ان کا گھیراؤ کر لیا، انہوں نے جان بچانے کے لئے برقعہ پہنا اور گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر مسجد وزیر خاں پنچ گئے اور اگلے روز انہوں نے بھی تقریر کر کے گرفتاری پیش کر دی۔

مارچ کے پہلے ہفتے میں رضا کاروں کا ایک جلوس دہلی دروازے سے حسب معمول نکلا، یہ جلوس براہ راست دھڑ پونچھا تو پولیس نے بلا جواز سخت تشدد کیا جس کے باعث بہت سے رضا کار مارے ہو گئے، ہم نے مسجد وزیر خاں میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سے یہی کر رکھا تھا، چنانچہ ان کا جلوس ہو گیا، اسی دوران شہر میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ ڈی ایس پی فردوس شاہ نے قرآن پاک کو جلایا ہے، چنانچہ اگلے روز ظہر کے اجلاس میں ایک صاحب نے مجمع عام میں قرآن پاک کے جلوس کے اوراق پیش کئے جس سے لوگوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ان کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔

چوک وزیر خاں کے قریب پولیس کا ایک سپاہی کشمیری بازار کی طرف سے آ رہا تھا، اسے گھیر لیا، اس نے جان بچانے کے لئے ایک قریبی مکان میں پناہ لی، جب وہ کھڑکی سے باہر تو لوگ نعرے لگاتے، یہ خبر ڈی ایس پی فردوس شاہ تک پہنچی تو وہ اس سپاہی کو بچانے کے لئے اس کے ہمراہ چوک وزیر خاں کی طرف چلا، اور پھر اس کا ایک مشتعل جلوس سے آمناسا منا ہو گیا، یہی ضرور سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک کی توہین کی ہے، اتنا سننا تھا کہ پورا جلوس اس

5 مارچ کی شام کو پورے ملک میں ایک عجیب سا نا تھا عورتیں، بچے، بوڑھے، کبھی مسجد کے آئے تھے، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور سندھ کے بہت سے علاقوں میں تھانوں کے پروانوں نے قبضہ کر لیا تھا، دولتہ کی صوبائی اور خواجہ ناظم الدین کی مرکزی حکومت ہو کر رہ گئی تھی، اسی روز پولیس نے دہلی دروازے کے اجلاس پر پابندی عائد کر دی اور لوگوں کی شرکت سے روکا، جب پولیس کو کامیابی نظر نہ آئی تو اس نے گولی چلا دی، اس موقع پر عوامی غلاموں نے سینے تان تان کر گولیاں کھائیں اور جام شہادت نوش کیا، مسجد ویر خاں زخیوں کی بھر چکی تھی، زخیوں کی مرہم پٹی اور شہداء کے کفن و دفن کا انتظام بڑی سرگرمی سے جاری تھا، ایک ہر طرف خون میں نہائے ہوئے نوجوان لیٹے تھے، اس موقع پر عوام کے تعاون کا یہ عالم تھا کہ اور مالی امداد کے علاوہ جس چیز کی بھی اپیل کی جاتی فوراً مہیا ہو جاتی، زخیوں کی مرہم پٹی کے لئے کثیر تعداد میں ڈاکٹر اور ڈسپنسریں چلنے لگے تھے اور انہوں نے رضا کارانہ طور پر تمام دوائیوں، اس روز تقریباً چالیس مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہو گئے، کوئٹہ میں کے لئے جلوس کی شکل میں قبرستان حیاتی صاحب اور دیگر قبرستانوں میں لے جایا گیا، کی قبریں سنہری مسجد کشمیری بازار کے عقب میں بنادی گئیں، اس وقت ملت اسلامیہ کے جوش و خروش یہ عالم تھا کہ انہیں مرنے مارنے کے سوا کچھ نہیں سوچ رہا تھا، ہماری طرف سے لوگوں کو یہ امن دلانے کرنے کی اپیلیں مسلسل جاری کی جا رہی تھیں۔

دولتانہ وزارت نے اس موقع پر ایک اور چال چلی کہ ہوائی جہاز کے ذریعے اشتہار لگایا کہ حکومت نے مطالبات منظور کر لئے ہیں اور تحریک ختم ہو گئی ہے لیکن یہ چال بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ عوام حکومت کے جھکندے کو فوراً سمجھ گئے۔

6 مارچ کو جنرل اعظم کی قیادت میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا، یہ مارشل لاء انتہائی سخت ریڈیو سے دھمکی آمیز اعلانات نشر ہو رہے تھے، دن کے بارہ بجے ریڈیو پاکستان سے اعلان ہوا کہ عبدالستار خان نیازی اور مولانا فاضل احمد قادری اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیں ورنہ دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی۔ مولانا عبدالستار خان نیازی اس وقت صوبائی اسمبلی کے ممبر ہمارے تھے۔ ہمیں بھی کہ وہ اس مسئلہ پر اسمبلی میں تقریر کریں، اسمبلی کا اجلاس چند روز میں ہی شروع ہوا تھا، چنانچہ ہم نے مولانا عبدالستار خان نیازی کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو کسی محفوظ جگہ پہنچادیں، مولانا نیازی نے اس تجویز سے اتفاق کیا، مولانا نیازی چند افراد کے ہمراہ مسجد کے منظر جنوبی مینارہ سے متصل مکان میں نکل ہوئے اور پھر دیہاتیوں کا سالہاس پچاس کر لاء ہوئے۔

میں نے دیکھا کہ دشمن عناصر نے یہ افواہیں پھیلائیں کہ مولانا نیا زیدی دیگ میں بیٹھ کر گئے ہیں اور
انہوں نے ڈاڑھی منڈوالی ہے، یہ افواہیں صرف تحریک کو ناکام بنانے کے لئے پھیلائی گئیں اور
ایسی نفرت مٹانے کے لئے انہیں ہواد ی حالانکہ ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

طلاق کو مسجد و زیر خاں میں تقریباً تین چار ہزار رضا کار موجود تھے، مسجد میں پروگرام کے مطابق
 اسے رہے اور 6،5 رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے رہے، 7 مارچ کو نماز ظہر کے بعد مسجد میں
 ہوا تھا اور رضا کار جلوس کی تیاری کر رہے تھے کہ مسجد سے متصل سڑک پر جزل محمد ایوب
 (جس میں سربراہ مملکت بھی بنے) چند دیگر فوجی افسران کے ہمراہ آئے اور انہوں نے لاؤڈ اسپیکر
 سے اعلان کیا کہ مولانا طفیل احمد قادری اور مسجد کے اندر موجود تمام رضا کار خود کو گرفتاری کے لئے
 دل ورنہ ہم انہیں مسجد کے اندر داخل ہو کر گرفتار کر لیں گے اور اس طرح جو کشت و خون ہوگا اس کی
 ذمہ داری ہماری ہوگی، اس کے جواب میں میں نے لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کی اور حضرت امام یوسف
 صاحب کا ایک واقعہ پیش کیا کہ جب بادشاہ وقت نے اپنی بیگم زبیدہ کو ان الفاظ میں شرط طلاق دی
 کہ غروب ہونے سے پہلے پہلے میری سلطنت سے باہر چلی جاؤ ورنہ تم پر میری طلاق ہو جائے
 گے، عالم میں تو بادشاہ نے یہ بات کہہ دی لیکن جب غصہ ختم ہوا تو وہ پریشان ہو گیا اور اس نے
 یہ کہی پوچھا، علماء نے جواب دیا کہ حدود سلطنت سے نکلتا لازم ہے ورنہ طلاق ہو جائے گی،
 امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے سارا واقعہ سننے کے بعد
 بادشاہ سے کہو وہ بے فکر ہو جائے سورج غروب ہونے سے پہلے اس کی بیگم اس کی حدود سے نکل
 جائے اور یہ شرط پوری ہو جانے کے بعد طلاق نہیں ہوگی، سورج غروب ہونے میں چند گھنٹے باقی رہ
 گئے، بادشاہ بہت گھبرایا اور اس نے اپنے نمائندے دوبارہ امام صاحب کی خدمت میں بھیجے، آپ نے
 حکم کو مسجد میں لے آؤ اور علماء سے پوچھ لو کہ مسجد بادشاہ کی حدود و مملکت سے باہر ہے یا نہیں؟
 صاحب کو مسجد میں لایا گیا اور تمام علماء نے بالاتفاق یہ فیصلہ دے دیا کہ مسجد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی
 ملک ہے، اور اس طرح طلاق نہیں ہوئی، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد میں نے کہا کہ مسجد خانہ
 دار اگر مارشل لاء حکام نے مسجد میں قدم رکھنے کی کوشش کی تو اس کا بڑی سختی سے جواب دیا جائے
 گا، ذمہ داری فوجیوں پر عائد ہوگی، میں نے یہ بھی کہا کہ فوج اور پولیس کو مسلمانوں پر گولیاں
 مارنے کی حق نہیں پہنچتا، ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کے بعد خدا کے فضل
 و فوجی افسران کسی کارروائی کے بغیر ہی واپس چلے گئے، اس موقع پر یہ بات بھی سننے میں آئی کہ
 اعلیٰ فوجی افسر نے مسجد کو ڈائنٹامیٹ سے آڑا دینے کا منصوبہ بنایا تھا، لیکن وہ ناکام رہا اور یہ اللہ

تعالیٰ کا خاص فضل تھا، اس روز بھی حسب معمول جلسہ ہوا اور رضا کاروں نے گرفتاریاں پیش کر دیں۔ ریڈیو اور اخبارات پر حکومت کا مکمل کنٹرول تھا اور ہمارے خلاف مسلسل پروپیگنڈا کیا گیا۔ لیکن اس موقع پر مولانا سید محمود احمد رضوی (لاہور) اور ان کے رفقاء نے تحریک کی اشتہارات سائیکلو سٹائل کر کے شہر کے مختلف حصوں میں لگانے کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی۔ مسجد وزیر خاں میں کچھ ایسے افراد بھیج دیئے تھے جو رضا کاروں کے جوصلے پست کرنے کے عمل تھے۔

8 مارچ کو فجر کی نماز کے بعد جب کرفیو کھلا تو میں نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اعلان کیا کہ ناموس مصطفیٰ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں لہذا جو شخص اس وقت کوئی بھی کمزوری محسوس کرتا ہے اسے میری طرف سے اجازت ہے وہ جا سکتا ہے، وہ لوگ چلے گئے۔ میری زندگی ہو یا میری میری تقریر کے بعد مسجد میں صرف ڈیڑھ ہزار جاٹا رہ گئے اور ہمارے گھروں کو چلے گئے، اس وقت صورت حال یہ تھی کہ مسجد وزیر خاں کی بجلی اور پانی بند کر دیا گیا تھا، اس کے علاوہ گڑ اور چنے کی بوریاں ہم نے پہلے سے ہی مسجد میں محفوظ کر لی تھیں، چنانچہ ان کو استعمال کی گئی، امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ دوپہر کے وقت میرے پاس آئے اور انہوں نے پنجاب نواب چندر سنگھ کا یہ پیغام مجھے دیا کہ وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، میں نے مسجد سے نکلنے سے انکار کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔

8 مارچ کی شام کو رنگ محل، شیرانوالہ گیٹ اور موچی دروازہ سے مسجد تک ریت کی بوریاں لائیں گئیں اور خاردار تار بچھا دیئے گئے تاکہ تو کوئی مسجد کے اندر آ سکے اور نہ کوئی واپس جاسکے، مسجد کے مغربی حصے کا مکانات خالی کروا کر ان پر شین گئیں اور دیگر ہتھیار نصب کر دیئے گئے، رات بھر مسجد پر الٹی جاری رہا نعرہ ہائے تنکیر و رسالت اور ختم نبوت زندہ باد کے فلک شکاف نعرے فضاء میں گونجنے لگے۔ 9 مارچ کو صبح دس بجے امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ میرے پاس دوبارہ تشریف لائے۔ تحریک پاکستان راہنما اور قلمی والد صاحب کے دوست تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ سارے شہر کی کنٹرول ہو چکا ہے اور اگر آپ نے مزاحمت جاری رکھی تو جانوں کا بھی نقصان ہوگا اور مسجد کی ساری بھی خطرہ ہے، قدوائی صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے رضا کاروں سے مشورہ کیا تو فیصلہ ہوا کہ پہلے میں اپنی گرفتاری پیش کر دوں، چنانچہ میں گرفتاری پیش کرنے کے لئے قدوائی صاحب کو ہمراہ مسجد کے جنوبی دروازے سے باہر آیا، ایک کرٹل، دو کمپٹین اور کثیر تعداد میں فوجی باہر سے

میں نے اس موقع پر مولانا سید محمود احمد رضوی (لاہور) اور ان کے رفقاء نے تحریک کی اشتہارات سائیکلو سٹائل کر کے شہر کے مختلف حصوں میں لگانے کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی۔ مسجد وزیر خاں میں کچھ ایسے افراد بھیج دیئے تھے جو رضا کاروں کے جوصلے پست کرنے کے عمل تھے۔ 8 مارچ کو فجر کی نماز کے بعد جب کرفیو کھلا تو میں نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اعلان کیا کہ ناموس مصطفیٰ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں لہذا جو شخص اس وقت کوئی بھی کمزوری محسوس کرتا ہے اسے میری طرف سے اجازت ہے وہ جا سکتا ہے، وہ لوگ چلے گئے۔ میری زندگی ہو یا میری میری تقریر کے بعد مسجد میں صرف ڈیڑھ ہزار جاٹا رہ گئے اور ہمارے گھروں کو چلے گئے، اس وقت صورت حال یہ تھی کہ مسجد وزیر خاں کی بجلی اور پانی بند کر دیا گیا تھا، اس کے علاوہ گڑ اور چنے کی بوریاں ہم نے پہلے سے ہی مسجد میں محفوظ کر لی تھیں، چنانچہ ان کو استعمال کی گئی، امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ دوپہر کے وقت میرے پاس آئے اور انہوں نے پنجاب نواب چندر سنگھ کا یہ پیغام مجھے دیا کہ وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، میں نے مسجد سے نکلنے سے انکار کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔ 8 مارچ کی شام کو رنگ محل، شیرانوالہ گیٹ اور موچی دروازہ سے مسجد تک ریت کی بوریاں لائیں گئیں اور خاردار تار بچھا دیئے گئے تاکہ تو کوئی مسجد کے اندر آ سکے اور نہ کوئی واپس جاسکے، مسجد کے مغربی حصے کا مکانات خالی کروا کر ان پر شین گئیں اور دیگر ہتھیار نصب کر دیئے گئے، رات بھر مسجد پر الٹی جاری رہا نعرہ ہائے تنکیر و رسالت اور ختم نبوت زندہ باد کے فلک شکاف نعرے فضاء میں گونجنے لگے۔ 9 مارچ کو صبح دس بجے امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ میرے پاس دوبارہ تشریف لائے۔ تحریک پاکستان راہنما اور قلمی والد صاحب کے دوست تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ سارے شہر کی کنٹرول ہو چکا ہے اور اگر آپ نے مزاحمت جاری رکھی تو جانوں کا بھی نقصان ہوگا اور مسجد کی ساری بھی خطرہ ہے، قدوائی صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے رضا کاروں سے مشورہ کیا تو فیصلہ ہوا کہ پہلے میں اپنی گرفتاری پیش کر دوں، چنانچہ میں گرفتاری پیش کرنے کے لئے قدوائی صاحب کو ہمراہ مسجد کے جنوبی دروازے سے باہر آیا، ایک کرٹل، دو کمپٹین اور کثیر تعداد میں فوجی باہر سے

ہو گئے ہیں، ہم نے یہ تحریک ان کو کلیدی عہدوں سے علیحدہ کرنے کے لئے چلائی ہے۔

پھر اس فوجی افسر نے دوسرا سوال کیا کہ کیا آپ قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے؟

دیا "نہیں"، اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا سرکار دو جہاں میں کلمہ کے بعد پوچھا ہو چکا ہے اور قادیانیوں نے ایک بناسیتی نبی پیدا کر لیا ہے اور ان کا فتنہ بھی مسلمانوں کے ضابطہ اخلاق بھی جدا ہے اور سیاسی نظام بھی مختلف ہے، اس نے پوچھا فقہ کیسے علیحدہ ہے؟ کہا زانی کو ہم مسلمان حکم قرآنی کے مطابق کوڑوں کی سزا کا حق دار سمجھتے ہیں اور قادیانیوں کو اس سے زیادہ مقرر کی ہے جو زانیہ زانی کو لگاتی ہے، اس طرح قادیانیوں نے زنا کا بھی دروازہ کھولا ہے۔ یہ جواب سن کر تو وہ آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے انگریزی میں گالیاں دینی شروع کر دیں۔

قدوائی صاحب نے اسے ٹوکا تو دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی، فوجی افسر نے صاحب کو کہا، اب تم بھی اپنے آپ کو گرفتار سمجھو میں تمہارے ساتھ نہٹ لوں گا، قدوائی صاحب سے پوچھا، کیا آپ قادیانی ہیں؟ اس جواب دیا پورا ملک قادیانیوں کا ہے، اور یہ کہہ کر وہ ایک نچ چکا تھا اور ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی، پھر کرسیاں اٹھائی گئیں اور ہم نیچے فرش چاروں طرف پھان فوجی ہماری نگرانی کر رہے تھے، اسی دوران ظہر کا وقت ہو گیا اور ہم نے پانی مانگا، ہمیں شامی حصے میں لایا گیا جہاں ٹکا لگا ہوا تھا، وہاں سے وضو کرنے کے بعد میں نے اذان کی آواز سن کر کچھ فوجی اور کچھ رضا کار جو پہلے ہی گرفتار ہو کر آئے ہوئے تھے، نماز پڑھنے لگے، چنانچہ میں نے امامت کروائی اور سب نے باجماعت نماز ادا کی، نماز کے بعد میں نے وضو کے ساتھ دعا کی، دعا کے بعد فوجی میرے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے گرفتاری و جہات پوچھیں، میں نے قادیانیوں کا پول کھولا اور تحریک کا پس منظر بیان کیا، میری باتیں سن کر انہوں نے اپنی چادریں بچھا دیں اور نہایت محبت کے ساتھ پیش آئے، ایک فوجی میس میں گیا اور ہمارے کھانے لے آیا، پھر ہم نے نماز عصر بھی اسی طرح باجماعت ادا کی، نماز عصر کے بعد پہلے فوجیوں کی تبدیلی کر دی گئیں اور نئے فوجی آ گئے، انہوں نے پھر ہمیں نیچے بٹھا دیا اور نہایت سختی کا مظاہرہ کیا، تک کی ممانعت تھی، نماز مغرب کا وقت ہوا تو میں نے پھر اسی طرح اذان دی اور باجماعت نماز ادا کی، دعا کے بعد دعا میں مشغول ہو گیا، یہ نئے فوجی بھی دعا سے بڑے متاثر ہوئے انہوں نے بھی ہم سے دعا کئے، ہم نے تفصیلات بتائیں تو ان کا رویہ فوراً بدل گیا اور وہ بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آئے، نماز مغرب کے بعد مجھے اور قدوائی صاحب کو جپ میں بٹھا کر مغربی حصے میں واقع سی آئی اے کے دفتر لایا گیا، جہاں ہمارا نہایت فحش اور غلیظ گالیوں سے استقبال ہوا، قدوائی صاحب کو مجھ سے علیحدہ کر دیا۔

18 مارچ سے 25 مارچ تک معمول یہ رہا کہ دن کے وقت مجھے قید تہائی میں رکھا جاتا اور رات کو اس گیارہ بجے تیز روشنی میں بٹھا کر نہایت بدتمیزی سے سوالات کئے جاتے، اس کے بعد مجھے کرنے کے لئے ایک نیا طریقہ اختیار کیا گیا، حوالات کی پچھلی طرف ایک کھائی تھی اس میں فارغ ہونے اور پھر ایک افسر سپاہیوں سے پوچھتا آج کتنے اتارے؟ سپاہی جواب میں چار یا چھ کہتا اور پھر جاتا اب آپ کی باری بھی آنے والی ہے، پھر پوچھ گچھ کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ مجھے

تھکڑی لگا کر ایک تہ خانے میں لے جایا جاتا اور وہاں اوٹ چٹانگ سوالات کر کے پوچھ کر
کوشش کی جاتی، اسی دوران ایک بڑا عجیب واقعہ پیش آیا، ایک روز مجھے تہ خانے میں آکر
جب تین چار بیڑھیاں باقی رہ گئیں تو میں نے دیکھا کہ تقریباً ڈیڑھ گز لمبا سانپ پھین پھین
پڑا ہے، میرے ساتھ آنے والے افسر نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے معافی نہ مانگی تو مجھے
کے اوپر ڈال دیا جائے گا، میں نے اپنے حوصلے کو قائم رکھا اور معافی مانگنے سے صاف انکار
نے مجھے دھکا دینے کی کوشش کی تو میں نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا، چنانچہ اتفاق یہ ہوا
ہی زور سے نیچے کی طرف لڑھک گیا اور پھر بدحواسی کے عالم میں اوپر کی طرف بھاگا، میرے
تھکڑی لگی ہوئی تھی، جب مجھے حوالات میں بند کرنے کے لئے پولیس کی بارک کے سامنے لایا گیا
تو میں نے دیکھا کہ وہ سب مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے، میں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور
پھر تھکڑی کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا، میرے ساتھ چلنے والے سپاہیوں نے اس کی وجہ پوچھی
انہیں کہا خدا کا شکر ہے کہ میں نے یہ تھکڑیاں کسی اخلاقی جرم کی پاداش میں نہیں پہنیں اور مجھے
میں نے آج اللہ کے پیارے حبیب شافعہ عشرت بیگم کی ناموس اور عظمت کے تحفظ کی خاطر
ہے، یہ سن کر وہ سپاہی خاصے متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا دل تو ہمارے آپ کے ساتھ ہے
کچھ نہیں سکتے، ملازمت کا معاملہ ہے، میں نے ان سے کہا بڑی دی فوج بھی یہی کہتی تھی اگر تم
مجھے ہو تو اسودہ حریشیہ پر عمل کرو، یہ سن کر وہ شرمندہ ہو گئے۔

30 مارچ کو حوالات میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مغرب کی جانب سے ایک
ہوا آ رہا ہے اور اس کے منہ میں ایک چھوٹا سا سانپ ہے، یہ کوا اڑتا ہوا دوسری سمت چلا گیا، جب
ہوا تو اس خواب کا اثر ذہن پر موجود تھا، میں اس خواب کی تعبیر سوچنے لگا، چند لمحوں بعد ماضی کی
پانی ڈالنے کے لئے آیا تو اس نے بتایا کہ خواجہ ناظم الدین کی وزارت ختم ہو گئی ہے، یکم اپریل کو
نے آنے کر مجھ سے کہا کہ آپ کے والد نے معافی مانگ لی ہے اور وہ گھر واپس آ گئے ہیں، لہذا آپ بھی
مانگ لیں، میں اس کی چال فوراً سمجھ گیا اور میں نے کہا میں ایک بہادر اور غیور باپ کا بیٹا ہوں
بیانی کر رہے ہیں میرا والد ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا، میرا جواب سن کر وہ نا کام واپس چلا گیا۔

2 اپریل سے اذیت کا سلسلہ اور بڑھا دیا گیا، رات دن مجھے قلعے کے مختلف حصوں میں
جاتا، رات کو جگایا جاتا اور تیز روشنی میں بٹھا کر ایک افسر سوال کرتا، ابھی میں اس کا جواب دیتا
کہ دوسرا سوال کر دیا جاتا، حوالات کے دروازے پر انفل بردار فوجی ہر وقت موجود رہتے تھے
ان سے کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تو وہ گردن ہلا کر معذرت کا اظہار کر دیتے تھے، ماضی کی

تھکڑی لگا کر ایک تہ خانے میں لے جایا جاتا، گویا وہ ماحول صم صم ہم لا یرجعون کا ساتھ تھا،
اور ہمت اس لئے بلند تھی کہ تاجدار ختم نبوت کی ناموس کا معاملہ تھا، ایک روز میرے اصرار پر
دار فوجی نے بتایا کہ انہیں سختی سے آرڈر ہے کہ میری نقل و حرکت کی نگرانی کی جائے اور میرے
بات نہ کی جائے، اس نے بتایا کہ اگر کسی افسر نے اسے میرے ساتھ باتیں کرتے دیکھ لیا تو اس
پر پھانسی ہو جائے گا۔

اپریل کی شب مجھے قلعے کے اندر ایک بڑی حوالات میں لے جایا گیا، یہاں مختلف علاقوں کے
موجود تھے، یہاں پہنچ کر یہ انکشاف ہوا کہ مسجد وزیر خاں میں جو شیے نعرے لگانے اور سائے کی
حالت ہمارے ساتھ رہنے والے رضا کار دراصل سی آئی ڈی کے ملازم تھے، سی آئی ڈی کے کچھ
حوالات میں بھی ہماری جاسوسی کے لئے موجود تھے، رضا کاروں کے اس اجتماع میں کئی شناسا
کی تھے، لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور کراچی کے وہ کارکن بھی موجود تھے جنہوں نے تحریک میں
شریک کیا تھا، یونس پہلوان اور ان کے ساتھیوں سے بھی ملاقات ہوئی، ایک مدت کے بعد
میں سے گفتگو کرنے کا موقع نصیب ہوا تھا، چنانچہ ہم سب رات تین بجے تک تحریک کے مختلف
بات چیت کرتے رہے، سی آئی ڈی کے ملازم پوری توجہ سے ہماری گفتگو سنتے رہے، لیکن اب
میں نے قلعہ کے چہرے نے نقاب ہو چکے تھے اس لئے ہم نے بڑے محتاط انداز میں باتیں کیں، پھر اچانک
میں اسپیئر آیا اور اس نے میرا نام پکارا، پھر اس نے یونس پہلوان اور بلال گنج کے کارکن غلام نبی کا
نام لیا اور کہنے لگا کہ مزنگ میں ایک قتل ہوا ہے اور اس میں آپ تینوں کا نام بھی آ رہا ہے، لہذا آپ
میں چلیں اور اپنی صفائی پیش کریں، ہمیں یہ بات سن کر بہت حیرانی ہوئی اور ہم نے اسے جواباً
کہا کہ مارچ سے قلعے میں بند ہیں اور باہر کر فوٹو لگا ہے، قتل کرنے کے لئے ہم کیسے چلے گئے، ہم نے
اس پر واضح کر دیا کہ ہم رات کے وقت کہیں جانے کو تیار نہیں ہیں اور اگر اس نے کوئی انکوائری
کی تو صبح آئے، ہمارا جواب سن کر اس نے کہا کہ وہ اپنے افسران بالاکو بتا دے گا اور اگر انہوں نے
تو بتایا تو پھر ہمیں بلا جیل و حجت چلانا ہوگا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور پھر واپس نہیں آیا۔

اپریل کو عصر کے بعد ڈی ایس پی سی آئی اے نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور کاغذ اور قلم میرے
ہاتھ دیا اور مجھے کہا کہ میں جو کچھ بھی چاہتا ہوں کاغذ پر لکھ دوں، میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی
کیوں پیش آگئی، تو اس نے جواب میں مغلظات سنانا شروع کر دیں، میں یہ گالیاں برداشت نہ
کر سکا، میں نے اسے کہا آپ میرے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں لیکن میرے بزرگوں کو گالی نہ دیں
میں اس کی بڑی سخت مزاحمت کی کیوں کہ میرے بزرگوں کا تعلق اہل بیت سے ہے، یہ باتیں سن کر

وہ مرعوب سا ہو گیا، اس کے بعد فائرنگ کی آواز آئی اور پھر دو سپاہی دفتر میں داخل ہوئے۔ ان سے پوچھا آج کتنے آثارے؟ انہوں نے جواب دیا ”دو“ سپاہی واپس چلے گئے۔ وہ کی آواز آنے لگی، ڈی ایس پی نے فون اٹھا یا اور پھر وہی سوال دہرایا اب کتنے آثارے؟ مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اب مزید چار افراد کو گولی ماری گئی ہے، حکومت کے باغیوں کا یہ اور پھر اس نے بڑی لجاجت سے کہا آپ تو شریف آدمی ہیں اس کاغذ پر معافی نامہ لکھ دیجئے ابھی رہا کروادیں گے، میں نے اسے جواب دیا کہ جو حکومت ختم نبوت کی منکر ہو اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو مسلمان کی باغی ہو میں اس سے ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا، میرا جواب سن کر اس نے کہا میں اب کاغذ پر لکھ دوں، چنانچہ میں نے یہ الفاظ کاغذ پر لکھ دیئے، ڈی ایس پی نے یہ عبارت پڑھی پاگل ہو گیا، اس نے قلم زور سے زمین پر مارا اور کاغذ چھاڑ دیا پھر مجھے مارنے کے لئے کمر بستہ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جلدی میں کرسی کا ٹکڑی پکڑے گا، لیکن اس پر اللہ کے فضل سے ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے کچھ کہے بغیر دفتر سے باہر چلا گیا، پھر ایک سپاہی آیا اور اس نے مجھے قلعے کے پاس حوالات میں لے جا کر بند کر دیا، اس روز دو پہر کو مجھے نہ تو کھانا دیا گیا اور نہ ہی پانی کی عصر کی نماز میں نے تیمم سے ادا کی، مغرب کے وقت مجھے وضو کے لئے پانی دے دیا گیا اور بھی دیا گیا جس میں خلاف معمول پھل بھی تھے، تقریباً نو بجے مجھے تھکڑی لگا کر ایک بڑے لایا گیا، یہاں میری تھکڑی کھول دی گئی اور پھر مجھے سیدھا کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا، تھوڑی ایک سپاہی نے میرے بازو پکڑ کر اوپر کر دیئے اور ناٹکیں چوڑی کرنے کو کہا، اسی عالم میں دو گئے پھر وہ سپاہی چلا گیا اور اس کی جگہ دوسرا آ گیا، اسی طرح تین تین گھنٹے کے بعد یونیاں جو نبی میں ہاتھ ڈرا بیچے کتا ڈیوٹی پر موجود سپاہی فوراً میرا بازو پکڑ کر ہاتھ اوپر کر دیتا، یہ اذیت ساری رات جاری رہا، فجر سے دو گھنٹے قبل میرے پیٹ اور سینے میں شدید درد اٹھا اور میں نے ان لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، پھر میں نے تہجد کے نفل ادا کرنے کی اجازت مانگی، لیکن انکار کر دیا گیا، درد سے نجات حاصل کرنے کے لئے میں نے دُرود شریف کا ورد شروع کر دیا، لمحے بعد کافی افاتہ ہو گیا، نماز فجر ادا کرنے کی اجازت بھی مجھے نہ مل سکی، رات کے نو بجے بجے تک یہی عالم رہا، طبیعت نہایت مضطرب تھی اور تھکاوٹ سے بدن چور چور ہوا تھا، میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استغاثہ کیا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کئے:

غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مدد دے

قبلہ دیں مدد دے کعبہ ایمان مدد دے

میں ایک پولیس افسر آیا اور مجھے تھکڑی لگا کر حوالات میں لے گیا، یہاں ایک سپاہی کی تھی کہ وہ مجھے سونے نہ دے، پانی کا گھڑا تو لا کر رکھ دیا گیا مگر کھانا نہ ملا، نماز ظہر کے بعد میں حلال ہو کر کھانا کھا، مزار اقدس کی طرف رخ کیا اور اس شعر کا ورد شروع کر دیا:

سج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را بھر کامل کاملاں را راہنما

بعد وہ سپاہی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کی روشنی ہے، اس کمرے کی سیڑھیاں ہیں جس پر والد محترم حضرت علامہ ابو (ع) اس وقت سکھ جیل میں تھے) کھڑے ہیں، مجھے دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگالیا، میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا مجھے بھی انہوں نے رات بھر کھڑا رکھا ہے، کے بعد میں اُن سیڑھیوں سے نیچے کمرے میں اترا تو میں نے دیکھا کہ شمالی جانب ایک دروازہ کھلا ہوا ہے، میں اس کمرے میں دوڑا تو بیٹھ گیا اتنے میں ایک بزرگ سپید نورانی چہرہ، کشادہ دماغ، سفید داڑھی، کھلی استخوان کا سبز کرتہ زیب تن کئے میری طرف تشریف لائے اور پیچھے آواز آئی ”سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لارہے ہیں“ میں نے دست بستہ حضرت سے عرض کیا کہ ان کتوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے، سرکار غوث اعظم نے میری دہنی طرف پشت پر تھیک دی اور آواز دینا گھبراؤ نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا، میں نے دوبارہ عرض کی حضور! انہوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے، رُخ انور پر مسلسل تھکڑی تھی فرمایا کچھ نہیں، سب ٹھیک ہے اور یہ کہہ کر آپ واپس لے گئے، اس واقعہ کے بعد میرا حوصلہ بہت بلند ہو گیا ورنہ اس رات کی اذیت سے ممکن تھا کہ کھانا نہ کھاتا، لیکن سرکار غوث پاک کے روحانی کرم نے مجھے ذہنی اور قلبی سکون سے مالا مال کر دیا، بعد مجھے کھانا دیا گیا اور پھر رات کو کسی نے مجھے پریشان نہیں کیا، دوسرے روز اعلیٰ فوجی افسر آئے ہوئے آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ میں نے انہیں تمام بتائے، اور انہوں نے میرے سامنے متعلقہ پولیس افسران کی سرزنش کی اور کچھ ہدایات جاری کیں، مجھے ایک دوسری حوالات میں منتقل کر دیا گیا جو قدرے بہتر تھی، وہاں میں نے مولانا عبد الستار کی آواز سنی مولانا تلاوت کلام پاک فرما رہے تھے، اور میں نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی قریبی جیل میں ہیں، دو پہر کے وقت مجھے ایک بارک میں منتقل کر دیا گیا جہاں سے بالکل سامنے مولانا تلاوت فرما رہے تھے، مولانا نیازی نے اشارے سے سلام کیا اور خیریت پوچھی، فاصلہ چونکہ خاصا لمبا تھا تو کوئی بات نہ ہو سکی، پھر سی آئی اے کے ایک افسر اعجاز حسین (جو کہ میرے واقف کار تھے

عزت و دیکھا کہ ان میں میاں طفیل محمد، مولانا کوثر نیازی، مولانا امین احسن اصلاحی، نصر اللہ علی اور جماعت اسلامی کے بہت سے کارکن ہیں، ان حضرات سے علیک سلیک ہوئی اور جماعت! آپ کیسے تشریف لائے، جماعت اسلامی کے ایک سرکردہ رہنما نے جواب دیا، میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں پکڑ کر لے آئے ہیں، میں نے کہا آپ کا جرم کیا ہے (یعنی کس کو پکڑ کر لائے ہیں؟) وہ بولے جرم کا خود ہمیں بھی علم نہیں..... ان حضرات کو بھی مختلف

اندر ہی کچھ فوجی عدالتیں قائم کی گئی تھیں اور جو لوگ یہ تحریک رکھ دیتے تھے کہ ان کا تحریک
میں تعلق نہیں، ان کی رہائی فوراً عمل میں آجاتی تھی، باوجودیکہ کافی لوگ اس طرح رہا ہونے
ہو گئے لیکن جیل کی رونق اور گہما گہمی میں کوئی خاص فرق نہ آیا تھا، تیسرے روز مولانا
کی پیادہ کو بھی قلعے سے سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا گیا، مولانا مودودی کو بھی گرفتار کر کے جیل
ان دونوں حضرات کو اسے نکلاس دے دی گئی اور ملاقات پر پابندی عائد کر دی گئی، میرے
میں اندرون دہلی دروازہ چنگڑنگی کے تھا پہلوان اور یکی دروازہ کے چند نامی گرامی غنڈوں
تھا، ایک روز مجھے جیل میں علم ہوا کہ میرے پیچازاد بھائی علامہ سید محمود احمد رضوی (جو کہ بعد
تحریک ختم نبوت 1973ء کے مرکزی جنرل سیکرٹری بنے) کو بھی گرفتار کر کے جیل میں آیا
انہوں نے مہر محمد حیات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے مطالبہ کیا کہ انہیں میرے ساتھ رکھا جائے،
تو ایہ مطالبہ تسلیم کر لیا، محمود رضوی صاحب مجھے دیکھتے ہی بے فکر ہو گئے اور میں نے ان کی
رفت کی معلوم ہوا کہ پچھپھروں کے مرض مبتلا ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ سانچکھو شائل کے
بیات پورے شہر میں پہنچائی جاتی تھیں وہ ان کے قلم سے ہی لکھی جاتی تھیں اور ان کی
دیکھنا پر عمل میں آتی ہے، محمود صاحب سے تحریک کی صورت حال اور گھر کی خیریت کا علم ہوا،
ان کی بارکوں میں رکھا گیا تھا، ہماری قریبی بارکوں میں مولانا غلام محمد ترمذی صدر جمعیت علمائے
غربی پاکستان) بھی تھے، اور ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی، انہی بارکوں میں ایک نو
بھی تھا جس کے خلاف بغاوت، ڈاکہ اور آتش زنی وغیرہ سنگین نوعیت کے مقدمات بنائے
تھ روز بعد فوجی عدالت نے اسے رہا کر دیا۔

ابھی تک اپنے والد محترم کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکی تھی کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال
 اور نہ ہی میرے متعلق انہیں کوئی علم تھا، البتہ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ کراچی جیل میں انہیں
 اطلاع دی گئی تھی، اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی شمسی کا بیان ہے کہ چند روز تک تو

اور چوک نواب صاحب میں رہتے تھے) میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک چادر دے دی، انہوں نے بتایا کہ یہ کپڑے میرے تایا حافظ غلام احمد نے بھیجے ہیں، اس سے پہلے بہت زیادہ چھٹ چکے تھے اور بنیان میں جو نیکیں پڑ گئی تھیں، میں نے ان سے پوچھا کہ تایا حافظ صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کپڑے بھی دے لے آئے ہیں ورنہ اس کی بھی اجازت نہیں ہے، مغرب کے بعد میں بیٹھا ہوا تھا کہ دعا لے کہ یہاں خشک روٹی اور پٹے کی دال کے سوا کچھ نہیں مل رہا اگر اپنے گھر میں ہوتے تو کھاتے، لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا مذاق سامنے آ گیا، میں نے سر نہج دھو کر توپ کی اور اس وسوسے کا ازالہ چاہا، لیکن خدا کی قسم لمحے بعد اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی شاہ جی! یہ لے لو، اور پھر ایک گھبراہٹ میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی، میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ کیسے پہنچ گیا، لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت قاسم عالم رضی اللہ عنہ کے صدقے کا پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

دس اپریل کو تقریباً گیارہ بجے مجھے چارج شیٹ دی گئی، میرے خلاف 29 قتلہ

تحت مقدمات قائم کئے گئے تھے، ان میں قتل و غارت اور فوج میں بد امنی پیدا کرنے کے

شامل تھے، دو پہر ایک بجے کے قریب مجھے جھکڑی لگا کر ایک ہند گاڑی میں بٹھایا گیا اور

قریب ایک فوجی عدالت میں پیش کیا گیا، فوجی عدالت میں کیپٹن شفیق نے پولیس افسر

جھکڑی کیوں لگائی گئی ہے؟ پولیس افسر نے کچھ وضاحت کرنے کی کوشش کی، لیکن اس

جھکڑی کھول دی جائے، چنانچہ عدالت ہی میں میری جھکڑی کھول دی گئی اور پھر مختصر

کے بعد مجھے سنٹرل جیل (شادمان کالونی) پہنچا دیا گیا۔

سنٹرل جیل میں پہنچا تو وہاں ایک میلے کا سا سماں تھا، بارکوں کے باہر ہزاروں افراد بارکوں میں جگہ جگہ مٹم ہو جانے کے باعث خاردار تار لگا کر شمع رسالت کے پروانوں کو حراست میں تھا، جیل کے مختلف حصوں میں عجیب کیف و سرور کی محفلیں برپا تھیں، کہیں نعت خوانی ہو رہی تھی، نبوت کے موضوع پر تقاریر، کہیں درود و سلام پڑھا جا رہا ہے تو کہیں ذکر و اذکار کا غلغلہ۔ عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔

مجھے سی کلاس کی ایک پیرک میں اخلاقی مجرموں کے ساتھ رکھا گیا، دوسرے روز میں جیل کے گیٹ سے قطار کی صورت میں کچھ لوگ آرہے ہیں، جنہوں نے کندھوں پر بستہ اٹھائے۔

ہم نے یہ خبر علامہ ابوالحسنات سے چھپائے رکھی اور پھر آخر کار ایک روز ہم نے انہیں کے صاحبزادے کو کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے، علامہ ابوالحسنات یہ سنتے ہی سجدے میں گئے انہوں نے فرمایا میرے آقا گنبد خضراء کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اکلوتے بیٹے کی موت ہے تو میں بارگاہ ربی میں سجدہ شکر ادا کرتا ہوں، ناموس رسالت پر ایک غلیل تو کیا میرے بھی ہوں تو اسوہ شیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کروں، اس کے بعد انہوں نے تفسیر کا آغاز کر دیا، بعد میں والد صاحب کو سکھر جیل منتقل کر دیا گیا تھا، اور خود ان کا بیان ہے کہ جب بھی مجھے تمہاری یاد آتی تو میں قرآن پاک کی تفسیر شروع کر دیا کرتا تھا اور اس سے دل بہاتی تھی، چنانچہ جیل میں انہوں نے نصف قرآن کی تفسیر مکمل کی اور باقی رہائی کے بعد تحریر فرمایا۔ چارج شیٹ میں فردوس شاہ ڈی ایس پی کے قتل کا الزام مجھ پر اور مولانا عبدالستار صاحب عائد کیا گیا تھا، اور اس کی تفصیل یہ بتاتی گئی تھی کہ مسجد وزیر خاں میں مولانا عبدالستار خاں عام سے خطاب کر رہے تھے اور صدارت میں کر رہا تھا، فردوس شاہ ڈی ایس پی پولیس کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا ہی تھا کہ مولانا نیازی نے کہا ان کٹوں کو مسجد سے نکالو، میں نے صدارت سے کہا جانے نہ پائیں، یہیں ختم کر دو، یہ سن کر تھا پہلوان اور تقریباً نو دیگر افراد فردوس شاہ کے اور اسے وہیں قتل کر دیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مسجد میں نہ تو کوئی جلب ہو رہا تھا، نہ ایک جلوس چوہہ بستی بھگت سے نکلا، فردوس شاہ ایک سپاہی کے تحفظ کے لئے آ رہا تھا کہ قتل کیا میرے خلاف مقدمہ قتل ایک فوجی عدالت میں چلایا گیا جو کہ سنٹرل جیل اور پولیس درمیان لگائی گئی تھی، یہ مقدمہ تقریباً 19 روز تک فوجی عدالت میں زیر سماعت رہا، حکومت کی جو گواہ پیش ہوئے تھے وہ جرح کے دوران پسپے سے شراہور ہو جاتے اور ان کا جسم تھر تھکا جاتا تھا۔

عبدالستار خاں نیازی اور میری طرف سے چودھری نذیر احمد (سابق انارنی جنرل) میاں محمد رفیق احمد باجوہ، چوہدری کلیم الدین اور چند دیگر وکلاء، فوجی عدالت میں پیش ہوئے، چوہدری جب گواہوں پر جرح کرتے تو گواہوں کی حالت دیدنی ہوتی تھی، ایک گواہ نے اپنے بیان میں فردوس شاہ کی لاش مسجد وزیر خاں کے دروازے پر پڑی تھی اور میں اس کو اٹھا کر چوک دروازے لے آیا اور پھر میں نے پولیس کو اطلاع دے دی، اس نے ایک شیشی میں جانے وقوع سے لی گئی مٹی بھی عدالت میں پیش کی، فوجی عدالت نے جو کہ ایک بریگیڈیر اور دو کرنلوں پر مشتمل تھی، وزیر خاں میں جمعہ کا وقت پوچھا جو میں نے بتا دیا اور پھر عدالت نے کہا کہ وہ خود اگلے روز عدالت جانے وقوع کا معائنہ کرے گی۔

یہاں اگلے روز مولانا عبدالستار خاں نیازی اور میں، فوجی عدالت اور چند دیگر افراد کے ہمراہ مسجد میں آئے، ہمیں دیکھ کر مکاناتوں کی چھتوں اور مکاناتوں سے عجمان تاجدار ختم نبوت نعرے لگانے لگی عدالت نے اپنی آنکھوں سے ملت اسلامیہ کے جذبات کا مشاہدہ کیا، جب عدالت جانے لگی تو وہاں پر گواہ کے بیان کے بالکل برعکس مٹی کے بجائے سنگ سرخ کی سیرھیاں تھیں، 19 روز عدالت کی کارروائی کے بعد عدالت نے ہمیں مقدمہ قتل سے بری کر دیا۔

جیل ہونے کے بعد ہم جیل سے سامان لینے کے لئے گئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل نے مجھے اور میری کو کہا کہ آپ جلدی سے گھر ہو آئیں کیوں کہ دوبارہ گرفتاری کا خدشہ ہے، چنانچہ ہم سامان جیل سے چلے آئے، گھر پہنچ کر میں نے غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے اور پھر حضرت داتا گنج بخش کے مزار اقدس پر پہنچ کر حاضری دی، واپسی پر دربار شریف کے باہر لوگوں نے گھیر لیا اور ان کے ہار پہنائے، یہاں کئی دوستوں سے بھی ملاقات ہو گئی، مارشل لاء کی پابندیاں اگرچہ کافی نرم تھیں لیکن مارشل لاء کے اثرات ابھی بہت زیادہ باقی تھے، چوراہوں پر فوجیوں نے ریت کی دیواریں سے مورچے بنائے ہوئے تھے، میں دربار شریف سے گھر جانے کے لئے تاکے پر بیٹھا، ابھی کہ درباری گیٹ تک ہی پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک فوجی جیپ آئی اس نے ہارن دیا اور رکنے کا اشارہ کیا، میری افسر نے میرے قریب آکر وارنٹ دکھائے اور کہا تشریف لے آئیے آپ کو دوبارہ گرفتار کیا جائے گا، مجھے چند گھنٹے تھا کہ کئی گیٹ سن رکھنے کے بعد شاہی قلعے میں پہنچا دیا گیا، اسی روز لوہاری کے کچھ افراد گرفتار ہو کر آئے تھے اور ان کے پاس گھر کا کھانا بھی موجود تھا، چنانچہ ان کے ساتھ میں نے بھی کھانا کھایا، ایک رات قلعے میں گزارنے کے بعد اگلے روز مجھے سنٹرل جیل پہنچا دیا گیا، مولانا احمد رضوی صاحب کو جیل سے ہسپتال کے ٹی بی وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تھا اور ملاقات پر جیل گادی گئی تھی، پھر تقریباً ایک ماہ تک فوجی عدالت میں 7 مارچ کو مسجد وزیر خاں میں ہونے والی کارروائی کے خلاف مقدمہ زیر سماعت رہا، اس مقدمہ میں بھی میری بیرونی ان وکلاء صاحبان نے ہی مقدمہ قتل میں پیش ہوئے تھے، اگرچہ سرکاری گواہیاں جرح کے دوران ساقط ہو چکی تھیں لیکن عدالت سال قید یا مشقت کی سزا سنائی دی گئی اور مجھے جیل میں قیدیوں کا لباس پہنا دیا گیا، پہلے ہانڈے کی مشقت دی گئی، اسی دوران مولانا عبدالستار خاں نیازی (جنہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا تھا) کو 10 ماہ ووددی کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا، مولانا عبدالستار خاں نیازی کو جس وقت سزائے موت سنائی گئی تو فوجی عدالت میں موجود تھا، انہوں نے سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد گرج کر کہا! اس سے بھی زیادہ کوئی سزا آپ کے پاس ہے تو دے دیجئے، میں ناموس مصطفیٰ کی خاطر سب کچھ

برداشت کرنے کو تیار ہوں، مولانا نیازی نے اس موقع پر کچھ اشعار بھی پڑھے، ان کا چہرہ اور ہوش بڑھ گیا۔ یوں محسوس ہوا تھا جیسے سزائے موت کا فیصلہ سن کر انہیں ذرہ بھر افسوس بھی نہیں ہوا۔

مجھے سات سال قید ہا مشقت کی سزا ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہی گزر رہا تھا کہ فوجی عدالت کے بغاوت کی سماعت شروع کر دی اور سرسری کارروائی کے بعد مجھے سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔ عدالت کے سربراہ نے فیصلہ پڑھا ”ملازم کو گھلے سے اس وقت تک پھانسی پر لٹکایا جائے جب تک کہ وہ مر نہ جائے“ سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد ایک لمحے کے لئے تو آنکھوں کے سامنے تاریک چھا گیا لیکن معا بعد آیت کریمہ ”بل احياء ولكن لا تشعرون“ زبان پر آگئی اور پھر صبر و تحمل سے تھا کہ جام شہادت نوش کرنے کے لئے طبیعت پچھلے لگی اور جنت کے لہلہاتے ہوئے باغات آسمان گھومنے لگے، مجھے سزائے موت کے قیدیوں کے لئے مخصوص ”کچی کوشی“ میں لا کر بند کر دیا گیا۔ سخت رسا پر تاز کرنے لگا کہ مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کی اجازت حاصل ہونے والی ہے۔

تین روز کے بعد مجھے دوبارہ فوجی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا اور اس نے میری سزائے موت کو چودہ سال قید میں تبدیل کر دی حالانکہ میں نے سزائیں تخفیف کے لئے کوئی اپیل نہ کی تھی، بعد میں معلوم ہوا میرے علاوہ مولانا نیازی اور مودودی صاحب کی سزائے موت کے فیصلے کے خلاف افلاک و ارضیں

ممتاز روحانی پیشوا ملا شورش بازار (کابل)، حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی (مدینہ منورہ) کی سزائے موت اور دیگر اسلامی ممالک کے گوشے گوشے سے حکومت پاکستان کو تاریں اور قراردادیں موصول ہونے لگی تھیں جن میں ہماری فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا، اندرون ملک بھی بڑا موثر رد عمل ہوا، دوسری طرف سرزانیوں کے سرخیل محمود بشیر کے لڑکے ناصر محمود کو رہا کر دیا گیا، سر ظفر اللہ اس وقت وزیر خارجہ تھے، ان کا ایک اہم مقصد مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹانا بھی تھا، ظفر اللہ نے ذاتی طور پر دلچسپی لے کر کورہا کر دیا اور پاکستان کے طول و عرض میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ گئی، سردار عبدالرب نثار نے سزائے موت کو ختم کرانے کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں، خان عبدالقیوم خان اس وقت وزیر داخلہ تھے، انہوں نے تحریک کو پھیلنے کے لئے انتہائی تشدد آمیز رویہ اختیار کیا۔

میری سات سال اور چودہ سال کی سزائیں ایک ساتھ ہی شروع ہو گئی تھیں، میں بدستور ہی رہا تھا جہاں گڑا اور چنے کا ناشہ کرتا پڑتا تھا، دال روٹی کھانے کو ملتی تھی، دال نہایت عجیب اور بد مزہ تھی اور مسلسل کھانے سے دل اکٹا چکا تھا پھر ایک قیدی قمر الدین نے مجھے سالن دینا شروع کر دیا اور یوں ہونے لگا، ایک روز میں نے سکھر جیل کے پتے پر والد محترم کو اپنی خیریت کا خط لکھا جس کا جواب مجھے

بعد موصول ہو گیا، والد صاحب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ مجھے یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ تم اس وقت حاصل نہیں کر سکتے، لیکن بہر حال یہ جان کر دل کو اطمینان ہوا کہ تم ناموس مصطفیٰ ﷺ کی خاطر خط و خطا کے آخر میں لکھا: ”کاش اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی قربانی قبول کر لیتا۔“

دو روز بعد مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا مودودی کی سزائے موت بھی چودہ سال قید میں تبدیل ہو گئی اور انہیں اسے کلاس کی بارکوں میں تبدیل کر دیا گیا، مجھے بدستور ہی کلاس میں رکھا گیا تھا، میں اکثر دوپہر کے وقت مشقت سے فارغ ہونے کے بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی سے ملاقات کے لئے ان کی بارک میں چلا جایا کرتا تھا، یہ دونوں حضرات زیادہ وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کرتے تھے، دوپہر کے وقت مولانا نصر اللہ خاں عزیز لطائف کی محفل جھاتے، ایک روز کے وقت میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی، اٹلیاں اور چکر آنے لگے، میں مولانا مودودی کی کلاس میں داخل ہوا تو مولانا نے حسب معمول میری خیریت دریافت کی اور میری طبیعت ناساز پا کر میں نے پنا کام چھوڑ دیا اور فوراً میری تیمارداری میں لگ گئے، انہوں نے جیل کے ڈاکٹر کو بلانے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر موجود نہ تھا، پھر انہوں نے اپنی دواؤں میں سے مجھے دوا دی جس سے میری طبیعت بہت سنبھل گئی، اس طرح ان کے اخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا۔

نصر اللہ خاں عزیز، سید تقی علی اور مودودی صاحب کے دیگر رفقاء جیل میں اکثر مودودی صاحب کی ملاقات تقسیم کیا کرتے تھے، ایک روز انہوں نے مجھے مولانا کا ایک کتابچہ ”تجدید احياء دین“ پڑھنے کے لئے دیا، میں نے اسے بغور پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں اولیاء کرام کی تنقید کی گئی ہے اور بزرگانِ دین سے عقیدت کو ہندو ازم سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اس میں اور بھی کئی قابل اعتراض عبارات گزر رہیں، پھر ایک روز مجھے مودودی صاحب سے تخلیق میں گفتگو کا موقع ملا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کتابچے میں اولیاء کرام کے وجود سے انکار کیا ہے اور ان سے عقیدت کو ہندو ازم سے تعبیر کیا ہے؟ آپ یہ الفاظ لکھنے میں کس حد تک حق بجانب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ”مجھے تو آج تک کوئی ولی نظر نہیں آیا“ میں نے عرض کی اگر آپ کو کوئی ولی نظر نہیں آیا تو اس بات کی دلیل نہیں کہ دنیا میں کوئی ولی موجود نہیں، اور پھر آپ نے تو کسی نبی یا رسول کو بھی نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ بھی تو کبھی آپ کو نظر نہیں آیا، چنانچہ آپ کا وضع کردہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر خدا اور رسول کے وجود سے بھی انکار کرنا پڑے گا، یہ باتیں مولانا مودودی صاحب نے کہا یہ کتابچہ میں نے اس زمانے میں تحریر کیا تھا جب میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور اسے غلطی بھی تو ہو سکتی ہے، میں نے کہا آپ کی اس غلطی سے جو لوگ گمراہ ہوئے ہوں گے ان کا ذمہ

کیا ہے؟ مولانا نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور میں نے انہیں کہا قرآن پاک

میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کرام کی شان میں واضح طور پر فرمایا ہے "الا ان اولیاء اللہ لا یحزنون ولا ھم یحزنون" اور اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اولیاء کرام کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔ لہذا آپ کے اس کتابچہ کی اصلاح ہونی چاہئے، مودودی صاحب کچھ جواب دینا چاہتے تھے کہ میں ان کے کچھ رفقاء آگئے اور بات دوسری طرف چل گئی، اس کے بعد بھی ان سے کئی بار بات ماحول میں گفتگو کا موقع ملتا رہا۔

ایک روز جیل میں یہ اطلاع ملی کہ کچھ قیدیوں نے جیلر کی توہین کی ہے اور اس جرم کی انہیں محکمی لگائی جائے گی، ہم اپنی بارک سے اس مقام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں افراد کو نہایت بے دردی سے پید لگائے گئے، ہم نے چھپ کر یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جسم سے گوشت قیچی کی طرح کٹ کر فضا میں اڑتا ہوا نظر آیا، اس دردناک واقعہ کی مکمل تصویر لکھ کر ممبران اسمبلی کو ارسال کی اور صوبائی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے باقاعدہ یہ یقین دہانی کی کہ آئندہ جیل میں کسی ملزم کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔

اسی دوران مولانا احمد علی لاہوری کو ملتان سے سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا گیا، وہ کہتے ہیں کہ اس لئے انہیں جیل کے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد معلوم ہوا کہ انہیں رہا کر دیا گیا، ان کی رہائی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، چنانچہ اس سلسلہ میں جیل میں یہ افواہ گردش کرنے لگا کہ معافی مانگ کر رہا ہوئے ہیں۔

1954ء میں حکومت نے ایک انکوائری کمیشن قائم کیا، اس کمیشن کے قیام سے دو روز قبل جیل میں بی کلاس دے دی گئی اور اب میرا قیام جیل کے اس حصے میں تھا جہاں مولانا عبدالرحیم نیازی، مولانا مودودی اور نصر اللہ خاں عزیز وغیرہ تھے، انکوائری کمیشن کے قیام کے بعد سکھر جیل میں بند تمام راہنماؤں کو سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا اور ان تمام حضرات کو سنٹرل جیل کے اس حصے میں رکھا گیا جسے دیوانی گھر کہا جاتا ہے، جب میں پہلی بار ان حضرات سے ملاقات کے لئے دیوانی گھر کے دروازے پر پہنچا تو سب سے پہلے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے "عظیم" کہہ کر پکارا اور بغل گیر ہو گئے، چند قدم آگے بڑھا تو شیخ حسام الدین اور تاج الدین انصاری سے ملاقات ہوئی، میں نے اپنے والد محترم کے متعلق دریافت کیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بڑے درخت کی طرف لے گئے جہاں میرے والد محترم ایک چار پائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے، پہلی نظر میں تو میں انہیں پہچان بھی نہ سکا کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور ہڈیوں کا احاطہ نظر آ رہے تھے، والد محترم نے مجھے دیکھا تو اٹھ کر سینے سے لگا لیا میں نے عرض کی آپ اتنے کمزور کیوں

دوسرے روز میں والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے مودودی صاحب سے گزشتہ روز کی بات کر لیا، سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی اس موقع پر موجود تھے انہوں نے کہا یہ سب منافقت ہے ان کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا، انہوں نے اس موقع پر مودودی صاحب کی خلاف ورزیوں کے الفاظ استعمال کئے اور پھر جیل میں ان کے ورکروں نے مودودی صاحب کے خلاف محاذ آرائی کر دی، جیل سے باہر مولانا احمد علی لاہوری نے مودودی صاحب کے خلاف اپنی مہم تیز کر دی اور انہیں "نوائے پاکستان" کے ذریعے پروپیگنڈے کا اچھا خاصہ محاذ قائم کر لیا، لیکن میں بدستور کسی

مناسب موقع کی تلاش میں رہا تا کہ موودوی صاحب سے اس کی اصلاح کروائی جاسکے۔ پھر جسٹس منیر (لاہور ہائی کورٹ) انکوائری کمیشن نے تحریک ختم نبوت کے خلاف سماعت شروع کر دی، عدالت میں موودوی صاحب کا رویہ انتہائی افسوس ناک اور خالی ہونے پر موقف اختیار کیا کہ انہیں ڈائریکٹ ایکشن اور تحریک کے دیگر پہلوؤں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولانا غلام محمد ترمذی اور حضرت والد محترم نے سخت جرح فرمائی، یہاں تک کہ گئے کہ انہوں نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط ہی نہیں کئے تھے، انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس وہ دستاویز اب بھی موجود ہے جس میں ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط کئے تھے، یہ بات سن کر موودوی صاحب نے کہا ہاں میں نے چھوٹے سے دستخط کیا تھا، صاحب نے فرمایا تو کیا ہمیں آپ کے دستخطوں کا بورڈ لکھوا کر لگانا چاہیے تھا، موودوی صاحب ہو گئے اور والد صاحب نے وہ دستاویز عدالت میں پیش کر دی جس پر ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر موودوی صاحب کے علاوہ کسی راہنمائے اس بات کا انکار نہیں کیا کہ اس نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط نہیں کئے تھے۔

بہر حال میں پہلے پہل تو موودوی صاحب کے اخلاق سے بہت متاثر تھا لیکن ان کی بیانی اور بڑا نشروں سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی، انکوائری کا سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ ایک شخص کے تحت یہ کمیشن بٹھایا گیا تھا اس لئے کوئی واضح نتیجہ سامنے نہ آیا، چنانچہ ممتاز صحافی مرتضیٰ احمد نے اپنی کتاب ”محاسبہ“ میں اس کمیشن کی کارکردگی پر تفصیلی تبصرہ کیا اور تمام پہلوؤں کو واضح کر دیا۔ انکوائری کے دوران ایک روز والد محترم دیوانی گھر میں تشریف فرما تھے، مولانا محمد امجد علی سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، صاحبزادہ فیض احمد شمس اور کچھ دیگر حضرات بھی ان کے قریب آکر بیٹھ گئے، ماسٹر تاج الدین انصاری نے کہا کہ حضرت موسم بہار ہے اور مجھے موچی دروازے کی یاد ستا رہی ہے، ہمیں کسی طرح سے جانا چاہئے، حضرت والد صاحب نے فرمایا یہاں ہم ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لئے آئے ہیں پھر میں تو کلام پاک کی تفسیر میں بھی مصروف ہوں باہر جا کر ہم لوگ نہ جانے کن مصروف جائیں، آئیے بارگاہ الہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے اس مشن کو پورا فرمائے، جس کی خاطر ہم جیل آئے ہیں، سب نے آمین کہی اور پھر والد صاحب نے دعا کی کہ اپنے حبیب کریم کے صدقے اس جیل کے قیدیوں کو آزادی کی نعمت سے متہنہ فرما، اس جیل کی کوگرادے اور یہاں باغ و بہار بنادے، سب نے اس دعا پر بھی آمین کہی، یہ کچھ ایسی مقبول

اس دعا کا ایک ایک لفظ مقبول و منظور ہو کر ہمارے سامنے آ رہا ہے، وہی سنٹرل جیل آج شادمان میں تبدیل ہو چکی ہے، اس کی اونچی اونچی دیواریں گر چکی ہیں اور جیل کی بارکیں اب باغ و بہار کا رنگ لے کر رہی ہیں۔

شادمان کالونی کے مشرقی حصے میں وہ بڑا درخت اب بھی موجود ہے جس کے نیچے یہ دعا کی گئی تھی اور نیچے بیٹھ کر والد صاحب تفسیر لکھا کرتے تھے، تقریباً ایک سال بعد ہائی کورٹ نے کراچی میں گرفتار والے تمام رہنماؤں کو رہا کر دیا، لیکن مولانا نیازی، مولانا موودوی اور مجھے رہا نہیں کیا گیا تھا۔ ایک طویل عرصے تک جیل میں رہنے سے تقریباً کبھی حضرات ذیابیطس کے مریض ہو گئے تھے، ان کے دلوں میں تحریک کے جذبات ابھی تک موجود تھے لیکن جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور ان کا اندر دکر کے تحریک کو کچلنے میں کوئی کسر روا نہ رکھی گئی تھی، ہمارے علاوہ تحریک کے دیگر بہت سے ساتھی ابھی تک جیلوں میں تھے، جیل سے رہا ہونے والے زعماء نے اپنے مطالبات کے احیاء کے لئے دروازے کے باہر ایک عظیم الشان جلسہ کیا، اس جلسہ کی صدارت قبلہ والد صاحب نے کی، اور انہماؤں نے اس جلسہ سے خطاب کیا اور تحریک کے حامیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا، اس کے تقریباً دو سال بعد (جون ۱۹۵۵ء) میں ایک روز میں نماز عصر کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک جیل کے ایک دروازے پر آکر کہا کہ آپ کی رہائی کے آرڈر آئے ہیں، میرے لئے یہ بات خلاف توقع تھی اور پہلے میں اسے مذاق ہی سمجھا لیکن پھر جیل کے آفیسر نے چلنے کو کہا تو مولانا نیازی اور مولانا موودوی نے مجھے روک دیا، میری رہائی کے تقریباً چھ سات ماہ بعد مولانا نیازی اور مولانا موودوی کو بھی رہا کر دیا گیا۔

جیل سے رہائی کے بعد موودوی صاحب نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں انہوں نے دیگر ساتھیوں کو شہر کے علاوہ مجھے بھی مدعو کیا، میں نے اس موقع پر موودوی صاحب سے کہا اب حالات معمول ہیں اپنا وعدہ پورا کیجئے اور اپنا سارا لٹریچر مجھے دیجئے تا کہ والد صاحب سے اس کی اصلاح کروا دوں، لیکن مولانا موودوی نے نالائقی کی کوشش کی، میں نے اصرار کیا تو کہنے لگے جیل میں میرا ارادہ یہ تھا لیکن اب جو چیز چھپ چکی ہے اس کو بدلنا بہت مشکل ہے۔

(بشکریہ، ماہنامہ ”فیضان“، فیصل آباد شمارہ اگست 1978ء، شمارہ ستمبر، اکتوبر 1978ء)



میں علم و تشدد اور فوج کی گولیوں کی بوچھاڑ میں تحریک کو ہادیا گیا لیکن دلوں کے اندر پھلنے والا طوفان
ذاتی سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میدان، مگر جھکی تو نہیں

تحریک کے مخالفوں کا انجام:

تحریک قہر اچل دی گئی اور حکمران بظاہر ظفر یاب ہوئے لیکن لاکھوں مسلمانوں کا جیلوں میں
دور، مسلمانوں کا خاک و خون میں تڑپ کر شہید ہونا چھوٹے چھوٹے بچوں کا سینوں پر گولیاں
بارش تھالی کے ہاں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہی قدرت نے ان لوگوں کو معاف کیا جنہوں
میں مظلوم مسلمانوں پر ستم ڈھائے تھے۔ سردار عبدالرب نشتر مرحوم نے ایک تقریب میں
عقلمندی کا شیریں مرحوم سے فرمایا۔ شورش جو لوگ خوش ہیں کہ تحریک ختم نبوت کچل دی گئی، وہ احمق
میں سے جس شخص نے اس مقدس تحریک کی جتنی مخالفت کی تھی اتنی سزا سے قدرت نے اس دنیا
میں ہی سزا دی ہے اور ابھی عاقبت باقی ہے۔ تحریک کے سب مخالفین روح کے سرطان میں مبتلا ہیں۔ یہ
حالت ہے کہ تحریک ختم نبوت کی مخالفت کرنے والے اس کو کچلنے والے، ظلم کرنے والے اور بے گناہوں کا
سائے والوں کو قدرت نے دنیا ہی میں اس کی عبرتناک سزا دی۔

ملک غلام محمد:

ملک کے اس وقت کے گورنر جنرل تھے۔ اس وقت ارباب اقتدار کے اس گروہ کے سرغنہ تھے جو
مخالف اور مخالف تھا۔ پھر انہوں نے تحریک کے بعد اپنے رشتہ دار جسٹس منیر کو انکوائری کمیشن کا
رہنما کر دیا، علماء اور اہل حق کی تذلیل کا سامان کیا۔ اس غلام محمد کو فالج ہوا۔ مفلوج حالت میں
عدالت کی زندگی کا آخری حصہ گزارا۔ اس کی آخری زندگی ایک چانور سے بھی بدتر ہو گئی مرنے کے
آگے اس نے اسے چوڑھوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ آج کوئی مسلمان اس کی قبر پر نہ سلام کہتا ہے
بلکہ مغفرت۔

سکندر مرزا:

دوسرے نمبر پر تحریک کا دشمن سکندر مرزا تھا۔ یہ تحریک کے دنوں ڈیفنس سیکرٹری تھا۔ مرزائی

تحریک ختم نبوت 1953ء کے مخالفین کے عبرتناک انجام

مرزا قادیانی کے جہنم رسید ہو جانے کے بعد حکیم نور الدین، درحقیقت "فتور الدین" (نشین)
نشین) ہوا اور اُس نے عائد ساز نبوت کا کاروبار شیعہ سنبھالا۔ چھ سال تک اپنے غلیظ ہاتھوں
پاکیزہ منصب نبوت، رسالت سے کھیل رہا اور آخر 1914ء میں موت کے آہنی ہاتھوں نے جاگیر
قادیانی کو آتش انہم میں ہم نشین مرزا قادیانی بنا دیا۔ فتور الدین کی فتنہ ساز زندگی کے بعد مرزا
پیشوا بشیر الدین محمود اپنی موروثی نبوت کی مسند فراڈ پر نمودار ہوا۔ 1947ء میں جب پاکستان معرض
میں آیا تو مرزا بشیر الدین رات کی تاریکی میں برقع پہن کر "شہر ارتداد" قادیان سے فرار ہو کر لاہور
اور پاکستان کے اندر قادیانیت کا دام تلکس بری مہارت سے بچھانا شروع کر دیا۔ پہلے
عہدے، جائیدادیں اور مراعات لوٹیں، ظفر اللہ خان قادیانی کو اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر
اور اسلام اور ملت اسلامیہ کا مذاق اڑایا گیا۔

جب قادیانیوں کی خرمستیاں اور چہرہ دستیاب حد سے بڑھ گئیں تو مسلمانوں کا بیانہ ممبر
اور 1953ء میں ملت اسلامیہ پاکستان نے ایک طوفانی اور تاریخی تحریک چلائی۔ مستحکومت
ہوئے جابر حکمرانوں نے مجاہدین ختم نبوت پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ انہیں دیکھ کر ہلاک
گردنیں بھی شرم کے مارے جھک جائیں۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ درندہ صفت جنرل
خان کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔ اس پتھرول مرزائی نواز جرنیل نے صرف شہر لاہور میں
عاشقان مصطفیٰ کو شہید کیا، اور ہزاروں علماء اور عوام کو جیلوں میں ٹھونس دیا۔

شہداء کی لاشوں کو سڑکوں پر گھسیٹا جاتا اور انہیں کارپوریشن کی کوڑا کرکٹ اٹھانے والی گاڑیوں
کے دو دروازے کے علاقوں میں گڑھے کھود کر دفن کر دیا جاتا، دریائے راوی کی لہروں کے سپرد کر دیا جاتا۔

ملازم بن کر انگلستان کی سفارت قبول کر لی اور بھٹو صاحب کا کورنش بجالانے لگا۔ پھر
 راج سفارت بھی گئی۔ آخر ذلت و رسوائی کی گٹھڑی سر پر اٹھائے انتہائی عبرتناک موت مر گیا۔

عبد القیوم خان:

کامرد آہن تھا۔ اس نے بھی تحریک ختم نبوت کے مجاہدین پر ظلم و ستم کیا اس کی وزارت بھی ستم لگی ہو کر مسٹر بھٹو کے ساتھ شریک اقتدار ہوا۔ ایک میننگ میں بھٹو صاحب نے ایسا ذلیل ہو گیا۔ در بدر کے چکر مرج و شام موافق میں تبدیلی نے اُس کی عزت بھی خاک میں ملا دی۔

واجه ناظم الدين:

اصلی خاندان سے تعلق رکھتا تھا لیکن مرزاہیت نوازی کی طرف اتنا راغب تھا کہ ظفر اللہ خاں کو پورے ملک کے احتجاج کے باوجود وزارت سے لگا لئے پر آمادہ نہ ہوا۔ حالانکہ جہاگیر جی کے مرزائیوں کے جلسہ میں جب ظفر اللہ خاں مرید قادیانی شرکت کے لئے جانے لگا تو اپنے ان کو منع کیا۔ ظفر اللہ خاں مرید قادیانی نے کہا کہ میں وزارت چھوڑ سکتا ہوں اپنی (قادیانیوں) کا جلسہ نہیں چھوڑ سکتا۔ اس جلسہ میں بہت بڑا فساد ہوا۔ مرزائیوں کے کئی ہونٹ اور ہار ترقی ادارے مشتعل جلوس نے پھونک دیئے ظفر اللہ خاں کی اس شرکت اور حکم نہ ماننا وزارت کی کا باعث قرار دیا جاسکتا تھا۔ مگر خواجہ صاحب کی شرافت یا بزدلی مانع ہوئی۔ چنانچہ خواجہ ہمیشہ کے لئے اقتدار سے محروم ہو گیا۔

سید انور علی:

آئی جی، سی آئی ڈی پنجاب تھے۔ تحریک کے دنوں میں مرکزی حکومت نے ان کو کراچی طلب کیا۔ وہی کہ تمہیں آئی جی بنادیا جاتا ہے۔ تم اس تحریک کو کچلنے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہو۔ میاں انور ظہار مرزا ایسے سازشیوں کے ذریعے خوب نامٹم الدین کو جواب دیا کہ میں صرف ایک ہفتہ میں چل سکتا ہوں۔ یہ آئی جی بنا دیے گئے۔ اس نے اسلامیان لاہور اور پنجاب کے دوسرے اضلاع میں پرمٹھم و ستم کی ایک نئی داستان رقم کی۔ وقت گزر گیا خدا کی لاشی پے آواز ہے۔ اس کے ساتھ زندگی میں ایک ایسا بدترین سانحہ پیش آیا جس سے اس کی ساری زندگی کی عزت خاک میں مل گئی۔ ایک۔۔۔ جناب۔۔۔ کے صاحبزادے کے ساتھ۔۔۔ اس سانحہ سے اس کی غیرت گہرے گڑھے میں دفن ہو گئی۔ وہ سانحہ چونکہ ایوب خان مرحوم کے صاحبزادوں سے متعلق تھا اس لئے اس سانحہ کی اطلاع ایوب خان کو دی اور کسی خاص غرض سے دی (کہ اب ان دونوں کو شرعی

بیکرٹریوں سے مل کر تحریک کو تباہ کرنے کے درپے ہوا۔ حتیٰ کہ جب پنجاب حکومت کو لوگوں
قربانیوں سے زچ ہو گئی تو حکومت پنجاب نے ریڈیو پر اعلان کر دیا کہ لوگوں کو مہر و مال
چاہئے۔ حکومت پنجاب کے دو نمائندے مرکزی حکومت کے پاس مطالبات منوانے کے لئے
ہیں۔ سکندر مرزا نے اس وقت خواجہ ناظم الدین کو مجبور کر کے اور اونی پونی اجازت لے کر
حوالے کر دیا اور کر فیو لگا دیا۔ جنرل اعظم نے ظلم کی انتہا کر دی اور اس سے بھی بڑھ کر
قادیانی نے تو یہاں تک کیا کہ مرزا کی فوجی بیٹیوں میں سوار اور مسلح کر کے فوجی اور
شہر میں گشت کے لئے بھیج دیا اور حکم دیا کہ جہاں کہیں مسلمانوں کا اجتماع دیکھیں اس پر گولیاں
دیں۔ جیسا کہ منیر انگوٹری رپورٹ میں پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر کی شہادت سے معلوم
مرزا پر بھی خدا کی گرفت آئی۔ اس کا جوان بیٹا جو ایئر فورس کا آفیسر تھا جہاز تباہ ہونے سے
عرصہ بعد ایوب خان کمانڈر انچیف نے سکندر مرزا سے اقتدار چھین لیا اور اسے مال بردار جہاز
کے انتہائی ذلت کے ساتھ کوسند اور وہاں سے لندن بھیج کر جلاوطن کر دیا۔ سکندر مرزا کی یا تو یہ
سیکرٹری کے بعد گورنر جنرل بنے یا پھر یہ ذلت و بے بسی کہ لندن میں ایک معمولی ہوٹل کے
کے طور پر بقیہ زندگی برتن دھو کر گزاری۔ اسی بے کسی میں لندن میں مر گیا۔ اس کی بیوی نے
دفن کیا پھر شہنشاہ ایران سے رابطہ کر کے اسے ایران لا کر دفن کیا۔ کیونکہ سکندر مرزا کی بیوی ناہار
اس لئے ایران میں دفن کی اجازت مل گئی لیکن شہدائے فتنم نبوت کے خون کا رنگ دیکھتے اور قہر
ملاحظہ کیجئے۔ تھوڑے دنوں بعد شہنشاہ ایران کو اپنا تخت چھوڑنا پڑا۔ وہاں پر شیشی کی حکومت آگئی
رضا کاروں نے سکندر مرزا کی قبر اکھاڑ کر میت کا تابوت باہر پھینک دیا، جسے کتے اور جنگلی جانور
بڈیاں وغیرہ سمندر میں ڈال دی گئیں۔ ملاحظہ و ایا اولی الابصار۔

مسترد دولتانه:

پنجاب کا وزیر اعلیٰ تھا اس نے بھی تحریک کو کچلنے اور بدنام کرنے میں بہت زیادہ حصہ لیا۔
انعام دیکھتے پہلے وزارت گئی، پھر مسلم لیگ چھٹی گوشہ گمنامی میں چلا گیا حالانکہ پاکستان کی مالی
تھا۔ اس کی ذلت کی انتہا یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ ٹرین سے کراچی چارہ تھا۔ اس ٹرین میں ذوالفقار
سفر کر رہا تھا۔ جب بھٹو صاحب کو علم ہوا کہ اس ٹرین کے کسی ڈبے میں ممتاز احمد دولتانہ بھی
اشیشن پر بھٹو صاحب نے اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ اس ٹرین کے کسی ڈبے
”چوہا“ بھی سفر کر رہا ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر دولتانہ کی ذلت دیکھنے کے دولتانہ نے اپنے

طریقہ پر منسلک کر دیا جائے) ایوب خاں مرحوم برہم ہو گئے اور اپنے سامنے اُسے "گدا" ٹکال دیا۔ اور ایسے ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے جو زیب قلم نہیں۔ (ان گدھیوں کو باندھ کر کے پاس نہ جایا کریں) اور ساتھ ہی اس کی موتی کے آرڈر بھی بھیج دیئے ایک ہفتہ میں ایک لحظہ میں دنیا و آخرت کی رسوائیاں لے کر واپس آ گیا۔ اس طرح خونخوار بھیڑیے کا مشہور جنرل اعظم:

لاہور میں مارشل لاء کا انچارج بنایا گیا اس نے میجر ضیاء الدین قادیانی کو مارشل لاء کر دیا۔ پیچھے سے سکندر مرزا تار مار رہے تھے اور یہ پوچھتے تھے کہ آج کتنی لاشیں اٹھائی گئیں۔ میجر نے قادیانی فرقان فورس کے قادیانیوں کو مسلح کر کے لاہور میں مجاہدین ختم نبوت کا قتل عام عرصہ یہ جنرل اعظم "پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں" کی تصویر بنا بیٹھا رہا۔ جس میں اس کے لئے اس نے مسلمانوں کا قتل عام کر دیا وہ مرزائیت اس کے سامنے اور یہ اس کے سامنے آئی دن گذر رہا۔ ایک دوسرے سیاست کو منہ مارنے کی کوشش کی لیکن لاہور کے مارشل لاء کی ابوریحہ کا سیاہ چہرہ لوگوں کو کبھی پسند نہیں آیا۔ آخر کار انتہائی عبرتناک موت مر کر جہنم سدھا رہ گیا۔

ڈپٹی کمشنر غلام سرور:

یہ سیالکوٹ میں تعینات تھا اس نے تحریک کے رضا کاروں پر بے تحاشہ ظلم و ستم کیا۔ انتقام دیکھتے کہ یہ پاگل ہو گیا ڈپٹی کمشنر ہاؤس سے لا کر پاگل خانے میں بند کر دیا گیا۔

راجہ نادر خان:

تحریک ختم نبوت کے ایک مجاہد بیان کرتے ہیں، میری گرفتاری کے وقت پولیس صاحب بھی تھے۔ فقیر نے ان کے لئے کبھی بد دعا نہیں کی لیکن قدرت کا انتقام دیکھتے کہ حادثہ میں ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پاکستان سے لندن تک ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ قابل رحم حالت انتقال ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ تکلیف کسی اور آزمائش اور سلسلے کی کڑی ہو مگر اس مظلوم کارکن کے وقت ان کی طرف سے آزر و ضرور ہوا تھا۔

قدرت کی قہاریت کا عجیب واقعہ:

اسی تحریک کے ایک اور مجاہد بیان کرتے ہیں، مجھے فیصل آباد سے لاہور لے جا کر قلعہ میں تو میرے پاس چوہدری بہاول بخش ڈی، ایس، پی تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ میرا لڑکا ایم، ایس، ڈی میں آپ کا شاگرد رہا ہے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ میں نے شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ

لیا خدمت ہو سکتی ہے کہ وحشت گہری میں آپ نے میری خیریت دریافت کی ہے۔ اگلے روز پھر لائے اور کہا مولانا انہوں نے کچھ فارم چھپوائے ہیں آپ ان پر دستخط کرویں اور گھر جائیں۔ چوہدری صاحب کا اشارہ معافی نامہ کی فارموں کی طرف ہے۔ میں نے کہا چوہدری صاحب میرے ہمراہ سینوں پر گولیاں کھا کر حضور ﷺ کے نام و ناموس پر شہید ہو گئے۔ فیصل آباد کی پولیس ابھی تک ان کا خون خشک نہیں ہوا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ماؤں کے بچے مروا کر خود معافی نامہ پر قلم لگاؤں۔ چوہدری صاحب شرمندہ ہوئے، معذرت کی اور کہا کہ اگر آپ یہ حوصلہ رکھتے ہیں تو آپ کا ڈاٹ جانا ہی اصولی طور پر درست ہے۔ شیخ محمد شفیع اتار کئی فیصل آباد والے چوہدری صاحب کے گہرے دوست تھے۔ وہ ان سے ملنے کے لئے شاہی قلعہ میں آئے۔ ان دونوں کے درمیان گفتگو کر آیا اور خدا جانے آپس میں کیا باتیں ہوئیں۔ شیخ محمد شفیع نے فیصل آباد واپس جا کر یہ مشہور کر دیا کہ تاج محمود کو شاہی قلعہ میں پولیس نے اتنا مارا ہے کہ ان کی دونوں ٹانگیں اور دونوں بازو توڑ دیئے۔ بات اڑتے اڑتے چک نمبر 138 جھنگ برانچ نزد چنیوٹ جہاں میرے والد صاحب مرحوم مقیم تھے تک پہنچ گئی۔ ان کو یہ سن کر انتہائی صدمہ ہوا۔ میری والدہ بتاتی تھیں کہ تمہارے ابا جی نے یہ خبر سن کر 3 ماہ تک رات کو نکیہ پر بچہ کی حالت میں راتیں گزاریں۔ انہیں یہ صدمہ سیدھے نہیں دیتا تھا۔ برداشت نہ تھا۔ تین ماہ بعد میرے بڑے بھائی موضع ہری پور ہزارہ سے مجھے ملنے کے لئے اجازت ملنے پر آئے۔ کیسبل پور جیل میں ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں سی۔ آئی۔ ڈی کا پورٹنگ کے لئے حکومت کی طرف سے موجود تھا۔ میرے بڑے بھائی گفتگو کرتے ہوئے میرے بازوؤں اور ٹانگوں کو بڑے غور سے دیکھتے تھے۔ بار بار ان کے ایسا کرنے پر مجھے شبہ ہوا تو میں نے بھائی جان آپ بار بار غور سے میرے بازوؤں اور ٹانگوں کو کیوں دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ شاہی قلعہ میں آپ کی ٹانگ کہاں سے توڑی گئی اور بازو کہاں سے؟ میں نے ان کا شکر ہے۔ میری دونوں ٹانگیں و بازو صحیح سالم ہیں۔ انہوں نے ایک لمبی آہ بھری اور کہا کہ یہ جھوٹی بات ہے آپ کو قلعہ میں ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ بالکل جھوٹ ہے مگر آپ تک یہ خبر نہ گئی، انہوں نے ساری حقیقت حال کہہ سنائی، جس کا مجھے بہت دکھ ہوا کہ میرے ضعیف باپ کو کس قدر اذیت اور وحشیانہ کوفت پہنچائی گئی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ میں نظر بندی کے دن پورے کر کے گھر آیا گیا اور اس واقعہ کا شیخ صاحب مرحوم سے تذکرہ تک نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ شیخ صاحب جیپ کے حادثہ کا سرگودھا روڈ پر شکار ہوئے اور ان کے دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں، جس کی میرے دل میں ہرگز خواہش و تمننا نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب و غریب نظارے سامنے آتے ہیں۔

لمحہ فکریہ:

اے فرزند ان اسلام! دین اسلام کی حفاظت اور تبلیغ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اب کسی نے یہ میں آنا نہیں، اس لئے یہ ذمہ داری امت محمدیہ کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے کہ وہ اس کی تبلیغ اور اس کے کوئے کوئے اور گوشے گوشے میں کرے اور اسلام کو ادیان باطل پر غالب کرے۔

ذرا چشم عبرت سے شمر قد، بخارا اور تاشقند کی خوشحال تاریخ دیکھئے کہ جب وہاں کے مسلمانوں نے اس فریضہ عظیم کو انجام دینے میں سستی اور غفلت کا مظاہرہ کیا تو روسی کیوں کمزور ہوئے، اور اسلامی تہذیب و ثقافت کو روند ڈالا اور اسلام کے ہاتھوں میں دیس نکالا تھا دیا۔ مسجدوں کے بلا، اذانوں سے محروم ہو گئے۔ مدارس قال اللہ و قال رسول اللہ کی روح پرور صداؤں کو ترسے۔ خانقاہوں کے دروازوں پر بھاری تالے لٹکنے لگے۔ قرآن اپنے قاریوں کی آوازیں سننے کے انتظار میں گیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مقدس سرزمینیں روسی مسلمان حاجیوں کی صورتیں دیکھنے کے لئے قرار ہو گئیں۔ جہاں اللہ کی بڑائی بیان ہوتی تھی، وہاں اللہ کے وجود کے انکار کی روح بھرا۔ اٹھنے لگیں۔ علماء پھانسی کے پھندوں پر جمو لئے نظر آنے لگے۔ مشائخ عظام کو جیل کی کوفٹیں پہنا دیں۔ اذیتیں دے دے کر موت کی غیند سلا یا گیا۔ لاجبریوں کو تاخت و تاراج کرو دیا گیا۔ اسلامی لائٹس آتش کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی نفی نسل کے ذہنوں کی زمین میں الحاد کی ختم ریزی کر دی گئی۔ زمین و آسمان میں اسلام کا پرچم صدیوں لہرا تا رہا وہاں لیٹن و سٹالن کے منحوس نعرے گونجنے لگے۔ امام بخاری، امام ترمذی، امام حنفیہ کی سرزمین پر شیطنت نے پٹخے گاڑ لئے۔ بخارا اور شمر قد کے وہ چشمے جہاں اللہ عالم سے علم کے پیاسے اپنی پیاس بجھانے کے لئے امداد کر آیا کرتے تھے، خشک ہو گئے۔ اسلام کا خون سے سیچا ہوا چمنستان اسلام اجڑ گیا۔

اے اسلامیان پاکستان! آج قادیانی، بیہودہ، ہنود اور نصاریٰ کے ساتھ مل کر پاکستان میں بخارا کی ہولناک تاریخ دہرائنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے خوفناک منصوبہ تیار ہو چکا ہے۔ ملک کے ہر گوشے پر قبضہ کرنے کے لئے ایک گہری سازش کے تحت سول اور فوج کے کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو لگا دیا گیا ہے۔ حساس ترین حکموں میں قادیانی گھس چکے ہیں اور وہ اپنے آقاؤں کو وطن عزیز کے ہر گوشے پہنچا رہے ہیں۔ مغربی ذہن رکھنے والے مسلمانوں کے گھروں میں اپنا لٹریچر پہنچا کر انہیں اپنا دھرم رہے ہیں۔ نوجوانوں کو اندرون و بیرون ملک روزگار مہیا کر کے انہیں قادیانی بنایا جا رہا ہے۔ وہ اسلام کا بڑی شدت سے انتظار کر رہے ہیں جب اس ملک کی کرسی اقتدار پر کوئی قادیانی حکمران ہوگا۔

واللہ اعلم ان ساعتوں کے منتظر ہیں جب شریعت محمدیہ علیہ السلام کے نفاذ کے لئے حاصل کردہ اس ملک میں قادیانی کی جے کے نعرے لگیں۔

مسلمانو! اٹھو اب بھی موقع ہے قادیانیوں کے خلاف محاذ آراء ہو جاؤ اور انہیں بتا دو کہ ابھی محمد علیہ السلام کے قلام زندہ ہیں۔ تاکہ کل مرتے وقت اہل دنیا کے سامنے سر بلند ی سے یہ کہہ سکو۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کر چلے



عقیدہ۔ اسکی ذات کا ادراک عقلاً محال کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اس کو محیط ہوتی ہے اور کوئی احاطہ نہیں کر سکتا البتہ اس کے افعال کے ذریعہ سے اجمالاً اس کی صفات پھر ان صفات کے سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔

عقیدہ: اس کی صفات نہ عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہوا یا نہیں اور نہ اس سے اس طرح کسی نحو وجود میں جدا ہو سکیں کہ نفس ذات کی منتسبی ہیں اور عین ذات کو لازم۔

عقیدہ۔ اسکی صفات نہ مخلوق ہیں نہ زرقدر داخل۔

عقیدہ۔ ذات و صفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئی۔

عقیدہ۔ اسکی صفات نہ مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بدین ہے۔

عقیدہ۔ جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے کافر ہے۔

عقیدہ۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اس کے لئے بی بی۔ جو اسے باپ بیٹا بتائے یا اس کے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بدین ہے۔

عقیدہ۔ وہ جی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے۔ جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ۔ وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

(بہار شریعت)

قادیانی شبہات کے دندان شکن جواب

قتلہ انکار ختم نبوت کے مبلغین کہتے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت پرانی اور فرسودہ اور جدید پیدا شدہ مسائل کے حل کے لئے نئے نبی کا آنا ضروری تھا۔ سنت خیر الائمہ ﷺ عصر حاضر کے چلن انسانوں کے سگلتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے لئے کافی نہیں۔ (نحوہ ہالند)

اس عقیدہ باطل کو بیان کرتے ہوئے مرزائی کہتے ہیں
”نبی اکرم ﷺ کی جنی استعدادوں کا پورا ظہور، یوحنا تمدن کے نقص کے، نہ ہوا ورنہ قادیانی تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے ان کا پورا ظہور ہوا۔“

(ریویو مئی 1922ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ 266، اشاعت خیم ملہ)

مزید ہر افشائی سنئے۔

”ہمارے نبی اکرم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی مکی بعثت میں) انہماک صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اسی روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“

ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ نبوت کے تمام مراتب تو رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئے۔ نبوت اپنی تکمیل پر پہنچ گئی، دین مکمل ہو گیا۔ تم کون سی نبوت کی بات کرتے ہو؟ جمہور کی کس نبوت کی پاسی ہو؟ تمہیں تو شیطان نے ریشمی دھاگوں سے بنے ہوئے دلفریب جال میں پھنسا دیا ہے۔ عقل کے ناخن لو۔ اپنے قلب میں ایمان کی شمع فروزاں کرو اور تعصب و جہالت کی عینک اتار کر قیامت اور کلام خاتم النبیین ﷺ کا مطالعہ کرو تو پھر تم لساں و قلب سے پکاراٹھو گے۔

فرما گئے یہ بادی لانی بعدی

اور جہاں تک تمہارے مسائل کا تعلق ہے تو جاؤ تمہیں چیلنج ہے۔ اپنے معاشی مسائل کے اپنے معاشرتی مسائل لے کر آؤ، دنیا بھر کے مسائل کا پلندہ لے کر دوڑتے ہوئے آؤ، اور آئی۔

ادنیٰ میں پلک جھپکنے میں اپنے مسائل حل کر لو۔

صحت و صحت کے میدانوں میں ساری زندگی سرگرداں رہنے والو! اگر دنیا کو صحت کی دولت سے محروم رہا ہے تو طبی نبی ﷺ کا مطالعہ کرو۔

بیماری پر پہنچنے اور مریض کا عزم رکھنے والو! اگر خلائی سائنس پر عبور چاہتے ہو تو معراج النبی ﷺ کا مطالعہ کرو۔

حاشیات کے ماہرو! اگر خطہ ارضی پر بسنے والے انسانوں کو معاشی سکون دینا چاہتے ہو تو خاتم النبیین ﷺ کا مطالعہ کرو۔

حکومت کی عدالت کے جج! اگر دنیا میں انصاف کا بول بالا کرنا چاہتے ہو تو مدینہ کے قاضی کی سیرت کو اپنالو۔
انہوں کے انبار اور سروں کے پینار تعمیر کرنے والے مفرد فاتح! کیا تم نے فاتح مکہ کی بجلی ہوئی ہے؟ دیکھا؟

والدے سختی کرنے والو! اگر رزق کے خوف سے اسے قتل کرنے والو! کیا تم نے مصطفیٰ ﷺ کے حرمین ﷺ کے رخساروں کو چومتے نہیں دیکھا؟

اس سے گستاخانہ رویہ برتنے والو! کیا سرور دو عالم ﷺ نے جنت کو ماں کے قدموں تلے نہیں بتایا؟
مردوں کے حقوق کے لئے صدائیں بلند کرنے والو! لیڈرو! کیا تم نے رحمت دو عالم ﷺ کا یہ حکم سنا کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کرو؟

حاشائے میں یتیموں کے حقوق کی باتیں کرنے والو! کیا معلم انسانیت ﷺ نے یتیم سے شفقت کرنے کو جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ جانفزا نہیں سنایا؟

فرہنگ تاجدار ختم نبوت ﷺ نے قیامت تک کے لئے آنے والے انسانوں کو زندگی کے ہر ہر لمحہ آشکار کر دیا۔ زندگی کو مہد سے لحد تک علم کی روشنی سے منور کر دیا۔ اس دنیا کے بایسوں کو ہر ہر لمحہ ترقی یافتہ فرما رہا ہے۔ آج بھی ختم نبوت کا آفتاب اپنی تابانیوں کے ساتھ روشن ہے اور ہم ہر گھڑی اس آفتاب عالم تاب سے روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

اب کبھی الجھن نہ ہوگی دین اکمل کی قسم

زندگی کی الجھنیں سلجھا گیا بطل کا چاند ﷺ

قادیانی اپنی دجل و فریب کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی غلطی اور پروپیگنڈا اور وہ نبی اکرم ﷺ کا پروپیگنڈا ہے۔ تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ مالک کائنات نے اہل کائنات کی رشد و ہدایت کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہ السلام کو اس خاکدان ارضی پر مبعوث فرمایا۔

ان سارے نبیوں میں سے کوئی بھی کسی کا ظل یا بروز نہیں تھا۔ اور نہ ہی دین اسلام میں ظل تصور ہے۔ عیار مرزا قادیانی نے یہ تصور ہندوؤں سے مستعار لیا۔ ہم قادیانیوں سے سوال بتاؤ دنیا کے کس گوشے اور معاشرے میں ظل و بروز کے عقیدے کو عملی حیثیت حاصل ہے؟ بروز کی زندگی گزار رہے ہیں اور انہیں کس کا بروز تسلیم کیا جا رہا ہے؟

قادیانیوں! ذرا توجہ دینا، اگر کوئی عورت اپنے گھر میں کام کاج میں مصروف ہے اور شخص دستک دیتا ہے۔ عورت دروازے کے قریب جا کر پوچھتی ہے کون؟ وہ شخص جواب دیتا ہے بروز یا خاوند ہوں۔ بتاؤ اس شخص کی کیسی ”پچھتول“ ہوگی؟ اگر کوئی نوجوان کسی گاڑی میں سائنس کی نشست پر کوئی بوڑھا آدمی آکر بیٹھ جائے اور نوجوان سے کہے بیٹا! مجھے پانچ سو روپے کی نو جوان سوال کرے کہ جناب میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں۔ بوڑھا چلت کر بولے بیٹا! تم مجھے بھی تم مجھے جانتے ہی نہیں، میں تمہارا بروز یا ابا ہوں۔ بتائیے نوجوان کے جذبات کا کیا حال اس کی غیرت اس بوڑھے سے کیا سلوک کرے گی؟

اگر ہمارے معاشرے میں ظل و بروز کا چکر چل جائے تو پورا معاشرہ جہنم بن جائے۔ زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔ ملک کا نظام لپٹ ہو جائے۔ کوئی بروز یا صدر بن جائے اور وزیراعظم بن جائے، کوئی بروز یا کسٹمر بن جائے، کوئی بروز یا سفیر بن جائے، کوئی بروز یا اے بن جائے، کوئی بروز یا ایم۔ این۔ اے بن جائے اور کوئی بروز یا ایس بی بن جائے وغیرہم۔ کسی سرکاری یا عملی حیثیت ہوگی؟ یہ تو بہت بڑے عہدوں کا تذکرہ ہے۔ اگر کوئی خاکروب کا دفتر میں آکر کہے کہ جناب! آج خاکروب ”مہنگا مسج“ نہیں آیا اور وہ پورا ایک مہینہ نہیں آئے۔ ”ست مسج“ اس کا بروز ہوں اور میں اس کی جگہ پورا مہینہ کام کروں گا اور اس کی تنخواہ بھی وصول کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ کارپوریشن آفیسر اسے فوراً تھانے یا پاگل خانے بھجوائے گا۔ اگر کوئی چوہڑے کا بروز نہیں ہو سکتا تو چوہڑوں کا ”چوہڑہ“ مرزا قادیانی مردود کس طرح سیدالاولیٰ اور جناب محمد عربیؑ کا بروز ہو سکتا ہے؟ اگر وہ چوہڑا تھانے یا پاگل خانے جانے کا مستحق ہے تو چوہڑا بھی تھانے یا پاگل خانے جانے کا سزاوار ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی ”مہر“ سے یہ مراد ہے کہ نبی اکرمؐ کی مہر نبوت کا نیا نبی بنتے ہیں۔ لیکن عقل کے مارے اور نصیبوں کے ہارے قادیانیوں کو سوچنا چاہیے کہ حضورؐ انجمن ہیں اور انجمن تو جمع ہے اور اس سے یہ معنی لینے چاہئیں کہ نبی پاکؐ کی مہر سے نبی بنتے ہیں اور یہاں صدیوں کی مسافت کے بعد مہر نبوت سے ایک ہی نبی ”مسر مگاماں“ معرض

ذہیت اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر

سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

قادیانی سوال اٹھاتے ہیں کہ جب قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو اس وقت عقیدہ نبوت پر پڑے گی کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام جناب محمد عربیؐ کے بعد تشریف لائیں گے۔

انہیں مرض ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرمؐ کے قبل پیدا ہوئے اور ان کی نبوت کا زمانہ آپ ﷺ سے پہلے کا ہے۔ بعد رب العزت نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔ قرب قیامت، دجال کے قتل اور اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے۔ لیکن اپنی شریعت لے کر نہیں بلکہ شریعت محمدی کے تابع ہو کر، اللہ کے تحت نہیں بلکہ نبوت محمدی کے تحت!! علماء نے لکھا ہے کہ ساری کائنات کے انسانوں کا جس میں صرف ایک دفعہ حساب ہوگا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا دو دفعہ حساب ہوگا۔ ایک دفعہ نبی ہونے کی وجہ سے، دوسری مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے! اس گفتگو سے ہر صاحبِ فکر یہ ثابت ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے عقیدہ ختم نبوت پر کوئی آنچ نہیں آتی۔

قادیانیوں کے لاہوری گروپ نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک عجیب ڈرامہ رچا رکھا تھا۔ اہلِ دجال زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی و رسول نہیں بلکہ مجدد و مہدی مانتے ہیں (حالانکہ یہ بھی پرلے درجے کا کفر ہے۔ کیونکہ جو شخص مدعی نبوت ہو، اسے مجدد یا مہدی تو کیا، مسلمان ماننا بھی کفر ہے) ہم ان سے پوچھتے ہیں اے ماہرینِ دجل و فریب! کیا تمہیں قرآنی کی کتابوں میں بار بار اس کا اعلان نبوت نظر نہیں آتا۔ اگر تمہیں نظر نہیں آتا تو لو ہم دکھائے۔ مرزا قادیانی اعلان کر رہا ہے۔

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (نعوذ باللہ)

(دافع البلاء، صفحہ 61، از مرزا قادیانی)

”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔“ (نعوذ باللہ)

(تحریر حقیقت الوحی صفحہ 68)

”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک ہی

شخص کے وجود میں ان کے مرنے کا خبر کئے جائیں، سو وہ میں ہوں۔“ (نور الہادی)

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم صفحہ 90، مباحثہ راہِ لہذا)

”حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں اللہ کی طرف سے امرِ نیک اور نہی کے موجود ہیں نہ کہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔“ (نور باللہ)

(براہین احمدیہ)

”میں کوئی یا نبی نہیں مجھ سے پہلے پیغمبروں نے آچکے ہیں۔“ (نور باللہ)

(الحکم 10 اپریل 1908ء مباحثہ راہِ لہذا)

اب بتاؤ کیا سوچ ہے؟ کیا فکر ہے؟ آئندہ کیا لاٹھ عمل ہے؟

قادیانہ! قادیانیت کے گندے جوہر کو چھوڑ کر اسلام کے چشمہ صافی پر آؤ، تم نے جس جھاڑیوں میں پھنس کر اپنے دامن کو تار تار کیا ہے۔

آؤ ایمان کے دھماگوں سے اسے رُو کر لو۔ ندامت کے چند آنسو بہا کر اپنے گناہوں کو دھو لو۔ ارتداد کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھو کریں دکھاء۔

آؤ قرآن کے آفتاب اور نبوت کے ماہتاب کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔ نبوت کی باہر صریح میں جلس رہے ہو اسلام کی باہر صبا تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ ”لا نبی بعدی“ کا لہر

جھوٹی نبوت کی اٹنی زنجیریں توڑ دو۔ جعلی نبی اور جعلی نبوت کے منحوس چہروں پر زنائے دارِ تعمیر سے ختم نبوت کے باغیو زندگی کے ایام باقی ہیں، درتوبہ کھلا ہے، تمہارا رحمن و رحیم رب تمہیں

ہے۔ اپنے رب کی بات سن لو۔ قرآن تمہیں رشد و ہدایت کی روشنی دینے کے لئے پکار رہا ہے۔ خدا را! قرآن کی پکار سن لو۔ جناب خاتم النبیین ﷺ تمہیں جنت کے لئے صدا سن رہا ہے۔

ہیں۔ خدا را! ان کی صدائے رحمت پر گوش ہوش رکھ دو۔ وقت تمہیں لپک لپک کے اور گھبراہٹ دہائی دے رہا ہے۔

ادھر آ زندگی کا بادہ گلغام پیتا جا

ذرا میخانہ ”محمد ﷺ“ سے اک جام پیتا جا



(مباحثہ راہِ لہذا)

مرزا قادیانی کی حمایت میں مرزائی دلائل

کے منہ توڑ جوابات

قادیانی دلائل کا تعاقب

قادیانیوں کی دلیل اول:

”اللہ عزوجل نے کفار کو جواب دیتے ہوئے بھلور دیکل ارشاد فرمایا:

لَعَلَّ لَٰسَتَ فِیْکُمْ عَمْرًا مِّنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

اس سے پہلے بھی ایک بڑا حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔“

جمل صداقت نبی کیلئے بعثت سے قبل کی زندگی کا بے داغ ہونا کافی ہے۔ بعد میں کچھ بھی الزامات لگائے جائیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہی ہم بھی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے قبل اس کی

بے غرضی۔ بعد میں لوگوں نے الزامات لگائے جو غیر معتبر ہیں، اس لئے وہ بہر حال سچے ہیں۔ الزامات ملاحظہ ہوں:

جواب 1:

قل شاہ روم نے عرب وفد سے حضور ﷺ کے بارے میں جو سوال کئے، ان میں سے بعض آپ کی

بعد کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً کیا آپ کے تبعین میں سے کوئی آپ کے دین سے گرا آپ سے علیحدہ ہوا ہے اور کیا آپ کے تبعین بڑھتے جا رہے ہیں یا کم بھی ہوتے جاتے ہیں۔

کتابہ جی ﷺ نے اس حدیث کی روایت کرنے کے بعد ہر قل کی اس سوچ پر کسی قسم کی تکمیر نہیں کی۔

جواب 2:

اس دلیل میں قادیانی مبلغ نے مرزا کو حضور ﷺ پر قیاس کرنے کی گستاخی کی ہے۔ اس کے جواب

میں ہم مرزا کی یہ عبارت پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔
 ”ماسواء اس کے جو شخص ایک نبی متبوع کا قبیح ہے اور اس کے فرمودہ پر اور اس کے
 ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناگہانی
 (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 239، روحانی خزائن ج 5 صفحہ 339)
 لہذا مرزا قادیانی کو ہم حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے۔

جواب 3:

مرزا لکھتا ہے۔
 فلا تقيسونني على احد ولا احدا بهي۔
 ”پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ مت قیاس کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ“
 (خطبہ الہامی)

اس لئے مرزائیوں کو آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی کو قیاس کرنے کی جسارت نہیں کرنا چاہیے۔
 اگر وہ ایسا کریں گے تو مرزا قادیانی کی نافرمانی کے مرتکب ہوں گے۔

جواب 4:

بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد نبی کی دونوں قسم کی زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے۔ پہلی زندگی
 داغ ثابت کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے اگلی زندگی کو بے داغ بنایا جائے اور دعویٰ نبوت کو صحیح مانا جائے۔
 بعثت کے بعد کی زندگی کو موضوع بحث بنانے سے فرار اختیار کرنا نہایت ہی کمزور اور باہمی ہے۔
 اس پر دال ہے کہ اس کی زندگی میں واقعی کچھ کالا ضرور ہے۔

جواب 5:

مرزا نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر کچھ مالی وراثت حاصل کی تھی
 نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔

نحن معشر الانبياء لا نرث (1) ولو نورث۔

”ہم جماعت انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔“

جواب 6:

یہ حقیقت ہے کہ نبی کی نبوت سے پہلے کی زندگی بھی پاک ہوتی ہے اور دعویٰ نبوت کے بعد
 زندگی بھی بے داغ اور صاف ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک و صاف

نبی بھی ہو جائے۔ جس طرح نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ شاعر نہ ہو وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ
 نہ بولتا ہو، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی شاعر نہ ہو، کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو وہ نبی بھی
 نہ ہو۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو آج ہزاروں ایسے پلیس گے جو اپنی پہلی زندگی کے پاک و
 صاف کے مدعی ہیں کیا ان سب کو نبی مانا جائے گا؟

جواب 7:

مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں اور نہ ہی میں معصوم ہوں
 (خطبہ ہدایت)۔ العراء یلوحذ باقرارہ۔ (1)
 (لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے
 دے کا دعویٰ ہے)

کیا یہ اپنے معصوم نہ ہونے کا کھلا اقرار نہیں؟

جواب 8:

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے ایک زمانہ دراز گمنامی میں گزارا ہے۔
 ”یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیونکہ میں اس
 زمانہ میں کوئی بھی چیز نہ تھا اور ایک احد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا۔“
 اسی صفحہ پر آگے چل کر مزید صراحت کرتا ہے:
 ”اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں درحقیقت
 میں اس مردہ کی طرح تھا جو صد ہا سال سے مدفون ہوا اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔“

(تتمہ حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن صفحہ 460 ج 22)

اب آپ ہی بتائیں کہ جو شخص غیر معروف مردہ کی طرح ہو اور اسے کوئی نہ جانتا ہو اس کی زندگی کا
 شمار کیا اس گمنام زندگی کو اس کے کسی دعویٰ کی دلیل بنایا جاسکتا ہے۔

اس سے یہ بھی پتا چلا کہ جو صد ہا سال سے مدفون ہو اس کی قبر کا عام پتہ نہیں چلتا ہے کہ وہ کس کی قبر
 ہے مگر مری گھر میں ایک قبر کیسے مانی جاسکتی تھی؟

اس کے علاوہ مختلف مقامات پر مرزا قادیانی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ملہم و مامور ہونے
 سے پہلے اسے کوئی نہیں جانتا تھا، نہ کوئی اس کا مخالف تھا نہ موافق بلکہ مرزا قادیانی عام لوگوں کی طرح ہی

زندگی گزارتا تھا، اس کو دوسرے لوگوں میں کوئی فوقیت اور خصوصیت حاصل نہ تھی تو اب صفائی و دعویٰ پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب 9:

مرزا قادیانی پہلی زندگی میں اپنی ماں کا نافرمان تھا اس کیلئے حوالہ ملاحظہ ہو:

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں، یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کہا چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر ہوتی تھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطفہ ہو گیا۔“

(سیرۃ الہدی صفحہ 255 ج 12 سطور 1-4)

دیکھئے جو کھانے کی چیز تھی جیسے گڑ وہ تو نہ کھائی اور جو نہ کھانے کی تھی (جیسے راکھ) اسے کھا لیا یہ سوائے اس ہکے کہ جس کی انسانی فطرت سوچگی ہو اور کس کا کام ہو سکتا ہے؟ ہر عقل مند کو یہ ہے کہ مرزا کی ماں کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ سچ راکھ ہی سے روٹی کھاؤ، بلکہ مرزا کی ضد اور سے تنگ آکر بطور جبر کے کہا گیا تھا۔ اس حوالہ سے جہاں مرزا قادیانی کی حمایت و بے وقوفی واضح ہونا ثابت ہوتا ہے وہاں اپنی ماں کا نافرمان ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیا و اخفص لہما جاح کا یہ مقصد ہو سکتا ہے؟ بتائیے کیا کسی نبی نے اپنی ماں کی نافرمانی کی ہے اور وہ بھی معروف کام میں؟

جواب 10:

مرزا اپنی پہلی (گمنامی) کی زندگی میں اوباش قسم کا تفریح باز تھا۔ خود اس کا چنانچہ لڑکا لکھتا ہے: ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پیشین وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پیشین وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بھاگے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر فرار کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے۔“ (سیرۃ الہدی حصہ اول صفحہ 43 مطبوعہ کتاب گھر قادیان 1935ء)

صبح ہو کہ مرزا کی عمر اس وقت 24-25 برس کی تھی کیونکہ اس کا سن پیدائش حسب تحریر خود (1840ء ہے۔) (دیکھئے حاشیہ کتاب البریہ ص 59 ارواحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177) اور اس وقت حسب تحریر سیرت الہدی ص 154 ج 1864ء ہے اور یہ واقعہ ملازمت سے کچھ پہلے صبح 11 بجے ہو کہ یہ پیشین کی رقم معمولی رقم نہ تھی بلکہ 700 سو روپیہ تھی جو آج کل کے سات لاکھ کے برابر (دیکھئے سیرۃ الہدی حصہ اول ص 131)

اب مرزا قادیانی کی عمر کو ملحوظ رکھیے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے بڑی رقم کہاں کی سیر و تفریح میں خرچ ہوئی؟ کیا مرزا اس وقت بچہ تھا کہ کوئی دھوکہ دے سکتا ہو؟ ہو سکتا ہے؟ اور پھر ادھر ادھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ یہ بات تو قطعی ہے کہ کسی دینی کام یا مسجد کی تعمیر میں نہیں گئے ہوں گے اور نہ یہ رقم کسی اچھی جگہ خرچ کی ہوگی۔ ”ادھر ادھر“ سے اگر بازار حسن مراد کا مراد ہو تو اس کی جگہ ہوگی جو مرزا کو پسند آئی ہوگی۔ اگر یہ کوئی شرمناک وارداتیں نہ تھیں تو مرزا کو شرم کیوں نہ آتا؟ کیا کلوٹ بھاگ گیا؟

اب مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اتنی خطیر رقم کا حساب دیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوئی، دیکھئے دیکھئے مرزا کی عصمت باقی نہیں رہتی اور یہ دعویٰ کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی میں ان رقم کی بابت کوئی باطل ہو جاتا ہے۔

جواب 11:

مورخ علی مٹلانی نے سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنی صفائی کا اعلان کیا انہوں نے یک زبان ہو کر اعلان کیا:

حرفناک مرار العما وجدنا فیک الاصلدا۔

کہ ہم نے بار بار آپ کو آزمایا اور ہر بار ہم نے آپ کو سچائی میں سچائی ہی پائی۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی صفائی مولوی محمد حسین بنالوی سے پیش کروائی ہے جو کہ کچھ عرصے اس کے ساتھ رہے تھے پھر وہ مرزا قادیانی کے شہر اور گاؤں کے رہنے والے بھی نہ تھے اور اس کی شک نہیں ہو سکتا کہ مرزا کی حقیقت واضح ہونے پر انہوں نے اپنی سابقہ تحریر سے رجوع کر لیا۔ ان کی کمالات اسلام حوالہ مذکورہ) اسی طرح حضور ﷺ کی صفائی آپ کے قبیلہ کے سردار حضرت ابو ہریرہ نے ہر قل بادشاہ کے سامنے اسلام لانے سے قبل پیش کی تھی، اور اسی طرح حضرت خدیجہ کے گھر آپ ﷺ کی رفیقہ حیات ہیں انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی جب حضرت جبریل

من علیہم السلام آپ ﷺ کی طرف پہلی دفعہ تعریف لائے تھے اور اسی طرح آپ کی آخری اور
خانی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پیش کر رہی ہیں۔

کان خلقہ القرآن۔ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنی بیویوں کے ساتھ خلاف شرع ہونا
مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی فضل احمد اور سلطان احمد کی ماں المعروف (بچے دی ماں)
کی پیدائش کے بعد تقریباً 33 سال عملاً مجرور ہاں تو مرزا نے اسے طلاق دی اور نہ بیوی کی
سایا بلکہ عملاً مجرورہ کرفلا تمیلوا کل المیل فعدروہا کالمعلقة الخ (ترجمہ) ”تم ہاں
لطف شہل جاؤ جس سے اس کو ایسا کرو جیسے آدھ میں لٹکی ہو۔ وعاشروہن بالمعمر
نور توں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزرا کیا کرو، کی مخالفت کرتا رہا دیکھئے۔

حواله 1:

”حافظ نور محمد متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (یعنی مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا۔“

(سیرۃ المہدی ج 2 صفحہ 63 مطبوعہ کتاب گھر قادیان ۱۹۹۰ء)

حواله 2:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر (مجھے دی ماں) کہا کرتے تھے بے عقلی کی گنجی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین (یعنی مرزا کے خود ساختہ وارث) (از ناقل) سے سخت بے رغبتی تھی اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اسی لئے مسیح موعود نے اس سے مباشرت ترک کر دی تھی۔“

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 33 مطبوعہ کتاب گھر قادریہ)

اے ہاں ان لوگوں کا آنا جانا کیوں ہوا جو اس بیچاری کو بھیجے کی ماں کہہ کر بلا لیتے تھے اس وقت صبح نہیں ہے۔

ہندسٹروں کے بعد لکھا ہے:

تاکہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا رخ دوسری جگہ کر دیا اور فضل احمد کی والدہ (مرزا کی بیوی..... ازنا قتل) نے اس سے قطع سلی نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 33-34)

بھوت ہے قطع تعلقی نہ کرنے کی وجہ سے طلاق نہیں دی۔ بلکہ محمدی بیگم کے شوق میں اسے طلاق

مرزا قادیانی کے راز ہائے سر بستہ سے واقف کار مرزا کی بیوی مرزا قادیانی کے رچائے ہوئے
 مہلاکب ایمان لاسکتی تھی جب کہ مرزا قادیانی نے اس کی جوانی کی 33 سالہ زندگی کو پہلے برباد
 کر چاہا یا قریب آیا تو طلاق بھی دے دی۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا اخلاق؟

اب 12:

آنحضرت ﷺ پر جو لوگ آپ کے دعوئے نبوت کے سات آٹھ سال بعد ایمان لائے ان کیلئے یہ صریح صداقت بن سکتی ہے۔

قد لبثت فيكم عمراً من قبله أفلا تعقلون -

یہ سوائے اس کے نہیں کہ آپ کی عمومی ثبوت سے بعد کی زندگی بھی بالکل بے داغ رہے ورنہ یہ آیت ان سے خاص ہوگی جو اس وقت کے لوگ تھے جب آپ نے ان سے یہ بات کہی۔

وال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس آیت کی قصص کون سی آیت ہوگی۔ ہم قادیانیوں سے یہ بات پوچھتے ہیں کہ تم نے انہوں نے اب تک ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور پھر لطف یہ ہے کہ وہ اپنے اس غلط دلائل سے رجوع بھی نہیں کرتے ان کی بے حیائی کی انتہا ہو چکی ہے۔

مداقت کی دوسری دلیل:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

لو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين -

یہ کہ اس کے قول و قرار سے پکڑا جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ مجھ پر کوئی جھوٹا افتراء میں ان کی شہ رگ کو کاٹ کر ہلاک کر دیتا، اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی نے خدا پر افتراء کیا تھا تو اسے 23 سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی جاتی۔ کریم ﷺ نبوت کے بعد 23 سال تک بقیہ حیات رہے اور یہ بات آپ کی اس زندگی سے

جواب 1:

مرزائی مبلغ مرزا قادیانی کو حضرت انبیاء کرام کے معیار پر قیاس کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں یہ بات مذکور ہے کہ میری نبوت پہلے نبیوں والی نہیں ہے۔ تو اس پر قیاس کرنا بے سود ہوگا۔ اس دلیل سے ہم نے مرزائیوں کی پہلی دلیل کا ٹیٹھی اب ان کی دوسری دلیل بھی چھری سے کٹ گئی۔

(1) "مانعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولى۔"

(الاستفتاء خمیسہ حقیقۃ الوحی صفحہ 16، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 104)

(2) یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبوت ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ 104)

سو جب اس کی نبوت پہلوں والی نبوت نہیں تو ان مومنوں کو اس نبوت کیلئے مقیس علیہ نبوت تک درست ہوگا۔

جواب 2:

اس آیت کا سیاق و سباق دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی قادیانی اور پر نہیں ہے بلکہ یہ قضیہ شخصیت ہے اور صرف حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے۔ اس بنا پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ اگر آئے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا چنانچہ درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو

"میں ان کیلئے انہیں کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا (مراد محمد عربی ﷺ ہیں) وہ سب ان سے (یعنی اپنی امتوں سے) کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کچھ میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام

(انجیل مقدس عہد نامہ قدیم صفحہ 188 کتاب استثناء باب 18 آیت 18 تا 21)

جواب 3:

مرزا قادیانی کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی نعوذ باللہ جھوٹے بن جائیں گے۔ یعنی علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بھی بہت تھوڑی عمر میں دعویٰ نبوت کے بعد گئے۔ مرزا کے اصول کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو گویا یہ انبیاء سچے نہ ٹھہرے۔ اس کے برخلاف دلی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا کے اس اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ مرزائی اس کو جھوٹا مانتے ہیں (بہا اللہ ایرانی 1904ء)۔ یہاں تک زندہ رہنے کا حوالہ دیکھو اخبار الحکم قادیان صفحہ 24، 4 اکتوبر 1904ء) "بہا اللہ زندہ ہونے کا دعویٰ 1269ھ میں کیا تھا اور 1309ھ تک زندہ رہا۔" یہ بعد نبوت کی زندگی بالبقی ہے۔ یہ 23 سال سے کہیں زیادہ کی مدت ہے۔

جواب 4:

مرزا قادیانی اپنی اس دلیل کی روشنی میں خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اس کا دعویٰ نبوت اگر چھل نزاع اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں، لاہوری گروپ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتا۔ گواس کا یہ دعویٰ ہر شک سے بالا ہے۔ اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی تسلیم کرتا ہے اور نبی تسلیم کرنے کے گروپ کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے 1901ء میں دعویٰ نبوت کیا ہے مرزا قادیانی کی 1904ء میں ہو گئی تھی۔ لہذا یہ بات ثابت ہو گئی کہ مرزا قادیانی 23 سال پورے کرنے سے پہلے نبوت سے مر کر اپنی اس دلیل کو جھوٹا کر گیا۔

جواب 5:

معرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ قانون سچے نبیوں کے متعلق ہو گا نہ کہ جھوٹے۔ مطلق کیونکہ جھوٹے نبیوں کو مہلت ملنے سے یہ قانون مانع نہیں۔ فرعون و عمرو، بہا اللہ ایرانی اور نبوت کے دعویدار ہونے کے باوجود کافی مہلت ملی اور جب مرزا کا دیگر دلائل سے جھوٹا ہو گیا تو اس پر بھی یہ قانون لاگو نہ ہوگا۔

مرزائی عذر:

مرزا قادیانی پر جب علماء نے یہ اعتراض کیا کہ اگر تمہارا یہ قانون عام اور صحیح ہے تو ان کے اندر اندر یہ جموئے مدعیان نبوت کیوں نہ نقل کر دیے گئے۔ اتنی زیادہ ان کو مہلت کہ ان قادیانی نے یہ جواب دیا کہ آپ لوگ یہ ثابت کریں کہ انہوں نے نبوت کے دعوے کیا کبھی اور وحی نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہو۔ پھر بھی وہ تیس سال تک زندہ رہے ہوں کیا گوارا۔ بحث وحی نبوت میں ہے۔ مطلق دعوے میں نہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب تہذیب الدین در روحانی صفحہ 477۔ مرزا لکھتا ہے:

”اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ اور روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا۔ یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے اور تیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا نام ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام وحی نبوت میں ہے۔“

(ومثلہ، ضمیمہ تحفہ گلزدیہ در روحانی خزائن صفحہ 39، 40)

الجواب:

یاد رہے کہ یہ عبارت ہمارے حق میں ہے کیونکہ مرزائی اس بات کے کامل ثبوت میں کہ رسول ہیں“ 1900ء یا اسکے بعد کی تحریر پیش کرتے ہیں اور صحیح یہی بات ہے کہ مرزا نے 1908ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور 1908ء میں منہ مانگا خدائی عذاب یعنی ہیبت کی موت سے واسطہ لہذا مرزا کی اپنی تحریر سے اس کے کذب پر پختہ مہر لگ گئی۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

حداقت کی تیسری دلیل:

مرزا قادیانی نے فرمایا کہ مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں دو دنوں کو گرہن لگے گا یہ نشان مرزا قادیانی پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین پر یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حدیث نبوی کے مطابق سچا مہدی ہے۔

اب 1:

مفسرین طور پر یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں یہ امام محمد باقر کا قول ہے جو دار قطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو حدیث رسول بنا کر پیش کرنا نہ صرف یہ کہ سرکار عالم علیہ السلام پر بہتان عظیم اور افتراء ہے بلکہ حسب حدیث من کذب علی متعمداً الخ اپنا گھناہ بدست خود جہنم میں بنانا ہے۔

اب 2:

امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور مردود ہے۔ ملاحظہ ہو:

عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمہدینا آیتین لم یخوتا منذ خلق الله المسوت والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکن منذ خلق الله سوات والارض۔ (دار قطنی جلد اول صفحہ 188، انصار دہلی)

اس عبارت میں پہلا راوی عمرو بن شمر ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 262 میں

سبب بشی، زائع، کذاب رافضی، یشتم الصحابة ویروی الموضوعات

عن الثقات منکر الحدیث لا یکتب حدیثہ، متروک الحدیث۔“

علامہ شمس الدین ذہبی امام فہرہ رجال کے ان نو جملوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ راوی ہرگز قابل اعتماد نہیں۔

اس راوی جابر ہے اس نام کے بہت سے راوی ہیں یہاں کون سا جابر مراد ہے کسی کو کچھ پتا نہیں۔ محمول آدمی ہے ہاں انہیں میں سے ایک جابر جعفی ہے جس کے متعلق امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ جابر رجوئے لوگ ملے ہیں جابر جعفی سے زیادہ جموٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ یہی حال تیسرے جابر محمد بن علی نام کے بہت سے راوی ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس محمد سے محمد باقر ہی مراد ہے۔ عمرو بن شمر کی عادت تھی کہ ثقہ راویوں کی جانب موضوع روایت منسوب کر کے نقل کیا کرتا تھا

..... اب بتائیے جس روایت کی سند کا یہ حال ہو وہ کیسے قابل حجت ہو سکتی ہے؟

جواب 3:

بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان لیا جائے تو مرزا قادیانی کے جھمٹا ہونے کی وجہ سے یہ بھی ہے، کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گریزین لگا تھا وہ مطابق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں رمضان کی تیرہ (۱۳) تاریخ کو چاند گرہن لگا تھا۔ تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ اس قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان پہلی تاریخ کو لگے گا اور سورج گرہن چندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔

مرزائی عذر

قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہ، چودہ، پندرہ چاند کی ان تاریخوں میں آتا ہے۔ اور سورج گرہن 27/28/29، ان تاریخوں میں سے کسی ایک میں لگتا ہے۔ لہذا اگرچہ مراد گرہن کی ان تاریخوں میں سے پہلی رات یعنی تیرہ یوں کی رات مراد ہے اور نصف منہ کی رات مراد ہے اور مرزا کے زمانہ میں تیرہ اور اٹھائیس کو گرہن آگا جو امام محمد باقر کے قول کے مطابق

جواب 1:

روایت کے الفاظ اس یہود اور بودی تاویل کے ہرگز ہرگز متحمل نہیں آپ نے اول لیسوا
رمضان فرمایا ہے جس سے مراد رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی۔ نہ کہ اول لیلة من لیالی الکسوف
ہے جس سے تیرہ کی رات مراد لی جائے۔ تیرہ رمضان کو کوئی اول رمضان نہیں کہتا۔ ایسے اول
منہ سے رمضان کی نصف یعنی چتر ہویں تاریخ مراد ہوگی نہ کہ اٹھائیسویں تاریخ جو کہ رمضان
تاریخ کہلاتی ہے (نہ کہ نصف) عقل کے اندر ہر صورت کے کانے اور حامل لوگوں کو کون سمجھا

نصف اور وسط کا فرق :

وسط درمیانی چیز کو کہتے ہیں اور نصف دو برابر حصوں میں سے ایک حصہ کو کہتے ہیں۔ رمضان کا نصف فرمایا ہے جو پندرہ تاریخ بنتی ہے۔ 27، 28، 29 گرہن کے تین دن 27، 28 اور 29 کا درمیانہ دن ہے۔ نہ یہ ان تین دنوں کا نصف ہے اور نہ رمضان کا نصف۔ 28 تاریخ کو رمضان کا نصف قرار دینا کسی طریق سے بھی درست نہیں یہ محض وصل و فریب ہے۔

جواب 2:

مرزا قادیانی کی تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ اس قول میں دومرتبہ یہ جملہ آیا ہے۔ اے

صلی اللہ السطوت والارضی۔ یعنی ہمارے مہدی کے دو نشان ایسے ہوں گے کہ جب سے
 زمین بنے ہیں تب سے ایسے نشان ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔ یہ قول تو اسی صورت میں صحیح ہو سکتا
 ہے کہ اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے۔ یعنی پہلی رمضان اور چودہ تاریخ رمضان کی مراد
 ہو کہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں ان تاریخوں میں کبھی چاند اور سورج کا گرہن نہیں لگا
 گا۔ ان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادیانی سے پہلے ہزاروں مرتبہ لگ چکا
 ہے۔ قادیانی سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ ان ہی تاریخوں میں گرہن لگا ہے۔ چنانچہ
 اس کی کتاب (Use of the Globes) یوز آف دی گلوبز اور حدائق النجوم دونوں کتابوں
 1801ء سے لے کر 1901ء تک ایک صدی کے گرہنوں کی فہرست دی ہے جس میں سے 45
 کی فہرست کتاب (دوسری شہادت آسمانی) مؤلفہ سید ابوالاحمد رحمانی میں ص 15 سے ص 22 تک دی
 ہے۔ ان پینتالیس برسوں میں پہلی مرتبہ 13 جولائی 1851ء بمطابق تیرہ رمضان المبارک
 1270ھ کو چاند گرہن اور 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ 21 مارچ 1894ء
 1311ھ تیسرے ہی رمضان کو چاند گرہن اور چھ اپریل بمطابق 28 رمضان 1311ھ کو سورج
 لگا تھا۔ پھر تیسرا گرہن 1895ء میں 11 مارچ مطابق 1312ھ 13 رمضان کو چاند گرہن
 12 مارچ مطابق 1312ھ 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا۔ مسٹر کیتھ کی کتاب (یوز آف دی
 گلوبز) حدائق النجوم ان دونوں کی فہرست کے مطابق پینتالیس (45) سال کے قلیل عرصہ میں تین
 مرتبہ لگنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قبل انہیں تاریخوں میں کئی مرتبہ اور لگ چکا ہوگا۔

ایک اہم قاعدہ:

انسٹیکو پیڈیا آف بریٹینیکا کی 27 ویں جلد میں گربن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو برس پہلے سے 1901ء تک کا تجربہ لکھا ہے جس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ہر ثابت شدہ یا مانا ہوا 223 برس قبل اور بعد میں اسی قسم کا گربن ہوتا ہے یعنی وہ مانا ہو اگر گربن جس مہینہ میں جس طور اور وقت کا ہو گا 23 برس قبل اور بعد بھی انہیں خصوصیات کے ساتھ ویسا ہی دوسرا گربن ہو گا اب اس کی روشنی میں غور کر لیں جب 1267ھ سے 1312ھ تک (45) پینتالیس برس میں تین جنوں کا اجتماع رمضان المبارک کی 13 اور 28 تاریخ کو ہوا ہے۔ ذیل میں اس کا حساب پیش ہے چند عیوں کے نام جو میرے علم میں ہیں پیش کیے جاتے ہیں اور واقع میں کتنے ہوئے ہیں اسے تاریخ ہی جان سکتے ہیں۔

پینتالیس برس کی قلیل تدین گہنوں کا نقشہ ملاحظہ ہو

تہذیب	ہجری	مکمل	شمسی	انگریزی	عربی	ہجری	شمسی
(۱)	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی	۱۳	۱۳
	سورج		"	"	جولائی	۲۸	۲۸
(۲)	چاند	جزئی	۱۸۹۳	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	۱۳
	سورج		"	"	اپریل	۶	۲۸
(۳)	چاند	مکمل	۱۸۹۵	۱۳۱۳	اپریل	۱۱	۱۳
	سورج		"	"	"	۲۶	۲۸

117ھ مطابق 736ء رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو گریہن لگا۔ اور اس وقت ظریف نامی بادشاہ موجود تھا۔ یہ صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا۔ یہ جب 162ھ کو مر اتوا اس کا بیٹا صالح نامی بادشاہ ہوا۔

342ھ مطابق 959ء رمضان کی ان ہی تاریخوں میں گریہن لگا اور اس وقت ابو منصور عیسیٰ موجود تھا۔

دوسرے نقشے کے مطابق 1311ھ مطابق 1894ء کے گہنوں کے حساب سے پہلا گریہن 161ھ مطابق 779ء رمضان کی ان ہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدعی نبوت موجود تھا اور اس صالح کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی طرح دو مرتبہ رمضان کی ان ہی تاریخوں میں گریہن لگا۔ یعنی 127ھ پھر 162ھ میں بھی لگا۔ پھر 1311ھ مطابق 1894ء کو لگا۔ لیکن اس کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا۔ بلکہ امریکہ میں ہوا۔ اور اس وقت مسٹر ڈوکی وہاں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا مدعی موجود تھا۔

تیسرے نقشے کے مطابق ایک گریہن 162ھ مطابق 780ء میں لگا جس میں صالح مدعی تھا۔ اور دوسرا گریہن 1312ھ مطابق 1895ء میں لگا جس میں مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی:

رَبِّ مرزائیت میں پنجاب میں سب سے پہلے آپ نے ہی یہ فتویٰ جاری کیا کہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح حرام و ناجائز ہے۔ بعد میں آئے دین و مفتیان شرع متین نے اسی فتویٰ مبارک سے استفادہ کرتے ہوئے انہوں سے مناکحت، تزویج کو ناجائز، اور ان سے میل جول اور ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا۔ مرزا نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور حکیم نور الدین نے اس کی تائید کی تو آپ نے حکیم نور الدین کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ آپ کی موجودگی میں اسے کبھی بھیرہ میں داخل کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟

آپ گھر بیٹھے ہیں۔ آپ کے گھر کے دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ آپ اپنے بیٹے ہیں "بیٹا باہر دیکھو کون آیا ہے؟"

بیٹا آکر کہتا ہے۔ "ابو جی بولنا سنگھ آیا ہے، مہند سنگھ آیا ہے۔"

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک سکھ ہے۔

اگر بیٹا آکر کہتا ہے۔ "ابو جی رام داس آیا ہے، پریم چندر آیا ہے۔"

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک ہندو ہے۔

اگر بیٹا آکر کہتا ہے۔ "ابو جی پیٹرک آیا ہے، جوزف آیا ہے۔"

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک عیسائی ہے۔

اگر بیٹا آکر کہتا ہے۔ "ابو جی محمد حسین قریشی آیا ہے، احمد علی عباسی آیا ہے۔"

آپ اندر بیٹھے سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک مسلمان ہے۔

آپ جذبہ اشتیاق سے اٹھتے ہیں کہ میرا ایک مسلمان بھائی مجھ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ پاباہر جاتے ہیں تو آپ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ آپ کے سامنے ایک قادیانی ملعون کھڑا ہے۔ پہلی تینوں صورتوں میں آپ مختلف کافروں کو ان کے نام سے پہچان گئے۔ لیکن جب قادیانی کا نام آتا ہے تو آپ کو دھوکہ دے گیا۔ کیونکہ اس کافر نے اپنا نام مسلمانوں جیسا رکھا ہوا ہے۔

آپ کسی عیسائی سے پوچھیں "تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟"

وہ فوراً کہے گا "عیسائیت"

آپ کسی ہندو سے پوچھیں "تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟"

وہ فوراً بولے گا "ہندومت"

آپ کسی سکھ سے سوال کریں "تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟"

وہ فوراً کہے گا "سکھ مت"

آپ کسی قادیانی کافر سے پوچھیں "تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟"

وہ فوراً کہے گا "اسلام"

اگلا کوئی کافر اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہتا جبکہ قادیانی دنیا کا واحد کافر ہے جو اپنے کفر کو اسلام

آپ کسی عیسائی سے سوال کریں "تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟"

وہ کہے گا "انجیل"

آپ کسی ہندو سے سوال کریں "تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟"

وہ کہے گا "وید"

آپ کسی سکھ سے پوچھیں "تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟"

وہ فوراً کہے گا "گرنٹھ"

آپ کسی قادیانی کافر سے پوچھیں "تیری مذہبی کتاب کا کیا نام؟"

وہ فوراً کہے گا "قرآن مجید"

پہلی تینوں صورتوں میں ہر کافر نے اپنی اپنی مذہبی کتابوں کے نام بتائے ہیں۔ لیکن مکار قادیانی نے اپنی مذہبی کتاب کا نام "قرآن مجید" بتا کر مسلمانوں کی کتاب پر قبضہ کیا ہے۔

آپ کسی عیسائی سے پوچھیں "تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟"

وہ بولے گا "گرجا"

آپ کسی ہندو سے پوچھیں "تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟"

وہ کہے گا "مندر"

آپ کسی سکھ سے پوچھیں "تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟"

وہ کہے گا "گوردوارہ"

آپ عیار قادیانی کافر سے پوچھیں "تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟"

وہ فوراً پورا منہ کھول کر کہے گا "مسجد"

پہلی تمام صورتوں میں سارے کافروں نے اپنی اپنی عبادت گاہ کا نام بتایا۔ لیکن جب قادیانی کافر اس نے مسلمانوں کی مسجد پر قبضہ کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

مہترم قارئین! دنیا کے سارے کافر اسلام کے لئے سانپ ہیں۔ ہر سانپ کا علیحدہ علیحدہ رنگ ہر سانپ کے چلنے کی اپنی اپنی سرسراہٹ ہے۔ ہر سانپ کی اپنی اپنی پھونکار ہے۔ لیکن قادیانی

سانپ کا رنگ ہر رنگ زمین ہے۔ یہ ”کھیرا“ سانپ ہے۔ اس کے چلنے کی کوئی سرسراہٹ کوئی پھٹکار نہیں۔ اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب یہ ڈنک مار کر ایمان کا چراغ گل کر دیتا ہے۔ دنیا کے سارے کافر زہر کو زہر کے نام پر پیچتے ہیں لیکن قادیانی کافر زہر کو ترپاق ہے۔ دنیا کے سارے کافر شراب کو شراب کے نام پر پیچتے ہیں لیکن قادیانی کافر شراب کی ہوس دم کا لیل لگاتا ہے۔ دنیا کے سارے کافر خنزیر کے گوشت کو خنزیر کے گوشت کے نام پر فروخت ہیں۔ لیکن قادیانی کافر خنزیر کے گوشت کو بکرے کے گوشت کے نام سے بیچتا ہے۔ دنیا کے کافر شراب خانے پر شراب خانے کا بورڈ لگاتے ہیں لیکن قادیانی کافر شراب خانے پر مسجد کا بورڈ لگاتا ہے۔ عام کافر تلوار سے حملہ کرنے والا دشمن ہے لیکن قادیانی کافر کھانے میں زہر ملائے والا دشمن ہے۔ عام کافر اسلام کے قلعہ کے مین دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہونا چاہتا ہے لیکن قادیانی کافر سرگ لگا کر داخل ہوتا ہے۔

آپ کسی انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر کھڑے ہوں۔ آپ کسی شخص کو دیکھتے ہیں جس نے صلیب لٹکا رکھی ہے تو آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ وہ شخص عیسائی ہے۔ اگر آپ کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہیں جس کے گلے میں مورتی لٹک رہی ہو تو آپ سمجھ جائیں گے کہ وہ شخص ہندو ہے۔ اگر آپ کو دیکھتے ہیں جس کے بازو میں کڑا چہرے پر داڑھی اور سر پر مخصوص طرز کی پگڑی ہو تو آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ وہ شخص سکھ ہے۔ اگر آپ کسی شخص کو دیکھیں کہ اس کے گلے میں ”اللہ“ کا لاکٹ ہے یا صلیب کا بیج ہے یا اس نے ہاتھ میں تبیح پکڑ رکھی ہے۔ آپ اسے مسلمان سمجھ کر اس کے پاس جائیں تو آپ کو یہ بتا کر حیران و ششدر کر سکتا ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ اور پھر اپنا زہر پیلانہ کھول کر مشتمل نکال کر آپ پر زہریلی ہنسی فٹس سکتا ہے۔

اللہ رے دیکھئے اسیری بلبل کا اہتمام

صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

استوا! آج ہم بھی یہی روٹنا روتے ہیں کہ قادیانی شکاری مسلمانوں والا لباس پہن کر مسلمانوں والا لباس پہن کر اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے ایمانوں کو شکار کر رہے ہیں۔ ہم بھی حکومت سے کہتے ہیں کہ ان کے سروں سے عمامے اور ٹوپیاں اتاری جائیں۔ ان کی داڑھیاں مونڈیں جائیں، انہیں قتلوں سے تسبیحیں چھینی جائیں۔ ان کے گھروں، عبادت گاہوں اور دفاتر سے قرآن مجید، کتب و مول اور دیگر اسلامی لٹریچر ضبط کیا جائے۔ انہیں مسلمانوں جیسے نام نہ رکھنے دیئے جائیں۔ انہیں گاہوں کو مسجد نہ کہنے دیا جائے۔ ان کی عبادت گاہوں کو جو انہوں نے مسجد کی طرز پر بنا رکھی ہیں ”مسجد ضرار“ قرار دے کر منہدم کیا جائے اور پھر نذر آتش کر کے سنت نبویؐ کو زندہ کیا جائے۔ خاتم النبیین ﷺ نے منافقین کی بنائی ہوئی ”مسجد ضرار“ کو گرا کر اسے آگ لگوائی تھی۔

بہت بڑے وکیل صاحب کے گھر ڈکیتی ہو گئی۔ لوگ پرسش احوال کے لئے ان کے گھر جمع ہوئے۔ وکیل صاحب سے کہا کہ آپ جیسا ہوشیار اور چالاک شخص ڈاکوؤں سے دھوکا کیوں کھا لیتے ہیں؟ وہ ان کی شخص نے ڈاکوؤں کے لئے گیٹ کیوں کھول دیا؟ وکیل صاحب نے ٹھنڈی

مفتختم قارئین! حضرت سلیمان علیہ السلام کا عہد تھا۔ بہار کا موسم تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ کی خوشبو نے فضا میں سستی پیدا کر رکھی تھی۔ درخت کی ایک شاخ پر ایک ہد ہد کا جوڑا خوش بگیوں میں تھا۔ سامنے سے ایک شخص آ رہا تھا۔ ہوا کے جھونکوں سے جھولتی شاخ پر بیٹھی مادہ ہد ہد نے جب اس درخت کی جانب آتے دیکھا تو وہ چونک اٹھی اور اپنے خاوند سے کہا ”سرتاج اڑ چلیں۔ شکاری آ رہا ہے۔“ ہد ہد نے صورتحال کا جائزہ لے کر کہا ”بھئی! دیکھ کیا شکاری اس طرح کے ہوتے ہیں۔“ انہیں اس نے گیر ونگ کا پھنسا پرانا لباس پہنا ہوا ہے۔ پاؤں سے تنکا ہے۔ بال گرد سے بھرے۔

آہ بھری اور نظریں جھکا کر کہنے لگے کہ ڈاکو "پولیس کی وردی" میں آئے تھے۔

مسلمانو! پوری دنیا میں ہر قادیانی پولیس کی وردی پہن کر اسلام اور مسلمانوں پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ وہ محافظ اسلام کا لباس پہن کر ایمان کی رہزنی کر رہا ہے۔ وہ چوکیدار کا روپ دھار کر ڈکیتیاں کر رہا ہے۔ مسلمانو! اگر جناب محمد عربیؐ سے تمہارا عشق و غیرت کا رشتہ ہے تو ان چوروں مان کو پکڑنے کے لئے اپنے سارے وسائل اور ساری صلاحیتیں صرف کر دو۔ ورنہ یہ سفاک جگہ تمہارے ایمانوں کے قتل گاہ بن کر رہے گی۔

بارہا دیکھا ہے دیدہ ایام نے
کفر حق کے بھیس میں آیا ہے حق کے سامنے



عقیدہ۔ انبیائے کرام تمام حقوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی اللہ کے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کسی غیر کو نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔
عقیدہ۔ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا کفر ہے۔

عقیدہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سید عالم ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بھیجے۔ بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں۔ جن کے اسمائے طیبہ بالتصريح قرآن میں ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ادريس علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ۔ (بہارِ نبوی)

قومی اسمبلی میں قادیانیت پر آخری ضرب

28 مئی 1974ء کو شیخ رسالت کے پروانوں نے دارلکفر ربوہ میں ریلوے اسٹیشن پر حضور خاتم النبیین ﷺ کے مقام کے تحفظ کا نعرہ لگایا اور قادیانی ظلی بروزی جھوٹی اُمت کو جھنجھوڑا بھلا یہ قادیانی اُمت سے برداشت تھا اور پھر برداشت کی طاقت کہاں، قادیانی اُمت کو یہ بات ناگوار گزری کہ حضور خاتم النبیین کا نعرہ لگا کر قادیانی ظلی، بروزی نبوت کی بنیادیں ہلا دیں اور اس نعرہ ختم نبوت کی اُمت قادیان تک اثر کر گئی اور گوری اقلیت بھی اثر قبول کئے بغیر نہ رہ سکی۔

قادیانی اُمت کو کیسے گوارہ تھا کہ آنحضور ﷺ کو آخری نبی قرار دیا جائے اور ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ ان کے دل و دماغ پر برق بن کر گرے اور حسد کی آگ میں آپ سے باہر ہو گئے۔

28 مئی 1974ء کو جب شیخ رسالت کے پروانے اپنے سفر سے واپس آئے۔ ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں نے پہلے سے ہی منصوبہ بندی کر لی تھی اور ایک سو چھی سبب سازش کے تحت اُن نے نبوتِ اسلام پر ہلہ بول دیا۔ انہیں شدید مار پیٹا بھولہاں کر دیا بعض طلباء کو تو شدید اندرونی چوٹیں بھی پہنچیں تو بعد میں ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ اور ایک لمبا عرصہ علاج میں گزارنا پڑا۔ اور اس مرحلے پر انہوں نے نوجوانانِ اسلام کے منہ ٹاک ہاتھ وغیرہ تک توڑ دیئے اور پھر افسوس کی بات یہ ہے کہ ان پر پٹرین کو جبراً اضا بطر روک کر تشدد کی انتہا کر دی اور یہ ساری کارروائی ایک سو چھی سبب سازش قادیانی مرتدین نے کی۔

شیخ رسالت کے پروانوں کا خون رنگ لایا اور پورے ملک میں اس مرتد ٹولے کے خلاف دباؤ بڑھ گیا۔ پورے ملک میں آگ لگ گئی شیخ رسالت کے پروانے جو کہ ختم نبوت کے چوکیدار تھے ان کے ہونے اور بالخصوص پنجاب کے نوجوانوں نے اہم کردار ادا کیا اور باقاعدہ طور پر میدان میں آئے۔

دارلکفر ربوہ کے ارد گرد کی بستیاں جن میں مسلمانوں کی کافی تعداد تھی وہ تو پہلے ہی اس شیطانی سازش کے ذریعہ آرماء تھے پورے علاقے میں خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہو گئی اور اس آگ نے آہستہ

آہستہ پورے ملک کو لپیٹ میں لے لیا اور یہ آگ کوئی معمولی آگ نہ تھی بلکہ یہ آگ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی آگ تھی جو پانی سے نہیں بجھائی جاتی۔

ذوالفقار علی بھٹو کا دور تھا بھٹو صاحب نے جب یہ بروہتی ہوئی آگ دیکھی تو 3 جون 1974ء کے نام ایک لمبی تقریر نشر کی اور بھٹو صاحب نے عوام کے جذبات اور حالات کی سنگینی کو جاننے کی جس سے پاکستان کے چاروں صوبوں میں تحریک زور پکڑ گئی،

جلسے جلوس میں گرفتاریاں، پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ پولیس سیکورٹی انتظامیہ حرکت میں آئی شاید انھیں علم نہ تھا کہ گرفتاریاں تو شیخ رسالت کے پروانوں کا محور ہوتی ہیں۔ پورے ملک میں فورسز لاء اینڈ آرڈر کے بہانے جیلیں بھر رہی تھیں۔ اور وحشیانہ تشدد کر رہی تھیں۔ جب بھٹو صاحب دیکھا کہ حالات تو ہاتھ سے نکل رہے ہیں تو بھٹو صاحب نے وعدہ کیا کہ اس مسئلہ کا حل فوری طور پر مل جائے گا اور جمہوری طرز سے طے کیا جائے گا۔ آخر کار یہ مسئلہ 30 جون 1974ء کو پاکستان اسمبلی میں پیش کر دیا گیا۔ قومی اسمبلی جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے اور پوری قوم کو منظور ہوگا۔

بہر حال امت نے کچھ وقت مانتا نہ کیا دوسری طرف تحریک اپنے پورے جوش و خروش رسالت کے پروانے بھی ایک جگہ پر اور ایک خیال لے کر اکٹھے ہونا شروع ہو گئے جس میں ان کے علاوہ دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ پاکستان کی جماعتوں کے افراد جن میں عوامی پیشل پارٹی، مسلم لیگ، خاکسار تحریک، جمعیت علمائے پاکستان، علماء اسلام، مفتی محمود گروپ، جماعت اسلامی شامل تھیں ان تمام جماعتوں نے یک جا مل کر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔

اس مجلس عمل کے صدر دیوبندی عالم دین مولانا محمد یوسف بنوری منتخب ہوئے اور اس کے سیکرٹری مشہور بریلوی عالم دین حضرت مولانا محمود احمد رضوی منتخب ہوئے۔

مرکزی مجلس عمل نے اپنا کام تیزی سے کرنا شروع کر دیا۔ بالخصوص پنجاب میں پواشم ہوا مسجدوں، حجرابوں سے حضور ﷺ کی منقبت شروع ہوئی۔ جلوس نکلتے، تقریریں ہوتیں قارئین فتنہ پردازوں سے پردہ اٹھایا جاتا اور مجلس عمل نے چند مطالبات بھی رکھے قارئین کی خدمت میں کرتے ہیں۔

- 1: قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔
- 2: قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔
- 3: ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

ای اشاد میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بلوچستان کا دورہ کیا وہاں کے غیور بلوچوں اور پٹھانوں نے اس کے متعلق اپنے رد عمل کا اظہار کیا۔ تو بھٹو صاحب نے فوری طور پر ایک تاریخ مقرر کر دی اور وہ 1974ء کی کوئی تھی۔ لیکن بعد میں یہ تاریخ بھی بدل دی گئی اور 7 ستمبر 1974ء رکھ دی گئی۔ مسئلہ 30 جون 1974ء کو وہ قراردادوں کی شکل میں اسمبلی میں پیش ہوا۔ ایک قرارداد جناب بلوچ زادہ نے پیش کی جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

”اخفضو علی اللہ علیہ السلام کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے کو نبی یا مصلح تصور کرتا ہے ان کی حقیقت کا تعین کیا جائے۔“

دوسری قرارداد حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ ممبر قومی اسمبلی پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء پاکستان نے حزب اختلاف کے ہائیس افراد کے دستخطوں سے پیش کی جن کی تعداد بعد میں 37 ہو گئی۔ قرارداد پر پیشل عوامی پارٹی نے بھی دستخط کئے۔ قرارداد کا متن قارئین کی نظر ہے۔

”ہر گاہ کہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہر گاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھی۔ نیز ہر گاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا۔ اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہر گاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت پر یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی راہنما کی صورت میں بھی گردانتے ہوں وہ انکار اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہر گاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ مکمل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تحریکی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہر گاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو کہ مکہ معظمہ جیسے مقدس شہر میں مؤرخہ سولہ اور دس اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی۔ اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ الب اس اسمبلی کو اعلان کرنا ہے اور یہ کارروائی کرنی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا

جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام واضح کر دیں۔
خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔
اس قرارداد میں مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کئے۔

مولانا مفتی محمود	مولانا شاہ احمد نورانی
مولانا سید محمد علی رضوی	چوہدری ظہور الحق
مولانا عبدالصطفی الازہری	پروفیسر غفور احمد
مولانا عبدالحق	سردار شیر باز خان مزاری
مولانا ظفر احمد انصاری	صاحبزادہ احمد رضا قصوری
مولانا صدرالرشید	جناب عمر خان
سردار شوکت حیات خان	راؤ خورشید علی خان
جناب عبدالجید جتوئی	جناب محمود اعظم فاروقی
سردار مولانا بخش سومرو	حامی علی احمد تالپور
رئیس عطا محمد مری	مخدوم نور محمد
جناب غلام فاروقی	

بعد میں مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کئے۔

نوابزادہ میاں محمد اکرم قریشی	جناب کرم بخش اعوان
مہر غلام حیدر	صاحبزادہ صفی اللہ
ملک جہانگیر خان	جناب اکبر خاں مہمند
حاجی صالح خاں	خواجہ جمال محمد گوریجہ
جناب غلام حسن خان دھاندلہ	صاحبزادہ محمد نذیر سلطان
میاں محمد ابراہیم برقی	صاحبزادہ نعمت اللہ شتواری
میجر جنرل جمال داد	جناب عبدالسبحان
جناب عبدالملک خان	

قرارداد اسمبلی میں غور کرنے کے لئے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی تبدیلی کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی جس میں مولانا شاہ احمد نورانی

محکمہ صحتی محمود وغیرہ شامل تھے۔ حکومت کی طرف سے عبدالحمید پیرزادہ اور جناب کوثر نیازی اہم

30 جون 1974ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے اور قراردادوں پر غور کرنے کے لئے پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ اسی اثناء میں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک اجلاس پیش کیا گیا۔ جس میں مرزا ناصر الدین ربوہ گروپ نے اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدر نے اپنی صفائی پیش کرنے اور اپنے عقائد کی وضاحت کے لئے حاضری کی اجازت مانگی۔ حکومت نے اجازت دے دی۔

مرزا ناصر احمد ایک محض نامہ کے ساتھ حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھنے کے لئے مرزا ناصر احمد نے محض نامہ پڑھنا شروع کیا تو اسمبلی کے اس بندائیر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر چھلنے کے لئے ایک پرندے کا پر جو غلطی سے گھرا ہوا تھا۔ سیدھا اس محض نامہ پر گرا جس پر مرزا نے ایک دم چونک گیا اور گھبرا گیا اور کہا "I m Disturabed" سارے اراکین اسمبلی یہ دیکھ کر ہلکے آکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس سے قبل ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر چھت سے اس پر گری ہو۔

ہر حال مرزا ناصر احمد نے محض نامہ پڑھا اور اس پر کمیٹی کے علماء اور دیگر افراد نے سوالنامہ مرتب کیا۔ علماء ملت کی طرف سے محض نامہ کا جواب دیا گیا۔ سوالوں کی تعداد طویل تھی صرف 75 سوال تو اسمبلی الازہری اور مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے۔ اس کے علاوہ اور سوالات کو پوچھنے کے لئے اپنے اپنے سوالات سیکرٹری کمیٹی تک پہنچانے کی اجازت دی۔ ان سوالات کو پوچھنے کی ذمہ داری انارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ مختیار کے سپرد کی گئی۔ ان کی بارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا مرزا کا صفائی دینے کے لئے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تک آکر کہہ دیتا کہ بس میں اب تھک گیا ہوں۔ ایر کنڈیشنڈ کمرے میں بیٹھا بیٹھا پچاس گاس پانی کے پی گیا۔ حالانکہ اُس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اس طرح اس میں کھڑا کر کے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی جائے گی اس طرح گیارہ دن تک مرزا ناصر احمد ہر روز اس کا گاس پانی پی جاتا تھا۔

اس جگہ مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کی خدمات کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ، مولانا عبدالصطفی الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس کے علاوہ کئی اور علماء میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ میں سنہری حروف سے

لکھنے کے قابل ہے۔ بقول مولانا نورانی صاحب کہ انہوں نے تین ماہ کے دوران تقریباً 1000 سے زائد خط و کتابت کی۔ چالیس ہزار میل کا دورہ کیا رات بھر دورے کرتے۔ تقریریں کرتے مسلمانوں کو مسلمانوں سے روشناس کروایا اور قادیانیوں کی ریشہ و رانہوں اور ان کے غلیظ عقائد کا پردہ چاک کیا۔

نورانی میاں سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرتے پورے ملک کے دورے بھی کرتے اور کئی کئی دورے ہیر کمیٹی کی صدارت بھی کرتے۔ بڑی مشکل سے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف چار گھنٹے آرام حاصل کیا۔ اسلام آباد میں اجلاسوں میں شرکت کے لئے مہینوں قیام کیا۔

5 ستمبر 1974ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مولانا جناب عبدالحفیظ حیر زادہ، جناب کوثر نیازی اور جناب مولانا بخش سومرو کی میٹنگ بھٹو صاحب سے ہوئی۔ اسی دن یعنی 5 ستمبر کو دورہ میٹنگیں ہوئیں۔ مگر مسئلہ طے نہیں ہوا۔ 6 ستمبر کو پھر میٹنگ ہوئی دوسری طرف مجلس تحفظ ختم نبوت کا مسلسل راولپنڈی میں اجلاس ہوا تھا۔ تمام لوگوں کی نظریں ان کی طرف تھیں۔ پوری قوم لڑنے مرنے کے لئے تیار تھی۔ چھ ستمبر کا دن گذر گیا۔ آخر کار چھ ستمبر کو صبح 12 بجے بھٹو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور 7 ستمبر 1974ء کو اسمبلی کے اجلاس میں آئین کی فوری ترمیم منظور کی گئی۔ اس روز 7 بجے رات سینٹ نے اس کی منظوری دی۔ بھٹو صاحب نے کیسے مانا، کیا باتیں کیں، یہ ایک لمبی تفصیل ہے جس کی اجازت بھی نہیں تمام باتیں صیغہ راز میں ہیں۔ جب کبھی اجازت ہوگی تو ضبط تحریر میں لائیں گے۔

آخر کار اللہ کریم کا فضل ہوا اور پاکستان کی عبور قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کے خلاف قرارداد پاکستان میں اقلیت کے طور پر رہنے کی اجازت دی۔

آئین میں کیا ترمیم کی گئیں۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے رپورٹ تیار کر کے متعلقہ اداروں کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔ اول دفعہ 106 (2) قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، کو قادیانی جماعت سے خارج کیا جائے۔

(دوم) دفعہ (260) میں ایک نئی شق کے ذریعہ غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 ایف میں حسب ذیل تشریح کی جائے۔

جائے۔ کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 260 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین میں مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1972ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد 1974ء میں منتخب قانون اور ضابطے کی ترجیحات کی جائیں۔

(د) پاکستان کے تمام شہریوں، خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھے ہوں گے۔ ان کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے بعد قومی اسمبلی میں 7 ستمبر 1974ء کو 4:30 بجے مندرجہ ذیل مسودہ قانون منظور کیا گیا۔

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) 1974ء کہلائے گا۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔ (3) آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم اسلامی جمہوری پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ اشخاص کے بعد الفاظ اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی:

آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مجاہدانہ کردار ادا کیا، جس پر پوری امت اسلامیہ کو فخر ہے۔ پھانسی کی سزا کے مستحق گردانے گئے، مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ عدالت کے ایک رکن نے پوچھا کہ: ”آپ کو موت کا کوئی خوف نہیں؟“ تو آپ نے جواب دیا: ”سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں اور کیا قربان کی جاسکتی ہیں!“

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ کو قائد تحریک ختم نبوت، نواب زادہ عبداللہ خان کو مجلس عمل کا نائب صدر بنایا گیا۔

۱۹۸۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے شانہ بشانہ گراں قدر خدمات سرانجام دیں، بڑی عظمتوں کے مالک تھے، خدا تعالیٰ آپ کو اعلیٰ عقیقین میں جگہ نصیب فرمائے۔

قادیانی معجزات

قادیانی جماعت میں معجزات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ بات بات پر قادیانی جماعت کے قادیانیوں کے نظریہ کا تذکرہ ہو جاتا ہے۔ فلاں آدمی کو نوکری مل گئی۔ دیکھو یہ قادیانی جماعت کی سہاٹی کی علامت ہے۔ فلاں آدمی کی لائری نکل آئی، قادیانی جماعت کا معجزہ ملاحظہ ہو؟ فلاں آدمی قتل ہو گیا، فلاں آدمی مر گیا، یہ ہے قادیانی جماعت کا معجزہ!!!

بندہ نے کیونکہ قادیانی جماعت میں چالیس (40) سال سے زائد عرصہ گزارا ہے اور اس کے قادیانی فیملی میں آنکھ کھولنے کی وجہ سے میری کمٹی میں قادیانیت کی تعلیم و معجزات کا درس سیکھا ہے۔ لہذا اب پلایا جاتا رہا ہے۔ بچپن سے ہی قادیانی مریعوں کی زبانی قادیانیت کے معجزات کا تذکرہ کرتا رہا ہے۔ آج اب جبکہ قادیانیت کا سارا اندرون دیکھنے کے بعد بھانگی ہوش و حواس قادیانیت کے اسلام قبول کر چکا ہوں تو ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ان ”معجزات“ پر بات کر لی جائے کہ قادیانیوں نے ان معجزات کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتا اور ایک قادیانی ان معجزات کی صحت پر شک کرتا ہے اور اس کا ہمینا حرام کر دیا جائے گا۔

قادیانیوں سے اگر پوچھیں کہ قادیانیت کے معجزات کیا ہیں؟ تو ان میں لکھرام کا قتل، اسلام قبول کرنا، نبی، ضیاء الحق کا ساتھ شہادت اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نوٹل انعام کی بات کریں گے۔ ان کے علاوہ چند افراد کے طاعون کا ذکر بھی کریں گے۔ آئیے ان پر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔

لیکھرام کا قتل:

پنڈت لکھرام آریوں کا ایک پنڈت تھا، اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو سامنے رکھ کر اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے کیونکہ اسلام کے دفاع کے نعرہ کے ساتھ میں آیا تھا۔ لہذا اس سے مقابلہ کرنے والے اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد نے اسے بدزبانی سے روکا مگر ندرو۔ آخر اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی اور باقاعدہ ایک عرصہ میں

سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی۔ واضح رہے کہ میری معلومات قادیانی جماعت کے نقطہ نظر سے ہیں دوسری طرف سے فی الحال میں کچھ نہیں جانتا۔

قادیانی جماعت کی کتابوں میں ذکر ہے بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اظہار کیا ہے کہ اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کے چھ سال گزر گئے اور چند دن باقی رہ گئے تو سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی آخری دن بے چینی سے انتظار کر رہا تھا کہ کب لکھرام کے قتل کی خبر آتی ہے۔ آخر اس کی خبر آگئی کہ لکھرام قتل ہو گیا ہے اور قاتل تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیونکہ اس کے قتل کے بارے میں پہلے سے اشتہار دے رکھا تھا، لہذا ان پر قتل کا مقدمہ بنا کر دیکر چل گیا۔

قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک خونخوار قسم کا آدمی لکھرام کے پاس مرید کے طور پر آیا اور تین دن تک اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ آخر ایک دن موقع پا کر قتل کر کے بھاگ گیا۔ قادیانی جماعت کہتی ہے وہ لکھرام کا فرشتہ تھا جسے خدا نے بھیجا تھا، اس کا نہ ملنا ہی قادیانیت کے معجزے کی دلیل ہے۔

اس واقعہ پر تھوڑا سا غور کرنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے قتل کا انتظار کرنے والا اور بے چینی سے انتظار کرنے والا ہی اس خونخوار قسم کے شخص کو بھیجنے والا تھا۔ کسی اور شک سے پہلے عرض کروں کہ اس دور میں ایسے معجزات کی بہتات ہے۔ ایک سال میں گئی درجن معجزے صرف پاکستان میں ہو رہے ہیں، بہت سی شخصیات ان معجزوں کی وقوع پذیرگی کے لئے سخت قسم کے انتظار میں مبتلا رہتی ہیں۔ آئے دن کے دھماکوں اور بوری بند قتل اور دن دیہاڑے قتل بہت سی شخصیات کے لئے معجزات ہوتے ہیں۔ وہ شخصیات نہ صرف انتظار کرتی ہیں بلکہ پوری طرح ”دوا“ بھی کرتی ہیں۔ اگر لکھرام کے قتل سے کسی کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور ایک آدمی کے لئے نبوت تک کی سچائی اس قتل سے ثابت ہوتی ہے تو اس طرح تو یورپ میں اور بہت سے ایسے نبی (نعموہ باللہ) بیٹھے ہوئے ہیں جن کے لئے پاکستان میں ہر روز ایک معجزہ ہو رہا ہے۔ معجزہ کے لئے یا یہی ایک بڑی نشانی ہے حالانکہ قاتل پکڑا نہیں جاتا تو یہ اعلیٰ شان کے معجزے تو اب روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں صرف ان شخصیات کو ان معجزات کا ادراک نہیں ورنہ وہ فوراً ان کو ”کیش“ کر دیتیں۔

شہزادہ عبداللطیف قادیانی:

اگر کوئی قادیانی جماعت کو چھوڑ جائے اور اس کا کوئی نقصان ہو جائے تو قادیانی جماعت میں برملا تذکرہ ہوتا ہے کہ دیکھو فلاں شخص نے قادیانی جماعت کو چھوڑی تو اسے یہ نقصان ہو گیا۔ اسے فلاں مالی یا جانی نقصان ہوا اور اگر کوئی نیا قادیانی ہوا اور اس کے تمام رشتے دار اس سے ناراض ہو جائیں، اس کے

مکان کو تباہ کر دیں۔ اس کے والدین اسے جانیدار سے عاق کر دیں۔ اس سے سب کچھ چھین کر نکال دیں تو اسے قادیانی جماعت میں کہا جاتا ہے کہ یہ آزمائش ہے، ابتلا ہے۔ ایسی قربانیاں تو ہیں اور اگر کوئی قادیانی جماعت چھوڑنے کے بعد فوت ہو جائے تو یہ قادیانیت کے سنہری گہوارے سے ہوگا مگر اتفاق کی بات ہے کہ ابھی تک ایسے مجزرات قادیانی جماعت کے پاس جمع نہیں ہوئے۔ خدا تعالیٰ قادیانیت کو چھوڑنے والوں کو خاص دیر تک زندہ رکھتا ہے تاکہ ان کی موت پر قادیانیوں کو "مذہب" نہ چھٹا سکیں۔

عبداللطیف قادیانی افغانستان کے بادشاہ کے قریبی افراد میں سے تھا، وہ ہندوستان آیا اور غلام احمد قادیانی کے بارے میں سنا، قادیان چلا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر کے قادیانی ہو گیا۔ وہ جب افغانستان گیا تو ان کے حلقہ احباب میں پتہ چل گیا کہ یہ قادیانی ہو گیا ہے۔ یہ بات بادشاہ کو پہنچی، اس نے مفتی کے پاس کیس بھیجا تو انہوں نے واجب القتل (سنگسار) قرار دے دیا۔ احباب نے اس کو قادیانیت چھوڑنے کے لئے کہا مگر وہ نہ مانا۔ چنانچہ اس سزا پر عمل کرتے ہوئے اس کو کھلے میدان میں کمرنگ زمین میں گاڑا گیا اور پھر چاروں طرف سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ پتھر مار مار کر مار دیا گیا۔ قادیانی لڑ بچے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ پتھروں کا اتنا بڑا ڈھیر لگ گیا کہ مہر قادیانی نظر نہ آتا تھا پھر چہرہ لگ گیا کہ کوئی اس کی لاش نہ لے جاسکے۔ چند دن بعد رات کے اندھیرے میں کسی مرید نے اس کی لاش نکال کر کسی نامعلوم جگہ پر دفن کی مگر بعد میں وہاں سے کسی نے لاش نکال کر باہر کر دی۔

اب ذرا غور کرنے والی بات ہے کہ ایک آدمی جو پہلے باعزت زندگی گزار رہا تھا، صوم و صلہ و پابند، نیک، متقی، پرہیزگار شخص تھا (یہ اوصاف خود قادیانی بتاتے ہیں) جب وہ قادیانیت قبول کر لیا تو اسے سرعام پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا جاتا ہے نہ اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے اور وہ بے گور و کفن پڑا ہے۔ یہ قادیانیت قبول کرنے پر خدا کی طرف سے سخت ترین سزا نہیں تھی؟ اگر ایک آدمی قادیانیت کو چھوڑ کر اس انجام کو پہنچتا پتھر کیا یہ سزا نہ ہوتی؟ مگر قادیانی اسے "شہید" کا لقب دے کر فخر سے بتاتے ہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جو چاہے آپ کا حسن معجزہ ساز کرے

کہتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے افغانستان کی سرزمین کے لئے بددعا کی اور حکمرانوں کے لئے بہت کچھ کہا۔ کیا عبداللطیف قادیانی کی موت یا مرزا غلام احمد قادیانی کی دعائیں یا بددعائیں اسے لائیں؟ کیا افغانستان میں قادیانیت تیزی سے پھیلی اور وہاں قادیانیت تناور درخت کی طرح پھیلی

بلکہ اس کے بالکل الٹ ہے۔ عبداللطیف قادیانی کے اس افسوس ناک انجام کا تذکرہ اس لئے کر رہا ہے کیونکہ آگے اسی قسم کے "عجزات" کا ذکر ہو گا یہ ان کے لئے تریاق کا کام دے گا۔

ذوالفقار علی بھٹو:

1970ء کے عام الیکشن میں قادیانی جماعت نے کھل کر پیپلز پارٹی کی حمایت کی۔ قادیانی ان پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے بھی زیادہ سرگرمی سے الیکشن میں مصروف رہے۔ پیپلز پارٹی کو ایسائی ملی، ذوالفقار علی بھٹو صدر و وزیراعظم بن گئے۔ 1974ء میں (سابقہ ربوہ) چناب نگر کے ایٹم سٹیشن پر نیشنل میڈیکل کالج مٹان کے طلباء کے ساتھ ایک جھگڑے پر چلنے والی تحریک، تحریک ختم کثرت کے طور پر سامنے آئی اور معاملہ تحقیقات تک پہنچا اس وقت کی قومی اسمبلی سے متفقہ مطالبہ کیا گیا کہ انہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو قادیانیوں کو اپنا محسن سمجھتے تھے۔ لہذا وہ ان کے خلاف کچھ نہ کرنا چاہتے تھے، معاملہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا تو قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے رہبر مرزا ناصر کو طلب کیا گیا۔ 11 دن تک ان سے قادیانی جماعت کے بارے میں پوچھا جاتا رہا۔ قادیانی جماعت نے تفصیل سے اپنا موقف بیان کیا مگر انداز بیان ایسا تھا کہ تمام ممبران کو اپنا مخالف کر لیا۔ قومی اسمبلی کی کارروائی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا ناصر نے اپنے انداز بیان سے ممبران کو قائل کرنے کے بجائے ان کو خلاف کر کے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ خلاف فیصلہ دیں۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ذوالفقار علی بھٹو اس فیصلہ کو ماننے کے پابند تھے۔ لہذا یہ فیصلہ ہو گیا۔

اب ظاہر ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کا برا اور راست اس فیصلہ میں عمل نہ تھا بلکہ اس فیصلہ تک لانے میں ہم کردار مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور دیگر علماء اسلام نے ادا کیا۔ قادیانیوں کو جانی و مالی نقصان ہوا تو یہی علماء اسلام نے مسلمانوں میں غیرت ایمانی کو اجاگر کیا تو رد عمل کے طور پر یہ نقصان سامنے آیا جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا تو 1977ء کے جلسہ سالانہ ربوہ) چناب نگر پر قادیانی شاعر ثاقب زبیری نے "انجام" کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں فرعون کا ہامان کے انجام کا تذکرہ کر کے ذوالفقار علی بھٹو کو بھی اسی لائن پر کھڑا کر دیا گیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کی سزا دی گئی تو قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام دریافت کر لیا کہ لکھا ہے۔ "کلب موت علی کلب" کہ ایک کتاب ہے، وہ کہتے کی موت مرے گا یعنی کتے کے جتنے اعداد بنتے ہیں اس کے مطابق تفصیل یہ بتائی گئی کہ ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں یہ پیش گوئی ہے کہ اس کی عمر 52 سال ہوگی

ہے اور اعداد کا مجموعہ بھی 52 بنتا ہے۔ لہذا اب یہ نہیں بچے گا۔ (حالانکہ لاہوری گروپ کے افراد لفظ کتے کا مصداق مرزا محمود تھا کہ وہ خلافت کے 52 سال میں مر گیا)

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ جنہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا وہ تو بیخ گئے اور ان کی نیت تھی اور نہ ہی براہ راست کرواد کیا تھا، وہ پھنس گیا۔ کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو اصل مجرم نظر نہیں آتا اور یہ اوپر تھا اسے رگڑو گیا پھر اگر اس طرح کا انجام (پھانسی) ذلت ناک ہے اور یہ کوئی نیا کام ایک بار عبد اللطیف قادیانی کے انجام کو پڑھیں، وہ بھی تو کسی جماعت کے لئے معجزہ بن گیا ہوگا۔

مزید سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر خدا نے قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مجرم اور
تو جو مجرم اس نے کیا تھا اور جس کی وجہ سے قادیانیوں کو تکلیف ہوئی، وہ بھی تو مستم کرتا۔ قانون مستم
اسبلی کے ارکان معافی مانگتے، جنہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، وہ سزا پاتے اور قادیانی ایک
پہلے سے بہتر شان سے فیڈ میں آجاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ لہذا بھٹو کی موت کو کسی اور کے لئے
دیں، قادیانیوں کو اسے اپنی طرف کھینچ کر کیش نہیں کروانا چاہئے۔

پھر خدا کی طرف سے کیسی سزا ہے کہ پاکستان کے 4/3 کروڑ عوام اسے شہید سمجھتے ہیں اس لئے قرآن خوانی کرتے ہیں، اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اتنے دل تو مرزا غلام احمد کا دیالی لئے نہیں دھڑکتے جتنے بھٹو کے لئے دھڑکتے ہیں۔ حالانکہ یہ عام قسم کا ایک سیاسی لیڈر تھا، کوئی روحانی شخص نہ تھا۔

جنرل ضياء الحق:

1974ء کے بعد قادیانیوں کا معاشرے میں جینا دو بھر ہو گیا، قادیانی چوری چھپے نوکری کر کے اس خوف میں مبتلا رہتے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے کہ میں قادیانی ہوں۔ سفر کے دوران، کھیل دوران، تعلیم کے دوران اور شاپنگ کے دوران قادیانی بے حد محتاط رہنے لگے، کسی پر ظاہر نہ ہونے کے میں قادیانی ہوں۔ بھنوں کی وفات کے بعد قادیانی ایک بار پھر شیر ہو گئے مگر ابھی پوری طرح شیر ہوئے تھے کہ ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف ”تھنکسور“ دے مارا۔ 1983ء سے قادیانیوں خلاف ایک بار پھر تحریک زور پکڑنے لگی اور اب قادیانیوں پر مزید پابندیاں لگانے کا مطالبہ کیا جا لگا۔ چنانچہ اپریل 1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی طرح پر اذان دینے سے روک دیا۔ اپنی عبادت گاہ کو ”مسجد“ کہنے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے یا ظاہر کرے یا بھی پابندی لگا دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں کے لئے ”امیر المؤمنین“ کے الفاظ مردود

ان کی پیگمات کے لئے ”ام المؤمنین“ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کے لئے ”صحابی“ استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

قادیانی بالکل زمین پر لگ گئے۔ مرزا طاہر قادیانی سربراہ مئی 1984ء میں انگلینڈ بھاگ کر سے خطبات کے ذریعے قادیانیوں کے حوصلے بلند کرنے کی کوشش کرنے لگا اور ساتھ ساتھ خطبات اور اشارات کا تذکرہ ملتا رہا اور قادیانی جماعت کو حوصلہ دیا جاتا رہا کہ ابھی جماعت کے حق میں ہوگا اور ابھی یہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ 1987ء کے شروع میں علماء اسلام کو پکارتے ہوئے مہالہ دیا مگر کئی مہینے اور سال گزرنے کے باوجود کسی عالم کو کچھ نہ ہوا۔ 1988ء اگست کے مہینہ میں ملحق ایک حادثے میں شہید ہو گئے۔ قادیانی جماعت کی طرف سے سخت قسم کی خوشی کا اظہار کیا اور پھر بلند ہوئے کہ مہالہ ہو گیا اور جہنم ضیاء الحق انجام کو پہنچا، اسے بہت بڑا معجزہ قرار دیا گیا۔

اب ذرا اس بات پر غور کیا جائے کہ ضیاء الحق اگر قادیانیوں کے خلاف کچھ کرنے کی وجہ سے خدا کے پیچھے آئے تو باقی 31 افراد کا کیا قصور تھا؟ مرزا طاہر قادیانی نے اس بارے میں مؤقف کیا کہ فرعون کے ساتھ بھی کئی ہلاک ہوئے۔ حالانکہ یہ 31 افراد ضیاء الحق کے ساتھی نہ تھے، چند علاوہ باقی اپنی اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے تھے۔ کوئی پائلٹ تھا تو کوئی ٹیکنیشن۔ یہ سب افراد ضیاء الحق کے ساتھ قادیانیوں پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے جس طرح فرعون کے ساتھی اس کے ساتھ مل کر ہوئی علیہ السلام پر حملہ آور ہوئے تھے۔

ایک خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا کہ وہ اسے علیحدہ ہلاک کرتا؟ پھر جنرل ضیاء الحق کی گرفت کے بعد یا آرڈیننس ختم ہو گیا اور قادیانیوں کی دادرسی ہو گئی؟ ہوتا تو یوں ہے کہ کسی نے کسی دوسرے کو زیادتی کی ہوتی ہے، کوئی نقصان کیا ہوتا ہے یا کسی کو بھیس بے جا میں رکھا ہوتا ہے تو عدالت مجرم کو سزا سناتی ہے بلکہ متاثرہ فریق کے نقصان کی تلافی بھی کی جاتی ہے۔ اغوا شدگان کو باز یا بلاجائے یا مالی نقصان پورا کرنے کے احکامات صادر ہوتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزام اس نے انصاف کرتے ہوئے متاثرہ فریق کی دادرسی نہیں کی یا تو خدا نے غلط فیصلہ دیا (نعوذ باللہ) اس فیصلے کا قادیانیوں کے ساتھ تعلق نہیں (یہی ممکن ہے) اس واقعہ کا دوسرا پہلو بھی غور طلب 11 اگست 1988ء سے قبل کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں، پاکستان میں جگہ جگہ جنرل ضیاء الحق کی جلوس نکلتے رہے تھے اس کی پالیسیوں پر تنقید ہو رہی تھی بلکہ ایک جلوس کا میں خود یعنی شاہد ہوں ضیاء الحق کے خلاف سخت نفرت تھی۔ ہینپلز پارٹی تو پہلے ہی خلاف تھی، مسلم لیگ کی حکومت تو ذکر نہیں جو نیچو کی حکومت) اسے بھی اپنے خلاف کر لیا تھا اور علماء کے شریعت بل کو روک کر انہیں بھی

اپنے خلاف کر رکھا تھا مگر جوں ہی اس کے ساتھ حادثہ پیش آیا، دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے لئے ہمدردی بھر گئی، لوگوں کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور اسکے جنازہ میں اس کلمہ شامل ہوئے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور لوگوں کے اس کے حق میں جذبات دیکھنے اور جہل فیاء الحق اپنی ڈیوٹی کے دوران وردی میں فوت ہو کر شہید تو ہو گیا، قادیانی اس سے گمراہ کا کیا کریں کہ جو لوگ ایک دن قبل اس کے سخت خلاف تھے، وہ فوراً ہی اس کے یہ محفل اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو اس طرف پھیر دیا اس کے بعد کے احاطہ میں بنا دیا۔ آج اس واقعہ کو 20 سال ہو چکے ہیں مگر ہر سال اس کی برسی میں منہ جاتے ہیں۔ یہ عقیدت مند کون ہیں؟ پھر سارا سال اس کے مزار پر ہر روز اور ہر وقت دعا کرنے اس کے مزار پر جا رہے ہوتے ہیں، اس کا مزار راستے میں نہیں مگر پھر بھی جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی اور سربراہ ایسا گزرا ہو جسے اتنی عقیدت ملی ہو۔

اگر تو یہ قادیانیوں کی طرف سے ایک سزا اور انجام ہے تو ایسا انجام تو ہر مسلمان ملنے لے گا جس سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں نفرت کے بجائے ہمدردی اور جانے۔ قادیانی تو جس خدا کو پیش کرتے ہیں، اس کی بڑی تعریفیں کرتے تھے کہ ہر مشکل سے سکتا ہے مگر تجربات نے ثابت کیا کہ قادیانیوں کا خدا مسلمانوں کے خدا کے مقابلے میں اس کی ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں نے ایک خدا کو ساری طاقت کا سرچشمہ قادیانیوں کے سینکڑوں خدا ہیں اس طرح طاقت تقسیم ہو گئی ہوگی۔ (قادیانی جماعت کے تذکرہ اگلے کسی مضمون میں) بھٹو کی موت پیپلز پارٹی کے مخالفین کے لئے معجزہ تھی تو جرنل موت پیپلز پارٹی کے لئے۔ قادیانی خواہواہ اپنا ”لج تلنے“ کی کوشش کرتے ہیں۔

علماء اسلام:

اگر قادیانیوں کے خلاف کام کرنے یا مخالفت کرنے پر کسی کو سزا ہو سکتی تھی تو آج اسلام عبرتناک انجام کا شکار ہو چکے ہوتے کیونکہ سینکڑوں علماء کی کوششوں سے قادیانی چکے ہیں کہ اس کی تلافی ناممکن ہے۔ ان کے خلاف اتنا لٹریچر تیار ہو چکا ہے جس کا عشر نہیں کر سکتے۔ عوام الناس کے ذہنوں میں قادیانیوں کے خلاف اتنا کچھ بھردیا گیا کہ اب قادیانی بارے میں کسی بھی اچھے تاثر کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ 1974ء سے 2000ء تک مسلسل گراف نیچے جا رہا ہے اور وہ اس اسٹیج تک پہنچ چکا ہے کہ اوپر اٹھ ہی نہیں سکتا۔ 1974ء

33 سال کے قریب ہے اور اپنی تعلیم بھی مکمل کر چکا ہے۔ کو یا عاقل، بالغ ہو چکا ہے اب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اور کافر ہی جانا ہے، وہ کبھی بھی قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔ اس امر کا ایک قادیانی نوجوان بھی خود کو مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہی کہے گا۔

مذکورہ بالا کئی سوعلماء اسلام کی کارگزاری اگر خدا کو ناپسند تھی تو انہیں اس دنیا میں عبرت کا نشان بنانا، ایک سو میں سے کوئی حادثے میں وفات پا جاتا ہے تو کیا ہوا؟ مرزا محمود قادیانی پر بھی تو قاتلانہ ہوا تھا اور آخر دم تک اس زخم سے پریشان رہا بلکہ اس حملے کے اثرات کے نتیجے میں آخری دور کی حد تک جا پہنچا۔ قادیانی جماعت کے کتنے ”قادیانی“ دن دیہاڑے قتل ہو گئے، کتنے حادثوں میں قادیانیوں کو توبہ کرنی چاہئے۔ (مگر نہیں کریں گے)۔

ڈاکٹر عبدالسلام کا نوبل انعام:

قادیانی جماعت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کا مشہور اور عالمی شہرت یافتہ سائنس دان بنانا چاہتی ہے ان کے بقول ان کی سائنسی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں نوبل انعام سے نوازا جائے گا۔ ان کی وجہ سے پاکستان کی عزت میں بھی اضافہ ہوا اور قادیانی جماعت نے بھی اپنا قد کی کوشش کی۔ 1979ء میں ان کو نوبل انعام ملا تو فوراً بعد قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دربار یافتہ کر لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ

”میرے فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔“

قادیانی جماعت کے لئے تو یہ خوشی کی بات تھی کہ ان کی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو انعام ملا ہے مگر اس کو اس حد تک لے جانا کہ یہ قادیانیت کی سچائی کی ایک علامت یا ثبوت ہے۔ محکمہ خیریات ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس انعام کے بعد مرزا ناصرت نے جلسہ سالانہ میں انعام کو بہت اہمیت دے کر اور جذبات میں آکر کہا تھا کہ ”ہمیں آئندہ 10 سالوں میں 100 عبدالسلام جیسے سائنس دان چاہئیں“ اور پھر اس کے بعد طلباء میں علمی جوش بھرا جانے لگا۔ یونیورسٹی اور کالجوں سے لینے والوں میں حوصلہ افزائی کے لئے انعام دیئے جانے لگے۔ مزید یہ کہ ذہنی صلاحیتوں کو بڑھانے اور دماغی طاقت کو بڑھانے کے لئے سویا بین کوریکمڈ کیا گیا۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر اور دیگر خطبات میں سویا بین کے فوائد پر تفصیلی لیکچر دیئے گئے اور قادیانی جماعت کے افراد پر زور دیا گیا کہ اس کا تیل اور دیگر پروڈکٹ استعمال کریں۔ مرکزی سطح پر تحریر و تقریر کے ذریعہ سویا بین کے حق میں ہلائی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ 1982ء میں بیرون ملک سے سویا بین آئل کے کپسول منگوائے گئے

اور طلباء میں 5 روپے تا 10 روپے فی کپسول فروخت کئے گئے اگر سویا بین فائدہ مند تھی یا نہیں۔
ختم کیوں کر دیا گیا اب کبھی اس بارے میں تبلیغ نہیں کی جاتی اب تو عام استعمال کے لئے ہر گھر
مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی کوششوں کے باوجود قادیانی سربراہوں نے
خواہش کہ 10 سالوں میں 100 عبدالسلام کی سطح کے سائنس دان چاہئیں۔ بالکل پوری نہ ہو
ایک فیصد بھی پوری نہ ہوئی بلکہ آج 28 سال گزر چکے ہیں اس کے باوجود قادیانیوں نے
سائنس دان اس سطح کا پیدا نہ ہو سکا۔

قادیانی جماعت نے یہ تاثر دیا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو قادیانیت کی وجہ سے ترقی ملی ہے۔
کوئی پوچھے کہ آج تک جو ڈیڑھ دوسو دیگر عالمی سائنس دانوں کو یہ انعام مل چکا ہے، کیا وہ بھی
کی وجہ سے ملا ہے؟ یا قادیانیت کی مخالفت کی وجہ سے؟ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ
جماعت کے اس فارمولے کے مطابق جس مذہبی جماعت کے نوبل انعام یافتگان کی تعداد زیادہ ہو
وہ سچی ہوگی۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی اس کامیابی کو خواہ مخواہ اپنی طرف کھینچ کر اسے تنازعہ بنا دیا اور
مظاہرہ کر کے عوام کی اکثریت کو ان کے خلاف کر دیا حالانکہ اگر وہ ایک قومی ہیرو تھے تو قادیانیوں نے
انہیں زیر و کر دیا۔

طاعون اور قادیانی جماعت:

1900ء کے لگ بھگ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ ملک میں خصوصاً مہاجر
طاعون پھوٹنے والی ہے اور اس سے بہت تباہی آئے گی مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے اور
معجزہ کی حیثیت رکھنے کی کہ باقی لوگ مریں گے مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے۔

طاعون نے کئی سال لگا کر پورے ہندوستان میں تباہی مچائی اس کی پلٹ میں قادیانی آئے
یہ کیونکہ بہت پرانی بات ہے اس کا ریکارڈ کتابوں اور اخبارات میں تو ہو گا مگر اس وقت میں وہ بات
چاہتا ہوں جو شاید اخبارات اور کتابوں میں نہ ہو مگر یہ ہمارے اپنے گاؤں محمود آباد جہلم کے متعلق ہے۔

1980ء میں میں محمود آباد کی تاریخ لکھنے کے لئے اس وقت کے موجود بزرگوں سے ملاحظہ
اسٹھی کیں تو معلوم ہوا کہ 1900ء تا 1942ء تقریباً ہر سال ان علاقوں میں طاعون نے تباہی مچائی
جبکہ 1918ء اور 1924ء میں اس کی شدت زیادہ تھی۔ 1918ء اور 1924ء کے حالات
بارے میں بتایا گیا کہ محمود آباد کے لوگ گھروں سے باہر نکل کر زمینوں میں کمپ (جھونپڑیاں) بنائیں
رہنے لگے۔ 1918ء اور 1924ء میں تقریباً 35 افراد اس طاعون کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

عقیدہ۔ حضور اقدس ﷺ اللہ عز وجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر
دیا گیا ہے جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا
احکام کوئی نہیں۔ تمام جہان ان کو محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام
کے مالک ہیں جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک
جنت ان کی جاگیر ہے، ملکوت السموات والارض حضور کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست
دے دی گئی ہیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و
آخرت کی عطا کا ایک حصہ ہے احکام تشریعیہ حضور کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں
دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔

عقیدہ۔ سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور کو ملا، روزِ بیثاق تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور
صحت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا۔ حضور نبی الانبیاء ہیں اور
حضور کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور کی نیابت میں کام کیا۔ اللہ عز وجل نے
انہی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی ہرگز حضور تشریف
(بہار شریعت)

ان الفاظ کی زبان دی ہے۔ یہ مضمون ایک ایسا آئینہ ہے، جس میں مسلمان عوام اور قادیانیت کے پیروں نے اپنے ہونے قادیانی، قادیانیت کا ”رخ سیاہ“ دیکھ سکیں گے اور قادیانی برودہ فردوشوں سے اپنی حفاظت کا سامان کر سکیں گے۔ انشاء اللہ

ایم عالم (ریٹائرڈ ایئر کموڈور):

ہدایاتوں نے ہمیشہ غداری کی ہے۔ یہ لوگ ملک اور قوم دونوں کے دشمن ہیں۔ میرے متعلق یہ لوگ نے افواہ اڑائی ہے کہ نعوذ باللہ میں قادیانی ہوں۔ میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔“
(فت روزہ ”الولاک“ فیصل آباد، جلد نمبر 23، شمارہ 28 مارچ 1988ء)

ساعیل قریشی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ):

قادیانیوں کو جلسے کی اجازت دینا آئین اور قوانین کے منافی ہے۔ قادیانیوں کی صد ہزار تحریکات تمام مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا سبب بنے گی۔“
(روزنامہ ”جنگ“ لاہور، 20 مئی 1991ء)

شعیق احمد (نامور ناول نویس):

مرزا غلام احمد قادیانی عیار ترین شخص تھا، جو تمام عمر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا۔“
(”مرزا غلام احمد قادیانی“ از شعیق احمد)

نورک غازی مصطفی کمال پاشا:

میرے دوستوں! اگر کوئی موقع آیا تو تم دیکھو گے کہ تحفظ ناموس اسلام کی راہ میں، میں سر کمانے کے لئے مجاہدین کی صف اول میں شامل ہوں گا۔ تمہیں اجازت ہے کہ تم فرقہ ضالہ قادیانیہ کے استیصال کے لئے ہر ممکن اور جائز ذریعے اختیار کرو۔ میں تمہیں کامیابی کی نوید دیتا ہوں۔ ”وكان حقا علينا نصر المؤمنين“ (القرآن)

(مرزا نیت عدالت کے کنہرے میں ”از جانب مرزا، صفحہ 245)

سعد سعید اعوان (سابق وفاقی وزیر مملکت):

مرزائی کافر ہیں اور ملک کے غدار ہیں۔ ان کی سرگزشتیں سخت مشکوک ہیں۔“
(فت روزہ ”الولاک“ جنوری 1976ء)

فتنہ قادیانیت کے بارے میں

نامور شخصیات کے تاثرات

جس طرح سانپ کا زہر پلا ہوتا ایک مسلمان ہے۔

جس طرح بھیڑیے کا ظالم اور خونخوار ہونا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

جس طرح لومڑی کا مکار ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

جس طرح گیدڑ کا بزدل ہونا ایک طے شدہ بات ہے۔

جس طرح خنزیر کا ناپاک اور غلیظ ہونا ایک اہل اصول ہے۔

اسی طرح انسانیت کے لئے قادیانیت کا وجود ایک زہر، ایک غلاظت اور ایک ناموس

مخبر صادق جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی حیات ظاہری میں فتنہ انکار ختم نبوت

تھا۔ یقیناً مرزا قادیانی انہی تیس دجالوں اور کذابوں میں سے ایک ہے، جن کا ذکر احادیث

میں آیا ہے۔ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان ختم نبوت کے بعد کسی بھی

جھوٹا ہونے کے لئے کسی بھی گواہی کی ضرورت نہیں۔ اس کے جھوٹا ہونے کے لئے اللہ اور

صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادتیں ہی کافی ہیں۔ لیکن قادیانی بازی گر قرآن وحدیث کی روح کو قطعاً

قادیانی کی نبوت کا جواز مہیا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے مختلف گوشوں کے

کی قادیانیت کے حق میں آرام پیش کرتے ہیں۔ یہ آرام یا تو ان قادیانی چکے بازوں کا طعن

اور یا ان افراد کے بیانات کو توڑ مڑ کر اور انہیں جھوٹ کا خوشنما لباس پہنا کر عوام کے سامنے

ہے۔ تاکہ قادیانیت کے زہر کو عوام کے قلوب میں اتارا جاسکے۔ ہم نے اس خطرناک

دندان شکن جواب دینے کے لئے زندگی کے مختلف طبقات کے اہم افراد کی آرام کو اکٹھا کیا

تک یہ بات پہنچ سکے کہ ان سرکردہ افراد نے قادیانیت کو کیا جانا ہے۔ کیا بچانا ہے۔ اور

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ:

”علاوہ ازیں مرزائی حضور علیہ السلام کے مدارج کو مرزا قادیانی کے لئے مان کر شرمناک اور کمرنگ کر کے مرتکب ہوئے۔ جس طرح خداوند کریم کا شریک کوئی نہیں، اسی طرح محمد مرزا کوئی نہیں۔“

پروفیسر غفور احمد:

”بلاشبہ دستور کی حد تک قادیانی مسئلہ تسلی بخش طور پر حل ہو گیا ہے۔ لیکن انتظامی طور پر یہ مسئلہ پوری یقینی کے ساتھ بدستور موجود ہے۔ قادیانی ملک کی کلیدی اساس میں ان کے ساز و اداروں پر قابض ہیں اور ربوہ ابھی تک ان کی تحویل میں ہے۔ جب تک اس مسئلہ کو حل نہیں کیا جاتا اور ربوہ میں عام مسلمانوں کو رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی، یہ مسئلہ موجود رہے گا اور کسی وقت بھی امن عامہ کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔“

(ہفت روزہ ”ایشیا“ لاہور۔ 20 اگست 1974ء)

پروفیسر خورشید احمد:

”قادیانیت کے متعلق میرا ہمیشہ سے خیال ہے کہ اسے شعوری طور پر وہی قبول کرے جو یا تو اچھا خاصا باغی ہو یا پھر اسے کوئی مفاد اس طرف لے جائے۔“

(ماہنامہ ”اردو ڈائجسٹ“ لاہور)

پروفیسر قاری مغیث الدین شیخ (شعبہ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی لاہور):

”ملت اسلامیہ سے جھک دیئے جانے کے باوجود قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے جسے غلط عقائد و نظریات کے ماتھے پر اسلام کا لیبل چپکائے رکھنے پر اصرار کرتا ہے۔ صیہونی تحریک کا آلہ کار، یورپ کا تربیت یافتہ اور اسرائیل نوازیہ گروہ دراصل اپنے طریقہ آقاؤں کے مخصوص مقاصد و مفادات کی خاطر امت مسلمہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے مسلمانوں سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا۔“

(ہفت روزہ ”لولاک“ 14 اگست 1974ء)

سینٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری:

”مرزائی مارا آستین ہیں۔ جو دن رات وطن عزیز کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔ نظام سماجی کے راستے میں انہوں نے جس طرح رکاوٹیں پیدا کیں، ان سے ہم سب باخبر ہیں۔ اس فتنہ کے مدارک کی ذمہ داری ہم پر دوسروں سے زیادہ عاید ہوتی ہے۔ ہم نے اس میں کوتاہی کی تو یاد رکھئے آئندہ نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔“

(ماہنامہ ”فیائے حرم“ دسمبر 1974ء)

جنرل محمد ضیاء الحق:

”قادیانیت کا وجود عالم اسلام کے لئے سرطان کی حیثیت رکھتا ہے اور حکومت پاکستان اسے ایک اقدامات کے ذریعے اس بات کو یقینی بنانا چاہی ہے کہ اس سرطان کا خاتمہ کیا جائے۔ ہم بی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے یہ بات قابل فخر ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بھوٹی نبوت کا پردہ چاک کیا اور دنیا کو اس کے فریب سے آگاہ کیا۔ ختم نبوت کا عقیدہ صرف ملت اسلامیہ کے ایمان کا بنیادی نکتہ ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین اور رحمت کی تکمیل کا عالمی پیغام ہے۔“

(روزنامہ ”مشرق“ کوئٹہ، 10 اگست 1995ء)

سینٹس ملک غلام علی:

”قادیانیت ایک بارودی سرنگ ہے۔ جسے اسلام دشمن طاقتوں نے بڑی ہنرمندی کے ساتھ اس کی دیواروں کے نیچے بچھا رکھا ہے۔“

(”ترجمان القرآن“ لاہور، جولائی 1974ء)

جنرل فضل حق (سابق گورنر سرحد):

”صدر پاکستان (جنرل ضیاء الحق) نے قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس جاری کر کے ایک اہم اقدام ادا کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے مسلم لیگ کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کی ہے۔ اگرچہ قادیانیوں کو گزشتہ دور حکومت میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا لیکن اگر قانونی ضروریات پوری نہ ہونے کی وجہ سے یہ ابھی تک نامکمل تھا۔ قادیانیوں کو اگرچہ کئی سال قبل غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک اسلامی روایات اور اداروں کو غلط طور پر استعمال کر رہے تھے اور خود کو مسلمانوں کے روپ میں ظاہر کرتے تھے۔ لیکن اب یہ چور

دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔“ (روزنامہ ”جنگ“ 8 مئی 1984ء)
چوہدری محمد اسماعیل ایڈووکیٹ (جیرمین انٹرنیشنل ایڈوکیٹ)
 ٹریڈل:

”یہودیوں کی طرح مرزا کی بھی ایک منظم پارٹی ہے۔ جس کے سیاسی اور معاشی علماء اکٹھے ہیں۔“ (ہفت روزہ ”الاولک“ جلد 22، شمارہ 27، 40 دسمبر 1985ء)

چوہدری غلام جیلانی:

”وہ اب تک اپنے مردے پاکستان میں امانتاً دفن کرنا پسند کر رہے ہیں اور ان کی کشتی ہے کہ اکھنڈ بھارت پھر بن جائے اور ان کے وارے نیارے ہو جائیں، لیکن انشاء اللہ روز بد کبھی نہیں آئے گا۔ (انشاء اللہ) قادیانی ایمان و اسلام سے تو محروم ہو چکے اور آج برباد کر چکے ہیں اور اب دنیا میں بھی ذلیل و خوار رہیں گے۔“

(ہفت روزہ ”ایشیا“ 30 جون 1970ء)

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

حجاز کے مبارک سفر مکہ مکرمہ میں حاجی امداد اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی جو ایک صاحب کشف انسان تھے۔ جب ان کو میری آزاد اور بے باک طبیعت کا علم ہوا تو ان کا اصرار اور تاکید سے فرمایا کہ چونکہ غفریب ہندوستان میں ایک فتنہ ظاہر ہونے والا ہے لہذا تم وطن واپس چلے جاؤ۔ اگر بالفرض تم خاموش بھی رہو گے تو بھی یہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور اس طرح ملک میں آرام رہے گا۔ چنانچہ میں پورے وثوق کے ساتھ حاجی صاحب کے اس کشف کو مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتا ہوں۔“

آنحضرت ﷺ نے بھی خواب میں مجھے حکم دیا کہ یہ مرزا قادیانی غلط تاویل کی فتنی میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تو خاموش ہے۔“

(”ملفوظات طیبہ“ صفحہ 126، 127)

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب شرق پور شریف:

”حضرت مولانا میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب شرق پوری نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور کہا کہ مرزا قادیانی کی شکل قبر میں باؤ لے کتے کی ہے اور باؤ لے پن کا اس پر دورہ ہوا

اس کا منہ دم کی طرف ہے، بھونک رہا ہے اور گول چکر کاٹ رہا ہے، منہ سے پانی نکل رہا ہے اور بار بار اپنی دم اور ٹانگوں کو کاٹتا ہے۔ اس کشف کا فقیر نے ایک بزرگ کے سامنے ذکر کیا، فوراً تڑپ اٹھے۔ فرمایا خدا گواہ ہے۔ واقعاً یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اس کی حقیقت ایسی ہی ہونی چاہئے۔“ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت)

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

”مخلص اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے تو وہ کافر ہے، مرتد ہے اور مرتد کی سزا شہادت میں قتل ہے۔ اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو میں قادیانیوں کا فیصلہ شریعت کے مطابق کرتا، جس کی نظیر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی۔ مرزائیوں کا سوشل وکالٹ بالکل جائز ہے۔ ان کے ساتھ ہر قسم کا میل جول ختم کر دیا جائے۔“

(ماہنامہ ”ضیائے حرم“ دسمبر 1974ء)

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ:

”مرزائیت کے نزدیک جہاد شرعاً حرام ہے۔ ادبیات مرزائیہ جہاد کے احساس کے لئے ماہ کن ہے۔ مرزائیت الہامات ربانی کی بنا پر اکھنڈ ہند کی خواہاں ہے۔ اس کے نزدیک پاکستان کا قیام عارضی ہے۔“ (ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد)

عفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (خالق قومی ترانہ):

مرزائے قادیان اور ان کے ایجنٹوں کی تحریریں، تقریریں اور تبلیغی تدوین ہیں۔ ان تدوینوں کا مقصد دنیائے اسلام پر ”یہود“ کی حکومت قائم کرنا ہے۔

(”قادیانی امت“ از محمد شفیع جوش)

سید نظامی:

”غیر ممالک میں پاکستان کے ”سفارت خانے“ تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفاتر معلوم ہوتے ہیں۔“ (ماہنامہ ”صوت الاسلام“ ستمبر، اکتوبر 1985ء)

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ:

”مرزا قادیانی کافر ہے۔ قادیانی فرقہ ناری اور جہنمی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“

(”نوائے فریدیہ“ صفحہ 13، مضمون خواجہ غلام فرید، ضیائے حرم، لاہور)

ڈاکٹر عبدالقدیر خان:

”اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ عرصہ دراز سے قادیانی ملک کے اندر اور باہر یہودی الی مل کر پاکستان کے ایشی پروگرام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر بے بنیاد پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر رہے ہیں۔ مغربی ممالک کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں اور بے جا پابندیاں پیدا کر رہے ہیں۔ ہماری فنی ترقی کو مفلوج بنانے میں مشغول ہیں۔“

(ہفت روزہ ”چٹان“ جلد 39، شمارہ 323، 31 اگست 1994ء)

ڈاکٹر عبدالباسط (ممتاز قانون دان):

”میں سمجھتا ہوں کہ قادیانی تحریک کبھی بھی مذہبی مسئلہ نہیں تھی۔ اس فتنے کی ابتداء برطانوی دور میں شعبہ جاسوسی سے ہوئی اور اس کا مقصد مسلمانوں کو فکری انتشار میں مبتلا کر کے برطانوی سامراج کو زوال سے بچانے کی تدابیر کرنا تھا۔“

(ہفت روزہ ”چٹان“ 11 جون 1994ء)

ڈاکٹر وحید عشرت:

”جہاں جہاں قادیانی ہیں، وہ استعماریت کے اغراض و مقاصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے غدار اور مرتد ہیں۔“

(ہفت روزہ ”مہارت“ لاہور 13 تا 19 فروری 1992ء)

ڈاکٹر صہیب عبدالغفار حسن (دارالافتاء مکہ المکرمہ):

”قادیانیوں کا اسلام دشمن اور شرمناک سیاسی کردار سب مسلمانوں پر واضح ہے۔ اصل میں یہ ایک سیاسی تحریک ہے جس نے مذہبی روپ دھار رکھا ہے۔“

(ہفت روزہ ”لؤلؤ“)

ڈاکٹر عبدالکریم غلاب (نامور مسلم اسکالر مرکش):

”یہودیوں نے سنت نبوی ﷺ رسالت، جہاد اور وحی کے موضوعات پر جس قدر علمی اور تحقیقی بددیانتیاں کیں، قادیانیت ان کا بروز مجسم ہے۔“

(منابت، الصہبونیہ، بیروت 1931ء جلد اول صفحہ 230، بحوالہ ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور 1970ء)

الفقار علی بھٹو:

”قادیانی اتنے خطرناک ہیں، اس کا احساس مجھے ان دونوں میں ہوا ہے۔ میں نے کبھی سوچا کہ نہ تھا کہ قادیانی مذہب کے لوگ اس قدر خوفناک ارادے رکھتے ہیں۔“

(مقالہ مولانا تاج محمود علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی 1991ء از محمد ندیم)

بٹارڈ ائیر مارشل اصغر خاں:

”صحیح العقیدہ مسلمان کی طرح میرا ایمان بھی ہے کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں۔“

(ہفت روزہ ”لیل و نہار“ صفحہ 6، ایڈیٹر مجیب الرحمن شامی، 22 تا 29 جون 1974ء)

پڈا امے سلہری:

”در اصل قادیانی ازم انگریزوں کی سنگینوں کی حفاظت میں پروان چڑھا۔ کسی آزاد مسلم معاشرے میں اس کا پھیلنا ناممکن تھا۔ اس کا مقصد اسلام کی تعلیم کو مسخ کرنا تھا اور مغرب میں اس مذہب مقصد کے حصول کا ایک ہی ذریعہ قرار دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات الاوصاف کو گھٹایا جائے۔“ (ماہنامہ ”الحق“ اکوڑہ خٹک، نومبر 1974ء)

سردار محمد عبدالقیوم خاں (صدر آزاد کشمیر):

”ہم آزاد کشمیر میں کوشش کر رہے ہیں کہ اس سرزمین کو قادیانیت کے فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ وہاں انہوں نے بہت سازشیں کی ہیں۔ قادیانی پاکستان کی اہم شخصیتوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔“ (ہفت روزہ ”لؤلؤ“ مارچ 1974ء)

سید ریاض الحسن گیلانی (سابق ڈپٹی اتارنی جنرل):

”عقیدہ شتم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی سزا موت ہے اور اسلامی مملکت میں یہ سنگین ترین جرم ہے، اس لئے اس جرم کے مرتکب کو سزا دینے کے لئے صرف حکومت کی مشینری کے حرکت میں آنے کا انتظار کرنا ضروری نہیں بلکہ کوئی مسلمان بھی اس سلسلے میں قانون کو ہاتھ میں لے سکتا ہے کیونکہ یہی شریعت کا حکم ہے۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“ کراچی 19 دسمبر 1985ء)

شاہ فہد (خادم الحرمين الشريفين):

”سوئٹزرلینڈ کی قادیانی ایسوسی ایشن نے سعودی عرب کے شاہ فہد سے تحریری طور پر معذرت خیز درخواست کی ہے کہ وہ ان کے مذہب کے سربراہ کو حج کے لئے سعودی عرب آنے کی دعوت دیں۔ ایک خط میں جو شاہ فہد سمیت سعودی عرب کے چند اعلیٰ حکام کو بھیجا گیا ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں قائم قادیانیوں کی تحریک نے درخواست کی ہے کہ ان کے ملک کے رہنما کو، جو اس وقت ریوہ میں رہتے ہیں۔ سعودی فرمانروا کے سرکاری مہمانوں کی حیثیت سے دعوت دی جائے۔ سوئٹزرلینڈ کے مسلم سفارت کاروں نے اس ضمن پر وضاحتی تاراشکی کا اظہار کیا ہے۔“ (روزنامہ ”جنگ“ کراچی، 19 اگست 1982ء)

جب یہ درخواست شاہ فہد کے پاس گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ قادیانی جماعت کے سربراہ ”مرزا قادیانی ملعون“ کا طوق غلامی اتار کر مسلمان بن کر آئیں تو دل و جان مہمانداری کریں گے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کا طوق غلامی پہن کر آنا چاہتے ہو تو یاد رکھو یہ سرزمین حجاز ہے، جو کچھ ہمارے پیش رو حضرت صدیق اکبر علیہ السلام نے مسیلمہ کذاب اس کی پارٹی کا حشر کیا تھا، وہی حشر ہم تمہارا کریں گے۔“ اس جواب پر مرزائیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔“ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت)

شیخ محمد عبداللہ بن سبیل (خطیب و امام مسجد الحرام مکہ مکرمہ):

”اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی فرقہ، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مکروہ فتنہ پردازی میں مصروف ہے اور اللہ کے مومن بندوں کا سخت ترین دشمن ہے۔“

(ہفت روزہ ”ختم نبوت انٹرنیشنل“ کراچی، 8 جون 1984ء)

شیخ عبداللہ بن حسن (مفتی اعظم، رئیس القضاة مکہ مکرمہ):

”جو شخص دعویٰ نبوت کرے، اس کے کفر میں کوئی شک نہیں اور جو شخص اس کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کرے یا اس کی تابعداری کرے، وہ دعویٰ نبوت کی طرح کافر ہے اور اہل اسلام ان سے رشتہ و نکاح وغیرہ نہیں کر سکتے۔“ (ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد)

شیخ ابو الیسر عابدین (مفتی اعظم جمہوریہ شام):

”چونکہ فرقہ قادیانیہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتا، جس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”خاتم النبیین“ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ نیز دین اسلام کے بیشتر عقائد کا منکر

ہے۔ لہذا جو شخص بھی ان کے عقائد اختیار کرے گا۔ میں اس کے کفر کا فتویٰ دیتا ہوں، اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم“ (فتویٰ مفتی اعظم جمہوریہ شام، 15 اکتوبر 1957ء)

ساحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ المومہار شریف:

”کسی قادیانی کو قتل کرنا رضائے الہی کا موجب ہے۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، صفحہ 180)

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

”میں اس باب میں کوئی شک و شبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ ”احمدی اسلام اور ہندوستان“ (یعنی مسلم ہندوستان جو آج کل پاکستان ہے) دونوں کے خدار ہیں۔“

(علامہ اقبال کا خط پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام 21 جون، 1936ء)

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی):

”جو شخص یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا ہے یا سولی پر چڑھا دیا گیا ہے یا وہ ہجرت کر کے کشمیر چلے گئے، جہاں عرصہ دراز کی زندگی کے بعد اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور آسمان پر نہیں اٹھائے گئے یا یہ کہ وہ دنیا میں آچکے ہیں یا وہ خود نہیں آئیں گے، بلکہ ان کا مثیل آئے گا، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ”میں مثیل مسیح ہوں، میں اس فریضہ کو ادا کروں گا“ اور یہ دعویٰ کرنا کہ آسمان سے نازل ہونے والا کوئی مسیح نہیں ہے۔ یہ سارے خیالات اللہ پر افترا اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب ہے، یعنی ایسا کرنے والا شخص اللہ اور اس کے رسول کو جھوٹا قرار دیتا ہے اور وہ شخص کافر ہے۔ ایسی باتیں کرنے والے شخص سے قرآن و سنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے حق کی طرف رجوع کرے تو بہتر و نسا سے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے۔“

امام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، نائب رئیس الجامعہ الاسلامیہ المدینہ المنورہ۔ ”قادیانیت عدالت“ (شہرے میں) از جانا باز مرزا)

عطاء الحق قاسمی:

”میرے نزدیک بد بخت انگریز نے ہندوستان میں اپنے غاصبانہ قبضے کو مضبوط کرنے اور اسلام سے اپنی ازلی دشمنی کے اظہار کے لئے جہاں اور بہت سے اقدامات کئے، وہاں مرزا غلام احمد کے گلے میں ”انگریزی نبوت“ کا طوق بھی ڈالا۔ چنانچہ موصوف نے

مسلمان ہند کو بے روح بنانے کے لئے پہلا کام یہ کیا کہ جہاد کو منسوخ قرار دے اور ہندوستان کے تخت و تاج کے وارث مسلمان انگریز کی غلامی کو مذہبی بنیادوں پر تسلیم کر لیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ موصوف نے انگریزوں کے جو قصیدے لکھے وہ اتنے انشویانہ ہیں کہ انہیں پڑھتے ہوئے ایک آزادی پسند انسان کا خون کھولنے لگتا ہے۔“

(عطاء الحق قاسمی: ”قادیانیت جنک“ ص 99)

غلام مصطفی جتوئی (سابق وزیراعظم):

”این پی پی 1973ء کے آئین کو قادیانیوں سے متعلق غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی ترمیم سمیت تسلیم کرتی ہے۔“ (روزنامہ ”شرق“ لاہور 10 ستمبر 1986ء)

غلام حیدر واٹھی (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب):

”مسلم لیگ کے دستور کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہونے کی وجہ سے مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن نہیں بن سکتے۔ البتہ پاکستان کی دیگر اقلیتوں کے ورکر اس جماعت کے شریک ہو سکتے ہیں۔ اسی صورت میں بن سکتے ہیں بشرطیکہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد اور نظریاتی اساس سے متفق ہوں۔“ (روزنامہ ”جنگ“ لاہور، 8 نومبر 1986ء)

قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ:

جب کشمیر سے واپسی پر قائد اعظم سے سوال کیا گیا کہ آپ کی قادیانیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ”میری رائے وہی ہے جو علماء کرام اور پوری امت کی ہے۔“ (ہفت روزہ ”لوالاک“ دسمبر 1971ء)

قدرت اللہ شہاب:

”کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ جنگ (1965ء) قادیانیوں کی سازشوں کا نتیجہ ہے، اس لئے فوج کے ایک قادیانی میجر جنرل اختر حسین ملک نے مقبوضہ کشمیر پر تسلط قائم کرنے کے لئے ایک پلان تیار کیا گیا، جس کا کوڈ نام ”جبر اللہ“ تھا۔ صاحبان اقتدار کے لئے کئی افراد نے ان کی مدد کی۔ ان میں مسٹر ایم۔ ایم۔ احمد سر فہرست بتائے جاتے ہیں۔ جو خود بھی قادیانی تھے اور عہدے میں بھی پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین ہونے کی حیثیت سے صدر ایوب کے نہایت قریب تھے۔ جنرل اختر ملک نے اپنے پلان کے مطابق کارروائی شروع کی۔ ایک بار میں نے نواب آف کالا باغ سے اس جنگ کے متعلق کچھ دریافت

کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے فرمایا، بھائی شہاب، یہ جنگ پاکستان کی ہرگز نہ تھی۔ اصل یہ جنگ اختر ملک، ایم۔ ایم۔ احمد، عزیز احمد اور نذیر احمد نے شروع کرائی تھی۔ (”شہاب نامہ“ از قدرت اللہ شہاب)

ناصر حسین احمد (امیر جماعت اسلامی):

”قادیانیت کے مکمل خاتمہ کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء کا اتحاد ناگزیر ہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خوف زدہ ہو کر قادیانیت کی بنیاد رکھی اور اب تک روس، امریکہ اور برطانیہ اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ قادیانی گروہ پاکستان کے خلاف مسلسل تحریکی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس جماعت کے افراد مسلح افواج، نوکر شاہی اور صنعتی اداروں میں کلیدی عہدوں پر فائز ہیں، جو طاغوتی طاقتوں کے سیاسی اور عوامی مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ انگریز کا خود کاشت پودا آئین کی حکم کھلا خلاف ورزی اور سبک دہی ہے۔ مرزائی چاہتے ہیں کہ کوئی طاقت ان کو مسلمانوں کے نام پر اقتدار پر چڑھائے۔ حکومت پاکستان ایرانی بھائیوں کی طرح پاکستان میں مرزائیوں کو خلاف قانون قرار دے۔“ (روزنامہ ”نوائے وقت“ 28 اکتوبر 1988ء)

علی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

”قادیانی مرتد، منافق ہیں۔ مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا شروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کا ذبح محض نجس، مردار، حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے والا واجب سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے، وہ بھی کافر۔“

(”احکام شریعت“ صفحہ 112، 122، 177)

علی محمد حسین نعیمی:

”قادیانی اپنے عقاید اور نظریات کے باعث مرتد ہیں۔ ایسا شخص جو اسلام کے بعد کافر اور مرتد ہوتا ہے، واجب القتل ہے۔“ (روزنامہ ”جنگ“ لاہور 1986ء)

محترمہ بی نظیر بھٹو:

قادیانیوں کے بارے میں آئینی ترمیم ملک کی منتخب اسمبلی میں اتفاق رائے سے منظور ہوئی

تھی، اس لئے وہ ترمیم درست ہے اور اسے ختم نہیں کیا جائے گا۔“

(روزنامہ ”جنگ“)

محمد خان جو نیجو (سابق وزیراعظم):

”ختم نبوت کے منکرین (قادیانیوں) کے خلاف پوری قوت سے کاروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ توہین ختم نبوت برداشت نہیں کی جائے گی۔ ختم نبوت کے منکرین اور کفار کے جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ کرنے کے لئے حکومت پاکستان نے کئی مؤثر کارروائیاں کیں ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی دنیا کو پاکستان سے تعاون کرنا چاہئے۔“

(ریڈیو رپورٹ، 27 نومبر 1985ء، روزنامہ ”جنگ“، لاہور، روزنامہ ”امروز“، لاہور، 28 نومبر 1985ء)

میاں نواز شریف (سابق وزیراعظم):

”حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی پر کوئی بڑی سے بڑی سزا بھی کم ہے۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“، 20 مئی 1981ء)

مولانا شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ):

”مرزائیت، یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے اور پاکستان میں تل ابیب کا لہجہ ربوہ ہے۔ اس کی معرفت جو چاہتے ہیں کرواتے ہیں۔ مذہب کا تو ان لوگوں نے لہجہ اوڑھ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی خطرناک سیاسی تحریک ہے اور صیہونیت کی ایک ذیلی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی سامان پیدا کر رہی ہے۔“ (ارشادات نورانی، از ضیاء المصطفیٰ، قسطنطنیہ)

ملک محمد قاسم:

”پاکستان مسلم لیگ ختم نبوت پر ایمان رکھتی ہے۔ اس کا ایمان ہے، جو کوئی اس عقیدے پر ایمان نہیں رکھتا، وہ مسلمان نہیں۔“

(ہفت روزہ ”لیل و نہار“ ایڈیٹر مجیب الرحمن شامی، جولائی 1982ء)

مولانا طاہر القادری:

”مرزا قادیانی ایک مریض ہے کہ جو منہ میں آتا ہے۔ بکلتا چلا جاتا ہے۔ ان ائمہ اور جہالوں کو کیا کہئے کہ جو ان ”ہندیانات“ کو الہام و وحی سمجھتے ہوئے ہیں اور اس ختم خرافات پڑھ کر بھی مرزائے قادیان کی عزت کرتے ہیں اور اس کی ذات سے ان کی

حقیقت میں کی نہیں آتی۔ یہ کفر و ضلالت کا وہ آخری درجہ ہے جہاں ذہن و قلب سے حق سنا ہی اور اچھے برے کے جاننے پہچاننے کی تمیز سرے سے جاتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ دلوں پر مہر لگا دی جاتی ہے۔“

(”قادیانیت“ از طاہر القادری)

مجیب الرحمن شامی:

”مرزائیت کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ بد قسمتی سے ہمارے ہاں اسے محض ایک مذہبی لولہ سمجھا گیا، لیکن درحقیقت یہ ایک سیاسی تحریک ہے۔ ایسی تحریک جس کا مقصد اکھنڈ بھارت کا قیام اور برصغیر میں سامراجی مفادات کی نگہداشت ہے۔“

(ہفت روزہ ”لیل و نہار“، 28 جون 1974ء)

عرفان محمود برق (سابق قادیانی):

سرزمین پنجاب میں قادیان کی مٹی سے نکلنے والی غلاظت مرزا قادیانی جو خود محمد رسول اللہ ﷺ کا وارث تھا (نحوہ باللہ) اُس میں اخلاق حسنة کی ایک ادنیٰ سی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ مرزا قادیانی اخلاقی گنہگار ہیں، دشنام طرازیوں، دریدہ دہنیوں، قس کلامیوں اور بدگوئیوں کا ایک غلیظ کٹر تھا۔ وہ ان خصال کی بھارت اور جرأت مندی کا مظاہرہ کرتا کہ بدخلق و بدتہذیبی بھی اُس کے سامنے شرم و ندامت سے گھس ہو جاتی اسی بناء پر اگر اُسے تہذیب شکن اخلاق کے ان فنون کا گرو گھنٹال کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (قادیانیت، اسلام اور سائنس کے کشمیرے میں، مصنف عرفان محمود برق، صفحہ 119)

مولانا ابوداؤد محمد صادق:

”اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ذلیل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا، اپنا امام و پیشوا جاننا تو درکنار، ایسوں کو ادنیٰ مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔“

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

(ہفت روزہ ”رضوان“، 28 اگست 1952ء، جلد 5، شمارہ 29)

مولانا ظفر علی خان:

”جہاں تک مرزا قادیانی کا تعلق ہے، ہم اس کو ایک بار نہیں، ہزار بار دجال کہیں گے۔ اس نے حضور ﷺ کی ختم المرسلین پر اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموس رسالت پر کھلم

کھلا حملہ کیا ہے۔ اس عقیدہ سے میں ایک منٹ کے کروڑوں حصے کے لئے بھی ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا، دجال تھا۔ میں اس سلسلہ میں قانون انگریزی کا پابند نہیں۔ میں قانون محمدی کا پابند ہوں۔“ (تحریک مٹ مٹ)

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (وفاقی وزیر برائے مذہبی امور) نے ”مرزائی جہاں کہیں بھی موجود ہے، کفر کا ایجنٹ ہے۔ اسلام کے خلاف جاسوس ہے۔ مرزا قادیانی نے خود کہا ہے کہ: ”میں انگریز کا خود کا شہ پودا ہوں اور انگریز کی اطاعت اور رسول کی اطاعت ہے۔“ مزید کہا کہ ”انگریز کے دور میں ہمیں وہ امن وامان نصیب ہوا ہے جو ہمیں کئے اور دینے میں بھی نہیں مل سکتا۔“ قادیانیوں نے بغداد کے سقوط کی خبر کے چراغ جلانے تھے۔“ (ہفت روزہ ”ختم نبوت“ مارچ 1974ء)

نواب زادہ نصر اللہ خان:

”میں سیکہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک سب کو کاذب سمجھتا ہوں۔“

(روزنامہ ”جنگ“ کراچی، 31 جولائی 1969ء، صفحہ 8، ماہنامہ ”الہامیہ“ لعل آباد جمادی الاول 1411ھ)

نذیر احمد غازی (اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب):

”یہ انتہائی ظلم کی بات ہے کہ قرآن مجید میں حضرت نبی آخر الزماں ﷺ پر نازل ہونے والی اکثر آیات مبارکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے چوری کر کے اپنے نام کے ساتھ منسوب کر لی ہیں۔ اگر قادیانیوں کو ان کے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دے دی جائے تو اس سے نہ صرف معاشرے میں بیجان پیدا ہوگا، بلکہ اخلاقیات بھی تباہ ہو جائیں گی۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“ 23 مئی 1991ء)

نذیر ناجی:

”علمائے کرام تو مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کرنے کے مطالبات، عقائد کے حوالے سے کرتے ہیں۔ لیکن پاکستان کے دفاع کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ان لوگوں سے چوکس رہا جائے۔ یہ کچھ بھی نہ کرتے ہوں تو بھی ان سے محتاط رہنے کی یہی وجہ کافی ہے کہ ان پر اسرائیل اور بھارت کی حکومتیں مہربان ہیں۔“

(کالم ”سویرے سویرے“ روزنامہ ”نوائے وقت“ 15 جنوری 1981ء)

(ر) جاوید اقبال

علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت

مصائب وآلام اور طرح طرح کی الجھنوں کے باوجود اقبال اپنی علمی و شعری کاوشوں، مسلمانوں کی مذہبی اور ان کے سیاسی مسائل کے حل کیلئے وقت نکالتے رہے۔ انجمن حمایت اسلام کے اجلاس کی خاطر نواب بھوپال کو صدارت کیلئے لاہور بلوانے کی کوشش کی۔^(۱) ”زیور نجم“ بمبارو و لاہور حواشی کی شکل میں تھا) کی اشاعت کا ارادہ کیا^(۲)۔ ”صور اسرافیل“ (جو 1936ء میں ”ضرب“ نام سے شائع ہوئی) کیلئے اشعار کی تخلیق کا سلسلہ جاری رکھا اور اسی طرح انہی ایام میں قادیانیت کی تردید میں اپنا پہلا انگریزی بیان بعنوان ”قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان“ تحریر کیا۔ یہ نمبر کے مختلف انگریزی اخباروں مثلاً ”ایسٹرن ٹائمز، ٹریبون، سٹار آف انڈیا، کلکتہ، دکن ٹائمز وغیرہ“ میں شائع ہوا۔ علاوہ اس کے اردو اخباروں میں اس کا ترجمہ بھی چھپا۔ 14 مئی 1935ء کو سٹیٹس مین نے شائع کیا اور ساتھ اس پر لیڈنگ آرٹیکل بھی لکھا۔

قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان“ میں مختصر اقبال کا استدلال یہ تھا کہ مسلمانوں کی ملی وحدت کی بنیادیں مذہبی تصور پر استوار ہیں۔ اگر ان میں کوئی ایسا گروہ پیدا ہو جو اپنی اساس ایک نئی نبوت پر رکھتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ تمام مسلمان جو اس کا موقف قبول نہیں کرتے وہ کافر ہیں، تو قدرتی طور پر ہر مسلمان ایسے گروہ کو ملت اسلامیہ کے استحکام کے لئے ایک گمراہ قرار دے گا اور یہ بات اس لیے بھی جائز ہوگی کہ مسلم معاشرے کو ختم نبوت کا عقیدہ ہی سالمیت کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اقبال کے نزدیک قبل از اسلام مجوسیت کے جدید احیاء نے ان دو تحریکوں کو جنم دیا، ان میں ایک بہائیت ہے اور دوسری قادیانیت۔ بہائیت اس اعتبار سے زیادہ دیانت پر مبنی ہے کہ وہ اسلام سے اعلانیہ علیحدگی کا رستہ اختیار کرتی ہے لیکن قادیانیت اسلام کے بعض اہم ظواہر کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی روح اور نصب العین سے اعتراف کرتی ہے۔ اقبال کے بیان کے مطابق ”بروز“، ”حلول“ اور ”قل“ کی اصطلاحات ”مسلم ایران میں اسلام سے منحرف تحریکوں نے اختراع کیں اور ”مسیح موعود“ کی اصطلاح بھی

مسلم دینی شعور کی تخلیق نہیں ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے حاکموں بہترین راستہ یہی ہے کہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دیں۔“ (5)

اس بیان پر قادیانی اخباروں نے نئے اعتراض کیے اور اقبال پر مختلف قسم کے الزام وار ”لائٹ“ کے نمائندے نے ان کی توجہ ایک اور قادیانی ہفتہ وار ”سن رائز“ کی طرف مبذول ہوئے سوال کیا کہ اس اخبار کے مطابق انہوں نے اپنے کسی گذشتہ خطبے میں احمدیت کے رائے کا اظہار کیا تھا۔ سوان کے اب کے بیان اور اس خطبے میں تناقض کیوں ہے؟ اقبال کا جواب ”وہ یہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتے کہ اب سے ربع صدی پیشتر انہیں اس تحریک سے توقع تھی لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں ظاہر نہیں ہو جاتی بلکہ اپنے مکمل اظہار کئی عشرے لیتی ہے۔ اس تحریک کے دو گروہوں کے درمیان اندرونی اختلافات بھی ان کی ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ جو لوگ بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے، انہیں بھی آگے چل کر تحریک نے کیا صورت اختیار کرنی ہے۔ درخت کو جڑ سے نہیں اس کے پھل سے کاٹ دیا ہے۔ پس اگر ان کے رویہ میں تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے۔ رائے بدلے۔ بقول ایمرن صرف پتھر ہی اپنے آپ کو نہیں بدلتے۔“ (4)

اقبال نے سلیٹسمن کے لیڈنگ آرٹیکل میں اپنے بیان پر تبصرہ کا جواب ایک خط کے ذریعہ 10 جون 1935ء کو سلیٹسمن میں شائع ہوا۔ جواب کے اہم نکات یہ تھے: اول یہ کہ قادیانیوں کی طرف سے کسی رسمی عرضداشت کی وصولی کا انتظار کیے بغیر انگریزی حکومت کا وہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے عقائد میں بنیادی اختلاف کا انتظامی طور پر نوٹس لے، جیسے کہ 1919ء تک انتظامی اعتبار سے ایک علیحدہ سیاسی یونٹ نہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر بعد میں بغیر ان کے کسی عرضداشت کی وصولی کے انہیں ایسا تصور کیا گیا، باوجود اس کے کہ ہائی کورٹ لاہور کے رو سے کچھ کوئی علیحدہ مذہبی فرقہ نہیں بلکہ ہندو تھے۔ دوم یہ کہ قادیانیوں کے سامنے صرف دو تھے یا تو بہانیوں کی طرح مسلمانوں سے اپنے آپ کو خود مذہباً الگ کر لیں یا مسئلہ ختم نبوت کے تمام تاویلات مسترد کر کے اسلامی موقف قبول کریں۔ آخر دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے ان کے منافی تاویلات اپنانے میں کیا مقصد ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ سیاسی فائدہ اٹھایا جائے۔ (اور یہ نکتہ خصوصی اہمیت رکھتا تھا) قادیانیوں کو علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دینے میں اگر انگریزی حکومت کا مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانان برصغیر یہ شک کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومت جہاں بوجہ کہ اس مذہبی فرقہ کو اس وقت تک مسلمانوں سے الگ نہ کرے گی

کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو جاتا، کیونکہ فی الحال قادیانی اپنی تعداد میں کمی کے سبب سیاسی طور پر مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں کے علاوہ ایک چوتھا مذہبی فرقہ بن سکنے کے قابل نہیں اگر ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو وہ پنجاب میں مسلمانوں کی تھوڑی سی اکثریت کو صوبائی میں شدید نقصان پہنچا سکتے تھے۔ پس اگر انگریزی حکومت 1919ء میں سکھوں سے کسی رسمی عرضداشت کی وصولی کا انتظار کیے بغیر انہیں ہندوؤں سے الگ مذہبی فرقہ تسلیم کر سکتی ہے تو اس ضمن میں (انوں کی طرف سے کسی رسمی عرضداشت کی وصولی کا انتظار کیوں ہے۔) (5)

دوسرے روزہ اخبار ”اسلام“ کے نمائندے نے اقبال کی توجہ مرزا بشیر الدین محمود کے ایک خطبہ جمعہ کی طرف مبذول کی جس میں ان پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ انگریزی حکومت سے قادیانیوں کو مسلمانوں کے حوالے کا مطالبہ کر رہے ہیں جیسے رومیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے حوالے کر دیا تھا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا۔ اقبال نے اپنے جواب مورخہ 22 جون 1935ء میں جو اس خطبے کا شائع ہوا، واضح کیا کہ ان کے گذشتہ بیان میں ایسا کوئی فقرہ موجود نہ تھا۔ البتہ انہوں نے یہ کہا کہ انگریزی حکومت میں مسلمانوں کو اتنی آزادی بھی حاصل نہیں جتنی یہود کو رومی سلطنت میں حاصل تھی۔ رومی اس بات کے پابند تھے کہ یہود کی مجلس امور مذہبی میں جو فیصلہ ہو گا وہ دیکھیں گے کہ اس کی تعمیل کی صورت پر ہو جاتی ہے۔ (6)

”طلوع اسلام“ بابت اکتوبر 1935ء میں مذہبی نیازی نے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض تحریروں کے اقتباسات پیش کیے جس میں انہوں نے نبوت کے دو جزاء پر بحث کی تھی، یعنی دعائیت کے ایک خاص مقام کی حیثیت سے اور نبوت ایک ایسے ادارے کی حیثیت سے جوئی کے تخلیق کر کے انسانوں میں سیاسی اور معاشرتی تغیر کا سبب بنے۔ بقول اقبال اگر دونوں جزاء ہوں تو وہ نبوت ہوگی اور اگر صرف پہلا جزو موجود ہو، تو تصوف یا ولایت۔ اقبال نے تحریر کیا: (7)

”مقام نبوت کے معنی یہی ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو جزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کا ذب ہے۔“

بالآخر قادیانیوں کی حمایت میں پنڈت جواہر لعل نہرو بھی اس بحث میں کود پڑے اور انہوں نے انگریزی مضامین بعنوان ”اتحاد اسلام“ اقبال کے مضمون پر تبصرہ“ میں جو کلکتہ کے رسالے ”ریویو“ میں نومبر 1935ء میں شائع ہوئے، اقبال کے نظریات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اقبال نے ان کے مضامین کا ایک نہایت جامع جواب بعنوان ”اسلام اور احمدیت“ تحریر کیا، جو

”اسلام“ مورخہ 22 جنوری 1936ء میں شائع ہوا۔ اس طویل جوابی مضمون میں بھی چکا ہے انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق مسلمانوں کے موقف کی وضاحت کی۔ (8)

”ظاہر ہے کہ ایک ہندوستانی قوم پرست (یعنی پنڈت نہرو) جس کے سیاسی آئیڈیالوجی اس کی حقیقت کو پرکھنے کی جس کا خاتمہ کر رکھا ہے، یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ شمال مغربی کے مسلمانوں کے دل میں حق خود ارادیت کا جذبہ پیدا ہو۔ میرے نزدیک اس کی یہ بات ہے کہ ہندوستانی پیشگرمز کے فروغ کے لیے واحد راستہ یہی ہے کہ مختلف ثقافتی و مذہبی طور پر یکجہل دیا جائے۔“

ان کے بعد ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین نے سیکرٹری انجمن کی حیثیت سے صدر انجمن (یعنی اقبال) کی وضاحت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں قرارداد کی تائید کی:

صدر محترم نے یہ محسوس کیا ہے کہ انجمن دن بدن مسلمانوں میں اپنا وقار کھو رہی ہے۔ جب تک قادیانیت کے متعلق انجمن کی پالیسی غیر مشتبہ الفاظ میں واضح طور پر پبلک کے سامنے نہ کی جائے تب تک مسلمان مطمئن نہیں ہو سکتے اور ایک بڑی بات جس پر کہ مسلمانوں میں بیجان تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں آ سکتا ہے یا نہیں، اس ریزولوشن میں اس کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔“

اس مرحلہ پر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ جوش میں آ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور چلا کر بولے:

”جناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے جو تشریح کی ہے وہ غلط ہے بلکہ مجازی رنگ میں نبی آ سکتا ہے۔“

مولوی غلام محی الدین ایڈووکیٹ نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا:

”انجمن علمۃ المسلمین پر اپنی جنرل کونسل کے ذریعہ واضح کرنا چاہتی ہے کہ انجمن علمۃ المسلمین کے ساتھ ہے۔ مرزا صاحب کو اختلاف پیدا نہیں کرنا چاہیے۔ اصول مندرجہ بالا کے علاوہ ان کا کوئی عقیدہ ہے تو وہ اسے اپنے تئیں رکھیں اور انجمن میں ذریعہ اختلاف نہ بنائیں اور میں اس اعلان کی پرزور تائید کرتا ہوں۔“

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ غصہ میں میٹنگ سے واک آؤٹ کر گئے۔ نو دن کے بعد ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ 11 فروری 1936ء کو رات کے گیارہ بجے مر گئے۔

انجمن کی اس کارروائی کے متعلق اخبار ”لامیٹ“ کے ایڈیٹر نے تحریر کیا کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کا باعث انجمن کا وہ اعلان تھا جو اقبال کے مطالبے پر جنرل کونسل نے قادیانیت کے بارے میں 6 فروری 1936ء کو تیار کر کے اپنے اخبار ”حمایت اسلام“ مورخہ 6 فروری 1936ء میں شائع کیا تھا۔ لکھا کہ اقبال نے انہیں کافر کہا تھا اور انجمن سے مطالبہ کیا تھا کہ جب تک ڈاکٹر مرزا یعقوب

بالآخر اپنے خط بنام پنڈت جواہر لعل نہرو مورخہ 21 جون 1936ء میں اقبال کے سیاسی رویہ کا تجزیہ کرتے ہوئے تحریر کیا، میرے ذہن میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ڈاکٹر مرزا نے ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔ (9)

گزشتہ سالوں میں قادیانی تحریک کے بارے میں اقبال کا نظریہ کیا تھا! قادیانیت کی ضرورت انہیں کیوں پڑی یا اس تحریک کے خلاف ان کے بیانات کس پس منظر میں آئے؟ قادیانیوں نے ان پر کیا اعتراض کیے یا کیا کیا الزام لگائے؟ ان تمام سوالات پر طبعاً درجہ ذیل ہے۔

جنوری 1936ء کے ابتدائی مہینوں میں اقبال اپنے مضمون ”اسلام اور احمدیت“ کی مصروف تھے، اس لیے بھوپال جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا (10)۔ 16 فروری 1936ء کو ”لامیٹ“ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کی موت کو بہانہ بنا کر اپنے افتتاحیہ کالم میں اقبال کی تائید کیا۔ (11) اس کا پس منظر یہ ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ قادیانی عقیدہ رکھتے تھے اور احمدیہ اسلام کے ایک اہم رکن تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں احمدی قادیانی نزاع نے پنجاب بھر کے مسلمانوں کو توجہ اپنی طرف مبذول کر رکھی تھی، اس لیے اقبال نے بحیثیت صدر انجمن کو مشورہ دیا کہ اس کے متعلق اپنی پالیسی غیر مشتبہ الفاظ میں واضح کر دینی چاہیے۔ چنانچہ 2 فروری 1936ء کو جنرل کونسل نے زیر صدارت خلیفہ فضل حسین بہ تحریک عبد المجید ایک قرارداد پیش کی جس میں انجمن کے مسئلہ پر انجمن کے موقف کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس سے پیشتر اسی موضوع پر انجمن کی ایک اعلان بدیں مضمون بھی تیار کیا گیا تھا جو بعد میں اخبارات میں شائع ہوا کہ عقائد نہایت خاتمیت میں انجمن علمۃ المسلمین کی ہم نوا ہے اور کونسل اس امر کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ نبوت اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں نہیں آ سکتا۔

بیک کو انجمن کی ممبر سے الگ نہیں کیا جاتا وہ صدارت قبول نہ کریں گے۔ بعد ازاں ڈاکٹر غلام احمد نے کونسل میں بحولہ بالا اعلان کی بابت قرارداد پاس کرتے وقت ان کے خلاف تشددات کا یہ سچا سچا تجربہ اپنی طبعی موت نہیں مرے بلکہ وہ انجمن کے حق کیلئے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر نے اقبال کے بارے میں تحریر کیا: ”ایک بہترین صبح کو ڈاکٹر محمد اقبال نے یہ خیال کیا کہ مرزا یعقوب بیک کا فرہہ۔ ڈاکٹر اقبال نے انجمن حمایت اسلام کو چیلنج بھیج دیا کہ مرزا یعقوب بیک کو الگ کر دیا جائے۔ جیسا کہ وہ اس احسان فراموش اور بے ضمیر کتوں کی جماعت میں بوجہ اپنی شان کے رہنے کے قابل نہ تھا۔ خدا نے اس کو اپنی طرف بلا لیا۔ ہم ڈاکٹر محمد اقبال اور ان کے رہزن گروہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اب گندہ آدمی دنیا میں نہیں رہا اور ڈاکٹر صاحب کی کرسی صدارت کو زینت بخشیں۔“

سیکرٹری انجمن ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کے متعلق لکھا:

”ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کی بابت یہ رپورٹ ملی ہے کہ انہوں نے خاص طور پر جنرل کونسل میں متقدمانہ رویہ اختیار کیا ہے اور جوئی کہ وہ (ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک) اس میٹنگ سے آئے ان پر فوجی گراور 11 فروری 1936ء کو رات کے گیارہ بجے مر گئے۔ پس ڈاکٹر یعقوب بیک اسلام کے شہید ہیں“

اقبال نے ”لامیث“ کے لگائے گئے الزامات کا نوٹس نہ لیا۔ البتہ ہفت روزہ ”حمایت اسلام“ جنرل کونسل کی کارروائی کی تفصیل پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ سراسر غلط ہے کہ ڈاکٹر مرزا بیک جوئی میٹنگ سے باہر نکلے اور مر گئے۔ پس شہید اسلام ہیں۔ دراصل کونسل کا اجلاس 1936ء کو منعقد ہوا تھا اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیک 11 فروری 1936ء کو مرے۔

اب قادیانیت کی تردید میں اقبال کی تحریروں کے پس منظر پر بحث کی جاسکتی ہے۔ تحریروں کے سبب اقبال قادیانیوں کے غیض و غضب کا نشانہ بنے۔ ان کی وفات کے چند سال بعد، اضطرابات پنجاب کے سلسلہ میں منیر اکوڑی کمیشن کے سامنے شہادت دیتے ہوئے گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ اقبال نے مرزا غلام احمد کی بیعت کی تھی اور 1930ء تا 1931ء بیعت کے پابند رہے لیکن اس کے بعد کشمیر کمیٹی میں مرزا بشیر الدین محمود اور اقبال کے درمیان اختلاف پیدا ہوئے جس کے نتیجہ میں انہوں نے احمدیت کے خلاف بیانات دینا شروع کر دیے۔ دوران گواہ نے پہلے تو کہا کہ یہ بیعت 1893ء یا 1894ء میں ہوئی تھی پھر کہا کہ 1897ء

دوران گواہ نے اپنی شہادت کے کسی اور حصہ میں بتایا کہ اقبال 1930ء تک مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے تھے، پھر کہا کہ اس نے اپنے بیان میں یہ کہیں بھی نہیں کہا کہ اقبال قادیانی تھے۔ (12) اسی طرح اہل حلقوں کی طرف سے یہ مشہور کرنے کی کوشش کی گئی کہ اقبال کا قادیانیت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ خاندان کے کئی افراد نے قادیانیت کو قبول کیا۔ ان کے والد قادیانی تھے۔ ان کے بڑے بھائی مرزا قادیانی تھے اور ان کے بھتیجے شیخ اعجاز احمد قادیانی ہیں، جنہیں اقبال نے وصیت نامہ میں اپنے بھائیوں کے اولیاء کی فہرست میں شامل کیا تھا۔ پس اگر بعد میں وہ قادیانیت کے خلاف ہو گئے تو اس کی حقیقتی اور سیاسی تھیں۔ (13)

اقبال کی زندگی میں ان کے قادیانی نقادوں نے ان کے متعلق یہ باتیں نہ کہی تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد کی سوچ بچار کا نتیجہ ہیں۔ بہر حال اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ اقبال نے اپنی زندگی کے کسی مرحلہ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی یا قادیانیت کے ساتھ ان کا گہرا تعلق رہا۔ اسی بات کو کہنا بھی درست نہیں کہ ان کے والد شیخ نور محمد قادیانی تھے۔ البتہ ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد کی زندگی کے ایک حصہ میں قادیانی مسلک قبول کیا اور کچھ مدت تک جماعت قادیانیہ میں شامل رہے۔ بقول ان کے فرزند شیخ مختار احمد اور دختران عنایت بیگم و وسیم بیگم بعد ازاں قادیانیت کو ان کے جماعت سے رشتہ توڑ دیا۔ شیخ عطا محمد اقبال کی وفات کے تقریباً دو سال بعد 22 دسمبر 1936ء کو سیالکوٹ میں فوت ہوئے اور انہیں امام صاحب کے معروف قبرستان میں دفنایا گیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے شیخ شریک تھا۔ نماز جنازہ شہر کے ایک سنی امام مولوی سکندر خان نے پڑھائی۔ البتہ شیخ عطا محمد اور ان کے چند قادیانی احباب نے غالباً شیخ عطا محمد کے گزشتہ یا مغرورہ عقیدے کے پیش نظر نماز جنازہ پڑھی۔ شیخ عطا محمد کی اولاد میں صرف شیخ اعجاز احمد قادیانی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اقبال نے مرزا غلام احمد کے نام پر برادر زادہ ہونے کی حیثیت سے اور ان کی صالحیت کی بنا پر اپنے نابالغ بچوں کو اولیاء کی فہرست میں شامل کیا تھا۔ یہ وصیت نامہ انہوں نے قادیانیت کے خلاف اپنا پہلا بیان دینے سے پہلے ہی ماہ بعد لکھا۔ لیکن تقریباً دو سال بعد وہ شیخ اعجاز احمد کی جگہ سراسر مسعود کوگا روڈین نامزد کرنا چاہیے تھا جیسا کہ ان کے خط مورخہ 10 جون 1937ء بنام سراسر مسعود سے ظاہر ہے، دیگر اولیاء کا ذکر ان کے بعد تحریر کرتے ہیں: (14)

”نمبر 3 شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے۔ نہایت صالح آدمی ہے مگر افسوس کہ دینی عقائد کی رو سے قادیانی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا گارڈین ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ وہ خود بہت عمالدار ہے اور عام طور پر لالہ پور سے

میں ایک علیحدگی پسند تحریک سمجھ کر ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے، کیونکہ مسلمانوں کے اتحاد کو
انسان کے ایمان کا لازمی جزو تھا۔ فرماتے ہیں: (18)

پردہ میم میں رہے کوئی
اس بھلاوے کو جانتا ہوں میں
تیکے چن چن کے بارغ الفت کے
آشیانہ بنا رہا ہوں میں
ایک دانہ پہ ہے نظر تیری
اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں
تو جدائی پہ جان دیتا ہے
وصل کی راہ سوچتا ہوں میں
بھائیوں میں لگاڑ ہو جس سے
ایسی عبادت کو کیا سراہوں میں
مرگ اغیار پہ خوشی ہے تجھے
اور آنسو بہا رہا ہوں میں
میرے رونے پہ ہنس رہا ہے تو
تیرے ہنسنے کو رو رہا ہوں میں

ان کی انگلستان سے واپسی کے چند برس بعد اخبار ”الحکم“ قادیان مورخہ 28 اگست 1910ء
ایک خبر شائع ہوئی کہ شیخ یعقوب علی تراب کی نواسی کا نکاح بعد از نماز مغرب پانچ سو روپے حق مہر پر
لاہور اقبال سے ہوا۔ اقبال کے احباب و اعزہ کو تعجب ہوا کہ انہوں نے قادیان جا کر قادیانیوں سے
نکاح جوڑ لیا، جن کے عقائد کہ وہ خلاف تھے۔ اقبال کو اس بے سرو پا خبر کی تردید چھپوانی پڑی جو
”اخبار“ مورخہ 15 ستمبر 1910ء میں شائع ہوئی۔ فرمایا: (19)

”اس عبارت سے میرے اکثر احباب کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے مجھ سے زبانی اور
بذریعہ خطوط استفسار کیا ہے۔ سب حضرات کی آگاہی کیلئے بذریعہ آپ کے اخبار کے اس
امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس معاملہ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ جن ڈاکٹر محمد اقبال
صاحب کا ذکر ایڈیٹر صاحب ”الحکم“ نے کیا ہے وہ کوئی اور صاحب ہوں گے۔“

قادیانی اخبار ”الفضل“ مورخہ 9 اکتوبر 1915ء میں ایک مضمون بعنوان ”جناب ڈاکٹر محمد

باہر رہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ تم کو گارڈین مقرر کروں۔ مجھے اُمید ہے کہ
اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔“

شیخ اعجاز احمد کی صالحیت کی ایک مثال یہ ہے کہ انہوں نے آج تک کسی پر اپنا عقیدہ دینے
کی کوشش نہیں کی۔ لہذا ان کی اولاد جو دو بیٹوں اور تین بیٹیوں پر مشتمل ہے، ان میں سے
بھی ان کے عقیدے یا مسلک کا حامی نہیں، بلکہ ختم نبوت کے مسئلہ پر ان سب کا موقف
وفاقی ہے جو عام مسلمانوں کا موقف ہے

اب اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کے متعلق اقبال
اقبال کا اپنا ذاتی موقف کیا تھا، اس ضمن میں سب سے پہلے راقم اقبال کی نظم بعنوان ”اسلام
خطاب پنجاب کے مسلمانوں کو“ کا حوالہ دینا چاہتا ہے۔ یہ نظم انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس
22 فروری 1902ء میں پڑھی گئی۔ اس نظم کے نویں بند میں سرور کائنات ﷺ کی توصیف کی
درج ذیل شعر میں اقبال فرماتے ہیں: (15)

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردہ ای

اس شعر کو نظم میں شامل کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں عقیدہ ختم نبوت کے
میں قادیانیوں نے جو الجھاؤ پیدا کیا تھا اور جس کے باعث مسلمانوں کے ذہن مضطرب تھے۔
تردید مقصود تھی۔ ورنہ کسی بھی مفہوم میں ختم نبوت کے عقیدے کو تسلیم نہ کرنا اقبال کے نزدیک
النبوت کیوں قرار پاتا۔

اسکے بعد اقبال کی ایک اور نظم بعنوان ”خط منظوم پیغام بیعت کے جواب میں“ خصوصی
مستحق ہے۔ یہ نظم مخزنِ بابت مئی 1902ء میں اور پھر محمد دین فوق کے اخبار ”پنجوفا“ ذی قعدہ 11
1902ء میں شائع ہوئی۔ اس نظم کے عنوان ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بقول محمد عبداللہ قریشی، اقبال
قادیانیت قبول کرنے کیلئے ڈورے ڈالے گئے۔ (16) اس نظم کو قادیانی ہفت روزہ ”الحکم“ قادیان
اپنی 10، 17 اور 24 جنوری 1903ء کی اشاعت میں نقل کیا اور ساتھ ہی مرزا غلام احمد قادیانی
ایک مخلص مرید سید حامد شاہ کی طرف سے اس کا منظوم جواب بھی شائع کیا۔ محمد عبداللہ قریشی کی رائے
چونکہ سید حامد شاہ مولانا سید میر حسن کے عزیزوں میں سے تھے اور اقبال کے دوست اور ہم خیال تھے
لیے عین ممکن ہے کہ اس قرب کی وجہ سے انہوں نے ہی اقبال کو مرزا غلام احمد کی بیعت کیلئے لکھا
جواب اقبال نے اس نظم کے ذریعے دیا۔ (17) اس نظم کے مطالعہ سے عیاں ہے کہ وہ قادیانیت کو

تھے۔ سید تقی شاہ فرزند مولانا سید میر حسن کو حکم بنایا جاتا تھا۔ (21) بہر حال مرزا غلام احمد سیالکوٹ کی محنت ہو گیا۔ خاصی مدت کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک دو سال بعد پھر سیالکوٹ آ گیا۔ ان کی طالب علمی کا دور تھا۔ سیالکوٹ میں مرزا غلام احمد کا قیام اقبال کے گھر کے قریب تھا۔ اس زمانہ میں اقبال اسے گلیوں میں آتے جاتے دیکھتے تھے۔ سیالکوٹ کے علماء نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ شہر کے لوگوں میں ان کی مخالفت روز بروز بڑھنے لگی۔ اس مرحلے پر سید میر حسن نے سرسید احمد خاں کو ایک خط لکھا اور مرزا غلام احمد کی نبوت کے بارے میں ان کی رائے پوچھی۔ سرسید نے انہیں اپنے خط 9 دسمبر 1891ء میں جواب دیا: (22)

مرزا غلام احمد قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے تو بہتر ہم کو اس سے کیا فائدہ۔ نہ ہمارے دین کے کام کا نہ دنیا کے۔ ان کا الہام ان کو مبارک ہے۔ اگر انہیں ہوتا ہے اور صرف ان کے توہمات اور غلط دماغ کا نتیجہ ہے، تو ہم کو اس سے کیا نقصان ہے، وہ جو ہوں سو ہوں، اپنے لیے ہیں۔ میں سننا ہوں آدمی نیک، بخاور و نمازی پر ہیز گار ہیں۔ یہی ان کی بزرگداشت کو کافی ہے۔ جھگڑا اور نگرار کس بات کا ہے ان کی تصانیف میں نے دیکھیں۔ وہ اس قسم کی ہیں جیسا کہ ان کا الہام، نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی۔ مولوی حکیم نور الدین کی کوئی تحریر میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ دینیات میں کسی کا الہام جب تک اس کو شارع تسلیم نہ کر لیا جائے کسی کام کا نہیں۔“

ایک نکتہ جسے پوری طرح سمجھے بغیر بحث کو آگے نہیں بڑھایا جاسکتا، یہ ہے کہ اقبال نے کبھی بھی نبوت کو دین سے الگ تصور نہ کیا۔ ان کے سوانح حیات کے مطالعہ سے عیاں ہے کہ وہ سیکولر سیاست سے قائل نہ تھے اور نہ کبھی اس میں ملوث ہوئے۔ ان کے ہاں سیاست سے مراد مسلمانان برصغیر کے مفادات کا بہر صورت تحفظ تھا۔ ملت اسلامیہ کے اتحاد، یکگت، یکجہتی اور سالمیت کی خاطر وہ اپنا سب سے بڑا بھروسہ کر دینے کو تیار تھے اور یہ جذبہ شروع سے لے کر آخر تک ان کے دل و دماغ پر حاوی رہا۔ پس ان کے ضمن میں جب سیاست کی اصطلاح استعمال کی جائے تو اس کے معانی ہوں گے مسلمانان برصغیر کے مفادات کا تحفظ، کیونکہ یہی تمام عمر اقبال کی سب سے اہم سیاسی غرض رہی۔

اس مرحلہ پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ 1935ء سے قبل ختم نبوت کے مسئلہ پر قادیانی عقائد کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانے کے باوجود اقبال کے جماعت قادیانیہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہ دینے میں کیا سیاسی مصلحت تھی؟ بالفاظ دیگر اگر بقول اقبال، انہیں تحریک قادیانیہ سے ایچھے نتائج کی توقع تھی تو وہ اچھے نتائج کا ہو سکتے تھے۔ برصغیر کے بیشتر علماء نے تو ابتداء ہی سے مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنے سے

اقبال صاحب کی رائے اختلاف جماعت احمدیہ کے بارے میں شائع ہوا۔ یہ مضمون سیالکوٹ میں شائع ہوا۔ یہ مضمون سیالکوٹ کی تحریک کردہ تھا اور قادیانیوں میں قادیان پارٹی اور لاہوری پارٹی کے اختلاف سے متعلق مضمون میں اقبال سے یہ نکتہ منسوب کیا گیا کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں اور لاہوریوں سے ہمدردی ہے۔ اقبال کو اس کی تردید بھی بذریعہ خط بنام ایڈیٹر کرنی پڑی جو ”پیغام رساں“ 13 نومبر 1915ء میں شائع ہوئی۔ اپنی پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا: ”اختلاف سلسلہ احمدیہ کے متعلق وہی شخص رائے دے سکتا ہے جو مرزا قادیانی کی تصانیف سے پوری آگاہی رکھتا ہو اور یہ آگاہی مجھے حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بات یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل نہ ہو، کس طرح یہ بات کہہ سکتا ہے کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں۔“

بہر حال ختم نبوت اور دیگر متعلقہ مسائل پر متافوقاً اقبال نے اپنے خیالات کا اظہار تحریروں اور منظومات میں بھی کیا ہے، جن سے قادیانی عقائد کی تردید ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا خطوں میں یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ 1935ء ہی میں پہلی بار انہوں نے ختم نبوت کے مسئلہ پر قادیانی عقائد کی تنقید کا نشانہ نہیں بنایا بلکہ گذشتہ کئی برسوں سے وہ ان کی تردید کرتے چلے آ رہے تھے۔ فرقی 1935ء سے پیشتر انہوں نے اس سلسلہ میں کبھی مناظرانہ رویہ اختیار نہ کیا تھا۔ اقبال نے عام طور پر نبوت کے دعویٰ کو کبھی نہیں کیا، نہ ہی وہ مسلمانوں میں موجود مختلف فرقوں کے دینی اختلافات پر کسی اظہار کرنا پسند کرتے تھے، کیونکہ ان کا نصب العین مشترک ملت اسلامیہ میں اتفاق کے فروغ کے اور اتحاد و یکگت کو وجود میں لانا تھا۔

سو 1935ء سے پیشتر انہوں نے ختم نبوت اور متعلقہ مسائل پر کبھی قادیانیوں سے مناظرہ نہ کیا۔ کا قصد نہ کیا تھا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے! اس کا جواب ڈھونڈنے کیلئے 1902ء سے اقبال کے جانے کی ضرورت ہے۔

اقبال کی ولادت سے پیشتر مرزا غلام احمد قادیانی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں چار بار سیالکوٹ میں مقیم رہا اور اس زمانہ میں وہ عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں کے اسلام پر پے درپے حملوں کا جواب دیتا اور ان سے مناظرہ کیا کرتا تھا۔ اسی سبب سے ایک عالم دین کی حیثیت سے سیالکوٹ کے لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے اور وہاں کے دیگر علماء مثلاً مولانا غلام حسن، مولانا سید میر حسن وغیرہ کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم تھے جہاں تک اقبال کے والد شیخ نور محمد کا تعلق ہے، وہ چونکہ مولانا غلام حسن اور مولانا سید میر حسن کے خاص دوستوں اور ہم نشینوں میں سے تھے، اس لیے مرزا غلام احمد

ہے اور اس کے بعد مرزا بشیر الدین محمود کو کمیٹی کا اجلاس برائے انتخاب عہدیداران بلانے کیلئے گیا۔ انہوں نے وہ اجلاس بلوایا اور انتخاب عہدیداران کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے استعفیٰ پیش کر دیا۔ یہاں بھی ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کیا کشمیری مسلمانوں میں احمدی کے تبلیغ کے الزام کو غلط ثابت کرنے کیلئے احمدی ارکان نے کوئی قدم اٹھایا! جواب ہے۔ نہیں اس وقت ہی نہ آئی کیونکہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا تھا۔

مرزا بشیر الدین محمود کی جگہ اقبال کو کشمیر کمیٹی کا قائم مقام صدر منتخب کیا گیا اور جب اقبال نے کمیٹی کے امور کا مسودہ تیار کر کے اجلاس میں پیش کیا تو قادیانی ارکان نے ان کی مخالفت کی۔ بلکہ دوران اقبال پر واضح کر دیا کہ قادیانیوں کے نزدیک کشمیر کمیٹی یا مسلمانوں کی کسی بھی تنظیم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ اپنے عقیدے کے مطابق کسی وفاداری کے پابند ہیں تو صرف ان کی امیر کے ساتھ وفاداری ہے۔ یہی وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر وضع کیے ہوئے کسی دستور کے پابند نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو وہی کے جو ان کے امیر کا حکم ہوگا۔ بالفاظ دیگر قادیانی بظاہر کشمیر کمیٹی کو قائم رکھتے ہوئے اسے اندر سے توڑ رہے ہیں یعنی مسلمانوں اور قادیانیوں میں تقسیم کرنے کے درپے تھے۔ یہ صورت اقبال کیلئے ناقابل قبول تھی اس لیے انہوں نے کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا اور مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ اگر مسلمانان ہند اپنے ہم خیال بھائیوں کی امداد اور رہنمائی کرنا چاہتے ہیں تو کوئی اور کشمیر کمیٹی بنائیں جو صرف مسلمانوں پر مشتمل ہو۔ لیکن شیخ اعجاز احمد فرماتے ہیں کہ اقبال احرار یوں کے ایماء پر کشمیر کمیٹی کی تحریک میں مصروف تھے اور احرار یوں کی حوصلہ افزائی کرنے لگے۔..... بعد میں قادیانیوں نے ”تحریک کشمیر“ کے نام سے اپنی جماعت قائم کی اور اقبال کو اس کی صدارت پیش کی لیکن اقبال نے اس پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے بیان مورخہ 2 اکتوبر 1933ء میں فرمایا: (24)

”قادیانی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ابھی تک ایسا کوئی واضح اعلان جاری نہیں ہوا کہ اگر قادیانی مسلمانوں کی کسی سیاسی تنظیم میں شامل ہوں گے تو ان کی وفاداریاں منقسم نہیں ہوں گی۔ دوسری طرف واقعاتی طور پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ جسے قادیانی پریس ”تحریک کشمیر“ کے نام سے پکارتا ہے اور جس میں بقول قادیانی اخبار ”الفضل“ مسلمانوں کو محض اخلاقی طور پر شامل ہونے کی اجازت دی گئی ہے، ایک ایسی تنظیم ہے، جس کے مقاصد اور محرکات آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مختلف ہیں۔“

شیخ اعجاز احمد فرماتے ہیں کہ قادیانیت کے خلاف محاذ آرائی کے ایام میں جب اقبال سے یہ سوال کیا کہ آپ تو اس فرقہ کو ”اسلامی سیرت کا ٹھینٹہ نمونہ“ سمجھتے تھے، تو جواب میں انہوں نے اعتراف کیا

انکار کر دیا تھا اور اسی طرح ختم نبوت اور دیگر متعلقہ مسائل کے بارے میں بھی قادیانی مخالف اعتراضات کے باعث ان کا مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دے دیا جائے۔ انہوں نے انہیں عام مسلمان بھی قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھنے لگے تھے۔ بقول سید شمس الحسن 1931ء میں اللہ خان کو مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا تو دہلی کے مسلمانوں نے شدید احتجاج اور مظاہرہ کیا کیونکہ اللہ خان کو قادیانی ہونے کی وجہ سے غیر مسلم سمجھتے تھے اور مزید مظاہروں کے خوف سے ان کے اجلاس فتح پوری سکول ہال کے بجائے سید نواب علی نامی ایک ٹھیکہ دار کے گھر میں منعقد کیا گیا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں اقبال کو تحریک قادیانیہ کے ارکان کے ساتھ کام کرتے وقت کی طرف سے حاصل ہوا کشمیر کمیٹی کے صدر مرزا بشیر الدین محمود مقرر کیے گئے تھے اور سیکرٹری عبدالرحیم صاحب دونوں اہم عہدے قادیانیوں کو سونپے گئے تھے۔ ان کے علاوہ کمیٹی کے دیگر ارکان مسلمانوں اور قادیانی بھی۔ جولائی 1931ء میں کمیٹی قائم کرتے وقت چونکہ خیال تھا کہ یہ ایک عارضی کمیٹی ہے لہذا اس کیلئے کسی قسم کا دستور وضع کرنے یا قواعد و ضوابط مرتب کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ سیکرٹری کو وسیع اختیارات حاصل تھے۔ دو ایک برس میں قادیانی ارکان پر الزام لگا کر وہ قادیانیت کی تبلیغ کی خاطر استعمال کر رہے ہیں اور اس کے ذریعے ان کا اصل مقصد کشمیری مسلمانوں کو قادیانی بنانا ہے۔ اب شیخ اعجاز احمد کے نزدیک یہ سب قادیانیوں کے خلاف احرار یوں کا پابند ہونے کا ان کے دباؤ یا ڈرانے دھمکانے کے پیش نظر اقبال جیسی شخصیت نے بھی اس الزام کو درست جواب دینے کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جماعت قادیانیہ کے ممبران اپنے عقیدے کی نشر و اشاعت یا تبلیغ میں جو ان کے اظہار کی وجہ سے مشہور یا بدنام نہیں ہیں؟ اگر واقعی ایسا ہے تو اس تہمت پر یقین کرنے والے مسلمان بھی سمجھ جاسکتے تھے۔

بہر حال کشمیر کمیٹی کے بعض ارکان نے، جن میں اقبال بھی شامل تھے، تجویز پیش کی کہ جماعت قادیانیہ کی بحیثیت ایک تنظیم ابھی کچھ مدت تک قائم رکھنا پڑے گا، اس لیے اس کی خاطر دستور اور قواعد وضع کر لینے چاہئیں تاکہ ہر کام ان کے مطابق انجام دیا جاسکے اور کسی کو کسی کے خلاف شکایت کرنے کا حق نہ ملے۔ قادیانی ارکان کو یہ تجویز منظور نہ تھی کیونکہ ان کی دانست میں اس کا مقصد ان کے امیر کے اختیار و اختیارات کو محدود کرنا تھا۔ پس اس مرحلہ پر مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہو گیا۔ شیخ اعجاز احمد کے نزدیک یہ حقیقت نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احرار یوں نے اقبال کے ساتھ سازش کی کہ فیصلہ کیا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے علیحدہ کیا جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کو عملی پہنانے کی خاطر ”سول اینڈ ملٹری گزٹ“ میں خبر شائع کرائی گئی کہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر قادیانی

سنائی باتوں پر یقین کر کے قادیانیت کے خلاف بلاوجہ شور مچا دیا، قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔ اعجاز
 کے تمام سوانح حیات میں غالباً یہی تین مثالیں ان کے بھولپن کی پیش کر سکتے تھے۔ مگر راقم کے
 یہ مثالیں اقبال کے بھولپن کو ثابت کرنے کیلئے ناکافی ہیں۔ مثلاً سردار بیگم کے ساتھ نکاح کے
 گناہم خطوں پر ان کا یقین کر لینا اور پھر اپنی غلطی پر پشیمان ہونا، ان کا بھولپن ظاہر نہیں کرتا بلکہ
 عطراب یا بے چینی کی کیفیت کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ ان کی پہلی شادی ناکام رہی تھی اور وہ
 کی بار ضرورت سے زیادہ محتاط ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ پھر یہ کہنا کہ کسی کی گپ پر اعتبار کرتے
 انہوں نے یقین کر لیا کہ روس کا نیا صدر محمد استالین مسلمان ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری
 وسط ایشیا کے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کیلئے یا انہیں اپنا مطیع رکھنے کی خاطر شروع میں روسی
 سٹوں نے اسی قسم کا پراپیگنڈا کیا تھا اور عین ممکن ہے کہ یہ پراپیگنڈا سرحدیں عبور کر کے برصغیر میں
 پہنچا ہو۔ اقبال نے غالباً اس پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر اپنے بوئے بھائی کو یہ خوشخبری سنائی لیکن بعد
 میں پر یہ خبر غلط ثابت ہوئی۔ اسی طرح اس زمانے میں مغربی پریس دنیائے اسلام میں اس قسم کی
 کی تشہیر بطور پالیسی کیا کرتا تھا کہ کسی ملک کے مسلمانوں نے نماز سے پہلے وضو اڑا دیا، یا کسی
 ملک میں نماز میں تبدیلیاں کر دی گئیں یا ایسی تحریک دیگر مسلم ممالک میں بھی جاری ہے۔ اس
 کے مقصد دنیائے اسلام کے حصے بخرے کرنا یا اس میں انتشار پھیلانا تھا اور اس قسم کا طرز عمل
 ہی یہود نواز مغربی پریس اختیار کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے ایسی خبروں سے اقبال کا دل گرفتہ ہونا
 بھولپن یا معصومیت کا ثبوت فراہم نہیں کرتا بلکہ ملت اسلامیہ کے متعلق ان کی فکر مندی کی طرف
 دہکتا ہے۔ ظاہر ہے کشمیر کمیٹی میں اقبال اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر قادیانیوں سے مایوس ہوئے تھے۔
 شیخ اعجاز احمد سمجھتے ہیں کہ کشمیر کمیٹی کے قیام کے دوران اقبال اور جماعت قادیان کے تعاون میں
 دی رخنہ انداز ہوئے اور انہوں نے اقبال کو ذرا دھمکا کر اپنے ساتھ مفاہمت کرنے کی راہ ہموار کی۔
 اسی مفاہمت کے پس منظر میں اقبال اور احزابوں کی سازش کے ذریعہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر
 کی صدارت سے الگ کیا گیا اور بعد میں اقبال، مجلس احزاب کی ہر طرح حوصلہ افزائی کرنے لگے۔
 ان کے احزابوں نے قادیانی عقائد کے متعلق بے بنیاد باتیں تراش کر اقبال کے عشق رسول ﷺ
 میں پلائی کرتے ہوئے انہیں قادیانیت کے خلاف بھڑکایا اور اقبال نے بغیر تحقیق کیے ان کی
 کو درست تسلیم کر لیا۔

کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کے ساتھ ملکہ کام کرنے میں اقبال کا ذاتی تجربہ تھا اور اس ضمن میں ان
 باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ قادیانیوں سے مایوس ہوئے تھے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنا

کہ پچیس برس پیشتر انہیں اس تحریک سے اچھے نتائج برآمد ہونے کی توقعات تھیں لیکن
 شکوک پیدا ہوئے جب بانی اسلام ﷺ کی نبوت سے برتر ایک نئی نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔
 اعجاز احمد فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ کی نبوت سے برتر نبوت کے
 احزابوں اور اقبال کے حاشیہ نشینوں نے انہیں قادیانیت کے خلاف بھڑکانے کیلئے ترغیب
 ہے شیخ اعجاز احمد نے اس ضمن میں اقبال کا پورا فقرہ درج نہیں کیا۔ اقبال فرماتے ہیں:
 ”ذاتی طور پر مجھے اس تحریک کے متعلق اس وقت شبہات پیدا ہوئے جب ایک قادیانی
 جو بانی اسلام ﷺ کی نبوت سے بھی برتر تھی، کا دعویٰ کیا گیا اور تمام عالم اسلام
 ہونے کا اعلان کیا گیا۔ بعد ازاں میرے شبہات نے اس وقت مکمل بغاوت کی صورت
 اختیار کر لی، جب میں نے اپنے کانوں سے اس تحریک کے ایک رکن کو پیشتر اسلام
 بارے میں نہایت نازیبا زبان استعمال کرتے ہوئے سنا۔“

پس یہ محض احزابوں یا حاشیہ نشینوں کے بھڑکانے کا نتیجہ نہ تھا۔ اقبال کے اپنے کانوں
 جنہیں وہ سننے کیلئے استعمال میں لاتے تھے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ممکن ہے بقول شیخ اعجاز
 قادیانی نے کبھی حضور رسالت مآب ﷺ کی نبوت سے برتر نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو اور نہ کوئی
 قادیانی کو سرکارِ عالم ﷺ سے برتر یقین کرتا ہو، مگر کسی بھی مفہوم میں ختم نبوت کے عقیدے
 کرنے میں یہی توقاحت ہے کہ یوں بعد کی نئی نبوت کی برتری کے اظہار کی طرح والی
 ایسے منفی انداز فکر کیلئے دروازہ کھل جانے کا امکان ہے۔ عین ممکن ہے کہ شیخ اعجاز احمد یا دیگر
 عقیدہ وہی ہو جو انہوں نے بیان کیا ہے لیکن جس بد بخت کی باتوں کو اقبال نے اپنے کانوں
 بھی تو اپنے آپ کو تحریک قادیانیت کا رکن ہی سمجھتا تھا۔

شیخ اعجاز احمد کا خیال ہے کہ اقبال اپنی خداداد عقل و دانش کے ساتھ ساتھ بچوں کی طرح
 بھولے بھالے تھے۔ سنی سنائی بات کا بغیر تحقیق کیے یقین کر لیتے۔ اس ضمن میں انہوں نے
 بھولپن کی تین مثالیں پیش کی ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ تحریک احمدیہ کے عقائد کے
 انہوں نے سنی سنائی باتوں کا بغیر تحقیق کیے یقین کر لیا تھا۔ راقم کی رائے میں ایک ایسا
 رہنماؤں یا انگریز حاکموں کی سیاسی چالوں کو پوری طرح سمجھتا ہو، جس کی بیخ بستہ منطق
 کہ مسلمانوں کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ علیحدہ نہایت کے مطالبے کو کسی قیمت پر بھی
 تجربہ کار وکیل کی حیثیت سے انفرادی یا اجتماعی لین دین کے معاملات میں اپنی فلسفہ دانی
 کے باوجود عملی اور کاروباری قسم کا آدمی ہو اس سے ایسے معصومیت یا بھولپن کی توقع رکھنا

ضروری ہے کہ اقبال قادیانیوں سے من حیث الجماعت 1933ء میں مایوس ہوئے تھے۔ تحریک قادیانیہ کے خلاف اپنا پہلا بیان دو سال بعد یعنی 1935ء میں جاری کیا۔ احرار قادیانیہ سے پرانی عداوت تھی اور جب اقبال کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں سے مایوس ہوئے تو انہوں نے قادیانیوں کے خلاف ان سے مفاہمت کرنے کی کوشش کی ہو کیونکہ یہ مسلم فریقوں کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے کا ذریعہ بنتی تھی مگر اس صورتحال کے صحیح تجربہ کیا گیا۔ امور بھی ذہن میں رکھنے چاہئیں، جنہوں نے مستقبل میں بالخصوص پنجاب کی مسلم سیاست پر اثر کیا۔ یہ امور تھے: کیونل ایوارڈ، محمد علی جناح کے ہاتھوں 1934ء میں مسلم لیگ کا احیاء، گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت صوبائی خود مختاری کا مسئلہ، سر فضل حسین کی یونینسٹ پارٹی اور پنجاب میں مسلم اکثریت کو بروئے کار لانے کے سلسلہ میں درپیش خطرات، ان امور کے نتیجے میں محمد علی جناح، اقبال اور پنجاب کے دیگر مسلم لیگی رہنماؤں، احرار یوں، یونینسٹوں اور دیگر سیاسی عزائم نے 1935ء تک جو شکل اختیار کی، اس کی روشنی ہی میں اقبال کے تحریک قادیانیہ کے بنیانات کو پوری طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

اصل سوال یہ ہے کہ اگر اقبال قادیانیوں سے 1933ء میں مایوس ہو گئے تھے تو انہوں نے برس انتظار کے بعد 1935ء میں قادیانیت کے متعلق اپنی تجدیدی رائے کا برملا اظہار کیوں کیا؟ فکر کی رائے ہے کہ جب قادیانیوں کے سیاسی عزائم واضح طور پر سامنے آ گئے تو اقبال نے قادیانیت کی بیزاری کا اعلان کر دیا۔ (26) آخر قادیانیوں کے کوئی سیاسی عزائم تھے تو کیا تھے؟ بالفاظ دیگر اگر اقبال عامۃ المسلمین کیلئے تحریک قادیانیہ کے سیاسی عزائم سے کوئی خطرہ محسوس کیا تو وہ کیا تھا؟

یہاں یہ واضح کر دینا مناسب ہو گا کہ برصغیر میں سیاسی بیداری کے دور میں بھی تحریک قادیانیہ انگریزی حکومت کی اطاعت اور وفاداری کا دم بھرتی تھی۔ اپنے ابتدائی ایام ہی میں اس نے ہندو حرمت کا اعلان کر رکھا تھا اور اس سے مراد یہ لی گئی کہ قادیانیوں کے نزدیک انگریز کے ساتھ ہندو اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ اس کے خلاف سیاسی آزادی کیلئے جدوجہد کرنا بھی حرام قرار دیا گیا تھا۔ تحریک قادیانیہ کا تعلق خالصتاً پنجاب کی سر زمین سے تھا پنجاب میں غیر مسلموں کے متعلق مسلمانوں کی اکثریت تھوڑی سی تھی اور اس اکثریت کے بل بوتے پر یہاں کسی مستحکم مسلم ذرائع کے دے سکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا البتہ اگر مسلمانوں میں اتحاد برقرار رکھا جاسکے تو وہ قلمرو قائم کر سکتے تھے۔ چنانچہ پنجاب میں سر فضل حسین نے غیر فرقہ وارانہ سیاسی جماعت یونینسٹ پارٹی کر رکھی تھی۔ سر فضل حسین کے والد کے مرزا قادیانی سے خانہ دانی مراسم تھے۔ جب سر فضل

سے اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد واپس تشریف لائے تو ان کے والد انہیں ساتھ لے کر مرزا غلام محمد پاس گئے اور ان کیلئے دعا کی درخواست کی۔ (27) بعد میں 1926ء میں جب سر ظفر اللہ خان کی کونسل کیلئے منتخب ہوئے تو مرزا بشیر الدین محمود (قادیانیوں کے دوسرے جانشین) نے انہیں کی کہ کونسل میں اور سیاسی میدان عمل میں سر فضل حسین کے ساتھ پورا تعاون کیا جائے۔ (28) سر خان کہتا ہے:

”میں تو پہلے ہی میاں صاحب کا مداح اور ممنون احسان تھا اس لیے حضور کے ارشاد کی تعمیل میرے لیے آسان تھی۔“ (29)

پنجاب میں قادیانی جماعت نے سیاسی میدان عمل میں سر فضل حسین کی یونینسٹ پارٹی کے ساتھ ان کے ذریعہ اپنی سیاسی زندگی کی ابتداء کی۔ سر ظفر اللہ خان نے مرزا بشیر الدین محمود کی ہدایت پر یونینسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور یہ تعلق آخر تک قائم رہا۔ سر فضل حسین کے بارے میں مرزا عظیم حسین کی تحریر کردہ کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی رائے سے اختلاف کرنے والے علمی پسند نہ کرتے تھے اور اپنے ارد گرد صرف ایسے لوگوں کو دیکھنے کے خواہش مند تھے جو ان کے ہاں ملاتے رہیں یا ان کی رائے سے اتفاق کرتے رہیں۔ سر ظفر اللہ خان بھی اسی سبب سے ان کے مددگار نظر تھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی جو اصلاً ایک مذہبی جماعت تھی کو سیاسی وابستگی پیدا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جواب ہے، سیاسی قوت حاصل کیے بغیر کوئی بھی مذہبی تحریک نہ تو اپنا الگ تشخص برقرار رکھ سکتی ہے اور نہ اس کے اراکین کی تعداد میں اضافہ ہو سکتے کا امکان ہے۔ قادیانی جماعت نے یونینسٹ پارٹی کے ساتھ تعلق کس سیاسی مصلحت کے تحت قائم کیا تھا۔ اس سوال کا جواب بڑا آسان ہے۔ اول یہ کہ قادیانی ایک غیر فرقہ وارانہ سیاسی جماعت تھی، یعنی باوجود اس کے کہ اس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، اصولاً ایک سیکولر پارٹی تھی جس میں قادیانی بحیثیت ایک مذہبی فرقہ مسلمانوں میں رہتے ہوئے بھی اندر سے تقسیم کر کے اپنی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے تک اپنی علیحدہ حیثیت برقرار رکھ سکتے تھے۔ دوم یہ کہ یونینسٹ پارٹی انگریزی حکومت کی اطاعت کا دم بھرتی تھی اور اس کے ذریعہ قادیانی (جو انگریزی حکومت کے وفادار تھے) بظاہر عامۃ المسلمین میں شمار ہوتے ہوئے وہ مناصب حاصل کر سکتے تھے جو مسلمانوں کیلئے مخصوص تھے۔ بہر حال اس زمانہ میں مسلم لیگ یا مسلم کانفرنس جیسی سیاسی جماعتیں نہ تھیں۔

اسی دور میں کشمیر کمیٹی میں اقبال کو خالصتاً قادیانی قیادت میں کام کرنے کا تجربہ حاصل ہوا۔ کشمیر

کمیٹی ایک عارضی تنظیم کی صورت میں غلت میں بنائی گئی تھی۔ اس کا نہ تو کوئی دستور و ضوابط۔ جب قادیانی ارکان پر الزام لگا کر وہ کشمیر کمیٹی کو کشمیر میں قادیانیت کی تبلیغ کی خاطر رہے ہیں تو اس قسم کے الزامات کے تذکرے کیلئے تجویز پیش کی گئی کہ کشمیر کمیٹی کیلئے دستور وضع کر لیے جائیں تاکہ کسی کو کسی کے خلاف شکایت کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ لیکن یہاں پر الزام کو غلط ثابت کرنے کیلئے قدم اٹھائے جاتے، قادیانیوں نے اس تجویز کو اپنے اختلافات کو محدود کرنے کیلئے ایک چال تصور کیا اور مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی سے انکار کر دیا۔ جب اقبال کشمیر کمیٹی کے قائم مقام صدر منتخب ہوئے تو قادیانی اراکین نے ان کے کام کرنے سے انکار کر دیا اور بقول اقبال ان پر واضح کر دیا کہ قادیانیوں کے نزدیک کشمیر کمیٹی کسی بھی تنظیم کی کوئی اہمیت نہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق اگر وہ کسی وفاداری کے ساتھ صرف ان کی امیر کے ساتھ وفاداری ہے۔ پس اقبال پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ قادیانی ان کی کسی سیاسی تنظیم میں شامل ہوں گے تو ان کی وفاداریاں یقیناً منقسم ہوں گی۔ یعنی ان کی اپنی جماعت کے ساتھ ہوگی، نہ کہ ملت اسلامیہ کے ساتھ۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں بالخصوص پنجاب کے مسلمانوں میں اتحاد کی اشد ضرورت تھی۔ بعد ازاں اقبال کے کان میں ان کے منہ سے نکلی ہوئی دو ایک ناخوشگوار باتیں پڑیں جن کے سبب وہ قادیانی جماعت سے بے وفائی میں ہوا لیکن اقبال نے قادیانیت کے خلاف اپنا پہلا بیان 1935ء میں جاری کیا کی وجہ کیا تھی؟

شیخ اعجاز احمد کا خیال ہے کہ 1935ء میں احرار یوں نے قادیانیوں کے خلاف ایک چلا رکھی تھی۔ چنانچہ احرار یوں یا اپنے کسی قادیانیت کے مخالف حاشیہ نشین کے بھڑکانے پر اقبال نے قادیانیت کے خلاف مضمون داغ دیا۔ اس ضمن میں وہ اپنے بیان کی تائید میں عبد المجید صاحب پیش کرتے ہیں۔ مگر راقم کی رائے میں شیخ اعجاز احمد اور عبد المجید صاحب دونوں کا استدلال اقبال نے قادیانیت کی تردید میں اپنا پہلا بیان کسی کے اکسانے پر محض اتفاقی یا حادثاتی طور پر بلکہ اس کے چند اہم محرکات تھے جن کا تعلق پنجاب میں مسلم سیاست کے مستقبل سے تھا۔ بیان گورنر پنجاب سر ہربرٹ ایمرسن کی تقریر کے جواب میں دیا گیا جس میں اس نے قادیانیوں کے خلاف احرار کی ایجنی ٹیشن کا حوالہ دیتے ہوئے مسلمانوں کو رواداری کا درس دیا تھا۔

ایمرسن نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنے خطبہ میں قادیانیوں کے خلاف مجلس احرار کے مظاہروں کا ذکر کرتے ہوئے نہ صرف مسلمانوں کو رواداری کی تلقین کی

کے باہمی اتفاق پر انیسویں کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانان پنجاب کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی قوم کے لیے لیڈر پیدا کریں۔ پس تحریک قادیانیہ کے خلاف اقبال کا پہلا بیان "قادیانیت اور صحیح مسلمان" اسی کے جواب میں جاری کیا گیا۔

اقبال نے ان کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ اقبال نے ایمرسن کے درس رواداری کو مسلمانوں کے تمدنی و اخلاقی بے خبری قرار دیا اور فرمایا کہ انگریزی حکومت کو اس بات سے غرض نہیں کہ مسلمانوں کا اتحاد جتنا ہے یا نہیں، کیونکہ اس کا مفاد تو صرف اسی میں ہے کہ نئے مذہبی کا جو بانی بھی ابھرے، وہ روادار رہے۔ اس ضمن میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کی خاطر انہوں نے اکبر الہ آبادی کو درج ذیل بھی پیش کیا ہے

گورنمنٹ کی خیر یارو مناء

"الاحق" کہو اور پھانسی نہ پاؤ

اقبال نے مزید کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اسلام کے باغی گروہ کو تو اپنے اشتغال انگیز عقائد کی باری رکھنے کی آزادی ہو لیکن اگر ملت اسلامیہ کوئی دفاعی تدبیر اختیار کرے تو اسے رواداری کا پتہ لگ جائے۔ اگر انگریزی حکومت اس گروہ کی خصوصی خدمات کے سبب اسے پسند کرتی ہے تو اسے خدمات کا جو جی چاہے صلہ دے سکتی ہے مگر یہ زیادتی ہے کہ مسلمانوں سے یہ توقع رکھی جائے کہ وہ معاشرے کی سالمیت کے تحفظ کیلئے فکر مند نہ ہوں۔ (30)

شیخ اعجاز احمد، قادیانی حلقوں، سرفضل حسین با عظیم حسین کے خیال میں اقبال نے قادیانیت کی اپنی سیاسی اغراض کے حصول کی خاطر کی تھی لیکن اوپر واضح کیا جا چکا ہے کہ اقبال کی سب سے بڑی غرض مسلمانان برصغیر کے مفادات کا تحفظ تھی۔ نظریاتی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شرک اللہ تعالیٰ کی توحید، یکتائیت اور خودی کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ لیکن پاداش میں دوزخ میں جھونکا جاتا ہے۔ لیکن اقبال کے ہاں امت محمدیہ یا ملت اسلامیہ کے مفاد، یکجہتی اور سالمیت کو پارہ پارہ کرنے والا تو اس کی اجتماعی خودی کا منکر ہے لہذا ایسا گناہ گار مفاد و دوزخ بھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔

کیا اقبال نے اپنی کسی ذاتی غرض کی تحصیل کی خاطر یا احساس محرومی کے سبب تحریک قادیانیہ کی حمایت کی تھی؟ شیخ اعجاز احمد یہ تحریر کرتے ہیں کہ اس زمانے میں چونکہ انگریزی حکومت نے اقبال کے سر غفر اللہ خان کو مستقل طور پر وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن مقرر کر دیا تھا اس لیے اقبال نے قادیانیت کی مخالفت میں بیان جاری کرنے شروع کر دیے۔ یہ غدر کچھ اسی قسم کا ہے جو ہندو

اخبار ”ٹریبون“ نے اقبال کے خطبہ الہ آباد 1930ء کے موقع پر پیش کیا تھا۔ یعنی اقبال علیحدہ مسلم ریاست کا تصور اٹھانا دیا کیونکہ حکومت برطانیہ نے انہیں پہلی گول میز کانفرنس میں مدعو نہ کیا تھا۔ اقبال نے اگر انگریزی حکومت کی ملازمت ہی کرتی تھی تو سر فضل حسین ان کی یونینسٹ پارٹی سے آخری دم تک وابستگی قائم رکھتے۔ انگریز حکمران سر فضل حسین کرتے تھے۔ اس لیے 1932ء میں جب وہ چار ماہ کی رخصت پر گئے تو سر فضل حسین کی سر نظر اللہ خان کو عارضی طور وائسرائے کی کونسل کا رکن مقرر کیا گیا۔ (31) اسی طرح جب سر فضل حسین مستقل طور پر سر نظر اللہ خان کے اس منصب پر تقرر کا اعلان ہوا تو اسے بھی سر فضل حسین نے نتیجہ سمجھا گیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ظفر علی خان کے ”زمیندار“، ”ویٹکلی“ میں تھے۔ یہ تین تہیز بیانات یا احرار یوں کی ایجنسی ٹیشن صرف سر نظر اللہ خان کے تقرر یا قادیانیوں کے تھے بلکہ سر فضل حسین اور یونینسٹ پارٹی کے خلاف بھی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اسی اثنا میں ایمرن کے خطبہ کے جواب کی صورت میں اقبال کو بھی یونینسٹ قادیانی گھوڑ پر کھل کر موقع ملا اور انہوں نے قادیانیت کی تردید کے ساتھ ساتھ سر فضل حسین کے کردار پر بھی کڑی سر فضل حسین پر الزام لگایا گیا کہ وہ انگریز حاکموں کے اشارے پر شہری دیہاتی تفریق قادیانیوں کو آگے بڑھا کر پنجاب میں مسلمانوں کے اتحاد پر ضرب کاری لگا رہے ہیں۔ وائسرائے کی کونسل میں سر نظر اللہ خان کے تقرر پر مسلمانوں میں اضطراب سے بخوبی آگاہ ہونے اپنے خط مورخہ 24 ستمبر 1934ء بنام سر نظر اللہ خان میں اس اضطراب کی وجوہات کے ساتھ بیان کی ہیں لیکن ساتھ ہی تحریر کیا: (32)

”اب انہوں نے اپنی تمام تر توجہ میری طرف مبذول کر لی ہے اور کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اونچے منصب پر فائز رہنے کے سبب میں مسلم رائے عامہ سے بے پروا ہو گیا ہوں اور میں نے آمرانہ رویہ اختیار کر لیا ہے۔ خیر، مجھے توقع ہے کہ اب تک آپ کے تقرر کا فیصلہ ہو چکا ہو گا، گو میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ تقرر کے اعلان سے مخالفت ختم ہو جائے گی، بلکہ یہ بھی جانی جائے گی۔ بہر حال میں دیکھوں گا کہ اس کے خاتمے کیلئے کیا قدم اٹھانے چاہئیں۔

اقبال کی اگر وائسرائے کی کونسل کی رکنیت میں دلچسپی تھی تو سر فضل حسین کی ڈائری یا خطبہ کا کہیں ذکر ملتا یا عظیم حسین کی تصنیف میں اس کی طرف کوئی اشارہ ہوتا۔ دراصل عظیم حسین یہی ہے کہ ان کے والد سر فضل حسین اقبال کو انگریزی حکومت میں کسی بلند عہدے پر فائز نہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر اقبال ہر بار انگریزی حکومت پر کٹہہ چینی کر کے حکومتی حلقوں کا امن

ان ضمن میں شیخ اعجاز احمد میاں محمد شفیع (م۔ش) کے بیان کو سند کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہ جن ایام میں سر فضل حسین کے جانشین کے تقرر کا معاملہ زیر غور تھا تو وائسرائے لارڈ لٹلٹن نے ایک ملاقات میں اقبال کو یہ کہہ کر کباب ہم اکثر ملتے رہیں گے، سر فضل حسین کی جگہ ان کے اطراف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ راقم کو اس روایت کی صحت پر کئی اعتراض ہیں۔ اول یہ کہ 1934ء میں میں میاں محمد شفیع (م۔ش) سے اقبال کے کسی قسم کے روابط قائم نہ ہوئے تھے بلکہ اس زمانے میں محمد شفیع (م۔ش) کو جاننے تک نہ تھے۔ دوم یہ کہ ان دو سالوں میں ایسی کوئی شہادت راقم کی گزری جس سے ثابت ہو سکے کہ اقبال کی لارڈ لٹلٹن سے ملاقات ہوئی تو کہاں ہوئی تھی۔ تیسری روایت کا شنید پر انحصار ہو اور جس کی تائید کسی واقف حال ہمعصر شخصیت کے بیان یا کسی اور ذریعہ سے نہ ہوتی ہو وہ تحقیقی نقطہ نگاہ سے قابل اعتماد نہیں سمجھی جاسکتی۔

1935ء میں جب قادیانیت کے خلاف اقبال نے اپنا پہلا بیان جاری کیا تو گلے کا عارضہ کے ڈیڑھ برس کی مدت گزر چکی تھی۔ بھوپال سے برقی علاج کا پہلا کورس مکمل کر کے واپس آئے تھے۔ آواز بہت نحیف تھی۔ صحت مسلسل گر رہی تھی اور مستقل طور پر صاحب فراش ہو چکے تھے۔ ایام میں سردار بیگم کی تشویش ناک بیماری، پھر ناگہانی موت اور نابالغ بچوں کی نگہداشت وغیرہ

خان ناصر اصلاح دارشاد و صدر انجمن احمدیہ پاکستان ریلو، مزید دیکھئے اس کتابچہ پر تبصرہ
چٹان مورخہ 27 مئی 1974ء صفحات 17، 24، 25۔

14۔ اقبال نامے اخلاق، اثر بھوپال صفحات 76، 77۔ یہ خط اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ
صفحات 386، 387 پر بھی موجود ہے لیکن اس میں یہ فقرے ”مگر افسوس کہ دینی عقائد کی رو
الی ہے تم کو معلوم ہے کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا گارڈین ہو سکتا ہے یا
خلاف کئے گئے ہیں۔

15۔ باقیات اقبال مرتبہ محمد عبداللہ قریشی صفحہ 129۔

16۔ معاصرین اقبال کی نظر میں صفحہ 232۔

17۔ ایضاً صفحات 232 تا 241۔

18۔ باقیات اقبال مرتبہ محمد عبداللہ قریشی صفحہ 163 تا 165۔

19۔ معاصرین اقبال کی نظر میں مرتبہ محمد عبداللہ قریشی صفحات 231، 232، 241،

20۔ خطوط اقبال مرتبہ محمد عبداللہ چغتائی صفحہ 45۔

21۔ روایات اقبال مرتبہ محمد عبداللہ چغتائی صفحہ 45۔

22۔ خط کے اقتباس کے لئے دیکھئے مضمون ”سرسید احمد خان، شمس العلماء مولوی میر حسن
اور مرزا غلام احمد قادیانی“ از کلیم اختر نمبر 17 چٹان مورخہ 17 نومبر 1975ء صفحہ 27۔

23۔ صاف گو مشر جناح (انگریزی) صفحہ 53۔

24۔ اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات مرتبہ لطیف احمد شیروانی (انگریزی) صفحات

174 تا 176۔

25۔ اقبال کی تقریریں اور بیانات مرتبہ اے آر طارق (انگریزی) صفحات 101۔

26۔ خطوط اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی صفحہ 124۔ اقبال اور قادیانی از نعیم آسی۔ اقبال
انیت از شورش کشمیری۔ اقبال نے انھیں اپنے مقالے ”مسلم کمیونٹی کے انگریزی مسودے کے حاشیہ
”میکین“ قرار دیا ہے۔

27۔ تجدید نعمت از سر ظفر اللہ خان صفحہ 10۔

28۔ ایضاً صفحہ 237۔

29۔ ایضاً صفحہ 237۔

ایسے مصائب و آلام نے انہیں بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ آواز کی خرابی کے سبب تقریباً
وکالت بھی چھوٹ چکی تھی۔ یہ درست ہے کہ اقبال کو مالی فراغت یا آسودگی کبھی نصیب
1934ء اور 1935ء میں تو بوجہ علالت وہ اس قابل ہی نہ رہے تھے کہ وائسرائے کی خدمت میں
قبول کرتے۔ اس حالت میں یہ کہنا کہ اقبال وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت کے اس
اس منصب پر تقرری کے خواب دیکھ رہے تھے اور جب ان کی بجائے یہ منصب وزیر ہند
خان کو سونپ دیا تو وہ انتقاماً قادیانیت کی مخالفت میں بیانات جاری کرنے لگے، اصل حقائق
خبری ہے یا انہیں تعصب کی عینک سے دیکھنے والوں کی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ (33)

کتابیات:

1۔ اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ جلد اول صفحہ 354۔

2۔ مکتوبات اقبال مرتبہ سید نذیر نیازی صفحہ 270۔ یہ کبھی بھی شائع نہ ہوا۔

3۔ بیان کے انگریزی متن کے لئے دیکھئے اقبال کی تقریریں اور بیانات مرتبہ

طارق (انگریزی صفحات 91 تا 98)

4۔ ایضاً صفحات 99 تا 104۔

5۔ ایضاً صفحات 105 تا 108۔

6۔ اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات مرتبہ لطیف احمد شیروانی (انگریزی) صفحات

174 تا 176۔

7۔ انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار صفحات 45 تا 46۔

8۔ اسلام اور احمدیت کے انگریزی متن کے لئے دیکھئے اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات

بیانات مرتبہ لطیف احمد شیروانی (انگریزی) صفحات 176 تا 199۔ اقتباس صفحہ 177 سے لے کر

9۔ ایضاً صفحہ 200۔

10۔ مکتوبات اقبال مرتبہ سید نذیر نیازی صفحہ 315۔

11۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام از محمد حنیف شاہد صفحات 131 تا 136۔

12۔ مضمون ”قادیانیت اور علامہ اقبال“ نوائے وقت مورخہ 13 اپریل 1954ء

13۔ دیکھئے کتابچہ ”مستقبل چودہ صفحات بعنوان ”احمدیت علامہ اقبال کی نظر میں“

- 30:- اقبال کی تقریریں اور بیانات مرتبہ آرتھارق (انگریزی) صفحات 95-113
31:- فضل حسین ایک سیاسی بیگرافی از عظیم حسین (انگریزی) صفحات 113-114
میاں فضل حسین کی ڈائری اور نوٹس مرتبہ ڈاکٹر وحید احمد (انگریزی) اندراجات ڈائری سہ ماہی 11
22 مئی 1932ء صفحات 138-140

- 32:- فضل حسین ایک سیاسی بیگرافی از عظیم حسین (انگریزی) صفحات 114-115
حسین کی ڈائری اور نوٹس مرتبہ ڈاکٹر وحید احمد (انگریزی) صفحات 154-

- 33:- احمد یوں کو چونکہ ہندو اور سکھ مسلمان کہتے تھے اس لئے قیام پاکستان پر احمد بھی دیگر مسلمانوں کی طرح مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے پاکستان میں پناہ لی اور قادیان سرگودھا کے نزدیک ریوہ کو اپنا مرکز بنایا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے دوران 1974ء کی ترمیم کے ذریعہ انھیں غیر مسلم یا ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دے دیا گیا اور 1984ء میں ان کی الحاق کی حکومت نے تعزیرات پاکستان میں ایک ترمیم کے ذریعہ ان لئے اسلامی اصلاحات جرم قرار دے دیا۔

مرد غازی مولانا عبدالستار خان نیازیؒ:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے موت کا فیصلہ سن کر کہا: ”بس...! اس سے بھی بڑی سزا ہے تو دے لیجئے، میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں۔“

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنی اسیری کے بارے میں فرماتے تھے مجھے اپنی زندگی پر فخر ہے کہ جب تحریک ختم نبوت کے مقدمے کے بعد میری رہائی تو پولیس والوں نے میری عمر پوچھی، اس پر میں نے کہا تھا: ”میری عمر وہ سات آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر کی کوٹھڑی میں گزاری ہیں، کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی زندگی پر ناز ہے۔“

کر مال

قادیانی اُمت اور پاکستان

قاتل خواب:

میں بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔ ایک لولے لنگڑے فقیر نے آگے بڑھ کر کہا۔
”باپو، خدا کے لئے یہیں رُک جاؤ۔“
غیر متوقع مداخلت سے میں گھبرا سا گیا۔ وہ بولا
”ذرومت میں کوئی غیر نہیں، تمہارے وطن ”پاکستان“ کا متحرک نقشہ ہوں۔“
ارے کیا؟ میں بے ساختہ چیخ اُٹھا۔

اب کے وہ کہہ رہا تھا۔

”مجھے سے ایک دردناک حادثہ سنئے۔ کل میں مینار پاکستان کی طرف جا رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آزادی چوک کے بیچ میں ایک لاوارث میت پڑی ہے۔ میں بالکل قریب پہنچ گیا۔ تیکھے نقوش والی ایک عورت باواؤ بلند نفرت سے کہہ رہی تھی۔ ”ہندوستانی مسلوں کے قائد کا متعفن لاش۔۔۔ مجھے گھن آتی ہے۔“

بعد ازاں معذور شخص یہ کہتے ہوئے مقبرہ اقبال کی طرف چل پڑا۔

”ایک بات یاد رکھنا، جب تم خانہ خدا میں داخل ہوئے تو بلندیوں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ اگر منہ پھیر کے چلے ہو تو دیکھتے نہیں کہ پستیاں تمہارا مقدر بن رہی ہیں۔ ملت اسلامیہ کا سانحہ یہی بنی ہے۔“

میرے قدم بوجھل ہو رہے تھے۔ دل کی دھڑکنیں بھی ڈوبنے لگیں۔ بے خیالی میں نگاہیں اچانک میں جانب اٹھ گئیں۔ ذرا دور سرسکندر حیات کی ٹرہت کے اوپر بیٹھے پرانے سرخ جوڑے میں ملبوس ایک غور و دو شیزہ بیٹھی ہے۔ بد تمیز کہیں کی آداب شہبازی سے بھی آگاہ نہیں۔ اس سے کوئی پوچھے؟ بھلا بھی کسی پارک کی نشست ہے۔ جس پر لیٹے تم کسی کو صدائیں دے رہی ہو۔ میں اس حشر بجاں منظر سے

کڑھ رہا تھا کہ میرے کان میں کسی نے سرگوشی کے طور پر کہہ دیا۔

یہ فتنہ فروش حیدر حقیقت تاریخ کا مرثیہ اور عبرت کا موقع ہے۔ جس نے اس کی چٹائی پر بھر مصروف ماتم رہا۔ غالباً تمہارا احساس زندہ ہے۔ پکھل پکھل کر مر جاؤ گے۔ اپنی قوم کے ہمارے جیو۔ فکر فردا ہونا احساس زیاں رہے۔ وگرنہ مقدور ہو تو درویش لاہوری کے مرتد کی جیبن پر مسلمان کا یہ نوشتہ نقد پر کھدوا دینا۔

”تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں“

مقتول تعبیر:

لاہور سے۔ بجانب مغرب سرگودھا روڈ پر ایک مصروف قصبہ ربوہ (موجودہ چناب نگر) واقع ہے۔ یہ قادیانی امت کا دوسرا بڑا مرکز ہے اسے چنیوٹ سے چند فرلانگ آگے سڑک کے کنارے یہاں کے دامن میں بڑے سلیقہ سے آباد کیا گیا۔ ربوہ کی 1033 ایکڑ مسات کنال اٹھ مرلے اسی گورنر فرانس سوڈی کی خاص دلچسپی سے قادیانی جماعت کو عطا کی گئی۔ ایک آئینی مرلہ میں 160 ہوا تھا۔ (1) یہ 14 ستمبر 1948ء قائد اعظم کے سانحہ ارتحال سے فقط تین یوم بعد کی بات ہے۔ باقاعدہ آباد کاری ہوئی۔ (2) تب اس جگہ کا نام موضع ڈگیاں تھا۔ اس کے مشرق میں کوٹ ایف جی جنوب کی طرف دریائے چناب، شمالاً موضع چھنی بکھی اور جانب مغرب چھوٹا سا گاؤں احمد گروہ ہے۔ یہ قہار ربوہ کا محل وقوع جو دریائے چناب کے ساتھ سلسلہ کوہ کے بیچ میں بسا۔ بالفاظ دیگر اسے قادیانی ریاست کا ہیڈ کوارٹر کہا جاسکتا ہے۔ جس میں چند برس پہلے تک کوئی غیر قادیانی داخل ہو سکتا تھا اور اسے اسے اپنا مکان خریدنے کی اجازت تھی۔ نیز وہاں کے جماعتی احکام کی اجازت خاص کے بغیر تمام قانونی جرم تھا۔ یہاں کی شاہراہ عام سے دائیں جانب مرزاٹیوں کے ہشتی قبرستان کی طرح کاریاں والی ولفریب ہیں۔ قطار احمد قطار قبریں، لوح مزار پر مکمل تعارف، رکنیت عہدہ اور حوالہ وصیت کے خدمات کی طویل فہرست بھی مندرج نمونوں میں ہمہ رنگی، سائز میں یکسانیت یہاں فین تعمیر کے لیے لاگو سنگ مرمر، مینا کاری اور پختہ مصالحے کے نادر شاہکار پائے جاتے ہیں۔

برستے پتھروں کی ہارش میں

میں آئینے اٹھائے بھر رہا ہوں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چلتے چلتے قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا بشیر الدین محمودی دیکھا آئیں۔ چند برس تک اس کے سرہانے نصب کتبہ پر یہ عبارت کندہ تھی۔

”جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے۔

جماعت پر فرض ہے کہ وہ میری اس وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کریں۔“ (3)

دراصل مرزائی ملت کے امیر ثانی کی لوح مزار کا یہ اقتباس اسلام کے خلاف انگریزوں کی گہری سازش کا پورا خلاصہ ہے۔ تخلص سے مکمل آگاہی کے لئے ہمیں طوالت میں جھانکنا پڑے گا، کہ اس کاری سے جنہیں تاریخ آج تک خون آلود کیوں ہے؟ یہ تاں کس غرض سے رچایا گیا تھا؟ ہم نے انیت کا شناختی کارڈ ترتیب دینا ہے۔ جس میں ان کے مکمل مستند اور مصدقہ کوائف درج ہوں۔ پتا ہے کہ حکومت پاکستان پر ان کی ذہنیت آشکار ہو۔ اب اہل وطن کے سامنے اس گروہ کی سیاسی و فکری پلاننگ کو بے نقاب ہو جانا چاہیے۔

قادیانیوں کے بھیاں ککر دار کو جامہ الفاظ فقط اس لئے پہنا رہا ہوں کہ ملکی اقتدار کے بھجنوں کی مکمل کھل جائیں۔ شیریں صدارت و موافقی وزارت کے چاہنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ صرف ان کا قضیہ نہیں۔ خود فریاد اور مہینوال بھی اپنے اپنے کید و کی زد میں ہیں۔

راجھا اگر بائسری بجاتا رہ گیا تو بھاری ہیر کھینچوں کے جملہ عروسی میں سسک سسک کر دم توڑ گئی۔ کافر چلے کہ اب کسی کی زلفوں کے سائے میں بیٹھ کر شراب پینے کا موسم نہیں۔ اس لئے کہ اگر مرزا ہندو دشمنوں کے قدموں کی چاپ سے بیگانہ رہے تو نازک اندام ”صاحبان“ حملہ آوروں کا راستہ بھلا کدھک سکتی ہے؟

ہنرہ پامال سے بھی وجہ بربادی نہ پوچھ

بات چل نکلی تو پھر یہ باغیاں تک جائے گی

کالی بھیڑیں اور پاکستان:

پاکستان اس معصوم بچے کی مانند ہے۔ جسے دست قدرت نے زمانہ شیر خواری میں ہی حقیقی ماں کی لاش شفقت سے اٹھا کر سونپلی ماں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ اور وہ آج تک ماضی کے ان ایام محبت کی یادیں تڑپ رہا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ اٹھتی ہے بیگانے ہی بیگانے نظر آتے ہیں۔ یقیناً اسلام کا یہ قلعہ آسمان راہ کی ذاتی خواہشات کے نرغہ میں ہے۔

قائد اعظم رحمہ اللہ اور مرزا انیت:

بانی پاکستان حضرت قائد اعظم رحمہ اللہ علیہ جناح اپنے آخری سانسوں تک مسلمانوں کے حقوق کی لڑائی کرتے رہے۔ ایک بار آپ نے فرمایا کہ اگر اسلامی حکومت کے قائم کرنے کے لئے ایک میز

کے برابر بھی جگہ ملی تو مجھے قابل قبول ہوگی۔ (4) انہیں آتائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی عقیدت اور والہانہ لگاؤ تھا۔ انہوں نے دین میں سوجھ بوجھ حاصل کی۔ تاہم ان کا اصل مقصد اور قانون تھا۔ وہ زندگی بھر مذہبی اختلافات میں نہیں اُلجھے۔ خاندانی نا طے سے بابائے قوم کسی فرقے سے تھا لیکن کسی بھی موڑ پر انہوں نے آبائی مسلک سے دلچسپی نہ جتلائی یہ مردانِ حق پکا اور سچا مسلمان تھا اور ہمیشہ اسلام کی بات کرتا رہا۔

رد کے زیر اثر تاجہ سحر بولیں گے
میں رہا چپ تو مرے زخم جگر بولیں گے

شہید ملت سے بھٹو مرحوم تک:

”ربوہ کا سنگ بنیاد قائد اعظم کی وفات کے تین دن بعد رکھا گیا۔ اور یہاں کی اراضی کا باقاعدہ انجمن احمدیہ کے نام 29 نومبر 1949ء کو ہوا۔ یہ لیاقت علی خان مرحوم کے عہد کی نہایت ہی تلخ بات ہے۔“ (7)

ميجر رينارڈ مير افضل پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان صاحب کے بارے میں بہت سے مضامین لکھ چکے ہیں۔ اس سے متعلق نوائے وقت 1979ء میں ان کے متعدد آرٹیکل شائع ہوئے۔ جن سے سیاسی حلقوں میں تہلکہ مچ گیا تھا۔ حال ہی میں انہوں نے ”لیاقت علی کا قتل تصویر کا ڈھنڈلا پہلو“ کے عنوان سے ایک اور انکشاف کرتے ہوئے اپنے کالم میں لکھا ”اب آئیں مل کر لیاقت علی کے دور حکومت سے یہ نتائج نکالیں کہ لیاقت علی نے ہمیں کتنی اسلامی غیرت دی۔ اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر بنائے گئے ملک میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی کتنی پابندی کی اپنے محسن قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ زیارت میں آخری ملاقات کی تو بقول مس فاطمہ جناح اس کے بعد قائد اعظم پھوٹ پھوٹ کر کیوں روئے؟ اور وہ کیوں زندہ نہ رہنا چاہتے تھے۔۔۔ لیاقت علی کی سفارش پر ممتاز دولتانہ نے قادیانیوں کو دریائے چناب کے کنارے زمین دی۔ جہاں انہوں نے ایک جھوٹے نبی کا مرکز (ربوہ) بنایا“ (8)

فاضل صاحب مضمون نے زیر نظر سلسلے کی بہت سی کڑیاں گنوائیں ہیں۔ جن کی یہاں گنجائش نہیں۔ ادب کی دوا ہم کتب میں بھی بالوضاحت بعض راز ہائے سر بستہ سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ (9)

جب پاکستان کی باگ ڈور خولجہ ناظم الدین جیسے لوگوں کے ہاتھ میں گئی تو برطانوی عہد کے مہروں کی قسمت جاگی۔ خولجہ صاحب عوامی احتجاج کو مسلسل یہ بہانہ بنا کر نالتے رہے کہ ہمیں گندم درکار ہے

گیا؟ جواباً پہلا حصہ یہ ہے کہ

”بانی پاکستان کو حصول آزادی کی خاطر بعض ناگوار معاہدات اور سخت شرائط پر بھی دستخط کرنا پڑے آپ کے پاس وقت کم تھا اور کام زیادہ۔ انہوں نے غلامی پر لوٹے ہوئے پاکستان کو ترجیح دی ان کے نزدیک پروانہ خود مختاری مل جانا ہی محرومیوں کا مداوا تھا۔ جاتا ہے کہ انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا اور دھمکی دی کہ جب تک یہ اعلان نہیں کیا جاتا، اختیارات کی منتقلی نہ ہو سکے گی۔۔۔ انہی مسائل کے سبب قائد اعظم نے علاوہ اس کے پاکستان کا پہلا وزیر قانون بھی سردار جوگندر ناتھ منڈل کو مقرر کیا تھا۔“ (5)

اس حوالہ سے آپ کو مور و الزام ٹھہرانے والے خود قصور وار نکل آتے ہیں۔

”دوسرے جزوی رو سے سیاسی تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ بعض مسلم لیگی کارکنوں کا کہنا ہے کہ سر میاں فضل حسین کی سفارش پر ظفر اللہ خاں چودھری کو وائسرائے کو نسل میں لیا جانا ایک باقاعدہ سازش تھی۔ ایک مدت تک اسے سیاسی تربیت دی جاتی رہی اور قابل آزادی ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ سر ظفر اللہ خاں کو چارو ناچار وزارت خارجہ کا قلم دان سونپنا پڑا۔ اس باب کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ قبل ازیں مرزا نیوں کی منافقت کا کوئی عملی تجربہ نہ تھا۔ اور قائد اعظم

ان کے خطرناک عزائم سے مطلقاً لاعلم تھے۔ اگر بطور غائر دیکھا جائے تو آپ جیسے شخص لیدر اور شخصیت کی نیت پر شبہ کیا جانا درست نہیں۔ انہوں نے تو ہر دور اسے اپنی عظمت کردار سے خواہی ثابت کیا اور مسلمانان ہند کے روشن مستقبل کی خاطر اپنی جدوجہد کے عملی ثبوت دیئے۔ حقیقت بھی ہمارے سامنے کھلی کتاب کی مانند ہے کہ جب تک آپ بقید حیات رہے، اس گرد و غبار کھیلنے کی اجازت نہ تھی۔ اور یہ بھی ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ قائد اعظم نے 1948ء میں صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں

اور قادیانیوں پر پابندیاں عائد کرنے کی صورت میں امریکہ سے خیرات منڈل سکے گی۔

ملک غلام محمد صاحب اور جناب فیروز خان نون کو دین سے دلچسپی تھی نہ ملک سے ان کے نفس کے گھوڑے پر سوار تھے جو ہمیشہ بھوکا رہتا ہے۔ سابق صدر و میجر جنرل اسکندر مرزا نے ڈیفنس سیکرٹری بھی رہ چکے تھے۔ ان کا شجرہ نسب چند پشتوں کے واسطے سے بنگال کے نوابوں سے جاملتا ہے۔ (10)

یہ کس قدر متم غریبی ہے، جن کی ایمان فردیشیوں سے اسلامی حکومت کا چراغ گل نہ ہو۔ زنجیریں کٹ جانے پر زمام اقتدار انہی لوگوں کے ہاتھ آئی یہ شخص بھی اپنے آباء کے حالات و عادات و خصائل سے کچھ مختلف نہ تھا۔

جب 1953ء کی تحریک راست اقدام سر پر گئی تو سرزاد صاحب کو اکثر یہ فرماتے تھے کہ غلطی ہے کہ اس نے ان ملاؤں کو پچاسی نہیں دی۔ ہمارے مشورہ کے مطابق چند ہی ملازمین دیا جاتا یا گولی سے اڑا دیا جاتا تو اس قسم کے جھیلوں سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جاتی جس وزارت پر خاست کی گئی، اس رات گورنمنٹ ہاؤس میں سکندر مرزا کا ایک ہی بول تھا۔ مجھے فلاں جگہ ہنگامہ فرو ہو گیا ہے یا فلاں جگہ مظاہرہ ختم کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ وہاں کتنی لاشیں پڑیں کوئی گولی بیکار تو نہیں گئی۔ (11)

ایوبی دور میں مرزا نیت کو پر پھیلانے کا سنہری موقع ملا۔ سر ظفر اللہ خاں عالمی عدالت بین بن چکا تھا۔ فیلڈ مارشل ایوب خان پر شب و روز آمریت کا بھوت سوار رہا۔ چونکہ وہ فوج سے جھلکے اس لئے وہ ”نو“ (NO) سننا ہرگز گوارا نہ کرتے اس پر ایک اور حادثہ ہوا۔ ایوب خان کے رہوہ کے قصر خلافت میں آنا جانا ہو گیا یہاں سے انہیں ضرورت کی ہر ”شے“ مل جاتی تھی۔ ان کی عیاشیوں کے ریلے میں ڈوب گئیں۔ یوں پریذیڈنٹ ہاؤس اور قصر خلافت کے درمیانی فاصلے رہ گئے۔ زیادہ قربت ہوئی تو حکومت نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت اخبارات کے نام اور سرکلر جاری کر دیا کہ اشارتاً، کنایتاً، یا تفصیلاً و اجمالاً کسی بھی طرح قادیانی فرقت پر غلطی نہ جائے۔ خلاف ورزی کا مرتکب قانون کی رو سے مستوجب سزا ہوگا۔ (12)

دوسرے موقع پر صدر ایوب کی حکومت نے ایڈووکیٹ جنرل کی معرفت لاہور ہائی کورٹ کو ڈیڑھ سو روپے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بیان دیا کہ قادیانی بھی مسلمانوں کا ایک ہیں۔ (13) ایوبی صدارت کے دور میں زرعی اصلاحات اور محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں لایا گیا۔ قادیانی سربراہ کی زمین اس قانون سے مستثنیٰ کر دی گئی اور کہا کہ یہ زمین جو ان کے نام ہے

ملک کی ملکیت ہے جو زرعی اصلاحات کے دائرہ میں نہیں آتی۔ (14)

دستا نے اتارو تو لہو رنگ ہیں بچے

یہ ظاہری انسان درندے کی طرح ہے

جناب آغا بھٹی خان اپنے پہلو میں ایک بے قرار دل رکھتے تھے۔ اگر کوئی نوجوان مدجہیں سینے پر ہاتھ دیتی تو انہیں چین سا آ جاتا۔ صدر صاحب کو آشوب چشم کی بھی شکایت تھی۔ اس لئے وہ اکثر اپنی عینوں کے گرم سانسوں کے لو سے سیکتے، قادیانی امت اپنے حسن ایوب خان کے جانشین کو خوش کرنے کی کوششیں کرتا تھا۔ لہذا بھٹی صاحب شب و روز رنگ رلیاں مٹاتے رہے شام۔ صدارتی محل کے سامنے پر مرزائی خدمت گار باری باری کھڑے ہوتے تھے اور صنف نازک کے تحفے برابر پیش کئے کہ کہیں صدر صاحب کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ ابھی یہ مکروہ کھیل جاری تھا کہ ہمارا مشرقی بازو کٹ گیا۔

سر حرم وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے 4 ستمبر 1970ء کو میجر عزیز بھٹی کے مقام پر شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا لیفٹیننٹ جنرل اختر ملک (قادیانی) کی لاش چاہئے۔ اگر یہ اب نہ ہوا تو جب ہینڈل پارٹی برسر اقتدار آئے گی۔ ان کی یاد ضرور قائم کرے گا۔ (15) آئندہ صفحات میں جنرل مذکور کا تفصیلی تذکرہ آنے والا ہے۔ مگر چونکہ مرزائیوں کو غیر مسلم کے قرار دیئے جانے کا فیصلہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے عہد حکومت میں ہوا تھا۔ اس لئے ان کی ذات پر تلخ تبصرہ احسان فراموشی و ناقدی ہے۔ گواہندہ قادیانیوں کے خیر خواہ تھے۔ لیکن وقت کے حالات بھی بدل جاتے ہیں۔ 11 جون 1974ء کی رات ان کے خطاب نے عوام کو بے حد متاثر کیا۔ ان کی یہ جذباتی تقریر بہت پسند کی گئی۔ وزیر اعظم نے فرمایا۔ جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ ایمان نہیں ہے اور قادیانیوں کا مسئلہ حل کرنے کا شرف انشاء اللہ انہیں حاصل ہو گا اور یہی اعزاز انہیں ملے حضور سرخرو کر دے گا۔ (16) یہ کہا جاسکتا ہے کہ بھٹو صاحب نے اس مذہبی فیصلے سے سیاسی محاسبات اٹھانا چاہے۔ مگر پہلوں نے ایسا کیوں نہ کیا؟ تاہم اس خیال میں صداقت کے پہلو موجود ہیں۔ عوام کے فکری انقلاب اور بددست احتجاج نے انہیں سوچنے پر مجبور کر دیا۔ یہ آئینی اقدام نہ صرف درست تھا۔ بلکہ پاکستان بھی متحد و خطرات سے بچ گیا۔

انہیں افسانہ غم ڈرتے ڈرتے

سنایا کچھ کہیں سے، کچھ کہیں سے

ہم کالی بھیڑوں کی ذہنیت کا ماتم کر چکے، دیکھنا ابھی باقی ہے کہ سیاسی حکمت نظر سے قادیانیوں کے ارادے کیا تھے۔ مرزا تمام زندگی انگریزوں کی کفش برداری پر نازاں رہا۔ ایک ایک لمحہ ان کی مدح ثناء

اداری کے نام پر نرم گوشہ رکھتا تھا) اس میں مندرج ہے۔

1945ء سے لے کر 1947ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا

ہے کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو نیاوی حکومت

میں ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔“ (18)

چند دنوں کے دلوں میں واقعتاً کارفرما تھا۔ وہ ہر قیمت پر حکومت کی باگ ڈور خود سنبھالنا چاہتے

تھے۔ خواہش ابھی تک سینوں میں بیدار ہے۔ ”الفضل“ کی اشاعت خاص میں اس گمراہ ٹولے کے

ایک ایک تقریر کا یہ جزو خاص طور پر مد نظر رکھنا چاہئے۔

”ہم احمدی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔“ (19)

آگے چل کر جب یہ ناقص تمام آرزو روگ بن جاتی ہے تو بیان ہوا۔

”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے۔ تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز

در نہیں ہو سکتے۔“ (20 الف)

”یہ کانٹے“ کیا بلا ہے؟ ایک اصطلاح ہے جو ابھی آپ کے ذہن نشین ہو جائے گی۔ مزید ملاحظہ ہو۔

اس سے تین برس قبل حور و قصور کے دلدادہ خلیفہ اپنے انداز میں بڑبڑا رہے تھے۔

”ملکی سیاست میں خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی رہنما نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید

و نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔“ (20 ب)

شاید کسی سبب سے یہ امید بندھ چکی تھی کہ محض خود کو طفل تسلی دے رہے تھے یا پھر دنیاوی لالچ اور

مستقبل کی امید پر اپنے پیروکاروں کو ثابت قدم رکھنے کی پلاننگ تھی ایک اور جگہ موقر قادیانی

ہمیں بوضاحت یہ الہامی پٹن کوئی مرقوم ہے۔

”نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف

سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔“ (21)

جماعت احمدیہ کو اپنے سیاسی عزائم کے بارے میں صوبہ بلوچستان سے کس قدر گہری دلچسپی ہے۔

اس سے وہ اسے مرزائی ٹیٹ میں بدلنے کے کیسے ناپاک منصوبے بناتے رہے ہیں؟ اس کی ایک

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مندرجہ ذیل بیان میں موجود ہے۔

”بلوچستان کی آبادی پانچ لاکھ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن

تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا تو کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت احمدیہ اس طرف پوری توجہ

دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں

میں گزرا۔ ایسی صورت میں ان کے امتی یہ کب گوارا کر سکتے تھے کہ سفید ان مغرب اس

جائیں۔ اس کا تذکرہ گزشتہ باب میں نہایت شرح و وسط کے ساتھ آچکا ہے ان صفحات میں

کے ساتھ ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گروہ مذکور مختلف ادوار میں کیا سیاسی عزائم

چاہتے، قادیانی جماعت اور دیگر سیاسی و مذہبی پارٹیوں میں نمایاں فرق ہے۔ یہ درست ہے کہ

سیاسی جماعتیں قیام پاکستان کی مخالف تھیں۔ لیکن ان میں کسی ایک کی فکر و سوچ کو پوری

جاسکتا وہاں اختلاف رائے کا حق محفوظ ہے گا ہے بگا ہے لوگوں کے سیاسی عقائد میں تبدیلیاں

رہی ہیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد متعدد مخالف رہنماؤں نے اپنا

سر زمین سے ہی وابستہ کیا۔ انہیں اپنی غلط پالیسیوں کا اعتراف تھا۔ اب ان کی نیت پر شبہ کیا

گو ایک ایسی مذہبی و سیاسی جماعت بھی موجود ہے جس کے افراد علامہ اقبال اور قائد اعظم سے

حاصل کرنے کی بجائے ہر بات میں اپنے مخصوص قائدین کی آراء کے منتظر رہتے ہیں۔ (17)

سلسلہ سے منسلک اشخاص کا رنگ جدا ہے۔ یہ مرزا کو محمد و وقت، مہدی معبود، مسیح موعود، کریم

رسول تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قادیانی مستدرج کی زبان کا ایک ایک حرف، وحی الہی

نوک قلم سے ٹپکا ہوا لفظ لفظ نوشتہ تقدیر ہے۔ قادیانیت کے عقیدہ میں۔

”مرزا کے جانشین زمین پر نائب خدا ہیں۔ انہیں ہر بات الہامی سند کی صورت میں

ہوتی ہے۔ ان کے تمام افعال خدائی حکومت قائم کرنے کا ذریعہ ہیں۔ نیز قادیانی غلام

ہر وقت مشیت ایزدی کی تائید حاصل رہتی ہے“

اس لئے وہ فطرتاً اس کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ہمارے مذہبی آقاؤں کے ارشاد

بحرف سچ ثابت ہوں۔ یہ بات اچھی طرح ان کے اذہان میں جا گزری ہے کہ الہامات کی

ہر قادیانی کا دینی فرض ہے۔ اور وہ اس کے لئے ہمہ وقت کوشاں بھی رہا کرتے ہیں۔ لہذا ان

قادیانی جرائد کے تبصرے اور مذہبی رسالوں کی عبارات کو عام حالات پر قیاس کرنا دانائی نہیں

ہے۔ اگر مبینہ نکتے کو مد نظر رکھا گیا تو میں اس وقت سے ڈرتا ہوں کہ بد قسمتی سے کوئی ہمارے

قائد اعظم کے مقبرے پر پاؤں کی ٹھوکریں لگانے نہ آجائے۔ جب وہ بابائے قوم کے مزار پر

کرختارت سے کہہ رہا ہوگا۔

”مجھے بتاؤ تو سہی کہاں ہے اب وہ تیرا پاکستان“

منیر انکوائری رپورٹ جو ایم آر کیانی اور جسٹس منیر کی 1953ء کے واقعات سے متعلق

اور مرزائیوں کے نزاع پر تحقیقاتی رستاد بیزات کا نام ہے۔ (حالانکہ جسٹس منیر قادیانیوں کے

تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس میں دعا کرتا ہوں کہ اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے کہ اس مسئلہ پر اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنائیں تاکہ تاریخ میں اپنا نام رہے۔“ (22)

جماعت احمدیہ شروع شروع سے تقسیم ہند کے خلاف تھی۔ مگر جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو انہوں نے قادیان کو ”مولد نبوت“ قرار دے کر ریڈ کلف کمیشن کو ایک علیحدہ عرضداشت پیش کر کے جزیل کر کے اور لارڈ مونت بیٹن سے اپنی وفاؤں کا صلہ چکانے کی اساس پر پختہ و پز کرنے کا موقع پر قادیانوں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا ایک الگ مظہر نامہ پیش کیا۔ موقف یہ تھا کہ اور مسلم لیگ دونوں پارٹیوں کا منظور ہمارے لئے عمل کے خلاف ہے۔ ہم ان سے الگ ہونا چاہتے ہیں۔ لہذا قادیان کو وٹیکن سٹی قرار دیا جائے۔ اس یادداشت میں قادیانیوں کی مطالبات کے اپنے علیحدہ مذہب اور متعلقہ فوجی و سول ملازمین کی کیفیت کے علاوہ دیگر تفصیلات و جزئیات بھی تھیں۔ (23) بلکہ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو اپنا نقشہ بھی دیا جو انہوں نے 1940ء میں کیا تھا۔ اس نقشے میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے الگ ظاہر کیا گیا۔

گورنر انڈیا کا یہ مطالبہ درخور اعتناء نہ سمجھا گیا۔ البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کو بہانہ بناتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قوم قرار دیا۔ یوں گورداسپور کو مسلم اکثریت کا علاقہ قرار دے کر اس کے اہم ترین اور فوجی نقطہ نظر سے اہمیت کے حامل علاقے بھارت کے علاقوں آسان ہو گئے۔ نہ صرف کشمیر پاکستان سے کٹ کر رہ گیا۔ بلکہ اس راستے سے ہندوستان کا آج بھی بچے بچے کشمیر اور ملحقہ علاقے کی شاہ روگ پر ہے۔

سید نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اس سے متعلق پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے اپنی رائے کے حوالہ سے رقم طراز ہیں۔

”لیکن اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع قادیان کے متعلق جس میں 19 اگست اور 17 اگست کے درمیانی عرصہ میں رد و بدل کیا گیا اور بلکہ ترمیم شدہ ایوارڈ میں شامل تھی جس پر ریڈ کلف نے 8 اگست کو دستخط کئے تھے یا ایوارڈ کے اس وقت لارڈ مونت بیٹن نے نئی ترمیم کرائی انواہ یہی ہے اور ضلع فیروز پور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوئی۔ ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طریق پر رد و بدل ہو سکتی تھی تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ مشورہ ہے۔ پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبران کا تاثر ریڈ کلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد

ہو رہا ہے جو بہر حال مسلم اکثریت کا ضلع تھا۔ قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آ رہا ہے۔ لیکن جب اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوا تحصیل شکر پور) پاکستان کا حصہ بنا کمیشن کے سامنے دکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پنجاگوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں تھا۔ کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نظر سے قطعاً غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈ کلف کو اس کی علم ہی نہ ہو۔ لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پنجاگوٹ کے ادھر ادھر ہونے سے کن کے راستے کھل سکتے ہیں۔ اور جس طرح وہ کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اترے اس کے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈ کلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردار اعظم ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو۔

ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے متعلق چودھری ظفر اللہ نے مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے۔ خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے ضلع کا نقطہ نظر عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جدا گانہ حیثیت میں پیش کیا۔ قادیانیوں کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کریں گے۔ لیکن جب سوال مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ اگر قادیانی یہ حرکت نہ کرتے تب ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا۔ لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔

پس دین محمد کو مسلم لیگ کے میمورنڈم کا مطالبہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد کسی تقریب میں چودھری ظفر اللہ (جو مسلم لیگ کے وکیل تھے) ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے علیحدگی میں چودھری کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی کہ

”میمورنڈم میں مسلم لیگی مطالبات کو عجیب طرح پیش کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ چودھری صاحب نے جواب دیا کہ مسلم لیگ نے مجھے اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔ مطالبات مرتب کرنا مسلم کا کام تھا۔ وکیل کا فرض وکیل کے مطالبات کی وکالت کرنا ہے۔“ (24 ب)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیں۔ اب ضلع گورداسپور کی طرف آئے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔ اس میں کوئی

شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی لیکن پنھا کوٹ تحصیل اگر بھی
میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔
برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکر گڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی۔ اگر
تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے معاون
کیوں نہ قبول کیا گیا۔ بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار
دیا گیا۔ جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورنر اور
لئے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا
ارادہ تھا۔

اس ضمن میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔

”میرے لئے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ قادیانیوں نے علیحدہ نمائندگی کا
اہتمام کیا۔ اگر قادیانیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف
علحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلے میں
انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لئے حقائق اور اعداد و شمار پیش کئے۔ اس طرح
قادیانیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھین اور نالہ بستر کے درمیانی علاقہ میں یہ مسلم
اکثریت میں ہیں اور اسی دعویٰ کے لئے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اچھ اور نالہ
درمیانی از خود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علاقہ
حصے میں آ گیا ہے۔ لیکن گورنر داسپور کے متعلق قادیانیوں نے اس وقت سے ہمارے
سخت غصہ پیدا کر دیا۔“ (25 الف)

مسٹر ظفر اللہ خان کی مزید تحسین کا کردگی کا حدود دار بچہ بحسن و وجہ بالکل واضح ہو کر
آ جاتا ہے۔ اگر روزنامہ ”مشرق“ لاہور کے ایک ایڈیٹوریل کا مطالعہ کیا جائے جس سے
نقاب کشائی ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

”بھارت کے مشہور اخبار ”ہندوستان ٹائمز“ میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش
قطہ دار خود نوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے۔ جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق
وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سر محمد ظفر اللہ خان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ
1947ء میں انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کو بیوقوف قرار دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ
پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ مسٹر سری

نے مزید لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفر اللہ سے ملاقات ہوئی اور میں نے
اس سے پوچھا کہ اب قائد اعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا
میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔“ (25 ب)

مندرجہ بالا تاریخی حقائق کو کھن طعن کے باعث محض الزام تراشی خیال نہ کر لیا جائے۔ قادیانی
سیاست کے موثر جریدہ ”الفضل“ کے متعدد پرچے اس دعویٰ پر شاہد ہیں۔ جب قیام پاکستان
مقرر آنے لگا تو مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے 17 مئی 1947ء کو بدھواسی کے عالم میں
دان داغ دیا۔ یہ ”الفضل“ اخبار کے صفحہ اول پر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ بناء بریں سیکٹروں
موت موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی قوم آج تک اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہی
الغرض مذکورہ بیان کی چند سطور نذر قسطاں ہیں۔

”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور
قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے، ہم
ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں
کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔“ (26)

تا مکمل ہے سقوط کارواں کی داستان

اس میں تھوڑا سا بیان رہبر بھی چاہئے

منقولہ عبارت سے عجمی نبوت کے مقلدین کی پاکستان دشمنی بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کیونکہ ان
متم نہاد خلیفہ نے برملا کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت برصغیر پاک و ہند کو وفاقی لڑی میں پروئے
ہوا ہوتی ہے۔ اور۔۔۔ تو پھر یہ لوگ وطن عزیز کے لئے مخلص کیسے ہو سکتے ہیں۔ چند دیگر حوالہ جات کی
ملاحظہ فرمائیں۔

لاشہ قائد اور نفرتوں کی آگ:

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال سے پوری قوم کی کمرٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت سے ہر
میں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ یتیم ہو گیا ہو لیکن اس جانکاہ حادثہ پر بھی قادیانیوں کا رویہ انتہائی توہین
اور قابل اعتراض رہا پاکستان کے ہاشعور شہری جانتے ہیں کہ سر ظفر اللہ خاں نے بانی پاکستان کی
جنازہ پڑھنا پسند نہ کی۔ اور وہ ایک طرف الگ بیٹھا رہا۔ حالانکہ اس وقت یہ وزیر خارجہ کے عہدے
پر تھا۔ جب اخبارات اس معاملے کو منظر عام پر لائے تو ان کی طرف سے درج ذیل جواب دیا گیا۔

”جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے لیے فرد کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔“ (27)

دوسری جگہ لکھا گیا۔

”کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے دشمن تھے۔ مگر مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔“ (28)

ایک اور موقع پر چودھری ظفر اللہ خاں سے سوال ہوا کہ آپ قائد اعظم کے جنازہ کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کراؤ میں ایک طرف بیٹھے رہے۔ جنازے میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟

”آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر یا ایک کافر حکومت کا ایک مسلمان ملازم نہ لے کر لیں۔“ (29)

چند برس پہلے ایک رسالے میں ظفر اللہ خاں صاحب کا مفصل انٹرویو شائع ہوا تھا۔ ان کا جواب دیا گیا آپ پر ایک اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ موجود ہوتے ہوئے نہیں پڑھا۔

”ہاں یہ بات ٹھیک ہے میں نے نہیں پڑھا۔ یعنی قائد اعظم کا جنازہ پڑھنا تو ایک اعتراض کی بات ہے کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے پڑھا تو تب تو میرے کریکٹر کے متعلق کہا جاسکتا تھا کہ منافق ہے۔ اس کا عقیدہ کچھ ہے، عمل کچھ کرتا ہے۔ اس نے ہر دعویٰ پر بیانی حاصل کرنے کی خاطر قائد اعظم کا جنازہ تو پڑھا لیا تھا۔ میرے عقیدے کو وہ جانتے ہیں۔ میرے عقیدے کو انہوں نے ناٹ مسلم قرار دیا ہے۔ اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ مسلمان کا جنازہ پڑھے۔ ان کی اپنی کثرت تو سامنے ہونی چاہئے نہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہے۔ سارے جہاں کو معلوم ہے کہ ہم نہیں پڑھتے غیر احمدی کا جنازہ۔“ (30)

اس جسامت کا مختصر آپس منظر حوالہ قرطاس ہے۔

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک مبی کے منکر ہیں۔“ (31)

مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا ناجائز حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔“ (31)

کھل کے رو لینے کی فرصت پھر نہ اس کو مل سکی
آج پھر انور بنے گا بے تحاشا دیکھنا

بادوں کے جھروکے:

لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے لوگ جھنجھلا اٹھتے ہیں کہ ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ چڑتے ہیں کہ انہیں دکھ کیوں دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کالیاں دیتے اور دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں تو پھر ہمیں گھبراتا نہیں چاہئے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہئے۔ بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن (پاکستانی مسلمان) یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوتی تو ہم اس کے مذہب کو کھانا بنائیں گے۔“ (32)

مادیانی چیلنج:

”اگر تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے تو ہم یا تو ملک (پاکستان) سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اللہ تعالیٰ اجازت دے تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے۔“ (32)

”یہ آٹھ دس مولے سیٹھے ہیں جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کر سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نو جوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں اس کے نتیجے میں فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں، لیکن وہ نوکری اسی طرح کیوں نہ کرائی جائے کہ جماعت کا فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اسی طرح کمائے جائیں کہ ہر سیٹھے میں آدمی موجود ہوں اور ہماری آواز پہنچ سکے۔“ (33)

3 اپریل 1947ء کو چودھری ظفر اللہ خاں کے بھتیجے کی شادی کے موقع پر خلیفہ ربوہ مرزا بشیر نے روپاء کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا۔

”اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر جو مسیح موعود کی بعثت سے وابستہ ہے۔ غور کیا ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے مشارکت رکھنی چاہئے۔ حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس (Base) جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع میں مہیا کی

ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سبج پر جمع کرنا چاہتا ہے۔ اور سب کے لئے میں احمدیت کا جواہر ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سالانہ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں، تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ یہ فلسفہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع میں پروترقی کرے۔ چنانچہ اس روایہ میں اس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہیں گے کہ انھند ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔“ (34) (الف)

مرزائیوں کے دامن سے اقتدار کی خواہش کس طرح لپٹی ہوئی تھی اس کا ہلکا سا اشارہ

اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔

”پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہوتی ہے، وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے؟ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ پس اس سیاست کے مسئلہ کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا ہے آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جمہوری بیعت کرتا ہے۔“ (34) (ب)

قادیانی سیاست کا نصب العین یہ ہے کہ بہر صورت قادیانی ریاست قائم ہو۔ اسی موضوع پر کرتے ہوئے خلیفہ قادیانی نے اپنے پروگرام پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی۔

”ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل کرنی ہوگی۔ بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔۔۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔“ (35)

”میرا خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے

ہیں، عدم تعاون سے نہیں ہوں گے۔“ (36)

خلیفہ محمود نے اپنے خطبہ میں ایک الہام کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا۔

”اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو سیاسیات، اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ و تعلیم کے ذریعے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں، ہم اسلام کی ساری تعلیم کو جاری نہیں رکھ سکتے۔“ (37)

مرزائی خلیفہ نے منیر انگوٹڑی کمیٹی کے روبرو تسلیم کیا کہ

”انہوں نے 11 جون 1944ء کو اپنی ایک تقریر میں پاکستان کے مطالبہ کو غلامی مضبوط کرنے والی زنجیر قرار دیا تھا۔“ (38)

خلیفہ مذکور نے ”سکھ قوم کے نام درو مندانہ ایل“ نامی ایک پمفلٹ میں جو 3 جون 1947ء کو نکلا۔ یہ الفاظ لکھے۔

”میں دعا کرتا ہوں اے میرے رب، میرے اہل ملک کو سمجھ دے، اول تو یہ ملک بے نہیں اور اگر بے تو پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔“ (39)

سازشوں کے شعلے:

اپنی غیرت بچ ڈالیں، اپنا مسلک چھوڑ دیں

رہنماؤں میں بھی کچھ لوگوں کا یہ غشاء تو ہے

یہ تو خیر قل آزادی کی باتیں تھیں۔ اب بعد از تقسیم ان کے عزائم کا جائزہ لیتے ہیں، صوبہ بلوچستان قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کے منصوبے کو جناب خلیفہ محمود صاحب اپنے ایک خطبہ میں بیان کرتے ہیں۔

”یہی علاقہ جس کے متعلق میں نے کہا تھا بہت چھوٹا سا ہے۔ اگر تم کوشش کرو اور ہمدردی کے جذبات لے کر لوگوں کے پاس جاؤ تو یہ سارا علاقہ احمدی ہو سکتا ہے۔ اس بات پر تین سال گزر گئے، لیکن اس کام کے کرنے کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ بے شک کتے بھونکتے رہیں گے قافلہ چلتا رہے گا۔“ (40)

13 اگست 1948ء کے الفضل میں بھی مرزا بشیر الدین کا خطبہ اسی خیال کا حامل ہے۔ یہ اس کی اہم لحاظی تمنا نہیں بلکہ بار بار اس کا اعادہ کرتا رہا۔ اس عزم کا ایک نمونہ یہ بھی ہے۔

”ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے، ایک ایسی تبدیلی ایک قلیل ترین عرصہ میں اُسے دوسری قوتوں پر غالب کر دے۔“ (41)

مؤلف ”تاریخ احمدیہ“ نے واضح طور پر لکھا ہے۔

”ہم دل سے پہلے ہی اکھنڈ ہندوستان کے قائل تھے، جس میں مسلمانوں کا پاکستان اور ہندوستان برضا و رغبت شامل ہوں اور اب بھی ہمارا عقیدہ یہی ہے۔“ (42)

ایک وقت گزرا جب قادیانی امیر کا جذبہ جوان تھا کیوں نہ ہوتا؟ اربابِ بست و کشادہ میں تھے، اسی سبب سے لہجہ میں ہانپن آ گیا۔ ایک خطبہ میں کہا۔

”اپنا بیگانہ، کوئی اعتراض کرے کوئی پرواہ نہیں۔ ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔“ (43)

ایک مرتبہ اس نے اعلان کیا کہ اب صوبہ بلوچستان ہمارے ہاتھوں سے نکلا نہیں، یہ ناممکن ہوگا۔ دنیا کی ساری قوتیں مل کر بھی ہم سے علاقہ نہیں چھین سکتیں۔ 23 جولائی 1948ء کو کہا۔

”ہم بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔“

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے جوں نے لکھا کہ ”ان کی تقریر نہ صرف نامناسب بلکہ غیر کمال اور اشتعال انگیز تھی۔“ (44)

مرازا ناصر احمد نے مسندِ خلافت پر متمکن ہو کر اپنے ارادہ مندوں کو ایک لمبا چوڑا منصوبہ پیش کیا آخری ہدف کیا تھا۔ کچھ معلوم نہیں، گزشتہ تحریروں کی نسبت سے یہ نشانہ مسلمان ممالک پر صاف ہے۔ اظہار ہوا۔

”میں تمام جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ ان قریب ہے کہ جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام (قادیانیت) قبول کر چکی ہوگی۔ اور دنیا کی سب طاقتیں مل کر آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتیں۔“ (45)

کروٹ بدل رہے تھے تہ خاک زلزلے

کہنے کو پُر سکون تھی فضا میرے سامنے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزائی علیحدہ اسلامی ریاست قائم کرنے کے خلاف تھے تو وہ نقل کر کے یہاں کیسے آ گئے؟ ایک لمحہ یہ بات چھوڑ دیجئے تاریخ کے طالب علم اکثر اس شش و پنج میں پڑیں گے۔

جس کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو مسلم لیگ سے اختلاف رکھنے کے باوجود بالآخر سے بھاگ کر پاکستان کیوں آنا پڑا۔ ایک قومی نظریہ کے حامی ان گنت علماء کو ہندو قیادت قبول کیا۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کو نفسیاتی اعتبار سے تاحیات اپنی آزاد روش کا قلق رہا۔ جو قومی مفاد کو نگاہ میں، انہیں خیالِ زہ بھگتستانی پڑتا ہے۔

آپ جوش ملیح آبادی جیسے باطل فکر کی سرگزشت سے قیاس کر سکتے ہیں وہ اسلام سے کلیتہاً باغی تھا۔ اگلے گئے میں مالا اور پیشانی پر تلک جاکر خراب مسجد کو پاؤں تلے روند بھی ڈالا اور ”کوئی موجود نہیں الا“ کے ترانے بھی گائے۔ لیکن مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے کا گناہ کسی صورت میں بھی ناقابلِ معاف نہ ہو سکا۔ غیرت کا جو ہر زندہ ہوتا تو اسے چاہئے تھا کہ اپنے من کی دنیا ”روس“ میں جا بستا۔ ممالک میں تابع فرمان بننے کو قبر کے لئے جگہ نہ مل سکی، سو وہ پاکستان دوڑ آیا۔ مختصر پاک وطن میں کی آمد کا پس منظر خاصا مشغول ہے۔ دیگر چند اہم وجوہات سپردِ قلم کئے دیتا ہوں۔

اس ٹولے کو بذریعہ انگریزی و شیطانی الہام مکمل یقین تھا کہ وہ خاتمِ بدین جلد یا بدیر پاکستان کو کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے دائرہ اختیار میں لے آئیں گے اور یہ کہ باوجود معمولی اقلیت ہونے کے وہ ایک اہم عنصر کی حیثیت سے مملکتِ خدا داد میں وہی اہمیت حاصل کر سکتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں نے کی ہے۔

اکھنڈ بھارت کے خواب کی تعبیر کسی اور ذریعہ سے شاید خاصی دشوار تھی۔ مناسب سمجھا گیا کہ شراب پر مزہم اور کفر پر اسلام کا لیبل چپکا دو۔ مزید برآں سور کا گوشت فروخت کرنے کی خاطر دکان پر حلال جانور کا چمڑا لٹکا دیا جائے۔ بالفاظِ دیگر حلقہ قادیانیت میں غلط فہمیاں پھیل گئیں جو اپنی کوکھ سے مثیل جعفر (بنگال) بروزی رنگ میں صادق (دکن) جیسے اور غلطی طور پر میر قمر الدین جیسے بیٹوں کو جنم دیں۔ (ہمیں اعتراف ہے اس جنس میں مرزائی نہ صرف خود گھٹیل ہیں بلکہ ان کی انجمن تاجرانِ برآمد کا کاروبار کر کے زر کثیر کما چکی ہے۔)

انہیں خدشہ تھا کہ وہ ہندوستان میں مختلف وجوہ کی بنا پر کوئی یادگار رول ادا نہ کر سکیں گے۔ چونکہ مسلمانوں کو اقلیت بن کر رہنا تھا۔ اس لئے امور حکومت میں عدوی اکثریت کے مقابل ان کو کون سنتا۔ ویسے بھی کلمہ گو قادیانیوں کو اپنا حصہ تقسیم کرنے والے نہ تھے۔

ہندوؤں کی خواہش تھی کہ ایک ایسا گروہ پاکستان میں موجود رہے جو بوقتِ ضرورت ہمیں ہر قسم کی معلومات فراہم کرے۔ انگریز نے بھی معنوی اولاد کی پیٹھ ٹھونک دی پس ان کا مقصد قیام فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنا۔ صوبائی تعصب پھیلانا، نشیات کو عام کرنا، تحریکِ کاری کا مکمل

جاری رکھنا، سینوں سے یاد رسول اللہ ﷺ کی تڑپ مٹا دینا اور اہم مراکز سے فوجی اہلکاروں کے راز پر آ کر اپنے ہندو بھائیوں تک پہنچا کر داد پانا ہے۔

5:

قادیانی مجلس شوریٰ خیال کرتی تھی کہ مسلمانوں کی مذہبی پارٹیاں غلط سیاسی موقف پر کھڑے ہو کر عوام کے ہاتھوں ہٹ چکی ہیں۔ نیز مسلم لیگ کے بااثر حلقے میں محدود سے محدود افراد موجود ہوں گے جن کا ہر معاملہ اسلام کے عین مطابق ہو اور یہ کہ کامیابی کے لئے اکثر مفاد پرست، ابن الوقت، جاہ طلب اور ایمان فروش اس پارٹی میں در آئے۔

لئے ماسوائے خواص کے ہر ایک بک سکتا ہے اور ضرورت مند خریدار بھاری قیمتوں سے بھی گریز نہیں کیا کرتے۔ لہذا ہونہ ہو منظم طریقے سے ہر قسم کے جال بچھا چائیں۔ تاکہ ہماری خباثتیں بے نقاب نہ ہوں اور لوٹنے کا عمل جاری رہے۔

لاکھوں جانیں ضائع کر کے اپنی جان بچاؤ گے

لیکن اتنا یاد رکھو، تم لاشوں میں گھر جاؤ گے

نشیش محل:

ریکارڈ گواہ ہے کہ قادیانی نولہ آزادی سے پہلے پاکستان کا کھلا دشمن تھا، اور مملکت خداوندی معرض وجود میں آ جانے کے بعد اس کا بھڑپا ہوا دشمن ہے۔

قیام پاکستان کو ابھی زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ایک بار سر ظفر اللہ خان نے خواجہ ناظم الدین کی مرضی کے خلاف جہانگیر پارک کراچی میں 17، 18 مئی 1953ء کو انجمن احمدیہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

”احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود لگایا ہے۔ اور اب بڑا پکڑ چکا ہے تاکہ قرآن کے وعدے کی تکمیل ہو اسلام کی حفاظت کا ضامن ہو۔ اور اگر یہ پودا اکھیر دیا گیا تو اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی نہ رہے گا۔ بلکہ ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہو جائے گا۔ اور دوسرے مذاہب پر اپنی برتری کے ثبوت مہیا نہ کر سکے گا۔“ (46)

ان زیادہ گوئیوں سے قوم میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ان دنوں ہر شخص کہہ رہا تھا کہ پاکستان خطرے میں ہے اور اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ اندرونی دشمن ہیں۔

ذخیر کے حلقے تو سلامت ہیں مری جان

سہی ہوئی جھنکار سے دل ڈوب رہا ہے

”ساریج احمدیت“ مولفہ دوست محمد شاہد جلد 6، صفحہ 677 پر پاکستان کے پہلے انگریز کمانڈر جنرل گرہی کا تحسین و ستائش سے بھرپور خط مرقوم ہے۔ جس میں ”فرقان بتالین“ کی خدمات کو

کہا ہے۔

آنا شورش کاشمیری اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”پاکستان نے اپنی آزادی کے تیسرے مہینے اکتوبر 1947ء میں کشمیر کا مطالبہ کیا تو اس جنگ میں قادیانی امت (اپنے مفادات کی خاطر) فی الفور کود پڑی۔ اس نے فرقان بتالین (مرزئیوں کی ایک خطرناک عسکری تنظیم) کے نام سے ایک پانٹون تیار کی جو سیالکوٹ کے نزدیک جنوں کے محاذ پر واقع گاؤں ”معراجیکے“ میں مقیم کی گئی۔ اس نے وہاں کیا خدمات انجام دیں؟ اس کے تذکرہ و انشاء کا محل نہیں۔ لیکن اس وقت پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گرہی تھے۔ جن کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان کی فوج کو کشمیر میں استعمال کرنے کے خلاف تھے اور شخصی طور پر کشمیر کی لڑائی کے حق میں تھے بلکہ ان کی معرفت بعض معلومات ہندوستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر آرنلڈ لیک تک پہنچتی رہیں۔“ (47)

افغانستان اور پاکستان میں تعلقات کی کشیدگی کا سب سے پہلا اور اہم سبب بھی سر ظفر اللہ خان تھے۔ قرائن بتاتے ہیں مرزا محمود افغانستان کے لئے اور افغانستان ان کے لئے ناقابل قبول تھے۔ انہوں نے تین قادیانی مبلغوں کے قتل پر افغانی سفیر مقیم برطانیہ کو عذاب خداوندی کی وعید سنائی۔ افغانی مرزا محمود تب سے افغانستان کے خلاف تھے۔ اور ان کے نزدیک افغانستان کا ہر ابتلاء ان کی دعا کا نتیجہ تھا۔“ (48)

مختصر واقعہ یوں ہے افغانستان میں نعمت اللہ قادیانی جولائی 1924ء میں گرفتار ہوا۔ اس کے ایک جاسوسی ارتداد اطاعت انگریز اور تبلیغی ترکیب جہاد کے ثبوت مل گئے تو سنگ سار کر دیا گیا۔ فروری 1933ء میں دو اور قادیانی ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی کو اسی جرم میں موت کی سزا دی گئی۔ مرزا کی خلیفہ کے دست گزار کسی بھی فرد کو یہ گوارا نہیں ہو سکتا تھا کہ افغانستان اور پاکستان میں خوشگوار تعلقات استوار ہوں۔ ابتداء میں وزیر خارجہ کی غلط پالیسیوں، متعصب رویے اور مشنمانہ جذبات کی وجہ سے جو رنجش پیدا ہوئی تھی، آگے چل کر اس نے ایک خطرناک صورت حال اختیار کر لی۔ اب اس کے تمام نتائج و عواقب سامنے ہیں۔

گزشتہ دنوں پاکستان کے بعض پرچوں میں مشہور سر اغرساں جیمز سالٹنسن و سنٹ کی یادوں کے

حوالے سے ایک چونکا دینے والا انکشاف شائع ہو چکا ہے۔ اس فحش سے سارے ملک کے دل جھٹکے۔ جبریت زدہ رہ گئے۔ بتایا گیا تھا کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر لیاقت علی خان نے قتل کیا۔ اس قادیانی جبرکتنے نے قتل کیا۔ اس قادیانی کی پرورش اور سازش کا پورا ذرا سا خیال نہ تھا۔ لیاقت علی خان کے زرخیز ذہن کی پیدوار تھا۔ لیاقت علی خان کے قتل کی یہ رپورٹ آج بھی سنٹرل انٹیلیجنس کے دفتر میں موجود ہے۔ (49الف)

چند دیگر ذرائع سے اس پلان کا ایک پہلو اور بھی اجاگر ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سید اکبر لیاقت علی خان کے قتل کے لیے اس پلان کا ایک پہلو اور بھی اجاگر ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سید اکبر لیاقت علی خان کے قتل کے لیے اس پلان کا ایک پہلو اور بھی اجاگر ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سید اکبر لیاقت علی خان کے قتل کے لیے اس پلان کا ایک پہلو اور بھی اجاگر ہوتا ہے۔

ایک وفد نے کراچی میں لیاقت علی خان سے طویل ملاقات کی۔ اور ان کے سامنے قادیانیوں کے عقائد و سیاسی عزائم کے دستاویزی ثبوت پیش کئے۔ کہتے ہیں، اس موقع پر لیاقت علی خان کو ان گماشتوں کے مکارانہ افکار اور عیارانہ کردار کا پہلی مرتبہ احساس ہوا۔ ایک اور ملاقات کا اہتمام بھی میں کیا گیا تھا۔ یہاں لیاقت علی خان مرحوم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ عنقریب عملی اقدام اٹھائیں گے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جناب لیاقت علی خان نے سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کا عزم کر لیا تھا۔ اور وہ راولپنڈی کے جلسہ عام میں اسی کا اعلان کرنے والے تھے۔ انہیں گمان تھا کہ اگر وہ روہیہ بیان دینے سے ان کی ہر دلعزیزی میں اضافہ ہوگا۔ (49ب)

گذشتہ دنوں میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل کا ایک سنسنی خیز آرٹیکل بعنوان ”لیاقت علی کا قتل اور دھندلا پہلو“ روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور کے صفحات کی زینت بنا۔ وہ حقائق کے بیان میں قلم اٹھا کر ”دوسرا تاریخی پہلو یہ ہے کہ کیا سید اکبر لیاقت علی کا قاتل تھا؟ ہمارے ایک فقیر قسم کے بریگیڈیئر نوشیرواں مرحوم ہوتے تھے۔ ایک دن انہوں نے جنرل ایوب کی سیکورٹی افسر میجر ظفر اور اہم چند دوسرے افسروں کے ساتھ پھرتے رہتے ہوئے معمولی بات نہیں سمجھتے۔ میں نے لگے۔ ”نادانوں! بڑے افسروں کے ساتھ پھرتے رہتے ہوئے معمولی بات نہیں سمجھتے۔ میں نے سید اکبر پر لیاقت کے قتل کا الزام کا ڈرامہ کیا ہے۔ سید اکبر بے چارہ بے قصور تھا۔ اس کو قربانی کا کبرا بنایا گیا۔ لیاقت کو گولی مارنے والے اور تھے۔ اور سید اکبر کو پولیس والے ہی ایبٹ آباد سے پنڈی اس غرض سے لائے تھے کہ اس کو قربانی کا کبرا بنائیں وغیرہ۔ یہ 1954ء کی بات ہے۔ یعنی لیاقت علی کے قتل کے صرف تین سال بعد کی بات ہے۔ بریگیڈیئر صاحب نے مزید کہا کہ لیاقت علی کو ان لوگوں نے مروایا جو اس کے بعد برسرِ اقتدار آئے۔“ (50)

ان دنوں کی بات ہے جب لوگ اپنا بدبہہ جہانے کے لئے خود کو مرزائی ظاہر کیا کرتے۔ مرزا پر دلائل کو قانوناً جرم قرار دیا جا چکا تھا۔ اس کی ذرا سی خلاف ورزی پر کوڑوں، بھاری جرمانے اور قید کی سزائیں دی جایا کرتیں۔ سفارت خانوں پر تسلط، افواج میں ان کا اثر و رسوخ اور ہر اہم محکمے میں آسامیوں پر قادیانی افسر براہِ جمان تھے۔ دفاتر میں مرزا کی تصویریں آویزاں کی جانے لگیں۔ ان میں مرزائی اساتذہ کی وافر کھپ آئی۔ ہر جگہ قادیانیت کا لٹریچر تقسیم ہوا۔ ان نازک حالات کو دیکھ کر سب سے سیاسی مبصروں نے پشیم گویاں داغ دیں کہ اب وہ وقت دور نہیں جب اسلام کے نام پر قربانیاں دے کر حاصل کیا جانے والا ملک قادیانی امت کے رحم و کرم پر ہوگا۔ تاحد نگاہ خطرات کو لکھ کر دینے والے بادل اُٹھ آئے تھے۔ اس پر درود مند مسلمان زعماء تڑپ اٹھے۔ 13 جولائی 1954ء کو آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں طے پایا کہ مسئلہ قادیانیت پر آخری غور و خوض 16، 17، 18 جنوری 1953ء کو کراچی میں تمام مکاتیب فکر کا ایک نمائندہ اجلاس

بلایا جائے۔ اس نشست میں اتفاق رائے کے ساتھ تمام پارٹیز سے پندرہ ارکان پر مشتمل کمیٹی مقرر ہوئی۔ اور باہمی مشاورت سے حکومت وقت کے سامنے ذیل کے مطالبات پیش کرنے کا اعلان کیا گیا۔

✽ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

✽ چودھری ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

✽ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔

✽ ریوہ کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔

چنانچہ 21 جنوری 1953ء کو اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت ان مسائل کو ایک

حل نہ کرے تو مجلس عمل ڈائریکٹ ایکشن (راست اقدام) کرے گی۔ خواجہ ناظم الدین (اعظم پاکستان) نے یہ مطالبات مسترد کر دیے اور گرفتاریوں کا وسیع سلسلہ شروع ہو گیا۔

جیلوں کی رونق بڑھی۔ قتل و غارتگری کا میدان گرم ہو گیا۔ مارشل لاء نافذ ہوئی انہوں

و ستم کئے کہ بیگانے بھی شرمائے۔ بعض اعداد و شمار کے مطابق اس ایجنسی ٹیشن میں دس ہزار مہاجرین

اپنے خون کو رسول کریم ﷺ کے تقدس پر قربان کیا۔ جب کہ ایک اور غیر سرکاری رپورٹ کے

تیمیں ہزاروں کو پہنچتی ہے۔ خوف طوالت ہے فی الحال اس پہلو کو نہیں چھیڑا جاسکتا۔

مگر یہ احساس جانکسل ہے کہ قیام پاکستان کے صرف چھ سال بعد جوان گنت مسلمان

گولیوں کا شکار ہو گئے۔ ان کا قصور کیا تھا؟ کیا انہوں نے گنہگار راتیں گزارنے والے

مصلحت کے نقاب نوح لینا چاہے تھے؟ کیا دیوانوں نے ناؤ نوش اور لہو و لعب کے رسیا ہاں

عظمت کردار سے پردہ ہٹانا چاہا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی کو محمد شاہ رنگیلے کی حقیقی اولاد کے

میں عریاں جسم کے لمس کی سرکاریوں پر اعتراض تھا؟ غالباً یہی خیال کیا گیا۔ حالانکہ بات

چند مسلمان قصر شاہی پر یہ بھیک مانگتے گئے تھے۔ خدا را! ہمیں مرزائیوں کے چنگل سے

ملک جس کا دامن آج بھی بے حساب گلہ گوؤں کے مقدس لہو سے مہک رہا ہے، اسے آقا کے

کے دشمنوں کو گوشتیں ڈال دینا اچھا نہیں۔ ایسا نہ ہوا اسلام کا قلعہ انگریز کی فکری نسل کے

ان کی صرف یہ التجاتی کہ صیاد کو باغبان کا لباس نہ پہنا دینا۔ کافر کو کافر اور مسلمان کو مسلمان ہی

تاکہ باغی اور وفادار میں امتیاز برقرار رہے۔ مگر نہ اہل چمن بھی طعنہ تخریب سے بچ سکیں گے۔

سخت تذبذب میں ہوں اس سے اگر اپنا حق

چھینوں تو مجرم بنوں، مانگوں تو ملتا نہیں

آکھ بھر آئی:

گزشتہ دنوں علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب تیار ہے تھے۔

تحریک کے دوران جو بیہادہ سلوک کیا گیا، نہایت خوبچاں کہانی ہے۔ ایک روز ہم رات بھر

گولیاں چلنے کی آوازیں سنتے رہے۔ صبح تھوڑی دیر کے لئے کرفیو میں وقفہ ہوا تو میں کسی ضروری

کام کی غرض سے دہلی دروازے کے باہر جا پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دیواروں سے انسانی گوشت

کے چھتھرے چپکے ہوئے ہیں۔ زمین لہو سے تر ہو گئی۔ جسم کے کٹے ہوئے اعضاء تو کئی روز

جد تک اس قبیلہ صحرانی کا پتہ دیتے رہے۔“ (53)

ایک طالب علم کتابیں ہاتھ میں لئے کالج جا رہا تھا۔ سامنے دیکھا تحریک کے لوگوں پر گولیاں چلی

۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا، کسی نے پوچھا یہ کیا؟ جواب دیا، آج تک پڑھتا رہا ہوں

اللہ کا وقت ہے۔ جاتے ہی ران پر گولی لگی، مگر کیا، پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گر جدار

پر پڑ گیا۔

ظالم گولی ران پر کیوں ماری ہے، عشق مصطفیٰ ﷺ تو دل میں ہے۔ اس کا نشانہ بناؤ۔ (54)

ایک نوجوان ملٹری اسپتال میں زخموں سے چور چور بے ہوش پڑا تھا۔ جب اُسے قدرے ہوش آیا

نے پہلا سوال سرجن سے یہ کیا کہ میرے چہرے پر کسی خوف یا اضطراب کے نشان تو نہیں ہیں۔

سے کہا گیا کہ ”نہیں“ تو اس کا چہرہ فرط مسرت سے تھمتھا اٹھا۔ (55)

تحریک ختم نبوت 1953ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے اور

نے دیوانہ وار سینوں پر گولیاں کھا کر آقا کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر جانیں قربان کیں۔

کے بعد جب جلوس نکلتے بند ہو گئے تو ایک بابا اپنے پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر لایا۔ باپ نے

گولہ کا ٹکڑا لگایا۔ معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا اس کے مطابق تو قلعی زبان میں زندہ باد

دوستی ہوئی گولیاں آئیں۔ جو باپ اور ننھے فرشتے کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔ گنبد خضرا

پر ہرگز زکرہ گیا۔ (56)

علوم ہوا کہ جب اس تحریک میں کرفیو لگ گیا تو اذان کے وقت ایک مسلمان اس کی خلاف

کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ مسجد میں پہنچ کر اذان دینا چاہی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگنے

پھر ہو گیا۔ دوسرا جان باز آگے بڑھا۔ ابھی اشدان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی آئی جو سینے میں پیوست

شیرا مسلمان آگے بڑھا۔ ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اشدان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی اور شہید

ہو گیا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس وقت تک ان میں تھی۔ (57)

میوہ پھل کے ایک ڈاکٹر کے بقول پولیس کی گاڑیاں دھڑا دھڑا لاشیں پہنچا رہی تھیں۔ دیکھتا ہوں کہ سامنے بالکونی پر دو نو عمر دخیر و بچہ کھڑے دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے نعروں پر پھرتے۔ پھر وہ نیچے اتر آئے اور بیٹھے بول الہ پتے ہوئے سڑک پر دوڑتے آگے بڑھتے گئے۔ ہسپتال میں دونوں کی لاشیں پچھپیں معلوم ہوا، اس گھر کے یہی دو روشن چراغ تھے۔ (58)

ذمہ دار افراد کا کہنا ہے کہ

”ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ حال دیکھا کہ مرزا فیضی دیر خانیہ کی جہے پا کر ملک بھانڈے ہوئے اور راہ گزرتے مسلمانوں کو موت کی نیند سلا کر آگے نکل جاتے۔“ (59)

گریبان چاک ہوتا ہے:

فخر عالم شیعہ کے شیعہ انیوں نے جس دلوں اور جہے کے ساتھ قربانیاں دیں وہ تاریخ باب ہے اور سر فروشی کی اس روایت پر یہاں کے مسلمانوں کا سر ہمیشہ بلند رہے گا۔ مگر یہ راج کی یہ ستم کاریاں کس کے نام اعمال میں جائیں گی؟ جب ایک خدا کا قلم دان بچانے کی ہزار گھروں کو جا ڈالا۔ حالانکہ خود حکومت پاکستان کی نظر میں بھی اس گروہ کی وفاداریاں 1957ء میں حکومت پاکستان نے ملک کے اعلیٰ حکام کے نام ایک گمشدہ مراسلہ جاری کیا تھا۔ ریاست ربوہ کے محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی سے محتاط رہنے کی تلقین کی گئی۔ مراسلے میں مفہوم کچھ یوں تھا: ”حکومت کے پاس اس کی معتبر اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسالی کا ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہے جو سیاسی سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرتا ہے۔ احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہوں۔ حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازم جو احمدیہ فرقہ سے متعلق ہیں ان کے ذریعے سرکاری اطلاعات مہیا کی جا رہی ہیں۔ ایک اور ایسی جس سے کام لے کر احمدیہ جماعت کا خبر رسانی کا عملہ سرکاری اطلاعات جمع کرتا ہے۔ حکومت سے پنشن یافتہ ملازم ہیں۔ جن کا ابھی تک اپنے دور کے ساقیوں اور ماتحتوں اثر ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض احمدیوں نے غیر احمدی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ تاکہ ان کی طرف سے شک و شبہ نہ جا رہے۔ اور وہ آزادی سے تمام مسلمانوں

میں غلط ملط ہو سکیں اور معلومات حاصل ہوتی رہیں۔“ (60)

اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
۲۰۰۰ سال کا بل سے، کفن جاپان سے

حقیقت تسلیم کی جا چکی ہے کہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران قادیانی جماعت نے ان میں نہایت گھناؤنا، تباہ کن اور بھیاں کھڑا کر دیا کیا۔ پاک فضائیہ کے ہیرو اور قوم کے مایہ ناز ایم ایم ایم عالم بھی اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔ دراصل یہ لڑائی قادیانیوں کی گہری سازش کا نتیجہ اس جماعت کے سرغنوں نے جنگ چھیڑنے کے لئے جانے کیا کیا پاپڑ پیلے۔ شورش کا شیریں نے

الاباغ کے حوالہ سے اس بارے میں بعض مستند تفصیلات قلم بند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔
”لوائے وقت“ کے ایڈیٹر جناب مجید نظامی صاحب اور سر علامہ اقبال کے بیٹے محترم اکثر جاوید اقبال اس روایت کے مصدق ہیں۔ نواب موصوف نے مجید نظامی کے ساتھ ہی اس موضوع پر گفتگو کی تھی۔ جب کہ ڈاکٹر صاحب کو سر ظفر اللہ خاں نے استعمال کرنا چاہا۔ منصوبہ یہ تھا کہ کسی طرح مغربی پاکستان میں پنجاب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست ہو تو عسکری بازو نوٹ جائے گا اور مشرقی حصہ نیچٹا الگ ہو جائے گا۔ پنجاب کی پسپائی کے بعد سرحد، بلوچستان اور سندھ، عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن جائیں گی۔ اس طرح ایک تو بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے پرانے خواب کی تعبیر ممکن تھی۔ دوسرا یہ خیال کہ مسلمان سیاسی طور پر ناکارہ ہو کر مجبوراً ہماری مذہبی سیادت تسلیم کر لیں گے، لیکن رحمت ایزدی سے حالات کا رخ یکسر پلٹ گیا اور سازشوں کے سودا گر منہ کی کھا کر رہ گئے۔“ (61)

1965ء کی جنگ کے دوران سارے ملک میں ہجتم سرکار بلیک آؤٹ کا راج تھا۔ مگر پورے پاکستان میں ”ربوہ“ ایک ایسی جگہ تھی جہاں بوجہ اس اہم حکم نامے کی صریحاً خلاف ورزیاں ہوتی رہیں۔ بعض خفیہ رپورٹوں کے مطابق ربوہ کی یہ روشنیاں بھارتی ملیاروں کو سرگودھا ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے کے لئے تھیں۔ یہ بات اور بھی تعجب انگیز ہے کہ سرگودھا کئی مرتبہ اندھیرے میں دشمن کے نشانوں کا شکار ہوا۔ جب کہ فضا میں کھرتی ہوئی روشنیوں کے باوجود اہل ربوہ دشمن کے حملوں سے کلیہ محفوظ رہے۔ بالآخر انیر فورس کی شکایت پر واپڈاک اور ربوہ کا بجلی کنکشن کاٹا پڑا۔ آفس ریکارڈ میں اس کا اندراج چشمی نمبر 1135 مجریہ 14 ستمبر 1965ء ہے۔ کہتے ہیں بعد ازاں قادیانی جماعت نے واپڈا

کے دفتر سے غداری کی اس تاریخی دستاویز کو غائب کروادیا۔ تاہم اس کا ثبوت ان جگہوں پر بھی موجود ہے۔“ (62)

ان دنوں مرزائیوں کے ”پیش کو صلیح موعود“ نامی ایک اشتہار کا بہت چرچا ہوا۔ ہمارے کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ اس میں لکھا تھا۔

”ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیوں کے ہاتھ میں ہے۔“ (63)

یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ کشمیر کے محاذوں کی جنگ میں قادیان سے ملنے والی کی کمان ہمیشہ مرزائی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہی۔ 1965ء کے معرکہ میں محکمہ جوڑیاں کے ابتدا قادیانی جرنیل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی مقرر تھے۔ (64الف)

کیا ہوا، یہ نہ پوچھ اے اہم
بلکہ صرف اتنا پوچھ کیا نہ ہوا

اور بازو کٹ گیا:

بقول علامہ عزیز انصاری۔

”1953ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مرزائیوں نے اپنا محاذ بدل لیا۔ اور پاکستان کے سیاسی و اقتصادی اداروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، اور امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے، وہی انہوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔“ (64ب)

مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی مختلف تقاریر اور بذریعہ مکتوبات مرزائیوں میں تحریک پیدا کی کہ اپنے علاقے اور حلقہ اثر میں ہر طریق سے موزوں افراد کو رام کرنے کی جستجو کریں۔ متوسط طبقے میں تو کوری دلوا کر نکل آیا۔ اور اونچے گھرانوں میں تربیت یافتہ چھوکر یاں جادو پھونکنے لگیں، بڑے پست فوجی و سول افسر بھی ان کی زلف و زنجیر سے قابو میں آ گئے۔ چونکہ اہل ثروت کی زندگی میں ہاتھ پاؤں اقدار کا عمل دخل کچھ زیادہ نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے اولاً تو ان کا ایمان نیگم صاحبہ کے نازخروں کی تلمیح پکسل جاتا ہے۔ ایسا نہ ہونے کی صورت میں بھی غیر مستحکم مذہبی جذبے مدجینوں کے ہونٹوں کی سے بہک کر تلوں کو چاٹتے ہوئے اکثر سو جاتے ہیں۔ وگرنہ اولاد کا اس راستے پر چل نکلتا تو یقینی ہے۔ خجربے سے انہوں نے جو کچھ پایا، پھارے مسلمان وہ راز سمجھنے سے مدت تک قاصر رہے۔ چنانچہ اسی درخت کی شرباریوں نے انہیں ایک سیاسی قوت بنا دیا کہ اقتدار کی دیوداسیوں کے پھاری ان

علمائے پر مجبور تھے۔

ایک وقت ایسا بھی گزرا، جب یہ سازشی گروہ نوکر شاہی پر مضبوط گرفت کی وجہ سے نازاں و فرحان ار کے خواب دیکھ رہا تھا۔ لندن میں قادیانیوں کے یورپی کنونشن کے موقع پر سر ظفر اللہ خاں کی میں قادیانی حکومت کا منشور ان الفاظ میں بیان کیا گیا ”اگر قادیانی برسر اقتدار آجائے تو پرنسپل لگائے جائیں گے، دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے گا، اور سود پر پابندی لگا دی جائے گی، اور نوٹی ممنوع قرار دی جائے گی۔“

بعد مرزائی اپنے خلیفہ کی ہدایت پر من حیث القوم، پیپلز پارٹی کو وفاداریوں کا یقین دلانے لگے۔ اور ان کا تھا کہ چند ماہ کے دوران منعقد ہونے والے انتخابات میں موہشت نظام کی داعی یہ سیکولر پارٹی، پاکستان میں غالب اکثریت سے جیت جائے گی۔ اس متوقع کامیابی کے پیش نظر ان کے حوصلے تھے اسی دوران ”الفضل“ میں مدیر نے ادارتی کالم میں نہایت فخر کے ساتھ یہ شعر درج کیا۔

زمین کے گونج اٹھے ہیں کنارے

کہو مرزا غلام احمد کی ہے ”جے“ (66)

اس کے فقط دس یوم بعد مرزا ناصر محمود کا ایک بیان شائع ہوا۔ جس میں یوشن گوئی کم مکر دھمکی کا لادہ ہے۔ دعویٰ تھا۔

”احمدی فرقہ کو خدا کی خوشنودی اور حمایت حاصل ہے دنیا کی کوئی طاقت یا تمام طاقتیں مل کر بھی ہماری تحریک کو ختم نہیں کر سکتیں۔“ (67)

اس سے بہت پہلے ایک محب وطن پاکستانی عبدالرحمن شاہ ولی مقیم قاہرہ نے بذریعہ مکتوب ہمارے غارت خانوں پر قادیانیوں کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

”مجھے کچھ عرصہ قبل بغداد کے اندر پاکستانی سفارت خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا، وہاں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ لاہوری قادیانیوں کے تبلیغی رسالے سرکاری ٹیلیکل پر نہ صرف موجود ہیں بلکہ ان کو سرکاری لٹریچر سے بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ جس سفارت خانہ میں ان کو ملازمت مل جاتی ہے وہ اسے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔“

”اسی طرح سر ظفر اللہ خاں نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب کی حیثیت سے براؤن غرب الہند کا دورہ کیا اور ٹریفنڈاڈ میں مرزا قادیانی کا آخر الزمان کے حوالے سے تعارف کرایا۔“

شورش کشمیری نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ یہ انکشاف کیا ہے۔ ”اور یہ حقیقت ہے کہ تل ایبیب

کامرہ پاکستان کے عام انتخابات میں مقامی مرزائیوں کی معرفت اسی مشن کی وساطت سے
نئی کے زمانہ میں اکثر وزراء نے خود راہم الحروف سے اس کی روایت کی تھی۔“ (68)

سابق وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے اقتدار کے آغاز میں
قادیانیوں کے سیاسی عزائم اور ملک دشمن عناصر سے خفیہ تعلقات کے بعض گوشوں سے
ہوئے کہا تھا کہ

”بمقامی اقتدار آنے کے بعد جب میں سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ امریکا
دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا
(فرقہ - Sect) ہے۔ ان کا آپ پر لحاظ سے خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب امریکا
سرکاری دورہ ہوا تب بھی یہی بات دہرائی گئی۔ یہ بات میرے پاس امانت تھی، یہ بات
خاطر میں پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔“ (70)

”چند برس قبل گروپ کپٹن عبدالستار کے بقول انہوں نے صدر پاکستان ذوالفقار علی
صاحب کو حکومت کا تختہ الٹنے کی قادیانی سازش سے باخبر کیا تھا۔ لیکن قادیانی سازش
خبردار کرنے والے شخص کو از خود اسی الزام میں گرفتار ہونا پڑا۔“ (71)

ٹھوکر سے میرا پاؤں تو زخمی ہوا ضرور
رستے میں جو کھڑا تھا وہ کھسار ہٹ گیا

25 جولائی 1974ء کو جس صدر کی عدالت میں فوری نوعیت کا بیان سماعت کیا گیا
ٹریبونل نے 31 اگست کو اس کے اہم اجراء خبر رساں ایجنسیوں کے حوالے کئے جو آئندہ روایتی
پذیر ہوئے۔ بیان ہوا کہ۔

”قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی صدارت میں بعض سرکردہ قادیانیوں نے
ذوالفقار علی بھٹو کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا تھا۔ پروگرام یہ بنا کہ ایک تقریب میں
انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس سے پہلے امر مارشل ظفر چودھری نے اپنی سبکدوشی کے بعد مسلم
بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ قتل کی سازش خود حکومت کے علم میں
مزید برآں یہ کہ مسٹر ایم ایم احمد کے ایک رشتہ دار کے گھر سے وائریس ٹرانسمیٹر بھی ہٹا
ہو چکے ہیں۔“ (72)

مشرقی پاکستان کیوں علیحدہ ہوا، جوہد الرحمن کمیشن رپورٹ نامعلوم وجوہ کی بناء پر ابھی غلط
اور حصل ہے۔ شاید اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں کہ اتنا کاری دشمن کھانچنے پر بھی نشان

مطلقاً نہیں بتایا جاتا۔ مشرقی پاکستان سے قیام بنگلہ دیش تک کی داستان بڑی المناک ہے۔ اس
دعوت کو نہیں بیسیوں محرکات ہیں۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں قادیانی امت کا بھی نمایاں
ہند ہے۔ انہوں نے اولاً مشرقی پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کیں پھر ترقی کارنگ بھرا۔ ازاں بعد
ت کو خفارت میں بدل دیا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تعصب و بغاوت کے شعلے بھڑکانے میں یہ گروہ سب
کے رہا۔ گو علیحدگی کا بیج پہلے سے بویا جا چکا تھا۔ مگر اسے پروان چڑھانے کا فریضہ ان لوگوں نے
ادا کیا۔ اقتصادی ماہرین کے نزدیک بنگالیوں کی تاریکی کا سب سے بڑا سبب تفریق معیشت اور محکمہ
ت کی غلط منصوبہ بندیاں تھیں۔ ملک غلام محمد کے عہد میں قادیانیوں نے فوجی قوت بڑھانے کا فیصلہ
لیا۔ سکندر مرزا کے زمانے میں یہ لوگ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت محکمہ دفاع پر چھا گئے۔ ایوب خان
دور میں مرزائیت نے عسکری طاقت کے علاوہ سیاسی دنیا میں یدھر چانے کا فیصلہ کیا۔ امریکا کی
ت پر مرزا غلام احمد کے پوتے مسٹر ایم ایم احمد کو سیکرٹری مالیات کا عہدہ سونپا گیا۔ ایک بڑی طاقت کی
ت اقتصادی منصوبہ بندی کا مختار کل بن بیٹھا اور اپنے ہم مذہبوں کے لئے معاشی استحکام کے وسائل
کے اقتصادی زندگی پر دسترس نے سیاسی نازیمنوں کو ان کی داشتہ بنا دیا۔ اب بعض سیکولر پارٹیوں
انہوں نے اعزازی عقد باندھ لیا تھا۔ الغرض اس قادیانی سپوت نے مالی مشیر، سیکرٹری فنانس اور
سبب بندی کے ڈپٹی چیرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے
محروم رکھا۔ ہر موقع پر ان کا حصہ دہانے کی کوشش کی۔ ہر سال بجٹ میں معاشی کشمکش پیدا ہوتی رہی۔
مشرقی بازو کے لئے مختص سرمایہ، ربوہ کے خلاف نظام کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی پلاننگ پر بر باد کیا۔
اور بے بس اور بیزار تو تھے ہی اس بلانے ناگہانی پردہ علیحدگی کی تحریک میں ڈھل گئے اس کے مسئول
ہر ذلیلہ کے ذریعہ سے مسٹر ایم ایم احمد تھے۔ (73)

شیخ مجیب الرحمن نے قادیانی امت کی ان چالوں کو بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے ایم ایم احمد کی حرکات
میں بیان دیا کہ ہم اس کی فوری علیحدگی چاہتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد چودھری ظفر اللہ خان ان
ملنے ڈھا کہ گئے۔ تحلیلہ میں طویل ملاقات ہوئی۔ لیکن شیخ صاحب کو مطمئن نہ کیا جاسکا۔ مسٹر ایم ایم احمد
ہٹائے گئے مگر بنگالی ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی نفرت
اور گروں اور تشدد کے لپکتے ہوئے شعلوں نے اپنا کام نہ دکھایا تھا۔ اخبارات کی فائلیں گواہ ہیں، یہ
ماقبل الیکشن شروع ہوا اور سقوط ڈھا کہ تک اس پر وقتاً فوقتاً ٹکرا رہی تھی۔ (74)

ڈھا کہ ڈوب گیا، مشرقی پاکستان کی فضاؤں میں لہراتے ہوئے قومی پرچم سے خون کے قطرے
پڑ رہے تھے اس سے پوری ملت اسلامیہ بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے سر جھکے ہوئے دکھائی دیتے

لیکن قادیانی اکڑا کر چلتے۔ انہوں نے سیدتان کر اور سر اٹھا کر چلنے کا شعار اپنایا ابھی تک موجود ہیں جنہوں نے دیکھا کہ جب بنگلہ دیش بن گیا تو ربوہ و لاہور میں مرزائیوں نے غمی کرتے ہوئے مٹھائی باٹی۔ اپنے مکالوں پر اٹھال کیا اور شب بھر سڑک پر رقص کرتے پھر اسرائیل میں ماسوائے یہودیت کے کسی مذہب کی تبلیغ و اشاعت قانوناً جرم ہے۔ ان پادریوں کو بھی ترویج عیسائیت کی اجازت نہیں۔ لیکن اس ملک میں قادیانی مشن قائم ہے۔ ان لئے جا رہے ہیں اور جو خدمات وہ سر انجام دیں گے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں یہ ایک دردناک و لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر دوست کا دشمن دوست نہیں ہوتا تو دشمن کا دوست، دوست کیسے ہوتا ہے؟

ایک موبہم سی امید پہ اب بھی ہم نے اپنے خوابوں کے جزیرے کو سجا رکھا ہے

1972ء میں قادیانی قصر خلافت کے معتدین کا نشر میڈیکل کالج کے طلباء کو ربوہ و لاہور پر زد و کوب کرنا (اس حملہ میں اٹھارہ طالب علم ہلاک ہوئے تھے) ان کا سامان چھین کر مال غنیمت نیز قوم کے جیالوں کی پٹائی اور زنجیوں کی آؤ بکا پرتین چار سو عورتوں کا تالیاں پیٹ پیٹ کر قس کر رہنا، اس مضمون کا موضوع نہیں۔ عوامی احتجاج اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا جرأت مندانہ قدم تاریخ کا حصہ ہیں۔ دین، قوم اور وطن کے خلاف مرزائی ٹوٹے کی اعتراض سرگرمیاں دہانے کے لئے صدارتی آرڈیننس کا نفاذ اور قادیانیوں کے بارے میں وفاقی عدالت کا فیصلہ زیر طبع، میری ایک الگ کتب کا جزو ہیں۔ اس میں قادیانی قوم کے خلاف امت کی جدوجہد، مشاہیر ملت کا اضطراب، غدار یوں اور وفاداریوں کے ایک ایک لمحے کی بالتفصیل درج کی جائے گی۔ انہی اور اوراق میں مرزائیوں کی پوری تاریخ، ان کے افکار و کردار، سیاست، معاشرت کے جملہ پہلو اور ہر قسم کے خطرناک عزائم کو ٹھوس حوالہ جات کے ذریعے بے نقاب کرنا، پروگرام بھی رکھتا ہوں۔ راقم الحروف چاہتا ہے مرزائیت کے واقعی پوسٹ مارٹم اور نشریاتی کے بعد اس امر کا سراغ بھی لگایا جائے، جس سے معلوم ہو طبقہ مذکور سے متعلق سرکاری افسروں اور حکومت کے چھوٹے بڑے ملازمین کی دلچسپیوں کا مرکز کیا تھا؟ اور انہوں نے کس کس طریقے سے پاکستان کی کھوکھلی کیں۔

ایک بار مشہور قادیانی وائس ایئر مارشل ایس ایم اختر نے پریس کانفرنس سے کہا کہ اس نے پاکستانی ایئر سروسز کے نام پر ایک نئی ادارہ قائم کیا ہے۔ وائس ایئر مارشل نے نمائندگان صحافت کو بتایا کہ اس معرفت پاکستان کے تمام دوست ممالک کو افغانی قوت کے علاوہ تربیت یافتہ ماہرین بھی مہیا کئے جائیں گے۔

اور ہوا بازی کے تربیتی ادارے قائم کرنے میں ان کا معاون ہوگا۔ (76)

خوش قسمتی سے عرب ممالک کے سفیروں کی مداخلت اور عوام کے پرزور مطالبے پر یہ ادارہ اپنی فرائض کے ساتھ ہی زندگی کی جنگ ہار گیا۔

بھٹو کے دور حکومت میں نا اعلیٰ، اختیارات سے تجاوز، فرائض منصبی سے غفلت اور رشوت کے رائج بہت سے گزٹڈ افسروں کو جبراً ریٹائرڈ کرنا پڑا۔ سبکدوش ہونے والے عہدیدار یقیناً اسی کے منتحق تھے لیکن سرکاری ذمہ داریوں سے ہٹائے جانے والے افراد میں ایک بھی قادیانی نہ تھا۔ کیا مرزائی افسر کا معاملہ تھے؟ ادھر یہ ستم ہوا کہ بعض بڑے اہم عہدے ان کے کنٹرول میں آ گئے اور انہوں نے اپنے ملک کے افراد کی بھرتی کو کوئی فریضہ خیال کیا۔

پاکستانی فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چودھری بڑے متعصب قادیانی اور سخت گیر عدالت کے مالک تھے۔ انہوں نے ایئر فورس پر مرزائیوں کو قابض کرنے کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا؟ جب بھی بھرتی کا مرحلہ آیا تو ہم عقیدہ افراد کو فقیہ دی گئی۔ امریکہ وغیرہ میں کسی نوجوان کو بغرض تربیت لینے کا سوال اٹھا تو قادیانی افسر کا چٹا ہوا۔ حتیٰ کہ فضائیہ میں ان کا اثر و رسوخ بڑھ گیا۔ اسی لئے تاحال اس کے دفاع کے بعض اہم اور نازک عہدوں پر چھائے ہوئے ہیں۔

ایک بار ظفر چودھری کے ہاتھوں کورٹ مارشل کی بھینٹ چڑھنے والے ایک مسلمان فضائی افسر نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تک رسائی حاصل کی اور انہیں ظفر چودھری کی گھسیٹا ذہنیت و اغراض مشن و مہم سے آگاہ کیا، یہ لرزہ خیز داستان سن کر مسٹر بھٹو بہت حیران ہوئے۔ کہتے ہیں اس روز بھٹو صاحب عدالت پریشان تھے۔ ان کے ماتھے پر معنی خیز حکمن ابھرا آئی اور کہا۔

”اچھا یہ ہے ان کا اصلی روپ۔“ (77)

شاید بھٹو صاحب اس بات کو زیادہ اہمیت نہ دیتے۔ لیکن ایک واقعہ نے انہیں عملی اقدام اٹھانے پر مجبور کر دیا اور وہ درگزر نہ کر سکے کہ چند روز بعد ظفر چودھری یا ان کے کسی ہم عقیدہ افسر نے طیاروں کی ایک تعداد کا گروپ تشکیل دے کر ربوہ کے سالانہ جلسے پر پھولوں کی چٹیاں نچھاور کرنے کو بھیج دیا۔ افسروں کی اس ٹکڑی نے سر اجلاس مرزا ناصر احمد کو عسکری انداز میں سلام کیا۔ یہ رپورٹ جرائد و رسائل کی پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی۔ خلیفہ ذرائع سے جناب مسٹر بھٹو صاحب بھی اس کی تصدیق کیے گئے تھے۔ ان حقائق کے پیش نظر حکومت نے ظفر چودھری کو رخصت کر دیا۔ اس خبر سے پورے ملک کی فوجی کی لہر دوڑ گئی۔ فضائیہ کے ہر افسر پر جانباڑوں نے یوم تشکر منایا۔ یہ پہلا موقع تھا جب مرزائی افسر اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب میں نفرتوں نے جنم لیا اور قادیانی انشاء پر داز مسٹر بھٹو کے خلاف زبان

انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈ سرگودھا میں برخلاف دیگر دفاتر کے بہت زیادہ موجود ہیں۔ ایک وقت میں ان کی تعداد ساٹھ فی صد کے لگ بھگ تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ راجہ غالب سیکرٹری بورڈ اور مرزا طاہر احمد اسٹنٹ سیکرٹری تھا چونکہ یہ دونوں قادیانی تھے امیدواروں کو ملازمتیں فراہم کی جاتیں۔ جن کے لئے ربوہ سے اشارہ ملتا۔ یوں ایک تیرہ سالہ جاتے اور صرف مرزائیوں کی تقرریاں مل میں آئیں۔ تاہم نوکری کالاج دے کر غیر مسلمانوں پر مجبور کیا گیا۔ (78)

”1983ء کی بات ہے کہ اسلام آباد میں پروفیسر جمیل احمد قادیانی روی لٹرچر تدریس کر رہے تھے گرفتار کیا گیا۔ پروفیسر مذکور غالباً حکیم نور الدین کا نواسہ ہے۔“ (79)

اس خبر سے دینی حلقے و ربط حیرت میں پڑ گئے۔ ہر شخص اس سوچ میں غرق تھا کہ قادیانی کا کیونٹ ملک روس سے کیا تعلق؟ خیال ہے ان کے قریبی مراسم 1978ء میں استوار ہوئے۔ روی سفیر سے قادیانی جماعت کے سربراہ نے ملاقات کی۔ اس کے بعد باقاعدہ ان کا روی قادیانی رابطہ قائم ہو گیا۔ پھر معروف مرزائی صنعت کار نصیر اے شیخ مینجنگ ڈائریکٹر کالونی ٹیکنالوجی رومی سفیر صحیحہ پاکستان کولہور میں اپنی رہائش پر عشاہیہ میں مدعو کیا، اس میں بڑے بڑے قادیانی اور بعض نام نہاد مسلمان سیاسی لیڈر بھی شریک ہوئے تھے۔ (80)

پیر محمد کرم شام ایم، اے (الانزہر) جیسی محقق و فاضل شخصیت لکھتے ہیں۔

” واضح رہے کہ مرزائی جماعت ٹیل اور گاندھی سے زیادہ پاکستان کے بارے میں اندیش ہے ان کے کارکنوں نے کسی زمانہ میں بھی پاکستان کو کمزور بنانے میں فروگزاشت نہیں کیا۔ سر ظفر اللہ خاں کی وزارت کا دورہ ہوا ایم ایم احمد کی اقتصادی پالیسی ہر ایک نے پاکستان کو کھوکھلا ہی کیا ہے۔۔۔ ستم کی بات تو یہ ہے کہ اس اسلامی جمہور کے مختلف تعلیمی اداروں میں غیر مسلم مرزائی اسلامیات کی تعلیم دینے پر مامور ہیں اور طلباء کے معصوم اذہان کو مسموم کرنے کے دھندوں میں مصروف ہیں۔ عوام کے بار بار اصرار کے باوجود محکمہ تعلیم کے کارپروائٹس سے مس نہیں ہوتے۔ مگر گورنمنٹ انٹر کالج بھیرہ ضلع سرگودھا اور گورنمنٹ البیرونی کالج پنڈا داؤخان اس کی واضح مثالیں ہیں۔ (81)

پنجاب عیسیت بک بورڈ کا سابق چیئرمین (غالب احمد) قادیانی تھا۔ اُس نے پانچویں اور جماعت کی تاریخ اور جغرافیہ کے نصاب میں جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی کی سرنگی

میں۔ یہ انہیں 1965ء کی جنگ کا ہیرو ثابت کرنے کی ایک کوشش تھی۔ حالانکہ حقائق بالکل اس کے برعکس ہیں۔ یہ دونوں جگے بھائی ہونے کے علاوہ قادیانی العقیدہ تھے۔ اینڈ انٹیمب جوڑیاں اور ملک کے محاذ کی کمان انہی کے ہاتھ میں رہی۔ جنرل اختر حسین ملک ترکی میں موت سے دو چار کی نعش وہاں سے ربوہ لائی گئی۔ جہاں ہشتی مقبرے سے باہر اس کی جائے تدفین عبرت کا ایک ہے۔ (82 الف)

ایک اور جہاں دیدہ شخصیت کے نزدیک (یہ چال) مرزائی امت کا پنجاب میں نئی پود کوڑھنا اپنی شکل کرنے کا ہتھکنڈہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اقبال کے شاہینوں کے دلوں میں ان پڑوں کی خود ساختہ عظمت کی دھماک بٹھادی جائے۔

مرزائیہ مذہب کے افراد ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جس سے ان کا مکتبہ فکر ترقی پائے اس سلسلہ میں کی غیرت و حمیت کے خلاف ایک گہری سازش خاص طور پر قابل غور ہے۔ وہ سمجھتے ہیں، جب مسلمانوں کو حقائق دیوالیہ نکل جائے گا تو پھر ان سے کوئی بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک مثال۔

1979ء میں راولپنڈی کے (بیرواڈانز) ہوٹل پر پولیس کی چھاپہ ماریم کے اقدامات سے منظر عام پر آئی۔ یہاں اٹھائیس افراد تیرہ لڑکیوں کے ساتھ داؤدیش دے رہے تھے۔ اُن میں سے بیشتر شراب کے نشہ میں دھت تھے اور وہ لڑکیاں لباس سے بے نیاز برہنہ رقص میں مصروف تھیں۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ یہ گھناؤنا کاروبار ہوٹل کے مالک ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر صلاح الدین اور اس کے بیٹے محمدی الدین احمد مطاہر کے سبب سے کسی خوف و خطر کے بغیر کھلے بندوں جاری تھا۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق یہ بدکار شخص آنجنابی مرزا ناصر محمود کا خالو ہے۔ ملزم نے دوران تفتیش تسلیم کیا کہ اس نے کاروبار کو زیادہ وسعت تحریک ختم نبوت 1974ء کے بعد دی۔ نیز لڑکیوں میں اکثریت احمدیوں کی ہے۔ ہم اپنے رنگ میں مسلمانوں کو بدکاری پر آمادہ کر کے ان سے انتقام لے رہے تھے۔ اور یہ کہ کاروبار میں میرے بعض بااثر ہم فرقہ افراد بھی شامل ہیں۔ (82 ب)

روزنامہ جنگ میں بلدیہ کراچی کے ایک معزز رکن ہاشم زیدی کا بیان شائع ہو چکا ہے۔ وہ یقیناً ساتھ کہتے ہیں کہ سندھ کے حالیہ ہنگاموں میں احمدیہ فرقے کا ہاتھ ہے۔ اپنے اس الزام کی تائید انہوں نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کیا۔

”جمعہ کی رات تقریباً چار بجے بلاک نمبر 28 فیڈرل بی ایریا کراچی میں ملزم ہم کا دھماکا کرنے کے بعد جیپ پر سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ ان میں ایک فرد دھوکہ کھنے سے گر گیا اور

اس کی ڈائری زمین پر گر پڑی جس میں شہنشاہ کا رڈ کا فارم "ب" بھی تھا۔ ڈائری میں
نے اٹھائی لیکن فارم سڑک پر پڑا رہ گیا۔ جس کے مذہب کے کالم میں قادیانی درج ہے۔
مسٹر ہاشم زیدین صاحب نے اپنے بیان کے ہمراہ اس فارم "ب" کی نقول بھی
کیں۔ (82)

درحقیقت مرزائی قوم اتحاد ملت سے بدحواس ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کے تمام مکاتب
فروغی اختلافات بھلاتے ہوئے رسول پاک ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جذبہ جہاد سے
کھڑے ہوئے ہیں۔ اب اس شریعت کو اپنا منطقی انجام صاف نظر آ رہا ہے۔ وہ سوچتے ہیں
عافیت اسی میں ہے کہ صوبائی تعصب کی آگ بجھڑے۔ لسانی جھگڑے پیدا ہوں اور جہاں تک
مسلم فرقے آپس میں متعمق گھٹا رہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک جامع منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔
گزشتہ برس لاہور میں یوم عاشورہ کے موقع پر سنی و شیعہ فساد بھی اس پلان کی ایک کڑی
تھی۔ بکثرت ثبوت موجود ہیں کہ ان دو فرقوں کے درمیان اشتعال پیدا کرنے والی کوئی
بات نہ ہوتی اور نہ ہی ایسا پروگرام تھا۔ بلکہ دونوں طرف کے زعماء نے اسے اسلام دشمن
عناصر کی خفیہ سازش کا شاخسانہ قرار دیا۔ (83)

میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں 23، 24 مارچ 1987ء کی درمیانی رات کو الحمد للہ کالم
لاہور کے جلسہ میں جو دردناک حادثہ پیش آیا۔ یہ بھی مرزائیوں کی پلاننگ تھی۔ اگر تفتیش کا دائرہ کار
کر دیا جائے اور اس منہج کے خطوط پیش نگاہ رہیں تو پولیس کو اصلی مجرموں تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔
بات میں یوں ہی نہیں کہہ رہا۔ قبل ازیں بھی قادیانیت کے غنڈوں نے علامہ احسان الحق ظہیر کو مار مار
کرنے کی ایک دوکشیش کی تھیں جس کا ریکارڈ موجود ہے۔ (84)

آخر میں مرزائی گماشتوں کی ابتدائی کارستانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ جب تک قائد اعظم
حیات رہے۔ سر ظفر اللہ خاں محتاط تھا۔ جوں ہی آپ نے رحلت فرمائی اس نے خلافت ربوہ کی بدنامی
جوڑ توڑ کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا۔ صاحب بہادر نے وزارت خارجہ کے نظام کو کس طرح چلایا۔ اس کی
واضح جھلک درج ذیل خبر میں موجود ہے۔

"پاکستان کے محکمہ خارجہ کی طرف سے پبلک سروس کمیشن کے صدر مسٹر شاہد سہروردی آج
کل انگلستان میں ان امیدواروں سے انٹرویو لے رہے ہیں جو ہمارے سفارت خانوں
میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔ اس دوران انکشاف ہوا کہ ہمارے محکمہ خارجہ کے
جائٹ سیکرٹری خیر سے یہودی ہیں اور محکمہ خارجہ کے اسی فیصد ملازمین غیر ملکی خصوصاً انگریز

ہے۔ ایک انگریزی معاصر کی اطلاع کے مطابق یہودی جوائنٹ سیکرٹری گریفٹھ کو کمین
سب سے پہلے پنجاب ہائی کورٹ کا رجسٹرار تھا۔ چونکہ یہ عہدے کے لحاظ سے ناموزوں
انسان تھا۔ اس لئے اس کو علیحدہ کر دیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد اس کی قسمت چمکی اور وہ
وزارت خارجہ کا جوائنٹ سیکرٹری بن گیا۔ چونکہ ماتحت افسر نو جوان اور نا تجرب بہ کار تھے۔ اس
لئے وزارت خارجہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد افسر خیال کیا جانے لگا۔ جب فلسطین میں
یہودی، عربوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے تو اس وقت پاکستان کی وزارت خارجہ
کے قابل اعتماد افسر صاحب اسرائیل میں چھٹیاں مٹا رہے تھے۔۔۔ ہمارے مصری
سفارت خانے کے سفارت میں دو نو جوان یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا۔ جس سے مصری
مقام اور عربی اخبارات پاکستان سے بہت ناراض ہو گئے۔ ان سے پہلے مصر میں پاکستانی
سفیر کا پریس اتاشی بھی یہودی تھا۔ (85)

ظاہریت کی کتابوں میں چھپا کر رکھ دیئے
آہ! وہ نوے جو تاریخوں کے خستہ دل میں ہیں

کتاب جفا کے اوراق:

حیرانگیزی رپورٹ کے اوراق ہیتم صدائیں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ راقم الحروف نے ادھر تو جہ
معاذی نے رور و کرانی جگر گداز سرگزشت کہہ سنائی جو درج ہے۔

"مارچ 1951ء میں ایک سازش کا انکشاف ہوا جس میں بڑے بڑے فوجی افسر شریک
تھے۔ اور جس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت پاکستان کا تختہ الٹ دیا جائے۔ اس مقدمے کے
ملازمین میں جسے بعد میں مقدمہ سازش راولپنڈی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ایک میجر
نذیر احمد بھی تھے جو قادیانی ہے۔ مولوی محمد علی جالندھری نے 15 اپریل 1951ء کو
تھکری کی جامع مسجد رشیدیہ کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ پاکستان
کی ہوائی فوج میں اسی فیصد پائلٹ قادیانی ہیں۔ راولپنڈی کی سازش کیس کے انکشاف
سے قادیانی افسروں کی غداری بے نقاب ہو چکی ہے۔ اس سازش نے حکومت کو حقائق کی
طرف سے خبردار کیا ہے۔ میرے پاس تحریری شہادتیں موجود ہیں جن سے اس سازش میں
قادیانیوں کی شمولیت ظاہر ہے۔ اور چودھری ظفر اللہ خان نے مملکت پاکستان کے رویہ
سے امریکہ میں "پریذیڈنٹ ٹرومین" کے محل کے عین سامنے ایک عظیم الشان عمارت خرید

کی ہے تاکہ وہاں قادیانیت کی تبلیغ کی جائے۔“ (86)

ربوہ کے علاوہ مرزا نیت کا دوسرا بڑا گڑھ ”گنری“ ضلع قمر پارکر (سندھ) ہے۔ برٹش گورنمنٹ نے 35، 36 ہزار ایکڑ زمین چند کوڑیوں کے بھادانے با اعتماد خدمت گنری میں تھی۔ یہ جگہ بھی ایک آزاد اور خود مختار ریاست کا درجہ رکھتی ہے۔

سندھی عوام کہتے ہیں کہ براستہ انڈیا کنری میں اسرائیل کی ڈاک مسلسل پہنچ رہی ہے۔ اس طرف اکثر و بیشتر بھارتی گاڑیاں آتی جاتی دیکھی گئیں، عہد ایوبی میں چند جیپیں باقاعدہ مرزا نیت گئی تھیں۔ جن کا تذکرہ اخبارات میں موجود ہے۔ چونکہ یہ علاقہ بارڈر سے بالکل قریب ہے۔ ان پر کڑی نظر اور زبردست احتیاط چاہئے۔ (87)

گزشتہ دنوں کراچی کے ایک درمند شہری نے اپنے سندھی بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک ہفت روزہ میں حقائق کی نقاب کشائی کچھ اس طرح کی ہے۔

”وہاں یوں تو متعدد تنظیمیں بن چکی ہیں۔ لیکن آج جس تنظیم کا ذکر کر رہے ہیں، وہ ”پنجابی پرچار کمیٹی“ ہے۔ جس کی پشت پناہی اور سرپرستی مشہور قادیانی صنعت کار نصیر اے شیخ رہا ہے۔ گزشتہ دنوں لاہور کے ایک ہوٹل میں اس کمیٹی کی طرف سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں قادیانی مذکور نے عظیم مسلمان ہیر و محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کو قاتل قرار دے کر اپنے حبیب باطن کو شیوت مہیا کیا۔ نصیر اے شیخ قادیانی کی یہ تقریر لاہور کے اخبارات میں شائع ہوئی۔ چونکہ لاہور کے اخبارات کراچی میں قلیل تعداد میں پہنچتے ہیں اس لئے ہمیں اصل تقریر بذیل سکی۔ البتہ اس کے بیان پر صرف ایک جماعت کے سیاسی رہنما نے تنقید کی جسے کراچی کے مرزائی نواز اخبار ”امن“ نے اپنے انداز میں شائع کر کے اس سیاسی رہنما کا منہ چڑایا۔ اور یہ تاثر دیا کہ محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی واقعی قاتل تھے۔“ (88)

قادیانیوں کی جی۔ ایم سید اور سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں سے ہم فکری کا یہ سلسلہ نہیں ہو جاتا بلکہ اور بھی بہت سے الم ناک پہلو توجہ طلب ہیں۔ ناپاک جسارت کی شوخی کا رنگ ”گھارو ضلع ٹھٹھہ میں گزشتہ سال ایک قادیانی صحافی گرفتار ہوا تھا۔ جس نے ایک علیحدگی پسند تنظیم کے اجلاس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ تقریر بھی کی تھی۔ جس میں اس نے صاف لفظوں میں کہا تھا کہ صوبہ سندھ کا قائد ہندوستان کے ساتھ الحاق میں ہے۔“

گزشتہ دنوں قادیانیوں کا سالانہ اجتماع لندن کے مضافات میں ہوا اور اس جگہ کا نام

”اس“ نے ”اسلام آباد“ رکھا ہے۔ (89)

میر اس ملک پہ آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے
کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

ملکھری یادیں:

نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل میں پاکستان کے سابق وزیر اعظم اور تیز و طرار سیاست دان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم پر مسعود محمود وعدہ معاف گواہ تھا۔ یہ شخص ایف۔ ایس ایف کا ڈائریکٹر اور متعصب قادیانی تھا۔ یاد رہے، بھٹو صاحب کے زوال میں اس کے خفیہ ہاتھ اور پخت و پز کا گہرا تعلق ہے۔

سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی تنگ نظر فطرت اور بحث باطن کا اظہار کرتے ہوئے ایک محفل میں کہا تھا کہ بھٹو کا باون سال کی عمر میں مرنا مرزا کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ باون سال کی عمر میں ایک کتا مرے گا۔ (90)

حالانکہ مرحوم وزیر اعظم نے وہ تاریخی کارنامہ سر انجام دیا کہ رقی دنیائے دنیا تک یاد رہے گا۔ ان کی یہ خدمت تاریخ میں سنہری الفاظ سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اور اس معاملے میں ہم انہیں قوم و ملکہ کا حسن گردانتے ہیں۔

تقسیم ملک کے وقت سر ظفر اللہ خاں کے ریڈ کلف ایوارڈ میں مسلم لیگ کا موقف بیان کرتے ہوئے مرزائیوں کی طرف سے بھی ہارڈنڈری کمیشن کے روبرو احمدیہ میمورنڈم پیش کیا۔ ملاحظہ ہو۔

”اس تقسیم کا بنیادی اصول مذہب ہے۔ قادیان اسلامی دنیا کی ایک بین الاقوامی (انٹرنیشنل) یونٹ بن چکا ہے۔ اس لئے یونٹ کا حق ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ آیا ہندو یونین میں آنا چاہتی ہے یا پاکستان میں۔“ (91)

قرارداد پاکستان پر تبصرہ کرتے ہوئے چوہدری مذکور نے اپنے سیاسی عقیدہ کا برملا اظہار کیا تھا۔ ”جہاں تک ہم نے غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑا اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں۔“ (92)

مطالبہ پاکستان کی تغلیظ میں مرزائی موقف بھی بغیر کسی لاگ لپٹ کے ہمارے سامنے موجود ہے۔ ”ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم

اصولاً غلط ہے۔“ (93)

5: خلیفہ محمود کا بیان ثانی بھی کچھ کم چوٹکا دینے والا نہیں۔ ”مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں رہنے میں فائدہ ہے۔“ (94)

6: اکھنڈ ہندوستان سے متعلق قادیانیوں کا یہ الہامی عقیدہ تو ایک بہت بڑی عمارت ہے۔ ”چنانچہ خدائی اشارہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ ممکن ہے کہ عارضی طور پر انہیں ہندوستان کے لئے قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے اور کچھ وقت بعد وہ دونوں قومیں جدا جدا رہیں گی۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان بنے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں۔“ (95)

(خدا نہ کرے کہ یہ خدا دین و ملت کل نکال اس دشمن گوئی کو مرزا مردود کی صداقت میں ثبوت پیش کریں۔)

7: ”حالات اس قدر نازک صورت اختیار کر گئے ہیں کہ عاشقان احمد (مرزائی) ہجرت ہو گئے اور اس قدر انہیں صدمہ ہوا کہ ہجرت کے بعد سلسلہ کے بزرگ اور حضرت کی بعض صحابہ (قادیانی کہنی کے حصص دار) اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے جہنم سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے کاش انڈین یونین میری بات کو سمجھے کہ ہم نے قادیان اور قادیان والوں کی خاطر ساری دنیا کو چھوڑا ہے۔ اب وہ اس کو کیسے چھوڑیں۔“ (96)

8: قادیانی حلف نامہ جو سر ظفر اللہ اور مرزا محمود خلیفہ قادیان نے مل کر تیار کیا۔ احمدیہ والہ مجلس خدام الاحمدیہ، نیشنل لیگ، حزب اللہ، انصار اللہ، مجلس اطفال احمدیہ کے ممبران گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔

”میں خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو جماعت احمدیہ کا مرکز بنایا ہے میں حکم کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس مقصد کو بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کروں گا۔ اور میں اپنے نفس کو اور اپنے بیوی بچوں کو اور اگر خدا تعالیٰ کی یہی مشیت ہو تو اولاد کو ہمیشہ اس بات کے لئے تیار کرتا رہوں گا کہ وہ قادیان کے حصول کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اے خدا مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اسکو پورا کرنے کی توفیق فرما۔“ (97)

9: آنجنابی سر ظفر اللہ خاں اپنے سرکاری عہدے پر قائم رہتے ہوئے اور غیر سرکاری

میں بھی مرزا محمود کے نمائندہ کی حیثیت سے مرزائیوں کے لئے پاکستان بننے سے پہلے اور بعد میں بھی صرف اور صرف مرزائیوں کے حقوق میں مصروف کار رہا۔ اپنا قلم اپنا چہرہ کے مصداق ایک حوالہ دیکھئے۔

”میں نے ایک نمائندہ کی معرفت (سر ظفر اللہ خاں اگر نام نہیں لیا) ایک بڑے ذمہ دار افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر اس آفیسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں تم ایک پارسی پیش کردہ، میں اس کے مقابلے میں دو واحدی پیش کروں گا۔“ (98)

جب پاکستانی مسلمانوں میں اس مطالبے نے زور پکڑا کہ چودھری ظفر اللہ خاں کو فی الفور سبکدوش کیا جائے تو ایک تقریر کرتے ہوئے اس نے صاف صاف کہہ دیا۔ ”اگر مجھے وزارت سے علیحدہ کیا گیا تو میں پاکستان میں نہ ٹھہروں گا بلکہ کسی اور جگہ چلا جاؤں گا۔“ میں چاہتا ہوں کہ ذمہ دار بھی خواہان پاکستان کا اضطراب خود ان کی زبانی بیان کر دیا جائے۔ آنجناب جلال خان وزیر ہدایات و بحالیات صوبہ سرحد نے ایبٹ آباد میں ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

”پاکستان کی پانچ سالہ تاریخ میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آ رہی ہے کہ حکومت کا جو معاملہ سر ظفر اللہ خاں کے سپرد ہوا۔ اس میں حکومت کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ جس کے ساتھ پاکستان کی حیات وابستہ ہے۔ جب تک وزارت خارجہ کے عہدے پر سر ظفر اللہ موجود ہے۔ کشمیر پاکستان کو ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔“ (100)

کراچی کی مسلم پارٹیز کنونشن مورخہ 2 جون میں محمد ہاشم گدڑو ممبر دستور ساز اسمبلی پاکستان نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

”چودھری ظفر اللہ خاں کشمیر کا مسئلہ پیش کرنے کے لیے ایک سکلیں گئے ہوئے تھے۔ میں ان دنوں وہاں موجود تھا۔ وہاں لابی میں مشہور تھا کہ سر ظفر اللہ خاں وہی کام کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان چاہتا ہے۔ میں اسی روز تمام احوال سے حکومت پاکستان کے مشرک کو مطلع کر دیا۔ اس کے بعد میں نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور محسوس کیا کہ اکثر ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر مرزاویت کی تبلیغ کے اذے بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چودھری ظفر اللہ

کے انگریزوں اور ہندوؤں سے گہرے مراسم ہیں۔ سر ظفر اللہ قادیانی پاکستان سے اپنے امام مرزا بشیر کے وفادار ہیں۔ اور اپنے امام کی ہدایت کے مقابلہ میں حکومت پاکستان کے احکام کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ (تقریر کرتے ہوئے کہا) میرے کئی دوست محض دنیاوی کاموں کے لئے مجبوراً قادیانی ہو گئے۔ پاکستان میں جو شخص اکھنڈ ہندوستان کے نعرے لگاتا ہے پاکستان کا دشمن ہے۔ اور ہماری بد قسمتی ہے کہ اکھنڈ ہندوستان کا عقیدہ رکھنے والے ہمارے ملک کی ستر فیصدی کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی وقت جنگ ہو تو معلوم نہیں ہمارا کیا حال ہوگا۔ اور آفیسران کی پوزیشن کیا ہوگی۔“ (101)

13:

ایک اور روز نامہ کی حب الوطنی اور حقیقت پسندی کا رویہ نہایت ہی چونکا دینے والا درد مند صحافی نے کالم پر قلم کرتے ہوئے لکھا۔ ”ہمارے وزیر خارجہ کی خارجہ پالیسی سے ناکام ہو چکی ہے۔ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ چکی ہے اور اس بلا کی مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔“ (102)

14:

ان خدشات سے آگاہی پر مصر کے مفتی اعظم سید محمد حسنین الخلوف نے لکھا۔ ”مصر میں اتحاد ختم النجین ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پاکستان جیسی اسلامی ریاست میں ایک کوزیر خارجہ کیسے مقرر کر دیا گیا۔“ (103)

15:

ایک فاضل کالم نویس نے روز نامہ ”جنگ“ لاہور میں سیاسی تجزیہ کرتے ہوئے ایک بعنوان ”لیاقت علی خان روس کا دورہ کیوں نہ کر سکے؟“ کے تحت لکھا ہے۔

”چنانچہ 21 جولائی 1949ء کو پاکستان میں برطانوی ہائی کمیشن سرائیل گریفری سمیت یہ یادداشت مرتب کی کہ اس کا غالب امکان تھا کہ دعوت دینے میں روس نے پہل کی مگر حال میں اس کا ثبوت ملا ہے کہ یہ نظریہ قابل قبول تھا۔ لیاقت مرحوم روس کا دورہ نہیں کر سکیں گے۔ اس وقت کے پاکستان کے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے کراچی میں امریکی سفارت خانے کے ایک استقبالیہ میں یہ بات واضح کر دی تھی پاکستان اس کا منتظر تھا کہ روس اپنا اگلا قدم اٹھائے انہوں نے ہمیں مدعو کیا۔ ہم نے دعوت قبول کر لی اب دوسرا قدم اٹھانا روس کی اپنی ذمہ داری ہے مگر روس نے یہ اگلا قدم نہیں اٹھایا۔“ (104)

یہ ایک تسلیم شدہ تجزیہ ہے کہ روس دشمنی سر ظفر اللہ خان نے دانستہ مول لی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ لیاقت علی خان امریکہ کا دورہ کریں تاکہ آگے چل کر پاکستان خطرات میں گھر جائے۔

ہر اک لحظہ نئی بحثوں میں الجھتا ہے لوگوں کو منافق ہے وہ مگر مثبت صدا کہیں رکھتا ہے

قادیانیوں نے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے بڑے غور و فکر سے مسلمان ریاستوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ریاست کے حکمرانوں اور رؤساء و امراء کو مرزائی بنانے کے لئے مبلغ اور نوڈ بھیجے الغرض وہ خواب جس کی تعبیر کبھی ممکن نہ ہو سکی، اس کا اظہار کرتے ہوئے ایک جگہ بیان ہوا۔

”ہمیں کیا معلوم کہ ہماری زندگی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بے شک ہمارا مذہبی مرکز ہے۔ مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت و طاقت کا مرکز کہاں ہے۔ یہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور چین، جاپان، فلپائن، سائرا، جاوا، روس، امریکہ غرضیکہ دنیا کے کسی ملک میں بھی ہو سکتا ہے۔“ (105)

یادش بخیر 65ء میں جنرل اختر حسین ملک نے ”آپریشن جبرالٹر“ کے نام سے کشمیر پر چڑھائی کا منصوبہ تیار کیا اور سر ظفر اللہ خان نے بیرون ملک اس کی جس طرح بیرونی کی۔ اگر قدرت پاکستان کی مدد نہ کرتی تو قادیانی اپنے مذموم مقاصد میں 65ء میں ہی کامیاب ہو چکے تھے۔“ (106)

یارو ہے۔ ابتداً راضی ربوہ قادیانیوں کو نوے سال کی مدت کے لئے پٹہ پر دی گئی تھی۔ ربوہ کے آباد ہو جانے پر اس قادیانی سٹیٹ میں باقاعدہ عدالتیں قائم ہوئیں اور ہر قسم کے مقدمات کی سماعت خود ربوہ میں قادیانی فیصلہ کرتا جسے نام نہاد خلیفہ حاضر کرتا تھا۔ ہر فیصلہ ہر قادیانی ماننے پر مجبور تھا۔ چیف جسٹس کے اختیارات خلیفہ ربوہ کے پاس تھے گویا مرزائیوں نے حکومت کے اندر حکومت قائم کر رکھی تھی جیسا کہ مرزا محمود نے خود اعتراف کیا۔ ”ناظر ہمیشہ میں خود نامزد کرتا ہوں۔“ (107 الف)

پاکستان کی سر زمین پر قائم ہونے کے باوجود وہاں کی حکومت قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ کی ہوتی ہے، وہاں حیرت تو یہ ہے کہ ساری زمین قادیانی انجمن کی ملکیت ہے۔ وہاں رہائش پذیر قادیانیوں کو حق نہیں کہ وہ اپنے مکان بیچ سکیں۔ اگر کوئی قادیانی ربوہ کا رہنے والا مسلمان ہو جاتا تو اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ گویا ربوہ میں ایک مستقل حکومت قائم ہے۔ وہاں سیکرٹریٹ کے مقابلے میں ”ایوان محمود“ ہے۔ ذوات کے مقابلے میں ”نظارت“ ہے۔ الفرقان بیلین جو قیام پاکستان کے وقت جنرل گریسی نے بنائی تھی۔ اگرچہ بعد میں توڑ دی

گئی۔ لیکن اس کا نام بدل کر ”خدام الاحمدیہ“ رکھ دیا گیا اور الفرقان بنالین پاکستان کو نہیں دیا گیا۔ جواب تک قادیانیوں کے پاس ہے۔ (107ب)

موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا۔ ”ایک وقت ملک پاکستان میں مرزائی قادیانی کے ذریعے وہی جھنڈا گاڑا جائے گا جو مصطفیٰ ﷺ (آپ ﷺ کا نام محض تکلفاً استعمال کیا گیا ہے)۔“ (108)

21: قادیان کے بدل ربوہ کی روداد اور نقل مکانی کے واقعات کی تفصیل ایک مردانہ صفحات پر پڑھیں۔

”جماعت احمدیہ کا بنیادی مرکز پاکستان کے ضلع جھنگ میں چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار ”ربوہ“ کے نام سے آباد کیا جا رہا ہے۔ ربوہ کے معنی بلند مقام یا پہاڑی کے ہیں۔۔۔ آبادی کے لئے اس جگہ سروسٹ دس سو چونتیس ایکڑ زمین خریدا گیا ہے۔ چنیوٹ سے جانے والی لائن اس زمین میں سے گزرتی ہے یہ جگہ فیصل آباد سے سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔“

”20 ستمبر 1948ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمد صاحب خلیفہ قادیان) نے اس سرزمین میں آبادی کا افتتاح فرمایا۔ حضور والا لاہور بذریعہ کاروانہ ہو کر ربوہ پہنچے۔ حضور نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور ایک موٹر اور دو سے بھری ہوئی تقریر کے بعد ایک لمبی دعا فرمائی۔۔۔ اس موقع پر ربوہ کی سرزمین کے چاروں کونوں میں ایک ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا۔ اور ایک بکرا کے عین وسط میں، حضور نے مسنون دعائے الفاظ پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ چار بج کر چالیس منٹ پر حضور واپس لاہور روانہ ہو گئے۔“

25 مارچ 1949ء کے ”الفضل“ میں اعلان ہوا کہ ربوہ کے لئے ہلنگ ریلوے شیش بن گیا ہے۔ چنانچہ یکم اپریل 1949ء کو صبح سات بجے سب سے پہلی گاڑی اس اسٹیشن پر ٹھہری۔ اس پر مکرم جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علی السلام کے تین سوتیلے بھائی ہیں۔ جملہ احباب سمیت لمبی دعا فرمائی۔ ربوہ کے سب سے پہلے اسٹیشن ماسٹر ایک احمدی ہوئے ہیں۔

’15، 16 اگست 1949ء کو ربوہ میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس کا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ اپریل کو نو بجے صبح لمبی دعاؤں کے ساتھ فرمایا۔ اس

نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں مل کر دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ربوہ کو اشاعت کا مرکز بنائے۔ جلسہ میں دس ہزار مہمانوں کی شرکت کی توقع تھی۔ لیکن سولہ ہزار سے زیادہ احباب تشریف لائے۔

10 اگست 1949ء کو ربوہ میں تاریک مٹی اور تاروں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 1949ء کو ربوہ میں ڈاک خانہ بھی باقاعدہ کھل گیا۔ ڈاک خانے کے پہلے انچارج ایک احمدی مقرر ہوئے ہیں۔

19 ستمبر 1949ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے لئے مع حضرت ام المؤمنین مدظلہ العالی و دیگر اہل بیت رتن باغ لاہور سے بذریعہ کاروانہ لے گئے۔۔۔ ربوہ پہنچ کر حضور نے سب سے پہلے نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر تقریر فرمائی۔ اس وقت ربوہ کی آبادی ایک ہزار نفوس تک پہنچ چکی ہے۔ صدر انجمن اور تحریک جدید کے دفاتر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ، لنگر خانہ، مہمان خانہ اور نور ہسپتال کی عارضی تعمیرات ہو چکی ہیں اور بازار بن چکے ہیں اور ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ (109)

قادیان سے ربوہ کی طرف کن حالات میں سفر اختیار کیا گیا۔ یہ خود ان کے حوالوں سے ظاہر ہے۔ ہم مندرجہ ذیل کڑیوں سے ایک تاریخی ارتباط چاہتے ہیں۔ ”جماعت احمدیہ چونکہ ایک مذہبی جماعت ہے اور سیاست سے بالکل الگ رہتی ہے اور اپنے اصولوں کے ماتحت جس حکومت کے ماتحت بھی اس کے افراد ہوں۔ وہ اس کے فرماں بردار ہو کر رہتے ہیں۔۔۔ اس لئے ہم نے انڈین یونین کو اپنی روایات یاد دلاتے ہوئے کہا کہ قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے۔ ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے اور عہد کرتے ہیں کہ ہم حکومت کے پورے پورے فرماں بردار رہیں گے۔ مگر چند لاکھ چھوٹی سی مذہبی جماعت کی کون سنتا ہے۔“ (110)

۔۔۔ ان حالات کے پیش نظر خلیفہ صاحب قادیان نے اپنا مرکز جو دھامل بلڈنگ لاہور میں تبدیل کر لیا ہے۔ اس کا نام ”احمدیہ پاکستان مرکز“ رکھا گیا ہے۔ اس جگہ قادیان سے آئے ہوئے پناہ گزین فروکش ہیں اور الفضل اخبار یہیں سے شائع ہو رہا ہے۔ (111)

انجمن احمدیہ نے ربوہ کی تعمیر سے قبل مندرجہ ذیل شرائط طے کی تھیں۔

- 1: ربوہ کی زمین پر کسی شخص کو سبکدستی حقوق نہیں دیئے جائیں گے۔
- 2: بنگلے اور مکانات، نقشے اور قواعد کے مطابق ہی بن سکیں گے۔
- 3: ہر سال ان مکانات کی از سر نو الاٹمنٹ ہوا کرے گی۔ یہ تجدید خلیفہ صاحب

کریں گے۔

25:

29 مئی 1974ء کو قادیانی غنڈوں نے شرمناک طریقے سے ربوہ دیوبند سے ملحقہ علاقوں میں بد معاشی کیا۔ نیشنل میڈیکل کالج، ملتان کے سینکڑوں طلباء بری طرح زخمی ہوئے۔ جب مسلسل احتجاج ہونے لگا اور اس میں روز بروز شدت آنے لگی تو حکومت نے تحقیقات کا فیصلہ کیا۔ اب ڈراجسٹس صدیقی کی مرتب کردہ رپورٹ کی طرف توجہ دینا چاہیے۔ انہوں نے مقرر کردہ کمیشن کے روبرو پیش کی۔ واقعہ ربوہ کی چھان بین کرنے والے ان کے واحد ممبر جسٹس صدیقی 20 جولائی کو ربوہ تشریف لے گئے۔ تاکہ جانے دوں کہ وہ کیا کر سکیں۔ اور دوسری معلومات حاصل کریں۔ وہ وہاں ساڑھے پانچ گھنٹہ کے قریب رہے۔ جب کہ ان کے ساتھ ایڈووکیٹ جنرل، وکلاء اور صحافی حضرات بھی تھے۔ اس دوران جو خاص باتیں دیکھنے میں آئیں، ان کا بیان بغرض معاملہ حاضر خدمت ہے۔ جسٹس صدیقی کی آمد پر پاک فضائیہ کے دو طیارے بڑی گھن گرج کے ساتھ نمودار ہوئے۔ انہوں نے انتہائی نیچی پرواز کی اور قلابازیاں کھاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ تمام سرکاری اور قادیانی دفاتر میں مرزا غلام احمد کی تصاویر آویزاں تھیں۔ البتہ بابائے پاکستان اور علامہ اقبال کی تصویر نظر نہ آئی نیز ربوہ میں کہیں بھی پاکستان کا قومی پرچم نظر نہ آیا۔ البتہ قصر خلافت پر جماعت کا اپنا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔

1956ء میں ربوہ بدر کئے جانے والے ”صالح نور“ نامی قادیانی پر ایک عجیب قسم کا طوفان طاری تھا۔ اس کے رشتہ داروں نے جھروکوں سے دیکھ کر محض آنسو بہائے۔ لیکن آج قادیانی میں ”قانونی جرم“ کے تحت بات کرنے کی جرأت نہ کی۔ ناظم امور عامہ کے دفتر میں جب معائنہ کیا اور فائلیں دیکھیں تو بتلایا گیا کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آج فیصلہ خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔ ٹریبونل نے ربوہ کی چونکہ کامعائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ کسی بڑی رپورٹ نہیں اس موقع پر تھانہ ”لالیاں“ کے ایس ایچ او نے اعتراف کیا کہ ہمارا غلام ”ربوہ“ کا مرہون منت ہے۔ ہم بوجہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ ربوہ کی تمام عمارات پر قادیانی پرچم ”نوائے احمدیت“ لہراتے دیکھا گیا۔“ (112)

پاکستان کے ایٹمی راز:

ڈاکٹر پوسٹ کی ایک اشاعت میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی بحریہ میں اعلیٰ

پرفائز جونا تھن جے پولارڈ کو 1985ء میں اسرائیل نے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر پوسٹ نے پولارڈ کے مقدمہ سے اچھی طرح واقف ایک شخصیت کے حوالہ سے بتایا ہے کہ پولارڈ نے اسرائیل کو پاکستان کی تمام تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔ اور اسلام آباد کے قریب واقعہ ایٹمی تنصیبات سے آگاہ کیا ہے اور اسلام آباد کے قریب واقعہ ایٹمی تنصیبات کی مصنوعی سیاروں کے ذریعے لی گئی تصاویر بھی فراہم کی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پولارڈ نے اسرائیل کو جو معلومات فراہم کی ہیں ان میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور پاکستان کو ملنے والی امریکی امداد کی تفصیلات کے علاوہ تیونس میں پی ایل او کے صدر دفتر میں موجود تمام انتظامات شامل ہیں۔ اور ان ہی معلومات کی بنیاد پر اسرائیل نے یکم اکتوبر 1985ء کو تیونس میں پی ایل او کے صدر دفتر کو باسانی نشانہ بنایا تھا۔“ (پاکستان کے محکمہ جاسوسی میں ایک اہم عہدے پر فائز ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ہمارے سیاسی و عسکری تمام راز پاک افواج میں موجود قادیانی افسروں کے ذریعے بیرون ملک پہنچتے ہیں۔) (113)

امریکہ کی سرپرستی:

گزشتہ دنوں امریکہ کی سینٹ کمیٹی برائے تعلقات خارجہ نے مشروط طور پر پاکستان کے لئے چار ارب بیس کروڑ ڈالر کی امداد (خیرات) منظور کی۔ یہ امداد مجموعی لحاظ سے چھ برس میں مکمل ہوگی۔ مگر اس پر چار شرائط عائد کی گئیں ہیں۔ آخری شرط بالخصوص قابل ذکر ہے۔ ”غور فرمائیے! یہ کہ پاکستان میں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔“۔ اس پر آزاد خیال کے حامل اخبار کا اعتراف یہ تبصرہ خاص دلچسپ ہے۔ ”چوتھی شرط جو مذہبی آزادیوں سے متعلق ہے بالواسطہ طور پر قادیانیوں، احمدیوں اور لاہوریوں (قادیانیوں کا فرقہ، لاہوری جماعت) سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔“ (114)

تجھ کو خرید لیں نہ کہیں دے کہ دو جہاں
کم ہے یہ نرخ، اس کو کم از کم دو چند کر

قائد اعظم بمقابل مرزا:

ایک قادیانی جریدہ میں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ لکھا گیا۔

پہلے مسلمانوں کے لیڈر اور مسلمانوں کے نمائندہ سر میاں فضل حسین صاحب رہے اور اس

وقت مسٹر جناح کے خیالات کا نگریں تھے۔ اور وہ کانگریس کی تائید میں تھے اور مسلم لیگ کا دائرہ اس وقت اتنا وسیع نہ تھا۔ بھنا اب ہے۔ کچھ عرصہ کانگریس میں کام کرنے کے بعد مسٹر جناح مسلم لیگ میں آگئے اور آہستہ آہستہ اپنی قابلیت منواتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ تمام مسلمان لیڈر ان کے پیچھے لگ گئے اور وہ مسلم لیگ کے صدر بن گئے۔ کیا مسلم جناح دنیا کے سارے مسلمانوں کے نگران ہو سکتے ہیں۔ اور کیا مسٹر جناح اسلامی دنیا کے تمام نقص اور خرابیوں کو دور کر سکتے ہیں، کیا مسٹر جناح یا کوئی مسلمان نمائندہ آج بھ ایمان کو اسی پہلی حالت میں قائم کر سکتا ہے جو حالت کے قدون اولیٰ کی تھی ہر انسان جو مسٹر جناح سے جواب دے گا۔ وہ یہی جواب دے گا کہ مسٹر جناح ہندوستان کے سیاسی لیڈر ہیں۔ دنیا بھر کے لیڈر نہیں۔ یہ کام سوائے ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا جو سید من اللہ اور جسے اللہ تعالیٰ خود مقرر کر دے۔ اور وہ تمام مسلمانوں کا نگران ہو، مسلمانوں کے ہر مرض کا علاج کرنے والا اور مسلمانوں کی ہر تکلیف کا مداوا ہو جو اسلام کو ادا یا باطلہ پر غالب کرنے والا ہو۔ آج ایسے ہی شخص کی ضرورت ہے۔ (115)

29: ”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر کاہندوؤں میں کچھ مسلمانوں میں سے (کانگریس اور مسلم لیگ کی طرف اشارہ ہے) گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات اور ہندوستان میں موجود ہیں اور جو بفضل تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کے شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی۔ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔“ (116)

30: پاک فضائیہ کا سابق ایئر مارشل ظفر چودھری، سر ظفر اللہ خان کا حقیقی بھتیجا تھا اور میجر جنرل نذیر احمد اس کا ہم زلف۔

تاریک اُجالے روشن حوالے:

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے قتل کے محرکات۔۔۔ چند مزید حالات و واقعات ملکہ رب نواز ایڈووکیٹ نے قاعدت کی شہادت کی بابت مختلف شکوک و شبہات کو دستاویز و واقعات

میں درج کیا ہے۔

”بجب تک دشمن کا پتہ نہیں چل سکتا۔ قاتل تک نہیں پہنچا جاسکتا۔ چنانچہ لیاقت علی خان کا کابینہ میں سے ایک وزیر کی لیاقت علی خان کے ساتھ محاذ رانی کی داستان تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ اُس وقت عوام کی بھاری اکثریت کا مطالبہ تھا کہ ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیا جائے۔ اس بات کا دستاویزی ثبوت سید نور احمد کی کتاب ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک“ میں بھی موجود ہے کہ ”خان لیاقت علی خان نے جلد عام میں تقریر کرنے سے قبل سردار بہادر خان کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ اپنی کابینہ کے دو وزراء خواجہ شہاب الدین اور سر چودھری ظفر اللہ خان کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سر ظفر اللہ خان سلامتی کونسل میں تقریر کرنے کے لئے ایک مسودہ لے کر قائد اعظم کے پاس آئے۔ جسے لیاقت علی خان نے قائد اعظم کے ایماء پر پھاڑ دیا تھا۔ اور ایک نیا مسودہ تیار کرایا گیا۔۔۔ انہی ایام میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم نے خان لیاقت علی سے ملاقات کی تھی اور اس جماعت کا دل آزار لٹریچر لیاقت علی خان کے سامنے رکھا تھا۔ انہوں نے مولانا مرحوم سے بھی یہ وعدہ کیا کہ میں چودھری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کر رہا ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سا خفیہ ہاتھ تھا کہ جس نے موقع پر ہی لیاقت علی خان کے قاتل کو مار ڈالا۔ اور یہ مشہور کر دیا تھا کہ مشتعل ہجوم نے قاتل کو مار ڈالا ہے۔ یہ بھی مشہور تھا کہ نجف خان کا خاندان اس قبیل کے ساتھ تعلقات رکھتا تھا۔ ان حالات کے اندر اس قتل سے قبل راولپنڈی سازش کیس مشہور ہو چکا تھا۔ جس کے اندر فیض احمد فیض، میجر جنرل اکبر خان، بریگیڈیئر نذیر، ایر کوڈور جنجوعہ اور کیپٹن پوشی جیسے لوگ مبینہ طور پر شامل تھے۔ جن پر خان لیاقت علی خان کے قتل کی سازش کا الزام تھا۔۔۔ ہمیں سب سے پہلے یہ بات دیکھنی ہوگی کہ 1951ء میں یہ قبیل (قادیانی طائفہ) اقتدار کے بہت قریب پہنچ چکا تھا۔ 1951ء میں اس قبیل کے سربراہ نے ایک اخبار ”الفضل“ میں اپنے خواب کا ذکر یوں شائع کرایا تھا۔ ”کہ میں پاکستان کی کرسی پر خون کے چھینٹے دیکھ رہا ہوں۔ (کتنارزہ خیرج ہے)۔۔۔ 1952ء میں اس منظم اور طاقت ور قبیل کے سربراہ نے کہا کہ وہ وقت قریب آنے والا ہے۔ جب ملا صدر الدین، ملا بخاری، ملا بدایونی، ملا احتشام الحق اور پانچویں سوار مودودی بھی میرے سامنے مجرموں کی طرح پیش ہوں گے۔ (غور کریں خلیفہ ربوہ کا یہ کہنا کس حیثیت سے تھا)۔۔۔ 1947ء سے لے کر 1952ء

تک جو بحرمانہ سازشی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھا سازش تھی جس میں میجر شیر بہادر (جو پاکستان کے پہلے مسلم کمانڈر انچیف بنے تھے) اور میجر جنرل افتخار کو فضائی سفر کے دوران ایک ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہلاک کر دیا تاکہ میجر جنرل شیر بہادر پاکستانی افواج کے کمانڈر انچیف نہ منتخب ہو سکیں۔ ان کی ہلاکت کے بعد فوج میں بعض جرنیلوں کو سنسز ہونے کا موقع ملا، یہ بے درپے واقعات اسی قسم کی سازشوں اور ریشہ دانیوں کا پردہ چاک کرتے ہیں۔ (117)

تھے آپ کے ستم ہی جو دور سکوت میں
ان پتھروں کو قوت گویائی دے گئے

لیاقت علی خان کے مبینہ قاتل کی سرگزشت:

مرد کو کہن نے "قلم قتل" کے باب میں ارباب حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا پاکستان کو چڑیا گھر نہ بنائیں۔

آگے چل کر وہ بیان کرتے ہیں۔

"پاکستان کے پہلے وزیراعظم نواب زادہ لیاقت علی خان جس منظم سازش کے نتیجے میں قتل ہوئے اس کا باضابطہ انکشاف تو آج تک نہیں ہو سکا۔ یہ ملک اور قوم کے لئے یقیناً بڑی قسمتی کی بات ہے۔ لیکن اس کے باوجود عوام پر یہ امر غلطی نہیں کہ اس گھناؤنی سازش میں اندرونی و بیرونی دونوں ہاتھ تھے۔ اگرچہ اس کیس کی تحقیق کرنے والے بعض مشاف کے انسپکٹر جنرل نواب زادہ اعتراف الدین کو جہلم کے قریب ہوائی جہاز نے نام نہاد اتفاقی حادثے سے مراد یا گیا۔ اور سید اکبر جس نے گولی چلائی اسے بھی نہایت ہوشیاری کے ساتھ بین موقعہ واردات پر قتل کروادیا گیا۔ تاہم اس ضمن میں برطانیہ اور اندرون ملک سر ظفر اللہ خان اور ملک غلام محمد وغیرہ کا نام لیا جاتا رہا اور اُس دور کے حالات و واقعات اس کی توثیق کرتے ہیں۔۔۔ حال ہی میں بھارت کے بزرگ صحافی جننا داس اختر نے اپنی یادداشتوں (مطبوعہ "نوائے وقت" جمعہ ایڈیشن، مؤرخہ 28 اکتوبر 1983ء) میں سید اکبر کے ساتھ پشاور میں اپنی جون 1947ء کی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھ کر کہ سید اکبر نے مجھے کہا گورنر سے ملنا چاہتے ہو؟ اخبار جاری کرنا چاہتے ہو میں سب کچھ کرا سکتا ہوں۔ اور یہ کہ سید اکبر انگریز کا تنخواہ دار ایجنٹ تھا۔ اُسے اور اس کے بھائی کو

کا گناہ طور پر سرکاری خزانے سے الاؤنس ملتا تھا۔ اس بیرونی و اندرونی ہاتھ کو مزید بے تاب کر دیا ہے۔ جو نواب زادہ لیاقت علی خان کے سفاکانہ قتل میں ملوث تھے۔" (118)

دہ اتھتا ہے:

حقیقت ہے کہ قائداعظم کی رحلت کے بعد مرزائیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ ان کا ہر قانون ٹھکنی پر مبنی ہوتا۔ گزشتہ اوراق میں منقول ان کے مذموم بیانات، نازک حالات اور خطرناک بے محبت وطن عناصر کو شبہات میں مبتلا کر دیا۔

یہ صورت حال جیسا عرض کر چکا ہوں۔ محبت وطن طبقے کے لئے از حد پریشان کن تھی اس سلسلے میں ملک بھر میں مذہبی کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور علماء حق نے امت مسلمہ کو قادیانیوں کے مکروہ ارادوں سے خبردار کیا۔ اس کے ساتھ ہی مجلس ختم نبوت کے ممتاز عالم دین، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے مسلم لیگ کے برسر اقتدار اکابرین اور دیگر علمائے ملت سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور انہوں نے وزراء، سیاسی لیڈروں اور عدالت عالیہ کے بعض ججوں سے ملاقاتیں کر کے ان کو مرزائیت کی مذہبی اور سیاسی حیثیت اور اس کے خطرناک عزائم سے آگاہ کیا۔ ان میں بیشتر علمائے ملت کے علاوہ خواجہ ناظم الدین مرحوم، چودھری محمد علی مرحوم، سردار عبدالرب نشتر، سردار بہادر خان شیخ دین محمد گورنر سندھ، ملک امیر محمد خان، چیف جسٹس محمد منیر، سکندر مرزا، سید ہاشم گزدر وغیرہم شامل تھے۔ لیکن قاضی صاحب کی سب سے اہم ملاقات خان لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان کے ساتھ تھی۔۔۔ آپ نے انہیں قادیانی پس منظر، مذموم مذہبی، اور سیاسی عزائم کی ایک بھرپور جھلک پیشتر حوالوں سے ان کے سامنے رکھی۔۔۔ لیاقت علی خان ان تمام حوالوں کو خود اندر لائن کرتے گئے اور وہ کتابیں اپنے میز پر رکھ دیں۔۔۔ یہ ملاقات 45 منٹ جاری رہی اور رخصت ہوتے وقت یہ الفاظ کہے۔ "مولانا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"۔۔۔ ایک ملاقات میں چودھری محمد علی سابق وزیراعظم جن سے قاضی صاحب کے تعلقات انتہائی عزیزانہ ہو گئے تھے، نے کراچی میں قاضی صاحب سے کہا کہ جب سے لیاقت علی خان نے آپ سے ملاقات کی ہے۔ اب کیبنٹ میٹنگ میں ظفر اللہ خان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ بلکہ ایک میٹنگ میں ظفر اللہ خان کو ان الفاظ سے لیاقت علی خان

نے مخاطب کیا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ایک خاص جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔۔۔ قاضی صاحب نے ان کی شہادت کے بعد انکشاف کیا کہ لیاقت علی پروگرام تھا (برطانیق وعدہ) کہ قادیانیوں کو ایک سیاسی جماعت کی حیثیت دے کر ان کا قانون قرار دیا جائے لیکن زندگی نے مہلت نہ دی۔“ (119)

گلستانِ تمنا کا مقدر دیکھتے جاؤ
بہاریں چند لہجوں کے لئے عہدِ خزاں برسوں

گزشتہ سسے پیوستہ:

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قادیانیوں نے آزادی ہند کے ہر اہم موڑ پر سازش اور غداری کی۔ ان کی شہادت، تحریک خلافت، جلیانوالہ باغ کا خونیں حادثہ، سائنس کیشن کی آمد ہند، گول میز کانفرنس، غرضیکہ ہر موقع پر انہوں نے شرمناک سازشیں کیں۔ پہلی گول میز کانفرنس میں سر فضل واٹسراے کوئل نے سر ظفر اللہ خان کو شخص اس لئے لندن بھجوایا کہ وہ کانگریس زعماء کی عدم موجودگی میں محمد علی جناح کو دبدو جواب دے سکے۔ یو، پی کے گورنر سر میکلم ہیل کو 10 مئی 1930ء کو ایک خط لکھا۔ (120)

”میں نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریریں کرے اور اسے کوئی ٹوکنے والا نہ ہو۔ ایسا ٹوڑا دی کانفرنس میں ضرور ہو جو جناح کو دبدو جواب دے سکے اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں ہیں۔ بلاشبہ یہ کام مشکل بھی ہے اور ناگوار بھی بالخصوص ایسی حالت میں جب اس نمائندے کی جس کے خیالات کی تردید منظور ہے، حیثیت بہت بلند ہو، مجھے یقین ہے شفاعت احمد اور ظفر اللہ اس فرض کی بجا آوری میں قطعاً دریغ نہیں کریں گے، شفیق کے متعلق مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے جناح کی مخالفت میں کچھ کہا تو مبادا اسے ذاتی رقابت پر محمول کیا جائے۔“ (121)

”تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر جب چوہدری رحمت علی کے پمفلٹ ”اب یا ہمیں نہیں“ پر بحث ہو رہی تھی تو سر ظفر اللہ خان نے لفظ پاکستان اور اس سکیم کو طلباء کی سکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا۔“ (122)

قرارداد پاکستان 1940ء کے بعد قادیانیوں نے تحریک آزادی کے خلاف جدوجہد تیز کر دی۔ سر ظفر اللہ نے مختلف مواقع پر تحریک پاکستان کو نقصان پہنچانے کے علاوہ

1944ء میں ایک پمفلٹ تالیف کیا۔ اس وقت آپ فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے۔ یہ پمفلٹ مرزا محمود احمد کے خیالات اور اس کی شخصیت کے بارے میں تھا، اس کا نام ”دی بید آف احمد یہ موومنٹ“ تھا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ مرزا محمود احمد اکھنڈ بھارت کے مؤید ہیں اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے خلاف ہیں۔ (لندن مشن نے اس پمفلٹ کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی تھی) (123)

رستا ہوا زخم:

پنجاب سی آئی ڈی کے (ریٹائرڈ) سب انسپکٹر ویر حسین رضوی لکھتے ہیں کہ۔
”8 جولائی 1947ء کو سی آئی ڈی کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل مسٹر جیکسن نے آپ کو ایک اہم لفاظی وائس ریگن لاج پہنچانے کے لئے دیا۔ آپ رضوی صاحب پنجاب سیکرٹریٹ سے باہر آئے تو ان کی ملاقات مس ممتاز شاہ نواز سے ہوئی۔ انہوں نے یہ لفاظی دیکھ لیا۔ جس پر سر چارج اسٹبل پرائیوٹ سیکرٹری کا پتہ درج تھا۔ قوی جذبہ سے مغلوب ہو کر آپ نے یہ لفاظی کھولا جس کے اندر ایک اور لفاظی تھا۔ جس پر مسٹر لنڈل چیف آف برٹش سیکرٹ سروس لندن کا پتہ درج تھا۔ اس لفاظی کو کھول کر اس کی نقل قائد اعظم کو پہنچائی گئی۔ 4 ستمبر 1947ء کو پاکستان بننے کے بعد ”پاکستان ٹائمز“ نے یہ خط چھاپ دیا۔ اس اخبار نے اسے دوبارہ 25 دسمبر 1976ء کو شائع کیا۔ خط کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے۔

(خفیہ اور ذاتی) پنجاب کلب لاہور

8 جولائی 1947ء میرے پیارے لنڈل۔

آپ کا خط نمبر 5 ایف 205/انڈیا/5/ڈی او جی/18 محرمہ 1947ء موصول ہوا۔
انسان کے بارے میں سب کچھ طے پا چکا ہے تاہم دیگر حالات انتہائی مبہم ہیں پاکستان کی حتمی شکل کے بارے میں مسٹر جناح ایک آمر کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور پوری قوت ایک منتخب ٹولے کے ہاتھ آگئی۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کا منصب کیا ہوگا۔ اس کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ حالات کے پیش میں موزوں وقت نہیں آیا۔ جب ان افراد کی نشاندہی کی جاسکے۔ یا ان سے روابط استوار کئے جاسکیں۔ کچھ پتہ نہیں کون لوگ سامنے آنے والے ہیں۔ میرے خیال میں رابطہ افسر لائن پر عمل کرنا درست ہوگا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بہترین راستہ ہے۔ لیکن احمد کو علم ہے کہ دہلی میں متعلقہ امور پر بحث کے ان اسی انتقام کے بارے میں اتفاق رائے پایا گیا تھا۔ امید ہے ”احمد“ کو پاکستان میں بڑی اہمیت

حاصل ہوگی۔ چنانچہ وہ گزشتہ تصوات و نظریات سے پسپائی کو پسند کرے گا۔

آپ کا قلم ”ڈبلیو این پی جینکسن“ (124)

بزمِ مقل جو سچے کل تو یہ امکان بھی ہے
ہم سے کل تو رہیں آپ سا قاتل نہ رہے

طلوعِ حشر:

17 مارچ 1948ء کو مرزا بشیر الدین محمود نے ایک پریس کانفرنس کراچی میں کہا۔

”کراچی (17 مارچ نامہ نگار اے پی پی) حضرت امام جماعت احمدیہ نے پناہ گزینوں کو آبائی گھروں میں بسانے کے مطالبے کے بعد فرمایا۔ اگر حالات نے اجازت دی اور شرعی پنجاب میں جانوں کی حفاظت اور سلامتی کا یقین دلانے دیا گیا تو ہم قادیان میں جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے واپس جائیں گے۔“ (125)

اس کے ساتھ مرزا محمود نے قادیان میں مقیم اپنے آدمیوں کے متعلق کہا۔

”ہم وہاں بیٹھے ہیں اور آٹھویں دسویں دن انڈین یونین کو لکھ دیتے ہیں کہ ہم انڈین یونین کے وفادار باشندوں کی حیثیت سے قادیان میں واپس آنا چاہتے ہیں۔“ (126)

تعزیت نامہ:

ایک معروف ہندو نیا کے انتقال پر مرزا مذکور نے چڈت نہرو کو ایک اندو ہناک اور حسرت آمیز مکتوب ارسال کیا جس میں تعزیتی الفاظ کے بعد حلف لکھا۔

”ہمارے مقدس مرکز (قادیان) سے ہمیں زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں۔“ (127)

سر ظفر اللہ خان نے ایک انٹرویو میں قادیانی جماعت اور اسرائیل کے روابط کو باقاعدہ تسلیم کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ توضیح کر دی کہ

”جماعت احمدیہ کا اسرائیل میں اسرائیل کے قیام سے پہلے کا دفتر موجود ہے۔“ (128)

ایک وحشت اثر انکشاف:

راقم الحروف کو ایڈیٹر ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد نے اپنے والد محترم حضرت مولانا تاج محمود صاحب کے حوالے سے بتایا کہ 1974ء میں تحریک حتم نبوت کے دوران علماء کے ایک وفد نے چالاک اور معاملہ فہم وزیراعظم مسٹر بھٹو صاحب سے ملاقات کی۔ یہ

فلک بہت دلچسپ اور حوصلہ افزا تھی۔ اور اس میں انہیں قادیانیوں کی سیاسی سازشوں سے آگاہ کیا گیا۔ جب علماء کرام الوداع ہو رہے تھے تو مسٹر بھٹو (اللہ تعالیٰ انہیں اس احسانِ عظیم کا صلہ دے) نے قائد و فد کو پیچھے سے آواز دے کر بلایا اور کہا مولوی صاحب میں اس مقدس مقصد اور عظیم مطالبے کو دل و جان سے تسلیم کر چکا ہوں اور انشاء اللہ میری حکومت برسوں پرانے اس فتنے کا آئینی سد باب کر دے گی۔ مگر میں یہ حقیقت بھی جانتا ہوں کہ آپ لوگ ایک طرح سے میری گردن میں امریکہ کی پھانسی کا پھندا ڈالوا رہے ہیں۔“ (129)

مذکورہ بالا خاکوں اور مجمل پس منظر سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کے سر ہانے کندہ عبارت اس کے سازشی ذہن کا پورا خلاصہ ہے یہی وجوہات ہیں کہ اُسے اپنی ہجرت کدہ تعمیر کروانا پاکستان کی پاک سرزمین میں برداشت نہ تھا۔ ایسے ناقابلِ تردید تاریخی حقائق کی رو سے میرا نظریہ یہ ہے کہ امت مرزا اسی وطن عزیز کے لئے کسی طور بھی ایک زہریلے سانپ کی طرح ہے۔

ان حالات و واقعات اور خیالات و تاثرات کی بناء پر میں نے متعدد دردمند شہریوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے مسلمان خطرے میں ہیں لیکن پاکستان میں ایمان، وہاں غیر کے پنجہ ظالم میں اہل زندگی اجیرن، جب کہ یہاں انہوں کے اندازِ جفا سے خود اسلام کی روح زخمی ہو چکی ہے۔ ادھر کے بے بنی ہوئے عظیم سانحوں سے مسلمان جان بلب ہیں اور ادھر ان کا دین ایک اجنبی مسافر کی طرح بھڑک رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا روح کے کاری زخم الفاظ کے مرہم سے کبھی مندمل ہو سکتے ہیں۔“ (130)

اب تو خوابوں کے مناظر سے پلٹ آتی ہے روح
ایک دن یہ بھول جائے گی بدن کا راستہ

تکالیفات

- 1۔ موضع ڈگیاں کا نام ربوہ کیسے؟ (پاکستان کے اندرسٹیٹ ڈریسٹ) تحریر منظور احمد شاہ اور قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 51۔
- 2۔ بحوالہ ”قادیانی مذہب (ایڈیشن ششم) کا مقدمہ“ مؤلفہ پروفیسر محمد الیاس برنی

23:- (PARTITION OF THE PUNJAB) تقسیم پنجاب جلد 1، صفحہ 468۔

24 الف:- ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک مولفہ سید نور احمد (ریٹائرڈ) ڈائریکٹر (تعامہ)۔

24 ب:- ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک صفحہ 319۔ بحوالہ حکومت مغربی بنگال کے پانچ سوال اور ان کا جواب“ از فرزند توحید۔ صفحہ 19۔

25 الف:- روزنامہ نوائے وقت لاہور، 7 جولائی 1964ء، قادیانیوں کے عقائد و مصلحت 59، مرتبہ مولانا تاج محمد صاحب (مرکز اشاعت پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد)۔

25 ب:- روزنامہ ”مشرق“ لاہور مورخہ 15 فروری، 1964ء۔

26:- اخبار ”الفضل“ 17 مئی، 1947ء۔

27:- قادیانی ٹریکٹ نمبر 22، بعنوان ”احرار علماء کی راست گوئی کا نمونہ“۔

28:- اخبار ”الفضل“ ربوہ۔ 28 اکتوبر 1952ء۔

29:- مولانا محمد اسحاق مانسہرہ سے چوہدری صاحب کی گفتگو (راوی، مولانا موصوف)۔ قادیانیوں کے عقائد و مصلحت، صفحہ 37۔

30:- ”آتش فشاں“ صفحہ 24۔ مئی 1981ء۔

31 الف:- انوار خلافت صفحہ 90، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود۔

31 ب:- مرزا بشیر الدین محمود، انوار خلافت صفحہ 3۔ 9۔ الفضل

اگست 1917ء، 30 جولائی 1931ء۔

32 الف:- خطبہ امیر الفضل 16 جولائی 1949ء۔

32 ب:- الفضل، 13 نومبر 1953ء۔

33:- خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار ”الفضل“ ربوہ 11 جنوری، 1954ء۔

34 الف:- اخبار ”الفضل“ قادیان، 5 اپریل 1947ء۔

34 ب:- خطبہ خلیفہ مندرجہ اخبار الفضل، 13 اگست 1962ء۔

35:- اخبار ”الفضل“ قادیان، 2 اکتوبر 1939ء۔

36:- اخبار ”الفضل“ قادیان، 18 جولائی 1935ء۔

37:- اخبار ”الفضل“ قادیان، 5 فروری 1935ء۔

3:- جٹس صدانی رپورٹ بحوالہ ”قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 18“۔

طارق محمود صاحب، ایڈیٹر ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد۔

4:- قائد اعظم کی تقاریر۔

5:- پاکستان کی پہلی کابینہ بحوالہ ”پاکستان کیوں ٹوٹا“ صفحہ 307، از ڈاکٹر محمد

6:- بحوالہ ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی صفحہ 16، 6، 4 فروری 1987ء۔

7:- ”لیاقت علی کا قتل۔ تصویر کا ڈھنڈلا پہلو“ تحریر، میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل

نوائے وقت، لاہور مورخہ یکم جنوری 1986ء۔

8:- ”لیاقت علی کا قتل۔ تصویر کا ڈھنڈلا پہلو“ تحریر، میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل

نوائے وقت، لاہور مورخہ یکم جنوری 1986ء۔

9:- آواز دوست (مختار مسعود)۔ اقبال علی کے آخری دو سال، ڈاکٹر عاشق حسین

10:- تحریک ختم نبوت از قلم شورش کاشمیری، مطبوعات چٹان، لاہور صفحہ 147۔

11:- تحریک ختم نبوت از قلم شورش کاشمیری، مطبوعات چٹان، لاہور صفحہ 146۔

12:- ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور، تحریک ختم نبوت مولفہ شورش کاشمیری صفحہ 143۔

13:- ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور، تحریک ختم نبوت مولفہ شورش کاشمیری صفحہ 143۔

14:- صاحب زادہ طارق محمود صاحب۔ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ۔ صفحہ 51، 52۔

15:- پاکستان ٹائمز صفحہ 11۔ 8 ستمبر 1970ء۔

16:- بھٹو مرحوم کی تقریر مندرجہ اردو انگریزی اخبارات (پاکستان) بحوالہ ”

نبوت“ صفحہ 241۔

17:- پاکستان کی بعض موجودہ مذہبی و سیاسی پارٹیوں کی طرف اشارہ ہے۔

18:- منیر انکوائری رپورٹ صفحہ 196۔

19:- اخبار ”الفضل“ قادیان۔ 14 فروری 1922ء۔

20 الف:- اخبار ”الفضل“ قادیانی۔ 8 جولائی 1935ء۔

20 ب:- بیان خلیفہ قادیان مرزا محمود مندرجہ اخبار ”الفضل“۔

21:- اخبار ”الفضل“ قادیان۔ 7 جون 1940ء۔

22:- اخبار ”الفضل“ قادیان۔ 3 اگست 1945ء۔

- 38:- بحوالہ تحریک ختم نبوت صفحہ 84، از شورش کاشمیری۔
- 39:- رسالہ ”سکھ قوم کے نام دردمند اسرائیل“ از مرزا محمود، 3 جون 1947ء۔
- 40:- اخبار ”الفضل“، قادیان، 5 جولائی 1950ء۔
- 41:- اخبار ”الفضل“، قادیان، 22 جولائی 1949ء۔
- 42:- تاریخ احمدیت (مولفہ دوست محمد شاہ قادیانی) جلد 10، صفحہ 276۔
- 43:- اخبار ”الفضل“، قادیان، 29، 30 جولائی 1952ء۔
- 44:- منیر انکوائری رپورٹ (اردو) صفحہ 280۔
- 45:- اخبار ”الفضل“، ربوہ، 24 دسمبر 1962ء۔
- 46:- منیر انکوائری رپورٹ، صفحہ 76۔
- 47:- ”عجی اسرائیل“ مرتبہ شورش کاشمیری، صفحہ 31۔
- 48:- دعوة الامیر معصفہ مرزا بشیر الدین محمود ”قادیان سے اسرائیل تک“ از مولانا الحق صاحب۔
- 49 الف:- ہفت روزہ ”تکبیر“ کراچی، مارچ 1986ء اور روزنامہ ”جنگ“۔
- 9 مارچ 1986ء۔
- 49 ب:- قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے روایت مندرجہ قادیانیت کا بیان تجزیہ صفحہ 25۔
- 50:- ”لیاقت علی کا قتل، تصویر کا ڈھنڈلا پہلو، (میجر ریٹائرڈ) امیر افضل، روزنامہ ”وقت“ لاہور یکم جنوری 1986ء۔
- 51:- اخبار ”الفضل“، ربوہ، 3 جنوری 1952ء۔
- 52:- اخبار ”الفضل“، ربوہ، 16 جنوری 1952ء۔
- 53:- راقم، کی علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب سے ایک معلوماتی ملاقات۔
- 54:- ایمان پروریادیں۔ ترتیب مولانا اللہ وسایا صفحہ 53۔
- 55:- تحریک ختم نبوت صفحہ 137۔
- 56:- ایمان پروریادیں صفحہ 56۔
- 57:- ایمان پروریادیں صفحہ 54، 55۔
- 58:- ایک مجاہد ختم نبوت سے انٹرویو۔
- 59:- مجاہدین ”تحریک راست اقدام (1953ء) کی یادداشتیں۔
- 60:- ”ربوہ سے تل ابیب تک“ از سید محمد یوسف، بنوری صفحہ 22۔
- 61:- تحریک ختم نبوت صفحہ 204، 205۔
- 62:- قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 32۔
- 63:- قادیانی اشتہار ”پیش گوئی مصلح موعود“
- 64 الف:- عجی اسرائیل، (ایک انڈر گراؤنڈ خطرے کا تجزیہ) از شورش کاشمیری
- 32:-
- 64 ب:- ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور۔ 5 جنوری 1976ء صفحہ 18۔
- 65:- روزنامہ ”جنگ“ راولپنڈی، 4 اگست 1965ء
- 66:- اخبار ”الفضل“، ربوہ۔ 17 دسمبر 1970ء
- 67:- روزنامہ ”مسادات“ لاہور، 27 دسمبر 1970ء
- 68:- بحوالہ ”ایشیا“ لاہور، 17 اگست 1962ء۔
- 69:- رسالہ ”عجی اسرائیل“ صفحہ 23۔
- 70:- قادیانیت کا سیاسی تجزیہ صفحہ 25۔
- 71:- روزنامہ ”نوائے وقت“ 8 اگست 1973ء
- 72:- رپورٹ جنٹلمن ہدائی ٹریبیونل مندرجہ اردو اخبارات بتاریخ، یکم اگست 1974ء
- 73:- اخباری بیانات، مولانا شاہ احمد نورانی بحوالہ تعارف علماء اہلسنت صفحہ 38، اور
- ساتھ فیائے حرم بھیرہ (ختم نبوت نمبر صفحہ 22)
- 74:- بیان، ایسٹرن کمانڈر باقر صدیقی صاحب، بیان، راؤ فرمان علی (سابق گورنر مشرقی پاکستان) بیان ابن پروفسر فرید احمد صاحب، مندرجہ اخبارات و رسائل بحوالہ ”تحریک ختم نبوت اور قادیانیت کا سیاسی تجزیہ“۔
- 75:- متعدد اردو رسائل و جرائد بحوالہ تحریک ختم نبوت صفحہ 172۔
- 76:- روزنامہ ”جنگ“ کراچی، 5 مارچ 1970ء
- 77:- موبید قومی ہیر، مسٹر ایم ایم عالم تحریک ختم نبوت صفحہ 183، 184 نوائے وقت،
- اگست 1973ء
- 78:- مؤلف کا بورڈ کے صاحب درو مسلمان سے خفیہ انٹرویو۔ ”سروس ریکارڈ“ اہالیان

سرگودھا کے اخباری بیانات۔

- 79:- قومی پریس کورپورٹاؤ بحوالہ "قادیانیت کا سیاسی تجزیہ" صفحہ 42، 43۔
- 80:- دیکھئے 1978ء کے ملکی اخبارات۔
- 81:- فقہ آشکار ختم نبوت مصنفہ بی محمد کرم شاہ ایم اے الاذہر، صفحہ 63۔
- 82 الف:- پانچویں، چھٹی جماعت کے نصاب میں رائج مطالعہ پاکستان اور اس کی سابقہ کتب ملاحظہ کریں۔
- 82 ب:- ہفت روزہ "زندگی" لاہور، 15 تا 9 نومبر 1979ء۔
- 82 ج:- روزنامہ "جنگ" کراچی 8 فروری 1987ء
- 83:- مذکورہ ایام کے اخبارات میں شائع شدہ فریقین کے ذمہ دار افراد کا موقف۔
- 84:- ریکارڈ ماہنامہ "ترجمان الحدیث" تحریک ختم نبوت بعض مبصرین کے خدشات۔
- 85:- "گارجین" بحوالہ "کوثر" لاہور بتاریخ 27 دسمبر 1949ء
- 86:- منیر انکوائری رپورٹ صفحہ 28۔
- 87:- مصنف کے قائدین تحریک ختم نبوت سے انٹرویو، سندھی اہل قلم قبیلہ کی یادداشتیں
- 88:- روزنامہ "امن" کراچی ماہ جنوری 1987ء ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی ص 1
- 6 فروری 1987ء
- 89:- بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 12 تا 6 فروری 1987ء اور دیگر اخبارات
- 90:- بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 26 جون تا 2 جولائی 1987ء
- 91:- مندرجہ اخبار الفضل، 31 دسمبر 1949ء
- 92:- "ڈیوائیڈ انڈیا" (DEVIDE INDIA) صفحہ 207۔
- 93:- بیان خلیفہ محمود اخبار "الفضل" قادیان۔ 13 اپریل 1947ء
- 94:- اخبار "الفضل" قادیان، 14 اپریل 1947ء
- 95:- اخبار "الفضل" قادیان، 15 اپریل 1947ء
- 96:- اخبار "الفضل" قادیان، 26 مئی 1948ء
- 97:- "پاکستان میں مرزائیت" مصنفہ مرتضیٰ احمد خان ایڈیٹر روزنامہ "مغربی پاکستان" لاہور۔
- 98:- بیان "مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار "الفضل" قادیانی 13 نومبر 1946ء

- تقریر سر فخر اللہ خاں مندرجہ روزنامہ "زمیندار" لاہور 13 اگست، 1952ء
- 100:- اخبار "آزاد" لاہور۔ 30 جون 1952ء
- 101:- بحوالہ ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد صفحہ 12، مورخہ 19 جون 1987ء
- 101:- روزنامہ "آفاق" لاہور۔ 3 اپریل، 1952ء
- 102:- روزنامہ "زمیندار" لاہور 8 جولائی 1952ء
- 104:- روزنامہ "جنگ" لاہور بحوالہ ڈان۔ پاک روس تعلقات کا تجزیہ (تیسری قسط) کالم اہل احمد صدیقی، روزنامہ "جنگ" لاہور۔
- 105 الف:- مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، 28 نومبر 1934ء
- 105 ب:- ہفت روزہ "چٹان" لاہور۔ 21 نومبر 1983ء
- 106:- اخبار "الفضل" ربوہ۔
- 107:- روزنامہ "نوائے وقت" لاہور 2 جولائی 1974ء
- 108:- اخبار "الفضل" ربوہ، 10 نومبر 1982ء
- 109:- ربوہ کی روداد مندرجہ قادیانی اخبار الرحمت لاہور جلد 1، نمبر 1، مورخہ 21 نومبر
- 110:- مندرجہ اخبار "الفضل" لاہور نمبر 118، جلد 12 مورخہ 26 مئی 1948ء بحوالہ
- 111:- اخبار "پیغام صلح" لاہور (لاہور جماعت کا پرچہ) جلد 35، نمبر 35، مورخہ یکم ستمبر
- 112:- جلسہ صدائی رپورٹ ہفت روزہ "ختم نبوت کراچی مطابق 30 اکتوبر تا۔۔۔
- 113:- "آغاز" کراچی۔ 26 فروری 1987ء
- 114:- روزنامہ "امن" کراچی۔ اپریل 1987ء
- 115:- بحوالہ قادیانی مذہب (ایڈیشن ششم) کا مقدمہ مولفہ پروفیسر محمد الیاس برنی صفحہ
- 116:- قادیانی "اشتہار" اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت" مطبوعہ 1907ء از مرزا۔
- 117:- روزنامہ "جنگ" لاہور 16 اگست 1983ء

118:- ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور۔ صفحہ 7، شمارہ 21 نومبر 1983ء

119:- اثر خاصہ، ابن فیض، مندرجہ ہفت روزہ ”دعوت نبوت“ کراچی (قسط 10)

28 مئی 1987ء (رسالہ) مذکور (آخری قسط) 12 جون 1985ء

120:- اقبال کے آخری دو سال از قلم ڈاکٹر عاشق حسین بنا لوی صفحہ 259

121:- اقبال کے آخری دو سال از قلم ڈاکٹر عاشق حسین بنا لوی صفحہ 259

122:- جی الائنڈ قائد اعظم، صفحہ 307

123:- سر ظفر اللہ دی بیڈ آف احمدیہ مومنٹ (لندن) صفحہ 26

124:- پاکستان ٹائمز لاہور قائد اعظم نمبر 25 دسمبر 1976ء، ماہنامہ اردو لاہور

صفحہ 30، اپریل 1976ء

125:- مندرجہ اخبار ”الفضل“ 18 مارچ 1948ء

126:- اخبار ”الفضل“ صفحہ 9، کالم 4، مورخہ 19 مارچ 1948ء

127:- اخبار ”الفضل“ ربوہ خاص نمبر

128:- سر ظفر اللہ خاں کانٹروپو مبلوعد روزنامہ ”جنگ“ لاہور۔ 17 دسمبر 1983ء

129:- راقم کی ایڈیٹر ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد سے خصوصی ملاقات 1987ء

1987ء

قادیانی کی قبر کو آگ لگ گئی:

ڈیرہ غازی خان کے قصبہ الہ آباد میں ایک قادیانی ماسٹر تھا، جو متعصب اور گستاخ تھا، جب فرشتہ اجل نے اسے آدبوجا تو مسئلہ پیدا ہوا کہ کہاں دبایا جائے؟ مسلم قبرستان میں اگر دباتے تو مسلمانوں میں اشتعال کا شعلہ ضروری امر تھا، آخر اس کے عزیز واقارب نے اسے اس کی اپنی زمین میں دبا دبانے کے ٹھیک تین دن بعد اس کے گڑھے کو آگ لگ گئی، اور یہ کیفیت تین دن جاری رہی، اور بالآخر وہ جگہ پھٹ گئی، اس کے بعد قادیانیوں نے اس گڑھے کو کر دیا۔ اس واقعے کی تصدیق وہاں کے علمائے کرام حتیٰ کہ اس قادیانی ماسٹر کے نے بھی کی ہے۔

محمد الیاس برنی

عبد معاشیات، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد دکن

مصر کا معرکہ

عام طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کو علم نہیں ہے کہ مصر میں بھی قادیانیوں کے ساتھ اور بالخصوص جماعت لاہور کے ساتھ ہمارا خوب معرکہ رہا، اور بفضلہ تعالیٰ از ہر شریف میں ہم کو فتح میں لائے گئے۔ قصہ تو طولانی ہے یہاں مختصر یادداشت درج کرتے ہیں۔ ممکن ہے آئندہ کبھی مفصل روداد کی میں شائع ہو۔

اسلامی ممالک میں مصر کو علم دین اور مرفہ الحالی میں خاص امتیاز حاصل ہے چنانچہ عالم اسلام کا مرکز و بحر شریف تقریباً ہزار سال سے وہاں قائم ہے اور فی الجملہ وہاں مسلمان بھی زیادہ خوش ہیں۔ اس لئے یہ کیوں کر ممکن تھا کہ قادیانی صاحبان کی لچائی نظریں مصر پر نہ پڑیں۔ چنانچہ یہ وہاں ایک ایسے موقع پر قادیانی جماعت لاہور اپنی منافقت سے بہت فائدہ اٹھاتی ہے۔ بلا تکلف ان کو یقین دلادیتی ہے کہ مرزا قادیانی صاحب نہ تو نبی تھے نہ نبوت کے مدعی تھے۔ خادم اسلام کی خدمت سے اپنے آپ کو مجبور کہتے تھے۔ چنانچہ ان کی ہدایت کی بناء پر ہم اسلام کی خدمت میں مشغول ہمدی سی بات کون تعرض کرے اور کیوں تعرض کرے۔ ناواقفیت میں مسلمان کھلے دل سے مدد دے دیتے ہیں اور واقفیت ہوتے ہوتے یہ خوب اپنا مطلب پورا کر لیتے ہیں لیکن اب اس چال کا عرصہ ختم ہو چکا ہے۔ پہلی سی غفلت باقی نہیں رہی۔ اس کے مقابل قادیانی جماعت قادیان اپنے مسلک میں اخلاقی جرأت دکھاتی ہے۔ وہ مرزا قادیانی کے کثیر دعوؤں کے مد نظر مرزا قادیانی کو نبی اور نبی مانتی ہے اور ڈرنکے کی چوٹ پر اس کا اعلان کرتی ہے لاہوری جماعت کی طرح قادیانیت کا معاملہ میں دنیا کو مغالطہ نہیں دیتی۔ حق باطل دوسری بحث ہے لیکن جماعت لاہور کے مقابل لاہور سے یہ استقامت ضرور قابل قدر ہے اور اسی خلوص کا یہ اثر ہے کہ جماعت لاہور سے کہیں جماعت قادیان قادیانی فرقہ میں مقبول ہے۔ جماعت لاہور زیادہ تر مسلمانوں کی خوشنودی

ذہونہی ہے لیکن مخالفہ کل جانے پر ان کو یہ سہولت حاصل نہ رہے گی۔ چنانچہ قاضی محمد یوسف نے اپنی کتاب ”کتاب الحیات“ میں لکھتا ہے کہ:

”لاہور احمدیہ بلڈکنس (قادیانی جماعت لاہور کا مرکز) میں کچھ لوگ رہتے ہیں جو مولانا احمد مسیح موعود نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور صادق رسول اور آنے والا مہدی موعود یقین کرتے ہیں اور نہ غیر احمدی مسلمانوں میں صدق دل سے شمولیت اختیار کرتے ہیں۔“ لاہور کے ہر مسلمان رہنا چاہتے ہیں۔ للمؤلف برنی

قصہ مختصر اوّل قادیانی جماعت لاہور کے امیر نے اسی نفاق کی ترکیب سے ازہر شریف کو ڈورے ڈالنے اور حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المیراغی شیخ الازہر کو قادیانیت کے معاملہ میں مخالف درجہ مطمئن کر دیا کہ دو قادیانی طالب علم جو البانوی تھے جماعت لاہور کی طرف سے ازہر شریف کے اصول دین میں داخل ہو گئے جہاں صرف مسلمان تعلیم پاسکتے ہیں۔ گویا اس ترکیب سے قادیانیت موافقت میں ازہر شریف کی عملی سند حاصل کر لی تاکہ وہ آئندہ عالم اسلام پر حجت بن سکے اور اپنی فاسق پر اس درجہ مطمئن ہو گئے کہ غالباً ان ہی دو قادیانی طالب علموں کے نام سے دو عربی رسالے قادیانیت کے متعلق اپنی تعبیر کے مطابق خاص ازہر شریف سے شائع کئے۔ ایک رسالہ ”تعالیم الانبیاء“ دوسرا رسالہ ”الاحمدیہ کما عرفتھا“ ہر دو کا منشاء یہی کہ مخالفہ دے کر ازہر شریف میں قادیانیت کے لئے راہ ہموار کریں۔

اس سے مصر کے بعض واقف کار حلقوں میں اندر ہی اندر بے چینی پھیلی لیکن علانیہ شیخ الازہر مقابل آنا بھی خلاف مصلحت تھا چنانچہ ہمارے پاس بھی مصر سے اضطراب کے خط آئے کہ جلد ہی قادیانیت کی تدبیر کی جائے ورنہ مصر کے بعد ترکی تمام ہے۔ چنانچہ مصر کے بعض معزز احباب اور ازہر شریف کے علماء سے اضطراب کے خط آئے مراسلت شروع کی گئی اور ہوائی ڈاک سے دونوں طرف خطوط مبادلہ ہو گئے۔ خود حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المیراغی شیخ الازہر کو قادیانیت کے بارے میں نہایت مفصل یادداشتیں بھیجی گئی۔ علیٰ ہذا حضرت علامہ شیخ عبدالحجید الملہان عمید کلیہ اصول دین کو حضرت علامہ شیخ ابراہیم الازہر اور دیگر سربراہان و علماء ازہر شریف کو خطوط لکھے گئے۔ مصر کے مشہور اخبار الفتح کے مالک اور مدیر الدین الخطیب سے بھی ربط پیدا کیا گیا کہ مدوح کا حوصلہ دینی امور میں معروف و مسلم تھا۔ خدا کا شکر کہ سنی مشہور ہوئی۔ ازہر شریف میں اچھے اچھے چمک اٹھے کہ کیسے قادیانی دھوکا چل گیا۔ چنانچہ شیخ الازہر نے فوراً ایک تحقیقاتی کمیٹی ”طبۃ التحقیق“ مقرر فرمائی اور علامہ شیخ عبدالحجید الملہان اس کی سربراہی فرما پائے۔ شیخ ابراہیم جبالی۔ شیخ محمد فلاح الحنان۔ شیخ محمود السی اور شیخ محمد العدوی یہ چار علماء

ان میں آخر الذکر کرکن جو مصری وفد کے ساتھ ہندوستان آئے تھے لاہور میں مولوی محمد علی قادیانی جماعت لاہور سے مل چکے تھے اور قادیانی جماعت لاہور کے معترف اور موید مانے جاتے تھے۔

تحقیقاتی کمیٹی کی رہنمائی کے واسطے خود اپنی طرف سے 17 اور خود کمیٹی کے مطالبہ پر ہم کو یہاں کی یادداشتیں بھیجی پڑیں۔ جن میں متعلقہ امور کی بات مرزا قادیانی کی تحریرات کے بہت سے حقائق کا عربی ترجمہ درج کیا گیا۔ مزید برآں کافی تعداد میں قادیانی کتابیں بھیجی گئیں تاکہ انہوں کے مندرجہ اقتباسات کی توثیق کر لی جائے۔ جرمی سوالوں کے جواب بھی لکھ کر بھیجے گئے۔ ہر طرح حق تحقیق ادا ہو جائے۔ اور مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کی طرف سے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ رسالے اور یادداشتیں چل رہی تھیں۔ اور یہ سب کام انہی دو البانوی طالب علم کے نام سے انجام پارہا تھا۔ چنانچہ کیفیت ملاحظہ ہو

ہمارے البانوی بھائی بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ان کے تازہ خط سے جو حالات معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ وہ تانہوز الازہر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کمیٹی جو ان کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ جو مراد ضروری تھا وہ انہوں نے سارا ہم تک پہنچا دیا ہے انہوں نے اپنی طرف سے پوری طرح اتمام حجت کر دیا ہے۔ آگے بڑھ کر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (فیصلہ خلاف ہوا۔ اور ہر دو طالب علم جامعہ ازہر سے خارج ہو گئے للمؤلف برنی) مصر کے روزانہ اور ہفتہ وار اخباروں میں جو بیانات ان کے متعلق شائع کئے۔ ان کے تراجم عربی کرام تک پہنچتے رہے ہیں۔ پچارے قادیانی مبلغ نے جو آج کل محمودیت کی تبلیغ عربی ممالک میں کر رہا ہے۔ بتیور الازہر لگا یا کہ کسی طرح اس کو بھی ازہر تک رسائی ہو جائے تاکہ وہ خلیفہ صاحب (میاں احمد) کی خدمت میں ایک لمبی چوڑی رپوٹ دینے کے قابل ہو سکے مگر یونیورسٹی مذکور نے مبلغ مذکور کو خطاب کے اہل نہ سمجھا۔ جس کی بجائے اس نے اپنے الفضل کے ایک تازہ پرچے میں نکالی ہے۔

اب قادیانی اس بات پر بہت تلوار ہے ہیں کہ ہمارے البانوی دوستوں نے اس جھوٹ و افترا کا پتہ چاک کر دیا ہے۔ جو آج تک یہ مصر اور دیگر عربی ممالک میں پھیلاتے رہے۔ اور جماعت لاہور کے کارناموں اور اس کے مسلک کو واضح طور پر دکھایا کہ جو کچھ خدمت اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ وہ حقیقت میں جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے۔ قادیانیوں کو خدمت اسلام اور تائید دین حق سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ تاکہ یہ قادیانی ہندوستان سے باہر جاتے ہیں۔ تو جماعت لاہور کے کارناموں کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور لفظ احمدی کے مشترک ہونے کی وجہ سے دنیا کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ سب کچھ ہماری مساعی کا نتیجہ۔ یہ قرآن حکیم کے ترجمہ یہ مفت اسلامی لٹریچر یہ اسلام کی تائید میں کتابیں

یہ سب کچھ حضور خلیفۃ المسیحؑ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اس جماعت کو ایک ترجمہ شائع کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد (27) نمبر 69 مورخہ 21 نومبر 1939ء) یوں تو قادیانی جماعت لاہور کے فریب اور مغالطوں کو واضح اور زائل کرنے کے واسطے اس جامعہ ازہر سے ہم کو مسلسل مفصل مراسلت کرنی پڑی۔ ان کو کتابیں بھیجی پڑیں۔ اقتباسات کے لیے تراجم بھیجے پڑے۔ تاہم قادیانی جماعت قادیان نے بھی ان کا بھانڈا بھوڑ دیا۔ باطل کا یہی اہام ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

مصر کے اخبار میں قادیانی مبلغ کا ایک بیان چھپا ہے۔۔۔ آج تک تو قادیانی حضرات کو مصر میں بولنے کی جرات نہ ہوئی، ہماری کامیابی کو دیکھ کر یہ کب خاموش رہ سکتے تھے۔ محض ہمارے ہمارے نقصان پہنچانے کے لئے ان کا مبلغ فلسطین کے ایک کونے سے بولا ہے کہ پیغامیوں یعنی ہمارے البانوی بھائیوں نے جو کتب کیشن کے سامنے پیش کی ہیں۔ بیشک وہ کتابیں تو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف کردہ ہیں۔ لیکن ان میں آپ نے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے ان سے دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ ہمارے کتب میں آپ کا اقرار موجود ہے۔ یہ ہیں قادیانی مبلغ۔ یہ ہیں ان کے عقائد۔ اور یہ ہے حضرت ان کی عزت ان کی آنکھوں میں۔ جب لوگ یہ پڑیں گے تو ضرور دل میں سوچیں گے کہ خدا یا یہ نبی کیا ہے کہ کبھی کچھ کہتا ہے، کبھی کچھ نہیں کہتا، لیکن قادیانیوں کو اس سے کیا۔ ان کا مقصد تو پیغامیوں کو نیچا دکھانا ہے۔ حضرت اقدس کی عزت رہے یا نہ رہے۔ بسلسلہ بدنام ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ (عبرت۔ للمؤلف برقی)

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد (27) نمبر 49 مورخہ 18 اگست 1939ء) بہر حال ”لجۃ تحقیق“ نے ہر طرح خوب تحقیق کی اور تحقیق پختہ ہو جانے پر دونوں قادیانی البانوی المذکورہ کو کلیہ اصول دین سے خارج کر دیا کہ مسلمانوں کے سوا اور کوئی اس کلیہ میں تعلیم نہیں پاسکتے۔ البانوی قادیانیوں کے ہر تلمے سے زمین نکل گئی، مگر زیادہ دوا دیا نہیں کیا کہ اور رسوائی ہوئی۔ مغالطہ آخر کب ختم چلتا۔ راجہ کار سے کند عاقل کہ باز آید پیشانی۔

لجۃ تحقیق نے ہمارے تعاون کی بہت قدر فرمائی۔ حالانکہ ہم نے صرف اپنا دینی فرض ادا کیا۔ چاہتی تھی کہ اپنی تحقیقات کا حاصل ایک فتویٰ کی شکل میں مرتب کر کے عالم اسلام میں شائع کرے۔ اس فتوے میں بطور ضمیمہ ہماری بعض یادداشتیں بھی شریک رکھے۔ یہ 1358ھ کا واقعہ ہے اسی زمانہ میں جنگ کے آثار نمودار ہونے لگے۔ پھر جنگ جیسی چلی، معلوم ہے، ادھر علامہ محمد مصطفیٰ الراغبی شیخ الاسلام بھی وصال ہو گیا۔ اس تجویز پر عمل کی نوبت نہ آئی۔ تاہم اس فتویٰ کے نفاذ کی مصر کے اخباروں میں

جماعت ہوئی۔ چنانچہ مشہور عربی اخبار الفتح (قاہرہ) کے کئی پرچوں میں اس کا اعلان ہوا۔ مثلاً (653) مورخہ 21 ربیع الاول 1358ھ نمبر (677) مورخہ 13 رمضان 1358ھ نمبر (678) مورخہ 30 رمضان 1358ھ۔

ہمارے تعلق سے بھی بعض امور قاہرہ کے اخباروں میں شائع ہوئے، مثلاً ایک مفصل مکتوب قادیانی تحریک کے متعلق ہم نے اپنے رفیق عبدالحمید السید کے نام لکھا تھا۔ وہ ضروری تمہید کے ساتھ تمام وکمال اخبار الفتح کے نمبر (671) مورخہ 30 رجب 1358ھ میں اطلاع عام کے واسطے شائع ہو گیا۔ ہم نے جو قادیانی کتابیں لجزۃ تحقیق کے واسطے بطور ثبوت بھیجی تھیں۔ ان کا ذکر بھی اخبار الفتح کے نمبر (684) مورخہ 3 ذی قعدہ 1358ھ میں شائع ہوا۔ اسی طرح لجزۃ تحقیق کے ساتھ ہمارے تعاون کی مختصر کیفیت اخبار الادب (قاہرہ) مورخہ 15 ذی الحجہ 1358ھ میں شائع ہوئی، دوسرے عربی اخباروں میں بھی چرچا رہا۔

الحاصل قادیانی مغالطہ کے متعلق مصر میں بھی خاصی بیداری پھیل گئی، چنانچہ قادیانی جماعت (لاہور) کے جو رئیس القادیانیہ مصر میں منتخب ہوئے تھے مولانا احمد حسنی اسماعیل، نائب ہونے کے بعد انہوں نے ایک مکتوب ہمارے پاس بھیجا اور لکھا کہ ”علاقہ مصر میں مذہب قادیانی کی کیفیت یہ ہے کہ جب سے میں اور میرے بھائی اس سے علیحدہ ہوئے ہیں اور جب سے ظاہر ہو گئی قادیانیوں کی گمراہی، ان کی بدعتی اور وہ تمام چیزیں جن کو وہ اپنے ناپاک قلوب میں لوگوں سے چھپائے رکھتے تھے جب سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد سے اب تک ان کے لئے کوئی جلسہ کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ (شعبان 1358ھ)

امیر صاحب قادیانی جماعت لاہور کی کارگزاری تو اوپر بیان ہوئی۔ خلیفہ صاحب جماعت قادیان کی تحریک بھی اپنے طور پر چلتی رہی۔ چنانچہ اپنے ایک رفیق کا خط ماہ مئی 1939ء میں قاہرہ سے وصول ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ خلیفہ صاحب کے دونوں لڑکے یہاں آئے تھے اور کچھ عرصہ تک یہاں رہنے کے بعد چلے گئے۔ اور یہاں اپنی ایک خاص جماعت بنا گئے۔ اس خط میں لکھا تھا کہ وہ لڑکے شیخ لاہور سے بھی ملے۔ یوں کوئی قادیانی جماعت کہیں بنائے بنائے ہر جماعت کے واسطے ہر جگہ کچھ نہ کچھ مہرل سکتے ہیں اور اُس زمانہ میں تو مصر میں انگریزوں کا بھی خصاص رسوخ تھا۔ اور انگریزوں میں قادیانیوں کا خصاص رسوخ تھا۔ ہر طرح کی سہولت حاصل تھی۔ بہر حال مصر میں قادیانی جماعت بننا عجیب نہیں۔ البتہ مغالطہ دے کر امیر جماعت لاہور نے ازہر شریف میں جس طرح قدم جمانا چاہا تھا وہ دیانت سے بعید تھا۔

نظر بریں ہمارے ایک دوست نے قاہرہ سے ایک خط ماہ مئی 1939ء میں ایک دوسرے کو حیدرآباد بھیجا اور لکھا کہ:-

”آپ سے بار بار عرض کیا گیا کہ پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب ”قادیانی مذہب“ کے عربی ترجمہ کو نشر کرنے کی نہایت سخت ضرورت ہے لیکن افسوس کہ آپ صاحبان کی جانب توجہ نہیں فرماتے۔ حیف ہے کہ حیدرآباد جیسے ملک میں جہاں کے خود تاحیدر نامدار اور ان کی رعایا دین کی خدمت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے مشہور ہے۔ ایک معمولی ضخامت کی لیکن دین کی خدمت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہم کتاب ”قادیانی مذہب“ کا عربی ترجمہ چھپوانا ہے تو موقع کو غنیمت سمجھ کر اس وقت چھپوا لیجئے ورنہ اگر جنگ شروع ہوگئی تو پھر مصر کا جنگ بن جائے گا اور کتاب کا چھپوانا مشکل ہو جائے گا۔ نیز جنگ میں انگریزوں کی خدمت کی وجہ سے مصر اور دیگر قرب وجوار کے ممالک میں قادیانیوں کا پایہ زیادہ محکم ہو جائے گا۔ (یہ فتنہ تو انگریزوں کی سیاسیات میں مسلمانوں کو ہر جگہ حیران پریشان کرتا رہا ہے۔ للمؤلف برنی) اس لئے قبل اس کے کہ یہ پتھیں ان کی بیخ کنی نہایت ضروری ہے۔“

حاصل کلام یہ کہ مصر میں قادیانی جماعت بننا عجب نہیں ہے، لیکن از ہر شریف پر جو چھاپا جاتا تھا وہ عالم اسلامی میں ایک فتنہ کھڑا کر دیتا مسلمانوں کو سخت دھوکا ہوتا کہ گویا از ہر شریف سے قادیانی اسلام کی سند مل گئی۔ اور یہ امیر قادیانی جماعت لاہور کا منشاء تھا۔ اسی سے ان کی چالوں کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ پٹھانز ہر کروے زہر سے بدتر ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

اپنے زمانہ میں حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ کا افساد کر دیا۔ ان کے بعد شیخ الازہر حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس فتنہ سے خوب باخبر ہو گئے تھے۔ بہت عنایت و شفقت فرماتے تھے، لیکن حضرت کا زمانہ مختصر رہا۔ اب ماشاء اللہ حضرت علامہ شیخ عبدالحسن رحمۃ اللہ علیہ شیخ الازہر کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید اور دعا ہے کہ از ہر شریف اب آئندہ بھی مسلمانوں سے محفوظ رہے اور صراطِ مستقیم پر استقامت ہمیشہ جاری ہے، بطفیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہمارے پاس حیدرآباد میں تو ایک ایسے رفیق تھے جو عربی خط و کتابت اور تراجم میں ہم کی قابلیت اور سرعت سے مدد دیتے تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی سلمہ کو اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں جزائے دے دے کہ عربی تراجم میں ان کا تعاون حد کو پہنچ گیا تھا۔ یہی حال مصر میں دوسرے رفیق عبدالجید السید مرہون مغفور کا تھا کہ وہ تمام کوششوں کا مرکز قاہرہ میں بنے ہوئے تھے ان کا خلوص اور ان کی جدوجہد بھی

اللہ کی پوجھے تو ان کے توسط بغیر قاہرہ میں اس پیانہ پر کوشش اور کامیابی ہوئی محال تھی۔ اللہ تعالیٰ میں خدمت دین کا اجر اعلیٰ سے اعلیٰ نہیں عطا فرمائے۔ ان کے سوا بعض دیگر رفیق بھی قابل یادگار ہیں مگر اس سید ابوالنصر احمد الحسینی الہندی اور پروفیسر محمد ولی خاں مہندی صاحب۔ جو مراسلت کے ذریعہ حیدرآباد اور معلومات مہیا فرماتے رہے۔

اپنے مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے مولانا سید محبت الدین الخطیب مالک مدبر اخبار الفتح نے بھی اس میں کئی طرح پیش بہامد دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے معاملات میں ان کی مدد فرمائے۔ آمین۔ قاہرہ میں معرکہ تو 1358ء میں پیش آیا، لیکن آپس کی مراسلت اور مشاورت کا سلسلہ قادیانیت کے پہلے ہی سال پہلے سے جاری تھا اور وقت پر یہی سلسلہ کام آیا۔

شام میں بھی ہمارے ایک مخلص محبت تھے، مختار ادیب علامہ السید محمد علی الحوانی جو مشہور مجلہ العروبہ سے شائع کرتے تھے۔ جب وہ حیدرآباد آئے تھے تو کتاب ”قادیانی مذہب“ کے چوتھے ایڈیشن عربی ترجمہ ان کے حوالہ کیا گیا تھا کہ وہ اس کو بیروت میں طبع کرا دیں کہ وہاں کی طباعت نفاست ہو رہی ہے۔ طباعت کے نمونے اور تجزیے بھی آئے مگر کام شروع ہونے کی نوبت نہ آئی۔ ان کی صحت خراب ہوگئی تھی۔ مدت سے کوئی خط نہیں آیا۔ خدا کرے بخیریت ہوں۔ نہ معلوم ترجمہ کا مسودہ کہاں مقصد ہے کہ منتخب مقامات کا عربی ترجمہ تالیف کر کے قاہرہ میں شائع کیا جائے۔ انشاء اللہ۔

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی:

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، شمس العارفین، سراج السالکین، حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہ کے پوتے اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مدظلہ کے والد گرامی تھے۔ آپ بیک وقت ایک شیخ طریقت، عالم دین، مصنف اور سیاسی لیڈر تھے۔ آپ نے تحریک خلافت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا، ردِ مرزائیت میں آپ نے شاندار خدمات سرانجام دیں، ایک معرکہ الآرا کتاب ”معیار المسیح“ مطبوعہ ۱۳۲۹ھ کے نام سے لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

حکیم نورالدین سے مولانا اصغر علی روجی کی ایک علمی جھڑپ

انہوں نے ایک روپے اٹھایا۔ پوچھا اس دوسرے کو کیوں نہیں اٹھایا؟ مولوی زین العابدین سے جواب نہ بن پڑا۔ مولانا اصغر علی صاحب ایک طرف بیٹھے تھے مولوی زین العابدین سے کہنے لگے ہاں صاحب! کہہ دیجئے ارادۂ ازلی اس کے اٹھانے سے متعلق تھا۔ دوسرے سے متعلق نہیں تھا۔ یہی ترجیح ہے۔ حکیم نورالدین نے کہا بس صاحب یہ ٹھیک نہیں۔ یا یہ بولیں یا آپ خود گفتگو کر لیں۔ مولوی زین العابدین روجی صاحب سے کہنے لگے اچھا آپ آکر گفتگو فرمائیے۔ اس مجلس میں فقیر جلال الدین مرحوم مجلسِ برکت بھی موجود تھے۔ وہ بولے ہاں مولوی صاحب آپ آئیے اور گفتگو فرمائیے۔ غرض مولانا روجی کو زبردستی ان کے مقابل کر دیا۔

اس سے پیشتر حکیم نورالدین بہت لافیں مار چکا تھا کہ ہم نے مصر سے منطق کی ایک نئی کتاب لائی ہے جس میں منطقیوں کی متعدد تصویروں غلط اور باطل ثابت کی گئی ہیں اور اس سلسلۂ گفتگو میں وہ غزالی رحمہ اللہ اور امام رازی رحمہ اللہ پر بھی ہاتھ صاف کر گئے تھے۔ روجی صاحب نے حکیم نورالدین سے سوال کیا کہ آپ نے منطق کو باطل کہا ہے کیا ساری منطق باطل ہے یا اس کا کوئی حصہ یا اس کے کوئی حصے قواعد؟ حکیم نورالدین نے کہا یہ بتانا تو بہت مشکل ہے کہ منطق کا کتنا حصہ باطل اور کتنا صحیح ہے۔ مولانا اصغر علی نے فرمایا کہ اگر یہ نہیں بتلا سکتے تو ممکن ہے کہ آپ اثناے گفتگو میں کسی سوال کے جواب میں کہہ دیں کہ یہ غلط اصول پر مبنی ہے۔ میں اس کو نہیں مانتا۔ اس لئے جب تک یہ مسئلہ صاف نہ ہو جائے کہ آپ کون کون سے اصول مانتے ہیں اور کون کون سے نہیں مانتے اس وقت تک گفتگو بیکار ہے۔ حکیم نورالدین لا جواب سے ہو گیا اور سوچنے لگا۔ ان ایام میں مولانا روجی کی رگوں میں جوانی کا خون بہہ رہا تھا۔ جب دیکھا کہ حکیم نورالدین کے منہ پر بالکل مہر سکوت لگ گئی تو جوش میں آکر کہنے لگے۔ مولانا روجی نے آپ پر آپ نے امام غزالی رحمہ اللہ اور امام رازی رحمہ اللہ پر حملہ کر دیا تھا؟ یہی آپ کی استعداد ہے؟ ہاں کو تو مدلل والے لڑکوں کے برابر بھی لیاقت نہیں۔“

یہ سن کر مولوی محرم علی چشتی اور فقیر جلال الدین کہنے لگے نہیں مولوی صاحب! جانے دیجئے ایسا کیا ہے۔ چونکہ نماز عصر کا وقت قریب تھا یہ لوگ کہنے لگے اچھا کسی دوسرے موقع پر گفتگو ہوگی۔ مولانا روجی چلے آئے اور یہ خبر بجلی کی رو کی طرح شہر میں پھیل گئی کہ روجی صاحب نے حکیم نورالدین کو پچھاڑ دیا۔ دوسری مرتبہ حکیم نورالدین حویلی کا بلبل میں آیا۔ صوفی غلام محی الدین وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور اور مولوی زین العابدین مذکور روجی صاحب کے مکان پر گئے اور کہا کہ حکیم نورالدین آیا ہوا ہے۔ چل کر مرزا کے دعاوی کے متعلق اس سے گفتگو کیجئے۔ روجی صاحب نے کہا۔ اغلب ہے کہ حکیم نورالدین گفتگو پر راضی نہیں ہوگا۔ مولانا روجی نے ان کے کہنے پر حکیم نورالدین کو روک لکھا کہ مرزا کے

مرزا قادیانی خن سازی اور پروپیگنڈا ہازی کے فن میں تو طاق تھا لیکن علمی استعداد سے ایک تھوڑا تک بے نصیب تھا۔ البتہ مولوی حکیم نورالدین اور مولوی محمد احسن امروہی مرزائیوں میں ذی علم اور استعداد ہستیاں مانی جاتی تھیں۔ اور یہی وہ دو شبیر تھے جن کے سہارے الہامی صاحب انتاز مانتا تھا۔ میں پرواز کرتے رہے۔ اور پھر ان دونوں میں حکیم نورالدین صاحب کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ مولانا روجی کے وہی مرزائیت کی عمارت کے بانی و موسس تھے اور مرزا مردود تو محض آلہ کار اور کٹھ پتلی کا علم تھا۔ جب حکیم صاحب پیچھے سے ڈوری کھینچتے تو یہ پتلی حرکت میں آجاتی۔ ایک مرتبہ بانی سلسلہ حکیم نورالدین لاہور آیا اور کشمیری دروازہ میں مولوی محرم علی چشتی کے مکان میں ٹھہرا۔ مولوی محرم علی سے حکیم نورالدین پرانی دوستی تھی۔ ایک نہایت معرطیب نے جو مہاراجہ جنوں کشمیر کی ملازمت میں حکیم نورالدین کے مکان پر تھے مجھے بتایا کہ حکیم نورالدین اور مولوی محرم علی ایک ساتھ جموں سے خارج کئے گئے تھے۔

جب حکیم نورالدین لاہور آکر مولوی محرم علی کے مکان پر ٹھہرا تو مولانا اصغر علی صاحب راجہ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور اس کو دیکھنے کے لئے گئے۔ اس وقت مولانا اصغر علی صاحب کا غمناک ہونا تھا۔ ان کے جانے سے پیشتر مولوی زین العابدین علامہ ہائی سکول دروازہ شیران لاہور میں مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ مہیاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے اقرباء میں سے تھے حکیم نورالدین سے گفتگو کر رہے تھے۔ مولوی زین العابدین اچھے لسان اور مقرر نہیں تھے۔ ایک سوال کے جواب میں مولوی زین العابدین نے کہا کہ اس سے تو ترجیح بلا مرجع لازم آئے گی۔ حکیم نورالدین نے کہا کہ مرجع بلا مرجع تو محض منطقیوں کا ایک ڈھکوسلہ ہے۔ ترجیح بلا مرجع نامعز ہے۔ مولوی زین العابدین نے کہا کہ کیا حکیم نورالدین نے دورو پے جیب سے نکال کر ہاتھ پر رکھے اور مولوی صاحب سے کہا کہ

مفتی محمد عطاء اللہ سی

فتنہ قادیانیت کے بارے میں مختلف ممالک کے عدالتی فیصلے

قرار داد پاکستان کے اکابرین:

لاکڑا اقبال کے فرمان کے مطابق مرزائیوں کے فساد کا علاج یہ ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(ماہنامہ ”مسلم الدین“ کراچی، ستمبر 2007، شعبان المعظم 1428ھ)

آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کا فیصلہ:

قادیانی اسلام سے خارج ہیں: آئینی و قانونی طور پر باقاعدہ قادیانیت کو کفر قرار دینے میں پہل

کشمیر اسمبلی نے کی، چنانچہ مصباح الدین لکھتے ہیں کہ

”آزاد کشمیر کے زعماء پر جب قادیانیوں کی سازشوں کا انکشاف ہوا تو الحاج میجر محمد ایوب

نے 28 اپریل 1973ء کو اسمبلی میں ان کے خلاف ایک قرارداد پیش کی کہ جس میں ان کو

اقلیت قرار دینے اور ریاست میں ان کی تبلیغ کو ممنوع قرار دینے وغیرہ کا ذکر تھا۔“

اور قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی اور 24 مئی 1973ء کو جناب سردار عبدالقیوم خان صاحب

اسلامی جمہوریہ حکومت آزاد کشمیر نے توثیق فرمائی۔

قادیانی خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد قرارداد پر چراغ پا ہو گیا اور ایک کتابچہ بعنوان ”امام جماعت

کا آزاد کشمیر کی ایک قرارداد پر تبصرہ“ شائع کر کے اپنا غیظ و غصہ اُتارا، آزاد کشمیر پر ہی غصہ نہیں اُترا

پاکستانیوں کو بھی دھمکیوں سے نوازا، ان میں سے ایک یہ تھی کہ

”اس قسم کے فساد (قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جانا) کے نتیجے میں پاکستان قائم نہیں رہے

گا۔“ (صفحہ 4)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت مصنفہ مصباح الدین

دعاویٰ باطلہ کے متعلق میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“ حکیم نور الدین نے جواب میں کہا کہ میں آپ میرے پیر کی توہین کرتے ہیں اس لئے میں آپ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔

اس کے بعد شاید 1915ء میں حکیم نور الدین لاہور آیا۔ روحی صاحب کے ایک شاگرد

حکیم نور الدین آیا ہوا ہے۔ اگر آپ اس سے گفتگو کرنا چاہیں تو میں جا کر دریافت کر دوں گا کہ

صاحب نے کہا ہاں جا کر پوچھو۔ وہ گیا اور قاضی ظہور الدین اکمل مرزائی متوطن موضع موہلی

اس خواہش کا اظہار کیا۔ قاضی ظہور الدین کہنے لگے واقعی مولوی اصغر علی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو میں

نے کہا ہاں واقعی چاہتے ہیں۔ قاضی ظہور الدین نے حکیم نور الدین سے اس کا ذکر کیا۔ اس نے حکیم

مولوی سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ اصغر علی ہوا کوئی اور۔ اس وقت بابو عبدالحق اکاؤنٹینٹ

سال تک مرزائی بلکہ مرزا کے خاص حواری رہ کر تابع ہوئے تھے مرزا کے رد میں ایک رسالہ بھی

وہ شہر بھر میں مفت تقسیم کر رہے تھے۔

کفار کے لئے ہوگا کہ اس کے قدر برابر آگ کے صندوق میں اسے بند کریں گے پھر اس

آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قتل لگایا جائے گا پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں

جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں آگ کا قتل لگایا جائے گا پھر

طرح اس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قتل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اب ہر

کچھ گاہ کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس

لئے عذاب ہے۔ جب سب جنتی جنت میں داخل ہو لیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے

ہمیشہ کے لئے اس میں رہنا ہے اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لگا کر

کریں گے۔ پھر منادی جنت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ

یہاں سے نکلے گا حکم ہو پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے۔ کہ شاید اس

سے رہائی ہو جائے۔ پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے ہاں۔ یہ موت

وہ ذبح کر دی جائے گی اور کہے گا اے اہل جنت! بیٹھی ہے اب مرنا نہیں اور اے اہل ناراضگی

موت نہیں۔ اس وقت ان کے لئے خوشی پر خوشی ہے اور ان کے لئے غم بالائے غم (تَسْتَأْنِلُ اللّٰہَ

وَالْعَاقِبَةُ فِي الدِّیْنِ وَالْ دُنْیَا وَالْآخِرَةِ)

(بہار شریعت)

پاکستان کی قومی اسمبلی کا تاریخ ساز فیصلہ:

مصباح الدین لکھتے ہیں:

”ہوا یہ کہ 29 مئی 1974ء کو قادیانیوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ریلوے اسٹیشن پر ”چناب ایکسپریس“ کو اس وقت تک روک رکھا جب تک اس پر سوار فوجی دستوں نے ملتان کے طلباء کو بڑی بے دردی سے دل کھول کر زد و کوب نہ کر لیا اور اس بات کا ثبوت ہم ”زبہ“ قادیانی ریاست ہے۔“

قادیانی ٹولہ کی یہ حرکت ایک ایسا فتیلہ تھی جس سے فساد کی ملک گیر آگ بھڑک اٹھی۔ ”صدائی ٹریبونل“ مقرر کر کے مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا۔ ارباب اقتدار کو بھی احساس ہوا کہ قادیانی مسئلہ کا تصفیہ جس کو اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ملک کی سلامتی کے لئے ناگزیر ہے۔ اس طرف سے مطالبہ کی تکمیل کے لئے ایک مجلس معرض وجود میں آئی۔ (اور) وزیر اعظم ذوالفقار علی خان اس قضیہ کے لئے ایک مناسب صورت اختیار کی کہ معاملہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا اور وہ غور و خوض فیصلہ دے کر قادیانی مسلمان ہیں یا غیر مسلم، اس مسئلہ کی چھان بین کے لئے ممبران قومی اسمبلی ایک خصوصی کمیشن کی تشکیل ہوئی۔

7 ستمبر 1974ء کو وہ مبارک شام آئی جب جناب وزیر اعظم (ذوالفقار علی بھٹو) نے قومی اسمبلی کے فیصلے سنائے کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والی دونوں جماعتیں (یعنی مرزا ناصر احمد کی جماعت اور لاہوری جماعت) غیر مسلم قرار دے دی گئیں۔

فیصلہ سناتے ہوئے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی تقریر میں کہا کہ:

”مکر بن ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ پوری قوم کی خواہشات کا آئینہ دار ہے۔ اس مسئلہ کو دبانے کے لئے 1953ء میں خالانہ طور پر طاقت استعمال کی گئی تھی۔“

(مخلصاً) ماخوذ از تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت، مصنفہ مصباح الدین صفحہ 115-120

کیا ان کو اقلیت قرار دینا درست تھا؟

یہ ایک سوال آپ نے پڑھا کہ آزاد کشمیر اسمبلی اور پاکستان اسمبلی کے فیصلے پڑھے کہ جن اقلیت کے اقلیت ہونے کا ذکر ہے مگر اصول شرعیہ کی زد سے دیکھا جائے تو ان کی سزا وہ نہیں جو انہیں دی گئی اگر یہ سزا انہیں ہے تو پھر ان کی سزا کیا ہے اس کا جواب ہم آزادی ہند کے ہیرو، تحریک پاکستان رہنما شیخ الاسلام و المسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی دیتے ہیں۔ چنانچہ

ان میں منعقدہ مشائخ کانفرنس کے موقع پر فرمایا۔

لہا جاتا ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دے، اقلیت تو ذمیوں کو کہا جاتا ہے جو شخص اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے وہ (صرف) کافر نہیں، (بلکہ) وہ مرتد ہے اور مرتد کی سزا شریعت (اسلامیہ) میں قتل ہے، اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو میں قادیانیوں کا ایسا شریعت کے مطابق کرتا جس کی نظیر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی۔

(بحوالہ ضیائے حرم لاہور، مجربہ دسمبر 1974ء)

اور پہلی سالانہ عظمت تاجدار ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر فرمایا:

”قادیانیت عالم اسلام کے اتحاد میں زبردست رکاوٹ ہے، اس کا قلع قمع کئے بغیر ملت اسلامیہ کا وجود خطرے میں ہے، قادیانیت اسلام دشمن طاقتوں کی گہری سازش ہے، اس کے ترین ناسور کے خلاف جہاد مسلمانوں کا اہم ترین فریضہ ہے۔“

قادیانیوں کو اسلام کی دعوت، صفحہ 7، ماہنامہ تحفظ کراچی، اولیا امت اور قادیانیت کا بھیا تک اور یہ ستمبر 2007ء جلد نمبر 3، شمارہ نمبر 10، صفحہ 12

جب یہ لوگ مرتد ہیں اور مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہے جس کی بے شمار مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ سزا پر عالم اسلام کا اجماع بھی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ان مرتدین کو صرف اقلیت قرار دے دینا کافی۔ اس سے قبل مدعیان نبوت کو دیکھا جائے تو اس دور کے حکام نے ان کو مرتد سمجھ کر قتل کر دیا اور عاقبت ہونے کی صورت میں ان سے جہاد کیا۔ بعض کے ساتھ اسلامی لشکروں کا جہاد ایک طویل عرصے تک جاری رہا، غرض یہ کہ انہوں نے اس فتنے کو جڑ سے اکھیڑنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس میں بڑے نقصانات بھی برداشت کئے، بے شمار مسلم مجاہد بھی شہید کروادے مگر اس فتنے کو بڑھنے نہ دیا۔

وفاق شرعی عدالت کا فیصلہ:

حسب دستور آئین اور آرڈیننس 1984ء کی پابندی کرنے کی بجائے شرعی عدالت سے خود کو ان اور (اپنے) عقیدہ کو اسلام کی توثیق کرانے کے لئے قادیانی اور لاہوری دونوں گروہوں نے الگ درخواشیں داخل کیں۔ فاضل ججوں نے بحث و تحقیق کے بعد دونوں پیشتر خارج کرنے (کے) غیر مسلم ہونے پر تصدیق ثبت کر دی۔

(تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

فیڈرل اسمبلی ملائیشیا کا فیصلہ:

اکتوبر 1975ء میں فیڈرل اسمبلی نے قادیانی مسئلہ کی چھان بین کرنے کے بعد قادیانی خارج از اسلام ہیں۔ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

جلال الدین احمد لوری نے اسے ان الفاظ میں تحریر کیا:

”عدالت عالیہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ قادیانیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ لہذا مسجد میں صرف مسلمان نماز پڑھیں گے۔“

(بحوالہ القادیانیہ اقلیہ غیر مسلمہ، صفحہ 120، ماہنامہ صبح الدین، کراچی، مجریہ ستمبر 2007ء، المعظم 1428ھ صفحہ 63)

ابوظہبی کی امارت کا فیصلہ:

حکومت ابوظہبی کا فیصلہ ہے کہ اس نے قاضی القضاۃ (عدالت عالیہ) کی سفارشات کو قبول کر لیا ہے۔ ان کو بے نقاب کیا جائے اور ان کا داخلہ یہاں بند کیا جائے۔ وغیرہ کو قبول کر لیا ہے۔ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا اعلان:

بھاپگور عدالت 1923ء کے فیصلے بموجب قادیانی مسلمان نہیں، بورڈ میں ان کو نمائندگی نہیں، تقسیم ہند سے پہلے ہی عدالت نے اپنے فیصلے میں واضح کر دیا تھا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

بہاولپور کے مقدمہ کا تاریخی فیصلہ:

فریقین کے علماء جمع ہوئے، دلائل اظہار و عقلیہ زیر بحث آئے، جج محمد اکبر نے قادیانیوں کو ارتداد کی توثیق فرمائی، مسماۃ غلام عائشہ (مسلمان) کا عبدالرزاق (قادیانی) سے شیخ نکاح کا فیصلہ صادر فرمایا۔ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

فیصلہ شیخ محمد اکبر (راولپنڈی):

ایڈیشنل جج راولپنڈی مورخہ 3 جون 1955ء مسماۃ ائمہ الکریم قادیانیہ بنام لیفٹیننٹ نذیر الدین جج صاحب نے فیصلہ سنایا کہ عدالت سماعت نے جو نتائج (قادیانیہ مسلمان نہیں) اخذ کیے وہ درست ہیں۔ مسماۃ ائمہ الکریم کی اپیل میں کوئی جان نہیں۔ لہذا اُسے خارج کرتا ہوں۔

(تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

فیصلہ عدالت جیمس آباد:

مدعیہ مسماۃ ائمہ الہامیہ۔ مدعا علیہ نذیر احمد برق قادیانی:

جناب شیخ محمد رفیق گریج جیمس آباد نے فیصلہ صادر فرمایا کہ

”مدعیہ ایک مسلمان عورت ہے، مدعا علیہ نے اپنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے، غیر مسلم ہے لہذا مدعیہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مدعا علیہ کی بیوی نہیں۔ شیخ نکاح کے بارے میں

مدعیہ کی درخواست کا فیصلہ اس کے حق میں دیا جاتا ہے۔“

یہ فیصلہ 13 جولائی 1969ء کو جناب قیصر احمد حمیدی جانشین جناب شیخ محمد رفیق گریج نے مکمل کر دیا۔ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

فیصلہ ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ:

جناب جسٹس افضل لون (جج ہائی کورٹ، راولپنڈی بینچ) کا تاریخی فیصلہ:

حسب شریعت محمدیہ علیہ اخیارہ والثناء قادیانی غیر مسلم کسی مسلمان کی میراث کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ مسلمان کسی غیر مسلم کا وارث بن سکتا ہے۔

(بحوالہ پاکستان ٹائمز 30 اپریل 1981ء، (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 143)

ماریشس (افریقہ) کی عدالت عالیہ کا تاریخی فیصلہ:

ماریشس سپریم کورٹ (ایک غیر جانبدار مسلم عدالت) کا مسجد روبل کے متعلق سب سے پہلا فیصلہ (جو ہماری نظر سے گزرا)۔ دو سال کی طویل جرح و قدح کے بعد 19 نومبر 1920ء کو عدالت نے یہ فیصلہ سنایا:

”مسلمان اور قادیانی ہم مذہب نہیں، مسجد مسلمانوں کی ہے۔ امامت اور نماز کا حق صرف

مسلمانوں کو حاصل ہے۔“ (تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت صفحہ 142)

حکومت افغانستان کا جرأت مند فیصلہ:

امیر امان اللہ خان کے دور حکومت میں حکومت کو کچھ قادیانیوں کے بارے میں اطلاع ہوئی کہ وہ جھوٹے نبی کے جھوٹے دین کی تبلیغ میں مصروف عمل ہیں۔ لہذا ان کو پکڑا گیا اور مرتد قرار دے کر قتل دیا گیا۔

اور حکومت افغانستان کے اس فیصلے اور جرأت کو ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے 16-19 مارچ

1929ء/شعبان 1343ھ مراد آباد میں منعقد ہونے والے چار روزہ اجلاس میں سربراہ گھانا نے افغانستان کے اس راست اقدام کی بھرپور تائید کی گئی اور اس کی کچھ تفصیل ”سنی کانفرنس“ میں تسلسل“ (مصنفہ مولانا ضمیمہ احمد صدیقی صفحہ 19) میں ہے۔

قادیانیوں کے خلاف علماء اسلام کے فتاویٰ اور قراردادوں کی تفصیل علامہ فروغ احمد صاحب مصباحی کی کتاب ”تحریک ختم نبوت اور قادیانیت“ کا مطالعہ کیجئے۔

مسلمانوں سے گزارش:

لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور اگر کسی طرح سے اسلام دشمن یا ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث پائیں تو حکومت یا عدالت سے رجوع کریں کیونکہ وہ ملک پاکستان کے آئین میں بھی انہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اور عدالتی نظام میں بھی انہیں غیر مسلم قرار دے کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔

مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جہلمی:

حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی نے ۳۲ ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ میں جہلم سے ایک دار پرچہ ”سراج الاخبار“ کے نام سے جاری کیا، اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادات و فتنوں، خاص طور پر فتنہ مرزائیت کی تردید میں بڑا کام کیا۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواری ”سراج الاخبار“ کے کارناموں سے شیطا اُٹھے، چنانچہ انہوں نے ہر امکان کی کوشش سے ”سراج الاخبار“ کو بند کرانے کے حربے استعمال کئے، آپ اور آپ کے رفیق کار حضرت مولانا محمد کرم دین صاحب دبیر پر مقدمات کا دور شروع ہوا، مگر عالی قدر ہستیاں ان مصائب و آلام سے کب گھبرانے والی تھیں، ابتلاء و آزمائش کی آندھیاں اُن کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ کر سکیں۔ گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ چلا جو قادیانی اور اس کے حواریوں کی شکست پر منتج ہوا، مرزا قادیانی کی خوب گت بنی، اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جہلمی اور مولانا کرم صاحب کو باعزت بری فرمایا۔ آپ نے بڑی اہم کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، جن میں ”حدائق حنفیہ“ کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

قادیانی

رد قادیانیت پر کتب و رسائل کی فہرست

جہاں تک رد قادیانیت اور تردید مرزائیت کے حوالے سے تقریر کا معاملہ ہے تو اس کا ریکارڈ تو نا صرف میں سے ہے لیکن اس مسئلہ میں تحریری ریکارڈ بڑی حد تک محفوظ ہے۔ نقطہ نظر کے اختلاف کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے کارکنان بہر طور لائق تحریک ہیں کہ محترم اللہ وسایا صاحب قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت کے نام سے بڑی جامع کتاب مرتب کر کے اس میں ہر ممکن پڑھنے اور مطالعہ کا شوق رکھنے والے اہل علم کے ذوق کی تسکین کا سامان کیا ہے۔ بلاشبہ اسوع پر اب تک ہزاروں کتب لکھی اور چھاپی گئی ہیں۔ ذیل میں قارئین کی ضیافت علمی کے لئے فقیر فہرست کتب دی جا رہی ہے۔ جسے پڑھ کر اس میدان میں علماء کی خدمات کا اندازہ لگانا ایک آسانی کے لئے آسان ہو جائے گا۔

رد	نام کتاب	مصنف	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	تحقیقات و تنقیر فی رد اغلو طات و ابرہہ	مولانا غلام دہگیر قسوری		1882ء/1303ھ
۲	فتح الرحمنی بدفع کید قادیانی	ایضاً		1896ء/1314ھ
۳	رحم فیاضین بر اغلو طات ابراہین	ایضاً		1882ء/1302ھ
۴	الصارم الربانی علی اسراف قادیانی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ خان بریلوی		1897ء/1315ھ
۵	جزاء اللہ وعدہ بابا ختم نبوت	ایضاً		1899ء/1317ھ
۶	شمس الہدیٰ فی اثبات حیات مسیح	میر سید مہر علی شاہ گولڑوی		1899ء/1317ھ

7	السود والحقاب علی المسح الکذاب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ خان بریلوی	1902ء/10	
8	قبر الدیان علی مرتد بقادیان	مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمہ اللہ	1905ء/3	
9	اشد العذاب علی مسلمۃ النجاب	مرتضیٰ حسن چاند پوری	1928ء/11	
10	سیف چشتیائی	میر علی شاہ گلزوی رحمہ اللہ	1914ء	
11	ہدیۃ المہدی	وحید الزمان حیدر آبادی	1907ء/12	
12	خاتم النبیین	سید محمد علی مونگیری		
13	ختم رسالت	مولانا محمد بخش مسلم بی اے	لاہور	
14	خاتم الانبیاء	مولانا سیف الاسلام		
15	فتنہ انکار ختم نبوت	میر محمد کریم شاہ پیروی رحمہ اللہ	لاہور	1984ء
16	اسکین ختم النبیین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ خان بریلوی	1908ء/12	
17	ختم نبوت	ملک محمد اکبر خاں ساقی	1968ء	
18	تردید قبر کبر در کشمیر	بابو میر بخش	1919ء	
19	اسلام کی فتح اور مرزائیت کی تازہ ترین شکست	بابو میر بخش	1919ء	
20	الاستدلال المسیح فی حیات	ایضاً	1924ء	
21	لامہدی الاعمی	ایضاً		
22	تائید اسلام ماہانہ رسالہ	ایضاً	1932ء	
23	تفریق در میان اولیائے اُمت	ایضاً	1926ء	
24	حرف محرمانہ	ڈاکٹر غلام جیلانی برقی	1954ء	

25	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ	لاہور	بارنیم
26	قادیانی مقدمہ	ایضاً		
27	قادیانی قول و فعل	ایضاً		
28	قادیانی مودومت	ایضاً	1955ء	
29	قادیانیت (انگریزی)	علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ		
30	الکادی علی الغادیہ (دو جلد)	مولانا محمد عالم آسی امرتسری	امرتسر	1933ء
31	ماہنامہ "ترجمان المسلمین" کراچی ختم نبوت نمبر	مفتی سید شجاعت قادری	کراچی	1972ء اگست نمبر
32	قادیانی پکرجن بٹلر ور	پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ		1957ء
33	مرزائی حقیقت کا اظہار	مولانا شاہ عبدالحلیم صدیقی میرٹھی		1929ء
34	مرزائی لاریب غیر مسلم ہیں	ظلیل احمد قادری		1988ء
35	کرم الہی بجاہ انعام الہی	مفتی عزیز احمد		1952ء
36	تحفظ ختم نبوت	محمد طاہر عبدالرزاق		
37	وجہ قادیان	محمد طاہر عبدالرزاق		1999ء
38	قادیانیت کش	محمد طاہر عبدالرزاق		2006ء
39	قادیانی افسانے	محمد طاہر عبدالرزاق		1998ء
40	قادیانیت ممکن	محمد طاہر عبدالرزاق		
41	مرگ مرزائیت	محمد طاہر عبدالرزاق		
42	قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹھنرے میں	عرفان محمود برقی (سابق قادیانی)		2004ء
43	ثبوت حاضریں	محمد متین خالد		2004ء

44	السید الکلامہ القطع الدعادی الغلامیہ	محمد عبداللطیف القادری	1934ء
45	تولین رسالت کی سزا	حاتی انواب دینا	1406ھ
46	مرتبہ کی سزا	محمد انور قریشی	
47	قصر مرزا نیت پر ایک ہم	سلطان احمد فاروقی	1974ء
48	قادیاں کی کفریات	محمد اقبال الخیری	1974ء
49	مرزا قادیانی کی کہانی	ایضاً	1974ء
50	قادیاں مسئلہ	ایضاً	1974ء
51	کرشن قادیانی کے بیانات ہریانہ	مولانا سید ابوالحسنات قادری	لاہور
52	قادیاں نیت کے مختلف پہلو	عبدالحمید قادری	
53	ہفت روزہ "رضوان" لاہور، ختم نبوت نمبر	سید محمود احمد رضوی	لاہور 1952ء
54	عقیدہ ختم نبوت اور فقہ قادیاں نیت	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	لاہور 1995ء
55	عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی	ایضاً	لاہور 1989ء
56	مرزائے قادیان کی دماغی کیفیت	ایضاً	لاہور 1989ء
57	مرزائے قادیانی اور تشریح نبوت کا دعویٰ	ایضاً	لاہور 1989ء
58	عقیدہ ختم نبوت اور مرزائے قادیانی کا متضاد موقف	ایضاً	لاہور 1989ء
59	مفتاح الاعلام	مولانا محمد انوار اللہ خاں	

60	خطبہ صدارت ختم نبوت کانفرنس	صاحبزادہ سید فیض الحسن	1951ء
61	میں اس لیے (تین جلدیں)	مولانا محمد عمر اچھروی	لاہور
62	برقی آسمانی پر ختم نبوت قادیانی	مولانا تھوڑا احمد بکوی	1932ء
63	تحریک ختم نبوت 1953ء	مولانا عبدالستار خان نیازی	لاہور 1957ء
64	القول الفصل بین الحق والباطل	محمد غوث سعید	1324ھ
65	گستاخی رسول ﷺ کے دورخ مرزا قادیانی اور شیطان ارشدی	احمد میاں حمادی	1988ء
66	ماہنامہ "فتیانِ حرم" لاہور تحریک ختم نبوت نمبر	پیر محمد کرم شاہ	لاہور دسمبر 1974ء
67	قادیاں کذاب	مفتی رفاقت حسین کانپوری	کانپور 1953ء بھارت
68	فتنہ قادیان	سید محمود احمد رضوی	لاہور
69	الہامات مرزا	مولانا ثناء اللہ امرتسری	1988ء
70	عقائد مرزا	ایضاً	امرتسر 1928ء
71	علم کلام مرزا	ایضاً	امرتسر 1932ء
72	عجائبات مرزا	ایضاً	امرتسر 1933ء
73	قادیاں نیت	مولانا ابوالحسن علی ندوی	1954ء
74	قادیاں حساب	پروفیسر محمد الیاس برنی	لاہور
75	مطالعہ احمدیت اور دعوتِ انصاف	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	لاہور 2006ء

76	ذات محمدی اور نبوت محمدی پر قادیانیوں کا مذاکرہ	غلام حسین کلیانوی	
77	قادیانی دھرم	مفتی عبدالواحد قادری	
78	الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی	مفتی غلام مرتضیٰ	
79	حیات محمدی علیہ السلام	محمد نعیم اللہ خاں قادری	2003ء
80	ارشاد فرید الزمان متعلق مرزائے قادیان	مولانا غلام جہانیاں	
81	تاریخ نہ عبرت	مولانا کریم دین بھٹی	
82	قادیانی سیاست	مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش	لاہور 1951ء
83	محاسبہ	ایضاً	ایضاً 1954ء
84	مسئلہ ختم نبوت	علامہ سید محمود رضوی رحمہ اللہ	
85	سازشوں کا دیباچہ	رائے محمد کمال	لاہور سن ہمارے
86	قادیانی امت اور پاکستان	ایضاً	لاہور 1989ء
87	مرزا طاہر کے نام گھلا خط	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	لاہور 1988ء
88	تصدیق المسیح	مولانا فقیر محمد جملی	1902ء
89	مرزائیت کا جال	مولانا کریم الدین دبیر	1904ء
90	نیام ذوالفقار علی برگردن خامی مرزائی	قاضی فضل لدھیانوی	1907ء
91	ہدیہ عثمانیہ و صحیفہ انوار یہ	علامہ انوار اللہ خاں دکن	1914ء
92	معیار المسیح	خولہ بنیاء الدین سیالوی	1911ء
93	فتویٰ در تردید حاوی مرزا قادیانی	مولانا رشاد حسین راپپوری	1896ء
94	چیچہ الجبار	سید محمد عبدالجبار	1900ء

76	الالہام المسیح فی اثبات حیات المسیح (عربی)	علامہ غلام رسول امرتسری	امرتسر 1893ء
77	مخزن رحمت بر قادیانی دعت	قاضی فضل لدھیانوی	1926ء
78	تحریک قادیان (حصہ اول)	سید حبیب احمد مدبر "سیاست"	لاہور 1933ء
79	خاتم المرسلین علیہ السلام	حافظ مظہر الدین رمداسی	1937ء
80	اتمام الحجۃ عن عرض من الحجۃ	مولانا اصغر علی روحی	لاہور
81	مرزا قادیانی کی حقیقت	مولانا اصغر علی قادری	سیالکوٹ 1975ء
82	لانی بعدی	سید محمد امین علی نقوی	فیصل آبادی 1988ء
83	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت	صادق علی زاہد	ملتان 1996ء
84	مسئلہ ختم نبوت	مولانا غلام علی اوکاڑوی	
85	مشاہدات قادیان	مولانا عثمانیت اللہ چشتی	ملتان 1987ء
86	اسلام اور قادیانیت	مولانا عبدالغنی پٹیلوی	ملتان جنوری 1988ء

پیران تونسہ شریف:

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کے جانشین خواجہ اللہ بخش تونسوی کے زمانے میں مرزا قادیانی نے سر اٹھایا، آپ نے پورے ملک کے مریدوں کو مراسلے جاری کئے، خصوصاً متحدہ پنجاب میں مرزا کی ایسی تردید کی کہ مرزا قادیانی کا گھیرا جھگ کر دیا، مرزا قادیانی کی طوفان بدتمیزی کے سامنے آپ نے اپنی جرأت سے ایسا بند تھیر کیا کہ جس سے پوری ملت اسلامیہ محفوظ ہوگئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا، آپ بیماری کے باعث صاحب فراش تھے، مگر یہ شخص خبر سن کر بستر مرگ سے یوں اٹھے جیسے سویا ہوا شیر انگڑائی لیتا ہے، پھر عمر بھر اس فتنے کی تردید میں نبرد آزما رہے۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ

علامات ظہور مہدی علیہ السلام

وہی قمر کی طرح خسوف عارض ہوگا۔ تو گویا ہلال قمر ہوا۔ لہذا اس حدیث میں قمر کا اطلاق بھی پہلی
کے چاند پر کیا گیا۔ چنانچہ تغیر زمانہ کی وجہ سے قریب قیامت کے ایک دن والے کو بوڑھا کہا جائے
یہ آج تک واقع نہیں ہوا اور نیز یہ نزول مسیح کی علامت نہیں بلکہ یہ ظہور مہدی کی علامت ہے کہ
عادت زمان اور برخلاف حساب مہمان رمضان کی پہلی تاریخ خسوف ہوگا اور اسی کی پندرہویں کو
ظہور ہوگا اور جیسا کہ یہ علامت ظہور مہدی کی وقوع میں نہیں آئی۔ ایسا ہی مندرجہ ذیل باقی علامات بھی
ظاہر نہیں ہوں گی۔

قریب ظہور مہدی کے دریائے فرات کھل جائے گا اور اس میں ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔
آسمان سے ندا ہوگی الا ان الحق فی ال محمد اے لوگو حق آل محمد علیہم السلام میں ہے۔

شناخت مہدی علیہ السلام کی علامات:

ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کرتہ تیغ اور علم ہوں گے۔ یہ نشان بعد آں حضرت ﷺ کی
نہ نکلے ہوں گے۔ ان پر لکھا ہوا ہوگا۔ علیہ السلام بیعت اللہ کے واسطے ہے۔
امام مہدی علیہ السلام کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا۔ اس میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا۔
هذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعہ یہ مہدی خلیفہ خدا کا ہے اس کا اتباع کرو۔
وہ ایک سوچی شاخ زمین میں لگائیں گے جو اسی وقت ہری ہو جائے گی اور اس میں برگ
وہاڑے گا۔

وہ کعبہ کے خزانہ کو نکال کر تقسیم کر دیں گے۔

دریا ان کے لیے یوں پھٹ جائے گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لیے پھٹ گیا تھا۔

ان کے پاس تابوت سیکنہ ہوگا۔ جسے دیکھ کر یہود ایمان لائیں گے۔ مگر چند۔

امام مہدی علیہ السلام بیت نبوی ﷺ سے ہوں گے۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ ﷺ لا تذهب الدنيا ولا تنقص حتى يملك رجل من اهل بيتي
يوطى اسمه اسمي۔ (ابوداؤد ترمذی) دنیا ختم نہ ہوگی جب تک میری اہل بیت سے ایک
فصل جس کا نام میرے نام پر محمد۔۔۔ ہوگا۔ دنیا کا مالک نہ ہو جائے۔ ابوداؤد کی دوسری
روایت میں ہے یوطی اسمه اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔ اس کا نام میرے نام پر اور
اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ یعنی محمد بن عبد اللہ المہدی من
عترتی من ولد فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد۔ حاکم۔ ابن ماجہ۔ عن ام سلمہ۔ مہدی علیہ السلام میرے کنبہ

امروہی (قادیانی) اپنے اس قول (واشهدان محمدًا خاتم النبیین لا نبی بعدہ) کو
ہی صادق سمجھے جاویں گے جب کہ مرزا قادیانی کو نبوت کے دعوے میں کاذب سمجھیں اور مشاہیر
کے لالچ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو مطلق رازق جانیں۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ قادیانی صاحب نے اس
موجود ہونے پر اس حدیث رسول اللہ ﷺ سے استدلال کیا ہے جس میں خسوف اور کسوف
مبارک میں جمع ہونا نزول مسیح کی علامت فرمائی گئی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میرے دعویٰ کے ثبوت
دونوں باتیں جمع ہو گئیں۔ دیکھو مکتوب عربی صفحہ 177 ایسا ہی اس نبی کے مومن امروہی صاحب
کتاب شمس بازندہ صفحہ 3 سطر 20 پر فرماتے ہیں۔

قولہ

مثلاً اجتماع سورج گرہن و چاند گرہن کا ماہ مبارک رمضان شریف میں جو نشان صدق مہدی
السلام کا کتب احادیث میں مندرج تھا جب کہ 1211ھ میں واقع ہوا تو تمام دنیا میں پیشتر وقوع
اس کا شہرہ ہو گیا تھا۔ ہیئت دانوں اور منجموں نے پیشتر وقوع سے ہی اس کو شائع کر دیا تھا اور بعد از
کوئی بستی بھی نہ رہی ہوگی جس میں اس کا چرچا واقع نہ ہوا ہو۔ اب کس کی مجال ہے کہ اس کو مخفی کرے۔

اقول:

دارقطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے ظہور کے لیے دو ایسی علامتیں ہیں جو اہل
پیدائش آسمان و زمین سے کبھی واقعہ نہیں ہوئیں اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور
نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہوگا۔ ان للمہدی آیتین لم تکنوا منذ خلق السموات
والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتکسف الشمس فی نصف
الفاظ فی اول لیلۃ من رمضان۔ کا ترجمہ لڑکے بھی جانتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند
رات رمضان میں خسوف ہوگا اور رمضان کے پندرہویں دن کو کسوف۔ انقلاب زمانہ کی وجہ سے چاند

میں سے فاطمہ بنتیؓ کی اولاد سے ہوں گے۔

8-

ان کا مولد مدینہ طیبہ ہے۔ گندم رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، ان دونوں ابرو میں فرق، بزرگ اور سیاہ چشم، سر میں آنکھ دانت روشن اور جدا جدا، داہنے ہاتھ کی تل سیاہ چہرہ نورانی ایسا روشن جیسا کوسنگ ڈھری ریش پرانبوہ، کشادہ ران، اعلیٰ ران، اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت، جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران چپ پر ہاتھ ماسکے، کف دست میں نیلی ملائم لکڑی کی نشانی ہوگی۔

یہ سب احادیث موافقت نواب محمد صدیق حسن سے لی گئی ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ شخص کون ہے اور ایسی ہی مسیح والی اور ایسی ہی دجال شخص کی ان سب میں آن حضرت ﷺ نے مفصل طور پر حلیہ بیان فرمایا۔ جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو، گویا یہ پیشین گوئی درپیش کوئی ہے۔ یعنی غلام احمد قادیانی یا امثال کے مسیح موعود ہونے یا مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے اور بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخص ہوگا۔ گویا آپ ﷺ نے پہلے ہی مفصل حلیہ بیان فرما کر ان کی تکذیب پر علامات سمجھا دیئے کیونکہ غلام احمد اگر ان خلل اندازوں کا آنحضرت ﷺ کو علم اور اندیشہ نہ ہوتا تو بیان میں اتنے اہتمام کی ضرورت نہ ہے۔ ضرورت کی وجہ تو یہی ہے کہ یہ مدعیان اور ان کے مویدان جیسے امر وی صاحب۔

بدوز طمع دیدہ ہوش مند

یا یوں کہو

ازاں بہ کہ جابل بود غم گسار

کے مصداق اور ان جیسے دوسرے حضرات جو حق بین والی آنکھ سے اور صراط مستقیم پر چلنے والے قدم سے محروم ہیں اور عزت اسلام سے سربرہند۔ بیت

مہجانب و لنگڑان و کو ران و شل

ہر آنجا کہ باشند در آن جا خلل

امت مرحومہ کو دھوکا نہ دے سکیں۔ فسبحان من جعلہ ﷺ حریص علیکم بالمعروف و روف و رحیم۔ آپ نے کمال خیر خواہی سے یہ بیان تفصیلی فرمایا۔



احمد نذیری

مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام دو شخصیتیں

قادیانی عقیدہ کے مطابق ”مسیح موعود“ اور مہدی معبود، دونوں دو شخصیتیں نہیں بلکہ دونوں ایک شخصیت کے دو لقب ہیں۔ یہ عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریروں سے وجود میں آیا جو ”حقیقۃ مسیح“، ”حقیقۃ الوحی“، ”نزل المسیح“، ”اعجاز احمدیہ“ ”ازالہ اوہام“ اور ”ضرورۃ الامام“ وغیرہ کی شکل میں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معبود دونوں کا حلق وہ خود ہے۔

ایہا الناس انی انا المسیح المحدثی واحمد المہدی

اے لوگو! میں ہی مسیح محمدی اور میں ہی احمد مہدی ہوں۔

(خطبات الحامیہ مطبوعہ 1902ء)

”ضرورۃ الامام“ میں لکھتا ہے۔

”اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزماں کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملاموں کو کرنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزماں میں ہوں اور مجھ میں خدائے تعالیٰ نے وہ تمام علاماتیں شریطیں جمع کی ہیں“

(ص 42)

چند سطروں کے بعد لکھتا ہے۔

”پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے سو وہ حکم میں ہوں میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں انہیں دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔“ (ص 43)

مرزا قادیانی کا ایک امتی قاضی محمد نذیر لکھتا ہے۔

”پس یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ مسیح موعود اور مہدی معبود کا

بنیادی کام ہو چکا ہے۔“
 لکھی مردودان طور سے پہلے ص 16 پر اپنی جماعت کی تحقیق ان الفاظ میں پیش کر چکا ہے۔
 ”امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے۔“
 (کتاب مذکور ص 16)

قادیانی دعوے کا جائزہ:

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کا یہ دعویٰ صحیح نہیں، احادیث کے یہاں موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور امام مہدی کے بارے میں جو تفصیلات موجود ہیں۔ ان سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ یہ دونوں دو شخصیتیں ہیں۔ سب سے پہلے وہ احادیث ملاحظہ کیجئے جن میں مسیح موعود کے نزول کا تذکرہ ہے۔
 عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ 'والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویفرض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکن السجدة الواحدة خیراً من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ فافروا ان شتم وان من اهل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ۔

(بخاری ج 1 ص 490، مسلم ج 1 ص 87)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قریب ہے کہ تم میں ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں، حاکم عادل کی حیثیت سے، پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ کو ختم کر دیں گے، مال (پانی کی طرح) بے گناہ ہوگا۔ لیکن اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ سجدہ واحد آجائے و ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو (کیونکہ اس میں اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے) وان من اهل الکتاب۔ الخ بیشک الی کتاب ضرور بالعزور ایمان لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی وفات سے پہلے۔

دوسری روایت میں ہے۔

واللہ ینزلن ابن مریم حکماً عادلاً

خدا کی قسم ابن مریم ضرور بالعزور نازل ہوں گے حاکم عادل بن کر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من اسماء ہرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے۔
 (کنز العمال جلد 7 صفحہ 268 و صفحہ 259)

اس بن سمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

بعثت اللہ المسیح بن مریم ینزل عند المنارة البيضاء الشرفی دمشق بین مہر و نقین واضعاً یدہ علی اجنحة ملکین۔

(مسلم جلد 2 صفحہ 401، ترمذی جلد 2 صفحہ 47، ابوداؤد جلد 2 صفحہ 245، ابن ماجہ صفحہ 306)

پس اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا، پس وہ دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس اوجاویں اڑے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔

مراسل حسن یحییٰ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا تھا۔

ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامة

(تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 230)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی، وہ تمہاری جانب قیامت سے پہلے اتریں گے۔

بخران کے عیسائی وفد سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

السم تعلمون ان ربنا حی لا یموت و ان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء

کیا تم جانتے نہیں کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے مرے گا نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آجائے گی۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 388، درمنثور صفحہ 203)

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں

ماں پر اٹھالیا تھا، قیامت کے قریب انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا۔ وہ آسمان سے دو فرشتوں

ہمارے دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔

ان احادیث یا جتنی بھی حدیثیں نزول مسیح سے متعلق ہیں کسی میں مثیل مسیح کا ذکر نہیں ہے بلکہ

صاف بغیر کسی ابہام و استعارہ کے مسیح ابن مریم، عیسیٰ ابن مریم یا صرف ابن مریم کے الفاظ مذکور

ہری قابل غور بات یہ ہے کہ تمام حدیثوں میں ”نزول“ یعنی اترنے کا تذکرہ ہے۔ جس سے صاف

آجائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں سے اتریں گے، بعض میں تو آسمان کی بھی صراحت ہے۔ اور ظاہر

ہے کہ جب آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تو نزول بھی وہیں سے ہوگا۔

نزول کا وقت کیا ہوگا؟ اس کے متعلق یہ احادیث ملاحظہ کیجئے۔

واما مهم رجل صالح فبينما اما مهم قد تقدم يصلي بهم الصبح اذا اراد عليهم عيسى بن مريم الصبح فارجع ذالك الامام ينكص مشى الفقهه
ليقدم عيسى يصلي فيضع عيسى يده بين كتفيه ثم يقول له تقدم فصل
فانها لك القيمة فيصلى بهم امامهم۔

ان کا امام ایک صالح مرد ہوگا پس جس درمیان کہ وہ امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لئے
بڑھے گا۔ اچانک حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتر آئیں گے۔ پس وہ امام پیچھے ہٹے گا
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آگے بڑھائے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ
اس کے کندھے پر رکھیں گے اور کہیں گے آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے کیونکہ آپ
کے لئے اقامت کنی گئی ہے۔ چنانچہ ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا۔

(ابن ماجہ ص ۱۸)

دوسری حدیث میں ہے۔

فيقول عيسى ابن مريم فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم
علي بعض امراء تكرومة الله تعالیٰ لهذه الامة۔

پس حضرت عیسیٰ ابن مریم اتریں گے تو ان کا امیر کہے گا! ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ کہیں
گے نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہے اس بزرگی کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اس
امت کو عطا کی ہیں۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷)

ایک اور حدیث میں ہے۔

كيف انتم انزل ابن مريم فيكم امامكم منكم۔

تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم میں ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصال تو قتل کریں گے۔ حج بھی کریں گے۔ شادی بھی ہوگی۔ اولاد بھی
وفات کے بعد حضور ﷺ کے پاس آپ کے روضہ کے اندر دفن ہوں گے۔

(دیکھئے مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۰۸، جلد ۲ صفحہ ۴۰۱ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۹، عون المعبود جلد ۲ صفحہ ۴۰۵، مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۸۰ وغیرہ)

داؤد جلد ۴ صفحہ ۴۰۵، مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۸۰ وغیرہ)

امام مہدی کا نام اور خاندان:

اب امام مہدی کے نام خاندان اور کام کے متعلق احادیث ملاحظہ کیجئے۔

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا تذهب الدنيا حتى
يملك العرب من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي۔ (ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۴۶)
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دنیا ختم نہیں
ہو سکتی یہاں تک کہ (اس) دنیا کا مالک میرے اہل بیت میں سے ایک عرب نہ ہو جائے
جس کا نام میرے ہی نام جیسا ہوگا۔

یعنی اس کا نام محمد ہوگا دوسری حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام مہدی کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔

لويق من الدنيا الايوم قال زائدة لظول الله ذالك اليوم حتى يبعث الله فيه
رجلا مني او من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي يملأ
الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً۔ (ابوداؤد جلد ۲، صفحہ ۲۴۷)
اگر دنیا کا ایک ہی دن رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو لباً کر دے گا۔ یہاں تک کہ اس میں
ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو مجھ سے ہوگا۔ یا حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں
سے ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جبکہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔
اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا آنا بالکل یقینی اور شک و شبہ سے بالاتر ہے۔
اس سلسلہ فی الخلفاء کی روایت میں ہے۔

المهدي من عترتي من ولد فاطمة

(کتاب مذکور صفحہ ۲۴۸)

”مہدی میرے خاندان سے اولاد فاطمہ سے ہوگا۔“

امام مہدی کی یہ خصوصیت بکثرت احادیث میں وارد ہوئی ہے کہ وہ دنیا کو۔ جب کہ دنیا ظلم و جور
سے بھر چکی۔۔۔ ہوگی۔ عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ بخش و سخاوت کے دریا بہائیں گے ان کے
ہاتھ میں مال و دولت کی فراوانی ہوگی بارش بھی خوب ہوگی پیداوار بھی خوب ہوگی لوگ آرام و راحت
میں رہیں و سکون سے گزر بسر کریں گے۔ (دیکھئے مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۷۰، باب اشرط الساعۃ)
صحیح مسلم میں اگرچہ ”مہدی“ کے لفظ کی صراحت نہیں مگر جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اور جو
اثبت بتایا گیا ہے وہ مہدی کے علاوہ کسی پر صادق نہیں آتا۔

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ يكون في اخر امتي خليفة

بحشی المال حیثاً ولا یعده عدا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال عطا کرے گا۔ لیکن اُسے شمار نہیں کرے گا۔

(مسلم جلد 2 صفحہ 109)

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ من خلفاء کم خلیفۃ یحسوا المال حیثاً ولا یعده عدا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ مال لٹائے گا مگر اُسے شمار نہیں کرے گا۔ (حوالہ مذکورہ)

ایک اور حدیث میں ہے۔

یکون فی اخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعده

آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کریگا اور اُسے شمار نہیں کریگا۔ (حوالہ مذکورہ)

امام مہدی کی یہی خصوصیت بغیر کسی ابہام و جمال کے لفظ ”مہدی“ کی صراحت کے ساتھ حدیث میں یوں موجود ہے۔

قال فیجی الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی قال فحشی لہ فی ثوبہ فلا استطاع ان یحملہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ایک آدمی اس کے پاس آکر کہے گا اے مہدی! مجھے دو پس وہ اس کے پٹے میں دیتا جائے گا یہاں تک کہ وہ اُسے اٹھانے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔“

(جلد 2 صفحہ 46)

حاکم نے مستدرک میں شرط شیخین پر کئی روایات نقل کی ہیں جن میں لفظ ”مہدی“ کی صراحت ہے۔ اور وقت اور صفات بھی وہی بیان کی گئی ہیں جو احادیث بالا میں ہیں۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ 319)

ان تمام احادیث پر جو شخص انصاف کی نظر ڈالے گا اُسے یہ فیصلہ کرنے میں ذرا بھی تردد نہ ہوگا کہ مسیح موعود اور مہدی معبود دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ایک باحیات ہے آسمان سے اترے گی دوسری رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں پیدا ہوگی۔ ایک کا نام عیسیٰ بن مریم ہے۔ دوسرے کا نام محمد بن عبد اللہ ﷺ کے علاوہ اور بھی بہت سی الگ الگ خصوصیات ہیں۔

پھر اس حدیث جس کی سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ نے بالکل ہی فیصلہ کر دیا کہ مسیح اور

اور شخصیتیں ہیں۔

عن جعفر عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف تہلک امۃ اولہا والہدی وسطہا والمسیح اخرہا ولكن بین ذالک فیج الموج لیسوا منی ولا انا منهم رواہ وزین

جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ محمد باقر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں۔ درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح لیکن درمیان میں کچھ کچھ روگردہ ہو گئے جو مجھ سے نہ ہوں گے۔ اور نہ میں اُن سے ہوں (مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 583) گا۔

”حدیث لا مہدی الا“ موضوع و منکر ہے:

ابن ماجہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ولا المہدی الا عیسیٰ بن مریم

(صفحہ 302 باب شدۃ الزمان)

عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہیں۔

حدیث کے متعلق قاضی محمد زبیر لکھتے ہیں۔

”اس حدیث نے ناطق فیصلہ دے دیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم ہی ”المہدی“ ہے اور اس کے علاوہ کوئی ”المہدی“ نہیں ہے۔“

(امام مہدی کا ظہور صفحہ 20)

لیکن یہ حدیث ”ناطق فیصلہ“ تو کیا ہوتی سرے سے لائق استناد ہی نہیں۔ وہ بھی اُن احادیث کی جودگی میں جن میں صراحۃً عیسیٰ ابن مریم اور ”مہدی“ کو الگ الگ شخصیت قرار دیا گیا ہے۔

اگر قادیانی اس حدیث کا حوالہ دینے سے پہلے ابن ماجہ کا حاشیہ ہی دیکھ لیتے تو بھی انہیں پتہ چل جاتا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے کیسی ہے؟ اور اس لائق ہے یا نہیں کہ اُسے مشہور و مستفیض احادیث کے مقابلے میں پیش کیا جائے۔ ابن ماجہ کے حاشیہ پر صاف لکھا ہوا ہے کہ علامہ ذہبی نے میزان العدل میں لکھا ہے کہ ہذا خبر منکر (یہ حدیث منکر ہے) پھر آگے چل کر اُسے منقطع بھی کہا ہے۔ سلسلہ سند میں ایک راوی محمد بن خالد ہے جس کے متعلق حاکم کہتے ہیں کہ مجہول (وہ مجہول ہے) اسی طرح حافظ نے بھی اُسے ”رجل مجہول“ قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ 302 حاشیہ نمبر 3)

مقدمہ ابن خلدون میں ہے۔

(صفحہ 322)

وبالجملة فالحدیث ضعیف مضطرب
خلاصہ کلام حدیث ضعیف مضطرب ہے۔
مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

حدیث لامہدی الا عیسیٰ بن مریم ضعیف باتفاق المحدلین کما صرح
به الجزری علی انه من باب لا فتی الا علی
حدیث "لامہدی الا عیسیٰ بن مریم" باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ جیسا کہ ابن
جزری رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے کہ یہ لا فتی الا علی کے باب میں ہے۔

(جلد 5 صفحہ 100)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

قال ابو الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی قوائت الاخبار بان
المہدی من هذه الامة وان عیسیٰ یصلی خلفه ذکره ذلك ردالحدیث
الذی اخرجه ابن ماجه عن انسؓ وفیه ولا مہدی الا عیسیٰ۔

ابوالحسن حسنی ابدی رحمہ اللہ "مناقب شافعی" میں کہتے ہیں کہ مہدی کے اسی امت میں سے
ہونے کے متعلق احادیث متواتر ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے
ابوالحسن حسنی نے یہ بات اس حدیث پر رد کرتے ہوئے لکھی ہے۔ جسے ابن ماجہ نے انسؓ
سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔ (فتح الباری ج 6 صفحہ 493)

علامہ بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مہدی کے اولاد فاطمہ میں سے ہونے کی احادیث میں تصریح ہے
لہذا حدیث "لامہدی الا عیسیٰ بن مریم" ظاہری معنی میں قبول نہیں کی جاسکتی جب کہ وہ
ضعیف بھی ہے۔
(مرقات المفاتیح جلد 5 صفحہ 180)

چنانچہ بعض حضرات نے تاویلات بھی کی ہیں اور وہ بھی انہیں آراء کے دوش بدوش موجود ہیں
جہاں انہیں ضعیف و منکر کہا گیا ہے۔ مگر جب اس حدیث کا باتفاق محدثین ضعیف و منکر ہونا ثابت ہو گیا
ہے۔ تو میرے خیال میں تاویلات کے نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں رہ جاتی۔

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے ص 302 باب شدة الزمان کے تحت
نقل کیا ہے۔ جب کہ آگے چل کر ص 309 پر خود ہی باب خروج المہدی (مہدی کے خروج)
(ب) باندھا ہے۔ وہاں اس حدیث کو نہیں لائے وہاں صرف وہی حدیثیں نقل کی ہیں جو مہدی کے
مت محمدیہ یا اولاد فاطمہ میں سے ہونے کے متعلق ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابن ماجہ خود بھی اس

حدیث کو ظاہری معنی پر محمول نہیں کرتے تھے۔ ورنہ باب خروج المہدی میں اسے ضرور نقل کرتے۔
جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کنز العمال میں بھی یہ حدیث موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ
اس پر اس سند کے ساتھ ہے جو ابن ماجہ میں ہے لہذا اس کے بھی وجوہ ضعیف وہی ہوں گے۔ جو ابن
ماجہ کی روایت کی روایت کے ہیں۔

یوشک من عاش منکم ان تلقی عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً حکماً عدلاً الخ۔
قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے درآں حالانکہ
وہ امام مہدی اور حاکم عادل ہوں گے۔
اس روایت کے متعلق قاضی محمد نذیر قادری لکھتا ہے۔

اس میں صاف الفاظ میں موعود عیسیٰ ابن مریم کو امام مہدی قرار دیا گیا ہے۔

(امام مہدی کا ظہور صفحہ 19)

مگر قاضی کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "امام مہدی" لغوی معنی میں کہا
گیا ہے نہ کہ اصطلاحی معنی میں۔ "مہدی" کے لغوی معنی ہیں "ہدایت یافتہ" ظاہر ہے تغیر ہدایت یافتہ نہ
ہوگا تو کون ہوگا؟ اور امام کے معنی ہیں پیشوا اور مقتدی۔ ظاہر ہے کہ تغیر پیشوا اور مقتدی ہوتا ہی ہے۔

یہاں پر "مہدی" کو لغوی معنی پر محمول کرنے کی خاص اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن احادیث
میں "مہدی" کو اصطلاحی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ وہاں مہدی کے ساتھ کوئی صفت نہیں لائی گئی۔
بلکہ مطلقاً لفظ "مہدی" لایا گیا ہے۔ (اس سلسلے میں قارئین کرام پچھلے صفات میں مہدی سے متعلق
احادیث کو ایک بار پھر دیکھ لیں۔

اس کے علاوہ ان احادیث میں "مہدی" کو مسند الیہ یا متبوع کی حیثیت سے لایا گیا ہے نہ کہ بطور
صفت۔ اور یہاں پر "مہدی" عیسیٰ بن مریم کی صفت واقع ہے۔ اور یہی ایک صفت نہیں ہے بلکہ اس کے
علاوہ بھی اس لفظ سے پہلے امام اور بعد میں "حکم" اور "عدل" کل تین تین صفات اور بھی موجود ہیں۔

بحث اصطلاحی مہدی سے ہے نہ کہ لغوی مہدی سے۔ لغوی اعتبار سے تو مسلمانوں کے ہر امیر
علیہ کو جو کہ صحیح راہ پر گامزن ہو "امام مہدی" کہا جاسکتا ہے، لیکن اس لغوی اطلاق سے وہ اصطلاحی مہدی
نہیں بن سکتا۔

"امامکم منکم" کا مطلب

قاویانیوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور امام مہدی کے ایک ہونے کو اس حدیث سے بھی ثابت کیا ہے۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم
تم کیسے ہو گے جبکہ تم میں ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔

(بخاری جلد 1 صفحہ 490، مسلم جلد 1 صفحہ 147)

حدیث کے الفاظ "وامامکم منکم" کا ترجمہ قادیانی یوں کرتے ہیں۔

اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ یعنی یہ امام باہر سے نہیں آئے گا، امت محمدیہ میں سے قائم ہوگا۔

(امام مہدی کا ظہور صفحہ 11)

قارئین اس بنیادی نکتہ کو یاد رکھیں کہ اس حدیث کے متعلق اصل بحث یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ تو نماز کی امامت کون کرے گا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا امام مہدیؑ؟ بات کے صاف ہونے کے بعد یہ ثابت ہو سکے گا کہ قادیانیوں کا مذکورہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط اور اس کا مقصود اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

اس سلسلے میں یہ احادیث ملاحظہ کیجئے۔

فیقول عیسیٰ بن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم
علی بعض امراء تکرمة الله تعالیٰ لهذا الامۃ۔

پس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے، مسلمانوں کا امیر کہے گا، آئیے! ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں اس تعظیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو عطا فرمائی۔

(مسلم جلد 1 صفحہ 87)

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مسند احمد کے حوالہ سے حضرت جابرؓ کی روایت نقل کرتے ہیں۔

واذا هم بعسیٰ فیقال تقدم یا روح الله فیقول لیتقدم امامکم فلیصل بکم

(فتح الباری، جلد 6، صفحہ 1493)

اچانک ان کے سامنے حضرت عیسیٰ ہو گئے پس کہا جائے گا۔ اے روح اللہ! آگے بڑھئے وہ کہیں گے چاہئے کہ تمہارا ہی امام آگے بڑھے۔ اور نماز پڑھائے۔

ابن ماجہ میں اس سے بھی زیادہ صراحت ہو گئی ہے کہ امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ ہوں گے بلکہ امام مہدی ہوں گے۔

وامامهم رجل صالح فبینما امامهم قد تقدم فوصلی بهم الصبح اذا نزل
علیهم عیسیٰ بن مریم الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی القهقری
لیقدم عیسیٰ یصلی فیضع عیسیٰ یدہ بین کتفیه ثم یقول له تقدم فصل

فانها لك اقیمت فیصلی بهم امامهم۔

مسلمانوں کا امام ایک مرد صالح ہوگا۔ پس جس درمیان کہ وہ امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا۔ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اتر آئیں گے پس وہ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آگے بڑھائے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھیں گے۔ اور کہیں گے۔ آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے کیونکہ آپ ہی کے لئے اقامت کہی گئی ہے۔ چنانچہ ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا۔

اب شارحین کی آراء ملاحظہ کیجئے۔

فتح الباری میں ہے۔

قال ابو الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی لواتر الاخبار بان
المہدی من هذه الامۃ وان عیسیٰ یصلی خلفہ۔

ابو الحسن خسی ابدی رحمہ اللہ مناقب شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں احادیث تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ مہدی اس امت کے فرد ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(جلد 2 صفحہ 493)

عمدة القاری میں ہے۔

معناه یصلی معکم بالجماعة والامام من هذه الامۃ

"امامکم منکم" کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ تمہارے ساتھ باجماعت نماز پڑھیں گے۔ اور امام اسی امت میں سے ہوگا۔

(جلد 16 صفحہ 40)

مرقات الفاتح میں ہے۔

والحاصل ان امامکم واحد منکم دون عیسیٰ

حاصل یہ کہ امام تمہیں میں سے ایک شخص ہوگا نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(جلد 5 صفحہ 222)

ان احادیث و عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نزول کے وقت امامت امام مہدی ہی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کی نماز امام مہدی ہی کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ ان احادیث سے یہ

بات بھی صاف طور پر معلوم ہو گئی کہ نزول صبح کے وقت امام مہدی پہلے سے موجود ہوں گے۔

لہذا "امامکم منکم" کا ترجمہ۔۔۔ "در آنحالیکہ وہ ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔" صحیح

نہیں بلکہ ترجمہ یوں ہونا چاہئے۔۔۔ ”دراںحالیکہ تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا، یعنی وہ امام پہلا موجود ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ اسی امام کی اقتداء کریں گے۔“

ایک اشکال اور اس کا جواب:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی سے افضل و برتر ہوں گے۔ اشکال یہ ہے کہ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امامت کیوں امام مہدی کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی انہی کو آگے بڑھانے پر کیوں اصرار کریں گے۔ جبکہ افضل طریقہ یہی ہے کہ امامت افضل شخص ہی کرے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی افضل طریقہ چھوڑ کر غیر افضل کیوں اختیار کریں گے؟

اس اشکال کا جواب بھی شارحین حدیث نے دیا ہے۔

چنانچہ ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کے لئے آگے بڑھ جائیں گے تو شبہ پیدا ہونے لگے گا کہ پتہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آگے بڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے ہے۔ یا مستقل شاعر کی حیثیت سے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی شبہ کو دور کرنے کے لئے امام مہدی کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھیں گے۔ تاکہ یہ بات صاف ہو جائے کہ ان کا نزول بحیثیت شاعر کے نہیں بلکہ بحیثیت شریعت مصطفویہ کے ایک متبع کے ہے یہاں تک کہ نبی ہونے کے باوجود ہوں نے امت محمدیہ کے ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان لادنی ہدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں مبعوث ہو سکتا) کی عملی تصدیق ہو گئی۔

(فتح الباری ج 6 صفحہ 493)

مرقات الفاتح میں ہے۔

(فیقول لا) ای الامیر اماما لکم لتلا یوہم بامامتی لکم نسخ دینکم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں تمہارا امام نہیں بنوں گا۔ یہ اس لئے تاکہ میری امت میرے ذریعہ تمہارے دین کے نسخ کا وہم نہ پیدا کرے۔ (جلد 5 صفحہ 222)

لیکن امام مہدی کی ہی امامت مستقل امامت نہ ہوگی۔ بلکہ صرف اسی وقت ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اس کے بعد جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت فرمائیں گے۔ یعنی جو افضل ہوگا۔ وہی امامت کرے گا۔ البتہ پہلے دن امامت سے گریز لئے ہوگا تاکہ جو شبہ پیدا ہونے والا ہو۔ وہ زائل ہو جائے۔ اب جب ایک وقت (وہ بھی آئے ہی)

مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھ لی وہ احتمال رفع ہو گیا اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال و دوام ثابت رہے۔ بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت فرمائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امامت سے کسی قسم کا اشکال نے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا اس لئے مستطاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت فرمائیں گے۔

(دیکھئے تفصیلات کے لئے فتح الملہم جلد 2 صفحہ 303 مرقات الفاتح جلد 5 صفحہ 222)

کوئی شبہ کر سکتا ہے کہ:

مسلم شریف کی بعض روایات میں ”وامامکم منکم“ اور ”فامکم منکم“ کے الفاظ ملتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی فرمائیں گے اور امام مہدی مقتدی کے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ اس سے بھی قادیانیوں کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ امام مہدی کے مقابلے میں اصل اور واقعی امام (افضلیت کے اعتبار سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے اور صرف ایک وقت امام مہدی کا امامت کرنا اسی شبہ کو زائل کرنے کے لئے ہوگا۔ جو اوپر بیان کیا گیا اور اس وقت کی امامت بھی حضرت عیسیٰ کے ہی حکم اور مرضی سے ہوگی۔

اس کے ساتھ ہی مسلم شریف کی اس روایت نے قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب بھی فراہم کر دیا جو ان کے خیال میں نہایت ہی معرکہ الاراء اعتراض ہے اور غالباً وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔

اعتراض یہ ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت بنی اسرائیل کی طرف ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سارے عالم کی طرف اب اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مسیح موعود بن کر آئیں گے؟ اور کیا یہ عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت (سارے عالم کے لیے نبی ہونا) کو نہیں توڑتا؟ اگر ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا کیا ختم نبوت کے متناقض نہ ہوگا؟

اس اعتبار سے خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے کیونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوں گے کیوں کہ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔

(دیکھئے نزول اسحٰب صفحہ 153 از قاضی محمد زبیر)

اس اعتراض کا بہت ہی آسان اور سیدھا سادہ جواب ہے جو اعتراض کی تینوں شقوں کو شامل ہے۔ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث

نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت نہ ہوگی کیونکہ حضور ﷺ تو حضور ﷺ سے کئی سو سال پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔ اور جب بعثت نہ ہوگی تو یہ سوال ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لئے نبی ہوں گے یا حضور ﷺ کی طرح عالم کیلئے۔ بعثت پر ہی دار و مدار تھا۔ عقیدہ ختم نبوت کا بھی جب بعثت نہ ہوگی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہ ہوا۔ اس طرح خاتم النبیین حضور ﷺ ہی رہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب ہی یہی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

رہا یہ سوال کہ کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیت بعثت نہ ہوگا۔ اس کا جواب شریف کی اسی زیر بحث روایت میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا تھا۔

”وامکم منکم“

اور وہ امامت کریں گے تمہاری، تمہیں میں سے۔

یعنی تمہاری شریعت کے مطابق نماز پڑھا کیں گے (نہ کہ اپنی شریعت کے مطابق)

اس روایت کے ایک راوی ابن ابی ذئب ہیں اور ان سے روایت کرنے والے ولید بن مسلم ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ ابن ابی ذئب نے مجھ سے کہا۔ اتدروی ما امکم منکم (کیا تم مجھے) حضرت عیسیٰ تمہاری کیا امامت کریں گے۔ تمہیں میں سے؟) ولید بن مسلم نے کہا خبری (آپ) بتائیے انھوں نے کہا۔ فامکم بکتاب ربکم عز وجل۔

”وَسَنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ“ یعنی وہ تمہاری امامت کریں گے۔

تمہارے رب عزوجل کی کتاب (قرآن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق۔

(مسلم جلد 1 صفحہ 87، فتح الباری جلد 6 صفحہ 493، فتح الملہم جلد 2 صفحہ 1202)

طبرانی میں عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

”ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقا بمحمد علی ملتہ“

یہی ابن مریم علیہ السلام اتریں گے محمدؐ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کے مذہب پر

(فتح الباری جلد 6 صفحہ 401)

لوہی میں ہے۔

١١ اي ينزل حاكما بهذه الشريعة لا ينزل نبيا برسالة مستقلة وشريعة

الاسخنة بل هو حاكم من حكام هذه الامة.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اسی شریعت کے مطابق مستقل رسالت و شریعت لے کر نہیں

آئیں گے کہ وہ ادیانِ باقیہ کے لیے ناسخ بن جائے بلکہ وہ اسی امت کے حکام میں سے

ایک حاکم ہوں گے۔
(نووی علی اسلام جلد 1 صفحہ 87)

فتح اکبر میں ہے۔

یسی فرماتے ہیں جو مکہ کا مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت لریں گے۔

ہے ہونے کی حالت میں تمہارے دین پر۔

مرقات المفاع میں ہے۔

”ای یومکم عیسیٰ حال کرونه من دینکم“ (جلد 5 ص 22)

امامت لیں گے۔ یہی علیہ السلام ان کے ہوئے کی حالت میں بھارے دین پر۔

یک نکته!

ایک قابل غور نکتہ یہ بھی ہے کہ زیر بحث حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امت محمدیہ کی خوش قسمتی اور

دری کو بیان فرمایا ہے۔ ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واماکم منکم“ (تم نے

اور خوش قسمت ہو گئے۔ جب ہم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو حال یہ کہ ہمارا امام ہیں

سے ہوگا۔
وقت۔

اس خوش کسی کی دوہلی سٹل ہو سکتی ہیں۔ یہ سب کی ہیں۔

حضرت - کسی علیہ السلام نے ہوئے ہوئے امت محمدیہ کا یہ اقرار ہوا کہ امت کا ہی کوئی فرد

کرے۔
اعمال میں مخلص

ملاسی فارسی ہونے لگی ہے۔

كيف حالكم وانتم محرمون عبادة لغاي والاصل ان عيسى يترن نبيكم

الحديث الآخر: " (مروقات الفارابي جلد 5 صفحہ 222)

کراہا رہا تھا (یعنی تم کتنی خوش قسمت ہو کہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل اعزاز

واکر ام ٹیبلر، محکمہ جال، ایک ٹیبلر، ابو، امیر، تم، میٹر، اتر، س، گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے

[illegible]

...

ظاہر کرتے ہوئے اور اس کی تائید آنے والی حدیث (روایت جابر رضی اللہ عنہ) بھی کرتی ہے۔ امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کریں، لیکن اپنی شریعت کے مطابق نہیں بلکہ امت محمدیہ کی شریعت کے مطابق جیسا کہ ابن ابی ذئب کی روایت سے پتہ چلا۔

دونوں میں سے جو مفہوم بھی لیا جائے قادیانوں کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کہ "امامت محمدیہ" والے عیسیٰ امت محمدیہ میں سے ہوں گے وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نہ ہوں گے۔ جن کے متعلق قرآن و حدیث و اہل بیت کا عقیدہ ہے۔

مذکورہ بالا مباحث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ جو آسمان پر اٹھائے گئے اور مہدی امت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے۔ لہذا دونوں ایک شخصیت نہیں دو شخصیتیں ہیں۔

خان احمد یار خان، رئیس اعظم قلات:

ان سے ایک دفعہ ظفر اللہ قادیانی ملے گیا، مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ جب اس کی بات ختم ہوئی تو خان صاحب نے فرمایا: "ظفر اللہ خاں! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں اور مجھے حکم فرمائیں کہ مرزا قادیانی سچا ہے، اسے مان لو، تو بھی سمجھوں گا کہ میرے ایمان کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی درخواست کروں گا کہ آقا! آپ کی ختم نبوت پر میرا ایمان اتنا پختہ ہے کہ اس امتحان میں بھی میں کامیاب ہوں کہ مرزا قادیانی جھوٹا اور کذاب ہے۔" اس پر ظفر اللہ خان نے مارے ندامت کے سر جھکا دیا۔

اس مجلس میں ظفر اللہ خاں نے والی قلات سے کہا کہ: "آپ کی ریاست میں ہمارا ایک قادیانی رہتا ہے، اس سے ملاویں۔" خان قلات نے کہا کہ: "میری ریاست میں کوئی قادیانی نہیں!" ظفر اللہ خاں کے بتانے پر معلوم ہوا کہ کسی دور دراز کے شہر میں ایک موچی قادیانی منشی گیری کرتا تھا، اس سے پتا چلتا ہے کہ مرزائی افسران اپنے مرزائیوں کی کس طرح ادا کرتے ہیں۔

امام عبداللہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی ویلیں اور اس سلسلہ میں قادیانی فریب کی پردہ داری

یہ دنیا دار الحجاب ہے اس میں ایسے عجائبات ظاہر ہوتے رہتے ہیں کہ ظہور سے قبل ان کے ظہور کی شخصیت جھٹلاتے گا۔ اس قسم کے عجائبات کی فہرست بڑی طویل ہے ان ہی میں سے ایک جج پٹنہ مرزا کی کا دعویٰ نبوت ہے اور پھر اس دعویٰ پر جو ویلیں خود مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں اور امتیوں کی ہیں وہ خود عجیب تر ہیں۔ سیدھی بات تو یہ تھی کہ جب ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہر شخص اس کو یہ کہہ کر جھٹلا دیتا کہ ختم نبوت کے بعد نبوت کا ہر مدعی جھوٹا ہے لیکن وہاں تو ختم نبوت کے اجماعی دعوے کو غلط رکھنے والے موجود ہو گئے اور آیت شریفہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا ترجمہ یہ مطلب اپنی طرف سے تجویز کر ڈالا۔ مرزا قادیانی کے ہونے والے امتیوں سے دس برس پہلے نبوت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ختم نبوت کے بارے میں وہی کہتے جو ہمیشہ سے پوری دنیا میں (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کہتی چلی آئی ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے لوگ اس کی امت میں شامل ہو گئے جو ہوش و حواس والے اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھنے والے ہیں اور جو بیدار مغزی کے حامل ہیں اور اس بڑے بڑے چلاتے ہیں ان لوگوں کو بخوبی الحواس اور بخوبی بھی کہیں تو کس طرح کہیں جبکہ یہ کام ہوش و سمجھ کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ معمولی گھر کا کام کاج کرنے کے لئے تو کہیں بھی سوچ اور اس کی صلاحیت اور استعداد دیکھ کر رکھتے ہیں مگر اپنا پیغمبر بغیر ہوش و گوش کے ایک ایسے شخص کو مان لیا جو کافر گورنمنٹ کا خوشامدی تھا اور فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو بازاری دیتا تھا اور جس کی ہر پیش گوئی خداوند کریم نے جھوٹی کر دکھائی۔

مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کو اپنا ایک بہت ضروری مشغلہ بنا لیا ہے۔ اور اس وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کا بانی خود مرزا

[illegible]

بیشک قرآن شریف کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر
لے گئے اس کی دلیل ملاحظہ کیجئے۔
آنحضرت ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سولی پر چڑھائے گئے اور
کئے گئے۔ لیکن یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت
لئے۔ اس لئے کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ اور
کے عقیدہ کے مطابق جو جھوٹا ہوتا ہے وہ یا تو سولی پر چڑھ جاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے اور جو سچا نبی ہوتا
وہ اپنی طبعی موت مرتا ہے اور عیسائیوں کو اپنے مسئلہ کفارہ کو ثابت کرنا تھا۔ اس لئے کہ اگر حضرت مسیح
طبعی موت مرے ہوتے تو کفارہ کا مسئلہ نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لئے دونوں یہود و نصاریٰ اسی کے
لئے تھے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب ہوئے اور قتل کئے گئے۔ طبعی موت کا ثبوت ان دونوں میں سے
کے نہیں ملتا۔ قرآن شریف نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه
فألهم به من علم الاتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله
عزیزا حكيما۔

ترجمہ: ”حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دی، لیکن وہ ان کے سامنے مشتبہ کیا گیا۔ جو لوگ اس امر میں کہ سب کو قتل و سولی نہیں ہوئی قرآن کے بیان سے مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں۔ اس دعویٰ کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ہاں انکلوں اور خلیلوں کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اٹھالیا اور خدا غالب ہے اور حکمت والا ہے۔“

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا۔

اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی سے اور دن قیامت کا ہو گا۔ اور ان کے گواہ۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے جب دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے۔ جس کی تفصیل یہ ہے یہودیوں اور عیسائیوں میں جو یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام سولی دیئے گئے اور قتل کئے گئے تو ظاہر ہے کہ یہ سولی اور قتل مادی جسم کے ساتھ اور اسے دنیا جانتی ہے کہ قتل اور پھانسی مادی جسم کے ساتھ ہوا کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

فرماتا ہے۔ بوب موسیٰ و ہرون دوسری جگہ فرماتا ہے ہرب ہرون و موسیٰ اگر وہ ترتیب کا سامنے تو ان دونوں آیتوں میں ایک بچی ہوگی اور ایک جھوٹی، حالانکہ دونوں آیتیں سچی ہیں۔ پس اس حکایت ہوا کہ وہ ترتیب کا ہوتا ہی نہیں۔ اب ”انی متوفیک“ کا اصل مطلب سنئے۔

جب حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اپنے دین کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ تو یہودیوں کی طرف سے اس کی سخت سختی اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اپنی جان کا سخت خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تسلی کے لئے فرمایا کہ انی متوفیک ورافعلک الی یعنی اے عیسیٰ! تو دشمنوں سے خوف نہ کر کہ یہ تجھے نہ سولی پر عاقلتے ہیں اور نہ قتل کر سکتے ہیں بلکہ میں تجھ کو طبعی موت دوں گا اور جب تو دشمنوں کے زعمے میں پھنسے گا تو میں تجھ کو اپنے پاس اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دشمنوں کے زعمے میں تھے تو اللہ نے ان کو بچایا اور مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب سراج منیر ص 30 پر یہ مانا ہے کہ انی متوفیک ورافعلک تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ کو الہام کیا گیا تھا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا نے پہلے فرمایا عفا اللہ عنک اس کے بعد یہ فرمایا الہم اذنت لہم پس دونوں جگہ رفع سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

دوسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے ثبوت نہیں لائے ہیں۔ اور عیسائی جیسا مانتے ہیں وہ ظاہر ہے پس اس سے ثابت ہو گیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال (طبعی موت) نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ ابھی تک وہ آسمان پر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملک عرب (دمشق) میں آسمان سے اپنے مادی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ قتل دجال فرمائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی۔ پھر مدینہ منورہ میں طبعی موت سے انتقال فرمائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحِ اطہر میں جو ایک جگہ خالی ہے وہاں ان کے جائیں گے۔ بحمد اللہ دونوں باتوں کا ثبوت قرآن شریف سے ہو گیا۔

قادیانی اس موقع پر یہ کہتے ہیں کہ رفع اللہ سے مراد رفع درجات ہے نہ کہ رفع جسم مادی یہ ان کا جسم کا دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ اگر رفع سے مراد رفع درجات لیا جائے تو اس سے واما فصولہ واما فصولہ کی تردید ہوتی ہے۔ یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو سولی دی گئی اور قتل کیا گیا تا کہ رفع درجات ہو۔ خدا سولی قتل کی نفی کرتا ہے۔ یہ امر قابل سوال ہے کہ جب رفع درجات مراد ہے تو نفی قتل و صلب بعد ”بل“ کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت ادریس علی نبینا علیہ السلام کے متعلق ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو اٹھالیا اپنی طرف اٹھالیا۔ اس آیت میں نکل قابل غور ہے۔ اگر مادی جسم کا آسمان پر اٹھایا جاتا ہے تو اس آیت کے لفظوں کی ترتیب غلط ہوتی ہے اور سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مادی جسم کو سولی دی گئی نہ قتل کیا گیا۔ تو وہ مادی جسم کا ہوا کیا اس لئے کہ طبعی موت کا کوئی ثبوت نہ یہودیوں میں عیسائیوں میں اور نہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور پھر ”وکان اللہ عزیزاً حکیماً“ یہاں کیا جوڑ؟ خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ کا جملہ صاف بتلا رہا ہے کہ جس کام کو دنیا ان لوگوں نے خلاف فطرت سمجھتی ہے اور حیرت و تعجب کرتی ہے اس پر بھی خدا غالب ہے اور اپنے غلبہ و حکمت کا کام کرتا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔

ہمارے دعویٰ کا دوسرا جزو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر نزول فرمائیں گے۔ اس کے بعد ان کی طبعی موت ہوگی اس کے ثبوت میں مندرجہ بالا آیت کے حصہ پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طبعی موت سے قبل تمام یہودیوں و نصاریٰ ایمان لے آئیں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے بلکہ اسی طرح ان کے پیروں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ جس طرح کے بقول یہودیوں کے سولی کے وقت کہتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہودی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے۔

پہلی دلیل:

قادیانی اس سلسلہ میں آیت پیش کرتے ہیں یعنی

انی متوفیک ورافعلک الی

اور کہتے ہیں کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح مر گئے اور ان کا درجہ بلند کیا گیا مرزا نے اس میں بھی عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں دو ترتیب کا ہے جس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ پہلے مر گئے اس کے بعد ان کا درجہ بلند کیا گیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ دو ترتیب کا ہونا ہی نہیں ورنہ اس کے ہونے کے خدا کے اس ارشاد اقیمو الصلوٰۃ و انو الزکوٰۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے نماز پڑھو اس بعد زکوٰۃ دو۔ اگر نماز سے پہلے زکوٰۃ دی تو وہ ناجائز یا اقیمو الصلوٰۃ ولا تکنوا من المشرکین یعنی پہلے نماز پڑھو اس کے بعد مشرک چھوڑ دو حالانکہ یہ دونوں معنی غلط ہیں۔ پس اس آیت سے ظاہر ہوا کہ دو ترتیب کا نہیں ہوتا۔ اگر ترتیب کا وادمان لیا جائے تو قادیانی یہاں کیا جواب دیں گے۔ ایک

ورفعناہ مکانا علیا۔ اس آیت میں بل نہیں ہے اور نہ الیہ ہے پس اس آیت سے حضرت کا انتقال متعلق ان کے مادی جسم کا ذکر ہے کہ ان کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔ پس رفع درجات کی تاویل محض دھوکا ہے۔ رفع درجات کے لئے وہ کس اور عزیز احکیم کا کیا تعلق اور اس کی ضرورت کیا۔ اس لئے کہ شہدا کے رفع درجات تو ہوتے ہی ہیں یہ تو عام بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ و حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ اسی لئے کہ عام لوگوں کے نزدیک مادی جسم کا آسمان پر جانا اور وہاں پر اتنے دنوں تک قیام اور پھر دنیا میں نزول ایک عجیب کی انہونی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اللہ اس پر غالب ہے۔ وہ اپنے غلبہ سے مادی جسم کو آسمان پر لے گیا اور اپنی حکمت سے اب تک رکھے ہوئے ہے اور وقت مقررہ پر دنیا میں پھر نزول کرائے گا۔ آج کے بحث ہے ہم نے حضرت مسیح کا رفع الی السماء اور نزول ثابت کیا ہے اب ہم قادیانیوں کی دلیل کا کر کے کشافی جواب تحریر کرتے ہیں۔

ایک آیت اور پیش کرتے ہیں فلما تو فیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی اور جب تو مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اس کا جواب یہ ہے کہ گفتگو حضرت مسیح علیہ السلام کی اور خدا کی قیامت کے دن کی ہے اور بیشک قیامت سے قبل حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہوں گے ہم مسلمان اس کے ہیں کہ حضرت مسیح قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دمشق نامی شہر میں آنحضرت ﷺ کے مطابق آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ باب لد پر و حال کو قتل فرمائیں گے۔ شریعت محمدیہ کی فرمائیں گے۔ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی اس کے بعد حسب وعدہ خداوندی (انی متوفیک) آپ طبعی موت سے مریں گے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر میں دفن کر جائیں گے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر فاروق درمیان اس مزار مقدس سے انھیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے محض یہ سوال کرے گا کہ کیا تم (خدا کے ماننے) کی تعلیم آپ نے (اے عیسیٰ) دنیا میں دی تھی؟ حضرت مسیح اس کا یہ جواب دیں گے کہ اے خدا تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں کیوں کہتا۔ اصل سوال کا جواب ختم ہو گیا مگر چونکہ حضرت مسیح کو اپنی بیزاری کے ساتھ ان کی سفارش بھی کرنی تھی۔ اس لئے استحقاق شفاء و برقرار رکھنے کے لئے یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔ تو تو ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ جیسے وہ ہیں تو جانتا ہے۔ اس سے آگے ان کی ضمنت سفارش ہی ہے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں۔ کوئی تجھے روک نہیں سکتا اگر تو ان کو بخشے تو ان پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔ پس اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح علیہ السلام اس وقت مردہ اور فوت

کی طرح ٹھیک نہیں۔

تیسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ

کانا کلان الطعام

یعنی حضرت مسیح اور ان کی ماں علیہم کھانا کھاتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مر گئے لئے کھانا نہیں کھاتے۔ یہ قادیانیوں کا خیال ہی خیال ہے۔ اس لئے اول تو کانا کے لفظ سے زمانہ حال کی بات ہوتی۔ دوسرے کھانا نہ کھانے سے زندگی محال نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سالِ مہوم یعنی ایسے روزوں سے منع فرمایا ہے کہ جن میں رات میں بھی کچھ نہ کھایا جائے بلکہ پے در پے بے دکان گزارا ہو اس پر صحابہ نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیوں وصال کیا کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ جواب میں فرمایا۔ الی ایبت یطعمی ربی ویسقینی۔ یعنی میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھانا کھاتا ہے۔ پانی پلاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی خدا کے پاس ہیں وہ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے اور اصحاب اہل قرآن شریف کے فرمان کے بموجب غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے۔ جس طرح خدا نے اپنے پاس زندہ رکھا اور زندہ رکھے گا۔ اور اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے پس یہ ثبوت بھی مرزائیوں کا محض دھوکا و لرعب ہے۔

چوتھی دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

اور اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے قبل جتنے نبی تھے وہ سب فوت ہو گئے۔ خلت کا ترجمہ جو مرزا اور مرزائی فوت ہو جانے اور مرجانے کا کرتے ہیں وہ بالکل غلط ہے علت کا معنی مرنے کے لئے آتے بلکہ گزرنے خالی ہونے وغیرہ کے ہیں۔ جیسے خدا نے فرمایا: واذا خلوا الی شیاطینہم لہ خلت من قبلکم سنن فی الایام الخالیہ۔ ان آیتوں میں کہیں موت کے معنی نہیں۔ پس آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ تجھ سے پہلے کل نبی اپنے اپنے وقت میں کام کر کے چلے گئے یعنی ان کے فرائض فوت ہو گئے۔ اس آیت کو بھی حضرت مسیح کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

وما جعلنا البشر من قبلك الخلد

یعنی کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ یہ آیت بھی وفات مسیح ثابت نہیں کرتی۔ اس لئے کہ ہم مانتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے ہم تو یہ مانتے ہیں کہ قیامت سے قبل حضرت مسیح دنیا میں نزول فرما کر اپنی طبعی موت مریں گے۔

چھٹی دلیل:

قادیانی سلسلہ وفات مسیح علیہ السلام یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

واوصانی بالصلوة والزكاة مادامت حیا۔

مرزا نے اس آیت کو پیش کر کے محض زکوٰۃ پر ہی زور دیا ہے کہ آسمان پر زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں گے اور کیا دیتے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مر گئے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہی ہے۔ انسان کہاں مکلف بالشرع ہوتا ہے۔ اس دنیا میں یا اس دنیا کے علاوہ اور بھی کہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں زندہ ہی تھے کیا وہ جنت میں بھی کسی قسم کی عبادت کرتے تھے؟ اگر کرتے تھے تو ثبوت پیش کرو۔ اگر نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر رہ کر کیسے مکلف ہوئے؟ نیز زکوٰۃ تو وہ دیتا ہے جو مال والا ہو۔ ثابت کیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب مال ہیں۔

ساتویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے فرمایا:

والسلام يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا

مرزا کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنی پیدائش اور وفات اور دوبارہ بعثت کا ذکر کیا۔ مگر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے وہ مر گئے۔ کیا اچھا ثبوت ہے۔ عدم ذکر سے عدم ثبوت لازم نہیں آتا۔ دوسرے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کو اپنے آسمان پر اٹھائے جانے کا اس وقت علم ہی نہ ہو۔ تو کیسے اس کا ذکر کرتے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

آٹھویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

او توفى في السماء قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا سو لا۔

مرزا اس آیت پر یہ کہتا ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی آپ ﷺ آسمان پر چڑھ جائیں۔ جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جائے۔ پس مسیح بحمد غفری

ان پر نہیں گئے بلکہ بعد موت گئے ہیں۔

مرزا نے اس کے ترجمہ میں بہتان سے کام لیا ہے۔ عادت اللہ کس لفظ کا ترجمہ ہے یہ بالکل غلط ہے آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ جب تک تم ان پر نہیں چڑھو گے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ جواب ملا کہ خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ایسے لوگوں سے عاجز نہیں وہ تو عاجزی سے پاک ہے ہاں میرا کام نہیں کہ میں خود بخود چڑھ جاؤں۔ میں تو اللہ اس کا رسول ہوں جو مجھے ارشاد ہوگا۔ قبیل ارشاد کو حاضر ہوں بتلائیے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر جائے۔ مرزا نے سبحان ربی کے معنی تو خوب تراش لئے کہ ایسے عادت عادت کام کرنے سے میرا خدا پاک ہے۔ مگر ہل کنت الا بشرا و سولا کو کیا کریں گے جو بعد بودیت کا مظہر ہے جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا اس آیت کی بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

نویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ومنكم من يعوفى ومنكم من يرد الى اذل العمر لكيلا يعلم بعد علم شيئا

اس آیت کو پیش کر کے یہ کہا گیا کہ آدمی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح بھی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر گئے۔

مرزا کا یہ خیال ہی خیال ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کے عمر طبعی کا خیال کر کے مرزا نے انفل سے بات کہی ہے حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ شروع زمانہ سے لوگوں کی عمر طبعی کتنی ہوتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھئے کہ ساڑھے نو سو برس تک تو محض تبلیغ فرمائی، نہیں معلوم کہ ان کی عمر طبعی کس قدر تھی۔ بعض نبیوں کی چودہ چودہ سو برس تک عمر ہوتی ہے۔ بقول تفسیر ابن کثیر تینتیس برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی عمر طبعی کا اندازہ کوئی غیر محمد و دزمانہ ہے۔ جس کی مثال دنیا میں آج تک کسی فرد بشر پر نہیں آئی۔

دسویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ولكم في الارض مستقر ومناع الى حين۔

اس آیت کو پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا اس لئے کہ جگہ اور گزارے کی

میں ہے۔ مگر اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت مسیح رہنے و گزرنے آسمان پر نہیں گئے بلکہ عارضی طور سے ہیں ورنہ اس آیت ولکم فیہا منافع و مشارب اللہ کروں سے محض یہی مانتا پڑے گا کہ سوائے چار پایوں کے اور کسی میں منافع نہیں اور سوائے ان کے اور کچھ نہیں پی سکتے۔ حالانکہ ہم تمام دنیا کی چیزوں سے نفع اٹھاتے ہیں اور پانی شربت اور دودھ پیتے ہیں اسی طرح ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ محمد ﷺ ہی اللہ کے ہیں اور موسیٰ و عیسیٰ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ آسمان عارضی مستقر ہوگا چنانچہ اس وقت حضرت مسیح کے لئے آسمان عارضی مستقر ہے۔

گیارہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ومن نعمرہ ننکسہ فی النخلق

یعنی درازی عمر میں جو اس عقل زائل ہو جاتی ہے۔ پس مسیح کی عقل میں فرق آگیا ہوگا۔ اس لئے کہے ہوں گے۔

مرزا نے اپنی عمر پر مسیح کی عمر کو قیاس کیا ہے۔ حضرت نوح جو ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کرتے تھے بقول مرزا اس درازی عمر میں وہ جو اس عقل کھو چکے ہوں گے اور اسی بدحواسی اور بے عقلی کی میں تبلیغ کرتے ہوں گے ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا کی درازی عمر کو سامنے رکھ کر حضرت عیسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ بہر حال اس آیت کو وفات سے دور رکھیں۔

ارہوین دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء النزلنا من السماء فاخطلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام۔

یعنی کھیتی کی طرح انسان بعد کمال زوال کی طرف رخ کرتا ہے۔ پس مسیح کمال سے زوال کی آئے اور مر گئے۔ مگر یہ قاعدہ کلی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اکثر بچے ایک سال کے ہی مر جاتے ہیں پہلے بھی اور اس کے بعد بھی بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ حضرت نوح کی طرح ہزار سال تک ان کو نہیں پہنچتے۔ اسی طرح حضرت مسیح کو بھی ابھی وہ کمال نہیں آیا ہے جس کے بعد ان کو زوال آ

ہے اور اس میں کیا احتمال ہے۔ پس یہ آیت بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں ہے اور ان کا مدعا اس سے ہی ثابت نہیں ہوتا۔

تیسرہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

وما ارسلنا من قبلك من المرسلین الا انہم لیاكلون الطعام ویمشون فی الاسواق۔

اس کا مفصل جواب اوپر گزر چکا ہے جس کا مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کو کھانا پلاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال صیام کے موقع پر فرمایا۔ اور زندگی کے لئے کھانا اور بازاروں میں چلنا ضروری نہیں ہے۔ بہر حال اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

چودھویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شینا وہم یخلقون اموات غیر احياء وما یشعرون ایان یموتون۔

کہتے ہیں کہ اس آیت میں مصنوعی معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح بھی ان کے مصنوعی معبود تھے۔ اس لئے وہ بھی مر گئے۔

اس آیت میں لفظ اموات ہے جو جمع ہے میت کی میت مردہ کو ہی کہتے ہیں اور بے جان کو بھی آیت شریفہ میں مصنوعی معبودوں سے مراد ہیں جملہ مصنوعی معبود بے جان اور جان دار مراد ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے مورتیوں کے علاوہ دوسرے مصنوعی معبودوں کی معبودیت کے باطل ہونے کی دلیلیں دوسری آیت میں موجود ہیں۔ لوگ تو چاند ستاروں اور سورج کو بھی اپنا معبود جان کر ان کی عبادت کرتے ہیں۔ کیا یہ سب بھی ہلاک ہو چکے ہیں؟ پس اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

پندرہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین

اور کہتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے مسیح ان کے بعد نہیں آ سکتے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے یہ بھی ایک قسم کا دھوکا بلکہ ناہمی ہے۔ بیشک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ حضرت مسیح پہلے تورات کے تابع احکام تبلیغ کرتے رہے اسی طرح بعد تشریف آوری قرآن شریف کے تابع ہو کر ہیں گے اس میں کوئی حرج نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: لو کان موسیٰ حیالما وسعہ الالباعی۔ خدا نے سب نبیوں سے عام طور پر وعدہ لیا ہے کہ جب تمہارے زمانہ میں کوئی رسول آئے تو تم اس کو مان لیتا اور اس پر ایمان لاتا پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

سولہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

فاستلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

اس آیت کو پیش کر کے مرزائی کہتے ہیں کہ وفات مسیح کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔ اہل کتاب حضرت مسیح کی طبی موت کے متعلق کچھ نہیں کہتے ہیں اور قرآن شریف سولی اور قتل کی تردید کرتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

ستروہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي۔

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مرے نہیں۔ خدا کے نیک بندوں میں نہیں ملتا اور بہو جب حدیث معراج حضرت مسیح نیک بندوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے رو وفات شدہ ہیں۔

یہ بھی محض قلعہ اور دھوکا ہے۔ اس لئے کہ موجب شہادت حدیث معراج خود آنحضرت ﷺ نیک بندوں میں داخل تھے یا نہیں؟ پھر اس کے بعد آپ دوسری زندگی سے آئے تھے۔ یا اسی زندگی سے؟ لاکہ آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ جب نیک بندے بوقت قیامت قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے۔ اے نفس خدا کے ذکر سے تسلی پانے والے خدا کی طرف چل اور فی خوشی خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو۔

(تفسیر معالم اس کو مسیح کے فوت ہونے سے کیا تعلق؟)

اتھارہویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یمحیکم
مرزا کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں چار واقعات انسان کی زندگی کے ہیں۔ پیدائش پھر انسان کی تکمیل تربیت کے لئے رزق مقسوم ملنا پھر اس پر موت وارد ہونا پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت شدہ ہیں۔ مگر شاید مرزا کو معلوم نہیں کہ تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں۔ اور رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

انیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

کل من علیہا فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام

اس میں بھی مرزا کو دھوکا لگا ہے یا مرزا دوسروں کو دھوکا دے رہے ہیں اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہر زمین والے کو فنا دامن گیر ہے۔ لفظ علیہا پر غور کیجئے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ زمین والا ایک نہ ایک دن فنا ضرور ہوگا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ برطانیق احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے اور مختلف کام کریں گے آخر میں آپ فوت ہوں گے اور روضہ رسول ﷺ میں دفن ہوں گے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

بیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

ان المتقین فی جنت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

یعنی خدا کے پاس جا کر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ موت کے بعد ہے۔

بیشک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ بعد موت ہی ہے مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہے کہ حضرت مسیح مر گئے اور مرنے کے بعد جس جنت میں آدمی جاتا ہے۔ اس جنت میں چلے گئے۔ پس اس آیت کو بھی وفات مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔

اکیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

ایما تکنوا یدر حکم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ۔

فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جہاں ہو موت اور لوازم موت اس پر جاری ہو جاتے ہیں۔ بیشک صحیح ہے لیکن اپنے اپنے وقت مقرر پر۔ ارشاد ہے۔ اذا جاء اجلہم لا

يساعثون ساعة ولا يستقدمون كون کہتا ہے کہ حضرت مسیح کو موت نہیں آئے گی۔ آئے گی مگر
لیکن اپنے وقت پر۔ پس اس آیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

بانیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

ما انکم الرسول فخلوه وما نهکم عنه فانتهوا۔

یعنی جو تم کو یہ رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے ہٹ جاؤ۔ مرزا اس آیت کو پیش
کر کے یہ کہتا ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ نے ہم کو دیا ہے اعمار امتی مابین السنین الی السبع
واقلمہم من یجوز یعنی میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہیں اور بہت کم اس سے زیادہ
بروہیں گے نیز آنحضرت ﷺ نے انتقال کے وقت فرمایا:

ما من نفس منقوسة یاتی علیہا مائة سنة وہی حیة۔

کبھی حدیث تو بالکل صاف ہے اور مرزا کے دعویٰ وفات مسیح سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے
اس حدیث میں عمر متجاوز ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ اور حضرت مسیح ان ہی میں سے ہیں۔ دوسرے
حدیث آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے متعلق فرمائی ہے اور حضرت مسیح ابھی آپ ﷺ کی امت میں
داخل نہیں ہوئے ہیں اور جب آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دنیا میں دوبارہ تشریف لاکر آپ ﷺ کی
امت میں داخل ہوں گے تو ساٹھ سال سے کم زندہ رہ کر فوت ہو جائیں گے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ مرزا نے یوں کیا ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی
طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ مرزا نے اس میں تحریف سے کام لیا ہے اس حدیث میں لفظ علم
ظہر الارض بھی تھا جس کے معنی ہیں کہ زمین کے جاندار۔ یعنی جو جاندار زمین پر ہیں۔ آج سے
سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی ان کی نسل رہ جائے گی۔ خود نہیں رہیں گے۔ چونکہ حضرت مسیح
زمین پر تو تھے نہیں جس سے مرزا کی دلیل میں ضعف آتا تھا اس لئے حدیث پر ہاتھ صاف کرنا چاہا اور
تادیل یا تحریف کر دی کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا۔ حالانکہ
حضرت مسیح کے متعلق آنحضرت ﷺ کے فرمان علیحدہ موجود ہیں۔ کیف اذا انزل فیکم ابن مریم
من السماء واما کم منکم یعنی کیسے اچھے ہو گئے تم جس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور
تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ قادیانیوں کو قبول حق کی توفیق دے اور قرآن کی
کتر بیوت کے بدتر جرم سے باز رکھے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

الحکم طاہر رضوی

ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفیٰ ﷺ سے شرار یوہی

(اقبال مصطفیٰ)

کفر نے اپنے ترکش سے جسد اسلام پر جتنے بھی تیر آزمائے ہیں، ان میں سے قادیانیت کا تیر مہلک
ہے۔ قلب مسلم سے عشق مصطفیٰ ﷺ کا لے کے لئے فرنگی نے ارتداد کے زہر میں بجھا ہوا یہ تیر قلب
اسلم میں اتار دیا۔ جس سے پوری ملت اسلامیہ حیح اٹھی، کمین گاہ اور افرنگ کی طرف سے یہ تیر مرتد اعظم
قادیانی کی صورت میں آیا جس نے قرآن و سنت کے دامن کو تار تار کیا، ختم المرسلین ﷺ کی ذات
محسوس کو زخم لگائے، جسد اسلام پر چر کے لگائے اور شریعت اسلامیہ کے وجود کو چھلنی چھلنی کر دیا۔ اسی
کے ادوی تیر کے زہر ارتداد نے ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنادیا اور آج بھی یہ فعل خطرناک جاری ہے۔

انگریز نے اپنے انگریزی نبی اور اس کی انگریزی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سائے تلے پروان
لٹھایا۔ جھوٹی نبوت کے چھکڑے کو چلانے کے لئے پوری حکومت کا زور لگا دیا۔ کار تبلیغ کے لئے
کاریوں کے منہ کھول دیئے گئے۔ ایمانوں کے سودے ہونے لگے۔ قادیانی ہونے والوں پر حکومت
کے العامات، موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگے۔ گلے میں قادیانیت کا طوق پہننے والوں کے سروں
پر اعلیٰ عہدوں کے تاج رکھے گئے۔ جو گروہ قادیانیت میں مل گئے، انہیں جاگیروں سے نوازا گیا۔ فاقوں
کو ملن سے جن کے دل کباب تھے، ایمان فروشی کر کے نواب بن گئے۔ بس یونہی دولت اور لالچ کے
اد سے قادیانی نبوت کا چھکڑا چلتا رہا۔ اس چھکڑے کا کوچوان مرزا قادیانی 1908ء میں اسہال سے مر
جہنم واصل ہو گیا۔ جموٹے نبی نے اپنی غلیظ طبیعت کے عین مطابق اپنی پرتعفن زندگی کا آخری سانس
"نئی خانہ" میں لیٹا پسند کیا۔ مرزا قادیانی کے جہنم رسید ہو جانے کے بعد حکیم نور الدین، درحقیقت
"نور الدین" (مگھی نشین) ہوا اور اس نے خانہ ساز نبوت کا کاروبار شنیع سنبھالا۔ چھ سال تک اپنے
ہاتھ پاؤں سے منزہ و پاکیزہ منصب نبوت و رسالت سے کھیلتا رہا اور آخر 1914ء میں موت کے آہنی

ہاتھوں نے جانشین مرزا قادیانی کو آتش جہنم میں ہم نشین مرزا قادیانی بنادیا۔ فتور الدین کی فتنہ سازوں کے بعد مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین محمود اپنی موروثی نبوت کی مستفراڈ پر نمودار ہوا۔ 1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا تو مرزا بشیر الدین رات کی تاریکی میں برقع پہن کر ”شہر ارتداد“ قادیاں فرار ہو کر لاہور آگیا اور پاکستان کے اندر قادیانیت کا دام تلکس بڑی مہارت سے بچھا تا شروع کر کے بے شمار کلیدی عہدے، چاندیں اور مراعات لوٹیں، ظفر اللہ خان قادیانی کو اسلامی مملکت پاکستان وزیر خارجہ بنایا اور اسلام اور ملت اسلامیہ کا مذاق اڑایا گیا۔

جب قادیانیوں کی غر مستیاں اور چہرہ دستیاب حد سے بڑھ گئیں تو مسلمانوں کا بیاناہ صبر لبریز ہو گیا اور 1953ء میں ملت اسلامیہ پاکستان نے ایک طوفانی اور تاریخی تحریک چلائی۔ مستحکومت پرانے ہوئے جابر حکمرانوں نے مجاہدین ختم نبوت پر قلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ انہیں دیکھ کر ہلا کو دچنگی گردنیں بھی شرم کے مارے جھک جائیں۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ درندہ صفت جرنل خان کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا۔ اس پتھر دل مرزائی نواز جرنیل نے صرف شہر لاہور میں دس دہا عاشقان مصطفیٰ ﷺ کو شہید کیا، اور ہزاروں علماء اور عوام کو جیلوں میں ٹھونس دیا۔

شہداء کی لاشوں کو سڑکوں پر کھینچا جاتا اور انہیں کارپوریشن کی کوڑا کرکٹ اٹھانے والی گاڑیوں میں کے دور دراز کے علاقوں میں گڑھے کھود کر دفن کر دیا جاتا، دریائے راوی کی لہروں کے سپرد کر دیا جاتا۔ پاپوں کے انتہائی ظلم و تشدد اور فوج کی گولیوں کی بوچھاڑ میں تحریک کو دبا دیا گیا لیکن دلوں کے اندر چھلنے والا طوفان اپنی زبوں حالی سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

ہری ہے شاخ تننا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دہی ہے مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میداں، مگر جھکی تو نہیں

لہذا اکیس سال بعد 1953ء کی تحریک ختم نبوت کی کوکھ سے 1974ء کی تحریک ختم نبوت لیا۔ تحریک ایک طوفان بن کر اٹھی اور ہر طرف پھیل گئی۔ عوامی سیلاب کے سامنے قادیانی اپنے تمام سہاروں اور سازشیوں سمیت خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے 7 1974ء کو انہیں کافر قرار دے دیا۔ لیکن قادیانی اپنے منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔ جھوٹی نبوت کی تبلیغ اور پورے زوروں سے جاری ہے اور مسلمان نوجوانوں کو مختلف جھگندوں سے قادیانی بنایا جا رہا ہے۔ قادیانی کی خرافات چھپ رہی ہیں۔ شعائر اسلامی کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ غرضیکہ یہ فوج ابلیس ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو (لعوذ باللہ) ملیا میٹ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

لیکن دوسری طرف امت مسلمہ کی ایک کثیر تعداد قادیانیوں کی زہر تکیوں اور ان کے جثہ باطن سے بالکل ناواقف ہے، جس سے قادیانی جی بھر کے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور انہوں نے اپنی ارتدادی مہم بہت تیز کر رکھی ہے۔ حالات کی ان سنگینوں کو بھانپتے ہوئے راقم نے اس مضمون میں قادیانیت کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ کو جو دو نصاریٰ کا یہ پالتو قادیانی ناگ، دم توڑنا دکھائی دے گا۔

خطیبوں اور ادیبوں سے رابطہ:

جیسا کہ آپ حضرات اس امر سے بخوبی آشنا ہیں کہ بین الاقوامی صحافت پر یہودی لابی کا قبضہ ہے۔ چونکہ قادیانی پورے عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے خلاف یہودیوں کے ایجنٹ ہیں، اس لئے یہودی صحافت پوری دنیا میں قادیانیوں کو مظلوم، ستم رسیدہ اور مسلمان غایت کرنے کے لئے اپنے مارے وسائل استعمال کرتی ہے۔ اس پراپیگنڈہ کے لئے خود قادیانیوں کے بھی پاکستان سے درجنوں سالے نکلتے ہیں، جن میں بچوں، نوجوانوں، عورتوں، بوڑھوں کے لئے الگ الگ رسائل ہیں۔ علاوہ ان میں چند ضمیر فروش مسلمان صحافیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ کراچی سے شائع ہونے والا ماہنامہ ”اسرٹ ڈائجسٹ“ اور لاہور سے شائع ہونے والا پندرہ روزہ ”مہارت“ اس کی واضح مثال ہے۔ اور ابھی دین سے بے بہرہ کسی سیاستدان سے اپنے حق میں بیانات اور آرٹیکلز شائع کروا کر اپنی نام نہاد مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ ان کے اس پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر سادہ لوح مسلمان انہیں مظلوم سمجھتے تھے ہیں۔ اور بعض انہیں اب بھی مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کے اس خطرناک حملے کا ندان شکن جواب دیں۔ اپنے علاقہ کے خطیبوں کے پاس جائیں اور ان کی توجہ ختم نبوت کے مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کی طرف مبذول کرائیں۔ ان کی خدمت میں گزارش کریں کہ اپنے جمعہ کے خطابات میں مسئلہ ختم نبوت بیان کریں۔ مرزا قادیانی، اس کی جھوٹی نبوت اور قادیانیوں کے عقائد و عزائم سے عوام الناس کو روشناس کرائیں۔ ادیبوں کی خدمت میں التماس کریں کہ وہ اپنے قلم کو قادیانیوں کے خلاف جہاد میں استعمال کریں۔ رسائل و جرائد اور اخبارات میں قادیانی سازشوں کو بے نقاب کریں۔ امت مسلمہ کے سامنے ان کا مکروہ ماضی رکھیں اور مستقبل میں ان کے شیطانی منصوبوں سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ جب خطیب، بیانون سے ان کے تار و پود بکھیریں گے اور ادیب، اپنے نوک قلم سے ان کی بھیا تک سازشوں کے نیچے اکھیڑیں گے تو آپ کو قادیانیت کا لاشہ

ترہتا ہوا دکھائی دے گا۔

پیران عظام سے رابطہ:

فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کے لئے برصغیر کے پیران عظام نے بڑی جلیل القدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ خصوصاً پیر مرعلی شاہ گولڑی، پیر جماعت علی شاہ، خواجہ قمر الدین سیالوی، خواجہ غلام دھگیر قصوری، وغیرہ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ موجودہ دور کے پیران کرام بھی اپنے اسلاف کی غیرت و حمیت کے امین ہیں۔ وہ مرزائیت سے شدید ترین نفرت رکھتے ہیں۔ مجاہدین ختم نبوت ان بزرگوں کی قیادت میں قادیانیت کے خلاف جہاد کا اعلان کریں۔ پیران عظام کے مرید ان آپ کے ہم رکاب ہوں گے۔ ادھر آپ کے قافلہ ختم نبوت کی للکار فضا میں گونجے گی، اور قادیانیت شیطان کے کندھوں پر سوار ہو کر نو دو گیارہ ہو جائے گی۔

بڑے جو مجاہد تو بولے نقیب
نصر من اللہ و فتح قریب

سیاستدانوں سے رابطہ:

پاسبان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے ممبران یونین کونسل، چیمبر میں یونین کونسل، کونسلرز، ناظمین، صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے ممبران، سینئر حضرات اور وزراء سے حکومت سے ملاقاتیں کریں۔ علاوہ ازیں علاقہ تھانہ کے ایس ایچ او، ڈی ایس پی، ایس ایس پی، اے سی ڈی، اور کمشنرز صاحبان سے رابطہ قائم کریں۔ عدالتوں میں وکلاء، مجسٹریٹ اور جج صاحبان کے پاس جا کر اور انہیں فتنہ قادیانیت سے آگاہ کریں۔ ملک و ملت کے خلاف قادیانیوں کی تاپاک سرگرمیوں سے انہیں مطلع کریں۔ اور نہایت سلیقہ و اہتمام کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کالٹریچر خود جا کر ان کی خدمت میں پیش کریں تاکہ ضلعی انتظامیہ سے لے کر صوبائی اسمبلیوں اور حکومت کے ایوانوں تک ختم نبوت کی صدا بلند ہو اور قادیانیت ذلیل و خوار ہو۔

طلباء کی ذمہ داریاں:

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے اداروں کے قادیانی طلباء کی فہرٹیں تیار کریں اور اگر قادیانی استاد بھی ادارے میں پڑھا رہے ہوں تو ان کے نام بھی نوٹ کریں اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ اداروں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوعات پر لکچرز کا اہتمام کریں اور طلباء اور اساتذہ میں لٹریچر تقسیم کریں۔ ان میں دینی غیرت

ہیں اور قادیانی طلبہ کا مکمل سوشل بائیکاٹ کرائیں۔ ہوٹلوں میں ان کے کھانے کے برتن الگ کرائیں۔ مسلمان طلباء قادیانی اساتذہ سے نفرت کریں کیونکہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کا باغی ہے، وہ اسے لئے محترم نہیں ہو سکتا۔ اگر بد قسمتی سے کوئی قادیانی استاد اسلامیات کا مضمون پڑھاتا ہو تو مسلمان اس سے اسلامیات پڑھنے سے صاف انکار کر دیں۔ اور سربراہ ادارہ کے نوٹس میں فوراً یہ بات لکھیں۔ کیونکہ کوئی کافر، مرتد اور زندقہ مسلانوں کو اسلامیات پڑھانے کا حق نہیں رکھتا۔

سادہ لوح قادیانیوں سے رابطہ:

قادیانیوں میں کچھ ایسے بھولے بھالے افراد بھی موجود ہیں جو اپنی فلاح داریں کے لئے مرزا قادیانی کو نبی اور مجدد (نعموذا اللہ) تسلیم کرتے ہیں۔ نماز، حج، ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ کلہ طیبہ پڑھتے ہیں اور دیگر عبادات و ریاضات میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ ان کے اپنے طریقہ کار اور عقائد کے مطابق ہوتا ہے (مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ ایسے سادہ لوح قادیانیوں سے رابطہ رکھیں۔ ان کے سامنے مرزا قادیانی کا کاریکٹر رکھیں۔ مرزا قادیانی کی خرافات سے پردہ اٹھائیں۔ مرزا قادیانی کے نبی جیسے کی کہانی سنائیں۔ ختم نبوت کا صحیح اسلامی مفہوم سمجھائیں۔ قادیانیوں کی اللہ تعالیٰ، دین اسلام، قرآن مجید اور دیگر انبیائے کرام کے بارے میں کی ہوئی بکواس دکھائیں۔ آخرت کے انجام سے ڈرائیں۔ انشاء اللہ آپ کی کوششیں کارگر ثابت ہوں گی۔ اور بہت سے لوگ قادیانیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کے اجالے میں آجائیں گے۔

لیٹروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے

نومسلموں کا تحفظ:

رب العزت کے فضل و کرم سے جب کوئی قادیانی، قادیانیت کے خازن سے نکل کر اسلام کے حصار میں آجاتا ہے تو قادیانی اپنے جال سے نکلے ہوئے شکار کا تعاقب کرتے ہیں۔ اسے مختلف قسم کے لالچ دیتے ہیں، ڈراتے دھمکاتے ہیں۔ لہذا مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ اپنے اس فو مسلم بھائی کو سید سے لگا کر رکھیں۔ اس کی ہر طرح سے حفاظت کریں۔ اگر وہ غریب ہے تو اس کی مالی معاونت کریں۔ اگر وہ پڑھا لکھا یا ہنرمند ہے تو کسی دفتر یا فیکٹری میں ملازمت دلوانے کا بندوبست کریں۔ انشاء اللہ رب عزت آپ کو دنیا و آخرت میں اس کار خیر کا اجر عظیم عطا کرے گا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان، میں اسی لئے نمازی

سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں:

قادیانی وطن عزیز کی پیشتر کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ کچھ تو خود کو قادیانی ظاہر کرتے ہیں اور کچھ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر معاشرہ میں گھسے ہوئے ہیں۔ اور اپنے اختیارات سے قادیانیت پال رہے ہیں۔ اپنے اپنے محکموں میں قادیانیوں کو بھرتی کر رہے ہیں، مسلمان ملازمین سے امتیازی سلوک کرتے ہیں اور قادیانی ملازموں کو ترقی کے زینوں پر چڑھا رہے ہیں۔ بیسیوں محکمے اس وقت مکمل طور پر ان کے قبضہ میں ہیں اور سینکڑوں کو لوٹ کر ان کا، دیوالیہ نکال چکے ہیں۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اندر قادیانی تنظیمیں قائم ہیں اور حسب ضرورت ان کے اجلاس منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے مافیہ کام کرنے والے مسلمان ملازمین بے بسی اور بے کسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی ان کے خلاف تن جھانٹھ کھڑا ہو تو یہ بااثر ہونے کی وجہ سے دور دراز کے علاقوں میں اس کی ٹرانسفر کر دیتے ہیں دفتری ریکارڈ خراب کر دیتے ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ ملک، اسلام اور مسلمان ملازمین کے لئے سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں تحفظ ختم نبوت کی تنظیمیں قائم کی جائیں۔ قادیانی افروں کی فہرستیں مرتب کی جائیں، ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے، جہاں کسی مسلمان ملازم کی حق تلفی ہو، وہاں اعلیٰ حکام سے فوراً رابطہ قائم کیا جائے اور اس پر احتجاج کیا جائے۔ اداروں میں تحفظ ختم نبوت لٹرچر تقسیم کیا جائے۔ مسلمانوں کو دینی غیرت دلا کر قادیانیوں سے ان کے تعلقات ختم کرائیں۔ ان تجاویز پر عمل کرنے سے آپ تھوڑی ہی مدت میں قادیانیت کے بت کو اندھے منہ پڑا پائیں گے۔

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

گناہ عظیم:

قادیانیوں کو دستوری طور پر اقلیت قرار دیے جانے سے پہلے بہت سے مسلمانوں نے قادیانیوں سے رشتے ناٹ کر رکھے تھے۔ مسلمانوں کی بیٹیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیاہی ہوئی تھیں۔ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد کچھ مسلمانوں نے تو قادیانیوں سے اپنی بیٹیوں کی طلاقیں حاصل کر لیں اور قادیانیوں کی بیٹیوں کو طلاقیں دے کر ہمیشہ کے لئے رشتے ناٹ ختم کر لئے۔ لیکن افسوس صد افسوس! آج بھی کئی عاقبت نا اندیش مسلمانوں اور قادیانیوں کی بیٹیاں

میں ایک دوسرے کے ہاں بیاہی ہوئی ہیں۔ یوں خدا کی دھرتی پر ایک گناہ ہو رہا ہے۔ مجاہدین ختم نبوت ایسے مسلمانوں سے فوراً رابطہ قائم کریں اور انہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ قادیانی کافر اور مرتد ہیں، اس لئے ان کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح نہیں ہو سکتے۔ ساتھ امام احمد علی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ ”مرزائی اور مرزائیت نواز دونوں ہیں“ اسے کثیر تعداد میں چھپوانے کے بعد فری تقسیم کیا جائے۔ انشاء اللہ آپ کی کوششیں رنگ لائیں۔ اور بہت سے مسلمان اس گناہ کبیرہ اور ذلت کی دلدل سے نہ صرف باہر نکل آئیں گے بلکہ اپنی بچنے ہوئے دیگر مسلمانوں کو نکالنے کے لئے آپ کے ساتھی اور معاون ہوں گے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت:

قادیانی استعماری قوتوں کے ایجنٹ ہونے کے ناٹے پوری دنیا میں وبا کی شکل میں پھیل چکے ہیں۔ کی ریل پویل ہے۔ ہزاروں تربیت یافتہ مبلغین اپنے ابلیسی مذہب کا پرچار بڑے منظم انداز میں کر رہے ہیں۔ ایک مربوط پروگرام کے تحت دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی زبانوں میں لٹریچر چھاپ کر وافر میں تقسیم کر رہے ہیں۔ جو ایک خطرناک صورت حال پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے ایسے تمام مسلمانوں کو اس سے بچنا ہے۔ جن کے دوست یا رشتہ دار یا واقف علمائے کرام، بیرونی ممالک خصوصاً افریقہ میں موجود رہو قادیانیت سے متعلق لٹریچر ان کے پاس بھیجیں اور انہیں کہیں کہ وہ مقامی زبان میں اس کا ترجمہ کرانے اپنے ملک میں تقسیم کریں تاکہ ہر جگہ پر فتنہ قادیانیت کا سد باب ہو سکے۔ اپنے عزیزوں اور قریبیوں سے کہیں کہ وہ خود یہ کام سنبھالیں اور دوسروں کو بھی اس جہاد میں شامل کریں، کیونکہ

جو ختم نبوت کا طرف دار نہیں
لاریب وہ جنت کا سزاوار نہیں

قادیانی مردہ مہم:

شرعاً کوئی قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ لیکن قادیانی خود کو مسلمان ماننے کے لئے اپنے مردے اکثر مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں شہرہ میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین لڑائی جھگڑے ہوئے اور مسلمانوں نے جوش سے قادیانی مردوں کو قبروں سے اکھاڑ باہر پھینکا۔ لہذا حکومت پاکستان نے مسلمانوں کے اصولی

موقوف کو مانتے ہوئے ملک کے تمام ڈی سی حضرات کو حکم نامہ جاری کیا ہے کہ جس کی رو سے کوئی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کے علاقہ میں قادیانی ایسی غلط حرکت کی کوشش کریں تو فوراً مقامی پولیس سے رابطہ قائم کریں اور اس قانون پر عمل درآمد کرائیں۔

قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ:

قادیانی مسلمانوں کے ہاتھوں اپنی مصنوعات فروخت کر کے خوب دولت کماتے ہیں۔ مسلمانوں سے کمائی ہوئی دولت کا ایک کثیر حصہ ربوہ بھیج دیتے ہیں۔ جو حضور ﷺ کی پاکیزہ خدمت کے خلاف خرچ ہوتا ہے۔ اس رقم سے قادیانی مبلغین کو تنخواہیں ملتی ہیں۔ قادیانی نبوت کا لٹریچر ہے۔ رائٹ فیملی پمچرے اڑاتی ہے۔ قادیانی ادارے پرورش پاتے ہیں۔ غرض کہ نبوت کا ڈب کا کاروبار چلتا ہے۔ لیکن حقیقت سے نا آشنا مسلمان غفلت میں اس سنگین جرم میں شریک ہیں۔ اس انتہائی ضروری ہے کہ مسلمانوں کی توجہ اس نازک اور اہم نقطہ کی طرف مبذول کرائی جائے اور انہیں جانے کہ جس طرح قادیانی مردوں کا بائیکاٹ ضروری ہے، اسی طرح قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ انتہائی ضروری ہے۔ قادیانی مصنوعات میں ”شیزان“ سرفہرست ہے۔ مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ عوام الناس سے شیزان، بوتل، شربت، چٹنی، اچار، جام اور جلی وغیرہ کا مکمل بائیکاٹ کرائیں۔ اپنے حلقہ میں مقامی علماء اور معززین کو ساتھ لے کر بازاروں کا دورہ کریں اور دوکانداروں کو دینی طور پر دلاتے ہوئے شیزان کی مصنوعات نہ رکھنے کی پرزور اپیل کریں۔ با اثر لوگوں کی مدد سے علاقہ کی شیروں کی ایجنسی منسوخ کرائیں۔ شیزان کی مصنوعات کا بند کرنا قادیانی معیشت کے گلے پر چھری چلانے مترادف ہے۔ کیونکہ شیزان ہی وہ شیطان ہے، جو شیطانی نبوت کو چلا رہا ہے۔

محبت ہے مجھ کو رحمان، قرآن اور صاحب قرآن سے

نفرت ہے، مجھے کو شیطان، شیزان، اور قادیان سے

شیطانی کمپنی کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تقریبات میں شیزان کی سپلائی فری مہیا کرتی ہے۔ عام برادری پر یہ احسان چڑھا کر اس کے عوض کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ہوشلوں اور کینٹینوں میں شیزان چلانے کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو شیزان پلا پلا کر لاکھوں روپے کمائے جاتے ہیں۔ کھیلوں کے میچوں، علمی و ادبی سیمیناروں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے پروگراموں کی اشتہار بازی کر کے شیزان کمپنی زبردست شہرت حاصل کر رہی ہے اور اس شہرت کی قوت سے اپنا کاروبار بڑھ رہی ہے۔ مجاہدین ختم نبوت متعلقہ اداروں سے فوری رابطہ قائم کریں اور مسلمانوں کو شیزان کمپنی کے بھیاک

س سے آگاہ کرتے ہوئے ان اداروں میں شیزان کا داخلہ ممنوع قرار دلائیں۔

قادیانیوں کی کلمہ مہم:

مسلمانوں کے پرزور مطالبے پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے قادیانیوں کو شعائر کے استعمال سے روکنے کے لئے 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے

”قادیانی گروپ یا لاہور گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بلا واسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا الفاظ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرقوم نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی ہی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مرتکب ہوگا۔“

لیکن قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے اپنے مکانات، اپنی دکانوں اور عبادت گاہوں پر کلمہ لے اور دیگر آیات قرآنی لکھتے ہیں، اور اپنے ناپاک سینوں پر بھی کلمہ طیبہ کے جج لگاتے ہیں۔ ختم نبوت کے پیروں سے گزارش ہے کہ ایسے قادیانی جنہوں نے اپنے پلید سینوں پر کلمہ طیبہ کے جج لگائے ہوں، انہیں لا کر حوالہ پولیس کریں۔ اور دفعہ C-295 کے مطابق مقدمہ درج کرائیں۔ جن قادیانیوں نے دکانوں، دکانوں، اور عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ یا کوئی قرآنی آیت لکھ رکھی ہو، وہاں علاقہ تھانہ میں ان کے خلاف زیر دفعہ C-295، C-298، رپورٹ درج کرائیں اور پولیس کے ذریعے ان مقامات سے کلمہ طیبہ ہٹوائیں اور اگر پولیس بہانہ بازی کرے تو فوراً عدالت میں مقدمہ دائر کریں۔ اس طرح اگر کوئی قادیانی اپنی عبادت گاہ میں اذان دے تو اس کے خلاف بھی کارروائی کرائیں۔

حلقہ وار تنظیمیں:

قادیانی ناسوروں نے اپنے انگریزی نبی کی انگریزی نبوت چلانے کے لئے حلقہ وار تنظیمیں قائم کر لی ہیں۔ اور ہر حلقہ کے لئے ایک مربی مقرر ہے، مجاہدین ختم نبوت کو چاہئے کہ وہ بھی ختم نبوت کی حلقہ وار تنظیمیں قائم کریں، دفتر ختم نبوت کا قیام عمل میں لائیں۔ قادیانی مربی کا مربہ بنانے کے لئے اپنا ایک ایمر مقرر کریں، دفتر ختم نبوت میں لائبریری کا قیام عمل میں لائیں، پورے علاقہ میں عقیدہ ختم نبوت کے پیمان موضوع پر جلسے منعقد کرائیں۔ لوگوں سے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرائیں۔ مسلمان، قادیانی

دوکانداروں سے سودا سلف نہ خریدیں اور مسلمان دوکاندار، قادیانیوں کو سودا سلف نہ دیں۔ اگر قادیانیوں کا اکثر علاقہ میں موجود ہو تو مسلمانوں کو منحوس کے پاس جانے سے روکیں۔ مسلمانوں کو قادیانیوں سے شادیوں اور دیگر تقریبات میں شامل نہ ہونے دیں۔ خیال رکھیں کہ کہیں کوئی مسلمان کسی قادیانی سے نام نہاد نماز جنازہ نہ پڑھے اور نہ ہی کوئی قادیانی آپ کے علاقہ کی کسی مسجد میں نماز پڑھے۔ ایسی صورت ہو تو اس مردود کو فوراً پکڑ کر حوالہ پولیس کریں۔ اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں کہ کہیں آپ کے علاقہ کی کوئی قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے کسی دفتر میں ملازمت تو نہیں کر رہا یا بیرون ملک ملازمت کر رہا ہے۔ ان امور پر توجہ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مدد میں قادیانیوں کو دن میں تارے اور رات کو سورج نظر آنے لگے گا اور انشاء اللہ ان میں سے تائب ہو کر مسلمان بھی ہو جائیں گے۔

قادیانی اور ملکی الیکشن:

1974ء میں قومی اسمبلی نے منتخب طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ لیکن قادیانیوں نے قومی اسمبلی کے اس تاریخ ساز فیصلے کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ وہ آج بھی آئین پاکستان کی بنیاد پر بغاوت کا اعلان کر رہے ہیں۔ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ بیانیہ طور پر غیر مسلم کہتے ہیں۔ دیگر غیر مسلم اقلیتوں (ہندو، عیسائی، پارسی وغیرہ) کو حکومت نے ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں نشستیں دی ہیں دوسری غیر مسلم اقلیتوں کے نمائندوں کو اپنی اپنی نشستوں کے لئے بڑے زور و شور سے الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرتے ہوئے آج تک الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ اور ان کی نشستیں بھی ہمیشہ خالی رہیں۔ لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ قادیانی ہمیشہ اپنے نام مسلم و وٹروں کی فہرست میں درج کرتے ہیں۔ ان کے پاس ایک بڑا موثر اور خطرناک ہتھیار ہے۔ جس سے وہ لادین سیاست دانوں سے اپنے دلوں کو سودا کر کے انہیں اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ ان سے مراعات حاصل کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر ان سے اپنے حق میں اخبارات میں بیانات چھپواتے رہتے ہیں۔ بعض قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے بطور امیدوار الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ ماضی میں ایسی بہت سی مثالیں سامنے آچکی ہیں۔

مجاہدین ختم نبوت کا فرض ہے کہ وہ الیکشن کے دنوں میں انتہائی مستعد رہیں۔ حالات و واقعات کی گہری نظر رکھیں۔ قادیانی نواز امیدواروں کے خلاف موثر مہم چلائیں۔ عوام سے قادیانی نواز جماعتوں کا بائیکاٹ کرائیں۔ اور جو قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے الیکشن میں حصہ لے رہا ہو اور

قادیانیوں نے اپنے نام مسلمان و وٹروں کی فہرست میں درج کرائے ہوں، ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں اور قادیانیوں کے اس خطرناک حربے کا قلع قمع کر دیں۔

رد قادیانیت کورس:

ملک میں فتنہ قادیانیت سے صحیح طور پر آگاہ افراد کی تعداد بہت کم ہے۔ اس افرادی کمی سے قادیانی خاصا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لہذا طلباء، وکلاء، علماء، سرکاری و غیر سرکاری ملازمین غرض کہ زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا چلتا پھرتا مبلغ بنانے کے لئے بریلوی مسلک کے ترجمان، عظیم عاشق رسول ﷺ، ہدایت رسول شاہ صاحب فیصل آباد گلبرگ میں اپنے مدرسے میں ہر سال دس روزہ رد قادیانیت کورس کرواتے ہیں۔ جس میں نامور علماء کرام قادیانیوں کی بھیا تک سازشوں اور فتنہ قادیانیت کے دیگر خطرناک منصوبوں سے آگاہ کرتے ہیں اور اس فتنہ کا محاسبہ کرنے کا فن سکھاتے ہیں۔ قیام و طعام کا فری بند و ست ہوتا ہے، مجاہدین ختم نبوت اپنے اپنے علاقہ سے زیادہ سے زیادہ احباب کو لے کر تشریف لائیں۔ خوب تربیت حاصل کریں اور وائیل کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام کی ڈیوٹی سنبھالیں۔

نو مسلم کے قبول اسلام کی تشہیر:

جو قادیانی بھی اسلام قبول کرے، اخبار و رسائل کی مدد سے اس کی خوب تشہیر کی جائے۔ اس کے اعزاز میں پارٹیوں کا اہتمام کیا جائے۔ ان پارٹیوں میں رد قادیانیت کے موضوع پر اس سے تقریریں کرائی جائیں۔ اس کی پریس کانفرنس کرائی جائے جس میں وہ قادیانیت پر لعنت بھیجے اور اسلام قبول کرنے کی وجوہات بیان کرے۔ اس سے قادیانیت ذلیل و خوار ہوگی اور انشاء اللہ بہت سے قادیانیوں کو یہ ہمت و حوصلہ ہوگا کہ وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو سکیں گے۔

ایڈیٹر کی ڈاک میں خطوط لکھے جائیں:

اخبارات، ذرائع ابلاغ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اخبارات کے صفحات سیاسی لیڈروں کی تصویروں، ان کے بیانات اور پریس کانفرنسوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں ادارتی صفحہ بھی بڑے بڑے لوگوں کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ لیکن "ایڈیٹر کی ڈاک" ایک ایسا سلسلہ ہے جس میں عوام اپنے مذہبی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی مسائل پر آواز اٹھاتے ہیں اور ایک عام آدمی کی آواز پورے ملک میں خواص و عوام تک پہنچ جاتی ہے۔ مسئلہ جس وزارت سے متعلق ہو، اس وزارت تک پہنچ جاتا ہے۔ مجاہدین ختم نبوت اس موثر ہتھیار کو فوراً استعمال میں لائیں اور مندرجہ بالا تجویز پڑھتے ہی "ایڈیٹر کی

ڈاک“ کے ذریعے حکومت کے سامنے قادیانیوں کے متعلق اپنے مطالبات پیش کریں۔ ملت اسلامیہ کے جذبات سے حکومت کو آگاہ کریں اور قادیانیوں کی شرانگیزیوں سے حکومت کو آشنا کریں۔ اخبار کے علاوہ ملک کے تمام مذہبی و سیاسی رسائل و جرائد میں یہ سلسلہ ”آپ کی، ڈاک“ آپ کے علماء ”” آپ نے لکھا“ وغیرہ وغیرہ کے عنوانوں سے قائم ہے آپ فوری طور پر ان رسائل و جرائد میں قادیانیت کے خلاف اپنے جذبات پیش کریں اور عوام و حکومت کو ان کی فتنہ سازانہوں سے ہوشیار کریں۔ آپ کے ایک روپیہ کا ڈاک ٹکٹ قادیانیت کی چولیس ہلا کر رکھ دے گا۔ انشاء اللہ۔ خود اس تحریر کو غلط بنائیے اور احباب کو اس کا رنگ کی دعوت دیجئے۔

چند مفید تجاویز:

عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ و تشہید اور عوام کو اس عقیدہ کی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے مجاہدینِ نبوت مندرج ذیل تجاویز پر عمل کریں۔ انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

- 1: ہر سال ختم نبوت کیلئے رشائع کیا جائے۔
2: ہر سال ختم نبوت ڈائری شائع کی جائے۔
3: مساجد میں جہاں دیگر آیات قرآنی و احادیث مقدسہ لکھی ہوئی ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہوئی قرآنی آیات اور احادیث مقدسہ جلی حروف میں لکھی جائیں۔
4: دینی مدارس اور سکولوں میں ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ کے چارٹ دیواروں پر لگائے جائیں۔
5: ختم نبوت کے موضوع پر آیات قرآنی اور احادیث رسول ﷺ کی بہترین شیلڈز بنوائی جائیں اور وہ گھروں میں لگائی جائیں۔
6: پنسلیں تیار کی جائیں جن پر لکھا ہو کہ ”قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے خمدار ہیں۔“
7: سکولوں اور کالجوں کے لئے ایسے سٹیکرز تیار کئے جائیں جن میں اوپر ختم نبوت یا رد قادیان کے بارے میں ایک بہترین جملہ تحریر ہو اور اس کے نیچے۔

نام۔۔۔۔۔ رول نمبر۔۔۔۔۔ کلاس۔۔۔۔۔ سکول۔۔۔۔۔ کی جگہ ہو۔

صدائے حق کی جرات سے تو زندہ کر زمانے کو
کہ تیرے ساتھ دنیا میں ہزاروں دل دھڑکتے ہیں

مسلمین! ثو!

ختم نبوت دین کی اساس ہے۔۔۔

ختم نبوت دین کی روح ہے۔۔۔

ختم نبوت دین کی آبرو ہے۔۔۔

مسلمانو! جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے!

وہ کلمہ طیبہ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کی توحید کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ اللہ کے قرآن کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ ناموس رسالت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ انبیائے سابقین کی صداقت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ فرشتہ وحی حضرت جبریل علیہ السلام کے امین ہونے کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مکہ مکرمہ کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ مدینہ منورہ کی عصمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ حج بیت اللہ کی عظمت کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ روضہ رسول ﷺ کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزتوں کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ الہیہت کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے۔

وہ ملت اسلام کے ایمان کا جو کھنڈار ہے۔

۱۱۱۱ امت کا نقب ہے۔

وہ اسلام کا فکر حجاز کا علمی دار ہے۔

وہ اکستان، کہ غلط نامی اور جھگڑائی پر حوالہ کا محافظ ہے۔

مطلوبہ: سرخاٹا، صاف شکر، نموا، لہذا اور اس کے لئے محاذ کبیر۔

وہ سب سے زیادہ اہم تھا کہ خطرات کا حال تھا کہ ان کا کام نہ تھا۔ نہ وہ اس قدر مغرب سے آئے۔

اور جو شخص تجھ کو ختم نہ کرے گا کام نہیں کرے گا۔ (عالم تمام اسلام عظیم) سے پہلو تم کرنا

ہے۔ نہ موڑتا ہے۔ بے رغبتی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ !!!

اے افراط اسلام! اٹھو! اللہ کے لئے۔ اللہ کے رسول کے لئے۔ اللہ کے دین کے لئے۔

جاگو۔ اور جگاؤ۔ اور قادیانیوں سے برسرِ پیکار ہو جاؤ۔

اسے میرے مسلمان بھائی! حضورِ سرورِ عالم ﷺ کا ایک فرمانِ خصوصی توجہ سے سنئے۔ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا۔

”جو لوگ منکر کو دیکھیں اور بدلے کی کوشش نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ برائی کرنے

والوں اور اس کے دیکھنے والوں کو ایک ہی عذاب میں لپیٹ لے۔“

مسلمانو! اس وقت روئے زمین پر قادیانیت سے بڑھ کر برائی کیا ہوگی۔ اور اس برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے لوگوں سے بڑھ کر مجرم کون ہوں گے۔

آؤ دیکھتے ہیں کہیں میں مجرم تو نہیں۔ کہیں آپ مجرم تو نہیں۔

آؤ جلدی سے اپنی شناخت پر پڑ کر تے ہیں۔

مبادا کہیں اللہ کے عذاب کی بجلیاں گڑک پڑیں۔

کہیں اللہ کے عذاب کے بادل شعلوں کی بارش برسا دیں۔

کہیں فرشتے زمین کے اس ٹکڑے کا شاکر آسمان پر لے جائیں اور پھر اسے نیچے پھینکیں۔

جلدی کیجئے۔۔۔ جلدی کیجئے۔

چو کھئے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو

جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے

مرزائی مربی اور سور کے گوشت کا لو تھرا:

ماسٹر خدا بخش، مونگیر سے ایک نکاح کے سلسلے میں الہ آباد گئے، واپسی پر باگی پور میں قیام کیا، رات کو خواب دیکھا، ایک عورت گوشت کا لو تھرا لئے کھڑی ہے، پوچھنے پر عورت نے کہا کہ: ”یہ سور کے گوشت کا لو تھرا ہے جو عبدالماجد مرزائی کے منہ پر مارنے کے لئے میں نے پکڑ رکھا ہے۔“ ان دنوں اس علاقے میں عبدالماجد مرزائی، مرزائیت کی ترویج میں مصروف کار تھا۔

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی

حضرات شعراء کے فیصلے

بِمَا خَاصَّكَ الرَّسُلُ الْمُبَارِكُ صِنْوَةٌ

صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ

حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

کہا جاتا ہے کہ ”الشعراء تلاميذ الرحمن“ شاعر حضرات رحمن کے شاگرد ہوتے ہیں، ہماری نظر میں عربی بھی دراصل وہی قابلِ قدر ہے جس میں کوئی پیغام پوشیدہ ہے۔ محض لب و لسان کی باتیں تو دنیا کی بات کا باعث ہو سکتی ہیں، قوم و ملت کی بیداری کا پیش خیمہ نہیں۔ جب ملت اسلامیہ مختلف ادوار میں اس کا شکار ہوئی تو شاعری کی مقصدیت و افادیت سے آشنا اور اس نعمت سے مالا مال لوگوں نے اپنے ان کلام سے مردہ تنوں میں روح پھونک دی، ان کے رقت اثر لفظوں نے صور اسرافیل کا کام دکھایا، کیا مولانا رومی، مولانا جامی، شیخ سعدی، حافظ شیرازی کی مہجریاں کو فراموش کر سکتا ہے، کیا اقبال و مرثیہ و زمزمہ پر دازیاں ختم ہونے والی چیزیں ہیں، جب برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے سبز قدم آئے تو انہوں نے ایمانیانِ ہند کے جسم کو بھی نہیں روح کو بھی تسخیر کرنا شروع کر دیا، ان کی خودی اور عزت ملی کو چیلنج کرنے لگے، مسلمان بدل رہے تھے، تہذیب بدل رہی تھی، تمدن بدل رہا تھا، لباس و ان میں تبدیلی آرہی تھی، عقیدوں میں تغیر آرہا تھا۔ انہوں نے غلامانِ اسلام کو اپنا غلام بنانے کے لئے لی مجاذ کھول رکھے تھے، اس دھشتاک ماحول میں چند شعراء نے اسلام نے اپنے کلام، بیان سے ملت کے مروقِ مردہ میں جان ڈال دی، حضرت اکبر اللہ آبادی رحمہ اللہ، حضرت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ، حضرت مرعلی خان رحمہ اللہ اور حضرت حفیظ جالندھری رحمہ اللہ جیسے ملی شاعروں کا نام آفتابِ شہر کی طرح روشن ہے۔

آج بھی غیر مذہبی تمدن عام ہے۔ انگریز جانے کے باوجود ہمارے فکر و شعور میں پروان چڑھ رہا ہے۔ نئی نسل اس کی عادات و خصائص کی دلدادہ نظر آتی ہے۔ اس کی تہذیب کے گہرے اثرات لوگوں کی دل پر نقش ہو رہے ہیں۔ افسوس اسلام، اپنے چھین اسلامی ملکوں میں ایک پردہ کی زندگی گزار رہا

ہے۔ بڑے بڑے مذہبی گھرانوں کی اولاد بے راہروی کا شکار ہو رہی ہے، دنیا داروں کا ذکر ہی کیا؟ ان حالات سے قادیانی رہزن خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں، کاش ٹی وی کے ہوش رہا مناظر جان چھڑا کر کوئی ان ملی شاعروں کے کلام و بیان سے روشنی مانتے، ہم کتنی عجیب بات لکھ رہے ہیں ان کے پاس تو قرآن پڑھنے کے لئے وقت نہیں ظفر و اقبال کے دیوان کون پڑھے، یہ پوری قوم گمراہ ہے۔

اس باب میں چند شہرہ آفاق شعراء کا ایمان افروز اور شیطان سوز کلام پیش کیا جاتا ہے، شاید ان دلوں سے نکلنے والی کوئی آواز، کسی کے مضرب دل پہ ٹھوکر لگا کر سوئے ہوئے نعمات جاں کو بیدار کر دے اور اس میں احساس زیاں کی ککک نمودار ہو جائے۔ اس باب میں ان اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں حضور ﷺ کی ختم نبوت کا بالخصوص ذکر پاک موجود ہے۔ چند بزرگ صوفیہ کا کلام بھی اس مضمون پر شامل تحریر ہے۔ پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حضرت امام زین العابدینؑ:

قرآنہ برہاننا فسبحنا لا دیان مضت
اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم
ان کا قرآن ہمارے لئے دلیل کا حل ہے۔ جس نے سابقہ ادیان کو منسوخ کر دیا۔ اس کے احکام آئے تو پچھلے صحائف معدوم ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی
بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا نور اول کا جلوہ ہمارا نبی
مجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
قرون بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

علامہ محمد اقبال:

ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لئے ہمیز
اس کے نفس کرم کی تاثیر ہے ایسی ہو جاتی ہے خاک چنستان شراب آمیز
اس مرد خود آگاہ و خدا مست کی محبت دیتی ہے گداؤں کو شکوہ جم و پردیز

مکالم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صؤرت چنگیز

مولانا ظفر علی خان:

اکملت لکم پڑھ کے زبان عربی میں ظنی و بروزی کی نبوت کو منادوں
ہے جن کو محمد کی مساوات کا دعویٰ مہوہ جہنم کی وعید ان کو سنا دوں
کچھ فرق بروز اور تاسخ میں نہیں ہے انکار ہو جن کو انہیں اقرار کرادوں
اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت
میں اس کے لئے راہ میں آنکھوں کو بچا دوں

اکبر الہ آبادی:

ابھرے ہیں عیب ان کے اور خوبیاں دہلی ہیں
بے دین اگر نہیں ہیں تو شیخ جی غنی ہیں
اپنی ہوس کے آگے ملت کو چھوڑ بھاگے
اور کہہ دیا کہ ہم تو اس عہد کے نبی ہیں

جناب شورش کاشمیری:

طاعت رب العلیٰ عشق محمد مصطفیٰ رہروان دین پیغمبر کی بنیادیں ہیں دو
بیسوا کا عارض گلگوں ہے زعم سلطنت دامن فرمان روائی خون ناحق سے نہ ڈھو
سید الکونین کی پہنکار اس ملعون پر
جس کے دل میں ہے نبوت کا تصور گوگل

جناب علی اصغر چشتی:

آجھ کو بتاؤں کہ بہت خوار ہے مرزا ابلیس کے پھندے میں گرفتار ہے مرزا
فرعون کو جس نفس نے دریا میں ڈبوایا اس نفس خبیثہ کا پرستار ہے مرزا
شیطان کی غلامی میں ملی جس کو نبوت رسوائے زمانہ وہ سید کار ہے مرزا
گر گھٹ کی طرح رنگ بدلنا پڑا جس کو پھر بھی رہا ناکام وہ مکار ہے مرزا
ساقی نے دیئے جام جو چشتی کو مسلسل
پی پی کے کہا اس نے کہ مردار ہے مرزا

جناب منتظر درانی:

وہ کاذب ہے کذب ہے جھوٹا بھی ہے وہ چھوٹا ہے مہدی وہ شیطان جلی ہے
کبھی ہے بروزی کبھی ہے وہ غلی حقیقت میں انگریز کا ہے مصلی
سیلہ طلیحہ کا ہے وہ برادر وہ دریائے کذب و ریا کا شادور
وہ بیگم محمدی پہ مرہتا رہا ہے سدا اس کی فرقت میں جلتا رہا ہے
فقط پٹی پٹی ہے پیغام اس کا جہنم کے ماتھے پہ ہے نام اس کا

جناب عارف صحرائی:

پالا پڑا ہے فتنوں سے امت کو جس قدر
دیں گے خلاف برپا کیا سب ہی نے غدر
اس حد تک نہ کوئی بھی بڑھ پایا آج تک
فتنہ ہے قادیان کا سب سے عجیب تر
برطانوی نبی تیری پرواز خوب ہے
دیں میں نقب لگائی ہے ایمان لوٹ کر
الحادی بنیاد کو ڈھانے کا عزم ہے
ربوہ وقادیان ہویا ہو کوئی نگر

جناب ناشر حجازی:

ترے ہی واسطے حق نے کئے ہیں بحر و بر پیدا
ستارے اور قمر پیدا، گلستاں اور شجر پیدا
فدا ہے جان میری عظمت ختم نبوت پر
کچل دوں گا خلاف اس کے، کہیں ہو فتنہ گر پیدا
کیا انگریز نے تھا دامن ملت کو صد پارہ
خدا کے فضل سے اب ہو رہے ہیں بخیہ گر پیدا
شہیدان وفا کا خون ضائع ہو نہیں سکتا
کہ ملت کے صدف میں ہو رہے ہیں پھر گہر پیدا

جناب فیروز فتح آبادی:

نبی کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایمان ہے
سرِ مقل بھی ان کا ذکر کرنا عین ایمان ہے
ڈراتا ہے ہمیں دار و دین سے کیوں ارے ناداں
نبی کے عشق میں سولی پہ چڑھنا عین ایمان ہے
جو فتنہ ملت بیضا کی بنیادوں سے گرائے
میرے نزدیک اس کا سر پکھنا عین ایمان ہے
چلا ہوں سوئے مقل پھر لگائے جان کی بازی
تقاسے مسکراتے کھیل جانا عین ایمان ہے

جناب ازہر درانی:

حشر تک ماتم کر گئی زمین قادیان کیوں لپا تو نے جہنم اس پر عین قادیان
فتنہ دجال جس کی تو نے رکھی تھی بنا اس کا مٹن بن رہی ہے لب زمین قادیان
جاگ اٹھے ہیں پاسان دین ختم المرسلین
اب منا کر چین لیں گے جگ سے دین قادیان

جناب مظفر وارثی:

اظہار میں باطن کی حقیقت نہیں ہوتی
مرزائی کا دل ہوتا ہے صورت نہیں ہوتی
آئین کی رو سے مسلمان نہیں ہیں
تاویل کی محتاج شریعت نہیں ہوتی
مرعوب کسی دعوے سے ہوتا نہیں قانون
انصاف کی آواز میں کفایت نہیں ہوتی
چپ رہتا مظفر تو گنہگار ٹھہرتا
سچ کہنے سے تو بین عدالت نہیں ہوتی

مولانا نظامی گنجدوی:

کلف نیا کہ علم پیش برو ختم نبوت محمد سپرد

پروفیسر محمد حسین آسی:

شاہ کوئین شہنشاہ رسالت بھی ہیں
فاتح و خاتم ادوار نبوت بھی ہیں
نائب حضرت حق، مالک دین و دنیا
خازن قاسم ہر دولت و نعمت بھی ہیں
وجہ تخلیق ہیں یہ خولجہ لولاک لما
جان مخلوق بھی ہیں، شان ہدایت بھی ہیں
ان کے دربار سے کوئی نہیں خالی پھرتا
مرجع خلق بھی، معیار بھی، رحمت بھی ہیں

غلام مصطفیٰ مجددی:

نبی اعظم، رسول آخر محمد، احمد، شفیع و حاشر
تمام جس پر ہوئی نبوت وہ خاتمیت کا کنز ظاہر
وہ آئینہ جمال مولا وہ جلوۂ اختیار قادر
جو منکر ختم مرسلین ہے جہان محشر میں ہوگا خاسر
مجھے لحد کی سزا کا غم کیا میرا نبی ہے جو میرا ناصر
اسی کی آمد کے منتظر تھے قیام ہستی کے سب مظاہر
اسی کی خوشبو سے کھل رہے ہیں زمانے بھر کے حسین مناظر
وہ جس کے نطق دیباں سے سبے یہودی، کاہن، مجوسی، ساحر
غلام کیوں کر بیاں کریں گے

ثنائے خولجہ ہے حد سے باہر

میاں محمد بخش جھلمی:

نور محمد روشن آہا آدم جدوں نہ ہویا
موسیٰ خضر نقیب انہاندے اگے بھجن راہی
اول آخر، دویں پاسے اوہو مل کھلا
اوہ سلطان محمد والی مرسل ہو رہا

جناب ماهر القادری:

رسول مجتبیٰ کہئے محمد مصطفیٰ کہئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اسکے بعد کیا کہئے
شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہئے
محمد کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا
اسی کو ابتدا کہئے اسی کو انتہا کہئے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم:

رخشدہ ترے حسن سے زخار یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایمان کی جبین ہے
چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتم دوراں کا درخشدہ نکلیں ہے

جناب جلیل نقوی:

میری جانب بھی ہواک نگاہ کرم اے شفیع الوری خاتم الانبیاء
آپ نور ازل، آپ شمع حرم آپ شمس الضحیٰ خاتم الانبیاء
اے رسول خدا، خاتم الانبیاء
رہبر حق نما، خاتم الانبیاء

خواجہ غلام دستگیر قصوری:

مشہور صوفی، بے مثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف، سنیوں کے مناظر
بے بدل، خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں؟ آپ کی کتاب
”تقدیس الوکیل“ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ آپ نے فقہ مرزائیت کی تردید میں
بھی عربی زبان میں ایک مایہ ناز کتاب لکھی تھی، جس کا جواب مرزائی حلقے آج تک
نہیں دے سکے۔

کی۔

خانہ احوال کے مولانا محمد حنیف اختر اپنی کتاب ”مکملہ فقاریہ“ مطبوعہ اولیس بک سٹال میں لکھتے ہیں۔

ہیں۔

”جسٹس منیر اکوٹری رپورٹ صفحہ 97 میں تحریر موجود ہے کہ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلی قرارداد مسلم کی صوبائی کونسل کے اجلاس میں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب نے پیش کی تھی۔“

1952ء میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ اجلاس میں آپ نے جو قرارداد پیش کی۔ اس قرارداد میں مسلم لیگی اکابرین سے کہا گیا تھا کہ وہ قادیانیت کے مضمرات اور ان کی اسلام دشمن کاوشوں سے باز رہیں اور انگریز کے پیدا کئے ہوئے اس فتنے کے استحصال کے لئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ اس قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہو تو ہمیں عظمت رسول ﷺ کو ہر پہلو سے مقدم رکھنا ہوگا۔ ”اسلام“ حضرت ﷺ کی ذات اقدس سے عبارت ہے اور آپ کی ختم نبوت کا مسئلہ مل کے بغیر ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ممکن نہیں ہے۔

1953ء میں سیالکوٹ کے ایک مضافاتی علاقے ”ملکے کلاں“ میں مرزا یوں کا کافی دور تھا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ علاقہ مرزائی اٹھیٹ بنا ہوا تھا اور یہاں پر مرزا قادیانی کو ”حضرت صاحب“ کے علاوہ پکارنا جرم تھا۔

حضور غزالی زماں کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ آپ نے اس علاقہ کی ایک چھوٹی سی مسجد میں ”جلسہ ختم نبوت“ رکھوایا جس میں خطاب کرنے کے لئے آپ خود تشریف لے گئے۔ جلسہ میں مقامی علماء میں سے ایک مولانا صاحب نے تقریر شروع کی تو ایک مرزائی چوہدری ریو اور اٹھائے جلسہ کا بیخ کن کیا اور ریو اور تان کر کہا۔ مولوی صاحب جو تقریر کرنا چاہو کر لو لیکن ہمارے ”حضرت صاحب“ کے خلاف کوئی بات نہ کرنا ورنہ تمہارا سیدہ گولیوں سے چھلکی کر دوں گا۔ وہ مرزائی چوہدری علاقے میں ایک مشہور بد معاش کے طور پر مانا جاتا تھا۔ اس نے جب بھرے مجمع میں یہ منہ کی بات تقریر کرنے والے مولانا صاحب کی قوت گویائی جواب دے گئی اور وہ ادھر ادھر کی باتوں سے مجمع کو بھلانے لگا۔

حضور غزالی زماں نے جب یہ منظر دیکھا تو برداشت نہ کر سکے اور مولانا کی تقریر بند کرانے کے لئے مجمع پر تشریف لائے اور مختصر عربی خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ

”مسلمانو! پورے ہوش و حواس کے ساتھ سنو۔ یہ میرے اور آپ کے ایمان کا مسئلہ ہے۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو شخص بھی حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا

تحفظ ختم نبوت کی قانونی جنگ کے مجاہد اول

حضرت امام احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ

بابائے فلسفہ بیانی مرزا غلام قادیانی آنجناب کی دعوائے نبوت کے ساتھ ہی اہل اسلام کے شدید زہانی و قلبی رد شروع کر دیا تھا اور اس عمل میں تمام چھوٹے بڑے مسلم رہنما شامل تھے خاص طور پر پیش میں امام احمد رضا اور ان کے بڑے بیٹے مولانا حامد رضا، مشرقی پنجاب میں مولانا نواسہ احمد رضا، مغربی پنجاب میں مولانا غلام قادری بھیروی اور شمالی پنجاب میں سید محمد علی شاہ گولڑوی۔ قیام پاکستان سے قبل یہ نظریاتی جنگ مناظروں کتابوں رسائل اور اخبارات کے محاذ پر لڑ رہی تھی۔ حضرت امام احمد سعید کاظمی امر دہ سے پڑھ کر نئے نئے فارغ ہوئے تھے اور اسلام کے یہ مبلغ تھے اس دور میں آپ ایک ہندو پنڈت سے ”سات جنم“ کے موضوع پر مناظرہ جیت کر شہرت حاصل کر چکے تھے۔ ایک روز آپ قادیان جا پہنچے اور قادیانیوں کے مبلغین سے مناظرہ کر کے انہیں ان میں شکست سے دوچار فرمایا۔

قیام پاکستان کے بعد قانونی محاذ پر تحفظ ختم نبوت کی جنگ حضرت امام احمد سعید کاظمی نے لڑی کی۔ جبکہ آپ پاکستان مسلم لیگ صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ 1952ء کو مسلم لیگ صوبہ کونسل کے اجلاس میں آپ نے یہ مسئلہ اٹھایا اور بڑی شد و دیکھا تھا یہ قرارداد منظور کرائی کہ قادیانیوں کا فرزند قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

یہی وہ نقطہ آغاز تھا جس کی بناء پر اہل سیاست و حکومت تک یہ موثر آواز پہنچی اور بالآخر 1974ء کی جدوجہد کے بعد 1974ء میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے کافر اور مرتد قرار دیا۔ قومی اسمبلی میں یہ تحریک مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے پیش کی اور ہماری اکثریت سے حمایت کرائی۔ البتہ غلام غوث ہزاروی اور عبدالحق (جمیعت علمائے اسلام) نے اس قرارداد کی تائید دے دی۔

دعویٰ کرے وہ کافر، مرتد اور بے ایمان ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی بھی کافر اور مرتد ہے اور جو اس کو کافر مرتد نہ سمجھے وہ بھی کافر اور قطعی کافر ہے۔ اس عقیدے کے بیان کرنے پر چودھری مجھے گولی مارنا چاہتا ہے تو احمد سعید کاظمی کا سینہ حاضر ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنی قمیض کے بٹن کھولے اور فرمایا ”مار گولی“ میں دیکھتا ہوں کہ تو کتنا بہادر ہے۔ تیرا گردن بہت بزدل تھا تو کہاں سے بہادر نکل آیا ہے۔ تیرا مرزا غیبت انگریز کا پھو اور اس کا ٹوڈی تھا۔ تم بھی اس کے ٹوڈی ہو۔ انگریز کے جوتے چاٹ کر دنیا بناتے اور ایمان منواتے ہو۔“

پھر عوام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ

”کیا ہم ٹوڈی اور انگریزی نمی کو مانیں؟ حاضرین بولے نہیں نہیں۔“

پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ہمارے آقا و رسولی ﷺ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے آخری نمی ہیں۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب اور بے ایمان ہے۔ مسلمانو! اپنے ایمانوں کو بچاؤ۔

حضور امام اہلسنت کاظمی سرکار نے جس جرأت سے یہ تقریر فرمائی یہ صرف آپ ہی کی شان میں ورنہ ایسے موقعوں پر بڑوں بڑوں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں۔ آپ جب دلائل و براہین کے ساتھ مرزائیوں پر برسنے لگے تو اس مرزائی چودھری کے ہاتھ لٹک گئے اور لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کی ساری چودھراہٹ خاک میں ملا دی۔

حضرت امام کاظمی کے خطاب کی تاثیر سے کئی مرزائی آپ کے دست اقدس پر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اب اس علاقے میں کوئی مرزائی نظر نہیں آتا۔

(بھکرپور، روزنامہ نوائے وقت لاہور 8 جولائی 2008ء)

پیر ظہور شاہ سجادہ نشین جلال پور جٹاں:

پیر ظہور شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلال پور جٹاں، ضلع گجرات کے سجادہ نشین تھے، آپ شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے، فقہ مرزائیت کی تردید میں آپ نے ایک کتاب ”تہذیب و ادبی برسر دجال قادیانی“ لکھی تھی۔

محمد متین خالد

قادیانیوں کی شرعی حیثیت

اور ان کا مکمل بائیکاٹ

ہمارے ہاں بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ درست ہے کہ قادیانی غیر مسلم اور کافر ہیں۔ لیکن دنیا میں غیر مسلم اور کافر تو اور بھی ہیں۔ مثلاً یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو، پارسی، بہائی وغیرہ۔ لیکن صرف قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کی مہم چلائی جاتی ہے۔ آخر کیوں؟

اس سوال کا جواب عرض کرنے سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ کفار کی چار مشہور اقسام ہیں۔

- 1- عام کافر: ایسا شخص جو اعلانیہ کافر ہو، اسے عام کافر یا مطلق کافر کہتے ہیں۔ اس میں یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو، پارسی وغیرہ سب داخل ہیں۔ ایسے کافر کھلے عام علانیہ اپنے کفر کا اظہار کرتے ہیں۔ کفر ہر حال میں کفر ہے۔ یہ اسلام کی مکمل ضد ہے۔ دنیا کے تمام کافر اپنے کفر پر اسلام کا لبیل نہیں لگاتے۔ وہ لوگوں کے سامنے اپنے کفر کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کرتے، بلکہ ان کے مذاہب کی اپنی الگ الگ پہچان ہے اور ان کے شعائر اور عقائد بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔

- 2- منافق: ایسا شخص جو زبان سے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہتا ہے مگر اپنے دل کے اندر کفر کو چھپاتا ہے، ایسے شخص کو منافق کہتے ہیں۔ منافق کا کفر عام کافر سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس نے کفر اور جھوٹ کو جمع کیا۔ منافق بہت خطرناک ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی بھی وقت دھوکہ دے کر اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ معروف منافق عبداللہ بن ابی کاردار کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

- 3- مرتد: ایسا شخص جو دین اسلام میں داخل ہو کر پھر اسے چھوڑ دے اور کفر اختیار کر لے یا کسی اور مذہب (کتابی یا غیر کتابی) میں داخل ہو جائے، اسے مرتد کہتے ہیں۔

مرتد کے بارے میں حکم ہے کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے، اسلام کے بارے میں اس کے ذہن میں کوئی شک و شبہ یا الجھن ہو تو اسے دور کیا جائے۔ اگر وہ نہ مانے تو اسے 3 دن تک قید میں رکھا جائے

اور ہر ممکن طریقے سے اسے سمجھایا جائے۔ اس دوران میں اگر وہ واپس اسلام کی طرف لوٹ آئے ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ تمام مذاہب، ملکوں، حکومتوں اور قوانین میں باغی کی سزا موت ہے۔ اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے، اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے۔ لیکن اسلام نے اس میں بھی رعایت دی ہے۔ حکومتیں باغیوں کو کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں دیتی۔ گرفتار ہونے کے بعد اگر جرم ثابت ہو جائے تو حکومت اپنے باغی کو فوری طور پر سزائے موت دے دیتی ہیں۔ وہ ہزار معافی مانگے، توبہ کرے، قسمیں اٹھائے کہ آئندہ ایسا ارتکاب نہیں کروں گا، ساری عمر حکومت کا وفادار رہوں گا، اچھے شہری کی طرح زندگی بسر کروں گا۔ مگر حکومت ایک نہیں سنتی اور اس کی معافی ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے۔ مگر اسلام میں اتنی رعایت ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس کو تلقین کی جاتی ہے کہ توبہ کر لے، معافی مانگ لے تو سزا سے بچ جائے گا۔ افسوس ہے کہ پھر بھی اسلام میں مرتد کی سزا اعتراض کیا جاتا ہے۔

مرتد کے واجب القتل ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ فقہاء کے نزدیک زوجین میں سے ایک مرتد ہو جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر میاں بیوی علیحدگی اختیار نہ کریں اور اس دوران میں اگر کوئی اولاد پیدا ہو جائے تو وہ ولد الحرام ہوگی۔ مرتد کا ذبیحہ حلال نہیں بلکہ مردار ہے، خواہ وہ اہل کتاب کے مذہب میں داخل ہوا ہو یا کسی اور مذہب میں۔ ارتداد سے نکاح، ذبیحہ، گواہی اور وراثت وغیرہ باطل ہو جاتی ہے۔ فقہاء کے نزدیک مرتد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کی لاش کو گھسیٹتے ہوئے کتے کی طرح کسی گھرے میں ڈال دیا جائے۔

4۔ زندیق: ایسا شخص جو بظاہر تو اسلام کو اختیار کیے ہوئے ہو لیکن باطن میں عقائد کفر رکھتا ہو اور باطل تاویلات سے انہیں عقائد اسلام قرار دیتا ہو یا اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو۔ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرنے کے باوجود کافرانہ عقائد رکھتا ہو یا قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ یا صحابہ کرامؓ کے ارشادات کو توڑ موڑ کر باطل تاویلات کر کے اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہو یا اسلام کے عقائد متواترہ میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرتا ہو یا تبدیل کرتا ہو یا شرعی اصلاحات والفاظ تو نہ بدلے لیکن ان کے اجماعی اور متفق علیہ مفہوم کو بدل دے۔ مثلاً ختم نبوت نزول مسیح، معراج اور جہاد کا انکار تو نہ کرے لیکن ان کے اجماعی مفہوم کو بدل کر نئے مفہوم اور مطالب بیان کرے، اسے زندیق کہتے ہیں۔

زندیق کا معاملہ مرتد سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ زندیق کی توبہ قبول نہیں کیونکہ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ اس کے باطن میں سازش پوشیدہ ہے، اس پر سزائے موت لازماً جاری کی جائے گی

واہ ہزار بار توبہ کرے۔ جیسے زنا کی سزا توبہ سے معاف نہیں ہوتی بلکہ ہر حال میں اس پر سزا جاری کی جاتی ہے۔ اسی طرح زندیق کی سزا توبہ سے معاف نہیں ہوگی، اس پر سزائے موت لازماً جاری کی جائے گی کیونکہ اس نے زندگی کے جرم کا ارتکاب کیا ہے یعنی اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال سے واضح کیا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں شراب حرام ہے۔ اس کا پینا، بنانا یا خرید و فروخت کرنا ممنوع ہے۔ اب کوئی شخص شراب فروخت کرتا ہے تو وہ ایک جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایک دوسرا شخص شراب بیچتا ہے لیکن اس نے شراب کی بوتل پر آب زم زم کا لیبل لگایا ہوا ہے۔ اس کا یہ جرم پہلے شخص سے ہزار گنا زیادہ ناقابل معافی ہے۔ اس طرح شریعت میں خنزیر حرام اور نجس اُمین ہے۔ اس کا گوشت فروخت کرنا، خریدنا، کھانا قطعی حرام ہے۔ اب اگر کوئی آدمی خنزیر کا گوشت فروخت کرتا ہے اور صاف صاف کہتا ہے کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے، جس کو لیتا ہے، لے، جو نہیں خریدنا چاہتا، وہ نہ لے۔ یہ شخص خنزیر کا گوشت بیچنے کا مجرم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خنزیر کے گوشت کو بکرے کا گوشت کہہ کر فروخت کرتا ہے تو اس کا جرم پہلے شخص کے جرم سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ دونوں مجرم ہیں۔ لیکن دونوں کے جرم کی نوعیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک حرام کو بیچتا ہے حرام کے نام سے جس سے کوئی دھوکہ نہیں۔ ایک حرام کو فروخت کرتا ہے حلال کے نام سے جس سے ہر شخص آسانی سے دھوکہ کھا سکتا ہے۔ بالکل یہی فرق، یہودیوں، عیسائیوں، سکھوں اور ہندوؤں کا قادیانیوں سے ہے۔ یہودی، عیسائی، سکھ اور ہندو وغیرہ اپنے کفر کو کفر کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن قادیانی اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنا چاہتا ہے۔ لہذا اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قادیانی زندیق ہیں کیونکہ یہ لوگ بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ کا صحابہ کرامؓ، ائمہ، روزہ سے ظاہری وابستگی ظاہر کرتے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی قادیانی لاکھ دعویٰ کرے کہ وہ مرتد قادیانی کو نبی نہیں مانتا بلکہ مصلح، ہادی یا امام مانتا ہے تو ایسی صورت میں بھی اسے زندیق سمجھا جائے گا کیونکہ اس نے ایک کذاب مدعی نبوت اور مفتی کو مصلح اور ہادی مانا ہے۔ فقہاء کے نزدیک جو شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی مدعی نبوت کو نبی، پیغمبر، مصلح، مجدد، راہبر حجتی کہ مسلمان تسلیم کرے، اس کا بھی وہی علم ہے جو خود مدعی نبوت کا ہے۔

علماء و فقہاء کے نزدیک قادیانی زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہتے ہیں۔ شریعت میں زندیق واجب القتل ہے۔ زندیق، مرتد سے بھی زیادہ بدتر اور سنگین ہے۔ کیونکہ مرتد توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ قبول ہے۔ لیکن زندیق کی توبہ قبول نہیں۔ مرتد کی اولاد کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ جس نے خود ارتداد اختیار کیا، وہ اصلی مرتد ہے، اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا

اور اگر وہ اسلام نہ لائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ مرتد والدین کی صلیبی اولاد والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد کہلاتی ہے، اس لئے ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کو بھی اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ جیسے ضرب کی سزا دی جائے گی۔ تیسری پشت میں مرتد کی اولاد پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوتے، بلکہ عام کافر کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی سوشلسٹس بھی بدل جائیں تو اس کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا۔ سادہ کافر کا حکم نہیں ہوگا، کیونکہ ان کا جو جرم ہے، یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا، یہ جرم ان کی آئندہ نسلوں میں آجاتا ہے۔

الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں، خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں، یا وہ "پیدائشی احمدی" ہوں یعنی قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو ورثے میں ملا ہو تو ان سب کا ایک ہی کفر ہے یعنی مرتد اور زندیق کا۔ کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کا نام دتے ہیں اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہوا یا پیدائشی قادیانی ہو۔ اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے، بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

جو شخص اسلام چھوڑ کر قادیانی مذہب اختیار کر لے، وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

اس کی صلیبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے اور زندیق بھی۔

اس کی اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق ہے، چاہے ہزار نسلیں ہوں۔ سب زندیق ہیں۔

مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے ہر قسم کے معاشی و معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم کو اپنے ظاہر پر رکھنا لازم اور ضروری ہے۔ اس میں ہر تاویل، باطل، گئی جو تاویل کرنے والے کو کفر سے نہیں بچا سکتی۔ قادیانی مذہب کی تمام تر بنیاد تاویلات پر ہے۔ مراد الٹریچر کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ یہ گروہ باطل میں باطنی جیسے باطل پرست فرقہ سے بھی دو قدم آگے ہے۔ قادیانیوں کے عقائد اور اس پر ان کی تاویلات سراسر زندیق ہیں۔ فقہاء کے نزدیک اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے شعائر اسلام کی پابندی بھی دکھائے لیکن ضروریات دین (مثلاً عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جہاد وغیرہ) کے

خلاف عقائد رکھتا ہو تو وہ زندیق ہے۔ یا بعض ضروریات دین کی ایسی من مان تاویل کرے جو صحابہ کرام، تابعین اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہو تو ایسا شخص شریعت میں زندیق ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ بے شک حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد ظلی یا بدوئی ہی آسکتا ہے۔

چاروں آئمہ اس بات پر متفق ہیں کہ زندیق واجب القتل ہے۔ اس لیے کہ اس کی توبہ کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ ایک دفعہ ہارون الرشید کے سامنے ایک زندیق پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے امام ابو یوسف کو اس سے مناظرہ کرنے کیلئے دربار میں طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ اس سے مکالمہ و مناظرہ کریں۔ امام ابو یوسف نے خلیفہ سے کہا: "اے امیر المومنین! دیر نہ کیجئے، تلوار منگوائے اور ابھی اس کا سر قلم کیجئے۔ یہ زندیق ہے، مرتد نہیں کہ اس کو مناظرہ سے سمجھایا جائے۔ اس زندیق کا ایک لمحہ بھی زندہ رہنا اسلام کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

(تاریخ بغداد از خطیب ابو بکر ج 14 ص 253)

امام الانبیاء، سید الکونین حضرت محمد ﷺ "فداہی وائی" کی ختم نبوت پر غیر متزلزل اور پختہ ایمان کسی آدمی کے مومن ہونے کیلئے لازم شرط ہے۔ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریفی، غیر تشریفی، ظلی، بدوئی یا غیاہی نہیں آئے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور آپ ﷺ خاتم النبیین، یعنی آخر الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کو تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کے بعد آخری نبی ماننا ضروریات دین اور عقائد اسلام میں سے ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر و ضلالت ہے۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔ قرآن مجید کی ایک سورت زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان "عقیدہ ختم نبوت" کہلاتا ہے۔

ختم نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شک و شبہات کا ذرا سا بھی رشتہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اول نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ

”دعویٰ النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر یا اجماع“

”یعنی ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع امت کفر ہے۔“

مفکرین ختم نبوت قادیانیوں کے تمام عقائد و نظریات زنادقہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ صفحہ کی قلت کے پیش نظر ان کے صرف چند زندقانہ عناصر درج کیے جاتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے آپ کو اندازہ لگا لیں کہ قادیانی، دیگر کافروں سے کتنے زیادہ خطرناک اور مہلک ہیں۔

قادیانی زنادقہ نمبر 1: مرزا قادیانی محمد رسول اللہ ہے (نعوذ باللہ)

قادیانیوں کا سب سے بڑا زندقانہ عقیدہ یہ ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت آنجہاں مرزا قادیانی بذاتِ محمد رسول اللہ ہے۔ (نعوذ باللہ) اس سلسلہ میں مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے:

”پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رجاء یفهم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا قادیانی)

”میں آدم ہوں میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 521، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا بیٹا اپنے باپ کے دعویٰ ”محمد رسول اللہ“ کی تشریح ان الفاظ میں کرتا ہے:

”اور چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریم ﷺ میں کوئی دوئی (فرق) باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صارو جودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تا کہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا

کرے جو اس نے خورین منهم لما یلحقوا بہم میں فرمایا تھا۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 104، 105، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ ﷺ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ غلطی نبی کہلائے پس غلطی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو پہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صارو جودی وجودہ نیز من فرق نبی و دین المعطی فاعرفنی و ماریہ اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین مفہم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود خود محمد ﷺ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کیلئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد ﷺ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 158، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”گویا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے معانی قادیانیوں کے نزدیک ”لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ“ ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا کہ مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے۔ لہذا ہم مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ مان کر یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں نیا کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں۔

مرزا قادیانی کا ایک خاص مرید قاضی ظہور الدین اکمل مرزا قادیانی کی شان میں ایک نظم لکھتے ہوئے اپنا یہ عقیدہ اس طرح واضح کرتا ہے۔

غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکان اس کا ہے گویا لا مکان میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
مخبر دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)
جب اس دلخراش قصیدہ پر اعتراض ہوا تو قادیانی قیادت نے جلتی پرتیل کی طرح جو جواب دیا
نہایت افسوسناک ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

”یہ وہ نظم ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت
میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر
1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی۔ پس حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے
اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا
پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفان کا ثبوت دے۔“

(اخبار روزنامہ ”الفضل“ 23 اگست 1944ء ص 8)
قادیانیوں سے سوال کرنا چاہیے کہ کیا صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، امت مسلمہ کے مفسرین
محدثین، بزرگان دین، اکابرین بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم حضرت محمد
ﷺ کو قادیان میں دوبارہ مبعوث کرے گا؟ (نعوذ باللہ)

اس زندیقانہ عقیدہ کے باوجود قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس کفریہ عقیدہ کو عین اسلام
ہیں۔ اس عقیدہ کے نہ ماننے والے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ گویا اگر کوئی شخص مرزا قادیانی
کو ”محمد رسول اللہ“ تسلیم نہ کرے یا کلمہ طیبہ میں ”محمد رسول اللہ“ سے مراد مرزا قادیانی نہ لے تو وہ قادیانیوں
کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ اس سے بڑا بھیانک جرم اور کیا ہو سکتا ہے؟

ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانی اپنے اس عقیدہ کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ
تحریر کے ذریعے اپنے اس زندیقانہ عقیدہ کی بھرپور تشہیر کرتے ہیں اور اگر انہیں منع کیا جائے تو وہ
بن جاتے ہیں اور پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق زندگی بسر کرنے سے روکا
رہا ہے۔ یہ حقوق انسانی کی خلاف ورزی اور آزادی اظہار پر قدغن ہے۔ سوچنا چاہیے کہ یہ کیسی آزادی
ہے کہ جس سے اکثریت کی دل آزاری ہوتی ہو، بلاشبہ اس عقیدہ کی بناء پر ہر قادیانی زندیق ہے کہ وہ
اپنے کفر کو اسلام کہتا اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

قادیانی زندیقہ نمبر 2: حضور نبی کریم ﷺ کی توہین

قادیانیوں کا عقیدہ ہے: ”آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب..... عیسائیوں کے ہاتھ کا بنیہ
ہا لیتے تھے حالانکہ مشہور یہ تھا کہ سورگی چربی اس میں پڑتی ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول
ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5، جلد 10، 17 جولائی 1922ء)
قادیانی کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی شخصیت تمام انبیاء کرام بشمول حضرت محمد ﷺ کا مجموعہ
ہے۔ (حقیقت الوحی ص 73 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 76 از مرزا قادیانی)

قارئین کرام! آپ خود فیصلہ کریں کہ ایسے گستاخانہ اور زہریلے عقائد رکھنے والا کتنا بڑا بھیانک
دائرہ ہوگا۔ راجال، سلمان رشدی اور قادیانیوں میں کیا فرق باقی رہ گیا ہے؟ ظلم یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کو
اسلام کہتے ہیں۔ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص تنقید کرے کہ آپ شان رسالت ﷺ میں توہین
کے مرتکب ہوئے ہیں تو قادیانی ایسے شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس کو زندیقہ کہتے ہیں۔
قادیانی زندیقہ نمبر 3: نبوت جاری ہے۔

قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں جو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے۔ وہ مسلمانوں کے اس اہم عقیدہ کو مورد
بغی، شیطانی اور قابل نفرت عقیدہ کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

(ملفوظات ج 10 ص 127 از مرزا قادیانی، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 139، 138، 183)
مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 354، 306 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کہتا ہے: ”مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے
آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا
ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“

(کشتی نوح صفحہ 56، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 161 از مرزا قادیانی)
قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ پانخانوں کی نجاست اٹھائو الا چوہرا بھنگی جو چور ہو، زانی ہو، جیل میں
قید بھی رہ چکا ہو۔ اس کی ماں، دادیاں اور نانیاں بھی ایسے ہی نجس کاموں میں مشغول رہی ہوں، وہ مردار
کھاتے اور گوشت اٹھاتے ہوں، اگر مسلمان ہو جائیں تو وہ نبی اور رسول بن سکتے ہیں۔

(ترقیات القلوب ص 152 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 279-280 از مرزا قادیانی)
قادیانی عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں مختلف زندیقانہ تاویلات کرتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی

نبیوں کی مہر ہے۔ یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عطا کرتے تھے لیکن اب حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت نبوت ملے گی۔ یعنی جو شخص آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کرے گا، آپ ﷺ اس پر مہر لگا دیں گے وہ نبی بن جائے گا۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے پہلوں کیلئے آخری ہیں، آئندہ آنے والے نبی کے لئے نہیں۔ کبھی کہتے ہیں: "نبوت کسی ہے، وہی نہیں"۔ یعنی ہر شخص اپنی محنت و کوشش اور باطنی مجاہدات سے نبی بن سکتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبوت بھی ایک نعمت ہے، امت محمدیہ اس سے کیوں محروم ہوگی ہے؟ اسے ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔

ان کفریہ عقائد کے یاد جو قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں اور ان عقائد کے نہ ماننے والوں کو کافر اسے کہتے ہیں زنادقہ یعنی نام اسلام کا لیتے ہیں لیکن اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ کس قدر ظلم اور انانیت کی بات ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال سے امت مسلمہ میں تو اتر کے ساتھ اس اس مشفقہ اور غیر متزلزل عقیدہ کے ماننے والوں کو کافر کہا جا رہا ہے۔

قادیانی زنادقہ نمبر 4: قرآن مجید مرزا قادیانی پر نازل ہوا۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید، مرزا قادیانی پر دوبارہ اترنا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی بیٹا لکھتا ہے: "ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتر جائے۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 173 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) مرزا قادیانی کا کہنا ہے: "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 77 طبع چہارم از مرزا قادیانی) وہ مزید کہتا ہے: "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر" (اربعین نمبر 4 صفحہ 19، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ درج ہے۔ مکہ، مدینہ و قادیان۔ (ازالہ اوہام ص 40 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 140 از مرزا قادیانی) قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی آیات میں تحریف بھی کی۔ صرف ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

"انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ وبالحق انزلناہ و بالحق نزل صدق اللہ و

رسولہ۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 59 طبع چہارم از مرزا قادیانی) قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات مرزا قادیانی پر نازل ہوئی ہیں۔ اب ان آیات کے مصداق حضرت محمد ﷺ نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ)

"انا اعطینک الکوثر۔ فصل لربک والنحر۔ ان شانک هو الابر۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 73 طبع چہارم از مرزا قادیانی) "ورفعنا لک ذکرک۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 198 طبع چہارم از مرزا قادیانی) "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 73 طبع چہارم از مرزا قادیانی) "یس والقوآن الحکیم انک لمن المرسلین"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 398 طبع چہارم از مرزا قادیانی) "وما ارسلنک الا رحمة للعالمین"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 64 طبع چہارم از مرزا قادیانی) اسے کہتے ہیں زنادقہ۔ سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیات حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ہیں۔ مگر قادیانی کہتے ہیں کہ یہ آیات مرزا قادیانی پر نازل ہوئی ہیں (نعوذ باللہ) اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مذہب اسلام ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات انجمنی مرزا قادیانی پر نازل نہیں ہوئیں تو قادیانیوں کے نزدیک ایسا شخص کافر اور مرتد ہے اور یہ ہے ندقہ جس کا مرتکب ہر قادیانی ہے۔

قادیانی زنادقہ نمبر 5: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے، بدزبانی اور جھوٹ بولنے کی مادت تھی۔ انہوں نے انجیل چا کر لکھی۔ ان کا کوئی معجزہ نہیں بلکہ معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آتھم حاشیہ ص 5، 6، 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 289 تا 291 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔

(کشتی نوح ص 73 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 71 مرزا قادیانی)
قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دایاں اور تینائیاں زنا کار اور کبھی کبھی
آپ کجیوں سے محبت کرتے تھے۔

(انجام آقہم حاشیہ ص 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 291 از مرزا قادیانی)
قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مریم نے ناجائز حمل کی وجہ سے یوسف نجارت نامی ایک شخص
نکاح کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اپنی والدہ حضرت مریم علیہم السلام کے نکاح کے دو ماہ بعد
ہوئے۔

(کشتی نوح ص 20 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 18، چشمہ مستحی ص 24 مندرجہ روحانی خزائن
20 ص 355، 356 از مرزا قادیانی)

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کا خاص انتخاب ہوتے ہیں۔ وہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ ان میں سے
ایک کی شان اقدس میں معمولی سی بھی گستاخی ایک شخص کو ازہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
شان میں کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ لیکن آنجنابی مرزا قادیانی نے آپ کے متعلق جو بازاری
استعمال کی ہے، وہ قابل مدنفین ہے۔ افسوس! ہر قادیانی اپنے گرو مرزا قادیانی کی اتباع میں حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی گستاخانہ عقائد رکھتا ہے، اس کی تشہید کرتا ہے اور اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ ان
کے باوجود وہ اپنے مذہب کو اسلام اور خود کو مسلمان کہتا ہے۔ اسے کہتے ہیں زندہ۔

قادیانی زندہ نمبر 6: دیگر مقدس ہستیوں و مقامات کی توہین

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ساتھی صحابہ کرام ہیں۔

(سیرت المہدی ج 3 ص 128 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی ام المومنین ہے۔

(ملفوظات احمدیہ ج اول ص 555 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان اہل بیت ہے۔

(درشن ص 45 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی 100 امام حسینؑ کے برابر ہے۔

(نزل آس ص 101 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 477 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ اب جو جہاد کرتا ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔

(تختہ گولڑیہ ضمیمہ ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 77، 78 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قادیان (مرزا قادیانی کی جنم بھومی) جانے پر حج سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص 352 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 352 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے
اس سلطنت (انگریز) کی جس نے امن قائم کیا ہوا ہے جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں
قادیانیوں کو پناہ دی، سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔

(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

مسجد اقصیٰ امت مسلمہ کا قبلہ اول ہے۔ یہ حضور سرور کائنات ﷺ کے سفر معراج کی پہلی منزل تھی۔

جہاں تمام انبیاء کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ آپ ﷺ حضرت جبرائیل
علیہ السلام کی معیت میں یہاں سے نفث افلاک طے کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے۔ جبکہ آنجنابی مرزا
قادیانی مسجد اقصیٰ کے بارے میں کہتا ہے:

”والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان“

مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جسے قادیان میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بنایا۔

(خطبہ الہامیہ ص 25 مندرجہ روحانی خزائن ج 16 ص 25 از مرزا قادیانی)

”معراج میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے، وہ مسجد اقصیٰ

یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا

ہے۔“ (خطبہ الہامیہ ص 22 مندرجہ روحانی خزائن ج 16 ص 22 از مرزا قادیانی)

مندرجہ بالا قادیانی عقائد اس قدر گستاخانہ اور دل آزار ہیں کہ یہ ہر مسلمان کیلئے ناقابل برداشت

ہیں لیکن افسوس قادیانی ان عقائد کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ وہ ان عقائد کو اسلامی عقائد کا نام

دیتے ہیں، اسے کہتے ہیں زندہ۔

قادیانی اپنے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے آنے کے بعد دنیا میں موجود

ایک ارب بیس کروڑ مسلمان کافر ہو گئے کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ حتیٰ کہ جنہوں نے مرزا

قادیانی کا نام بھی نہیں سنا، وہ بھی مسلمان نہیں رہے۔ گویا مسلمانوں کی تعداد سوا ارب سے کم ہو کر

ہزاروں میں رہ گئی۔ اب قادیانیوں/مرزائیوں کے نزدیک مسلمان ہونے کیلئے مرزا قادیانی کو ماننا لازم

ہے، اگر کوئی شخص حضور ختم النبیین حضرت محمد ﷺ کی سچی اطاعت میں ساری زندگی گزار دے مگر مرزا

قادیانی کو نہ مانے تو اس کی نجات ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

”تلك كعب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة و المودة ينفع من معارفها و يقبلى و يصدق دعوى الا فرية البهايا“۔

ترجمہ: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر کفریوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 548, 547 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 548, 547 از مرزا قادیانی)

”دشمن ہمارے پیانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(مجم البہدی ص 53 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 53 از مرزا قادیانی)

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(کلمۃ الفضل ص 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(آئینہ صداقت ص 35 مندرجہ انوار العلوم ج 6 ص 110 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

بقول مرزا قادیانی اسے الہام ہوا کہ ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کر رہا ہے اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 280 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کے ان زندہ قاتل عقائد کی بناء پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر 7 جولائی 1974ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (3) 260 میں اس کا اندراج کر دیا۔ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ

اریخ کا واحد واقعہ ہے کہ حکومت نے فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ کے سامنے اپنا کتبہ نظر پیش کرنے کیلئے بلایا۔ اسمبلی میں اس کے بیان کے بعد حکومت کی طرف سے انٹرنی جنرل جناب یحییٰ جنتیار نے قادیانی عقائد کے حوالے سے اس پر جرح کی جس کے جواب میں مرزا ناصر نے نہ صرف مذکورہ بالا تمام عقائد و نظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ باطل تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ قادیانی، پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت، پارلیمنٹ یا کوئی اور ادارہ انہیں ان عقائد کی بناء پر غیر مسلم قرار نہیں دے سکتا بلکہ انہوں کو کافر اور خود کو مسلمان کہتے ہیں اور زمین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم نہیں کرتے، اسے کہتے ہیں زندہ۔

قادیانی پوری دنیا میں شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ ہمارے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔ ہمیں آزادی انٹہا نہیں ہے۔ وہ کبھی اقوام متحدہ سے اپیلیں کرتے ہیں، کبھی یہودیوں اور عیسائیوں سے دباؤ ڈالتے ہیں۔ حالانکہ ہم بڑی سادی سی جائز بات کہتے ہیں کہ تم مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ نہ کہو۔ کلمہ طیبہ مسلمانوں کا ہے۔ تم اس پر قبضہ نہ کرو یعنی شراب پر دم زم کا لیبل نہ لگاؤ، کتے اور خنزیر کا گوشت حلال ذبیحہ کے نام پر فروخت نہ کرو۔ اپنے کفر اور زندہ کو اسلام نہ کہو۔ لیکن قادیانی اس سے باز نہیں آتے بلکہ اپنے کفریہ عقائد و نظریات کی بھرپور تبلیغ و تشہیر کرتے ہیں۔

قادیانی کا نبی الگ، قرآن الگ، شریعت الگ، کلمہ الگ، امت الگ ہے۔ اس سلسلہ میں قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا اعترافی بیان ملاحظہ فرمائیں۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔“

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، 19 جولائی، 1931ء)

اس کے باوجود قادیانی اپنے مذہب کو اسلام کہتے ہیں اور ہمارے دین کا نام کفر رکھتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کا دین اسلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دین کفر۔ کیسی عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کا دین اسلام اور اس کے ماننے والے مسلمان، مرزا قادیانی کی آمد کے بعد

حضور نبی کریم ﷺ کا دین کفر اور اس کے ماننے والے کافر۔ (نعوذ باللہ) اس لحاظ سے مرزا قادیانی دو جرم ہوئے۔ ایک یہ کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اپنا الگ مذہب بنایا اور اس کا نام اسلام رکھا۔ دوسرا کہ حضرت محمد ﷺ کے دین اسلام کو کفر کہا۔

قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال اور اس کی توہین سے روکنے کیلئے 26 اپریل 1984ء حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کے اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں نے اس پابندی کو وفاقی شرعی عدالت لاہور کی کورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ وغیرہ میں چیلنج کیا جہاں انہیں ناکامی کا سدھ دیکھنا پڑا۔ بالآخر قادیانیوں نے پابندی تیار کے ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں اطراف سے دلائل و براہین دیے گئے۔ اصل کتابوں سے متنازع ترین حوالہ جات پیش کئے گئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سپریم کورٹ کے یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے مفتی صاحبان نہیں بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان نے جب قادیانی عقائد پر نظر دوڑائی تو وہ لرز کر رہ گئے۔ فاضل جج صاحبان کا کہنا ہے کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بچ کے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1718) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف درزی کی صورت میں وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ C-295 اور C-298 کے تحت سزائے موت کا مستوجب ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلاتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر لکھتے، شعائر اسلامی کا تسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے ہیں۔ ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان آئین شکن، خلاف قانون اور انتہائی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں جس سے بعض اوقات لاچار آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ خود سپریم کورٹ کے فل بچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا ”ہر مسلمان کیلئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“ (”صحیح بخاری“، ”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی

مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون مسلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور ﷺ کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیچ یا پوسٹر پر کلہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقص امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1817 scmr 1993ء)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کیلئے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادر یوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کیلئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

☆ جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری صاحب

☆ جناب جسٹس محمد افضل لون صاحب

☆ جناب جسٹس سلیم اختر صاحب

☆ جناب جسٹس ولی محمد خان صاحب

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء)

اسلامی شریعت اور قانون نہ ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ قادیانی زندیقوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ کافروں سے بائیکاٹ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لا يتخذ المؤمنون الكافرين أولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء

(آل عمران: 28)

مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں (یہودیوں، عیسائیوں، قادیانیوں) کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں۔
لا تجد قومًا يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم أو أبناءهم أو إخوانهم أو عشيرتهم

(مجادلہ: 22)

اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ کے بھائی کیوں نہ ہوں؟
يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوى وعدوكم اولياء تلحقون باليهيم بالمودة وقد كفروا بما جاءكم من الحق۔

(ممتحنہ: 1)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے۔ کفر کرتے ہیں۔
يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا بآءكم و إخوانكم اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم منكم فاولئك هم الظالمون۔

(التوبہ: 23)

اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا، وہ پورا ظالم ہے۔
حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں بڑے کذاب ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جن کو تم نے نہ سنا ہوگا، نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور

رہنا (یاد رہے) وہ تم سے دور رہیں، وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈالیں۔

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ 10)

امام ابن قدامہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مرتد کو توبہ کی ترغیب دی جائے گی لیکن زندیق کو توبہ کی ترغیب نہیں دی جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جو عیسائی ہو گیا آپ نے اسے توبہ کرنے کیلئے کہا، اس نے انکار کر دیا جس پر اس کی گردن اڑادی گئی۔ ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا جو نمازیں تو پڑھتے تھے لیکن زندیق تھے جس کی عادل گواہوں نے شہادت بھی دی۔ انہوں نے بے دینی سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا دین تو صرف اسلام ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا اور ان کی گردن اڑادی۔ پھر آپ نے فرمایا

”تمہیں معلوم ہے کہ میں نے نصرانی کو کیوں توبہ کی ترغیب دی تھی؟ میں نے اس لیے ایسا کیا تھا کہ اس نے اپنے دین کا اظہار کر دیا تھا، لیکن زندیقوں کا یہ نولہ جس کے خلاف ثبوت بھی مہیا ہو گئے تھے، اسے میں نے اس لیے قتل کر دیا کہ یہ اپنے کفر کو کفر کہنے سے انکاری تھے، حالانکہ ان کے خلاف گواہی قائم ہو چکی تھی۔“

(المنہی ابن قدامہ 141/8)

قادیانی / مرزائی اسلام کے باغی ہیں اور دنیا کا اصول ہے کہ باغیوں سے کسی قسم کے کوئی تعلقات نہیں رکھے جاتے بلکہ باغیوں سے تعلق رکھنے والا بھی باغی تصور کیا جاتا ہے۔ قادیانیوں سے کوئی تعلق رکھنا بالواسطہ ان کے زندیقانہ عقائد کی حوصلہ افزائی کے مترادف ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر حدیث رسول ﷺ ”من بدل دینہ فاقطعوا“ کے مطابق شرعی تعزیر نافذ کر کے اس فتنہ کا قلع قمع کرے اور اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کی یورش سے بچائے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال نے فرمایا تھا: ”قادیانیت، یہودیت کا چہرہ ہے۔“
قادیانی، اسلام اور ملک دونوں کے خدائے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو ان سے کسی بھی قسم کی روداری برتنی قطعی طور پر حرام ہے کیونکہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ حقیقت میں ان کا مقصد حیات و وفات مسیح یا آمد مہدی کا موضوع چھیڑ کر آنجمنی مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کو تسلیم کروانا ہے۔ قادیانیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، سلام و کلام، میل جول، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، شادی ختمی میں شرکت کرنا یا کرنا، ہر طرح کے معاشی، معاشرتی، سیاسی تعلقات رکھنا قطعی حرام ہے۔ ان سے تجارت، لین دین، خرید و فروخت، انکے سکولوں، ہوٹلوں، ریستورانوں اور ہسپتالوں میں جانا حرام ہے۔ ان کا جنازہ جائز نہیں، ان کے لئے دعائے مشفرت کی اجازت نہیں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ دنیا کی عارضی

زندگی میں کافر و مسلمان کو انہی سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے۔ کسی قادیانی کو لڑکی دینا یا لینا حرام ہے۔ اس سے ایک مسلمان دائرہ اسلام خارج ہو جاتا ہے۔ کسی قادیانی کا ذبیحہ حلال اور جائز نہیں بلکہ حرام اور مردار ہے۔

اسے شتم نبوت ﷺ کے پروا تو! آؤ ہم بھی اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں، کیا ہمارے قادیانیوں کے ساتھ معاشی اور معاشرتی تعلقات تو نہیں؟ کیا ہمارا کوئی دوست مرزائی تو نہیں؟ کیا ہم قادیانیوں کے ساتھ کھاتے پیتے تو نہیں؟ کیا ہمارا کسی قادیانی کے ساتھ کوئی کاروبار تو نہیں؟ کیا ہم قادیانیوں کی مصنوعات مثلاً شیراز وغیرہ کا استعمال تو نہیں کرتے؟ کیا ہم قادیانیوں کے بیاہ شادیوں و دیگر تقریبات میں شریک تو نہیں ہوتے یا انہیں اپنے ہاں مدعو تو نہیں کرتے؟ کیا وہ ہمارے کسی عزیز کی نماز جنازہ تو نہیں پڑھتے اور اپنے کسی مردے کو ہمارے قبرستان میں دفن تو نہیں کرتے؟ اگر ایسا ہے تو سوچئے کیا ہم مسلمان ہیں؟ کیا ہم نبی آخر الزماں ﷺ کے اہلی ہیں؟ کیا ہمیں بروز محشر شفاعت پر موقوفہ نصیب ہوگی؟ خدا را غور کیجئے اور فکر کیجئے! سیدنا حضرت علی کا ارشاد ہے: ”ایک گھڑی کا فکر زندگی بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔“

قادیانی اسلامی شعار کو مخ کر کے اسلام کا مذاق اڑاتے اور مار آستین بن کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے درپے ہیں۔ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے اور تمام عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ ہر سطح پر مسلمانوں کو کھالی و مالی ہر طرح کا نقصان پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔ ان وجوہات کی بنا پر اسلام ان کے ساتھ سخت سے سخت معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رواداری کی اجازت ان کافروں سے ہے جو محارب اور موذی نہ ہوں۔ قادیانی اپنی شرانگیزیوں کے باعث اس زمرے میں نہیں آتے۔ اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ اس فتنہ کا مکمل قلع قمع کرے اور اگر حکومت یہ فریضہ سرانجام نہ دے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان کا مکمل سماجی و معاشی مقاطعہ اور بایکٹ کریں۔ اگر وہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے ان کے بایکٹ ایسے ہلکے سے اقدام سے بھی کوتاہی کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے مجرم ہوں گے۔ بایکٹ کے سلسلہ میں سیرت کی کتابوں سے ہمیں ایک ایسا اہم واقعہ ملتا ہے کہ خود حضور نبی کریم ﷺ نے بھی کہا کہ صحابہ حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مراد بن ربیع کی لغزش کی پاداش میں ان کے بایکٹ کا حکم دیا۔ فرمایا: لا تجالسوہم ولا تکلموہم نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان سے بات چیت کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی (سورۃ نبؤۃ: 102، 103) کے ذریعے ان کی برأت کا اعلان کیا گیا۔ سوچنا چاہیے کہ اگر صحابہ کرامؓ بایکٹ ہو سکتا ہے تو زندگی قادیانیوں کا بایکٹ

کیوں نہیں؟

ہر زمانہ کے مسلمان اسی بایکٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں، دشمنوں کے ساتھ بایکٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتجاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بایکٹ کرتے تھے۔ (شرح مشکوٰۃ، جلد 10 ص 290) یہ بایکٹ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم ﷺ نے عملی طور پر بھی اس کو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں آپ ﷺ نے یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کوئی دن گزر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے ابوالقاسم! اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پروا نہیں کیونکہ ان کے قلعہ کے نیچے پانی ہے، وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں، اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو جلد کامیابی ہوگی۔ اس پر سید دو عالم ﷺ نے ان کا پانی بند کر دیا تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔ (زاد المعاد علی الزرقانی، ج 4 نمبر 4 ص 205)

سنن ابی داؤد میں حدیث ہے کہ عمار بن یاسر نے ”خلق“ (زعفران) لگایا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ غور فرمائیے کہ معمولی خلاف سنت بات پر جب یہ سزا دی گئی تو ایک مرتد موذی اور کافر محارب سے بات چیت، سلام و کلام اور لین دین کی اجازت کب ہو سکتی ہے؟ کافروں سے بایکٹ کے سلسلہ میں سیرت کی کتابوں میں ہمیں کئی ایک واقعات ملتے ہیں لیکن ذیل کے ایک اہم واقعہ سے ہمیں نہ صرف اسلامی غیرت و حمیت کا سبق ملتا ہے بلکہ ان کافروں سے جو ہمارے نہایت قریبی رشتہ دار ہیں، مکمل بایکٹ کا طریقہ بھی۔

قرآن پاک کی رو سے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات درجہ میں امت کی جملہ خواتین سے بلند تر ہیں۔ آیہ تطہیر النبی کی شان میں ہے، اسی نسبت سے انہیں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کہا جاتا ہے۔ قرآن ہی کی رو سے وہ امت کی مائیں ہیں۔ ماؤں کی طرح نہیں فرمایا، بلکہ مائیں فرمایا:

حضرت ام حبیبہؓ امہات المؤمنینؓ میں سے تھیں۔ آپ ﷺ کا نام رملہ تھا۔ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ آپ ﷺ کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔ دونوں نے بعثت کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا۔ پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جا کر خاوند مرتد ہو گیا اور اسی حالت ارتداد میں انتقال کیا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے یہ بیوگی کا زمانہ حبشہ ہی میں گزارا۔ حضور ﷺ نے وہیں نکاح کا پیام بھیجا اور حبشہ کے بادشاہ کی معرفت نکاح ہوا۔ نکاح کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائیں۔ صلح کے زمانہ میں ان

کے باپ ابوسفیان مدینہ طیبہ آئے کہ حضور ﷺ سے صلح کی مضبوطی کیلئے گفتگو کرنا تھی۔ بیٹی سے ملے گئے۔ وہاں بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھے گئے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف ناگواری کا اظہار کیا بلکہ وہ بستر الٹ دیا۔ باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے بستر بچھانے کے اس بجھے ہوئے کو بھی الٹ دیا۔ پوچھا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں تھا، اس لیے پلیٹ دیا یا میں بستر کے قابل نہیں تھا؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پاک اور پیارے رسول کا بستر ہے اور تم بوجہ شرک ہونے کے ناپاک ہو۔ اس پر کیسے بٹھا سکتی ہو؟ باپ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور کہا کہ تم مجھ سے جدا ہونے کے بعد بری عادتوں میں مبتلا ہو گئیں۔ مگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور ﷺ کی جو عظمت تھی، اس کے لحاظ سے وہ کب اس کو گوارا کر سکتی تھیں کہ کوئی ناپاک شرک باپ ہو یا غیر ہو، حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھ سکے۔

ہمیں تنہائی میں بیٹھ کر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیے کہ کیا ہم بھی گستاخان رسول قادیانوں کے ساتھ یہی رویہ اختیار کرتے ہیں یا اس کے برعکس؟ جو لوگ قادیانیوں سے بائیکاٹ کو ظلم کہتے ہیں، ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے اور انہیں رواداری اور برداشت کا درس دیتے ہیں، انہیں سوچنا چاہیے کہ کیا وہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ خوش اخلاق، رحم دل اور اسلام دوست ہیں۔ اگر ہم قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرتے ہیں تو یہ عین اسلام کے مطابق ہے اور اگر خداخواستہ ہم قادیانیوں کو اپنے بستروں، صوفوں یا کرسیوں پر بٹھاتے ہیں تو یہ اس بات کا عین ثبوت ہے کہ ہمارے دل و دماغ اسلامی غیرت و حمیت سے کالے ہو چکے ہیں، ذلت اور بے فہمی پوری طرح ہماری روح میں اتار چکی ہے۔ صاحبزادہ فیض الحسن شاہ نے کیا خوب فرمایا تھا: ”جو شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کی حفاظت نہیں کرتا، وہ اپنی ماں اور بہن کی عزت و آبرو کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا“، غور کیجئے کہ کہیں ہمارا شمار ایسے لوگوں میں سے تو نہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی محبت اور کافروں سے نفرت کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے۔ اشد علی الکفار رحماء بینہم یعنی وہ کافروں اور دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں لیکن آپس میں رحم دل ہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت ہی سے اللہ اور رسول ﷺ سے محبت و عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن محبوب کے دشمنوں سے بغض و عداوت نہ رکھے، وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت، محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ دھوکہ ہے، فریب ہے۔ الحاصل خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔

حدیث پاک میں ہے۔ افضل الاعمال الحب فی اللہ و البغض فی اللہ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنا اور اللہ کیلئے دشمنی کرنا، بہترین عمل ہے۔“

رسول اکرم ﷺ پور بارالہی میں یوں دعا کرتے ہیں:

”یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر۔ یا اللہ! ہم کو گمراہ اور گمراہ کرینو الا نہ کر، یا اللہ! ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ! ہم تیری محبت کی وجہ سے، تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے، ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے، اسے قبول فرما۔“

تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا، وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔“

مخدوم الاولیاء، سیدنا امام ربانی خواجہ محمد دلف خانی سرہندی قدس سرہ نے فرمایا ہے:

☆ ”دو جہتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں، ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماع

محدین محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی دشمنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول (جل جلالہ ﷺ) کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر 165 جلد اول)

☆ ”تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔“ (مکتوب نمبر 1/165)

☆ ”کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے دشمن ہیں،

دشمنی رکھنی چاہیے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہیے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کر لی چاہیے اور ان بد بختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہیے۔“ (مکتوب نمبر 165)

☆ ”خدا اور رسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہیے۔“ (مکتوب نمبر 165)

☆ ”اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو خوار و ذلیل کیا جائے جو شخص کفر والوں کی

عزت کرتا ہے، وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔“ (مکتوب نمبر 1/163)

☆ ”رسول اکرم ﷺ شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانے والا یہی ایک راستہ ہے (کہ ان

کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی، عداوت رکھی جائے) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار تک رسائی

مشکل ہے۔

(مکتوب نمبر 11/165)

ہر نمازی نمازوتر کی دعائیں پڑھتا ہے: ونخلع ونترك من يفسدك (یا اللہ ہم ہر اس شخص سے قطع تعلقی کریں گے اور علیحدہ ہو جائیں گے جو تیرا نافرمان ہے) عجیب معاملہ ہے کہ مسلمان مسجد میں دربار الہی میں مودبانہ کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر عہد کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیرے نافرمانوں، مخالفین کیساتھ بائیکاٹ کریں گے لیکن ان میں سے بعض مسجد سے باہر آ کر ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ تعالیٰ ہم سب کو عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گستاخان رسول قادیانیوں سے نفرت کرنا اس طرح فرض ہے، جس طرح حضور نبی کریم ﷺ سے محبت و عقیدت رکھنا۔ جب تک گستاخان رسول قادیانیوں سے دشمنی اور نفرت نہ ہو، اس وقت حضور شافع محشر ﷺ سے صحیح طور پر دوستی اور گہری محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر مسلمان کو قادیانیوں سے کراہت اور نفرت کرنی چاہیے۔ گستاخ رسول ﷺ سے دوستی کا مطلب اپنے دل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو رخصت کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ میں اپنی معمولی محتاج حیات سے لے کر اپنی زندگی کا عزیز ترین ساز و سامان بھی لٹا دیا تھا۔ ایک مسلمان ہیں کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے گستاخوں کے ساتھ دوستی ختم نہیں کر سکتے۔ یاد رکھیے! جب تک مسلمان گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں سے دوستی اور محبت کی پٹلیں بڑھاتے رہیں گے، ان کیلئے اپن دل میں ہمدردی کے جذبات پالتے رہیں گے، اس وقت تک وہ ہر قسم کی مشکلات اور پریشانیوں کا شکار رہیں گے۔ تاکامیاں ان کا مقدر رہیں گی۔ ذلت و رسوائی اور بے بسی کا عذاب ان پر مسلط رہے گا۔

عجیب بات ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے ماں باپ کو گالی دے تو ہم مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں..... کوئی ہماری بیوی کی بے حرمتی کرے تو ہم غیرت کے نام پر ہر قدم اٹھا لیتے ہیں..... کوئی ہماری بیٹی کو میلی آنکھ سے دیکھے تو ہم اس کی آنکھ پھوڑ دیتے ہیں..... کوئی ہمارے کاروبار کو نقصان پہنچائے تو ہم اس سے مستقل دشمنی مول لے لیتے ہیں..... بعض اوقات معاملات تھاؤں اور عدالتوں تک پہنچ جاتے ہیں..... لیکن اگر کوئی بد بخت ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرے تو ہم ہر ہمدردی خاموشی اختیار کر لیتے ہیں..... ہمیں غصہ آتا ہے نہ ہم پریشان ہوتے ہیں..... یہاں ہماری رگ جھج نہیں پھڑکتی..... نہ ہمارے خون میں جوش پیدا ہوتا ہے..... ہم خاموش تماشائی بن جاتے ہیں، جیسے ہمارا نبی کریم ﷺ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں..... حضور ﷺ کی نفرت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی واسطہ نہیں..... صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں..... اس کے برعکس ہم کتنے خود غرض اور سیانے ہیں اگر ہمیں ملے پریش ہو جائے تو نمک کا استعمال چھوڑ دیتے ہیں، اگر شوگر کا مرض لاحق ہو جائے تو چینی کا باجھا کر

دیتے ہیں۔ یہاں ٹائٹس ہو جائے تو ڈاکٹری کی ایک ایک بات پر عمل کرتے ہوئے ہر اس چیز سے نفرت کرتے ہیں جو اس بیماری کو پروان چڑھاتی ہے۔

یاد رکھیے! جس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہو رہی ہو، وہاں آپ ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت کرنا فرض عین ہے۔ اس سے ذرا سا بھی اعراض کرنا خود کو حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم کرنے کے مترادف ہے کیونکہ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی دیکھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کو گنبد خضرا میں تکلیف ہوتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھ کر منکرین ختم نبوت کی تکذیب کرنا ہر مسلمان کے ایمان فریضہ ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر کسی قادیانی سے معاشی یا معاشرتی تعلقات رکھتا ہے، تو علماء و فقہاء کے فتویٰ کے مطابق اس کا ایمان فاسد ہے اور اس کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

”اھل ایمان کی ارواح اکٹھے لشکروں کی مانند ہیں جو ان سے جان پہچان کر لیتا ہے، وہ ان سے مل جاتا ہے اور جو ان سے جان پہچان نہ کرے، وہ ان سے جدا ہو جاتا ہے۔“

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
گہوتر با گہوتر، باز پہ باز

اگر ہم گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں کے ساتھ اپنا تعلق رکھیں گے، ان کی خوشی غمی میں شریک ہوں گے، ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے تو پھر ہمارا انجام نہایت عبرتناک ہوگا۔ لوگ ہمیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے لیکن ہماری مرزائیت نوازی کی وجہ سے راتوں رات ہماری لاش ربوہ یا قادیان کے قبرستان میں پہنچا دی جائے گی۔ فاعبروا یا اولی الابصار۔

حضور شافع محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بدعتی کی عزت کرے گا تو (اس کا مطلب ہے کہ گویا) اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔ (مشکوٰۃ) اسی طرح مشکوٰۃ ہی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قاسم لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قارئین کرام! آپ اس سے خود اندازہ لگا لیں کہ بدعتی اور فاسق شخص گنہگار ہونے کے باوجود اسلام کے دائرے میں رہتے ہیں اور مسلمان کہلوانے کا حق بھی رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں ہم یہ کہہ نہ ان کی عزت کی جائے اور نہ ان کی کوئی دعوت ہی قبول کی جائے۔ گویا ان کے عمل بائیکاٹ کا نام ہے..... اس کے برعکس قادیانی جو نہ صرف گستاخ رسول، مرتد اور زندیق ہیں اور ان کی تمام تر سرگرمیاں

اور عزائم کا مقصد صرف اور صرف اسلام کو نقصان پہنچانا ہے، ہم ان کے ساتھ ہر قسم کے سوشل تعلقات رکھتے ہیں، محبت و احترام کی پیشکشیں بڑھاتے ہیں بلکہ بعض مواقع پر ان کی حمایت بھی کرتے ہیں ہماری حرکات پر کیا نبی کریم ﷺ کا دل نہیں دکھتا..... کیا آپ ﷺ اس پر رنجیدہ نہیں ہوتے..... کیا ہمیں روز محشر آپ ﷺ سے شفاعت کی امید رکھنی چاہیے؟ سوچئے..... ضرور سوچئے.....!

یاد رکھیے! محض ختم نبوت پر ایمان لانے سے اپنا ایمان معتبر نہیں ہوگا بلکہ منکرین ختم نبوت کا دایانہوں کا مکمل بائیکاٹ اور ان کی سرکوبی بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص قادیانیوں کے ساتھ معاشی معاشرتی تعلقات رکھے گا، ان کی ہر خوشی و غمی میں شریک ہوگا، ہر موقع پر ان کا ساتھ دے گا تو بلاشبہ اپنے شخص کا انجام بھی قادیانیوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

قادیانیت نوازی ایسی منحوس و ملعون چیز ہے کہ یہ مسلمان کے اندر محبت رسول ﷺ کو بالکل ختم کر دیتی ہے۔ اس سے دل سیاہ، دماغ مفلوج اور چہرہ پر نخوت کے آثار جلد ہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص شفاعت رسول ﷺ کی لادال نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کما کبیرہ کے سر تکب افراہ کی (جتنی توبہ کرنے پر) سفارش تو فرمائیں گے مگر اپنے دشمنوں کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی سفارش ہرگز نہ فرمائیں گے۔ لہذا ہر مسلمان کو، قادیانی نوز جو مارے آستین ہیں، سے بہت احتیاط لازم ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نادر روزگار، عظیم المرتبت فقیہ اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ ان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے وقف تھی۔ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو کافر اور مرتد سمجھتے تھے اور انہیں نفرت و حقارت سے ہمیشہ ”غلامیہ“ کہتے اور کہتے رہے۔ گستاخان رسول مرزائیوں اور مرزائی نوازیوں کے بارے میں ان کا شعر آفاق فتویٰ آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ عشق رسول ﷺ اور دینی غیرت و حمیت میں ڈوبا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مرتد منافق اس لیے کہ کلمہ اسلام بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، اس کا ذبیح محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب کسی قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا نام نہاد مسلمان اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے

(احکام شریعت ص 112، 122، 177، از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی)

مزید فرمایا کہ ”اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سبب تعلق

ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے تو پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا بھی حرام۔“

(فتاویٰ رضویہ ص 15 ج 2 از مولانا احمد رضا خان بریلوی)

اعلیٰ حضرت کے ان فتاویٰ کے مطابق مرزائی اور مرزائی نوازی یعنی وہ شخص جو مرزائیوں کے ساتھ معاشی اور معاشرتی تعلقات رکھتا ہے، وہ کافر ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

شیراز گستاخان رسول ﷺ مرزائیوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ راکٹر ریوہ جاتا ہے۔ مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از کم 25 پیسے فی روپیہ ریوہ فٹڈ میں جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا و مولا حضور ختم النبیین حضرت محمد ﷺ کو یون اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بیجا تک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ شیراز کی تمام اشیاء حرام اور لحم الخنزیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ معروف سابق قادیانی مرزا محمد حسین نے ولناک انکشاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ شیراز کبھی کے مالک شاہنواز قادیانی کی خصوصی ہدایت پر اس کی تمام مصنوعات میں ریوہ کے نام نہاد ہشتی مقبرہ کی ناپاک مٹی بلور تھمرک استعمال کی جاتی ہے۔ لہذا شیراز کی تمام مصنوعات اور اسکے دیگر اداروں شیراز، ریسٹورانٹ، شیراز بیکری، ذائقہ گھی، ولی آئل اور OCS کیوریٹرس و وغیرہ کا مکمل بائیکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی و ملی فرض ہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کوئی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجئے۔ یہ آپ کی دینی غیرت و حمیت کا اولین تقاضا ہے۔

دیکھا جائے تو قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ سے ان کو یہ احساس ہوگا اور سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ امت مسلمہ سے جدا ہو کر ہم خسر الدنیا و لا خیرہ کے مصداق بن گئے ہیں۔ لہذا ان سے اقتصادی مقابلہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اسوۂ رسول کریم ﷺ ہے۔ ایک مسلمان کی حضور سرور کائنات ﷺ سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھے اور نہ ہی ان کے حلق کسی قسم کی نام نہاد روداداری کا شکار ہو۔ اسلامی عدل و انصاف کے مطابق قادیانیوں سے معاشرتی، معاشی، سیاسی اور اقتصادی یعنی مکمل بائیکاٹ فرض ہے اور کسی بھی قسم کا معاملہ کرنا حرام ہے۔ جس کی ایمانی و دینی غیرت و حمیت باقی ہو وہ قادیانیوں سے کسی قسم کا سلام، کلام، لین دین، خرید و فروخت کا سوچ بھی نہیں سکتا، ہاں اگر غیرت ایمانی مرجائے تو کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور تحریک ختم نبوت

بلغ اسلام فاتح قادیانیت الشاہ احمد نورانی 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ تبلیغ اسلام کی خاطر آپ نے متعدد غیر ممالک کے دورے کئے انسائیکلو پیڈیا پاکستان میں آپ کا تعارف لکھتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

”آپ کی تبلیغ کے اثر سے ہزاروں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں جن میں تعلیم یافتہ خواتین و حضرات شامل ہیں۔ آپ نے 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔“

(انسائیکلو پیڈیا پاکستان کا صفحہ نمبر 586)

رد قادیانیت کے سلسلہ میں امام شاہ احمد نورانی کی خدمات کیلئے تو ایک مستقبل کتاب کی ضرورت ہے لیکن چند اہم واقعات و حالات قلمبند کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو امام شاہ احمد نورانی اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر تحریک میں شامل ہو گئے۔ پینیر انکوائری رپورٹ میں آپ کا نام بار بار متضلعین تحریک کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

1954ء سے 1968ء تک آپ بیرون ملک تبلیغی دورہ پر رہے اس دوران آپ نے افریقہ اور امریکہ وغیرہ کے متعدد ممالک کا دورہ کر کے اسلام کی دعوت عام کرنے کی کوشش کی۔ اس دوران بعض مقامات پر آپ کی قادیانیوں سے مد بھیڑ بھی ہوئی مثلاً نیروبی، دارالسلام، ماریش اور لاٹو امریکہ میں سرینام، برٹش گیانا اور ٹرینیڈاڈ میں آپ نے کامیاب مناظرے کئے اور قادیانیوں کا ہاتھ بند کر دیا۔ ان مناظروں کے نتیجے میں تقریباً 6 سو قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

(ماہنامہ ضیائے حرم ختم نبوت نمبر صلی نمبر 1969ء میں جب آپ طویل غیر ملکی دورہ کے بعد واپس وطن تشریف لائے تو آپ نے اس دورے

”اس وقت عالم اسلام کا سب سے زیادہ سنگین اور عظیم خطرہ قادیانی ہیں۔ جو یہودی صیہونیت کے ساتھ مل کر اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میں جہاں جہاں گیا، قادیانیوں کو اپنی بھرپور فتنہ سازانہ اور بے شمار وسائل کے ساتھ موجود پایا۔ میں نے دنیا کے مختلف علاقوں میں مقدور بھر اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور بعض مناظروں میں ان کو عبرت ناک شکستیں دیں۔ لیکن یہ فتنہ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ پوری پاکستان قوم اس کا مقابلہ نہ کرے اور اسے پاکستان میں غیر مسلم اقلیت نہ قرار دیا جائے۔ حکومت پاکستان تبلیغ کے سلسلے میں جو بیرونی زرمبادلہ دیتی ہے اس کا 75 فیصد قادیانیوں کو جاتا ہے۔ قادیانیوں نے اسرائیل کے شہروں حیفہ اور تل ابیب میں اپنے مراکز بنا رکھے ہیں۔ اگرچہ پاکستان کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات نہیں لیکن پاکستانی قادیانی جب چاہیں اسرائیل جا سکتے ہیں۔ بعد ازاں مولانا نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ قادیانی کس طرح اسلام کے نام پر یورپ اور افریقہ اور امریکہ میں اپنا جال پھیلا رہے ہیں اور ان کا زیادہ تر نشانہ غیر مسلموں کی بجائے بھولے بھالے مسلمان ہیں۔“

(تحریک ختم نبوت اور مولانا شاہ احمد نورانی صفحہ 5)

مولانا ظہور الحق بھوپالی سابق مرکزی سیکرٹری اطلاعات جمعیت علمائے پاکستان مولانا نورانی کی رد قادیانیت کے سلسلہ میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی ذاتی یادداشتوں کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

”مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر شاہ فرید الحق کے ساتھ مجھے بھی 30 جنوری 1971ء کو شیخ مجیب الرحمن سے ڈھاکہ میں ملاقات کا موقع ملا ہے اس ملاقات میں جو سیاسی اور دستوری معاملات زیر بحث آئے انہیں کسی اور وقت کے تذکرے کیلئے چھوڑ کر میں صرف اس گفتگو کا حوالہ دے رہا ہوں جو خالصتاً امرزانیوں کے بارے میں ہوئی۔“

اس موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی نے شیخ مجیب سے فرمایا کہ ہماری جانب سے ایک اہم مطالبہ ہے بھی ہو گا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ اس پر آپ کا کیا طرز عمل ہے۔ مجیب الرحمن نے جواب دیا۔

دیکھئے قادیانیوں کا فتنہ آپ کے علاقہ ہی کا پروردہ ہے ہمارے یہاں ڈھاکہ میں انہوں نے ایک مشن قائم کیا تھا۔ جسے مسلمانوں کے دباؤ اور مظاہروں کے باعث وہ خود ہی ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہم

نے اس فتنہ کو کہیں سر نہیں اٹھانے دیا۔ آپ دیکھئے ایم ایم احمد ڈھاکہ میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ اس پر اس کا کوئی کام نہیں۔ کوئی مقصد نہیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ (قائد) جانور نہیں ملتا۔

بعد ازاں شیخ مجیب الرحمن سے ملاقات کے بعد جب ہم ہوٹل شاہ باغ پہنچے تو مولانا نورانی میں ہی ٹھہر گئے اور ہم لوگ ڈھاکہ گھومنے نکل گئے رات کے بارہ بجے واپسی ہوئی تو مولانا نورانی کمرے میں روشنی ہو رہی تھی، ہم نے یہ سوچا کہ مطالعے میں مصروف ہیں۔ اس لئے اپنے اپنے کمرے میں سو گئے، صبح جب ناشتے کی میز پر مولانا سے ملاقات ہوئی تو ان کی آنکھیں سو جی ہوئی تھیں۔ رات بھر سو نہ سکے ہوں۔ ناشتہ کے دوران وہ مشکور اور خاموش ہی رہے جب ہم نے ان سے اس خاموشی اور فکر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ:

”مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اب مشرقی پاکستان نہیں بچ سکتا۔ قادیانی صرف اس لئے پاکستان توڑنے کی سازش کر رہے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں ان کے قدم نہیں جم سکتے اور صرف مغربی پاکستان اگر پاکستان رہ جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی اسٹیٹ کے قیام کے سلسلے میں ان کے عزائم زیادہ آسانی سے پورے ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حکومت پوری طرح ان کا آلہ کار بن چکی ہے۔“

مولانا بڑی دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ذہن اس بات کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھا کہ پاکستان ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ مگر اس گفتگو سے یہ ضرور ہوا کہ فضا سو گوار ہو گئی اور دل انجانے خطروں سے دھڑکنے لگا۔

28 فروری 1971ء کو مجھے مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر شاہ الحق اور مولانا محمد حسین حقانی کے ساتھ کراچی کے ایوان صدر میں صدر یحییٰ خان سے ملاقات کا موقع ملا۔ گفتگو میں قادیانیوں اور مرزائیوں کا ذکر زیادہ ہی تفصیل سے ہوا۔ مولانا نے اس موقع پر انگریزی میں گفتگو کی انہوں نے کہا

”جناب صدر کیا آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا مشن اسرائیل میں کام کر رہا ہے۔ جبکہ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات نہیں ہیں۔ قادیانی جب چاہیں جیوڈا کے راستے اسرائیل چلے جاتے ہیں اور پاکستان میں یہودی سرمایہ کے ذریعے ملکی سالمیت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ مولانا نورانی نے یہ سوال بھی کیا کہ جناب صدر۔ کیا آپ کو علم ہے کہ ریوہ دراصل پاکستان کے

اندرا ایک آزاد ریاست کی طرح ہے۔ اس کی اپنی عدالتیں اور نیم فوجی تنظیم الفرقان فورس ہے؟ یحییٰ خان نے مولانا کے ان دونوں سوالات پر لاعلمی کا اظہار کیا۔ مولانا نے یحییٰ خان سے یہ بھی کہا کہ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ایم ایم احمد سے نفرت کرتے ہیں لیکن آپ پھر بھی ایم ایم احمد کو اپنے ساتھ مشرقی پاکستان لے جا رہے ہیں۔ اس کے اچھے تاثرات مرتب نہیں ہوں گے۔ اس کے جواب میں یحییٰ خان نے کہا کہ ”مجیب بھی یہی کہتا ہے“۔ مولانا نے جب یہ دیکھا کہ یحییٰ خان مسئلہ کی سنگینی کو سمجھ ہی نہیں پا رہا تو وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ صدر صاحب یہ ملک بڑی قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اسے اس آسانی سے ضائع نہ کیجئے۔“

3 مارچ 1971ء کو اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہو گیا۔ اور مشرقی پاکستان میں حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ اس دوران مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیں اس فیصلے سے آگاہ کیا کہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں قادیانیوں کی سازشوں کی تفصیلات کا اعلان کراچی میں جلسہ عام میں کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس طرح کم از کم وہ اپنا فرض پورا کر دیں۔ یہ جلسہ 19 مارچ 1971ء کو آرام باغ میں ہوا۔ عوام کی بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی اور دو بار اس جلسہ پر شرپسندوں کی طرف سے حملے ہوئے اور جب انہیں جلسہ گاہ میں کارکنوں نے مار بھگا یا تو ان لوگوں نے ہی جا کر روزنامہ ”جبارت“ پر حملہ کیا۔ وہاں توڑ پھوڑ کی اور باہر کھڑی ہوئی ایک گاڑی کو آگ لگا دی۔ اس جلسہ میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جو تقریر کی اسے سن کر بہت سی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بعض لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے، دوبار غنڈوں کے حملے کے باوجود مجمع پورے صبر و سکون سے بیٹھا رہا۔ مولانا نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

”انگریزی استعمار کی پیداوار مرزا قادیانی کے پیروکاروں نے پاکستان کے وجود کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ قادیانیوں نے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس کا پہلا مرحلہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی ہے۔ برسرِ اقتدار ٹولہ اور مغربی پاکستان کی اکثریتی جماعت ان کی آلہ کار بن گئی ہے اور اب مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سازش کا آخری راؤنڈ شروع ہونے والا ہے۔ مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی کی جائے گی اور بھارت مداخلت کرے گا۔ اس ضمن میں ایم ایم احمد اور سورن سنگھ کے درمیان حال ہی میں نیویارک میں ملاقات ہوئی ہے۔ ایم ایم اے نے گزشتہ ہفتہ کراچی میں ہاتھ آئی لینڈ کے ایک بنگلے میں

ملک کی بعض اہم شخصیتوں سے ملاقات کر کے انہیں اس بات پر قائل کیا ہے کہ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان پر ایک بوجھ ہے اور اس کا آمدنی کا حصہ صرف 9 فیصد ہے۔ قادیانیوں کا اس ضمن میں بھارت اور اسرائیل سے رابطہ ہے۔“

مولانا نورانی نے اس ضمن میں جو تفصیلات بیان کیں وہ بعض اخبارات میں تھوڑی بہت شائع ہوئی ہیں اور اس کا ایک سائیکلو سٹائل پمفلٹ بھی شائع کیا گیا تھا۔ جس کی ممکن ہے کہ چند کاپیاں اب بھی بعض لوگوں کے پاس موجود ہوں۔ مولانا کے اندیشے بجا نکلے اور نیا نے دیکھ لیا کہ 25 مارچ 1971ء کو مشرقی پاکستان میں جو کارروائی ہوئی وہ بالآخر مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر ختم ہوئی۔

25 مارچ 1971ء کے بعد ملک میں موجود شدید سیاسی گھٹن کے باوجود بھی مولانا شاہ احمد نورانی ارباب حل و عقد کے سامنے قادیانیوں کے بارے میں قوم کا موقف پیش کرتے رہے۔ 7 اپریل 1971ء کو انہوں نے یحییٰ خان کو کھلا خط لکھا جس میں مشرقی پاکستان میں کی جانے والی نا اہلیت اندیشی کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں خصوصاً ایم ایم احمد کی وطن دشمن سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔

اکتوبر 1971ء میں مولانا نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ ملک کے مسائل حل کرنے کے لئے ایک 5 نکاتی فارمولا پیش کیا جس کی ملک گیر پیمانے پر تشہیر بھی ہوئی ان نکات میں بھی قادیانی مسئلہ سرفہرست تھا۔ کیونکہ مولانا نے اسے کبھی پاکستان کی سالمیت سے الگ متصور نہ کیا۔ وہ نکات کیا تھے۔

1- اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے حوالے کیا جائے۔

2- مشرقی پاکستان کے مسئلہ کا سیاسی حل نکالا جائے۔

3- قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

4- قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

5- 1954ء کے دستوری مسودہ کو دستور کی بنیاد کے طور پر اختیار کیا جائے۔

بعد ازاں جب ذوالفقار علی بھٹو برسر اقتدار آ گئے اور پاکستان کی قومی اسمبلی کا پہلا باقاعدہ اجلاس مارشل لا کی تلواریں کے زیر سایہ 14 اپریل 1972ء کو بلایا گیا تو وہاں موجود مولانا نورانی نے اپنے سابقہ موقف کا اعادہ کیا اور پارلیمانی تاریخ میں پہلی بار پارلیمنٹ کے ائمہ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ پیش کیا۔ انہوں نے 15 اپریل 1972ء کو قومی اسمبلی سے خطاب کیا۔ آپ کی تقریر روداد قومی اسمبلی کے صفحات 118 تا 120 پر شائع ہوئی ہے۔ مولانا نے فرمایا۔

”عبوری دستور میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا۔ مگر مسلمان کون ہے اس کی وضاحت نہیں۔ اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں۔ وہ مسلمان بن

کر یہاں حکومت کر سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے یہاں آ سکتے ہیں۔ مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی وحدانیت اور حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں پھر کیسے چور دروازہ سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں۔“ (اقتباس)

اس کے بعد ستمبر 1972ء میں جب ترجمان اہلسنت پاکستان کراچی کا ختم نبوت شائع ہوا تو اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کا ایک معرکہ الآرا انٹرویو بھی شامل تھا۔ جسے حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب ”شاہ احمد نورانی“ میں بھی شامل کیا ہے۔ اور یہ انٹرویو اپنی جگہ ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس انٹرویو میں مولانا نے قادیانیت سے متعلق اپنا موقف بہت واضح طور پر بیان کیا ہے۔

قومی اسمبلی کی آئین ساز کمیٹی نے جب اپنا کام شروع کیا تو اس کے اجلاس میں بھی جمعیت کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی نے ہی پہلی مرتبہ ترسیم مسلمان کی تعریف و ریاست کا سرکاری مذہب اسلام قرار دینے سے متعلق پیش کی۔ آئینی مذاکرات کے دوران مولانا کو اپنے اس مطالبہ کو تسلیم کرانے کیلئے واک آؤٹ کی دھمکی دی تھی۔ مذاکرات کے دوران مولانا نے سیاسی تدبیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایوان اسمبلی میں پیش کردہ مسلمان کی تعریف کے انگریزی ترجمے پر انارنی جنرل جناب یحییٰ مختیار سے اتفاق رائے کر لیا۔ واضح رہے کہ یہ ترجمہ جمعیت کے قابل فخر رہنما پروفیسر شاہ فرید الحق نے کیا تھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل دستور پر مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے ساتھیوں نے رائے شماری میں یہ کہہ کر حصہ نہیں لیا کہ ہمارے بہت سے مطالبات مان لئے گئے ہیں لیکن ابھی دستور مکمل طور پر اسلامی نہیں ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کلیدی عہدوں کیلئے بھی مسلمان کی پابندی ہونی چاہیے۔

(مولانا شاہ احمد نورانی اور تحریک ختم نبوت صفحہ 118 از مولانا ظہور الرحمن بھوپالی)

مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رقمطراز ہیں کہ

امام انقلاب حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کو بلند رکھنے کیلئے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبدالولی خان سے آپ نے فرمایا خان صاحب آج شام میں آرہا ہوں قرارداد کے مسودے پر آپ کے دستخط کروانے ہیں شام کو آپ خان صاحب کے پاس تعریف کیلئے خان صاحب نے پوچھا ”مولانا فرما دیجئے

کیا حکم ہے علامہ نورانی صاحب نے فرمایا کہ یہ مسودہ ہے بولے کیا اس پر میرے دستخط چاہئیں میں نے کہا آپ کے دستخط سب سے پہلے ہوں گے علامہ نورانی صاحب نے کہا کہ آپ مسودہ ایک نظر دیکھ لیں بولے کوئی ضرورت نہیں اور بلا تردد انہوں نے قرارداد کے مسودے پر دستخط کر دیئے اس وقت غوث بخش بزنجو صاحب ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی بلا تامل و لعل دستخط کر دیئے۔

اس قرارداد پر حزب اختلاف کے 22 افراد (جن کی تعداد بعد میں 37 ہو گئی) نے دستخط کی البتہ جمعیت العلماء اسلام کے (دوبندی مکاتب فکر) مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولانا صاحب نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کئے۔ اس تحریک میں امام نورانی کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور ممبر ممبر منتخب کر لیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا اور قمر نبوت کے مسئلہ سے انہیں آگاہ کیا۔ اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے سرحد پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو مشہور قصبوں اور دیہاتوں میں جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔

(مولانا شاہ احمد نورانی صفحہ 160 از مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب)
قرارداد جب اسمبلی میں پیش کرنے کیلئے آپ سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان کے پیش میں گئے تو اوس روز وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو بھی تشریف فرما تھے۔ وزیر اعظم کے ساتھ آپ کی جو گفتگو ہوئی وہ بھی قابل مطالعہ ہے جناب سلیم مست قادری صاحب کی زبانی اس گفتگو کا خلاصہ ملاحظہ فرمائے۔ فرماتے ہیں۔

جب آپ قرارداد کا مسودہ صاحبزادہ فاروق علی خان سپیکر قومی اسمبلی کو پیش کرنے کیلئے ان کے چیمبر میں تشریف لے گئے وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور حفیظ جیڑا زادہ بھی اس وقت وہاں موجود تھے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اس وقت بہت پریشان تھے اور وہ اس قرارداد کے پیش کرنے پر علامہ نورانی سے ملے تھے۔ ان کا موقف تھا کہ مولانا آپ نے میرے لئے خواخواہ ایک مسئلہ اور مصیبت کھڑی کر دی ہے بھٹو کہنے لگے دیکھئے مولانا قومی اسمبلی کو اسمبلی رہنے دیں کیا اب اسمبلی میں مجلس مناظرہ ہوگی وغیرہ۔ مسٹر بھٹو کا موقف یہ تھا کہ آپ لوگ مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اس سلسلہ میں کرام کے فتوؤں سے ہم نے انکار تو نہیں کیا پھر اس معاملے کو قومی اسمبلی میں لانے کی کیا ضرورت تھی بھٹو نے کہا کہ یہ سب جنوں کی باتیں ہیں علامہ نورانی صاحب نے کہا بھٹو صاحب! یہ سب محض غلط فہمی

مسئلہ نہیں ہے۔ پاکستان کے اندر یہ مسئلہ بہت حد تک سیاسی بن چکا ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا مرزانا صر الدین نے جو بیان دیا ہے کہ یہ سب یکطرفہ ہے۔ آپ نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ آپ مرزانا صر الدین کو بلا لیجئے۔ بھٹو کہنے لگے مرزانا صر الدین کو اسمبلی میں کیسے بلایا جاسکتا ہے۔ علامہ نورانی نے کہا کہ مرزانا صر الدین کو کیمبرے میں بلایا جاسکتا ہے۔ اسے پارلیمنٹ ان کیمبرہ کہتے ہیں کوئی شخص اس میں نہیں آسکتا البتہ ہم اراکین پارلیمنٹ ہوں گے۔ مرزا صاحب آئیں اور اپنا بیان دے دیں۔ آپ ان کی سن لیجئے۔ اس کے بعد قومی اسمبلی جو مناسب سمجھے گی کرے گی۔ اس قرارداد پر قومی اسمبلی میں دو ماہ سات روز تک بحث ہوتی رہی اسی دوران بھٹو صاحب سے اس سلسلہ میں آپ کی تین میٹنگز ہوئیں میٹنگ رات وہ بجے تک چلتی تھی۔ اس میں سردار شیر باز مزاری، حاجی مولانا بخش سومرو (الچی بخش سومرو کے باپ) اور جسٹس افضل چیمہ بھی موجود تھے۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ اس قرارداد کے منظور ہونے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہت بدنامی ہوگی۔ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کو ایک سیکولر پارٹی سمجھتے ہیں۔ امام نورانی نے کہا کہ اگر کچھ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے بھی ہیں تو آپ کو ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ بات پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ بھٹو صاحب بڑی مشکل سے قائل ہوئے تو انہوں نے یہ قرارداد اسمبلی سے باہر اپنی پارٹی کے اراکین کے سامنے رکھی۔ جے رحیم اور شیخ رشید نے اس کی بہت شدید مخالفت کی۔ مگر بھٹو صاحب نے کہا کہ یہ اسلام کی بات ہے۔ مذہب کا معاملہ ہے۔ پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔ جے رحیم نے قرارداد کی مخالفت میں بہت ہنگامہ کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ قرارداد اسمبلی میں منظور ہو۔ اس دوران قادیانی بھی اپنا کام کرتے رہے اور مسلمان ممبروں کے کان بھرتے رہے۔ چنانچہ ایک رکن اسمبلی نے حضرت امام نورانی سے کہا مرزانا صر قادیانی کہتا ہے کہ جب کوئی مسلمان فانی الرسول کے جذبے سے سرشار ہو کر مقام حدیث پر فائز ہو جاتا ہے تو اس کیلئے نبوت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ امام نورانی نے یہ بات سن کر اس ممبر سے کہا مرزانا صر قادیانی کا یہ کہنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی یہ کہے کہ جب کوئی مسلمان عبادت و ریاضت سے فانی اللہ کا درجہ حاصل کر لے تو اس کیلئے الوہیت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ یہ جواب اس ممبر کی سمجھ میں آ گیا۔ اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہو سکتا۔

(فاتح مرزا نعیمت صفحہ 8 از جناب سلیم مست قادری صاحب)

مفکر اسلام پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب نے آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی ایس پی کے ہاتھ سے سیکرٹری وزارت صنعت و حرفت حکومت پاکستان نے ذکر کیا ہے کہ ”آپ کے صدر جمعیت عجیب آدمی ہیں کہ محض اپنی قرارداد سے دلائلوں کے اطلاق پر“

انہیں بہت بڑی رقم مل رہی تھی جو انہوں نے ٹھکرا دی۔ مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض آدمی مرزائی فرقہ کے لاہوری گروپ سے متعلق وہاں آئے اور پوچھا کہ معلوم ہوا ہے آپ کے ہاں مولانا نورانی تشریف فرمائے ہیں۔ ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں میں ان لوگوں کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا بات ہے ان لوگوں میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے ایک صاحب نے کہا جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے۔ حالانکہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ لہذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے۔ آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نورانی نے فرمایا آپ کی پیشکش ہمارے جوتے کی نوک پر ہے اس لئے کہ ہمارا جوتا اس پیشکش سے قیمتی ہے مرزا عدلی نبوت ہے اور جو اسے مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا۔ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانی نے فرمایا کہ گئی ایسے سرکاری افسر ہیں کہ وہ ان لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمد للہ اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ میسج آئی جانی چیز ہے۔ اصلی دولت ایمان کی دولت ہے جو سرمایہ آخرت ہے۔

(علامہ شاہ احمد نورانی، صفحہ 157 از ابوداؤد رحمہ صادق)

سرینام جو ساؤتھ امریکہ میں واقع ہے۔ وہاں پر عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں سرینام کے وزیر اعظم کو مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ میں اسٹیج پر پروفیسر شاہ فرید الحق، میں (علامہ ارشد القادری) اور دیگر علمائے کرام تشریف فرماتے تھے۔ امام شاہ احمد نورانی صاحب تقریر فرما رہے تھے۔ وزیر اعظم سرینام اپنے ساتھ ایک وزیر کو لے کر آیا۔ سوئے اتفاق کہنے کہ وہ وزیر قادیانی تھا۔ اور امام شاہ احمد نورانی اسے جانتے تھے کہ یہ قادیانی ہے۔ جیسے ہی وزیر اعظم نے اسٹیج پر قدم رکھا۔ امام نورانی نے ان کا غیر مقدم کیا اور فرمایا کہ پرائم فسر صاحب آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آپ تشریف رکھئے اور قادیانی وزیر کی طرف دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ ”خبیث“ کہاں سے آگیا۔ پرائم فسر صاحب آپ اس کو یہاں سے ہٹائیے گا آپ کی مہربانی ہوگی۔ یہ قادیانی ہے یہ ہمارے اسٹیج پر نہیں بیٹھ سکتا۔ چنانچہ وزیر اعظم کو مجبور ہو کر

اس قادیانی وزیر سے یہ کہنا پڑا کہ اچھا تم چلے جاؤ۔ اس طرح وہ قادیانی چلا گیا۔ علامہ ارشد القادری صاحب نے درود پھرے لیجے میں کہا کہ لوگوں نے امام شاہ احمد نورانی کو سمجھا نہیں ہے۔ جب وہ نہیں رہیں گے اس وقت آپ سمجھیں گے۔ اس وقت سمجھنا بے کار ہوگا۔ امام نورانی نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلا یا اور پوری دنیا نے اس فیصلے کی پیروی کی۔

قسم خدا کی، اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایسا مرد مجاہد، بے لوث غرور بے خوف مجسمہ حق و صداقت قادیانیوں کیلئے ننگی تلوار اور ایسا مستغنی قائد میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اس لئے آپ کو ایسے بے باک قائد کی قدر کرنی چاہیے۔

(فاریخ مرزائیت، از سلیم مست قادیانی)

آپ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ذمہ داری بھی قادیانی گروہ کے ذمہ لگاتے ہیں۔ ”باہنام ترجمان اہلسنت“ کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے سقوط ڈھاکہ کے اسباب و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مشرقی پاکستان میں ان کیلئے چھلنے پھولنے کا موقع میسر نہیں ہے۔ جیسے کہ مغربی پاکستان میں ہے۔ مشرقی پاکستان کے عوام قادیانیوں کے سلسلہ میں حدود درجہ جذباتی اور ان سے متنفر ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں کو ہونا چاہیے۔ مشرقی پاکستان کے عوام کسی طرح مرزائیوں کو قبول نہیں کرتے اور سب سے بڑا مقصد تو یہ تھا کہ سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا جائے اور خاص طور پر اس خطے کو جس میں سولہ صدی حج العتیدہ یعنی اہلسنت و جماعت حنفی مسلمان ہیں تباہ و برباد کر دیا جائے۔

چونکہ مشرقی پاکستان اکثریت میں تھا اور اگر وہ آجاتے تو ان کو سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ مغربی پاکستان کے مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ سخت رویہ اختیار کرتے۔ اس کے مشاہدہ کا موقع مجھے بھی جب الرحمن سے ملاقات میں ہوا۔ دوران گفتگو مجیب الرحمن نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے کہ ایم ایم احمد اٹھارہ سال مارا مارا پھرتا ہے۔ یہاں پر اس کا کوئی کام نہیں اور کوئی مقصد نہیں۔ وہ مجھ سے ملتا چاہتا تھا مگر میں نے انکار کر دیا۔ بعد میں اس کی درخواست پر ملاقات ہو گئی۔ ساتھ ہی مجیب نے کہا کہ یہ قادیانی مرزائیت مغربی پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ حال نہیں ملتا۔

اخبارات اس کے گواہ ہیں اور تفصیل کے ساتھ یہ واقعات اخبارات میں آئے ہیں کہ قادیانی

رہنے والے قادیانیوں نے سب سے پہلے باقاعدہ جنگہ دیش تسلیم کر لیا ہے۔ اور انہوں نے جنگہ دیش کی حمایت کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے باقاعدہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان ایک ہو کر رہیں گے۔ ان کے ساتھی اب بھی یہ کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد ہے کہ ان کا مرکز قادیان رہے۔ کیونکہ وہی ان کا قبلہ و کعبہ ہے اور وہ براہ راست اپنے مرکز سے رابطہ قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی ختم نبوت نمبر اگست 1970ء)

قادیانیوں کی طرف سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سازشوں کے دوران اس ملک کو ان کی مذموم سرگرمیوں سے بچانے کیلئے قائد اہلسنت نے بہت طویل جدوجہد کی۔ آپ نے قادیانیوں کی سرکوبی کرتے ہوئے عوام الناس اور حکمرانوں کو بروقت اس مذموم فتنہ سے آگاہ کیا اور اس فتنہ کی سطح کئی کیلئے نہ صرف اسمبلی کے اندر اور باہر بلکہ بیرونی ممالک کے طویل دورے کر کے شب و روز کام کیا۔

علاوہ ازیں جب ظفر اللہ قادیانی عالمی عدالت انصاف کا چیف جسٹس تھا اس نے ڈن ہاک (ہالینڈ) میں ایک مسجد بنوا کر قادیانیت کی تبلیغ کا اڈہ کھول لیا تو آپ نے بہت کوشش کر کے اس مسجد کے قریب ہی اندازاً 12 ایکڑ زمین حاصل کر کے اس پر جامع مسجد طیبہ تعمیر کرا دی اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں ایک پلیٹ فارم بنا کر تبلیغی کام شروع کر دیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج بھی جاری ہے۔ ہالینڈ میں قادیانیت کو پھیلنے سے روکنے میں جامع مسجد طیبہ (ڈن ہاک) کا اہم کردار ہے۔

1956ء میں آپ مولانا عبدالحامد بدایونی کی رفاقت میں مصر گئے اور مصر کے صدر جمال عبد الناصر سے ملاقات کے دوران اسے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کی سازشوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ کیا تو جمال عبد الناصر نے مصر میں موجود تمام قادیانیوں کو ایک ماہ کے اندر مصر سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور آئندہ سے ان کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا۔

1971ء میں یحییٰ خان نے پارلیمانی لیڈروں سے ملاقات کی جب مولانا نورانی کو میٹنگ کی دعوت دی گئی تو آپ نے ایم ایم احمد قادیانی کو تمام مسائل کی جز قراردیتے ہوئے اس کی موجودگی میں کسی قسم کے مذاکرات سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ایم ایم احمد کو اگرچہ وہ منصوبہ بندی کمیشن کا چیئرمین تھا میٹنگ سے انکار دیا گیا۔



محمد احمد حسن قادری

ختم نبوت پر رسائل و جرائد کے خصوصی شمارے

نام ماہنامہ	نام اشاعت خاص	نام ایڈیٹر	صفحات	سن اشاعت ہجری	سن اشاعت شمسی
تائید اسلام	بشارت محمدی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	104	1330ھ	1918ء
تائید اسلام	کرشن قادیانی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	32	1338ھ	1920ء
تائید اسلام	مباحثہ حقانی فی البطل رسالت قادیانی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	164	1339ھ	جون 1921ء
تائید اسلام	کاشف مغالطہ قادیانی	چودھری محمد حسین ایم۔ اے	44	1339ھ	جولائی 1922ء
تائید اسلام	تحقیق صحیح فی قبر مسیح	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	54	1341ھ	ستمبر 1922ء
تائید اسلام	تردید نبوت قادیانی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	231	1343ھ	1925ء
تائید اسلام	کھلی چٹائی	حضرت بابو محمد بخش لاہوری	32	---	---
شمس الاسلام	برقی آسانی بر خرمین قادیانی	حضرت مولانا ظہور احمد مگبوی	215	1350ھ	1932ء
شمس الاسلام	قادیانی نمبر	حضرت مولانا ظہور احمد مگبوی	56	1351ھ	1933ء

رضوان	ختم نبوت نمبر	حضرت سید محمود احمد رضوی	118	1372ھ	1952ء
ماہ طیبہ	بنیادی مسئلہ ختم نبوت کا بیان	حضرت ابوالنور بشیر کوٹلوی	112	1372ھ	1952ء
ترجمان اہلسنت	ختم نبوت	حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی	120	1391ھ	1972ء
ضیائے حرم	تحریک ختم نبوت نمبر	حضرت پیر محمد کرم شاہ	160	1394ھ	1974ء
قوی ڈائجسٹ	قادیانیت نمبر	جناب حبیب الرحمن شامی	285	1408ھ	1988ء
منہاج القرآن	ختم نبوت کانفرنس نمبر	جناب محمد جاوید قادری	104	1408ھ	1988ء
کنز الایمان	ختم نبوت نمبر	محمد نعیم طاہر رضوی	112	1418ھ	1997ء
جہان رضا	ختم المرسلین نمبر	پیر زادہ اقبال فاروقی	64	1421ھ	2001ء
الہدیہ	ختم نبوت نمبر	حضرت پروفیسر محمد حسین آسی	64	1422ھ	2001ء
لائبی بعدی	ختم نبوت نمبر	مردار محمد خان لغاری	240	1423ھ	2002ء
لائبی بعدی	نہادین ختم نبوت نمبر	صلاح الدین سعیدی، محمد افضل نقشبندی	296	1424ھ	2003ء
اسلامی فیضان	ختم نبوت نمبر (اخبار)	صاحبزادہ عزیز الرسول صدیقی	04	1425ھ	2004ء
معراج انسانیت	ختم نبوت نمبر	ڈاکٹر آر۔ اے امتیاز	224	1426ھ	2005ء
معارف ختم نبوت	ختم نبوت نمبر	محمد احمد حسن قادری	32	1428ھ	2007ء
تغیر فکر	تحفظ ختم نبوت	محمد عرفان قادری	18	1428ھ	2007ء
دین فطرت	ختم نبوت نمبر	جناب محمد امجد جاوید سعیدی	32	1429ھ	2008ء
سوئے حجاز	ختم نبوت نمبر	جناب ملک محبوب الرسول قادری	560	1429ھ	2008ء

راجا رشید محمود، مدیر ماہنامہ "نعت" لاہور

قادیانیت اور ابوالکلام آزاد

استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ "اقبال اور ابوالکلام کے ذاتی فاصلے" میں لکھتے ہیں کہ "قادیانیوں سے متعلق اقبال کے خیالات سب کو معلوم ہیں مگر ابوالکلام کی کوئی تصدیق رائے ان کے بارے میں ظاہر نہیں ہوئی۔ قتل مرتد کے مسئلے پر بھی یہی حال ہے۔ غرض اس نوع کے جملہ مسائل میں ابوالکلام کا میلان لبرل اور اقبال کا میلان تشدد دانہ ہے۔"

(سید عبداللہ ڈاکٹر۔ مسائل اقبال۔ مغربی پاکستان اُردو اکادمی لاہور ایڈیشن اول 1974ء۔ صفحہ 225)

6 اپریل 1956ء کو ڈاکٹر انعام اللہ خان سالانہ پشاور بلوچستان نے ابوالکلام کو لکھا۔ "یہ مرزائی آپ کی طرف مختلف معاملات منسوب کرتے رہتے ہیں اور بعض حوالہ جات بھی دیتے رہتے ہیں مثلاً تذکرہ، وکیل وغیرہ۔ وہ کہتے ہیں مولانا وفات مسیح کے قائل ہیں۔ کبھی کہتے ہیں مولانا نے مرزا صاحب کی تعریف کر دی ہے۔ براہ کرم ایسی فیصلہ کن کتاب لکھ دیں کہ پھر بولنے کی جرأت نہ رہے۔"

ابوالکلام نے سائل کو جو جواب دیا وہ جتنا مستور ہے حقیقت میں اس سے زیادہ کھلا ہے۔ کہتے ہیں۔

"وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے۔ مرزا صاحب کی تعریف یا برائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لیے کہ

تو بُرا ہے تو بھلا ہو نہیں سکتا اے ذوق

وہ بُرا خود ہے کہ جو تجھ کو بُرا جانتا ہے"

(اجمل خاں (مرتب)۔ ملفوظات آزاد۔ مکتبہ ماحول، کراچی۔ پہلی بار۔ اکتوبر 1961ء۔ صفحہ 130)

عبدالحمید سالک بٹالوی نے "یارانِ کہن" میں ابوالکلام کے ذکر میں لکھا تھا:

"مولانا ابوالکلام مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) کے دعویٰ مسیحیت موعود سے تو کوئی

سرکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حریت دینی کے قدردان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار ”وکیل“ کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال بھی انہی دنوں میں ہوا تھا تو مولانا نے مرزا صاحب کی حمایت اسلامی پر ایک شاندار شذہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالے تک گئے۔۔۔۔۔“ ”یاران کہن“ مطبوعات چٹان لیڈڈ لاہور نے چھاپی تھی۔ کوئی گیارہ سال بعد کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو سالک صاحب فوت ہو چکے تھے۔ ناشر (شورش کاشمیری) نے لکھا کہ سالک صاحب 23 اپریل 1956 کے ”چٹان“ میں اس تحریر کی تردید صریح فرما چکے ہیں۔ اس لیے مولانا غلام رسول مہر نے حسب تردید صریح فرمادی ہے۔

(عبدالجید سالک - یاران کہن - مطبوعات، چٹان لمیٹڈ، لاہور - ایڈیشن دوم 1967ء، صفحہ 5)

اس طرح شورش اور غلام رسول مہر صاحبان نے بزمِ خوشی میں معاملہ ٹھیک کر دیا لیکن نہیں جانتے تھے کہ سید انیس شاہ جیلانی اس مسئلے پر عبدالجید سالک کے خطوط شائع کر کے معاملے کو پوری طرح ”بگاڑ“ دیں گے۔ جیلانی نے اپنی کتاب ”نوازشِ نامے“ میں اس موضوع پر لکھا

ہفت روزہ "دعوت" لاہور اسے لے اڑا اور اپنی 31 جنوری 1956ء کی اشاعت میں "مسٹر عبد المجید ساک کی بہتان طرازی" عنوان باندھا اور لکھا۔۔۔ آئندہ شمارے میں پس منظر یہ پیش کیا گیا کہ "دیکھ" کا شذہ مولانا کے قلم سے نہیں تھا بلکہ نہیں گئے۔ شورش سے التجائیں (اچھے اس ڈر سے نہیں کہ جواب ترکی بہ ترکی ملتا۔۔) کہ یہ صفحات ہی کتاب سے اڑا دو۔۔۔ "دعوت" کی تحریک پر مولانا آزاد کے سیکرٹری اجمل خاں کا ایک تردیدی "چٹھا" بھی آ گیا اور "چٹان" میں شائع بھی ہو گیا۔ ادھر ساک نے بھی ازراہ مروت و رفع شر اپنے لکھے پر اصرار نہ ہونے کا اقرار نامہ چھپوا دیا۔ یاروں نے بزعم خود میدان مار لیا تھا لیکن سنجیدہ طبقہ ساک اور واقعات کو بخوبی جانتا تھا۔۔۔ شورش جیسا غالی ابوالکلامی پوری ذمہ داری کے ساتھ ناشر کے فرائض انجام دے تو اس میں شک نہیں رہ جاتا کہ جو کچھ ساک کے قلم سے نکلا وہ حقائق کی واضح اور صحیح تصویر ہے۔۔۔ اور مولانا قادیانیوں کے باب میں آخر وقت تک رواداری ہی برتتے رہے۔ ہاں دکھاوے کے لئے تردید بھی کر دی۔"

انیس شاہ جیلانی، سید (مرتب)۔ نوازش نامے حیرت شملوی اکادمی محمد آباد۔ ایڈیشن اول
1965ء۔ صفحہ 11، 12، 13)

”تواضع نامے“ مرتبہ سید انیس شاہ جیلانی میں سالک کا 9 فروری 1956ء کا خط ہے۔ (۱۱) لکھنؤ:

”میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل حقیقت ہے۔ وکسیٰ باللہ شہیداً۔ مولانا ابوالکلام آزاد سے بارہا لوگوں نے استفسار کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر قرار دیں لیکن انھوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ مرزا صاحب کافر نہیں، مؤول ضرور ہیں۔ اور مؤول کو گمراہ کہا جاسکتا ہے کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ واقعہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد جب اخبار ”وکیل“ کے ایڈیٹر تھے اور زیادہ سے زیادہ اٹھارہ بیس سال کے تھے، مرزا غلام احمد کے انتقال پر ان کے جنازے کے ساتھ ہالہ تک گئے اور انھوں نے مرزا صاحب کے انتقال پر ”وکیل“ میں ایک تعریفی نوٹ لکھا جس کو مرزائی سینکڑوں دفعہ دہرا چکے ہیں۔ لیکن مولانا نے کبھی اس کی تردید نہیں کی نہ یہ لکھا کہ یہ نوٹ میرے قلم سے نہیں ہے۔۔۔ میں نے جو کچھ دیکھا، لکھ دیا ہے۔ اس کے غلط یا صحیح ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں۔“

(ایضاً۔ صفحہ 15، 16)

13 فروری 1956ء کو انیس شاہ جیلانی کے نام اپنے دوسرے خط میں عبدالحجید سالک شاہ اہل حق نے لکھا:

”مجھے شورش صاحب نے بتایا کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے پراسٹیوٹ سیکرٹری مولوی امجد خان نے دو باتوں کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ مولانا ’مرزا غلام احمد کے جنازے کے ساتھ امرتسر سے بنالہ تک نہیں گئے اور مرزا صاحب کے انتقال پر جو شذرہ ’’وکیل‘‘ میں چھپا تھا‘ وہ مولانا کا لکھا ہوا نہ تھا‘ بلکہ کوئی صاحب عبدالمجید کپور تھلوی تھے‘ انھوں نے لکھا تھا۔۔۔ اب میں کیا عرض کروں۔ مرزائیوں نے آج سے 48 سال پہلے بیان کیا تھا کہ مولوی محی الدین احمد آزاد‘ کلکتہ والے‘ جو ’’وکیل‘‘ کے ایڈیٹر ہیں‘ انہوں نے بے حد ہمدردی کا اظہار کیا اور ہمارے ساتھ امرتسر سے بنالہ تک گئے‘ جب ہم مرزا صاحب کا جنازہ لے جا رہے تھے۔ اب اگر مولانا نصف صدی کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں تو میرے لیے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ سر تسلیم خم کر دوں۔ شذرہ کو شائع کر کے اس کو مولا

ابوالکلام سے منسوب کیا لیکن اس طویل مدت میں مولانا یا ان کے کسی قریبی نیاز مند نے اس کی تردید نہ کی۔ حالانکہ اُس وقت تردید کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ جب مولانا ”وکیل“ کے ایڈیٹر تھے تو اس کے ایڈیٹر میں صفحہ کے تمام مندرجات کی ذمہ داری لازماً انہی پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مجھے اپنی تحریر پر ہرگز اصرار نہیں۔ مجھے مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ گزشتہ چالیس سال سے جو قلبی و روحانی تعلق ہے وہ مرزا غلام احمد یا احمد یوں سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں ایک مختصر سا کھلا مکتوب ”چٹان“ کے ذریعے سے پیش کر رہا ہوں جو غالباً آئندہ ہفتے کے ”چٹان“ میں شائع ہو جائے گا۔“

(ایضاً۔ صفحہ 17، 18، 19)

7 مارچ 1956ء کے خط میں سالک بنالوی نے مزید لکھا:

”آج ربوہ۔۔۔ مجھے یہ اقتباس موصول ہوا ہے از آئینہ صداقت مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب مطبوعہ جولائی 1908ء نول کشور شمیم پریس لاہور۔ ص 113۔“

”مسلمان صاحبان نے بھی ایسا ہی شرافت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ مثلاً خواجہ یوسف شاہ ربیع و آثریری مجسٹریٹ امرتسر ایڈیٹر ”کرا نیکل“ کلکتہ اور جناب مولانا ابوالکلام آزاد جو ہمدردی کے اظہار میں اسٹیشن تک تشریف لائے۔۔۔ (وغیرہ)۔“ مجھے یاد تھا کہ مولانا اسٹیشن تک ہی تشریف نہیں لائے بلکہ گاڑی میں بیٹھ کر بنالہ تک گئے۔ کم از کم ان کا بنیت اظہار ہمدردی اسٹیشن تک تشریف لانا تو مسلم ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ امرتسر سے بنالہ تک کا سفر بھی کسی نہ کسی ماخذ سے ثابت ہو جائے گا۔“

(ایضاً۔ صفحہ 20، 21)

6 اپریل 1956ء کو انھوں نے اپنے ایک اور خط میں جیلانی صاحب کو لکھا:

”بہر حال میں تو اب اس بحث میں خاموش ہو چکا ہوں۔ مولویوں اور احمدیوں کو آپس میں بحث کرنے دیجئے۔ اصل معاملہ تو آپ کو لکھ ہی چکا ہوں۔“ (ایضاً۔ صفحہ 23)

مرزا صاحب کی زندگی پر لکھی جانے والی کتاب ”حیات طیبہ“ از عبدالقادر (سابق سوڈا گریٹ) میں ہے کہ ابوالکلام حسین آہ کی قادیان آمد اپریل 1905ء میں ہوئی اور انھوں نے ابوالکلام کے اشارے ”وکیل“ امرتسر میں تاثرات لکھے۔ کتاب میں یہ تاثرات ”بدر“ (25 مئی 1905ء) کے حوالے سے لکھے گئے ہیں جن میں مرزا صاحب کی بہت تعریف ہے۔ حاشیے میں لکھا ہے ”باخبر اصحاب سے معلوم ہوا“

ہے کہ مولانا ابوالکلام صاحب نے بیعت کر لی تھی“

(حیات طیبہ۔ اشاعت دوم۔ مارچ 1960ء صفحہ 369، 370)

”تاریخ احمدیت“ میں ہے کہ 5 جولائی 1905ء کو ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی ابوالکرام قادیان گئے اور 25 مئی 1905ء کو آزاد قادیان گئے۔

(دوست محمد شاہد (مؤلف) تاریخ احمدیت جلد سوم۔ ادارۃ المصنفین ربوہ۔ صفحہ 409)

سفر قادیان کے متعلق آزاد نے اپنے تاثرات لکھوائے تو بتایا کہ جمعہ کی نماز انھوں نے وہیں پڑھی۔ مولوی عبدالکریم امام تھے۔ مرزا صاحب صف سے آگے مگر امام سے دواغی پیچھے تھپا کھڑے رہے۔ لوگوں نے مجھے پہلی صف میں جگہ دی۔“

(عبدالرزاق بلخ آبادی۔ ابوالکلام کی کہانی، خود ان کی زبانی۔ مطبوعات چٹان لاہور۔ اشاعت دوم۔ یکم جنوری 1963ء۔ صفحہ 330)

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات پر ابوالکلام نے ”وکیل“ امرتسر میں ایک طویل ادارہ لکھا: ”وہ شخص وہ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان چادو۔۔۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لئے اسے امتداد مانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزند ان تاریخ بہت کم مفسر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 571، 572 (بحوالہ بدڑ 18 جون 1980ء۔ صفحہ 2، 3)

مرزا صاحب کی طرح دوسری ”نازش فرزند ان تاریخ“ شخصیت ابوالکلام کی رہی کہ وہ بھی دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا گئے۔ ابوالکلام کے والد حضرت مولانا خیر الدین شہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ساری زندگی اپنے آقا حضور ﷺ کی عزت و تکریم میں زبان کھولی اور کلم اٹھایا۔ ان کا تجربہ علمی و درس و تدریس اور وعظ و تذکیر میں ان کی مخلصانہ کاوشیں اور تبلیغ و فروغ شعائر دینی کے لئے مختلف ممالک میں ان کے اسفار سب لائق تحریک و تحسین ہیں۔ لیکن اُن کے ان فرزند (ابوالکلام) نے کتاب ”رنگیلا رسول“ کے حوالے سے بڑی طویل خامہ فرسائی کے بعد جو نتیجہ نکالا اس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ابوالکلام کے ایک ”عزیز طالب حق“ ہندو نے انھیں لکھا کہ ”جمعیت العلماء نے ”رنگیلا رسول“ لکھے

والے کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ اس پر ابوالکلام نے جمعیت العلماء کی بریت کے لیے کہا: ”کم سے کم اتنی بات ہر شخص کی سمجھ میں آجانی چاہیے کہ برٹش انڈیا میں کوئی شخص یا جماعت اپنے آپ کو گرفتار کرے بغیر کسی انسان کے قتل کی اعلانیہ ترغیب نہیں دے سکتی۔ اگر جماعت نے یا انجمن نے ایسا اعلان کیا ہوتا تو یہ صریح ایک انسان کے قتل کا اقدام تھا۔“

(ابوالکلام آزاد مولانا، تصدیقات آزاد مکتبہ اشاعت ادب، لاہور۔ 8 اؤل دسمبر 1960ء۔ 130، 131)

ابوالکلام کتاب ”رنگیلا رسول“ کی اشاعت کو ناموس رسول ﷺ کے خلاف تسلیم ہی نہیں کرتے۔ یہ وہ کتاب تھی جس کے ناشر کو غازی علم دین شہید رحمہ اللہ نے واصل جہنم کیا تھا۔ مولانا خیر الدین دہلوی رحمہ اللہ جیسے غیر متنبہ باپ کے یہ ”مولانا“ بیٹے تحفظ ناموس رسالت کے اس مسئلے کو سمجھتے ہیں، ”خلاصہ بحث“ میں لکھتے ہیں:

”یقیناً حکومت اور قانون وقت کا فرض ہے کہ اس قسم کی دل آزار تحریروں کی اشاعت جائز نہ رکھے اور جائز نہ چینی اور مذہبی دل آزاری میں اختیار کرے۔ لیکن میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ طریق عمل پسند نہیں کر سکتا کہ مسلمان اپنی طبیعت اس انداز میں بنالیں کہ جہاں کسی ٹپوٹ پونجے نے ایک چار درتی رسالہ چھاپ کر شائع کر دیا، ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تمام مسلمان شور و ادیلا مچانا شروع کر دیں کہ اسلام کی کشتی غرق ہو گئی اور تحفظ ناموس رسول کا سوال پیدا ہو گیا۔ نعوذ باللہ۔ اگر چند جاہل اور کور چشم انسانوں کے بکواس کر دینے سے ناموس رسول کی حفاظت کا سوال پیش آسکتا یا اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ کوئی مصیبت ہو، ایسا سمجھنا اسلام کی عزت و شرف اور مسلمانوں کی مذہبی خودداری کے اس درجہ خلاف ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک مسلمان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ کیا معنی، اگر ایک ہزار یا ایک لاکھ رسالے بھی چھاپ دیے جائیں، جب بھی نعوذ باللہ اسلام اور داعی اسلام کے ناموس کے تحفظ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔“ (ایضاً صفحہ 164، 165)

ابوالکلام کے کہنے پر حکومت اور قانون وقت نے ایسی کتابوں کی اشاعت کو تو ”نا جائز“ نہ کیا، غازی علم الدین کو شہید کر دیا۔ ان ”مولانا“ نے جس ہندو عزیز کے سوالنامے کے جواب میں یہ اعلان رہنے والی تحریر لکھی، اس نے ”الصارم المسلول“ کا حوالہ بھی دیا تھا لیکن ابوالکلام اپنے امام ابن عباس

اس کتاب کو اپنے جواب میں زیر بحث ہی نہیں لائے۔

آج تحفظ ناموس رسالت کے نام پر اپنی دکانداریاں چکانے والوں میں کوئی شخص یا جماعت ایسی نہیں جو اس ضمن میں ابوالکلام کی تحریر کے حوالے سے انھیں مطعون کر سکے یا قادیانیت کے ساتھ ان کے خصوصی تعلقات کو زیر بحث لائے۔ لیکن مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روح اپنے اس ناخلف بیٹے کے افکار و عقائد پر کیسے کیسے نہ تر پتی ہوگی۔

عقیدت میں غلو کیا کیا رنگ دکھاتا ہے، مرزا غلام احمد کے ساتھ ابوالکلام کی محبت و عقیدت اور قادیانیت کی تائید کے ساتھ ”رنگیلا رسول“ کے حوالے سے محولہ بالا عبارت دوبارہ پڑھ کر ابوالکلام کے بارے میں شورش کاشمیری کی رائے دیکھیے:

”(آزاد) عربوں میں ہوتے تو ابن تیمیہ ہوتے، ہندوؤں میں ہوتے تو اب تک ان کے بت بچتے ہوتے لیکن وہ مسلمانوں میں تھے۔۔۔۔۔“

(شورش کاشمیری، چہرے، مکتبہ ماحول، کراچی، ہار اؤل، جنوری 1965ء صفحہ 39)

حضرت خواجہ حسن نظامیؒ اور مرزائی:

تحریک ختم نبوت (۱۹۷۴ء) میں مرزائیوں نے اشتہارات اور پمپنڈل وغیرہ شائع کر کے یہ پروپیگنڈا کیا کہ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ قادیانیوں کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ ۱۷ جون ۱۹۳۵ء کے روزنامے ”منادی“ کی مندرجہ ذیل تحریر غالباً آئینہ دکھانے کے لئے کافی ہے، خواجہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

”میرے پیر و مرشد حضرت مولانا مہر علی شاہ ہشتی نظامیؒ سجادہ نشین گولڑہ شریف کا ایک بیان میری نظر سے گزرا، جس میں حضرت اقدس نے ایک فیصلہ کن حکم صادر فرمایا ہے، اور وہ یہ ہے کہ: قادیانی اپنے عقائد مخصوصہ کے سبب مسلمان دشمن کہلا سکتے، ان واسطے کسی مسلمان کو ان سے کسی قسم کا تعاون جائز نہیں۔“ (تحوالہ مہر علی شاہ ص ۲۹۳)

مرزا قادیانی کی انگریز دوستی

دور حاضر کا مسلم، امت کے تیس دجالوں میں سے ایک دجال، مرزا قادیانی بھی ہے۔ موصوف نے مجدد اور مصلح کے دعویٰ سے سلسلہ شروع کیا۔ دعویٰ، نبوت کرنا تو مشہور ہے لیکن خوف خدا اور خطرہ روز جزا کو فراموش کر دینے والے اس شخص نے اپنے متعلق خدا ہونے تک کے متعدد دعویٰ کئے ہوئے ہیں۔ موت سے پیشتر اپنے کئی مخالفوں کو چیلنج کیا تھا کہ فریقین سے جو بھی جھوٹا اور کذاب ہے اسے خدائے بزرگ و برتر دوسرے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون وغیرہ متعددی مرض کے ساتھ ذلیل کر کے مارے۔ مخالفین تو سارے ہی زندہ رہے لیکن ان کی زندگی میں مرزا قادیانی ہی ہیضہ سے 26 مئی 1908ء بروز منگل ساڑھے دس بجے دن راہی ملک عدم ہو گیا اور اپنے جھوٹا ہونے کا سب کے سامنے بین ثبوت پیش کر گیا۔ برٹش گورنمنٹ کے آلہ کاروں میں مرزا قادیانی کا مد مقابل مرز میں پاک و ہند میں تو کوئی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کو یہ صفت ورثہ میں ملی تھی۔ چنانچہ اپنے والد کے بارے میں خود یوں تصریح کی ہے۔

”میرے والد کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہو سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرات کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو ہرگز دکھانے نہیں سکتا۔“

اپنے والد کے بارے میں دوسری کتاب کے اندر یوں لکھتا ہے۔

”والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممتاز زمینداروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔“

(مرزا قادیانی: ازالہ اوہام صفحہ 50)

ان کے کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فخریہ انداز میں یوں رقمطراز ہیں۔

”سن ستاون (یعنی 1857ء) کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا، تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ سو سوار سے خدمت گزاری کی اور انہیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے۔“

(مرزا قادیانی: شہادت قرآن صفحہ 84)

اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کی انگریز دوستی کے بارے میں موصوف نے یوں تصریح کی ہے۔

”اس عاجز کا بڑا بھائی، مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد محترم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان مصروف رہا۔“

(مرزا قادیانی: شہادت قرآن صفحہ 84)

خود مرزا قادیانی (البتہ 1908ء) جہاد کے تحت خلاف اور برٹش گورنمنٹ کے نمبر ایک آلہ کار تھے۔ اس امر کا اعتراف موصوف نے اپنے لفظوں میں یوں کیا ہے۔

”میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ سال برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مصروف رہا ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلیہ کی ہچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال، جہاد وغیرہ سے دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔“

(مرزا قادیانی: تبلیغ رسالت جلد 7 صفحہ 10)

دوسری جگہ انگریزوں کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

”میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برٹش گورنمنٹ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (امام مہدی علیہ السلام) اور مسیح خونی (حضرت مسیح علیہ السلام) کی بے اصل روایتیں (جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں) اور جہاد کے جوش و خروش کو مٹانے کے مسائل (جو حکم خدا اور عمل وارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جو انہوں نے مٹا دیے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(مرزا قادیانی: ترویج انقلاب صفحہ 20)

موصوف نے انگریزی حکومت سے استحکام کی خاطر اس کی حمایت میں جہاد کے خلاف یہ کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کرائے اور اپنے اس اسلام دشمنی کے کارنامے میں یوں لکھتا ہے۔

”میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“

(مرزا قادیانی: تریاق القلوب، صفحہ 25)

شاید پنجاب کے مشہور شاعر ظفر علی خاں نے یہ شعر اسی لئے کہا تھا۔

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو
اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

انگریزی حکومت کی اطاعت و فرماں برداری کی ترغیب دینے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو برائے گورنمنٹ کے مفاد کی خاطر خنثی کرنے کی غرض سے مرزا قادیانی نے تحریری طور پر جو کچھ کیا اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

”مجھ سے سرکار انگریز کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کریں اور دل سے اس حکومت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کروادیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو تاہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔“

(مرزا قادیانی: ستارہ قیصریہ، صفحہ 7)

جس طرح اپنے دور میں جعفر بنگال صادق دکن ممتاز تھے اور اپنے سیاہ کارناموں کو سرمایہ افتخار سمجھا کرتے تھے اس طرح اپنے پیش رو حضرات سے مرزا ملت فروش یا دین فروشی میں کم تھوڑے ہی رہ گئے تھے کہ وہ یہ فخر نہ کرتے بلکہ معلوم تو یوں ہوتا ہے کہ موصوف اپنے میدان کے سارے کھلاڑیوں کو مات دے کر سب سے ممتاز ہو گئے تھے۔ اسی اسلام دشمنی اور ملت فروش کے باعث انہیں خود احساس تھا کہ کسی بھی اسلامی ملک میں کوئی مسلمان حکمران ان کے وجود کو برداشت نہ کر سکے گا اور برٹش گورنمنٹ کے ہا

تحت اور اس کی سرپرستی میں جو یہ عظیم فتنہ پرورش پارہا ہے اسلامی حکومت اسے جڑ سے اکھاڑ پھینک رہی تھی۔ اس حقیقت کا خود مرزا قادیانی نے علی الاعلان اور بغیر کسی ہیر پھیر کے یوں اعتراف کیا ہے۔

”خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو عطا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہم کو حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ ہندوستان میں اور نہ سلطنت روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(مرزا قادیانی: تریاق القلوب، صفحہ 15)

دوسری جگہ موصوف نے اور وضاحت سے اسی امر کا واضحکاف اعتراف یوں کیا ہے۔

”اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے، کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی ہے۔“

(مرزا قادیانی: تنقذ قیصریہ، صفحہ 17)

مرزا قادیانی اس امر کا بھی معترف ہوا کہ اس کو ملکہ و کنوریہ کے حکم سے بنی بنایا گیا تھا۔ نبی بنا والے کو رجز جزل یا داسرائے کا نام چونکہ اس نے تحریر نہیں کیا، لہذا اس کے ذکر کو چھوڑ کر ملکہ پر ملامت متعلق بیان ملاحظہ ہو۔

”اے بابرکت قیصر ہند! تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی ناکاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔“

(مرزا قادیانی: ستارہ قیصریہ، صفحہ 15)

مرزا قادیانی کو ملکہ و کنوریہ کے جس ماتحت حاکم نے نبی بنایا تھا اس سے اس کا مقصود کیا تھا اور کو کس ڈیوٹی پر معذور کیا گیا تھا؟ موصوف نے اس سوال کا جواب خود یوں دیا ہے۔

”اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق، جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا، آسمان سے مجھے بھیجا، تاکہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصر میں پرورش پائی، حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول رہوں۔“

(مرزا قادیانی: ستارہ قیصریہ، صفحہ 15)

موصوف کو اعتراف تھا کہ وہ انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اسی لئے اپنے نبی بنا والوں کی خدمت میں اپنی خدمات یاد لا کر یوں دست بستہ عرض پر داز ہے۔

”التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار، ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چشیات میں یہ گواہی دی کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کا خیر خواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس کا خود کاشت پودے کی نسبت نہایت عزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کو ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“

(مرزا قادیانی: تبلیغی رسالت جلد 7، صفحہ 19)

اپنی منافقوں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طاؤدوں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

پہلے شہید ختم نبوت:

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو میلہ کذاب کے لوگ پکڑ کر لے گئے، میلہ کذاب نے حضرت حبیبؑ سے پوچھا کہ: ”کیا آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربّ العزت کا رسول مانتے ہیں؟“ جواب دیا: ”ہاں مانتا ہوں!“ میلہ نے دوسرا سوال کیا کہ: ”کیا تم مجھے رسول مانتے ہو؟“ جواب میں اس صحابی رسول نے ارشاد فرمایا: ”ان فی اذنی صمّٰ عن سماع ما تقول“ میرے کان تیری اس بات (دعویٰ نبوت) کو سننے سے انکار کرتے ہیں۔

میلہ نے اس صحابی رسول کا ایک بازو کاٹنے کا حکم دیا، جو کاٹ دیا گیا، میلہ نے اپنا سوال دہرایا مگر جواب وہی ملا، پھر دوسرا ہاتھ کاٹا گیا، مگر سوال دہرانے پر جواب حسب سابق تھا، حتیٰ کہ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا مگر ختم نبوت کے اس سب سے پہلے شہید نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بعد کسی اور کے لئے رسالت و نبوت کا جملہ سننے کے لئے اپنے کانوں کو آمادہ نہیں پایا۔ (الاستیعاب)

حضرت مولانا شاہ قاری احمد نورانی صاحب ناظم دفتر جمعیت العلماء پاکستان کراچی۔

قادیان کا خود ساختہ نبی

قائد ملت اسلامیہ فاتح قادیانیت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (صدر جمعیت علماء پاکستان) کا ایک مضمون جو کہ ادارہ پاکستان شناسی کے ڈائریکٹر محمد ظہور الدین خان امرتسری نے ارسال کیا جو کہ حضرت علامہ شاہ عارف اللہ قادری رحمہ اللہ کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ ”سالک“ راولپنڈی مارچ 1953ء میں شائع ہوا۔ ظہور الدین صاحب کے شکریہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

اسلام میں ختم نبوت ہی وہ مسئلہ ہے جو اگر مجروح ہوا تو اسلام کے احکام اور بنیادی قوانین ٹھہر جائیں گے۔ الحمد للہ کہ مسلمان ہر دور میں آقائے کونین روحی لہ العتراء کے حفظ و خاتمیت کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے کمر بستہ رہا۔ اور آج بھی ناموس رسالت کی حفاظت بنگال کی کھاڑیوں سے لے کر سرحد کی چٹانوں تک پایا جا رہا ہے۔ مرزا بیت اور اسلام میں اتنا ہے۔ جتنا لیل و نہار کی ظلمت اور روشنی میں ہو سکتا ہے۔ مرزا بیت کے بانی مرزا غلام احمد کا وجود بے شمار بولچھویوں کا مجموعہ ہے۔ وہ کبھی خالق بنے۔ کبھی محدث و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ کبھی ہونے کا خواب دیکھا۔ اور کبھی کرشن جی کا چوغہ پہنا۔ غرض اُس نے ہر وہ روپ بھرا۔ جو کسی مسلمان کنار ایک ادنیٰ سمجھ رکھنے والے کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ آجے اب آپ مرزا کے پڑھنے اور ان کی اس خوش بختی میں ماتم کیجئے۔ کہ ساحرانِ فرنگ جا چکے ہیں۔ مگر ان کا خود کا شمار زمین پاکستان پر کس طرح پھل پھول رہا ہے۔ مرزا کے ان اقوال کو پڑھ کر وہ لوگ حیرت منہمک ہو جوتحریک قادیانیت سے اختلاف کو معمولی فردعی، اختلاف سے تعبیر کرتے ہیں۔

”مرزائیوں کی توحید“ آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564 اور 565 پر مرزا کا ایک خواب اور درج ہے۔ اس کا ترجمہ کیجئے۔

”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں یعنی اللہ ہوں، میں نے یقین کر لیا، کہ میں وہی ہوں

اور میرا ارادہ باقی رہا۔ اور نہ خطرہ رہا۔ اس حال میں جبکہ (زمین بھیمہ خدا تھا) میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام، نیا آسمان، نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان و زمین اجتماعی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کر دی اور ترتیب دے دی۔ میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان و دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا کہ (انا زینا السماء الدنيا مباح) میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پس میں نے آدم کو بنایا۔ اور ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اس طرح سے میں خالق ہو گیا۔ (مرزا معاذ اللہ خدا ہو گیا)۔

”میں خدا کے بیٹے کی طرح ہوں“ حقیقۃ الوحی صفحہ 86 (انت منی بمنزلۃ والدی) یعنی اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔ البشری جلد دوم (انت منی بمنزلۃ اولادی) یعنی تو مجھے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔ (مرزا نے معاذ اللہ خدا کے لئے بیٹا ہونا تسلیم کر لیا)۔

”میرا نام خدا کا سب سے بڑا نام ہے“ البشری جلد دوم صفحہ 61 (انت اسمی الاعلیٰ) اے مرزا تو سب سے میرا بڑا نام ہے۔

”میں قرآن کی مثل ہوں“ البشری جلد دوم (ما انا الا کالقرآن وبظہر علی یالمے ما ظہر من الفرقان) یعنی میں تو بس قرآن کی طرح ہوں۔ اور قریب ہے میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ جو قرآن سے ظاہر ہوا۔

”مرزا مدینۃ العلم ہے“۔ البشری جلد دوم صفحہ 61 (انت مدینۃ العلم) یعنی اے مرزا تو علم کا شہر ہے۔

”میرا الہام قرآن کی طرح ہے“ دُرّ شین فارسی صفحہ 123 (بچو قرآن منزہ دائم، از خطا ہائے مبین است ایانم) یعنی میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح غلطیوں سے مبرا ہے۔

مذکورہ بالا الہامات میں آپ نے مرزا جی کا صفات باری قرآن کی مثل ہونے کا حال پڑھا۔ اب حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کے الہامات سنئے۔

”میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں“ دُرّ شین فارسی صفحہ 163 (انبیاء گرچہ بودہ اند بے، ذمن عرفان نہ کترم ز کسے) یعنی اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے مگر میں عرفان میں ان نبیوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔

”میں مسیح و عیسیٰ محمد احمد ہوں“ (محمد رسول اللہ و الذین معنہ شداء اعلیٰ الکفار حماء بینہم) اس وحی الہی میں میرا نام محمد بھی رکھا گیا اور رسول بھی، منقول از ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3۔ تریاق القلوب صفحہ 3

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد واحد کہ تجھے باشد

یعنی میں مسیح زمان ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔

(مسلمانوں اب آپ نے سمجھا کہ جب مرزا کی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں محمد رسول اللہ سے معاذ اللہ مرزا مراد لیتے ہیں۔)

”عیسیٰ کا ذکر چھوڑ دو میں اس سے بہتر ہوں“ دافع البلاء صفحہ 20، ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر خدام احمد ہے۔

”عیسیٰ تو میرے منبر پر پاؤں بھی نہیں رکھ سکتا“ ازالہ صفحہ 58

ایک منم کہ حسب بشارت آدم

عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پا بہ منبرم

یعنی میں وہ ہوں جو حسب بشارت آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر پاؤں بھی رکھ سکے۔
”میں حجر اسود ہوں“ البشری پار اول صفحہ 48 (فخصے پائے من یوسید من کفعم کہ سگ اسود منم) ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ سگ اسود ہوں۔

”قادیان ارض حرم ہے“ دُرّ شین اردو صفحہ 52 (زمین قادیان اب محترم ہے نجوم طلق سے ارض حرم ہے۔) پاکستانیو! سوچو جو جماعت قادیان کو ارض حرم سمجھتی ہے۔ اس کا ولی لگاؤ بھارت سے ہو گا یا پاکستان سے۔)

”نواسہ رسول کی توہین“ (کر بلا نیست سیر ہری۔۔۔ صد حسین است در کجوان) یعنی میری سیر ہر وقت کر بلا میں ہے۔ سینکڑوں حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں۔

مسلمانو! یہ ہیں وہ بنیادی اصول جن کی وجہ سے ہر کتب فکر کے علماء مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔



زندگی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کامل نمونہ ہو گئی

شاعر نعت راجا رشید

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "نعت"

زندگی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کامل نمونہ ہو گئی
 اتنا تک جب نظامِ خلق بھی پہنچا گئے
 جب وہی سارے عوالم کے لئے رحمت بھی ہیں
 پھر نیا ہادی مرا رب بھیجتا کس واسطے

ان گنت ہیں میرے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور پھر
 مفرد ہے ہر خصوصیت مرے سرکار کی
 ہوتا ختم المرسلین ، اللہ کی مجھ کو قسم!
 مومنوں پر خاص ہے رحمت مرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی

داری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیث
 مُرسَلوں کا رہنما ہوں، اور نہیں کرتا ہوں فخر
 حشر تک کوئی نہ میرے بعد آئے گا نبی
 ایسا ختم الانبیاء ہوں، اور نہیں کرتا ہوں فخر

دی ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی عمارت کی مثال
 جو بہت آراستہ پیراستہ کر دی گئی
 رہ گئی تھی اُس میں بس اک اینٹ کی باقی جگہ
 سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ مجھ سے پُر ہوئی

ختم ہے ان پر نبوت، بعد میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے
 مدعی جتنے ہیں، سب دجال ہیں، کذاب ہیں
 یہ لکھا ہے ترمذی میں اور ابوداؤد میں
 قول جن کے مستند ہیں، اور بھی اصحاب ہیں

مومنو! آیا ہوں سارے انبیاء کے بعد میں
 یاد رکھو! تم ہو ساری امتوں میں آخری
 ابنِ ماجہ میں ہے یہ ارشاد پاکِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 ثلث ہے اس پر ، جو نبوت کا ہو اب بھی مدعی

مائدہ میں دین کی تکمیل کا اعلان ہے
 مطمئن دل جس سے ہو جاتا ہے حق آگاہ کا
 بعد ازاں دعویٰ نبوت کا سراسر کذب ہے
 اسودِ عسلی کا ، مرزا کا، بہاء اللہ کا

مولانا عبدالحامد بدایونی:

حضرت مولانا بدایونی کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی
 حفاظت تھا، چنانچہ اس تحریک میں آپ نے بڑا نمایاں حصہ لیا، تحریک ختم نبوت کی
 حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا، ایک سال
 تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں مولانا ابوالحسنات قادری کے ساتھ ظلم و ستم بردہ،
 بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا، ان کی مدد سے قراست لے
 پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

7 ستمبر 1974ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے
قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے دیا، اس تاریخ ساز فیصلے کی یادگار

قطعہ تاریخ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔ حسن ابدال

”اعلانِ حقیقت اور خاتم النہیین“ ”آوازِ انہدامِ قصرِ کذبِ قادیان“
1974ء 1394ھ

مقبولِ مدام ہے شہادتِ حق کی
مرؤدہ تمام دعویٰ ہائے باطل
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو
وہ شخص تھا اک ہرزہ سرائے باطل
مرزائی کافر ہیں از روئے آئین
انجام ہے رسوائی برائے باطل
اک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ
”بروقتِ تدارک وہائے باطل“

1394ھ



مسئلہ عصر حاضر مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء
برطانیق 25 ربیع الثانی 1326ھ واصلِ جہنم ہوا۔
اُس رئیس الکاذبین و راس الفضالین کی عبرت ناک موت کا

قطعہ تاریخ

”ہلاکتِ عدوئے پیغمبرِ حق“

1908ء

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔ حسن ابدال

مرزا کو نبی بنا ڈالا ذہنِ افرنگ ہی کا ہے یہ کمال
عصر حاضر کا بدترین کذاب عہدِ موجود کا بڑا وصال
اُس کے اقوال قابلِ نفرت شرمناک اُس خبیث کے اعمال
فتنہ، پالا ہے جس کو مغرب نے ہے گراں جس پہ دینِ حق کا کمال
مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں نے جس کا دے کے جانیں، کیا ہے استحصال
ایسی قربانیاں انہوں نے دیں جن کی تاریخ میں نہیں ہے مثال
مرحبا اُن کا جذبہ ایثار واہ اُن کا عزم و استقلال
سر میں تھا جو قادیانیوں کے جو کبر حق پرستوں نے کر دیا پامال
ہو گیا، ذہن میں جو تھا اُن کے تقویٰ، اقتدار، خواں و خیال
اس وطن میں یہ فتنہ انگیز پھر ہو منہ زور ہے یہ امر محال
مرا پیٹنے سے وہ رذیل آخر ہے بُرا دشمن نبی کا حال

نقشِ عبرتِ وفات کا اُس کی

”دوزخی، لعنتی الحق“ ہے سال

1326ھ

عظمتِ ختمِ نبوت زندہ باد

سید عارف محمود مجبور شاہ

آج میرے لب پہ میرے دوستو تذکرۂ عظمت و اقبال ہے
حفظ ناموس مقام مصطفیٰ ﷺ باعث آبادی اعمال ہے
خاتم دور رسالت بالیقین رب کا پیارا آمنہ کا لال ہے
شک ذرا اس میں نہیں کرتا روا سوچ یہ ایماں کرے کنگال ہے
منکر ختم نبوت جو بھی ہو واقعی بد بخت ہے، بد حال ہے
قادیانی پر ہوں سب کی لعنتیں سرتاپا کذاب یہ دجال ہے
یہ معاذ اللہ کہے نود کو نبی کفر یہ ہر ایک اس کی چال ہے
کاشت پودا ہے یہ طاغوت کا انگلی سرکار کا دلال ہے
رائدۂ دارین مرزا ہو گیا موت پائی اس نے حسب حال ہے
رد و تردید غلام قادیاں سنیوں کے شامل احوال ہے
خوب یہ خوب ان کا مشغلہ دشمنانِ دین کا ابطال ہے
کام ہے احقاق حق سے ان کو بس کیا مثالی ان کا استقلال ہے
جب بھی آیا وقت تو اسلاف نے حل کیا مجرات سے ہر اشکال ہے
زندہ و تابندہ ان کا ہے عمل فاتحانہ انکی چال اور ڈھال ہے
دولہ ان کا رہا باطل شکن عالمانہ ان کا استدلال ہے
آج بھی اس سابقہ معمول میں ہو رہی سرکوبی اضلال ہے
حرمت سرکار ﷺ کی تقدیس کی ہر کوئی سنی سراپا ڈھال ہے
تاج و تختِ خاتمیت پر فدا اہل سُنّت کی تمامی آل ہے
مرحبا صد مرحبا نمبر یہ خاص خوب سنی ظاہر خوش حال ہے

اک صدی میں جو ہوئی ہیں کاوشیں ان کی تفصیلات کا اجمال ہے
کس طرح مرزا ہوا رسوا و خوار؟ کس طرح مرزا ہوا پامال ہے؟
کس نے مرزا کس نے ثابت کر دیا؟ کس نے توڑا سازشوں کا جال ہے؟
کس نے کی مرؤد کی مٹی پلید؟ کس نے ملٹوں کو کیا بے حال ہے؟
معرکے جو سر کئے اسلاف نے ان کی تفصیلات پر یہ دال ہے
”کنز الایمان“ کا نصدوی یہ ہیئوع شانِ ماضی آبروئے حال ہے
الغرض یہ خاص نمبر واہ وا ایک دستاویز یک صد سال ہے
ہے دعا یہ عارف مجبور کی
درجہ مقبولیت اس کو ملے
شہرۂ ختم نبوت عام ہو
باغ اس سے عظمت دیں کا کھلے

قادیانی کے جسم کا قبر میں غیر محفوظ ہونے کا چیلنج

بھارت کے صوبہ بہار کے حکیم محمد حسین نے مرزا محمود کو چیلنج دیا کہ احادیث و
نصوص کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ اپنی قبور میں محفوظ ہیں، تم مرزا
قادیانی کی قبر کھولو، اگر اس کا جسم محفوظ ہو تو مان لوں گا۔ اس پر مرزا انہیوں پر اوس چالگی
ندامت کے مارے دلوں کی طرح ان کے چہرے بھی سیاہ ہو گئے۔

حکیم صاحب نے خواب دیکھا کہ مرزا قادیانی قبر میں ہے، فرشتے حوال
کرتے ہیں، انتہائی مکروہ قسم کی آئیں بائیں شائیں کرتا ہے، دوسری طرف اس کی قبر
میں شیطان کھڑا کہہ رہا ہے کہ: ”مرزا صاحب! آپ نے میرے شین کا خوب نام لیا
خلقِ خدا کو گمراہ کرنے میں خوب ہاتھ بٹایا، مگر میں آپ کی قبر میں کوئی حد نہیں کر سکتا
مگر قیامت کے دن تمام ذریت (شیطان) میں تمہیں بلند مقام حاصل ہوگا، اس لئے
کہ میں صرف شیطان تھا، تو سید الشیطان ہے۔“

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلال

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا
 اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیاں ختم نبوت کا
 ملائک کی جماعت روز و شب وہاں پہ اترتی ہیں
 ذکر جاری ہمیشہ ہے جہاں ختم نبوت کا
 تھے جتنے بھی نبی دیگر نبوت ان کی وقتی تھی
 مگر ہے حشر تک سارا زماں ختم نبوت کا
 یہ نعرہ ہے امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
 کرو اپنے لبو سے بھی دھیاں ختم نبوت کا
 مٹا دو زور بازو سے کفر ہر قادیانی کا
 یمامہ سے اٹھا لو ہر شاں ختم نبوت کا
 دیا ختم نبوت پہ رضا رضی اللہ عنہ کے علم نے پہرہ
 بنا جس کا قلم بھی ترجماں ختم نبوت کا
 بنا کلک رضا ہر اس کینے کے لئے خنجر
 ہے جس نے بھی کیا کوئی زیاں ختم نبوت کا
 انوکھی شان اس فن میں کیا مہر علی رضی اللہ عنہ کی ہے
 کیا جس نے عقیدے سے بیاں ختم نبوت کا
 الہی شاہ نورانی رضی اللہ عنہ کی قبر پہ رحمتیں برسیں
 بنایا جس نے پورا کارواں ختم نبوت کا
 سنو جتنے بھی یاں ختم نبوت کے فدائی ہو
 رہے یہ قافلہ ہر دم رواں ختم نبوت کا
 دبانے کو زمانے میں لگا ہر قادیانی کا
 لگائے نعرہ ہر پیرو جواں ختم نبوت کا
 خداوند مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ
 بنا دے اپنے آصف کو حصال ختم نبوت کا

لنعم در مذمت مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا جھوٹا دعویٰ دار

حضرت علامہ محمد ابراہیم عاجز قادری۔ امیر تبلیغ اسلام

بڑا عیار اور جھوٹا ہے مرزا قادیانی
 کہ اک شیطان کا چیلہ ہے مرزا قادیانی
 خدا کا بے ادب ہے اور جہیم کا ہے گستاخ
 بنا دوزخ کو یوں مٹتا ہے مرزا قادیانی
 جناب عیسیٰ و مریم کے بارے میں اسے بد بخت
 عقیدہ ہی ترا گندا ہے مرزا قادیانی
 خدا کے انبیاء کی شان میں بیہودہ گوئی
 یہ تجھ جیسے کا ہی شیوہ ہے مرزا قادیانی
 تری رہ پر چلا جو بھی وہی گمراہ ٹھہرا
 ذلالت ہی ترا رستہ ہے مرزا قادیانی
 نبی جس نے بھی ہے ماتا تجھے مرتد ہوا وہ
 کہ بے شک تو نبی جھوٹا ہے مرزا قادیانی
 صیپ رب نبی ﷺ ہیں آخری پھر بھی اسے جاہل
 نبوت کا ترا دعویٰ ہے مرزا قادیانی
 غلام احمد رکھا ماں باپ نے تو عام اس کا
 خلاف احمد کے ہی بکتا ہے مرزا قادیانی
 جو پیروکار ہیں مرزا کے وہ سارے ہی سن لیں
 بڑا انگریز کا چمچ ہے مرزا قادیانی
 رسول پاک کی حرمت پہ حملہ کر کے تو نے
 مسلمانوں کو للکارا ہے مرزا قادیانی
 بیٹھ الخلاء میں جا کے تو مردود ایسے
 کیا ہے رب نے تجھے زسوا ہے مرزا قادیانی
 ترے ہی ساتھ دوزخ میں چلے گا وہ ہمیشہ
 ہوا تیرا جو گرویدہ ہے مرزا قادیانی
 جہاں بھر کے مسلمانوں کو عاجز یہ بتا دو
 کہ امت میں بڑا فتنہ ہے مرزا قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی "علامہ اقبال" کی نظر میں

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
میرے زمانے نے ایک نبی بھی پیدا کیا
آنکہ در قرآن بجز خود را ندید
جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا
تن پرست و جاہ مست و کم نگاہ
خود پسند، عزت چاہنے والا کوتاہ نظر
اندرویش بے نصیب از لا الہ
اس کا دل لا الہ سے خالی ہے
در حرم زاد و کلیسا را مرید
مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور عیسائیوں کا غلام بنا
پردہ ناموس مارا پر درید
اس نے ہماری ناموس کے پردے کو چاک کرایا

سب سے آخری خبر:

جب حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسود غسی کو قتل کیا، تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے حضرت فیروز دیلمی کی کامیابی اور اسود غسی کے قتل کی خبر دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر خوشی و انبساط کا اظہار فرمایا، اس دنیا سے تشریف لے جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعے سب سے آخری غیر ملکی خبر جو سماعت فرمائی وہ ایک جھوٹے مدعی نبوت اسود غسی کے قتل کی خبر تھی۔

ترانہ ختم نبوت

محمد صالح الدین سعیدی

ہے ہر اک اہلسنت پاساں ختم نبوت کا
مجاہد ہے ہر اک ہیرو جواں ختم نبوت کا
وہ جس کے علم نے میدان سے دوڑایا "مرزے" کو
ہے شاہ گولڑہ کوہ گراں ختم نبوت کا
دعا جس کی گری تھی برق بن کر جان مرزا پر
خدا کا شیر وہ برق تپاں ختم نبوت کا
ترپن (53) میں چلی تحریک جب ختم نبوت کی
تھا بوالحسنات "میر کارواں" ختم نبوت کا
چوہتر (74) میں چلی تحریک جب قومی اسمبلی میں
مرا قائد تھا میر کارواں ختم نبوت کا
وہ پیکر جاہ و حشمت وہ نیازی میڈاں کا
تھا اپنی ذات میں وہ کارواں ختم نبوت کا
مجاہد بے ریا جس نے بنا ڈالی "فدایان" کی
وہ صوفی با صفا ایاز خان ختم نبوت کا
مقام مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کے منکروں کو
تمہارا کام ہے سب رائیگاں ختم نبوت کا
فدائی مصطفیٰ ﷺ کا اور نظام مصطفیٰ ﷺ کا ہو
وہی سچا فدائی ہوگا ہاں ختم نبوت کا
ہمارا واعظان خوش نوا کو مشورہ ہے کہ
ہو کم سے کم ماہانہ اک بیاں ختم نبوت کا
الہی اپنی رحمت سے شہیدوں کے وسیلے سے
سعیدی کو بنا دے نقد خواں ختم نبوت کا

ترانہ ختم نبوت

محمد اقبال فاروقی موضع شاہ عالم ضلع بکر

محفوظ ہے اس واسطے ایمان ہمارا
بند ہو گیا دروازہ نبوت کا جو نبی کہ
ہیں آپ ہی محمود و محمد بھی اور احمد علیہ السلام
ذاتی ہیں یہ نام اُن کے محمد علیہ السلام اور احمد علیہ السلام
کوئی نہ ہو اُن سا جہاں میں نہ ہی ہوگا
صدر حُک شہنشاہی ہے اُس در کی غلامی
مرزا نے کیا دعویٰ نبوت کا جو ہند میں
قربان ہو جان حرمت و ناموس نبی علیہ السلام پر
پچھا کیا مرزا کا اکابر نے ہمارے
تکفیر کی کذاب کی جس ہستی نے پہلے
مہبوت کیا دجال کو قطب جلی نے
مرزا نہ ہوا جس کے مقابل وہ مجاہد
تھا جس نے کیا ناطقہ بند مرزائیت کا
پھانسی کے بھی پھندے کو لیا چوم تھا جس نے
دجال کے دعویٰ نبوت پر نصاریٰ
اک عرصہ سے جو چاہتے اغیار تھے کرنا
مرزاؤ! چنا ہے جہنم سے جو تم نے
فاروقیا! مرزائیوں کو احمدی مت کہہ
تلقین یہی کرتا ہے وجدان ہمارا

وجاہت ختم نبوت

وجاہت کس قدر ہے مرحبا ختم نبوت کی
زمینوں آسمانوں میں ضیاء ختم نبوت کی
خدا نے روز اول ہی رسولوں سے لیا وعدہ
تمہاری روح میں ہوگی وفا ختم نبوت کی
کوئی دجال کیا اس نقشِ فطرت کو مٹا پاسے
خود سے ماورا ہے ہر ادا ختم نبوت کی
کسی کذاب کا منہ دیکھنا شایاں نہیں لوگو
ہمیں ہر روز ملتی ہے عطا ختم نبوت کی
محمد فاتح ہر جاں، محمد خاتمِ دوراں
محمد کو ملی شانِ علا ختم نبوت کی
چمن میں گل کھلے، بلبل تھے سکانِ شب جاگے
مہک لے کر چلی بادِ مہا ختم نبوت کی
غلام زار کے لب پر بچہ اللہ جاری ہے
بیاں ختم نبوت کا، شا ختم نبوت کی



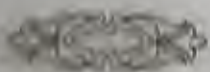
غدار وطن

غدار وطن، غدار نبی ﷺ اس پاک وطن میں کیوں کر ہیں؟
 میں پوچھتا ہوں یاران وطن یہ خار چمن میں کیوں کر ہیں؟
 ناموس محمد ﷺ عربی پر ہم جان نچھاور کر دیں گے
 گر وقت نے ہم سے خون مانگا، ہم وقت کا دامن بھر دیں گے
 باطل نے بھی ہم کو جانا ہے، ہم دارو رسن کے راہی ہیں
 ہم موت سے لڑنا جانتے ہیں، اس بات کی قسمیں کھائی ہیں
 باطل کی نبوت باطل ہے، یہ زہر ہے ابن آدم کو
 یہ ٹولہ ہے اہلیسوں کا، کہہ دو سارے عالم کو
 ہو قادیان یا پھر ربوہ ہو، میخانے ہیں افرنگ کے یہ
 یوں نگ شرافت کہئے انہیں، اسلام کی راہ میں تنگ ہیں یہ
 جمہور تقاضا کرتی ہے، یہ کفر کی بستی ختم کرو
 یہ جاسوسوں کا ڈیرہ ہے، اس ڈیرے کو بھی ختم کر دو
 ورنہ پھر میدان میں ہیں، سمجھو کہ کفن بردوش بھی ہیں
 ہم ختم نبوت کے وارث، اس راہ میں سرفروش بھی ہیں
 تم سانپوں کے رکھوالے ہو، کیوں دودھ پلاتے ہو ان کو
 یہ پاک وطن کے دشمن ہیں، تم دوست سمجھے ہو جن کو
 ہمت تو کرو جاننا زور، یہ بیڑہ ڈوبنے والا ہے
 تم دیکھتے ہو دجالوں کا، اس دنیا میں منہ کالا ہے



آجھ کو بتاؤں کہ بہت خوار ہے مرزا

آجھ کو بتاؤں کہ بہت خوار ہے مرزا
 اہلیس کے پھندے میں گرفتار ہے مرزا
 فرعون کو جس نفس نے دریا میں ڈبویا
 اس نفس خبیث کا پرستار ہے مرزا
 سلطان کی غلامی میں ملی جس کو نبوت
 رسوائے زمانہ، وہ سیاہ کار ہے مرزا
 مرگٹ کی طرح رنگ بدلنا پڑا جس کو
 پھر بھی رہا ناکام، وہ مکار ہے مرزا
 اپنوں کو اور بیگانوں کو دھوکہ دیا جس نے
 خود بھی رہا دھوکے میں وہ عیار ہے مرزا
 تھی جس کے رگ و ریشہ میں انگریز پرستی
 انگریز کا پالا ہوا غدار ہے مرزا
 جس دل پر لگی مہر، بصیرت گئی جس کی
 اور سب بصارت ہوئی وہ عار ہے مرزا
 دن جس نے گزارے مرض کفر میں سارے
 اور شس سے ہوا مس نہ وہ کار ہے مرزا
 ساقی نے دیئے جام جو چٹنی کو مسلسل
 پی پی کے کہا اس نے کہ مرزا ہے مرزا



جھوٹا نبی

حکیم محمد شریف خاں منتظر درانی

وہ کاذب ہے اکذب ہے جھوٹا نبی ہے
وہ جھوٹا ہے مہدی وہ شیطان جلی ہے
کبھی ہے بروزی کبھی ہے وہ غلی
حقیقت میں اگر یہ کا ہے مصلی
مسلمہ طلحہ کا ہے وہ برادر
وہ دریائے کذب و ریا کا شادر
وہ بیگم محمدی پہ مرتا رہا ہے
سدا اس کی فرقت میں جلتا رہا ہے
فقط ٹپٹی ٹپٹی ہے پیغام اس کا
جہنم کے ماتھے پہ ہے نام اس کا
نہ کی نہ مدنی وہ ہے قادیانی
کہیں اس کو ابلیس و دجال مانی
منافق ہے کافر ہے دجال ہے وہ
کہ جھوٹی نبوت کی فٹ ہال ہے وہ
وہ شیطان مجسم ہے نیکار بھی ہے
سنو منتظر کہ وہ بدکار بھی ہے



غازی ختم نبوت

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

سید عارف محمود کچھوڑی، گجرات

اللہ اللہ دین حق کی آبرو غازی ختم نبوت، ضمیمہ اسلام تھا
مرد غازی، مرد حق، مرد خدا بالیقین قدرت کا اک العام تھا
عزم و ہمت کا بجا تھا تاجدار استقامت کا تھا وہ کوہ و کار
اپنے قول و فعل سے ثابت کیا خود کو محبوب خدا ﷺ کا جال دار
غازی ختم نبوت، مرد حق آج بھی تھا یہ جہاں کو نگر ہے
جرات و مردانگی کی سلطنت حق نے کی کیا راہ تیری نذر ہے
جان کو رکھ کر ہتھیلی پر چلا حرمت سرکار ﷺ کی شاہراہ پہ
کوئی بھی نہ چال باطل کی ہوئی کارگر، اس مرد حق آگاہ پہ
دار کو چوما بنام مصطفیٰ ﷺ عزت و توقیر بخشی جیل کو
غازی ختم نبوت کے سبب مل گئی اکسیر دین کی نیل کو
اہل سنت کی بڑھائی آبرو لاج رکھی ہے رن اور دار کی
ظلمتہ تجھ سے شجاعت کو ملا شان ہے تو جرات اقلہار کی
زندگی بھر ہے رہا بخش نظر عظمت ختم نبوت کا فروغ
تیرا ہم پایہ نہیں کوئی کہیں کچھ نہیں اس میں ذرا سا بھی دھوغ
قادیانی کا کیا بند ناطقہ کی سدا تردید ہے مرؤدہ کی
تیری ثروت پر ہوں رب کی رحمتیں راہ تو نے کفر کی مسدودہ کی

تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے

سنو محمد ﷺ کا نام نای زبان اپنی پہ لانے والو
اسی کے صدقے سے ملنے والی کتاب ہستی سجانے والو
اسے حرا میں رلانے والو
اسے محبت جتانے والو

مگر محمد ﷺ کے دشمنوں سے، محبتوں کو بڑھانے والو
تمہارے اندر نبی ﷺ کی الفت کی اک رمت بھی نہیں رہی ہے
تمہارے چہرے پہ اس کی یادوں کی ایک جھلک بھی نہیں رہی ہے
نبی ﷺ سے عشق دو فاجحانے کے دعویدارو
ذرا محمد ﷺ کے پیار کا اپنے واسطے تم مقام دیکھو
گر بیاں اپنے بھی جھانک دیکھو
اس نبی ﷺ کی محبتوں کا مقام دیکھو
کہ جس نے امت سے پیار کرنے پر چن طائف میں زخم کھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے اپنے

تمام آنسو خدا کے آگے تمہاری خاطر ہی ہیں بہائے
شہید دندان بھی کرائے! شدید صدمات بھی اٹھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے تم کو ہیں درس انسانیت سکھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے تمہارے پیار خاطر ہی اپنا آبائی شہر چھوڑا
وہی محمد ﷺ کہ جس نے فاقے تو کر لئے پر تم سے عہد وفا کو توڑا
وہی محمد ﷺ کہ جس کے ہونٹوں سے پتھروں کے عوض دعاؤں کے پھول برسے
وہی محمد ﷺ کہ جس کی چند مسکراہٹوں پر خدا تمہارے گناہ بخشے

اسی کی روح عظیم تمہاری الفتوں کو تلاش کرنے میں سرگرم ہے
مگر تمہاری محبتوں کے خزانے خالی پڑے ہیں لوگو!
تمہارے آقا ﷺ تمہاری غیرت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو
نبی کے دشمن بڑے ہیں لوگو، کفر کے پہرے کڑے ہیں لوگو
مگر ہم اپنی محبتوں پر

رسول ﷺ سے بے وفا ہوں کے لبادے اوڑھے کھڑے ہیں لوگو!
ہمارے آقا ﷺ ہماری چاہت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو!
سنو! محمد ﷺ کا نام سننے ہی آنسوؤں کو بہانے والو!
سنو! محمد ﷺ کے منہ سے نکلے حروف کو سچ کھانے والو!
سنو! نبی ﷺ کے نقوش پاکی تلاش میں نکلے راستوں کو مٹانے والو!
سنو! محمد ﷺ کے دشمنوں سے محبتوں کو بڑھانے والو!
تمہیں ذرا بھی خبر نہیں ہے

کہ قادیانی تمہارے آقا ﷺ کی عصمتوں کو
طویل مدت سے ماند کرنے میں سرگرم ہیں
وہ کب سے تمہاری بے بسی اور بے حسی پر
خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں
نبی ﷺ کے دیں کو مٹا رہے ہیں
بنائے اسلام ڈھا رہے ہیں

تمہیں تمہارے عظیم آباء سے ملنے والی
میراث عشق محمدی ﷺ کو مٹا رہے ہیں
سنو! محمد ﷺ کا دیں بچانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
تفرقہ بازی کے بت گرانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نجات قادیان مٹانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نبی ﷺ سے عہد وفا نبھانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
سنو! محمد ﷺ کے بے وفاء
تمہیں کو اپنے نبی ﷺ سے وعدے نبھانے ہوں گے

تمہیں کو امت کو ایک رستے پہ لانا ہوگا
تمہیں کو ہی دشمنان امت دہانے ہوں گے
تمہیں کو فتنہ قادیان کو مٹانا ہوگا
نبی ﷺ سے عشق دو فائدہ بھانے کے دعویدارو!
تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے
خدا بھی جھٹکے ہوؤں کے رستے سنوارتا ہے
چلو خدا را!

مناقت کے قہقہے لپا دے اتار ڈالیں
نبی ﷺ کے دشمن اُجاڑ ڈالیں
خدا کی رحمت، اُڑ ڈالیں
چلو کہ فتنہ قادیان کو
جڑوں سے اس کی اکھاڑ ڈالیں
چلو کہ ایسے لہو کو عشق محمدی ﷺ پر شار ڈالیں

عالم برزخ

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے۔ اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو۔ برزخ میں کسی کو آرام اور کسی کو تکلیف۔ عقیدہ۔ ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی۔ جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لئے آتے ہیں اور اس شخص کے دہنہ بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنہ بائیں عذاب کے۔ اس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے مگر اس وقت کا ایمان معتبر نہیں اس لئے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہو گئیں۔

عبدالرسول رب سیاف

تعارف کنز الایمان سوسائٹی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے اسلام اس عظیم شخصیت کے کارناموں سے بخوبی واقف ہے۔ خصوصاً تصنیف و تالیف میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے جہاں انہوں نے مختلف علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتب تصنیف کیں وہاں انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ بنام ”کنز الایمان“ بھی کیا۔ ترجمہ ان کی دوسری تصانیف کی طرح ان کے عشق رسول ﷺ کا آئینہ دار ہے۔ ”کنز الایمان سوسائٹی“ کا قیام اس ترجمہ قرآن حکیم کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں مارچ 1983ء میں عمل میں آیا۔

اغراض و مقاصد

اردو ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ کی اشاعت و مفت تقسیم۔

اختر رضا لائبریری کا قیام۔

اعلیٰ حضرت فری و پشتری کا قیام۔

مجلس بخش سائنس کالج کا قیام۔

اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت کے لئے غیر ملکی طلبہ و طالبات

کتب و رسائل کی معیاری اشاعت و تقسیم۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ”قومی امام احمد رضا کانفرنس“

کا انعقاد۔

اسلامی قومی، تہواروں پر خصوصی اجتماعات کا اہتمام۔

درس قرآن وحدیث کا خصوصی اہتمام۔

انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہنا۔

خدمات کا مختصر جائزہ:

1۔ اختر رضا لائبریری:-

19 اکتوبر 1984ء کو دہلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ میں "اختر رضا لائبریری" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ لائبریری منیرہ علی حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد اختر رضا خان لاہوری مدظلہ العالی صدر سنی جمعیت العلماء ہند کے نام نامی سے منسوب ہے۔ لائبریری میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہزاروں مفید ترین کتب اور 100 سے زائد رسائل و جرائد کے علاوہ اخبارات اور علمائے کرام کی تقاریر، نعت خوانی، اور دروس قرآن و حدیث کے آڈیو ویڈیو کیسٹ، سی ڈی عوام کے استفادہ کے لئے بلا معاوضہ موجود ہیں۔ قرب و جوار کے تشنگان علم شام کے اوقات میں لائبریری آکر سیر ہوتے ہیں لائبریری کے قیام سے لے کر اب تک کے اخبارات رسائل و جرائد کے فائل بھی موجود ہیں۔

2۔ قاری کلاس:-

سوسائٹی کی جانب سے چالیس روزہ قاری کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں سولہ سال سے پندرہ سال کی عمر تک کے احباب ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سینکڑوں طلباء اس کلاس کے ذریعے ناظرہ قرآن پاک پڑھ چکے ہیں۔ قاری کلاس کے طلباء کے کورس کی کتابیں اور کتابیاں، پین وغیرہ سوسائٹی کی طرف سے مفت مہیا کی جاتی ہیں اور کلاس کے اختتام پر اسناد و دیگر کتب کے علاوہ مترجم قرآن پاک کنز الایمان کے نسخے بھی تمام طلبہ میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

3۔ مقدس اوراق کو بے حرمتی سے بچانا:-

سوسائٹی کی جانب سے قرآن حکیم و حدیث شریف کے مقدس اوراق کو دفتر میں جمع کر کے انہیں اسلامی طریقہ سے تلف کر دیا جاتا ہے۔

4۔ معاشرہ میں غیر شرعی حرکات روکنا:-

کنز الایمان سوسائٹی کی طرف سے اصلاح معاشرہ کے لئے مختلف مواقع پر علمی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں علمائے کرام اپنی بصیرت افروز تقاریر کے ذریعے معاشرہ میں موجود برائیوں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سوسائٹی کی طرف سے اصلاحی

پوسٹر بھی شائع کیے جاتے ہیں جن میں عوام کو غیر شرعی رسومات کو ترک کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت ہزاروں کی تعداد میں پوسٹر شائع کئے جا چکے ہیں۔

✽ محکمہ اوقاف سے اپیل (درگاہ حضرت میاں میر رحمہ اللہ کے بارے میں)

✽ کیا حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے کہا تھا یا کیا تھا کہ؟

✽ اپیل بنام اسٹنٹ کمشنر صاحب (جشن عید میاں دالہی علیہ السلام کے موقع پر اسکے واسطے)

وغیرہ کے بارے میں)

✽ آخری چار شعبہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

5۔ کتب و رسائل کی اشاعت:-

سوسائٹی کی طرف سے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت کتب و رسائل لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

☆ لکھ قلمیہ	☆ روزہ الفضل وصال
☆ چالیس احادیث نبوی ﷺ	☆ نماز مترجم
☆ وصایا قمریہ	☆ محمد رسول اللہ ﷺ قرآن میں
☆ شاہ فہد کے نام مکتوب گرامی	☆ حقوق والدین
☆ رہبر و راہنما	☆ تاثیر قرآن
☆ شب برأت کی حقیقت	☆ سورہ طہین شریف
☆ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو	

☆ کیا عاتقانہ نماز جنازہ سنت نبوی ہے؟

☆ کنز الایمان سوسائٹی و اختر رضا لائبریری ارباب فکر و نظر اور مشاہیر کی نظر میں کئی ایک مسودے سرمایہ کمی کے پیش نظر اشاعت کے منتظر ہیں۔

6۔ قومی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد:-

سوسائٹی کے زیر اہتمام 1987ء سے الحمد للہ لاہور میں امام اہلسنت امام احمد رضا رحمہ اللہ کی یاد میں ہر سال ملکی سطح پر "قومی امام احمد رضا کانفرنس" نہایت تزک و احتشام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوتی ہے جس میں ملک بھر سے علماء مشائخ دانشور، شاعر، ادیب، قانون دان، اور صحافی

دیگر امام اہل سنت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

7:- ماہنامہ ”کنز الایمان“ لاہور کا اجراء:-

سوسائٹی کے زیر اہتمام مارچ 1991ء سے انگریزی اور اردو میں ماہنامہ ”کنز الایمان“ کا اجرا کیا جا چکا ہے جس کے ذریعے دین اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی اشاعت و ترویج کا کام کیا جا رہا ہے۔

8:- خصوصی اجتماعات:-

سوسائٹی کے زیر اہتمام ہر سال رمضان المبارک کے دوران جامع مسجد قاسم خان لاہور چھاؤنی میں چھٹی کے دن بعد نماز فجر درس قرآن کے اجتماعات ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں لاہور کی مختلف مساجد میں

☆ 3 رمضان المبارک کو حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے یوم وصال پر

☆ 10 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے یوم وصال اور فتح مکہ کے موقع پر۔

☆ 17 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یوم وصال اور جنگ بدر کے موقع پر۔

☆ 21 رمضان المبارک کو خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر اور 26 رمضان المبارک کو جشن نزول قرآن کے موقع پر روحانی محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

روحانی محافل بعد نماز عصر ہوتی ہیں۔ اور افطاری کا بھی انتظام ہوتا ہے اس کے علاوہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بعد نماز عصر اختر رضا لاہوری میں محفل میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

9:- محفل نعت:-

امام احمد رضا کے یوم وصال (انگریزی حساب سے) کے موقع پر 2000ء سے اکتوبر کے

آخری ہفتہ کو بعد نماز مغرب اختر رضا لاہوری میں سالانہ محفل نعت کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ جس میں ملک کے نامور نعت خواں حضرات کلام اعلیٰ حضرت پیش کرتے ہیں۔ اور کسی عالم دین کا بیان بھی ہوتا ہے۔

10:- ماہنامہ درس قرآن (برائے خواتین)

کنز الایمان سوسائٹی کی طرف سے جون 2004ء سے خواتین کے لئے ماہانہ درس قرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو سہ پہر سید فاؤنڈیشن سکول دہلی روڈ صدر بازار لاہور چھاؤنی میں ہوتا ہے۔ مبلغات جامعہ سراجیہ نعیمیہ درس قرآن دیتی ہیں۔

11:- کنز الایمان نعت اکیڈمی کا قیام:-

جولائی 2004ء سے ”کنز الایمان نعت اکیڈمی“ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ کلاس ہر اتوار کو بعد نماز مغرب دفتر کنز الایمان سوسائٹی 1422/6 دہلی روڈ صدر بازار لاہور چھاؤنی میں ہوتی ہے۔ نعت خوانی سیکھنے کے خواہش مندوں کے لئے اچھا موقع ہے۔

12:- بڑی گیارہویں شریف:-

2006ء سے ہر سال نوٹ صدائی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی یاد میں عظیم الشان محفل بڑی گیارہویں شریف (ربیع الآخر) کا انعقاد کیا جاتا ہے نامور علماء حضرات خطاب کرتے ہیں۔

13:- ماہانہ درس قرآن (برائے مرد و حضرات):-

2007ء سے لاہور صدر کی مساجد میں ماہانہ درس قرآن (برائے مرد) کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ نامور کالرز درس قرآن دیتے ہیں۔

14:- روحانی اعتکاف:-

ستمبر 2009ء سے روحانی اعتکاف کا اہتمام بھی کیا جا رہا ہے۔ معقلین کو علماء کبار حضرات لیکچر کے ذریعے تربیت کرتے ہیں۔ معقلین کے لئے سحری و افطاری کا باقاعدہ انتظام اہتمام کیا جاتا ہے۔

آئندہ عزم (انشاء اللہ تعالیٰ)

گنج بخش عیسیٰ فری سائنس کالج:-

مخدوم الاولیاء سند الواسطین حضرت علی جوہری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمہ اللہ کی یاد میں کالج کے قیام کا منصوبہ ہے۔ جہاں پر مستحق و نادار طلباء کی سرپرستی کی جائے گی اور ان کے تعلیمی

آراستہ کرنے کے لئے مفت تعلیمی سہولتیں فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ معاشرہ میں اپنا مقام بناسکیں۔
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فری ڈسپنری:-

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی یاد میں ”اعلیٰ حضرت فری ڈسپنری“ کے قیام کا منصوبہ ہے جہاں پر غریب و متوسط طبقہ کے افراد کا علاج معالجہ کی مفت سہولتیں دستیاب ہوں گی۔
قرآن پاک کی اشاعت و مفت تقسیم:-

دنیا کے دیگر مذاہب کی مقدس کتب کی تقسیم مفت ہوتی ہے ان کا کوئی ہدیہ نہیں لیا جاتا لیکن قرآن حکیم جو کہ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی الہامی کتاب ہے کو حاصل کرنے کے لئے ہدیہ دینا پڑتا ہے۔ ”کنز الایمان سوسائٹی“ کا سب سے اہم اور بڑا منصوبہ یہی ہے کہ قرآن پاک کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے اس کو مفت تقسیم کیا جائے۔ اس منصوبہ پر لاکھوں روپے کی لاگت آئیگی اس لئے اس کی اشاعت کے لئے ایک علیحدہ فنڈ قائم کر دیا گیا ہے جس میں صرف اشاعت قرآن پاک کے لئے فنڈ جمع ہوگا اس کا نام ”کنز الایمان فنڈ“ ہے قرآن پاک اردو ترجمہ کے علاوہ دنیا کی دیگر زبانوں میں علیحدہ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

کنز الایمان سوسائٹی اپنے ان عظیم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے لیکن اس گراں دور میں علوم و فنون اور قرآن کی خدمت کچھ آسان کام نہیں ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب ثروت حضرات سوسائٹی کی سرپرستی فرماتے ہوئے مقدور بھر تعاون فرمائیں تاکہ یہ منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔

ترسیل ذر کا پتہ

محمد نعیم طاہر رضوی۔ بانی و صدر

کنز الایمان سوسائٹی دہلی روڈ لاہور کینٹ۔ پاکستان

پوسٹ کوڈ:- 54810 فون نمبرز:- 36681927 - 36680752

موبائل:- 0333-4284340

بذریعہ چیک ڈرافٹ بنام ”کنز الایمان“ کا بنوا کر بھیجیں۔

حبیب بینک لمیٹڈ لاہور کینٹ۔ برانچ اکاؤنٹ نمبر 5685-71